

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# درسِ ابوداؤد

يعنى

(السنن لأبي داؤد المترجم)

مع الترقيم، والتشكيل، والشرح، والتعيين، والتعريف المختصر للرجال  
الجزء الرابع (بقية كتاب الصلاة)  
(الحديث من ٧٢١ إلى ١٠٠١)

قد عني بإعداده ونشره بمساعدة شركة من العلماء مدبر مجمع الحديث بمراد آباد

محمد يامين منير أحمد القاسمي

بمشورة فضيلة الشيخ محمد يونس الموقر حفظه الله

شيخ الحديث بالجامعة الإسلامية مظاهر العلوم بسهارنפור

تحت إشراف فضيلة شيخ الحديث بجامعة قاسمية مدرسه شاهی بمراد آباد

عبد السلام القاسمي

مجمع الحديث بمراد آباد (الهند)

TEL&FAX:00915912416559

MOB:00966507434615#00919997484366#9358167528

E.mail:yameenmadani@yahoo.com

درس البوداؤ ويعنى السنن لأبي داؤد المترجم الجزء الرابع (كتاب الصلاة) من الحديث (٧٢١) إلى الحديث (١٠٠١)

مؤلف :- محمد يامين منير أحمد القاسمى

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# درسِ ابوداؤد

يعنى

(السنن لأبي داؤد المترجم)

مع الترقيم، والتشكيل، والشرح، والتعيين، والتعريف المختصر للرجال  
الجزء الرابع (بقية كتاب الصلاة)  
(الحديث من ٧٢١ إلى ١٠٠١)

قد عني بإعداده ونشره بمساعدة شركة من العلماء مديراً مجمع الحديث بمراد آباد

محمد يامين منير أحمد القاسمي

بمشورة فضيلة الشيخ محمد يونس الموقر حفظه الله

شيخ الحديث بالجامعة الإسلامية مظاهر العلوم بسهارنפור

تحت إشراف فضيلة شيخ الحديث بجامعة قاسمية مدرسه شاہي بمراد آباد

عبد السلام القاسمي

مجمع الحديث بمراد آباد (الهند)

TEL&FAX:00915912416559

MOB:00966507434615#00919997484366#9358167528

E.mail:yameenmadani@yahoo.com

(جملہ حقوق طبع محفوظ ہیں)

درسِ ابوداؤد (جلدِ رابع)

۸۹۶

محمد یامین منیر احمد القاسمی

باہتمام مجمع الحدیث مراد آباد

۱۴۲۹ھ ۲۰۰۸ء

305 روپیہ

نام کتاب

صفحات

مؤلف

ترتیب و تحقیق

سنِ طباعت

ہدیہ

ملنے کے پتے

0591-2416559

المکتبة المسلمة بمراد آباد. تلفون:

01336-224017

مکتبة طیبیة دیوبند. تلفون:

01336-223223

کتبخانة ذکریا دیوبند. تلفون:

فرید بکڈپو دلی

مکتبة حسینیة دیوبند

02646-276104

جامعة عربية قاسمية دارالعلوم کھروڈ

مکتبة فیض ابرار انکلیشور گجرات

فون: 02646-245143



## مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبة للمتقین والصلاة والسلام علی رسولہ الکریم أما بعد .

الہوداؤد شریف کی تدریس کے دوران مختلف شروحات کے ساتھ ساتھ مترجم الہوداؤد شریف کا مطالعہ کرنے کی بھی توفیق ہوئی جس کو دیکھ کر دل میں یہ رجحان پیدا ہوا کہ اگر الہوداؤد داور دیگر تمام صحاح ستہ کا ترجمہ کچھ اس طرح سے کیا جائے کہ موقع بموقع بین القوسین احادیث شریفہ کے مطلب و مفہوم کو بھی واضح کر دیا جائے تو شاید موجودہ صحاح ستہ مترجمہ کے مقابلہ زیادہ افادیت ہوگی۔۔۔ نیز لڑکیوں کے مدارس میں جب یہ بات دیکھنے میں آئی کہ وہاں کی اساتذہ اور طالبات تو صرف مترجم صحاح ستہ ہی کو پڑھتی اور پڑھاتی ہیں اور عام طور پر انکے علاوہ کسی اور شرح کا مطالعہ نہیں کرتیں تو میرا یہ خیال و رجحان اور بھی زیادہ مضبوط ہو گیا لہذا میں نے بہت سے علماء اور اساتذہ حدیث سے اسکی درخواست کی تو انہوں نے مجھ ہی سے کہا کہ یہ کام تم ہی کر لو نیز سب ہی نے اسکی افادیت کو تسلیم کیا۔ اسکے بعد میں نے مختلف شیوخ الحدیث سے اس بارے میں مشورہ کیا تو سب ہی نے میری حوصلہ افزائی کی اور فوراً کام شروع کرنے کا مشورہ دیا۔ اخیر میں جب میں نے اپنے مشفق استاذ و مربی جناب حضرت مولانا محمد یونس صاحب حفظہ اللہ شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور سے اس سلسلہ میں رائے و مشورہ لیا تو حضرت والا نے نہایت مخلصانہ دعاؤں کے ساتھ اثبات میں مشورہ دیا اور بڑے حوصلہ افزا کلمات ارشاد فرمائے۔ حضرت والا کی تائید و مشورہ کے بعد تو میرے خیال و رجحان نے عزم مصمم کی شکل اختیار کر لی اور میں نے اپنی کم علمی و کم مائیگی کے باوجود اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے اس کام کی شروعات کر دی۔

اور کام کی ترتیب یہ رکھی کہ سب سے پہلے موطا مالک اور مشکاة المصابیح سمیت تمام صحاح ستہ کی احادیث اور ابواب و کتب کو انٹرنیٹ اور مصری نسخوں کے مطابق مرقم کیا نیز مذکورہ بالا کتب متون کی جتنی بھی شروحات عربی، اردو اور فارسی میں مجھے دستیاب ہو سکیں ان کو بھی مرقم کیا تاکہ ترجمہ و تشریح کرتے وقت مراجعت و مطالعہ میں سہولت رہے۔ اور پھر ترجمہ و تشریح کے ساتھ ساتھ مکمل متن و سند کو با اعراب لکھنے اور ہر حدیث کے تحت اس کے رجال کی تعیین اور ان کے مختصر تعارف کو بھی ضروری رکھا اور اس تعارف کے دوران عام طور پر حافظ ابن حجر کے قول کو رائج رکھا ہے، دعاء فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس حقیر و ادنیٰ سی کوشش کو قبول فرما کر ذریعہ آخرت بنائے۔ آمین۔

اخیر میں میں یہ بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کام کے دوران جن جن حضرات نے جس جس طرح سے بھی تعاون کیا ہے انکا شکریہ ادا کر لوں۔ تو میں اپنے ہر طرح کے تمام معاونین کا شکر گزار ہوں اور بطور خاص شکر گزار ہوں حضرت مولانا محمد یونس صاحب شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔ سہارنپور۔ حضرت مولانا زین العابدین صاحب ناظم شعبہ تخصص فی الحدیث مظاہر علوم سہارنپور۔ حضرت مولانا مفتی عبداللہ صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم ہانسوڈ گجرات۔ حضرت مولانا محمد حنیف صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم کھر وڈ گجرات۔ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب مہتمم دارالعلوم کھر وڈ گجرات۔ حضرت مولانا محمد ایوب صاحب استاذ دارالعلوم کھر وڈ گجرات۔ حضرت مولانا جمیل الرحمن الحافظ صاحب۔ مولانا حشمت اللہ و مولانا خورشید احمد صاحبان اور الحاج محمد اکرم شمسی صاحب کا جبکہ مختلف قسم کے تعاون کے نتیجے میں یہ کام ہوا اور ہو رہا ہے۔ دعاء فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اسکی تکمیل کو آسان کر دے اور قبول فرما کر ذریعہ آخرت بنا دے۔ آمین۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العلمين والعاقبة للمتقين والصلاة والسلام

على رسوله الكريم أما بعد.

## كِتَابُ اسْتِفْتَاكِ الصَّلَاةِ

نماز شروع کرنے کا بیان (یعنی یہاں سے آگے وہ ابواب شروع ہو رہے ہیں جن میں ان باتوں کا بیان ہوگا جن سے نماز شروع ہوتی ہے)

(۱۱۷) بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ

(۱۱۷) نماز میں (یا نماز کے شروع میں) دونوں ہاتھوں کو اٹھانے کا بیان

الحديث / ۷۲۱ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ

عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَازِيَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ. وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً: وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ. وَأَكْثَرُ مَا كَانَ يَقُولُ: وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۲۱ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا احمد بن حنبل

نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا سفیان نے انہوں نے روایت کیا زہری سے انہوں نے سالم سے

انہوں نے اپنے والد سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ دیکھا ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہ جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے یہاں تک کہ ان کو مقابل کر دیتے اپنے مونڈھوں کے (واضح رہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانے کو جمہور تو مستحب کہتے ہیں لیکن داؤد طاہری، اوزاعی اور حمیدی وغیرہ اس کے وجوب کے قائل ہیں۔ نیز یہ ہاتھ اٹھانا تکبیر سے پہلے ہو یا بعد میں یا ساتھ میں اور ہاتھ اٹھاتے وقت کیا کیفیت ہو وغیرہ مسائل میں بہت تفصیل و اختلاف ہے جس کو مطولات میں دیکھا جاسکتا ہے۔ بہر حال آگے حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ) اور جب آپ ﷺ رکوع کرتے (تو جب بھی رفع یدین فرماتے) اور رکوع سے اپنے سر کو اٹھانے کے بعد بھی (یعنی قومہ میں رفع یدین فرماتے) اور کہا سفیان نے ایک مرتبہ و إذا رفع رأسه لیکن اکثر وہ بعد مایرفع رأسه من الركوع ہی کہتے تھے (واضح رہے کہ یہ احمد بن حنبل کا قول ہے اور وہ کہنا یہ چاہ رہے ہیں کہ ہمارے شیخ سفیان نے اکثر تو اس روایت کو بیان کرتے وقت و إذا أراد أن یسرع بعد مایرفع رأسه من الركوع ہی کے الفاظ بیان کئے لیکن ایک مرتبہ ہمارے شیخ سفیان نے ان الفاظ کی بجائے و إذا رفع رأسه کے الفاظ نقل کئے تھے۔ اور اس کے آگے ابن عمرؓ نے یہ بھی بیان کیا کہ) اور آپ ﷺ رفع یدین نہیں فرماتے تھے دونوں سجدوں کے درمیان (یعنی جلسہ میں رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔ واضح رہے کہ جمہور اسی کے قائل ہیں)۔

نوٹس:- واضح رہے کہ اس حدیث شریف کے تحت شرح حضرات نے بڑی تفصیلی بحثیں کی ہیں جن کے لئے مطولات ہی کا مطالعہ بہتر ہے۔ تاہم اتنی بات سمجھ لیں کہ اس حدیث شریف سے تکبیر تحریمہ اور رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت یعنی تین جگہ رفع یدین کرنا ثابت ہو رہا ہے اور دو سجدوں کے درمیان یعنی جلسہ میں اسکی نفی ثابت ہو رہی ہے۔ تکبیر تحریمہ کے علاوہ رکوع کرتے وقت اور قومہ میں رفع یدین کا مسئلہ نہایت مختلف فیہ ہے لیکن واضح رہے کہ یہ اختلاف استحباب اور عدم

استجاب کا ہے۔ بہر حال یہ بتایا ہی جا چکا کہ اس کی تفصیل کتبِ مطوّلہ ہی میں ملاحظہ فرمائیں۔

## تعارف رجالِ حدیث (۷۲۱)

۱۔ أحمد بن حنبل:۔ یہ مشہور امامِ فقہ و حدیث أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانیّ أبو عبد اللہ المروزیّ ثم البغدادیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷) اور (۲۳۸)۔

۲۔ سفیان:۔ یہ سفیان بن عیینہ بن أبی عمران میمون الہلالیّ أبو محمد الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔

۳۔ الزہری:۔ یہ محمد بن مسلم۔ ابن شہاب۔ الزہریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۹)۔

۴۔ سالم:۔ یہ سالم بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب القرشیّ العدویّ أبو عمر أو أبو عبد اللہ المدنیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۸۱)۔

۵۔ عن أبیہ:۔ اس میں أبّ سے مراد حضرت سالم کے والد حضرت عبد اللہ بن عمر بن الخطاب القرشیّ العدویّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱) اور (۱۲)۔

۶۔ قال سفیان:۔ یہ سفیان بن عیینہ بن أبی عمران میمون الہلالیّ أبو محمد الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔

الحديث / ۷۲۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمَصِيُّ حَدَّثَنَا

بَقِيَّةُ حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ وَ

هُمَا كَذَلِكَ فَيَرْكَعُ، ثُمَّ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْفَعَ صَلَّيْهِ رَفَعَهُمَا حَتَّى تَكُونََا حَدْوًا مَنكِبَيْهِ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي السُّجُودِ وَيَرْفَعُهُمَا فِي كُلِّ تَكْبِيرَةٍ يَكْبِرُهَا قَبْلَ الرُّكُوعِ حَتَّى تَنْقَضِيَ صَلَاتُهُ).

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۲۲ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمد

بن مصطفیٰ حمصی نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا بغیہ نے انہوں نے کہا ہم سے زبیدی نے زہری سے نقل کرتے ہوئے بیان کیا (زہری نے) سالم سے روایت کیا سالم نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے (اور تکبیر تحریمہ کہتے) تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے (اور) یہاں تک (اٹھاتے کہ) وہ (دونوں ہاتھ) آپ ﷺ کے مونڈھوں کے مقابل ہو جاتے۔ پھر (یعنی قراءت وغیرہ کے بعد) تکبیر کہتے اس حال میں کہ وہ دونوں (ہاتھ) اسی طرح (یعنی اٹھے ہوئے ہوتے) پھر رکوع فرماتے (یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد قراءت وغیرہ فرما کر دونوں ہاتھوں کو مونڈھوں تک اٹھاتے، رفع یدین فرماتے اور پھر رکوع کے لئے جھکتے۔ صاحب المنہل نے لکھا ہے کہ اس عبارت میں یہ اشارہ ہے کہ یہ والا رفع یدین رکوع کی تکبیر کے مقارن اور ساتھ ساتھ ہوتا تھا) پھر جب آپ ﷺ اپنی پیٹھ (و کمر) کو اٹھانے کا ارادہ فرماتے (یعنی رکوع سے اٹھتے) تو اٹھاتے ان دونوں (ہاتھوں) کو یہاں تک کہ ہو جاتے وہ دونوں (ہاتھ) آپ ﷺ کے مونڈھوں کے مقابل (یعنی رکوع سے اٹھتے وقت بھی رفع یدین فرماتے) پھر سمع اللہ لم حمدہ کہتے (صاحب عون المعبود وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس جملہ کا تقاضہ و مطلب یہ نکلتا ہے کہ رکوع سے اٹھتے وقت کے رفع یدین کی ابتداء آپ ﷺ رکوع سے اٹھنے کی ابتداء کے ساتھ فرماتے تھے) اور نہیں اٹھاتے تھے آپ ﷺ اپنے ہاتھوں کو سجدوں میں (یعنی نہ سجدہ میں جاتے وقت اور نہ سجدہ سے اٹھتے

وقت) اور اٹھاتے تھے ان دونوں (ہاتھوں) کو ہر اُس تکبیر کے وقت جس کو کہتے رکوع سے پہلے یہاں تک کہ پوری ہو جاتی آپ ﷺ کی نماز (یعنی ہر ایک رکعت میں رکوع سے پہلے رفعِ یدین فرماتے۔ واضح رہے کہ صاحبِ المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ ابنِ عمرؓ نے اس جملہ کو لا کر غالباً یہ بتانا چاہا ہے کہ رکوع سے پہلے ہر رکعت میں آپ ﷺ رفعِ یدین فرماتے تھے لہذا کسی کو یہ اشکال نہ ہو کہ رکوع سے پہلے کا رفعِ یدین آپ ﷺ صرف پہلی رکعت میں فرماتے تھے)۔

نوٹس:- اس حدیث شریف سے بھی تکبیر تحریمہ والے رفعِ یدین کے ساتھ ساتھ رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفعِ یدین کرنا ثابت ہو رہا ہے اور سجدہ میں جاتے اور سجدہ سے اٹھتے وقت رفعِ یدین کی نفی ہو رہی ہے۔ رفعِ یدین کی مزید تفصیلات و اختلافات اور دلائل کے لئے مطولات کا ہی مطالعہ فرمائیں)۔

## تعارف رجال حدیث (۷۲۲)

۱۔ محمد بن المصطفیٰ:- سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ یہ جو المصطفیٰ ہے اس کے بارے میں ابنِ رسلان نے صراحت کی ہے کہ یہ میم کے ضمہ۔ صاد کے فتح اور فاء کی تشدید کے ساتھ ہے۔ بہر کیف یہ محمد بن المصطفیٰ بن بھلول أبو عبد اللہ الحمصی ہیں۔ ابو حاتم نے ان کو صدوق کہا ہے۔ صالح بن محمد نے مخطّط نیز لکھا ہے وأرجو أن یکون صدوقاً وقد حدث بأحادیث مناکیر۔ ابنِ حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے مگر وکان یخطئ کانوٹ لگایا ہے۔ اور حافظ نے ان کو صدوق راوی لکھا ہے مگر لکھا ہے له أوهام وکان یدلس اور دسویں طبقہ میں شمار کرتے ہوئے وفات ۲۴۶ھ میں بتائی ہے۔

۲۔ بقیة:۔ یہ بقیة بن الولید بن صائد بن کعب الکلاعی أبو یحمد الحمصی

ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۵)۔

۳۔ الزییدی: یہ محمد بن الولید بن عامر الزییدی ابو الہذیل الحمصی

ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۳۵)۔

۴۔ الزہری: یہ محمد بن مسلم۔ ابن شہاب۔ الزہری ہیں۔ دیکھیں حدیث (۹)۔

۵۔ سالم: یہ سالم بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب القرشی العدوی ابو عمر

أو أبو عبد الله المدني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۸۱)۔

۶۔ عبد اللہ بن عمر: آپ عبد اللہ بن عمر بن الخطاب القرشی العدوی

ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱) اور (۱۲)۔

### الحديث ۷۲۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مَيْسَرَةَ

الْجُشَمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ حَدَّثَنِي  
عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ: ((كُنْتُ غُلَامًا لَا أَعْقِلُ صَلَاةَ أَبِي فَحَدَّثَنِي  
وَائِلُ بْنُ عُلْقَمَةَ عَنْ أَبِي وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: ((صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ  
فَكَانَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ. قَالَ: ثُمَّ التَّحَفْتُ ثُمَّ أَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ وَأَدْخَلَ يَدَيْهِ فِي  
ثَوْبِهِ. قَالَ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ أَخْرَجَ يَدَيْهِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ مِنْ  
الرُّكُوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ سَجَدَ وَوَضَعَ وَجْهَهُ بَيْنَ كَفْيَيْهِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ  
السُّجُودِ أَيْضًا رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ)).

قَالَ مُحَمَّدٌ: فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلْحَسَنِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ فَقَالَ: هِيَ صَلَاةُ



رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَعَلَهُ مَنْ فَعَلَهُ وَتَرَكَهُ مَنْ تَرَكَهُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ، رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ هَمَامٌ عَنْ ابْنِ جُبَادَةَ، لَمْ يَذْكُرِ الرَّفْعَ  
مَعَ الرَّفْعِ مِنَ السُّجُودِ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۲۳ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عبید اللہ بن عمر بن میسرہ ہنسی نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عبد الوارث بن سعید نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا محمد بن جُدادہ نے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا عبد الجبار بن وائل بن جُر نے (اور دورانِ بیان) کہا کہ میں ایک ایسا بچہ تھا کہ نہیں سمجھتا تھا اپنے والد کی نماز کو (واضح رہے کہ تقریباً تمام ہی شرح حضرات نے اس قال کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کے فاعل و قائل عبد الجبار بن وائل ہیں جس سے یہ معلوم و ثابت ہوتا ہے کہ یہ یعنی عبد الجبار اپنے والد وائل بن حجر کی حیات ہی میں پیدا ہو چکے تھے کیونکہ جب ہی تو کہہ رہے ہیں کنت غلاماً لا أعقل صلاة أبي چنانچہ ذہبی نے اسی جملہ سے استدلال کرتے ہوئے ان لوگوں کا رد کیا ہے جنہوں نے یہ کہا ہے کہ عبد الجبار بن وائل اپنے والد کی وفات کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔ جبکہ جمہور محدثین کا خیال یہی ہے کہ یہ یعنی عبد الجبار اپنے والد کی وفات کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔ اب جمہور محدثین کے قول کو سامنے رکھتے ہوئے شرح حضرات نے اس جملے کنت غلاماً الخ کی مختلف توجیہات کی ہیں۔ صاحبِ بذل نے لکھا ہے کہ ”لا أعقل الخ“ کا مطلب یہ ہے کہ لا أحفظ صلاة أبي لاني ولدت بعد موت أبي فكيف يمكن أن أعقل وأحفظ صلاة أبي۔ لیکن صاحبِ بذل کی اس توجیہ کے صحیح اور قابلِ قبول ہونے سے اس جملہ میں موجود کنت غلاماً کے الفاظ مانع ہیں۔ صاحبِ المنہل کا خیال یہ ہے کہ کنت غلاماً لا أعقل صلاة أبي کے کہنے والے عبد الجبار ہیں ہی نہیں بلکہ اس کے قائل تو ان کے بھائی علقمة بن وائل

ہیں جیسا کہ ابوبکر بزار نے اسی کی صراحت کی ہے۔ لیکن کچھ دوسرے حضرات نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا ہے کیونکہ اگر یہ علقمہ بن وائل کا قول ہوتا تو وہ لا عقل صلاة أبي کیوں کہتے اس لئے کہ انہوں نے تو اپنے والد حضرت وائل سے صلاة رسول اللہ ﷺ کی کیفیت بصیغہ تحدیث نقل و بیان کی ہے۔ نیز آگے فحدثنی وائل بن علقمہ أو علقمة بن وائل بھی اس کی نفی کر رہا ہے کہ اس کے یعنی لا عقل صلاة أبي کے قائل عبد الجبار نہیں بلکہ ان کے بھائی علقمہ ہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو وہ یعنی علقمہ اپنے اور اپنے باپ کے درمیان کسی واسطہ کا ذکر کرتے یا پھر ڈاکٹر اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے ڈاکٹر فحدثنی أبي وائل بن حجر کہتے جبکہ کہا گیا ہے فحدثنی وائل بن علقمة أي علقمة بن وائل عن أبي وائل بن حجر۔ ناچیز کے خیال میں ذہبی کی بات زیادہ صحیح معلوم ہو رہی ہے کہ اس جملے کنت غلاماً لا عقل الخ کے قائل حضرت عبد الجبار بن وائل بن حجر ہی ہیں اور یہ اپنے والد کی حیات میں پیدا ہو چکے تھے۔ واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب۔ بہر حال آگے علقمہ بن وائل یا عبد الجبار بن وائل کہہ رہے ہیں اور بیان کیا مجھ سے وائل بن علقمہ نے میرے والد وائل بن حجر سے نقل کرتے ہوئے (یہ کہ انہوں نے یعنی میرے والد وائل بن حجر نے اُن سے) بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور (اس میں یعنی دورانِ نماز آپ ﷺ کی کیفیت یہ بھی) تھی کہ جب آپ ﷺ نے تکبیر کہی یعنی افتتاحِ صلاة کے لئے تکبیر تحریمہ کہی یا کہنے کا ارادہ فرمایا تو اپنے دونوں ہاتھوں کو (مونڈھوں کے مقابل تک) اٹھایا (اور آگے حضرت وائل نے بیان کرتے ہوئے) فرمایا کہ پھر آپ ﷺ نے (اپنے کپڑے سے) تستر کیا (یعنی اپنے دونوں ہاتھوں کو کپڑے، چادر کے اندر کر لیا اور غالباً اس تستر یعنی اپنے ہاتھوں کو کپڑے کے اندر داخل کرنے کی وجہ یا تو سخت سردی تھی یا اس کی وجہ یہ بتانا تھا کہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ اوقات میں ہاتھوں کا نہ کھولنا اور کپڑوں کے اندر کئے رہنا بلا کراہت جائز ہے۔ بہر حال آپ ﷺ نے تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد اپنے ہاتھوں کو اپنے

کپڑے چادریا آستینوں کے اندر کرنے کے بعد) پھر آپ ﷺ نے پکڑا اپنے بائیں (ہاتھ) کو اپنے دائیں (ہاتھ) سے (یعنی نیت باندھی سینہ پر یا ناف کے نیچے) اور داخل کر لیا اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے کپڑے (یعنی چادریا آستینوں) میں (واضح رہے کہ یہ یعنی وادخل یدیه فی ثوبہ کے الفاظ پر مشتمل جملہ۔ جملہ مؤکدہ اور تاکید ہے پیچھے مذکور ثم التَّحَف کی کیونکہ یہی بات ثم التَّحَف میں بھی آچکی تھی۔ اور اس کے بعد بیان کرتے ہوئے حضرت وائلؓ نے) فرمایا کہ پھر جب (قراءت وغیرہ سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے) رکوع کرنے کا ارادہ فرمایا تو اپنے دونوں ہاتھوں کو (کپڑے یعنی چادر یا آستینوں سے) باہر نکالا پھر ان کو اٹھایا (یعنی رکوع میں جانے سے پہلے بھی رفع یدین فرمایا۔ واضح رہے کہ ابنِ رسلان نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کے رکوع میں جانے سے پہلے اپنے ہاتھوں کو کپڑے سے باہر نکالنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رکوع میں جانے کے لئے بھی اپنے ہاتھوں کو کھولنا یعنی کپڑے وغیرہ سے باہر نکالنا مستحب ہے۔ آگے حضرت وائلؓ بیان کرتے ہیں) اور جب آپ ﷺ نے رکوع سے اپنے سر کو اٹھانے کا ارادہ فرمایا تو (بھی) اپنے ہاتھوں کو اٹھایا (یعنی رفع یدین فرمایا) پھر آپ ﷺ نے سجدہ کیا اور رکھا اپنے چہرہ کو اپنے دونوں ہاتھوں (پہونچوں) کے درمیان۔ اور جب اٹھایا اپنے سر کو سجدہ سے تو بھی اپنے دونوں (ہاتھوں) کو اٹھایا (یعنی سجدہ سے اٹھتے وقت بھی آپ ﷺ نے رفع یدین فرمایا۔ واضح رہے کہ سجدہ سے اٹھتے وقت رفع یدین کے صرف ابوبکر بن منذر۔ طبری اور بعض اہل حدیث قائل ہیں اور اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں لیکن جمہور سجدہ سے اٹھتے وقت رفع یدین کے قائل نہیں ہیں اور اس حدیث کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ ابتداء اور شروع میں تو تھا لیکن بعد میں منسوخ ہو گیا کیونکہ بہت ساری صحیح احادیث صراحت کے ساتھ یہ بتاتی ہیں کہ آپ ﷺ نے سجدہ سے اٹھتے وقت رفع یدین نہیں فرمایا۔ آگے حضرت وائلؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے یہ مذکورہ افعال (کئے) یہاں تک کہ اپنی نماز سے فارغ ہو گئے (یعنی اسی طرح پوری نماز ادا فرمائی)۔

(اس حدیث کی سند میں جو ایک راوی ہیں) محمد (بن حجاجہ) ان کا بیان ہے (یعنی ابوداؤد) کہہ رہے ہیں کہ ہمارے شیخ نے اپنی سند سے ہمیں یہ بھی بتایا کہ محمد بن حجاجہ نے حدیث بیان کرتے وقت یہ بھی بیان کیا تھا کہ) پھر (یعنی اس حدیث کو عبد الجبار بن وائل سے سننے کے بعد جو کچھ اس میں تھا) میں نے وہ (سب کچھ حضرت) حسن بن ابی الحسن سے ذکر (وبیان) کیا تو انہوں نے (یعنی حضرت حسن بصری) نے (میری مکمل حدیث سن کر) فرمایا کہ یہی (اور ایسے ہی) تھی رسول اللہ ﷺ کی نماز۔ کیا اس کو (یعنی نماز میں آپ ﷺ سے ثابت افعال کو) اُن لوگوں نے جنہوں نے کیا (یعنی جن کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی انہوں نے اپنی نماز میں آپ ﷺ کے تمام افعال کی پیروی کی یا کہتے کرتے ہیں اور ان کو اس پر اجر و ثواب ملے گا) اور چھوڑ دیا اس کو (یعنی نماز میں آپ ﷺ سے ثابت افعال یا کہتے کہ رفع یدین کو) اُن لوگوں نے جنہوں نے اس کو (یعنی آپ ﷺ کے اس فعل رفع یدین کو) چھوڑا (پس ان کو اس کا ثواب و اجر تو ملے ہی گا نہیں مزید یہ لوگ اپنے اس ترک کی بناء پر ملامت کے بھی مستحق و حقدار ہوں گے)۔

اور فرمایا امام ابوداؤد نے کہ روایت کیا ہے اس حدیث (یعنی حدیث نمبر (۷۲۳)) کو ابن حجاجہ ہی سے ہمام نے بھی (لیکن) انہوں نے (اپنی روایت میں) سجدہ سے اٹھنے کے ساتھ (آپ ﷺ کے) رفع یدین کرنے کو ذکر نہیں کیا (واضح رہے کہ اس عبارت قال أبو داؤد الخ سے مصنف کی غرض اور مقصد یہ بتانا ہے کہ اس روایت کو محمد بن حجاجہ سے دو لوگوں نے ذکر کیا ہے ایک تو عبد الوارث نے دوسرے ہمام نے لیکن ان دونوں کی روایت میں ذرا سا فرق اور اختلاف ہے اور وہ یہ ہے کہ عبد الوارث نے تو اپنی روایت میں یہ بھی ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ نے سجدہ سے اٹھتے وقت بھی رفع یدین فرمایا تھا جبکہ ہمام نے اپنی روایت میں یہ بات ذکر نہیں کی ہے۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ مسلم شریف میں بھی یہ روایت مذکور ہے اور اس میں بھی سجدہ سے اٹھتے وقت رفع یدین مذکور نہیں ہے۔ بہر

حال اس قال ابوداؤد الخ سے نیز مسلم شریف کی روایت سے جمہور کی تائید ہوتی ہے نیز ابوبکر۔ طبری اور بعض اہل حدیث کا رد بھی ہوتا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

نوٹس:- ”فحدثني وائل بن علقمة“ اس میں جو وائل بن علقمة لکھا ہوا ہے اس کے بارے میں شرح حضرات نے بڑی تفصیل لکھی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بعض سندوں میں تو یہ اسی طرح ہے لیکن بعض میں علقمة بن وائل ہے اور زیادہ تر حضرات نے مثلاً حافظ وغیرہ نے اسی کو یعنی علقمة بن وائل ہی کو صحیح و درست بتایا ہے۔ نیز یہاں پر ایک بحث شرح حضرات نے یہ بھی لکھی ہے کہ علقمة بن وائل کا سماع اپنے والد حضرت وائلؓ سے ہے یا نہیں تو اس سلسلہ میں بھی دورائے ہیں ابن معین وغیرہ کا کہنا یہ ہے کہ ان کا سماع اپنے والد سے نہیں ہے اور جو روایت انہوں نے اپنے والد حضرت وائلؓ سے نقل کی ہے وہ مرسل ہے لیکن اکثر حضرات مثلاً ترمذی اور ذہبی وغیرہ کا قول یہ ہے کہ ان کا سماع اپنے والد سے ہے اور یہ اپنے بھائی عبد الجبار بن وائل سے بڑے ہیں اور اکثر شرح نے بھی یہی لکھا ہے کہ محقق اور صحیح بات یہی ہے کہ ان کا یعنی علقمة بن وائل کا سماع اپنے والد سے ہے۔

”عن أبي وائل بن حجر“ اس میں جو اُبی ہے یہ مرکب اضافی ہو کر مبدل منہ ہے اور اس کے بعد جو وائل بن حجر ہے یہ اسی سے بدل ہے اور اسی لئے ترجمہ ہوگا کہ انہوں نے یعنی وائل بن علقمة یا علقمة بن وائل نے نقل کیا میرے والد حضرت وائل بن حجر سے۔ واضح رہے کہ یہاں پر اگر عن اُبیہ ہوتا تو تو بالکل واضح تھا کہ ان سے پہلے جو وائل بن علقمة ہے وہ غلط ہے اور صحیح علقمة بن وائل ہی ہے لیکن چونکہ اُبی ہے اس لئے یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ وائل بن علقمة بھی صحیح ہو چنانچہ المیزان میں لکھا ہے کہ وائل بن علقمة لا يعرف۔ مگر الخلاصۃ میں جو یہ لکھا ہے کہ وائل بن علقمة عن وائل بن حجر الصواب عبد الجبار بن وائل عن اُبیہ علقمة بن وائل عن صلاة اُبیہ اس سے یہ پتہ لگتا ہے کہ صحیح و درست علقمة بن وائل ہے نہ کہ وائل بن علقمة۔ نیز حافظؒ نے تفریب میں

اور بھی واضح کر دیا ہے کہ عن عبد الجبار بن وائل عن وائل بن علقمة عن وائل بن حجر الصواب عن عبد الجبار بن وائل عن علقمة بن وائل عن أبيه ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔ اور صاحب المنہل نے اس حدیث کے تحت فقہ الحدیث کے عنوان سے لکھا ہے کہ اس حدیث شریف سے یہ چند باتیں بھی معلوم ہو رہی ہیں (۱) نماز کے اندر عملِ قلیل و سیر کرنے سے نماز باطل نہیں ہوتی (۲) دخول فی الصلاة یعنی نماز شروع کرتے وقت نیز رکوع کرتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنا مستحب ہے۔ واضح رہے کہ اس میں سے پہلی بات تو متفق علیہ ہے اور دوسری و تیسری مختلف فیہ ہے جس کے لئے مطولات کو دیکھ لیں (۳) رفع یدین کرتے وقت ہاتھوں کو کھولنا اور کپڑے وغیرہ سے باہر نکالنا بھی مستحب ہے (۴) سجدہ میں ہاتھوں کو اپنے کانوں کے مقابل رکھنا مستحب ہے۔ یہ بھی مختلف فیہ ہے (۵) نماز پڑھنے کے دوران اپنے داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے اوپر رکھنا اور سینہ پر نیت باندھنا مشروع و مستحب عمل ہے۔ یہ جو دوسری بات ہے یعنی سینہ پر نیت باندھنے والی بات یہ بھی مختلف فیہ ہے جس کے لئے مطولات کو دیکھ لیں۔

## تعارف رجال حدیث (۷۲۳)

۱۔ عبید اللہ بن عمر :- یہ عبید اللہ بن عمر بن میسرۃ الجشمی القواریری أبو سعید البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵) اور (۲۹)۔

۲۔ عبد الوارث :- یہ عبد الوارث بن سعید بن ذکوان التیمی العنبری أبو عبیدۃ التنوری البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴)۔

۳۔ محمد بن جُحادة :- یہ محمد بن جُحادة (بضم الجیم) الأودی الکوفی ہیں۔ احمد۔ عثمان بن ابی شیبہ۔ عجل اور نسائی نے ان کی توثیق کی ہے ابو حاتم نے بھی ان کی توثیق کی اور

ان کو صدوق راوی بتایا ہے۔ اور حافظؒ نے ان کو ثقہ راوی لکھا اور پانچویں طبقہ میں شمار کرتے ہوئے وفات ۱۳۱ھ میں بتائی ہے۔

۴۔ عبد الجبار بن وائل :- یہ عبد الجبار بن وائل بن حُجْر الحضرمي أبو محمد الكوفي ہیں۔ ابن معین۔ ابوحاتم۔ ابن جریر۔ یعقوب بن سفیان۔ یعقوب بن شبیبہ۔ دارقطنی اور حاکم نے ان کی توثیق کی ہے مگر سب ہی نے ان کے اپنے والد وائل بن حُجْر سے روایت کرنے میں کلام کیا ہے۔ امام بخاری کا کہنا ہے کہ ان کا اپنے والد سے سماع ثابت نہیں ہے کیونکہ ان کے والد کی ان کی پیدائش سے پہلے ہی وفات ہو چکی تھی۔ اور حافظؒ نے ان کو ثقہ راوی لکھا ہے نیز لکھا ہے کہ یہ اپنے والد سے مرسل روایت کرتے ہیں اور تیسرے طبقہ میں شمار کرتے ہوئے ان کی وفات ۱۱۲ھ میں بتائی ہے۔ واضح رہے کہ ان کے بارے میں کچھ تفصیل دورانِ شرح و ترجمہ بھی مذکور ہو چکی ہے۔

۵۔ وائل بن علقمة :- یہ تو دورانِ ترجمہ و شرح بھی بتایا جا چکا ہے کہ اگر یہ وائل بن علقمة ہیں تو لا یعرف اور مجہول ہیں لیکن اگر یہ علقمة بن وائل ہیں اور محققین کے نزدیک صحیح بھی یہی ہیں تو مندرجہ ذیل تفصیل ہے۔

۶۔ علقمة بن وائل :- یہ علقمة بن وائل بن حُجْر الحضرمي الكوفي ہیں۔ حافظؒ نے تقریب میں ان کو صدوق راوی لکھا ہے نیز لکھا ہے کہ ان کا اپنے والد سے سماع ثابت نہیں۔ لیکن واضح رہے کہ محقق قول یہ ہے کہ ان کا سماع اپنے والد سے ثابت ہے جیسا کہ دورانِ شرح و ترجمہ بتایا جا چکا ہے۔

۷۔ وائل بن حُجْر :- آپؒ جلیل القدر صحابی رسول ﷺ حضرت وائل بن حُجْر بن سعد بن مسروق بن وائل بن ضَمْعَج الحضرمي الکندی ہیں۔ ابن سعد نے ان کا کوفہ میں

سکونت پذیر ہونے والے صحابہؓ میں ذکر کیا ہے۔ ان کی وفات حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ کے دورِ ولایت میں ہوئی ہے۔

۸۔ قال محمد :- یہ محمد بن جُحَادۃ الأودیّ الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں اسی حدیث میں نمبر (۳) پر۔

۹۔ حسن بن أبی الحسن :- یہ حسن بن أبی الحسن البصریّ الزاهد ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷) اور (۲۷)۔

۱۰۔ أبوداؤد :- یہ مصنف کتاب الإمام سلیمان بن الأشعث أبوداؤد السجستانیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۱۱۔ ہمام :- یہ ہمام بن یحیٰ بن دینار العوذیّ أبوبکر البصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۹)۔

۱۲۔ ابن جُحَادۃ :- یہ محمد بن جُحَادۃ الأودیّ الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں اسی حدیث میں نمبر (۳) پر۔

الحديث / ۷۲۴ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ - يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ - حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلٍ حَدَّثَنَا أَهْلُ بَيْتِي عَنْ أَبِي، أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ ((أَنَّه رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ مَعَ التَّكْبِيرِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۲۴ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا مسدد نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا یزید - یعنی یزید بن زریع - نے انہوں نے (یعنی یزید نے) کہا کہ ہم سے بیان کیا مسعودی نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عبد الجبار بن وائل نے انہوں نے کہا مجھ سے



بیان کیا میرے گھر والوں نے میرے والد سے نقل کرتے ہوئے یہ کہ انہوں نے (یعنی میرے والد نے) اُن سے یہ بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو تکبیر کے ساتھ رفعِ یدین کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

نوٹس:- ”حدثنی اہل بیٹی“ اس میں جو اہل بیت ہے اس کے بارے میں صاحبِ المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ ان کے نام و حالات معلوم نہیں ہو سکے اور یہ مجہول ہیں۔ لیکن ابنِ رسلان نے ایک قول یہ بھی لکھا ہے کہ اہل بیت سے عبد الجبار بن وائل نے اپنے بھائی علقمہ بن وائل کو مراد لیا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

”یرفع یدیه مع التکبیر“ بعض نسخوں میں مع التکبیر کی بجائے مع التکبیرۃ ہے اور صاحبِ بذل نے واضح کیا ہے کہ اس سے تکبیر افتتاح یعنی تکبیر تحریمہ مراد ہے یعنی مطلب یہ ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کو تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھاتے اور رفعِ یدین کرتے ہوئے دیکھا ہے۔۔۔ اور صاحبِ المنہل وغیرہ کچھ شراح حضرات نے لکھا ہے کہ اس میں یعنی مع التکبیر میں جو لفظ مع ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ تکبیر تحریمہ کے ساتھ ساتھ رفعِ یدین کرنا مستحب ہے کیونکہ مع اور معیت کا تقاضہ مطلب یہی ہے کہ رفعِ یدین کی ابتداء ابتداء تکبیر کے ساتھ ہو اور انتہاء بھی انتہاء تکبیر کے ساتھ ہی ہو۔ چنانچہ امام مالک کا مشہور قول اور احمد و شافعیہ کا اصح قول یہی ہے اور حنفیہ کی بھی ایک روایت یہی ہے۔ جبکہ اکثر احناف اس بات کے قائل ہیں کہ پہلے ہاتھ اٹھائے جائیں اور پھر ارسالِ یدین کے ساتھ تکبیر کا کہنا شروع کیا جائے اور انتہاء تکبیر ہاتھ باندھنے اور ارسالِ ختم ہونے تک ہو جائے۔ تاہم جائز ہر طرح پر ہے اور کسی بھی طرح اصل سنت پر عمل ہو جاتا ہے بس اختلافِ اکمل و افضل کا ہے کیونکہ آپ ﷺ سے ہر طرح پر ثابت ہے اور یہ معلوم ہو نہیں سکا کہ آپ ﷺ نے سب سے زیادہ کیسے کیا ہے یا آخر میں کس طرح پر عمل کیا ہے۔ اب جس کے نزدیک جس کی دلیل ثابت

ہوئی اُس نے اُسی کو فضل واکمل کہا ہے۔

## تعارف رجالِ حدیث (۷۲۳)

- ۱۔ مسدد:- یہ مسدد بن مسرہد بن مُسرِبِل الأسدی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲)۔
- ۲۔ یزید:- یہ یزید بن زریع أبو معاویۃ البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۳)۔
- ۳۔ المسعودی:- یہ عبدالرحمن بن عبداللہ بن عتبۃ بن مسعود الکوفی المسعودی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۰۷)۔
- ۴۔ عبدالجبار بن وائل:- یہ عبدالجبار بن وائل بن حُجر الحضرمی أبو محمد الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۲۳)۔

۵۔ عن أبي:- اس میں اُب سے مراد ہیں عبدالجبار کے والد حضرت وائل بن حجر بن سعد بن مسروق بن وائل بن ضمعج الحضرمی الکندی۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۲۳)۔

الحديث/ ۷۲۵- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ النَّخَعِيِّ عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ عَنْ أَبِيهِ، ((أَنَّهُ أَبْصَرَ النَّبِيَّ ﷺ حِينَ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى كَانَتْ بَحْيَالٍ مَنَكِبَيْهِ وَحَادَى بِإِبْهَامَيْهِ أُذُنَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۷۲۵:- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عثمان بن ابی شیبہ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبدالرحیم بن سلیمان نے انہوں نے روایت کیا حسن بن عبداللہ نخعی سے انہوں نے عبدالجبار بن وائل سے انہوں نے (مرسلاً) اپنے والد سے (کیونکہ یہ معلوم ہو چکا

ہے کہ عبد الجبار کا سماع اپنے والد سے نہیں ہے لیکن واضح رہے کہ جو حضرات ان کے والد سے ان کے سماع کے قائل ہیں وہ اس سند کو مرسل نہیں کہیں گے بلکہ متصل کہیں گے۔ بہر حال انہوں نے اپنے والد سے مرسل یا متصل یا نقل کیا کہ انہوں نے ان سے (یہ بیان کیا) کہ انہوں نے (یعنی ان کے والد حضرت وائل بن حجرؓ نے) رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ جب آپ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوئے (یعنی نماز شروع کرنے کا ارادہ فرمایا) تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا (یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت اور) یہاں تک اٹھایا کہ وہ دونوں (ہاتھ) مونڈھوں کے مقابل ہو گئے (یعنی مونڈھوں تک ہاتھ اٹھائے) اور (ہاتھ اٹھاتے و تکبیر کہتے وقت آپ ﷺ نے) اپنے (دونوں انگوٹھوں کو اپنے کانوں کے مقابل کیا پھر تکبیر (افتتاح و تحریمہ) کہی۔

نوٹس:- ”و حاذی یا بہامیہ أذنیہ“ صاحب بذل نے اس جملہ کے بعد لکھا ہے کہ یہی امام ابو حنیفہؒ کا مذہب ہے۔ نیز اس حدیث میں جو یہ مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے تکبیر تحریمہ رفع یدین کے بعد کہی اس میں بھی حنیفہ کی دلیل ہے کیونکہ وہ اسی کے قائل ہیں۔ لیکن صاحب المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث کی سند چونکہ متصل نہیں ہے اور اس کی وجہ ہے عبد الجبار کا اپنے والد سے سماع ثابت نہ ہونا اس لئے اس حدیث سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔۔۔۔۔ نیز کچھ شراح حضرات نے اس جملہ کے تحت یا کہتے کہ اس حدیث کے تحت یہ بھی لکھا ہے کہ اس حدیث سے اُن احادیث کے درمیان جو رفع یدین حدوٰ اذنین کو بتاتی ہیں اور اُن احادیث کے درمیان جو رفع یدین حدوٰ لمنکبین کو بتاتی ہیں جمع و تطبیق میں مدلل رہی ہے کیونکہ اس حدیث کی مراد خلاصہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی راتھیں اور ہتھیلیوں کو تو حیا ل منکبین کیا اور اپنے ابہام و انگوٹھوں کو حیا ل اذنین کیا اور انگلیوں کے کناروں اور پوروں کو حیا ل اعالیٰ اذنین کیا تھا۔ لہذا کسی روایت میں مونڈھوں تک رفع یدین کرنے کو بیان کیا گیا اور کسی میں کانوں تک رفع یدین کرنے کو بیان کر دیا گیا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجالِ حدیث (۷۲۵)

۱۔ عثمان بن أبی شیبہ :- یہ عثمان بن محمد بن أبی شیبہ إبراہیم العسیّ أبو الحسن الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۲۔ عبدالرحیم بن سلیمان :- یہ عبدالرحیم بن سلیمان الكنانیّ أو الطائیّ أبو علیّ الأشلّ المروزیّ نزیل الکوفة ہیں۔ ابن معین اور ابوداؤد نے ان کی توثیق کی ہے۔ ابوحاتم نے ان کو صالح الحدیث کہا ہے۔ عجلّی نے کثیر الحدیث ثقہ اور متعبد و عبادت گذار لکھا ہے۔ عثمان بن ابی شیبہ نے ان کے بارے میں ثقہ صدوق لیس بحجة لکھا ہے۔ اور حافظ نے ان کو ثقہ لکھا اور صغائر ثامنہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۱۸ھ میں بتائی ہے۔

۳۔ الحسن بن عبید اللہ :- یہ الحسن بن عبید اللہ بن عروۃ النخعیّ أبو عروۃ الکوفی ہیں۔ نسائی، ابوحاتم، عجلّی اور ابن معین نے ان کی توثیق کی ہے۔ الساجی نے ان کو صدوق کہا ہے۔ یعقوب بن سفیان نے ان کے بارے میں کان من خیار أهل الکوفة لکھا ہے۔ امام بخاری کا کہنا ہے کہ عامۃ حدیثہ مضطرب۔ اور حافظ نے ان کو ثقہ فاضل راوی لکھا اور چھٹے طبقہ میں شمار کرتے ہوئے ان کی وفات ۱۳۹ھ یا ۱۴۰ھ میں بتائی ہے۔

۴۔ عبدالجبار بن وائل :- یہ عبدالجبار بن وائل بن حُجر الحضرمیّ أبو محمد الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۲۳)۔

۵۔ عن أبی :- اس میں أب سے مراد ہیں عبدالجبار کے والد حضرت وائل بن حجر بن سعد بن مسروق بن وائل بن ضمعج الحضرمیّ الکندیّ۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۲۳)۔

الحديث/ ۶۲۶ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عَاصِمِ

بْنِ كُليبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَاِئِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ ((قُلْتُ: لَا نَظُرَنَّ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَيْفَ يُصَلِّي قَالَ: فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَكَبَّرَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَادَتَا أُذُنَيْهِ ثُمَّ أَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذَلِكَ، فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَ رَأْسَهُ بِذَلِكَ الْمَنْزِلِ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ، ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فِخْذِهِ الْيُسْرَى وَحَدَمَ رَقْفَهُ الْأَيْمَنَ عَلَى فِخْذِهِ الْيُمْنَى وَقَبَضَ ثُنْتَيْنِ وَحَلَقَ حَلَقَةً وَرَأَيْتُهُ يَقُولُ هَكَذَا، وَحَلَقَ بَشُرَّ الْإِبْهَامِ وَالْوُسْطَى وَأَشَارَ بِالسَّبَابَةِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۲۶: - فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا مسد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی بشر بن مفضل نے عاصل بن کلب سے نقل کرتے ہوئے (انہوں نے یعنی عاصم نے روایت کیا) اپنے والد (کلب) سے انہوں نے حضرت وائل بن حجرؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں نے سوچا (اور ارادہ) کیا کہ ضرور دیکھوں گا رسول اللہ ﷺ کی نماز کو کہ کس طرح آپ ﷺ نماز پڑھتے ہیں (اور پھر اس بالقصد آپ ﷺ کی نماز دیکھنے کو بتاتے ہوئے انہوں نے یعنی حضرت وائل بن حجرؓ نے) کہا (کہ میں نے اپنے اس ارادہ کو پورا کرتے ہوئے آپ ﷺ کو دیکھا) پس رسول اللہ ﷺ (نماز کے ارادہ سے) کھڑے ہوئے اور قبلہ کی طرف کو رخ کیا (واضح رہے کہ حضرت وائلؓ کے اس دیکھنے کے عمل سے ابنِ رسلان وغیرہ نے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ اس سے یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ علماء کے افعال و اعمال کو دیکھنا چاہئے تاکہ پھر اسی طرح کے افعال و اعمال کئے جائیں اور ان کی اقتداء کی جائے۔ لیکن علماء کا کہنا ہے کہ آجکل اور ہمارے زمانہ میں ایسا کرنا صحیح نہیں

ہے کیونکہ آجکل اس میں علماء کے ساتھ بدظنی کا امکان زیادہ ہے۔ بہر کیف حضرت وائلؓ آپ ﷺ کی نماز کی کیفیت کو بیان کر رہے ہیں کہ پہلے آپ ﷺ قبلہ رخ ہو کر کھڑے ہوئے (پھر آپ ﷺ نے تکبیر (تحریمہ) کہی اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا یہاں تک کہ وہ دونوں ہاتھ کانوں کے مقابل ہو گئے (یعنی کانوں تک ہاتھ اٹھائے۔ واضح رہے کہ اس جملہ یعنی فکبر و رفع الخ سے بظاہر یہی معلوم ہو رہا ہے کہ آپ ﷺ نے پہلے تکبیر تحریمہ کہی اور پھر اس کے بعد ہاتھ اٹھائے۔ لیکن صاحب المنہل نے لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کیونکہ اس میں جو فاء ہے وہ بمعنی واؤ ہے کیونکہ دوسری روایات اسی کا قرینہ اور دلیل ہیں نیز بعض نسخوں میں تو صراحۃً فرفع کی بجائے ودفع بھی ہے۔ بہر کیف رفع یدین کے (بعد آپ ﷺ نے اپنے بائیں (ہاتھ) کو اپنے دائیں (ہاتھ) سے پکڑا (یعنی سینہ پر یا ناف کے نیچے نیت باندھی) اور (قراءت وغیرہ سے فارغ ہو کر) جب آپ ﷺ نے رکوع کرنے کا ارادہ فرمایا تو (بھی) ان دونوں (ہاتھوں) کو اُسی کے مثل اٹھایا (اور بلند کیا یعنی رکوع میں جاتے وقت اسی طرح رفع یدین کیا جیسا کہ تکبیر تحریمہ کہتے وقت کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور رفع یدین کیا تھا) پھر (یعنی رکوع میں) اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھا۔ پھر جب رکوع سے اپنے سر کو اٹھایا تو بھی اسی کے مانند (یعنی کانوں تک) ان کو (یعنی اپنے دونوں ہاتھوں کو) اٹھایا (اور رفع یدین کیا) پھر جب سجدہ کیا تو رکھا اپنے سر کو اسی جگہ پر اپنے دونوں ہاتھوں کے بیچ میں (یعنی اپنے سر کو اپنے دونوں ہاتھوں کے بیچ میں رکھا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے کانوں کے مقابل کیا جیسا کہ تکبیر افتتاح کے وقت کانوں کے مقابل کیا تھا) پھر (یعنی سجدہ سے اٹھنے کے بعد پہلی رکعت میں جلسہ کے لئے یا دوسری رکعت میں تشهد کے لئے) بیٹھے اور (اس طرح بیٹھے کہ) اپنے بائیں پیر کو بچھایا (اور اس کے لپٹن یعنی اندرونی حصہ پر بیٹھ گئے اور داہنے پاؤں کو کھڑا کیا اس طرح کہ اس کی انگلیوں کو قبلہ کی طرف کیا اور انگلیوں کے نیچے اور اندرونی حصہ کو زمین کی طرف کیا) اور رکھا اپنے بائیں ہاتھ کو اپنی بائیں ران (اور

ہائیں گھٹنے پر اور داہنے ہاتھ کو دہنی ران اور گھٹنے پر اور اپنی دہنی کہنی اپنی دہنی ران سے جدا رکھی (یعنی ہاتھ تو ران پر رکھا مگر کہنی ران سے جدا رکھی) اور (اپنے داہنے ہاتھ کی انگلیوں میں سے) دو (انگلیوں) خنصر و بنصر چھوٹی اور اس کے برابر کی انگلی) کو بند کر لیا (اندر کو موڑ لیا۔ اور بیچ کی انگلی و انگوٹھے سے) ایک حلقہ بنایا۔ اور دیکھا میں نے آپ ﷺ کو ایسے اشارہ کرتے ہوئے۔ اور بٹرنے انگوٹھے اور بیچ کی انگلی سے حلقہ بنایا اور سبّابہ (کلمے کی انگلی) سے اشارہ کیا۔

نوٹس:- ”وحد مرفقه الأيمن على فخذہ الیمنی“ سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ اس میں جوفظ مرفق ہے یہ میم کے کسرہ اور فاء کے فتح کے ساتھ ہے اگرچہ ایک لغت اس میں میم کے فتح اور فاء کے کسرہ کی بھی ہیں۔ اور اس کے معنی ہیں کہنی۔ اور اس میں جوفظ حدّ ہے اس کے اصلی و لغوی معنی ہوتے ہیں المنع والفصل بین الشیئین یعنی روکنا اور دو چیزوں کے درمیان ملنے سے فصل و آرٹ بنا اور بنانا۔ چنانچہ اسی سے منا ہی کو حدود اللہ کہا جاتا ہے۔ اب یہ بھی سمجھ لیجئے کہ حدیث شریف کے اس جملہ ”وحد مرفقه الیمنی الخ“ کے بارے میں سمجھاتے ہوئے اور اس کی شرح کرتے ہوئے شراح حضرات نے مندرجہ ذیل چھ باتیں لکھی ہیں۔

(۱) اس میں جوفظ حدّ ہے یہ بہ تشدید دال فعل ماضی کا صیغہ ہے اور علی بمعنی عن ہے اور مطلب یہ ہے ای رفع مرفقه الیمنی عن فخذہ الیمنی۔

(۲) حدّ فعل ماضی ہی ہے لیکن علی اپنے معنی میں ہے اور مطلب یہ ہے أي فصل بین مرفقه الیمنی وجنبہ و منع أن يلتصقا في حال استعلائهما علی الفخذ۔ یعنی حدّ مرفقه الأيمن عن جنبہ حال کونه عالیا علی الفخذ۔

(۳) اس میں جو واؤ ہے یہ حالیہ ہے اور جوفظ حدّ ہے یہ اسم مرفوع مضاف ہے مرفق کی طرف پھر یہ مرکب اضافی ہو کر مبتدا ہے اور علی فخذہ خبر ہے اور پورا جملہ ہو کر حال ہے ماقبل میں

مذکور وضع کی ضمیر فاعل سے اور مطلب یہ ہے ثم جلس فافتش رجله اليسرى و وضع يده اليسرى على فخذه اليسرى والحال أن حَدَّ مرفقه اليمنى مستعلٍ على فخذه اليمنى۔ اور اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے ابنِ رسلان نے لکھا ہے اى يرفع طرف مرفقه من جهة العضد عن فخذه حتى يكون مرتفعاً عنه ويضع طرفه الذى من جهة الكف على طرف فخذه الأيمن۔

(۴) لفظ حَدَّ منصوب مضاف الی المرفق ہے۔ یعنی واو عاطفہ ہے اور حَدَّ ماقبل میں مذکور وضع کے مفعول یدہ اليسرى کا معطوف ہے اس لئے منصوب ہے اور مطلب یہ ہے ثم جلس فافتش رجله اليسرى و وضع يده اليسرى على فخذه اليسرى و وضع حَدَّ مرفقه اليمنى على فخذه اليمنى اور صاحب المئبل نے مزید لکھا ہے کہ اس کی تائید بیہقی اور طحاوی کی اُن روایتوں سے بھی ہوتی ہے جن میں یہ ہے ”و وضع مرفقه اليمنى على فخذه اليمنى“۔ ”و وضع حد مرفقه على فخذه اليمنى“۔ ”و جعل حَدَّ مرفقه الأيمن على فخذه اليمنى“۔

(۵) یہ وَحَدَّ نہیں ہے بلکہ التوحيد سے صیغہ ماضی وَحَدَّ ہے اور مطلب یہ ہے ”جعلہ منفرداً اى رفعه عنه“۔

(۶) یہ حاء کے ساتھ حَدَّ نہیں ہے بلکہ میم کے ساتھ مَدَّ ہے اور مطلب ہے ”مَدَّ مرفقه الخ اى رفعه عنه“۔

بہر حال خلاصہ یہ کہ حالتِ تشہد اور حالتِ جلسہ میں کہنی کو پہلو اور ران سے جدا رکھنا ہے ملانا نہیں ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

”حلق حلقة“ اس میں پہلا لفظ حَلَّقَ یہ بتشديد اللام صیغہ ماضی ہے اور اس کا ماخذ ہے حَلَقَة



لہذا معنی ہوں گے حلقہ بنایا۔ اور آگے جو لفظ حلقۃ ہے اس میں لام کا سکون ہے لیکن ایک لغت فتح کی بھی ہے۔ بہر کیف ”حلق حلقۃ“ کا مطلب ہے انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کو ملا کر حلقۃ و دائرہ کی شکل میں کیا۔

”وَرَأَيْتُهُ يَقُولُ هَكَذَا“ سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ اس جملہ کے قائل اور دیکھنے والے حضرت وائل بن حجرؓ ہیں۔ اور اس میں جو یقول ہے یہ معنی یفعل ہے۔ اور یہ تو معلوم ہے ہی کہ إطلاق لفظ القول علی الفعل شائع و کثیر۔ اور آگے جو ہکذا ہے یہ گویا قول و بیان کے بعد اسی چیز کو فعلاً کر کے دکھایا ہے۔ یعنی گویا مطلب یہ ہے کہ حضرت وائل بن حجرؓ نے بیان کیا کہ میں نے آپ ﷺ کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اور جب انہوں نے یہ بیان کیا ”وَقَبْضُ ثَنَتَيْنِ وَحَلْقُ حَلَقَةٍ“ تو اپنے ہاتھ کو باہر نکالا اور اس کی کیفیت و ہیئت فعلاً اس طرح کر کے لوگوں کو دکھائی کہ اپنی خضر و بنصر کو سکوڑ و موڑ لیا اور سبابہ و کلمے کی انگلی کو اوپر اٹھایا اور بیچ کی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنایا۔ یہ بھی واضح رہے کہ صاحب عون المعبود نے اس کو یعنی ”وَرَأَيْتُهُ يَقُولُ هَكَذَا“ کو بشر بن مفضل کا مقولہ بتایا ہے اور رأیتہ میں جو ضمیر منصوب ہے اس کا مرجع ان کے شیخ عاصم بن کلب کو بتایا اُی قال بشر رأیت شیخی عاصم بن کلب یفعل هَكَذَا۔ لیکن دیگر شراح حضرات نے صاحب عون المعبود کے اس قول کو بعید از صحت قرار دیا ہے۔

”وَحَلْقُ بَشَرِ الْخ“ تقریباً تمام ہی شراح حضرات نے لکھا ہے کہ یہ مسدّد کا مقولہ ہے اور انہوں نے اس سے بتانا یہ چاہا ہے کہ جب ہمارے شیخ نے ہم سے یہ حدیث بیان کی اور بیان کرتے کرتے ”وَرَأَيْتُهُ يَقُولُ هَكَذَا“ تک پہنچے تو اس ہکذا کا مشار الیہ بیان کرنے اور اس کی کیفیت ہمیں دکھانے کے لئے انہوں نے انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کا حلقہ بنایا اور سبابہ سے اشارہ کر کے ہمیں دکھایا۔ اور ظاہر ہے مسدّد سے اس بات کو ان کے شاگرد امام ابوداؤد نقل کر رہے ہیں تو اس سے پہلے

قال أبوداؤد بھی مقدر مانا جاسکتا ہے۔

اور صاحب المئمل نے اس حدیث کے تحت فقہ الحدیث کے عنوان سے لکھا ہے کہ اس سے یہ چند باتیں بھی معلوم ہو رہی ہیں۔

(۱) اس حدیث سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ رفع یدین کانوں تک کرنا چاہئے (۲) نماز میں نیت باندھنے میں داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے اوپر رکھنا چاہئے (۳) رکوع میں دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھنا چاہئے (۴) سجدہ میں سر کو دونوں ہاتھوں کے بیچ میں اور ہاتھوں کو کانوں کے مقابل رکھنا مستحب ہے (۵) نماز میں بیٹھنے کے وقت بائیں پیر کو بچھا کر بیٹھنا چاہئے (۶) تشهد میں دونوں ہاتھوں کو رانوں پر رکھنا چاہئے مگر کہنیوں کو رانوں سے الگ اور اوپر اٹھائے رکھنا چاہئے (۷) داہنے ہاتھ کی سبابہ سے اشارہ کرنا چاہئے، انگوٹھے اور بیچ کی انگلی سے حلقہ بنانا چاہئے اور خضر و بنصر کو سکڑنا اور موڑنا چاہئے یعنی تشهد میں اشارہ کرتے وقت اس طرح کیفیت بنا کر اشارہ کرنا چاہئے۔

## تعارف رجال حدیث (۷۲۶)

۱۔ مسدد:- یہ مسدد بن مسرہد بن مُسرہل الأسدی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲)۔

۲۔ بشر بن المفضل:- یہ بشر بن المفضل الرقاشی أبو إسماعیل البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۶)۔

۳۔ عاصم بن کُلیب:- یہ عاصم بن کُلیب بن شہاب بن المحنون الجرمی الکوفی ہیں۔ احمد نے ان کے بارے میں لا بأس بہ کہا ہے۔ ابن معین، نسائی اور ابن حبان نے ان کی توثیق کی ہے۔ ابوحاتم نے صالح الحدیث کہا ہے اور ابن مدینی نے لکھا ہے لایحتج بہ إذا انفرد۔ اور حافظ نے ان کو صدوق راوی لکھا ہے مگر لکھا ہے کہ ان پر مرجعہ ہونے کا الزام ہے۔ اور

پانچویں طبقہ میں شمار کرتے ہوئے ان کی وفات کچھ اوپر ۳۰ھ میں بتائی ہے۔

۴۔ عن أبيه :- اس میں اُب سے مراد ہیں عاصم کے والد حضرت کُلیب بن شہاب بن المجنون (أو المحنون) الجرمي۔ ابو زرہ اور ابن سعد نے ان کی توثیق کی ہے ابن سعد نے مزید لکھا ہے ورايتهم يستحسنون حديثه ويحتجون به - نسائي نے ان کے بارے میں ليس قويًا في الحديث کہا ہے اور آجری نے ابوداؤد سے نقل کیا ہے کہ عاصم بن کُلیب عن أبيه عن جده ليس بشيء اور حافظؒ نے ان کو صدوق راوی لکھا اور دوسرے طبقہ میں شمار کیا ہے نیز لکھا ہے جن لوگوں نے ان کو صحابہ نہیں ذکر کیا ہے اُن کو وہم اور اُن سے غلطی ہوئی ہے۔

۵۔ وائل بن حُجر :- آپؓ جلیل القدر صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت وائل بن حُجر بن سعد بن مسروق بن وائل بن ضَمْعَج الحضرمي الکندي ہیں۔ دیکھیں حدیث (۷۲۳)۔  
۶۔ حَلَقٌ بشرٌ :- یہ بشر بن المفضل الرقاشي أبو إسماعيل البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۶)۔

الحديث ۷۲۷- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ أَخْبَرَنَا زَائِدَةُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُليبٍ، بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قَالَ فِيهِ: ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرَى وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ، وَقَالَ فِيهِ: ((ثُمَّ جِئْتُ بَعْدَ ذَلِكَ فِي زَمَانٍ فِيهِ بَرْدٌ شَدِيدٌ فَرَأَيْتُ النَّاسَ عَلَيْهِمْ جُلُ الثِّيَابِ تَحَرَّكَ أَيْدِيهِمْ تَحْتَ الثِّيَابِ)).

ترجمہ حدیث نمبر ۷۲۷ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا حسن بن علی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابوالولید نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی زائدہ نے انہوں نے روایت کیا

عاصم بن کلیب سے (اور آگے زائدہ نے نقل کیا) اسی کی (یعنی بشر کی سابقہ حدیث نمبر (۷۲۶) کی) سند کو (یعنی عن عاصم بن کلیب عن أبيه عن وائل بن حُجْر کہا۔) اور اسی کے مضمون و مفہوم کو (یعنی بشر کی سابقہ حدیث نمبر (۷۲۶) کا ہی مضمون بھی بیان کیا اگرچہ مختلف الفاظ میں بیان کیا۔ اور زائدہ نے اپنی حدیث میں جو بشر سے ذرا الگ اور مختلف ہو کر بیان کیا ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک تو زائدہ نے) اپنی حدیث میں ”ثم أخذ شماله بيمينه“ کی بجائے یہ) کہا ”ثم وضع يده اليمنى على ظهر كفه اليسرى والرسغ والساعد“ یعنی آپ ﷺ نے اپنا داہنا ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت، پہونچے اور کلائی پر رکھا (خلاصہ یہ کہ اس بات کو یعنی نیت باندھنے کی کیفیت کو بیان کرنے کے لئے بشر نے تو اسی سند سے صرف أخذ شماله بيمينه کہا تھا لیکن زائدہ نے اس بات کو بیان کرتے ہوئے اسی سند سے یہ تفصیلی عبارت یعنی ثم وضع يده اليمنى على ظهر كفه اليسرى والرسغ والساعد نقل کی۔ یہ بھی واضح رہے کہ الرسغ راء کے ضمہ اور سین کے سکون کے ساتھ ہے اور یہ اور اس کے بعد الساعد دونوں مجرور ہیں علی ظهر كفه میں جو لفظ ظهر مجرور ہے اس پر عطف ہونے کی وجہ سے) اور انہوں نے (یعنی زائدہ نے) کہا اس میں (یعنی اپنی روایت میں) ثم جئت الخ (واضح رہے کہ یہاں سے آگے بشر اور زائدہ کی روایت کا ایک دوسرا اختلاف اور فرق مصنف اپنی سند سے بیان کر رہے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بشر نے تو اپنی روایت میں صرف وحلق حلقة وراثته يقول هكذا تک کے الفاظ نقل کئے تھے لیکن زائدہ نے اسی سند سے اپنی روایت میں اس سے آگے اور اس کے بعد مزید حضرت وائل بن حجرؓ کا یہ بیان بھی نقل کیا ”ثم جئت الخ“ یعنی حضرت وائل بن حجرؓ نے یہ بھی بیان کیا کہ) پھر (یعنی یہ واقعہ دیکھنے کے بعد) میں آپ ﷺ کی خدمت میں ایسے زمانہ میں آیا جس میں سخت سردی تھی (یعنی جاڑے کے دنوں میں آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا) تو دیکھا میں نے لوگوں کو اس حال میں کہ اُن پر بہت کپڑے تھے (یعنی سردی سے

بچاؤ کے لئے انہوں نے بہت سے کپڑے اوڑھ اور پہن رکھے تھے) اور ہلتے تھے ان کے ہاتھ کپڑوں کے نیچے (یعنی تکبیر تحریمہ وغیرہ میں صحابہ کپڑوں کے اندر ہی سے یعنی ہاتھوں کو کپڑوں کے اندر ہی چھپائے چھپائے رفع یدین کرتے تھے تاکہ سردی سے بچاؤ و حفاظت رہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ یہ جو تحرک ہے یہ فعل مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہے از تفعل۔ اب اگر کسی کو یہ اشکال ہو کہ پھر تو اس کو تَتَحَرَّکُ ہونا چاہئے تھابروزن تَتَفَعَّلُ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کی بات بالکل صحیح ہے لیکن چونکہ قاعدہ ہے کہ باب تفعل کے مضارع میں ایک تاء کو حذف بھی کر دیا جاتا ہے لہذا یہاں پر ایک تاء کو حذف کر کے تَحَرَّک استعمال ہوا ہے)۔

نوٹس:- ”تحرک ایدہم النخ“ اس کا ظاہری مطلب تو وہی ہے جو بتایا جا چکا یعنی سخت سردی کی وجہ سے رفع یدین کے وقت صحابہؓ کے ہاتھ کپڑوں کے نیچے سے ہی ہلتے تھے اور وہ ہاتھوں کو کپڑوں سے باہر نکالے بغیر ہی رفع یدین کر رہے تھے۔ لیکن ابن العربی نے یہ کہا ہے کہ اس کا مطلب ہے تشہد میں اشارہ کرتے وقت ہاتھوں کا ہلنا یعنی انگلیوں کو سکونے۔ موڑنے، کھولنے اور بسط و قبض کے وقت ان کے ہاتھ ہلتے ہوئے معلوم ہو رہے تھے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

### تعارف رجالِ حدیث (۷۲)

۱۔ الحسن بن علی:- یہ الحسن بن علی بن محمد الہذلی الخلال الحلوانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷)۔

۲۔ أبو الولید:- یہ أبو الولید ہشام بن عبد الملک الطیالسی الباہلی البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۰)۔

۳۔ زائدة:- یہ زائدة بن قدامة أبو الصلت الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۹)۔

۴۔ عاصم بن کلب: یہ عاصم بن کلب بن شہاب بن المجنون (أو المجنون) الجرمي الکوفي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۲۶)۔

الحديث / ۷۲۸ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كَلْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ ((رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَيَالَ أَذُنَيْهِ قَالَ: ثُمَّ أَتَيْتُهُمْ فَأَرَيْتُهُمْ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِلَى صُدُورِهِمْ فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ وَعَلَيْهِمْ بَرَانِسٌ وَأَكْسِيَّةٌ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۲۸: فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عثمان بن ابی شیبہ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی شریک نے انہوں نے روایت کیا عاصم بن کلب سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت وائل بن حجرؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا (ہے) کہ جب آپ ﷺ نے نماز شروع کی (یعنی تکبیر تحریمہ کہی) تو آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں کانوں کے مقابل تک اٹھایا (واضح رہے کہ صاحب المنہل نے اس جملہ کے تحت لکھا ہے کہ یہ صریح دلیل ہے اس بات کی کہ رفع یدین اور ہاتھوں کو اٹھانا تکبیر تحریمہ کے مقارن اور ساتھ ساتھ ہونا چاہئے۔ اور آگے مصنفؒ اپنی سند سے یہ بھی بیان کر رہے ہیں کہ حضرت وائل بن حجرؓ نے حدیث بیان کرتے وقت یہ بھی بیان کیا کہ پھر میں آیا ان کے (یعنی صحابہؓ کے پاس) تو دیکھا میں نے ان کو کہ افتتاحِ صلاۃ (یعنی تکبیر تحریمہ) کے وقت اٹھاتے تھے اپنے ہاتھوں کو اپنے سینوں تک کیونکہ ان پر برانس اور کمبل تھے، (یعنی چونکہ سردی کی وجہ سے وہ جیئے اور کمبل اوڑھے اور پہنے ہوئے تھے اس لئے اپنے ہاتھوں کو باہر نکالے بغیر اندر ہی اندر سینوں تک اٹھاتے تھے اور تکبیر تحریمہ کہہ لیتے تھے)۔

نوٹس:- وعلیہم برانسُ وَاکسیة“ سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ اس میں جو یہ لفظ برانس ہے یہ جمع ہے بُرُنْس کی اور اس کے معنی ہوتے ہیں لمبی ٹوپی۔ اور ہر وہ کپڑا جس کا کچھ حصہ ٹوپی کی جگہ سر پر بھی کام دے یعنی درعہ اور جبہ وغیرہ۔ جو ہری کا کہنا ہے کہ یہ ایک لمبی ٹوپی ہوتی تھی جس کو شروع اسلام میں نساک و علماء حضرات پہنا کرتے تھے۔ اور صاحبِ بذل وغیرہ نے لکھا ہے کہ آج کل یہ وہ ثوب ہے جس میں آستینیں نہیں ہوتیں اور اہلِ غرب یعنی مغربی علماء کے یہاں اس کے پہننے کا رواج بہت عام و شائع ہے۔ اور دوسرا جو لفظ ہے یعنی اُکسیة یہ بروزن اُفْعَلَة جمع ہے کساء کی جس کے معنی چادر اور کمبل کے ہوتے ہیں۔۔۔ اور صاحبِ المنہل نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ اس جملہ میں واؤ حالیہ ہے اور یہ جملہ حال ہے ماقبل میں مذکور یرفعون کی ضمیر فاعل سے اور یہ جملہ حالیہ مفیدہ للتعلیل ہے اور مطلب یہ ہے اے کانوا یرفعون ایدہم اِلٰی صدورہم لا حیال آذانہم لِأَن عَلَیْہِم البرانس والاکسیة فیثقل علیہم رفع الیدین اِلٰی الأذنین۔ یعنی ان کا رفع یدین کے وقت صرف سینوں تک ہاتھ اٹھانا عذر کی وجہ سے تھا نہ کہ اس لئے کہ رفع یدین کے وقت صرف سینوں تک ہی ہاتھ اٹھانے چاہئیں۔ لیکن یہ بھی واضح رہے کہ یہ حدیث ظاہری الفاظ کے اعتبار سے ان لوگوں کی دلیل ہے جو رفع یدین کے وقت صرف سینوں تک ہاتھ اٹھانے ہی کو مستحب و بہتر اور افضل کہتے ہیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

### تعارف رجالِ حدیث (۷۲۸)

۱۔ عثمان بن أبی شیبۃ :- یہ عثمان بن محمد بن أبی شیبۃ ابراہیم العبسیّ أبو الحسن الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۲۔ شریک :- یہ شریک بن عبد اللہ بن أبی شریک النخعی الکوفیّ

أبو عبد الله القاضي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۵)۔

۳۔ عاصم بن کلب: یہ عاصم بن کلب بن شہاب بن المجنون الجرمی

الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۶)۔

۴۔ عن أبيه: اس میں اب سے مراد ہیں عاصم کے والد جناب کلب بن شہاب بن

المجنون الجرمی۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۶)۔

۵۔ وائل بن حُجر: آپ جلیل القدر صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت وائل بن حُجر بن

سعد بن مسروق بن وائل بن صَمْعَج الحضرمی الکندی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۷۳)۔

## (۱۱۸) بَابُ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ (۱۱۸) نماز کو شروع کرنے کا بیان

نوٹ:- واضح رہے کہ بعض نسخوں میں یہ باب نہیں ہے لہذا ان میں تو کوئی اشکال کی بات ہی نہیں ہے لیکن جن نسخوں میں ہے ان پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ یہ تو باب چل ہی رہا ہے پھر مکرر یہ باب کیوں لایا گیا یعنی یہ تو تکرار محض ہے اور تکرار محض کوئی اچھی بات نہیں ہے؟ تو اس کا جواب دیتے ہوئے کچھ شراح حضرات نے لکھا ہے کہ یہ تکرار ترجمہ اور تکرار باب نہیں ہے کیونکہ پہلا جو باب ہے وہ بمنزلہ کتاب کے ہے چنانچہ اسمیں جو رفع یدین مذکور ہے وہ۔ وہ ہے جو تحریر میں ہوتا ہے یعنی قبل الصلاة اور یہاں سے بدء الصلاة اور افتتاح الصلاة کا بیان شروع ہو رہا ہے اور اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ مصنف سابقہ باب میں مذکورہ کچھ روایات کو اس باب میں بھی لائے ہیں کیونکہ پہلا باب قبل الصلاة فی التحریمة رفع یدین کا تھا اور یہ باب بدء الصلاة اور اس کے بعد ہونے والے اعمال رفع یدین وغیرہ کا ہے اور بالکل شروع میں جو باب تھا یعنی باب افتتاح الصلاة وہ بمنزلہ کتاب کے تھا۔ اور کچھ حضرات نے یہ بھی لکھا ہے کہ مصنف نے اس باب کو مکرر ایک خاص مقصد سے باندھا اور قائم کیا ہے اور وہ خاص مقصد یہ ہے کہ تکبیر تحریر کے وقت رفع یدین کے سلسلہ میں دو قول ہیں (۱) تکبیر کے ساتھ ساتھ رفع یدین کرنا چاہئے



(۲) پہلے رفع یدین کرنا چاہئے اور پھر تکبیر کہنی چاہئے۔ اب مصنف نے پہلے رفع الیدین کا باب قائم کر کے اور اس کے بعد افتتاح الصلاة کا باب قائم کر کے ایک لطیف سا اشارہ کیا ہے اس بات کی طرف کہ ان کے نزدیک مذکورہ بالا دو قولوں میں سے دوسرا قول رائج ہے کیونکہ افتتاح صلاة تکبیر تحریمہ سے ہوتا ہے نہ کہ رفع یدین سے۔

الحديث/ ۷۲۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ

عَنْ شَرِيكَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ ((أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي الشِّتَاءِ فَرَأَيْتُ أَصْحَابَهُ يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ فِي ثِيَابِهِمْ فِي الصَّلَاةِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۲۹:- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن

سلیمان انباری نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی وکیع نے انہوں نے روایت کیا شریک سے انہوں نے عاصم بن کلیب سے انہوں نے علقمہ بن وائل سے انہوں نے حضرت وائل بن حجرؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں (ایک مرتبہ) جاڑے (کے موسم) میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا میں نے آپ ﷺ کے صحابہؓ کو کہ وہ نماز میں اٹھاتے ہیں اپنے ہاتھوں کو اپنے کپڑوں کے اندر (ہی)۔

نوٹس:- اس حدیث شریف کو پڑھ کر اگر کسی کے ذہن میں یہ بات آئے کہ اس میں تو

افتتاح صلاة کا ذکر ہی نہیں ہے پھر اس حدیث کی باب سے کیا مناسبت ہے؟ تو شرح حضرات نے لکھا ہے کہ اس میں نماز میں کپڑوں کے اندر ہی سے رفع یدین کرنے کا ذکر ہے اور رفع یدین افتتاح صلاة۔ یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت بھی ہوتا ہے لہذا افتتاح الصلاة کے عنوان اور باب سے حدیث کی

مطابقت و مناسبت موجود ہے۔ اور یہی حدیث پچھلے باب میں ابن ابی شیبہ عن شریک کے طریق سے گزری ہے اور اس میں صراحۃً رفع یدین عند افتتاح صلاة مذکور ہے اس لئے اس حدیث کو بھی اُسی پر محمول کیا جاسکتا ہے جس کی طرف مصنف نے باب افتتاح الصلاة کا عنوان و باب قائم کر کے بھی اشارہ کیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ اس حدیث کی باب سے مناسبت و مطابقت موجود ہے اس لئے آپ کو اپنے ذہن سے یہ عدم مطابقت و مناسبت والی بات نکال دینی چاہئے۔

”یرفعون أیدیہم فی ثیابہم فی الصلاة“ صاحب المنہل وغیرہ نے اس جملہ کے تحت لکھا ہے کہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نماز کے اندر سردی وغیرہ کے کسی عذر کی وجہ سے ہاتھوں کو ڈھانپنے رہنا اور چادر وغیرہ کے اندر کئے رہنا بلا کراہت جائز ہے لیکن بلا ضرورت ایسا کرنے کے بارے میں علمائے کرام کراہت کے قائل ہیں۔

### تعارف رجال حدیث (۷۲۹)

۱۔ محمد بن سلیمان :- یہ محمد بن سلیمان أبوہارون الأنباری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۶)۔

۲۔ وکیع :- یہ وکیع بن الجراح الرؤاسی أبو سفیان الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵) اور (۲۰)۔

۳۔ شریک :- یہ شریک بن عبد اللہ بن ابی شریک النخعی الکوفی أبو عبد اللہ القاضی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۵)۔

۴۔ عاصم بن کلیب :- یہ عاصم بن کلیب بن شہاب بن المجنون الجرمی الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۲۶)۔

۵۔ علقمة بن وائل :- یہ علقمة بن وائل بن حُجر الحضرمي الکوفي ہیں۔

دیکھیں حدیث نمبر (۷۲۳)۔

۶۔ وائل بن حُجر :- آپؑ جلیل القدر صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت وائل بن حُجر بن

سعد بن مسروق بن وائل بن ضَمْعَج الحضرمي الکندی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۷۲۳)۔

الحديث / ۷۳۰ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ

الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ ح. وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَخْبَرَنَا يَحْيَى - وَهَذَا حَدِيثُ أَحْمَدَ -

قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ - يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ

قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّ، فِي عَشْرَةِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

مِنْهُمْ أَبُو قَتَادَةَ قَالَ أَبُو حُمَيْدٍ ((أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. قَالُوا: فَلِمَ

فَوَاللَّهِ مَا كُنْتُ بِأَكْثَرِنَا لَهُ تَبَعًا، وَلَا أَقْدَمِنَا لَهُ صُحْبَةً. قَالَ: بَلَى، قَالُوا: فَأَعْرِضْ.

قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَازِيَ بِهِمَا

مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ يَكْبِرُ حَتَّى يَقْرَأَ كُلَّ عَظَمٍ مِنْهُ فِي مَوْضِعِهِ مُعْتَدِلًا ثُمَّ يَقْرَأُ، ثُمَّ يَكْبِرُ

فَيَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَازِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ يَرْكَعُ وَيَضَعُ رَاحَتَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، ثُمَّ

يَعْتَدِلُ وَلَا يَصُبُّ رَأْسَهُ وَلَا يَقْنَعُ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيَقُولُ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمَدَهُ،

ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَازِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ مُعْتَدِلًا ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ يَهْوِي إِلَى

الْأَرْضِ فَيَجَافِي يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ، ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيُثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى فَيَقْعُدُ

عَلَيْهَا وَيَفْتَحُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ إِذَا سَجَدَ، ثُمَّ يَسْجُدُ ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَيَرْفَعُ رَأْسَهُ

وَيُشْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرَىٰ فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا حَتَّىٰ يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ إِلَىٰ مَوْضِعِهِ ثُمَّ يَصْنَعُ فِي الْأُخْرَىٰ مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكَعَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّىٰ يُحَازِي بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا كَبَّرَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ، ثُمَّ يَصْنَعُ ذَلِكَ فِي بَقِيَّةِ صَلَاتِهِ، حَتَّىٰ إِذَا كَانَتِ السَّجْدَةُ الَّتِي فِيهَا التَّسْلِيمُ آخَرَ رِجْلَهُ الْيُسْرَىٰ وَقَعَدَ مُتَوَرِّكًا عَلَىٰ شِقِّهِ الْاَيْسَرِ. قَالُوا: صَدَقْتَ، هَكَذَا كَانَ يُصَلِّيُ ﷺ).

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۳۰ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا احمد بن حنبل نے انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابو عاصم ضحاک بن مخلد نے۔ تحویل سند (ایک دوسری سند) اور فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا مسدد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی یحییٰ نے۔ اور یہ احمد کی حدیث ہے۔ (امام ابوداؤد کہنا یہ چاہر ہے ہیں کہ یہ حدیث ہمیں پہونچی تو دوشخ سے ہے یعنی احمد بن حنبل سے اور مسدد سے لیکن یہاں آگے جو الفاظ نقل و بیان اور ذکر کئے جارہے ہیں وہ احمد بن حنبل کے بیان کردہ ہیں۔ بہر کیف مسدد کے شیخ یحییٰ نے یا کہنے کہ احمد کے شیخ ضحاک بن مخلد نے) کہا کہ ہمیں خبر دی عبد الحمید۔ یعنی عبد الحمید بن جعفر۔ نے انہوں نے کہا مجھے خبر دی محمد بن عمرو بن عطاء نے یہ کہہ کر کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے دس صحابہ کی موجودگی میں جن میں سے ایک ابوقادہؓ بھی ہیں ابو حمید ساعدیؓ سے سنا کہ انہوں نے فرمایا (محمد بن عمرو کہنا یہ چاہر ہے ہیں کہ میں جو حضرت ابو حمیدؓ کی یہ روایت بیان کر رہا ہوں یہ میں نے حضرت ابو حمیدؓ سے آپ ﷺ کے دس صحابہ کی موجودگی میں سنی تھی اور ان دس میں سے ایک حضرت ابوقادہؓ بھی تھے۔ واضح رہے کہ صاحب بذل نے لکھا ہے کہ قال سمعت النخ سے تو یہ معلوم ہو رہا ہے کہ محمد بن عمرو نے اس حدیث کو حضرت ابو حمیدؓ سے بلا واسطہ سنا ہے لیکن طحاویؒ کا بیان ہے کہ محمد بن عمرو کا سماع نہ تو ابو حمیدؓ سے ہے اور نہ ہی ابوقادہؓ سے ہے گویا سند کے اندر

سے ایک واسطہ حذف ہے اس لئے اس حدیث کی سند متصل نہیں ہے۔ بہر کیف محمد بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ اس دس صحابہ کے مجمع میں (حضرت ابو حمیدؓ نے بیان کیا (اور کہا کہ) میں رسول اللہ ﷺ کی نماز (کی کیفیت) کو تم سب سے زیادہ جاننے والا ہوں (اگر حضرت ابو حمیدؓ کے جملہ انا أعلمکم الخ کو پڑھ کر کسی کے ذہن میں یہ اشکال ہو کہ یہ تو مدح نفس اور اپنی بڑائی ہے اور یہ یعنی مدح نفس اور اپنی بڑائی ظاہر کرنا صحیح نہیں ہے پھر حضرت ابو حمیدؓ نے اس جملہ اور ایسے کلام کا استعمال کیوں کیا؟ تو اس کے شرح حضرات نے کئی جواب لکھے ہیں (۱) انہوں نے اس سے مدح نفس اور اپنی بڑائی ظاہر نہیں کی ہے بلکہ اپنے خیال و اندازہ کے مطابق ایک حقیقت کا اظہار و بیان کیا ہے کیونکہ وہ یہی سمجھتے تھے کہ جس طرح میں نے نہایت اہتمام کے ساتھ آپ ﷺ کی نماز کو دیکھا، مراقبت کی اور محفوظ رکھا ہے ویسا شاید کسی اور نے نہیں رکھا ہے (۲) یہ مدح نفس ہی ہے اور اس سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ استاذ و شیخ کو اپنے شاگردوں اور سامعین کے ساتھ ایسا کرنا جائز ہے تاکہ اس کی بات، سننے والوں اور شاگردوں کے لئے زیادہ مؤثر و مفید ثابت ہو خلاصہ یہ کہ مدح نفس و افتخار اگرچہ فی نفسہ تو ناجائز ہی ہے اور کوئی اچھی چیز نہیں ہے لیکن جس طریقہ سے جہاد کے موقع پر دشمنوں کے دلوں میں رعب و ہیبت ڈالنے کی غرض سے یہ یعنی مدح نفس و افتخار جائز ہے ویسے ہی سامعین کی نگاہوں میں اپنی بات کو مقام قبول دلانے اور مؤثر بنانے کی غرض سے ایک استاذ و شیخ اور محدث و واعظ کے لئے بھی ایسا کرنا جائز ہے۔ بہر کیف حضرت ابو حمیدؓ کا یہ جملہ سن کر حاضرین صحابہؓ نے (کہا اور کیونکر) ہو سکتا ہے ایسا یعنی تم یہ دعویٰ کیسے کر سکتے ہو جبکہ واقعہ یہ ہے کہ) خدا کی قسم تم ہم سے زیادہ آپ ﷺ کا اتباع (و اقتداء کرنے والے نہ تھے اور نہ ہم سے زیادہ آپ ﷺ کے اتباع و اقتداء اور آپ ﷺ کے آثار و سنن کے حریص تھے) اور نہ ہی تم ہم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے پرانے صحابی تھے (یعنی ایسا بھی نہیں کہ تم ہم سب سے پہلے آپ ﷺ کی صحبت میں آئے ہوں پھر تم یہ دعویٰ کیسے کر رہے ہوں۔ حاضرین صحابہؓ کی یہ بات سن کر اور ان کا

جواب دیتے ہوئے حضرت ابو حمیدؓ نے کہا کہ ہاں (یعنی تمہاری یہ بات بالکل ٹھیک ہے کہ نہ تو میں تم سب سے زیادہ آپ ﷺ کا اتباع و پیروی کرنے والا تھا اور نہ ہی تم سب سے زیادہ پرانا صحابی ہوں لیکن میں نے جتنے اہتمام و توجہ کے ساتھ آپ ﷺ کی نماز کی کیفیت کا مراقبہ کیا اور اس کو یاد و محفوظ کیا ہے اتنے اہتمام و توجہ سے تم نے یہ کام نہیں کیا۔ واضح رہے کہ صاحب المنہل نے اس قال بلسی کا مطلب کچھ اس طرح بھی لکھا ہے کہ یہ حرف بلیٰ نفی نفی کے لئے ہے اور اس کا مطلب ہے کیوں نہیں میں تم سب سے زیادہ آپ ﷺ کا اقتداء و اتباع کرنے والا تھا اور تم سب سے پرانا صحابی بھی ہوں۔ بہر کیف ان حاضرین صحابہؓ نے اپنے معترضانہ جملہ کا یہ جواب سن کر (کہا کہ جب ایسی بات ہے اور واقعی تم آپ ﷺ کی کیفیتِ صلاۃ کو ہم سب سے زیادہ جاننے والے ہو) تو بیان کرو (اور ہمارے سامنے اس کی پوری تفصیل پیش کرو۔ اس کے بعد حضرت ابو حمیدؓ نے اس کیفیتِ صلاۃ رسول ﷺ کو بیان کرتے ہوئے) کہا (اس کی تفصیل یہ ہے کہ) رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے یہاں تک کہ مقابل کر دیتے ان کو اپنے مونڈھوں کے پھر تکبیر کہتے (یعنی پہلے اپنے دونوں ہاتھوں کو مونڈھوں تک اٹھاتے اور پھر تکبیر تحریمہ کہتے) جب آپ ﷺ کی ہر ایک ہڈی اعتدال سے اپنے مقام پر آ جاتی تب قراءت شروع فرماتے (واضح رہے کہ یہ جو تکبیر تحریمہ کے بعد نیت باندھے بغیر ہی قراءت کا ذکر ہے اس سے مالکیہ نے ارسال اور ہاتھوں کو ویسے ہی چھوڑے رکھنے اور نہ باندھنے کی سنیت پر استدلال کیا ہے۔ اور صاحب المنہلؒ نے لکھا ہے کہ مصنفؒ کی اس عبارت إذا قام إلى الصلاة الخ میں کچھ حذف اور تقدیم و تاخیر ہے اصل عبارت اس طرح ہونی چاہئے تھی ”إذا قام إلى الصلاة قام معتدلاً فإذا استقر كل عظم منه في موضعه وثبت رفع يديه حتى يحاذي بهما منكبيه ثم كبر“ یعنی پہلے اعتدال و اطمینان کے ساتھ ایسے کھڑے ہوتے کہ ہر ایک ہڈی وجوڑ اپنی جگہ مستقر و ثابت ہو جاتا تب اپنے ہاتھوں کو مونڈھوں تک

اٹھاتے پھر تکبیر تحریمہ کہتے۔ نیز لکھا ہے کہ اس حذف و تقدیم اور تاخیر کی تائید ابن ماجہ اور ترمذی کی روایت سے بھی ہوتی ہے کیونکہ ان کی روایت میں اس طرح ہے ”إذا قام إلى الصلاة اعتدل قائماً و رفع يديه حتى يحاذي بهما منكبيه ثم قال الله أكبر ثم يقرأ۔“ (یعنی قراءت سے فارغ ہو کر رکوع میں جانے کے لئے) تکبیر کہتے اور اٹھاتے اپنے دونوں ہاتھوں کو یہاں تک کہ ان کو مقابل کر دیتے اپنے مونڈھوں کے پھر رکوع کرتے (یعنی رکوع میں جانے سے پہلے بھی رفع یدین فرماتے) اور (رکوع کی کیفیت یہ ہوتی کہ) رکھتے اپنی ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر پھر اعتدال فرماتے (یعنی رکوع میں جا کر اور اپنی ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھنے کے بعد یا کہنے کے رکوع میں اپنے سر اور پیٹھ کو برابر فرماتے حتیٰ یصیرا کا الصفحة۔ اور اسی اعتدال و تسویہ کی تفسیر کو آگے راوی ان الفاظ میں بیان کر رہے ہیں کہ) اور نہ جھکاتے اپنے سر کو اور نہ اس کو اونچا کرتے۔ پھر (یعنی رکوع سے فراغت کے بعد قومہ کے لئے) اٹھاتے اپنے سر کو اور کہتے سمع اللہ لمن حمدہ۔ پھر اٹھاتے اپنے دونوں ہاتھوں کو سیدھے کھڑا ہونے کی حالت میں یہاں تک کہ مقابل کر دیتے ان کو اپنے مونڈھوں کے پھر اللہ اکبر کہتے (یعنی پہلے سیدھے کھڑے ہو کر رفع یدین فرماتے پھر سجدہ میں جانے کے لئے تکبیر کہتے اور) پھر (تکبیر شروع کرنے کے ساتھ ساتھ۔ یا تکبیر شروع کرنے کے بعد سجدہ کرتے ہوئے یا بقصد سجدہ) زمین کی طرف جھکتے اور (سجدہ میں کیفیت یہ ہوتی کہ سجدہ میں) اپنے ہاتھوں (یعنی کہنیوں) کو اپنے پہلوؤں سے دور (اور جدا) رکھتے پھر (یعنی سجدہ سے فارغ ہونے کے بعد) اپنے سر مبارک کو (سجدہ سے) اٹھاتے اور اپنے بائیں پاؤں کو موڑتے (اور بچھاتے) اور اسی پر بیٹھتے۔ اور کھلا رکھتے اپنے دونوں پاؤں کی انگلیوں کو جب سجدہ کرتے (یعنی سجدہ کرتے وقت اپنے پاؤں کی انگلیوں کو ملائم کر کے اور موڑ کر ان کے باطنی حصہ کو زمین کی طرف رکھتے اور منہ و سرے کو قبلہ کی طرف متوجہ کرتے۔ واضح رہے کہ ابوداؤد کے نسخوں میں تو یہ جملہ یعنی ویفتخ أصابع رجليه إذا سجد

اس جملہ یعنی ثم یرفع رأسه الخ کے بعد ہی مذکور ہے لیکن مشکاة المصابیح میں بحوالہ ابوداؤد یہ روایت منقول ہے اور اس میں یہ جملہ ثم یرفع رأسه الخ سے پہلے مذکور و مکتوب ہے اور یہی زیادہ مناسب بھی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس جملہ کا تعلق سجدہ کی حالت سے ہے اور وہ حالت سجدہ سے سر اٹھانے سے پہلے ہی ہوتی ہے۔) پھر (دوسرا) سجدہ فرماتے (یعنی تکبیر انتقال کہہ کر دوسرے سجدہ میں جاتے) پھر (یعنی دوسرے سجدہ سے فراغت کے بعد) اللہ اکبر کہتے اور موڑتے اپنے بائیں پاؤں کو (یعنی اس کو موڑ کر بچھاتے) اور اُس پر (یعنی اس کے باطنی حصہ پر) بیٹھتے یہاں تک کہ لوٹ آتی ہر ایک ہڈی اپنی جگہ پر (یعنی جلسہ استراحت فرماتے۔ واضح رہے کہ حدیث شریف کے اس جملہ حتیٰ یرجع الخ سے ہر اُس رکعت میں جس میں تشہد نہ ہو یعنی پہلی اور تیسری رکعت میں جلسہ استراحت کا ثبوت ہو رہا ہے۔ لیکن جو حضرات جلسہ استراحت کے قائل نہیں ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ ممکن ہے ایسا آپ ﷺ نے کسی عذر کی وجہ سے کیا ہو یا بیانِ جواز کے لئے کیا ہو کیونکہ بہت سی دیگر روایات میں جلسہ استراحت کا ذکر نہیں ہے اس لئے جمع بین الروایات کی خاطر اس حدیث میں مذکور جلسہ استراحت کو عذر یا بیانِ جواز پر محمول کرنا ہی بہتر ہے۔ بہر کیف آگے حضرت ابو حمیدؓ بیان کرتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے) اور کرتے دوسری (رکعت میں بھی) اسی کی مانند (یعنی جو کچھ آپ ﷺ نے پہلی رکعت میں کیا اور میں نے بیان کیا وہی سب کچھ دوسری رکعت میں بھی آپ ﷺ کرتے سوائے چند باتوں کے یعنی ثناء، نیت اور تکبیر وغیرہ کے) پھر (یعنی دوسری رکعت پوری کر کے اور) دو رکعتوں سے فارغ ہو کر جب کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے یہاں تک کہ ان کو مقابل کر دیتے اپنے دونوں مونڈھوں کے جیسا کہ افتتاحِ صلاۃ کے وقت تکبیر کہتے (یعنی جس طرح تکبیر تحریمہ کہتے وقت مونڈھوں تک رفع یدین فرماتے ویسے ہی دوسری رکعت سے اٹھتے وقت بھی تکبیر کہتے ہوئے مونڈھوں تک رفع یدین فرماتے۔ واضح رہے کہ قاضی کا کہنا



ہے کہ امام شافعیؒ دوسری رکعت کے لئے قیام کے وقت رفع یدین کے قائل نہیں ہیں لیکن اس حدیث میں دوسری رکعت کے لئے قیام کے وقت بھی رفع یدین مذکور ہے اور امام شافعیؒ کا مذہب ہے اتباع سنت لہذا جب یہ حدیث ثابت ہے اور اس حدیث میں دوسری رکعت میں قیام کے وقت بھی رفع یدین مذکور ہے تو یہ لازم ہو جاتا ہے کہ دوسری رکعت کے لئے قیام کے وقت بھی رفع یدین کا قول کرنا اور قائل ہونا چاہئے۔ بہر کیف آگے ابوجمیدؒ بیان کرتے ہیں کہ (پھر آپ ﷺ وہی کرتے اپنی باقی نماز میں بھی) (یعنی جو کچھ افعال و اعمال اور احوال و ورعتوں کے ذکر کئے گئے انہیں کو اسی طرح باقی یعنی تیسری۔ یا تیسری اور چوتھی رکعت میں بھی کرتے) یہاں تک کہ جب ہوتا وہ سجدہ جس کے بعد سلام ہے (یعنی تیسری یا چوتھی رکعت کا دوسرا سجدہ جس کے بعد سلام پھیرا جاتا ہے۔ یا یہ بھی ممکن ہے کہ یہ لفظ السجدة بمعنی الركعة ہو اور اس شکل میں مطلب یہ ہوگا کہ جب وہ رکعت ہوتی جس میں سلام پھیرا جاتا ہے یعنی تیسری یا چوتھی رکعت جس میں سلام پھیرا جاتا ہے) تو (تشہد و قعدہ اخیرہ کے لئے بیٹھتے ہوئے) نکالتے اپنا بایاں پاؤں اور بیٹھتے اپنی بائیں جانب (و کو لہے) پر (یعنی قعدہ اخیرہ میں آپ ﷺ اپنے بائیں پاؤں کو اپنی سرین کے نیچے سے اپنی دہنی طرف کو باہر نکال لیتے اور پھر اپنی بائیں سائڈ کو لہے پر توڑ کر کرتے ہوئے یعنی بائیں پاؤں پر بیٹھنے کی بجائے اپنے بائیں کو لہے کو زمین پر رکھ کر بیٹھتے۔ اور پھر تشہد وغیرہ سے فارغ ہو کر سلام پھیرتے۔ واضح رہے کہ خطابیؒ نے حدیث شریف کے اس آخری جملے کو یا کہتے کہ اس حدیث شریف کو سامنے رکھتے ہوئے کہا ہے کہ اس سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ جو شخص چار رکعت یا تین رکعت والی نماز پڑھے تو مسنون یہ ہے کہ پہلے قعدہ میں تو بائیں پاؤں کو بچھا کر اس کے اندرونی حصہ پر بیٹھے اور دوسرے قعدہ میں تو رک کرے یعنی بائیں پاؤں پر بیٹھنے کی بجائے اپنے کو لہے کو زمین سے لگا کر بیٹھے اور بائیں پاؤں کو اپنی دہنی جانب باہر کی طرف نکال دے چنانچہ شافعی، احمد اور اسحاق کا یہی مذہب ہے۔ اور امام مالکؒ دونوں قعدوں میں تو رک ہی

کے قائل ہیں جبکہ سفیان ثوری اور احناف دونوں قعدوں میں بائیں پاؤں پر بیٹھنے ہی کے قائل ہیں اور اس زیرِ تشریح حدیث کو عورتوں سے متعلق بتاتے ہیں۔ بہر کیف آگے ابوجہیدؓ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ میری بیان کردہ آپ ﷺ کی یہ کیفیتِ صلاۃ سن کر انہوں نے (یعنی اُن دس موجود و حاضرین صحابہؓ نے) کہا صدقت الخ یعنی تم نے سچ کہا (اور بالکل صحیح بیان کیا) رسول اللہ ﷺ اسی طرح (یعنی جیسے تم نے بیان کیا اسی طرح) نماز پڑھا کرتے تھے۔

نوٹس:- سب سے پہلے تو یہ ذہن میں رکھیں کہ اس حدیث کے تحت صاحبِ بذل وغیرہ شرح حضرات نے کافی تفصیل سے لکھا ہے جس کو وہاں پر ہی دیکھا جاسکتا ہے اگرچہ کچھ نہ کچھ دورانِ ترجمہ بھی بیان کیا جا چکا ہے اور کچھ باتیں اور بھی پیش کی جاتی ہیں۔

”ما كنت بأكثرنا له تبعاً“ واضح رہے کہ بعض نسخوں میں لفظِ تبعاً کی بجائے تبعۃً ہے۔ اور ترمذی کی روایت میں اس طرح ہے ”ما كنت أقدم مناله صحبة ولا أكثرنا له إتياناً“ اب اگر کوئی یہ کہے کہ جناب ان حضرات نے خاص طور پر انہیں دو حالتوں کا ذکر کیوں کیا؟ تو اس کا جواب دیتے ہوئے شرح حضرات نے لکھا ہے کہ ابوجہیدؓ نے اپنے أعلم ہونے اور اپنے کثرتِ علم کا دعویٰ اور اظہار کیا تھا اور اس دعویٰ اور اظہار کے یہی دو سبب ہو سکتے تھے اس لئے ان حضرات نے خاص طور پر انہیں دو سببوں اور حالتوں کو ذکر کر کے اُن پر ایک طرح کا اشکال ورد کیا۔

”قالوا فاعرض“ اس میں جو لفظِ فاعرض ہے اس کے بارے میں یہ تو طے ہے کہ یہ راء کے کسرہ اور ہمزہ وصلی کے ساتھ بابِ ضرب سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہے۔ لیکن اب یہ عرض علی سے بھی ہو سکتا ہے اُی فاعرض علینا۔ اور عرض له سے بھی ہو سکتا ہے اُی فاعرض وأبرز وأظہر لنا۔ خلاصہ سب کا یہی ہے کہ اگر تم اے ابوجہیدؓ اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو آپ ﷺ کی کیفیتِ صلاۃ کو بیان کرو۔

”ثم یکبر حتی یقرّ الخ“ واضح رہے کہ ابن حجر مکی وغیرہ نے لکھا ہے کہ یہ لفظِ ثَم بمعنی واؤ ہے کیونکہ بخاری کی روایت میں ثَم یکبر کی بجائے حین یکبر ہے۔ لیکن صاحبِ بذل وغیرہ اُن حضرات نے جو رفعِ یدین کو پہلے اور تکبیر کو اس کے بعد کہنے یعنی عدمِ اقتران کے قائل ہیں انہوں نے کہا اور لکھا ہے کہ یہ بھی کوئی بعید از قیاس بات نہیں ہے بلکہ بہت ممکن ہے کہ یہ لفظِ ثَم اپنے معنی یعنی تراخی کے معنی میں ہو اور بخاری کی حدیث میں حین یکبر اپنے معنی میں ہو یعنی اقتران کے معنی میں ہو اور ہوا یہ ہو کہ بخاری کی روایت کے راوی یعنی ابنِ عمرؓ نے آپ ﷺ کو اسی طرح یعنی رفعِ یدین اور تکبیر کو مقترناً اور ساتھ ساتھ کرتے اور کہتے ہوئے دیکھا ہو اور اس کو بیان کر دیا ہو۔ اور ابوداؤد شریف کی اس حدیث کے راوی حضرت ابو حمیدؓ نے آپ ﷺ کو اسی طرح یعنی پہلے رفعِ یدین کرتے ہوئے اور بعد میں بدونِ اقتران تکبیر کہتے ہوئے دیکھا ہو اور اس کو بیان کر دیا ہو۔ یہ بھی واضح رہے کہ آگے جو ”ثم یمھوی إلى الأرض“ میں ثَم ہے اس کے بارے میں بھی شرحِ حضرات نے یہی اپنی اپنی بات لکھی اور بیان کی ہے۔

”ثم یقرأ“ واضح رہے کہ تکبیر تحریمہ کے فوراً بعد ثَم یقرأ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ فوراً قراءت شروع فرماتے تھے بلکہ اس کا مطلب ہے کہ دعائے افتتاح و ثناء کے بعد قراءت شروع فرماتے تھے۔ اب اگر کوئی کہے کہ پھر حضرت ابو حمیدؓ نے یہ بیان کیوں نہیں کیا؟ تو اس کے دو جواب ہو سکتے ہیں (۱) آپ ﷺ دعائے افتتاح کو چونکہ آہستہ پڑھتے تھے اس لئے بیان نہیں کیا (۲) قراءت چونکہ دعائے افتتاح کو بھی شامل ہے اس لئے اس کو الگ سے مستقلاً بیان نہیں کیا۔

”ولا یصب الخ“ واضح رہے کہ اس میں جو یہ لا یصب ہے یہ بعض نسخوں میں فلا ینصب ہے من الانصباب اور بعض میں فلا یصوب ہے من التصویب۔ بعض میں فلا یصبی ہے مطلب سب کا ایک ہی ہے یعنی نہ نیچا کرتے اور نہ اونچا کرتے تھے بلکہ اپنے سر اور کمر کو بالکل

کا لصفحة تختے کی طرح سیدھا رکھتے۔ اور صاحبِ عون المعبود نے مزید یُصْبُو، یُصْبَأُ مہوز کی لغت و روایت بھی لکھی ہے نیز از ہری کے اس قول کہ صواب و درست یُصَوِّب ہے اس کو رد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جب لغت و روایت لا یصبی اور لا یُصَوِّب دونوں صحیح ہو سکتے ہیں تو پھر اس قول و الصواب یُصَوِّب کا کوئی مطلب نہیں بنتا اور کوئی جواز نہیں نکلتا۔ (واللہ اعلم بالصواب)۔

اور صاحب المنہل نے فقہ الحدیث کے عنوان سے لکھا ہے کہ اس حدیث شریف سے جہاں اور باتیں معلوم ہو رہی ہیں وہیں یہ باتیں بھی معلوم ہو رہی ہیں (۱) رکوع میں سر اور کمر و پیٹھ کو بالکل برابر اور سیدھا رکھنا چاہئے (۲) رکوع سے اٹھتے ہوئے نمازی کو صرف سمع اللہ لمن حمدہ ہی کہنا چاہئے (۳) سجدہ میں اپنی کہنیوں کو اپنے پہلوؤں سے دور رکھنا چاہئے (۴) دونوں سجدوں کے درمیان اپنے بائیں پیر پر بیٹھتے ہوئے جلسہ استراحت کرنا چاہئے (۵) قعدہ اخیرہ میں متورکاً یعنی بائیں پاؤں پر بیٹھنے کی بجائے اس کو اپنی دائیں طرف نکال کر اور اپنے کو لہرے کوزمین میں لگا کر اس پر بیٹھنا چاہئے۔

## تعارف رجال حدیث (۷۳۰)

- ۱۔ أحمد بن حنبل :- یہ مشہور امام فقہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی أبو عبد اللہ المروزی ثم البغدادی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۳۸ اور ۲۷۷)۔
- ۲۔ أبو عاصم :- یہ أبو عاصم الضحاك بن مَخْلَد النبیل ہیں۔ دیکھیں حدیث (۳۵)۔
- ۳۔ مسدد :- یہ مسدد بن مسرہد بن مسربل الأسدی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲)۔
- ۴۔ یحییٰ :- یہ یحییٰ بن سعید بن فروخ التیمی أبو سعید القطان ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۰)۔

۵۔ حدیثُ أحمد:۔ یہ مشہور امام فقہ احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی ابو عبد اللہ المروزی ثم البغدادی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷) اور (۲۳۸)۔

۶۔ عبد الحمید:۔ یہ عبد الحمید بن جعفر بن عبد الحکم بن رافع بن سنان الأوسی أبو الفضل الأنصاری ہیں۔ ساجی نے ان کو ثقہ صدوق اور ابن سعد نے ثقہ کثیر الحدیث کہا ہے۔ احمد اور ابن معین نے بھی ان کی توثیق کی ہے۔ ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے ربما أخطأ۔ تکی بن سعید اور ثوری نے ان کی تضعیف کی ہے۔ ابو حاتم نے ان کے بارے میں لا یحتج بہ کہا ہے۔ اور علی بن مدینی کا ان کے بارے میں کہنا ہے کان یقول بالقدر وکان عندنا ثقة۔ اور حافظ نے ان کو صدوق راوی لکھا ہے نیز لکھا ہے ”رُمی بالقدر وربما وھم“ اور چھٹے طبقہ میں شمار کرتے ہوئے ان کی وفات ۱۵۳ھ میں بتائی ہے۔

۷۔ محمد بن عمرو:۔ یہ محمد بن عمرو بن عطاء بن عباس العامری أبو عبد اللہ القرشی المدنی ہیں۔ ابوزرعہ۔ نسائی اور ابو حاتم نے ان کی توثیق کی ہے اور ابن سعد نے لکھا ہے کان ثقة وله أحادیث اور ابن قطان نے ان کو من أھل الصدق لکھا ہے۔ تکی کی ان کے بارے میں ایک روایت ضعیف قرار دینے کی ہے اور ایک ثقہ کہنے کی۔ اور حافظ نے ان کو ثقہ لکھا ہے اور تیسرے طبقہ میں شمار کرتے ہوئے وفات ۱۲۰ھ کے آس پاس بتائی ہے۔ نیز لکھا ہے کہ جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ قطان نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے ان کو وہم ہوا ہے اور یہ بات صحیح نہیں ہے کہ قطان کو ان کے بارے میں کلام ہے۔ اور صاحب المنہل نے ان کی وفات کے بارے میں ایک قول ۱۵۴ھ کا بھی لکھا ہے۔

۸۔ أبو حمید الساعدي:۔ آپ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت المنذر أو عبد الرحمن بن سعد بن المنذر أبو حمید الساعدي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۶۵)۔

۹۔ ابوقتادہ: آپؐ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت الحارث بن ربیع السلمی

ابوقتادہ الأنصاری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۱)۔

۱۰۔ قال أبو حمید: آپؐ المنذر أو عبدالرحمن بن سعد بن المنذر أبو حمید

الساعدي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۶۵)۔

الحديث / ۷۳۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهَيْعَةَ عَنْ يَزِيدَ

يَعْنَى ابْنَ أَبِي حَبِيبٍ - عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو

الْعَامِرِيِّ، قَالَ: ((كُنْتُ فِي مَجْلِسٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَتَدَاكُرُوا

صَلَاتَهُ ﷺ، فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ، فَذَكَرَ بَعْضُ هَذَا الْحَدِيثِ، وَقَالَ فَإِذَا رَكَعَ

أَمَكَنَ كَفَّيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ وَفَرَّجَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهُ غَيْرَ مُقْنِعِ رَأْسَهُ وَلَا

صَافِحٍ بِخَدِّهِ. وَقَالَ: فَإِذَا قَعَدَ فِي الرُّكْعَتَيْنِ قَعَدَ عَلَى بَطْنِ قَدَمِهِ الْيُسْرَى

وَنَصَبَ الْيُمْنَى، فَإِذَا كَانَ فِي الرَّابِعَةِ أَقْضَى بِوَرِكَهِ الْيُسْرَى إِلَى الْأَرْضِ

وَأَخْرَجَ قَدَمَيْهِ مِنْ نَاحِيَةٍ وَاحِدَةٍ)).

ترجمہ حدیث نمبر ۷۳۱:- فرمایا امام الہوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا قتیبہ بن سعید نے

انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابن لہیعہ نے انہوں نے روایت کیا یزید۔ یعنی یزید بن ابی حبیب۔ سے

انہوں نے محمد بن عمرو بن حلحہ سے انہوں نے محمد بن عمرو عامری سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ

میں (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ کی ایک مجلس میں (حاضر و موجود) تھا اور (اس مجلس میں)

انہوں نے (یعنی اس مجلس میں موجود صحابہؓ نے) آپ ﷺ کی نماز (کی کیفیت کا) ذکر (و مذاکرہ) کیا

تو ابو حمیدؓ نے کہا (یعنی اُس ذکر و مذاکرہ کے دوران حضرت ابو حمیدؓ نے کہا) پھر ذکر کیا اسی حدیث کے

کچھ حصہ کو (یعنی اس سے آگے محمد بن عمرو بن حلقہ نے اسی سابقہ حدیث نمبر (۷۳۰) جس کو عبد الحمید بن جعفر نے بواسطہ محمد بن عمرو بن عطاء نقل کیا ہے اسی کے کچھ حصہ کو ذکر کیا۔ واضح رہے کہ اس فذ کو بعض هذا الحدیث کے قائل مصنف ہیں۔ اور مصنف کا مقصد و غرض اس جملہ سے یہ بتانا ہے کہ اس حدیث کو محمد بن عمرو بن عطاء عامری سے دو لوگوں نے روایت کیا ہے یعنی عبد الحمید بن جعفر اور محمد بن عمرو بن حلقہ نے لیکن ان میں سے عبد الحمید بن جعفر نے اس حدیث کو مطوّل و مفصل بیان کیا ہے اور محمد بن عمرو بن حلقہ نے مختصراً بیان کیا) اور انہوں نے (یعنی محمد بن عمرو بن حلقہ نے اپنی مختصر روایت میں) کہا (واضح رہے کہ مصنف یہاں سے آگے کے الفاظ یعنی وقال فإذا ركع الخ کے الفاظ سے ان دونوں کی روایت کے اندر جو فرق و اختلاف ہے اس کو بتا رہے ہیں۔ اور کہہ رہے ہیں کہ محمد بن عمرو بن حلقہ نے اپنی روایت بیان کرنے کے دوران و یضع راحتيه على ركبتيه کی بجائے کہا فإذا ركع الخ یعنی اور جب آپ ﷺ نے رکوع کیا تو تجمایا اپنی ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر (یعنی اپنے گھٹنوں کو اپنی ہتھیلیوں سے زور سے دبا کر پکڑا) اور کشادگی کی اپنی انگلیوں کے درمیان (یعنی انگلیوں کو دوران رکوع کھلا اور کشادہ رکھا۔ واضح رہے کہ صاحب بذل نے اس جملہ کے تحت اس طرف توجہ دلائی ہے کہ نماز کے اندر تفریح اصابع اور ان کو کھلا رکھنا صرف ایک اسی حالت رکوع میں مستحب ہے اسی طریقہ سے انگلیوں کو ملانا پوری نماز کے اندر صرف حالت سجدہ میں مستحب ہے) پھر اپنی پیٹھ کو خم کیا (یعنی موڑا اور جھکایا) اس حال میں کہ نہ آپ سر کو اونچا کرنے والے تھے اور نہ ہی اپنے خدّ (ورخسار یا کہنے کہ منہ کو) موڑنے (اور مائل و خم کرنے) والے تھے (اپنی دونوں جانبوں میں سے کسی جانب کو۔ یعنی آپ ﷺ نے رکوع اس طرح پر کیا کہ اپنی پیٹھ کو ایسے جھکایا کہ آپ ﷺ کا سر اس سے اونچا نہ تھا بلکہ آپ ﷺ کا سر اور پیٹھ بالکل صفحہ و تختہ کی طرح سیدھی تھی نیز آپ ﷺ کا منہ بھی بالکل سیدھا تھا یعنی دائیں یا بائیں طرف کو بالکل نہ تھا بلکہ سیدھا قبلہ کی طرف کو تھا) اور (محمد بن عمرو بن حلقہ نے اپنی

روایت میں قعدہ اولیٰ کو بیان کرتے ہوئے ویشیٰ رجلہ الیسریٰ الخ کی بجائے (کہا) إذا قعد فی السرکتین الخ یعنی اور جب بیٹھے آپ ﷺ دو رکعتوں میں (یعنی دو رکعتیں پوری ہونے کے بعد جب تشهد پڑھنے کے لئے قعدہ اولیٰ کیا) تو اپنے بائیں پیر کے اندرونی حصہ (یعنی تلوے) پر تو بیٹھے اور اپنے داہنے پاؤں کو کھڑا کیا (یعنی اس طرح پر کھڑا کیا کہ اس کی انگلیوں کو قبلہ کی طرف متوجہ کیا) اور جب ہوتے چوتھی (رکعت) میں (یعنی جب آپ ﷺ نماز پڑھتے پڑھتے رباعی نماز کی چوتھی رکعت پر پہنچتے یعنی پڑھ چکے یا تین رکعت والی نماز کی تیسری رکعت پڑھ چکے یا دو رکعت والی کی دوسری رکعت پڑھ چکے اور قعدہ اخیرہ فرمانے کا ارادہ فرماتے اور کرتے۔ یا جیسا کہ روایت کے الفاظ ہیں اس کے اعتبار سے کہئے کہ جب چوتھی رکعت پوری ہونے کے بعد قعدہ اخیرہ فرماتے) تو ملا دیتے اپنی بائیں سُرین (اور کو لہے) (کوزمین سے اور نکال دیتے اپنے دونوں پاؤں کو ایک جانب کو) (یعنی قعدہ اخیرہ میں تو رک اس طرح فرماتے کہ دونوں پاؤں کو ایک طرف کو نکال دیتے اور اپنی بائیں سُرین کو زمین سے لگا کر بیٹھتے)۔

نوٹس:۔ یہ تو معلوم ہو ہی چکا کہ مصنفؒ کا مقصد اس حدیث نمبر (۷۳۱) کو لانے اور بیان کرنے سے ایک تو یہ بتانا ہے کہ اس روایت کو محمد بن عمرو بن عطاء سے دو لوگوں نے نقل کیا ہے یعنی عبد الحمید بن جعفر نے اور محمد بن عمرو بن حلحہ نے۔ دوسرے یہ بتانا ہے کہ اُن دونوں کی روایت میں فرق و اختلاف کیا ہے۔ اب مندرجہ ذیل چند باتیں اور بھی سمجھ لیں۔

”ثم هصر ظهره“ اس میں جو هصر ہے یہ بابِ ضرب کے مصدر هَصَر سے ماضی کا صیغہ ہے بروزن صَرَب اور هَصَرَ الشئ اور بالشئ کے اصل معنی تو ہوتے ہیں کھینچ کر جھکانا۔ کسی ٹہنی کے سرے کو پکڑ کر اس طرح جھکانا اور موڑنا تو توڑنا کہ دونوں ٹکڑے علیحدہ نہ ہوں اور اسی مناسبت سے یہاں پر هصر ظهرہ کا مطلب ہے ثناء و خفضہ یعنی موڑا اور جھکایا۔ اور اس کے بعد جو غیر مقنع



ہے یہ منصوب ہے کیونکہ یہ حال ہے ہَصَرَ کی ضمیر فاعل سے ای غیر رافع رأسہ عن ظہرہ بلکہ دوران رکوع پیٹھ اور سر دونوں کو صفحہ و تختہ کی طرح بالکل سیدھا رکھا۔ اور آگے جو ولا صافحہ بخدہ میں صافحہ مجرور ہے یہ منفع مجرور کا معطوف ہونے کی وجہ سے مجرور ہے اور اس کا مطلب ہے ای غیر مبرز صفحہ خدہ ولا مائل لہ فی أحد الشقیین یعنی اپنا منہ بھی بالکل سیدھا قبلہ کی طرف رکھا اس طرح پر کہ سر سیدھا قبلہ کو اور رخساروں کو بالکل ادھر ادھر نہیں کیا۔

”أفضی بورکہ الیسریٰ إلى الأرض“ ای جعل ورکہ الیسریٰ ملاصقاً الأرض۔ اس میں جو لفظ وَرک ہے یہ بفتح الواو وکسر الراء ہے اگرچہ ایک لغت اس میں واؤ کے کسرہ اور راء کے سکون کی بھی ہے۔ اور یہ لفظ مَوْنُث ہے اور اس کا اطلاق مافوق الفخذ یعنی چوڑو وُسْرین پر ہوتا ہے جیسے کیف کا اطلاق مافوق العضد پر ہوتا ہے۔

”وأخرج قدمیه من ناحية واحدة“ صاحب المنہل اور قاری وغیرہ نے تو اس کا مطلب بتاتے ہوئے لکھا ہے ای أخرج قدمیه الیسریٰ من ناحية الیمنی یعنی اپنے بائیں پاؤں کو دائی طرف نکال کر تورک فرمایا۔ نیز لکھا ہے کہ اس میں إخراج اور نکالنے کا اطلاق بائیں پاؤں پر تو حقیقی ہے اور دائی پاؤں پر إخراج کا اطلاق تغلیباً کر دیا گیا ہے کیونکہ إخراج اور نکالنا صرف بائیں پاؤں کا ہی ہو سکتا ہے نہ کہ دونوں کا۔ اور صاحب المنہل نے مزید لکھا ہے کہ اس میں دلیل ہے اس بات کی کہ نمازی کو درمیانی والے قعدہ میں تو بائیں پیر کو بچھا کر اور دائیں پیر کو کھڑا کر کے بیٹھنا چاہئے لیکن قعدہ اخیرہ میں تورک کرنا چاہئے۔۔۔ اور صاحب بذل نے مزید تفصیل یہ بھی لکھی ہے کہ صفت تورک کے سلسلہ میں روایات مختلف ہیں بخاری کی روایت میں جو ابو حمید سے منقول ہے یہ ہے ”فإذا جلس فی الركعة الآخرة قدّم رجله الیسریٰ ونصب الأخریٰ وقعد علی مقعدته“۔ اور ابوداؤد کی اس روایت میں یعنی محمد بن عمرو بن حنبلہ کے طریق سے نقل ہونے والی روایت میں صفت تورک یہ

منقول ہے ”فإذا كان في الرابعة أفضى بوركه اليسرى إلى الأرض وأخرج قدميه من ناحية واحدة“ یعنی بخاری کی روایت سے داہنے پاؤں کو کھڑا کرنا معلوم ہو رہا ہے اور ابوداؤد کی اس روایت سے اس کو کھڑا کئے بغیر داہنی جانب کو نکالنا معلوم ہو رہا ہے۔ اس لئے اولیٰ یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ اس ابوداؤد کی حدیث میں اخراج قدین حقیقت پر محمول ہے اور دونوں حدیثیں الگ الگ اوقات پر محمول ہیں اور مختلف دو طرح کے اوقات سے تعلق رکھتی ہیں یعنی کبھی اور کسی وقت آپ ﷺ نے تورک ایسے کیا جیسے بخاری کی روایت سے معلوم ہو رہا ہے اور کبھی ایسے جیسا محمد بن عمرو بن حنبلہ کے طریق والی ابوداؤد کی روایت سے معلوم ہو رہا ہے۔ اور اخیر میں لکھا ہے کہ مسلم نے تو اپنی صحیح میں ایک حدیث ایسی بھی نقل کی ہے جس سے تورک کی ایک تیسری صورت و کیفیت بھی معلوم ہوتی ہے یعنی اُنہ ﷺ کان يجعل قدمه اليسرى بين فخذيه وساقه یعنی آپ ﷺ قعدہ اخیرہ میں تورک اس طرح فرماتے کہ اپنے بائیں پاؤں کو اپنی داہنی ران اور پنڈلی کے درمیان کر لیتے اور دبا لیتے تھے۔

## تعارف رجال حدیث (۷۳۱)

۱۔ قتیبہ بن سعید:- یہ قتیبہ بن سعید بن جمیل الثقفیّ أبو رجاء البغلانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۵)۔

۲۔ ابن لُہیعۃ:- یہ عبد اللہ بن لُہیعۃ بن عقبۃ الحضرمیّ أبو عبد الرحمن المصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۸)۔

۳۔ یزید:- یہ یزید بن ابی حبیب سُویّد أبو رجاء المصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷۹)۔

۴۔ محمد بن عمرو:- یہ محمد بن عمرو بن حنبلہ المدنیّ ہیں۔ دیکھیں

حدیث نمبر (۲۸۶)۔

۵۔ محمد بن عمرو العامری: یہ محمد بن عمرو بن عطاء بن عباس العامری ابو عبد اللہ القرشی المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۳۰)۔

۶۔ فقال أبو حمید: آپ المنذر أو عبد الرحمن بن سعد بن المنذر أبو حمید الساعدي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۶۵)۔

الحديث / ۷۳۲ - حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْمَصْرِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيِّ وَيَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، نَحْوَ هَذَا. قَالَ: ((فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَلَا قَابِضُهُمَا وَاسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِهِ الْقِبْلَةَ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۳۲: فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عیسیٰ بن ابراہیم مصری نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابن وہب نے انہوں نے نقل کیا لیث بن سعد سے انہوں نے یزید بن محمد قرشی اور یزید بن ابی حبیب سے (اور ان دونوں نے) محمد بن عمرو بن حلقہ سے انہوں نے محمد بن عمرو بن عطاء سے اسی کی مانند (مصنف کہنا یہ چاہر ہے ہیں کہ جس طرح ہم سے قتیبہ بن سعید نے بواسطہ ابن لہیعہ عن یزید بن ابی حبیب عن محمد بن عمرو بن حلحلة کے طریق سے سابقہ حدیث نمبر (۷۳۱) بیان کی اسی جیسی ہم سے عیسیٰ بن ابراہیم مصری نے بھی بواسطہ ابن وہب عن الیث بن سعد عن یزید بن محمد و یزید بن ابی حبیب عن محمد بن عمرو بن حلحلة کے طریق سے بیان کی۔ یا یہ کہلو کہ آگے یزید بن محمد قرشی نے بھی اسی جیسی حدیث

بیان کی جیسی یزید بن ابی حبیب کی سابقہ حدیث نمبر (۷۳۱) گزری ہے۔ بہر حال عیسیٰ نے یا کہنے کہ یزید بن محمد قرشی نے اپنی روایت کو بیان کرتے ہوئے یہ کہا کہ محمد بن عمرو بن حنبلہ نے، محمد بن عمرو بن عطاء سے نقل کرتے ہوئے یہ) بیان کیا (یا اس قال کا مطلب یہ ہے کہ محمد بن عمرو بن عطاء نے ابو حمید ساعدیؓ سے نقل کرتے ہوئے یہ بیان کیا کہ) اور جب آپ ﷺ نے سجدہ کیا تو رکھا اپنے دونوں ہاتھوں کو (زمین پر) اس حال میں کہ نہ بچانے والے تھے آپ ﷺ ان کو اور نہ سمیٹنے والے (یعنی آپ ﷺ نے حالتِ سجدہ میں اپنے ہاتھوں کو تو زمین پر رکھا مگر اپنی ذرا عموں یعنی بازوؤں کو زمین سے اوپر رکھا نیز اپنے پہلوؤں سے بھی علیحدہ رکھا اور ملایا نہیں) اور اپنی انگلیوں کے سروں کو قبلہ کی طرف کیا (صاحبِ بذل و عون المعبود نے لکھا ہے کہ یہاں پر أطراف أصابع سے پیروں کی انگلیوں کے سرے مراد ہیں کیونکہ بخاری کی روایت میں اس کی تصریح موجود ہے۔ لیکن صاحب المنہل نے یہاں پر أصابع کی شرح ہاتھوں اور پیروں دونوں کی انگلیوں سے کی ہے۔ نیز مزید لکھا ہے کہ جو حضرات قبلہ سے انگلیوں کا رخ پھیرنے کی شکل میں بطلانِ صلاۃ کے قائل ہیں وہ یہیں سے اور اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں تاہم واضح رہے کہ جمہور اس کی کراہت کے قائل ہیں نہ کہ اس انحرافِ اصابع سے بطلانِ صلاۃ کے)۔

## تعارف رجال حدیث (۷۳۲)

۱۔ عیسیٰ بن ابراہیم:۔ یہ عیسیٰ بن ابراہیم بن عیسیٰ الغافقیّ الأحلبیّ  
ابو موسیٰ البصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۶۶)۔

۲۔ ابن وہب:۔ یہ عبداللہ بن وہب بن مسلم القرشیّ الفہریّ ابو محمد  
المصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۲)۔

۳۔ اللّٰث بن سعد :- یہ اللّٰث بن سعد بن عبدالرحمن الفہمیّ أبو الحارث المصریّ الإمام ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۸)۔

۴۔ یزید بن محمد القرشیّ :- یہ یزید بن محمد بن قیس بن مخرمۃ بن المطلب القرشیّ المطلبیّ المدنیّ نزیل مصر ہیں۔ دارقطنی نے ان کی توثیق کی ہے۔ ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ اور حافظ نے ان کو ثقہ لکھا اور چھٹے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۵۔ یزید بن أبی حبيب :- یہ یزید بن أبی حبيب سُوید أبو رجاء المصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷۹)۔

۶۔ محمد بن عمرو بن حَلْحَلَة :- یہ محمد بن عمرو بن حَلْحَلَة المدنیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۸۶)۔

۷۔ محمد بن عمرو بن عطاء :- یہ محمد بن عمرو بن عطاء بن عباس العامریّ أبو عبد اللہ القرشیّ المدنیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۳۰)۔

الحديث/۷۳۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا أَبُو بَدْرٍ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ أَبُو خَيْثَمَةَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الْحُرِّ حَدَّثَنِي عَيْسَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ أَحَدِ ابْنِي مَالِكٍ عَنْ عَبَّاسٍ، أَوْ عَيَّاشِ بْنِ سَهْلٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ كَانَ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ أَبُوهُ- وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ- وَفِي الْمَجْلِسِ أَبُو هُرَيْرَةَ وَأَبُو حَمِيدٍ السَّاعِدِيُّ وَأَبُو أُسَيْدٍ بِهَذَا الْخَبَرِ يَزِيدُ أَوْ يَنْقُصُ، قَالَ فِيهِ: ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ- يَعْنِي مِنَ الرُّكُوعِ- فَقَالَ: ((سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ فَسَجَدَ فَانْتَصَبَ

عَلَى كَفِّهِ وَرُكْبَتَيْهِ وَصُدُورِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ سَاجِدٌ، ثُمَّ كَبَّرَ فَجَلَسَ فَتَوَرَّكَ  
وَنَصَبَ قَدَمَهُ الْأُخْرَى، ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَقَامَ وَلَمْ يَتَوَرَّكَ. ثُمَّ سَأَلَ  
الْحَدِيثُ. قَالَ: ثُمَّ جَلَسَ بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ حَتَّى إِذَا هُوَ أَرَادَ أَنْ يَنْهَضَ لِلْقِيَامِ قَامَ  
بِتَكْبِيرَةٍ، ثُمَّ رَكَعَ الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ، وَلَمْ يَذْكُرِ التَّوَرُّكَ فِي التَّشَهُّدِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۳۳ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا علی بن

حسین بن ابراہیم نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابوبدر نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابوخیثمہ  
زہیر نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا حسن بن حُرّ نے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا عیسیٰ بن عبد اللہ  
بن مالک نے انہوں نے روایت کیا بنو مالک کے ایک شخص محمد بن عمرو بن عطاء سے انہوں نے عباس یا  
عیاش بن سہل ساعدی سے یہ کہ وہ (ایک مرتبہ) ایک ایسی مجلس میں (موجود و حاضر) تھے جس میں ان  
کے والد (یعنی عباسؓ کے والد سہلؓ بھی) تھے اور یہ (یعنی عباسؓ کے والد سہلؓ) اصحاب رسول ﷺ میں  
سے تھے نیز اس مجلس میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ میں سے حضرت ابو ہریرہؓ، ابو حمید ساعدیؓ اور ابو اسیدؓ  
بھی (موجود و حاضر) تھے (اور آگے عیسیٰ بن عبد اللہ نے محمد بن عمرو بن عطاء سے نقل کرتے ہوئے)  
اسی حدیث کو (یعنی سابقہ حدیث نمبر (۷۳۰)۔ (۷۳۱)۔ (۷۳۲) کو) بیان کیا زیادہ کرتے ہوئے  
اور کم کرتے ہوئے (راوی کہنا یہ چاہ رہے ہیں کہ عیسیٰ بن عبد اللہ نے کم و بیش یعنی کچھ کمی یا زیادتی کے  
ساتھ وہی سابقہ حدیث بیان کی۔ واضح رہے کہ یہ جو لفظ یزید أو ینقص ہے اس کے بارے میں  
صاحب بذل نے لکھا ہے کہ تمام موجودہ نسخوں میں اور ابنِ رسلان کے نسخہ میں یہ اسی طرح کلمہ شک أو  
کے ساتھ ہے اور مطلب یہ ہے اے ای قال الراوی یزید عیسیٰ فی حدیثہ علی الحدیث  
المتقدم أو ینقص۔ لیکن صاحب المنہل کے نسخہ میں یزید و ینقص ہے اے یزید عیسیٰ بن

عبداللہ فی هذا الخبر عن الحديث السابق وينقص عنه یعنی کم و بیش اس سابقہ حدیث جیسی حدیث بیان کی۔ نیز صاحب المنہل نے یہ بھی لکھا ہے کہ اکثر نسخوں میں یہ کلمہ اُو کے ساتھ ہے لیکن وہ اُو بمعنی واو ہے۔ بہر کیف آگے عیسیٰ بن عبداللہ نے اس حدیث کو بیان کرتے ہوئے اپنی روایت میں (یہ) بیان کیا کہ پھر اٹھایا آپ ﷺ نے اپنے سر کو (یعنی رکوع سے اٹھایا) تو کہا سمع اللہ لمن حمدہ، اللہم ربنا لک الحمد (یعنی رکوع سے اٹھتے ہوئے ان دونوں کلموں کو کہا۔ واضح رہے کہ عیسیٰ بن عبداللہ کی حدیث میں سابقہ حدیث کے مقابلہ میں یہ زیادتی اور اضافہ ہے۔) اور اٹھایا اپنے دونوں ہاتھوں کو (یعنی قومہ میں۔ اب اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں (۱) رکوع سے اٹھتے ہوئے (۲) سجدہ میں جاتے ہوئے۔ اور ابنِ رسلان نے یہ دوسرا والا مطلب ہی لیا ہے یعنی سجدہ میں جاتے ہوئے رفع یدین فرمایا نیز لکھا ہے کہ اس میں اُن لوگوں کی دلیل ہے جو سجدہ میں جاتے ہوئے بھی رفع یدین کے قائل ہیں جبکہ جمہور اس کے قائل نہیں ہیں۔ اور جمہور اس رفع یدین کا تعلق رکوع سے اٹھتے ہوئے لیتے ہیں۔ بہر کیف) پھر آپ ﷺ نے (سجدہ میں جانے کے لئے) تکبیر کہی اور سجدہ کیا تو مستوی ہوئے اپنی ہتھیلیوں، گھٹنوں اور اپنے دونوں پاؤں (کی انگلیوں کے) سروں پر اس حال میں کہ آپ ﷺ سجدہ کرنے والے تھے (یعنی بحالتِ سجدہ آپ ﷺ نے اپنی ہتھیلیوں، گھٹنوں اور اپنے پیروں کی انگلیوں کو زمین پر جماتے ہوئے سجدہ کیا یعنی فانتصب الخ تفسیر اور وضاحت ہے فسجد کی۔ واضح رہے کہ آگے باب التورک میں آنے والی حدیث میں اس کی جگہ یعنی وهو ساجد کی جگہ وهو جالس کے الفاظ منقول ہیں تو صاحبِ بذل وغیرہ شراح حضرات نے لکھا ہے کہ یہ غالباً نساخ کی غلطی و سہو ہے صحیح یہی ہے جو اس حدیث میں ہے یعنی وهو ساجد کیونکہ سیاق و سباق بھی اسی کا تقاضہ کر رہا ہے۔) پھر (یعنی سجدہ سے فارغ ہو کر اٹھنے کے لئے) اللہ اکبر کہا اور (دونوں سجدوں کے درمیان جب) بیٹھے تو تورک کیا (یعنی اپنے بائیں کو لہے۔ سرین کو زمین سے لگا کر اور اُس پر سہارا

دیکر دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھے) نیز اپنے داہنے پاؤں کو کھڑا رکھا (واضح رہے کہ حدیث شریف کے اس ٹکڑے میں دلیل ہے اُن لوگوں کی جو دونوں سجدوں کے درمیان یعنی جلسہ میں بھی تورک کے قائل ہیں یعنی مالکیہ وغیرہ) پھر (یعنی دونوں سجدوں کے درمیان متورکاً جلسہٴ استراحت کر کے دوسرے سجدہ میں جانے کے لئے) اللہ اکبر کہا اور سجدہ (ثانیہ) کیا۔ پھر (یعنی سجدہٴ ثانیہ سے فراغت کے بعد اٹھنے کے لئے) اللہ اکبر کہا اور (سیدھے) کھڑے ہو گئے اور تورک نہیں کیا (یعنی سجدہٴ ثانیہ کے بعد اور دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہونے سے پہلے متورکاً بیٹھے نہیں اور نہ ہی ویسے ہی بیٹھے بلکہ سیدھے دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہو گئے۔ واضح رہے کہ اس حدیث شریف کا یہ جملہ سابقہ عبد الحمید بن جعفر کی حدیث کے مخالف و معارض ہے کیونکہ عبد الحمید کی روایت میں یہ مذکور ہے کہ دوسرے سجدہ سے فراغت کے بعد جب آپ ﷺ اٹھتے تو اپنے بائیں پیر کو موڑ کر اور بچھا کر اُس پر بیٹھتے تھے۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ اس جملہ میں اُن لوگوں کی دلیل ہے جو دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہونے سے پہلے جلسہٴ استراحت کے قائل نہیں ہیں۔ بہر کیف) پھر (یعنی یہاں سے آگے عیسیٰ بن عبد اللہ نے بھی وہی سابقہ عبد الحمید بن جعفر والی) حدیث بیان کی (اور دورانِ بیان) کہا (یعنی مزید یہ بیان کیا) ثم جلس الخ یعنی پھر دو رکعتوں کے بعد آپ ﷺ (تشہد کے لئے) بیٹھے یہاں تک کہ جب انہوں نے (یعنی آپ ﷺ نے تشہد و قعدہ اولیٰ سے فراغت کے بعد اخیر کی دو رکعتوں کو ادا کرنے کے لئے) اٹھنے کا ارادہ فرمایا (اور اٹھنا شروع کیا) تو اٹھے تکبیر کے ساتھ (یعنی تکبیر کہتے ہوئے اٹھے۔ واضح رہے کہ اس جملہ میں اُن لوگوں کی دلیل ہے جو اس بات کے قائل ہیں کہ قعدہ اولیٰ سے تکبیر کہتے ہوئے اٹھنا چاہئے اور یہ جملہ اُن لوگوں کے خلاف ہے جو یہ کہتے ہیں کہ کھڑا ہونے کے بعد تکبیر کہنی چاہئے) پھر (یعنی دوسری رکعت سے اٹھنے کے بعد آپ ﷺ نے) آخری (اور چھلیں) دو رکعتیں پڑھیں (اور آگے مصنفؒ یہ بھی بتا رہے ہیں کہ ہمیں سند متصل سے یہ بات بھی



پہونچی کہ) اور انہوں نے (یعنی عیسیٰ بن عبد اللہ نے) نہیں ذکر کیا تو رک کو (دوسرے) تشہد میں (بھی جیسا کہ پہلے تشہد میں ذکر نہیں کیا بخلاف عبد الحمید بن جعفر کے کیونکہ انہوں نے اپنی روایت کے اندر آخری تشہد و قعدہ میں تورک کو ذکر کیا ہے)۔

**نوٹس:**۔ اس حدیث کی زیادہ تر تشریح طلب باتوں کو تو دورانِ ترجمہ ہی تقریباً واضح کر دیا گیا ہے پھر بھی چند باتیں ملاحظہ فرمائیں۔ یہ حدیث شریف اُن لوگوں کی دلیل ہے جو قعدہ و تشہد میں تورک کے قائل نہیں ہیں اور اُن لوگوں کے خلاف ہے جو اس کے قائل ہیں۔

”عن عباس أو عیاش بن سہل“ صاحب المئمل وغیرہ نے لکھا ہے کہ عیاش یا اورشین کے ساتھ أسماء الرجال کی کتابوں میں کہیں نہیں مل سکا بلکہ تقریباً تمام ہی أسماء الرجال والوں نے باء کے ساتھ یعنی عباس بن سہل ہی ذکر کیا ہے اور عیاش بن سہل کسی نے بھی ذکر نہیں کیا۔ اور اب رجھاتا ہے یہ مسئلہ کہ یہ شک کس کو ہوا ہے تو اس کو سمجھاتے ہوئے شرح حضرات نے لکھا ہے کہ یہ شک غالباً مؤلف کے شیخ علی بن حسین کو ہوا ہے کیونکہ اسی روایت کو بیہقی نے اپنی سنن میں علی بن حسین کے علاوہ کے طریق سے نقل کیا اور تخریج کی ہے اور انہوں نے اس شک کا ذکر نہیں کیا بلکہ بلا شک اور بالجزم عن عباس بن سہل کہا ہے۔ نیز صحیحین کی روایت میں بھی بلا شک عباس بن سہل ہی ہے۔

”وفي المجلس أبو هريرة الخ“ یہ جو حضرت ابو ہریرہؓ، ابو حمیدؓ اور ابو اسیدؓ کا ذکر یہاں صراحۃً ہے تو یہ انہی دس صحابہؓ میں سے ہیں جن کا ذکر سابقہ حدیث میں اشارۃً اور فی عشرة کے الفاظ میں تھا۔ اور اخیر میں واضح رہے کہ اس حدیث کی تخریج مفصلاً طحاویؒ نے کی ہے جس میں یہ بھی مذکور ہے کہ ابو حمیدؓ نے کھڑے ہو کر ان حضرات کو پوری نماز پڑھ کر دکھائی۔ نیز اس میں دائیں اور بائیں سلام پھیرنے تک کا ذکر موجود ہے لہذا پوری روایت کے لئے طحاوی شریف کو دیکھ لیا جائے۔

## تعارر رجالِ حدیث (۷۳۳)

۱۔ علی بن حسین :- یہ علی بن حسین بن ابراہیم بن الحرّ أبو الحسین العامری ہیں۔ ابوحاتم نے ان کو ثقہ صدوق کہا ہے۔ نسائی نے ان کے بارے میں لکھا ہے کتبنا عنہ ولا بأس به اور مسلمہ بن قاسم نے بھی ان کی توثیق کی ہے۔ اور حافظ نے ان کو صدوق راوی لکھ کر دسویں طبقہ میں شمار کیا ہے اور ان کی وفات ۲۶۱ھ میں نقل کی ہے۔

۲۔ أبو بدر :- یہ أبوبدر شجاع بن الولید بن قیس السکونی الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۶۰)۔

۳۔ زہیر أبو خیشمة :- یہ زہیر بن معاویہ بن حُدیج الجعفی أبو خیشمة الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۸)۔ واضح رہے کہ صاحب بذل نے ان کو زہیر بن حرب بن شداد لکھا ہے لیکن صحیح یہ لگتا ہے کہ یہ زہیر بن معاویہ ہی ہیں کیونکہ زہیر بن حرب بن شداد سے تو ابوداؤد مباشرة اور ڈاکٹر نقل کرتے ہیں اور یہاں پر جوزہیر آئے ہیں وہ ابوداؤد کے شیخ کی بجائے ان کے شیخ الشیخ کے شیخ بنکر آئے اور مذکور ہوئے ہیں۔ نیز مزنی نے لکھا ہے کہ ابوبدر شجاع بن الولید ابوداؤد میں جن زہیر سے روایت کرتے ہیں وہ زہیر بن معاویہ ہیں نیز الحسن بن الحر کے تلامذہ میں بھی زہیر بن معاویہ ہی کو لکھا ہے اس سے بھی یہی پتہ لگتا ہے کہ یہ زہیر بن معاویہ ہی ہیں۔

۴۔ الحسن بن الحرّ :- یہ الحسن بن الحرّ بن الحکم النخعی أبو محمد الکوفی ہیں۔ ابن معین۔ نسائی، ابن خراش اور یعقوب بن شیبہ نے ان کی توثیق کی ہے۔ حاکم نے ان کو مشہور ثقہ مامون کہا ہے۔ عجل نے ثقہ متعبّد۔ اور حافظ نے ان کو فاضل ثقہ راوی لکھ کر پانچویں طبقہ میں شمار کیا ہے اور ان کی وفات ۳۳۳ھ میں نقل کی ہے۔

۵۔ عیسیٰ بن عبد اللہ:۔ یہ عیسیٰ بن عبد اللہ بن مالک بن عیاض مولیٰ عمر بن الخطاب ہیں۔ حافظ نے ان کو مقبول راوی لکھ کر چھٹے طبقہ میں شمار کیا ہے۔ نیز لکھا ہے کہ ان کو عبد اللہ بن عیسیٰ بھی کہا گیا ہے۔ ابن حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور ابن مدینی نے ان کو مجہول کہا ہے اور لکھا ہے کہ ان سے صرف محمد بن اسحاق نے روایت کیا ہے۔ (ابن مدینی کی یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کیونکہ خود اس روایت کو ان سے محمد بن اسحاق کے علاوہ الحسن بن الحر نے روایت کیا ہے۔ اس لئے آپ سے بھی درخواست ہے کہ اگر آپ کو اس کا کوئی مطلب معلوم ہو تو مجھے بھی مطلع فرمادیں۔) (محمد یامین قاسمی ۲۴۱۶۵۵۹-۰۵۹۱)۔

۶۔ محمد بن عمرو بن عطاء:۔ یہ محمد بن عمرو بن عطاء بن عباس العامری ابو عبد اللہ القرشی المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۳۰)۔

۷۔ عباس بن سہل:۔ یہ عباس بن سہل بن سعد الساعدی ہیں۔ ابن معین اور نسائی نے ان کی توثیق کی ہے۔ ابن سعد نے ان کو ثقہ قلیل الحدیث لکھا ہے اور حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر چوتھے طبقہ میں شمار کیا ہے اور وفات ۱۲۰ھ کی حدود میں لکھی ہے نیز ایک قول و قیل قبل ذلک کے الفاظ میں بھی نقل کیا ہے۔

۸۔ عن أبیه:۔ اس میں اب سے مراد ہیں عباس کے والد صحابی رسول ﷺ حضرت سہل بن سعد بن مالک بن خالد الأنصاری الخزرجی ابو العباس الساعدی۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۹) اور (۲۱۴)۔

۹۔ أبو هريرة:۔ آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول ﷺ حضرت عبد الرحمن بن صخر أبو هريرة الدوسی الیمانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

- ۱۰۔ أبو حمید الساعدي:۔ آپؓ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت المنذر أو عبد الرحمن بن سعد بن المنذر أبو حمید الساعدي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۶۵)۔
- ۱۱۔ أبو أسید:۔ آپؓ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت مالک بن ربیعۃ بن البدن أبو أسید الساعدي الأنصاري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۶۵)۔

الحديث/ ۷۳۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرِو  
أَخْبَرَنِي فُلَيْحٌ حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ، قَالَ: ((اجْتَمَعَ أَبُو حُمَيْدٍ وَأَبُو أُسَيْدٍ  
وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَذَكَرُوا صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ  
أَبُو حُمَيْدٍ: أَنَا عَلَّمْتُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَذَكَرَ بَعْضُ هَذَا. قَالَ: ثُمَّ رَكَعَ  
فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ كَأَنَّهُ قَابِضٌ عَلَيْهِمَا، وَتَرَّيْدِيهِ فَتَجَافِي عَنْ جَنْبَيْهِ. قَالَ:  
ثُمَّ سَجَدَ فَأَمَّكَنَ أَنْفَهُ وَجَبْهَتَهُ وَنَحَى يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ حَذْوِ مَنْكِبَيْهِ  
ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ حَتَّى رَجَعَ كُلُّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهِ حَتَّى فَرَّغَ ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ  
رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَأَقْبَلَ بِصَدْرِ الْيُمْنَى عَلَى قَبْلَتِهِ، وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنَى عَلَى رُكْبَتَيْهِ  
الْيُمْنَى، وَكَفَّهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتَيْهِ الْيُسْرَى، وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ)).

قال أبو داود: رَوَى هَذَا الْحَدِيثُ عُتْبَةُ بْنُ أَبِي حَكِيمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
عِيسَى عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ، لَمْ يَذْكُرِ التَّوَرُّكَ، وَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ فُلَيْحٍ،  
وَذَكَرَ الْحَسَنُ بْنُ الْحَرِّ نَحْوَ جُلُوسَةِ حَدِيثِ فُلَيْحٍ وَعُتْبَةَ.

ترجمہ حدیث نمبر/ ۷۳۴:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا احمد بن

حنبل نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبد الملک بن عمرو نے انہوں نے کہا مجھے خبر دی فلیح نے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا عباس بن سہل نے (اور دوران بیان کہا) کہ (ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ ایک ہی مجلس میں) اکٹھا ہوئے حضرت ابو حمیدؓ، ابواسیدؓ، سہل بن سعدؓ اور محمد بن مسلمہؓ اور ذکر کیا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی نماز کا تو ابو حمیدؓ نے کہا میں تم میں سب سے زیادہ جاننے والا ہوں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو۔ اور ذکر کیا انہوں نے اس کا بعض حصہ (واضح رہے کہ مصنف ان الفاظ سے یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ ہمیں ہمارے شیخ احمد بن حنبل نے بواسطہ عبد الملک بن عمرو یہ بتایا کہ اس کے آگے فلیح نے اپنی حدیث میں ان باتوں میں سے کچھ باتیں ذکر کیں جو سابقہ حدیث یعنی عبد الحمید بن جعفر وغیرہ کی حدیث میں مذکور ہیں۔ نیز فلیح نے اپنی حدیث میں) بیان کیا کہ پھر آپ ﷺ نے رکوع کیا تو رکھا اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر (اور اس رکھنے کی کیفیت یہ تھی کہ ایسا لگ رہا تھا) گویا کہ آپ ﷺ ان کو (یعنی اپنے گھٹنوں کو) پکڑے ہوئے ہیں (یعنی اپنے گھٹنوں پر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو طاقت سے اور زور سے جمایا تھا) اور کمان کے چلے کی طرح کیا اپنے دونوں ہاتھوں کو (یعنی اپنے دونوں ہاتھوں کو اس طرح سیدھا کیا اور اپنے پہلوؤں کو کمان کی طرح کیا تو ایسا لگا جیسے آپ ﷺ کے دونوں ہاتھ گویا کمان کے چلے ہیں، اور صاحب عون المعبود نے اس کا ایک مطلب یہ بھی لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی کہنیوں کو رکوع میں اپنے پہلوؤں سے جدا رکھا اور ایسا لگا گویا کہ آپ ﷺ کے ہاتھ تو تر اور تانت کی طرح ہیں اور آپ ﷺ کے پہلو کمان کی طرح) پس دور (والگ) رہے وہ (یعنی آپ ﷺ کے دونوں ہاتھ) آپ ﷺ کے پہلوؤں سے (واضح رہے کہ یہ یعنی لفظ فتح جافی ابوداؤد کے تو تمام نسخوں میں اسی طرح یعنی ماضی کے صیغہ واحد کے ساتھ ہی ہے اب اگر کسی کو یہ اشکال ہو کہ اس کا فاعل تو ضمیر ثننیہ راجع الی الیدین ہے اور قاعدہ ہے کہ جب فاعل ضمیر ہوتی ہے تو فعل اس کے مطابق ہی ہوتا ہے لہذا یہاں پر اس کو ثننیہ ہونا چاہئے تھا پھر یہ واحد کیوں ہے؟ تو اس کا جواب شرح حضرات نے یہ لکھا ہے کہ کبھی

کبھی بتقدیر کل واحد فعل کو ضمیر فاعل کے تشبیہ و جمع ہونے کے باوجود واحد استعمال کر لیا جاتا ہے لہذا یہاں پر بھی ایسا ہی ہے اور مطلب یہ ہے أي تجافى وتباعد کل واحد من یدیه عن جنبیه۔ بہر حال فلیح نے اپنی روایت میں آگے یہ بھی بیان کیا کہ پھر آپ ﷺ نے سجدہ کیا تو (حالت سجدہ میں) اپنی ناک اور پیشانی کو (زمین پر) رکھا (اور جمایا) اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے دور (وجدا) رکھا اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنے مونڈھوں کے مقابل (وبرابر) میں رکھا۔ پھر (یعنی سجدہ سے فراغت کے بعد) اپنے سر کو (سجدہ سے) اٹھایا (اور سجدہ اولیٰ سے سر اٹھانے کے بعد بیٹھے رہے) یہاں تک کہ ہر ایک ہڈی اپنے ٹھکانے پر آگئی (پھر دوسرا سجدہ کیا) یہاں تک کہ (دونوں سجدوں سے) فارغ ہو گئے (واضح رہے کہ اس حتیٰ فرغ کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک تو یہی کہ آپ ﷺ پہلی رکعت کے دوسرے سجدے کو کر کے اس پہلی رکعت کے دونوں سجدوں سے فارغ ہو گئے لیکن چونکہ اس کے بعد تشہد کے لئے بیٹھنے کا ذکر ہے لہذا اس مطلب کو لینے میں یہ ماننا پڑے گا کہ دوسری رکعت کا ذکر یہاں محذوف ہے کیونکہ اس میں بھی وہی سب کچھ ہوتا ہے جو پہلی رکعت میں ہوتا ہے۔ یا اس حتیٰ فرغ کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے پہلی رکعت کے اعمال کے مثل دوسری رکعت میں بھی کئے یہاں تک کہ آپ ﷺ اس دوسری رکعت کے دونوں سجدوں سے فارغ ہو گئے اور) پھر (یعنی دوسری رکعت کے بھی دونوں سجدوں سے فراغت کے بعد آپ ﷺ تشہد کے لئے یعنی قعدہ اولیٰ کے لئے) بیٹھے تو اپنے بائیں پاؤں کو بچھایا (اور اس کے اندرونی حصے) تلوے پر بیٹھے اور اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا کیا (اور اپنے دائیں پاؤں کے صدر (یعنی اس کی انگلیوں کو) قبلہ کی طرف کیا) (واضح رہے کہ اس جملہ میں احناف اور ثوری وغیرہ کی دلیل ہے کیونکہ وہ تشہد میں اسی طرح بیٹھنے کے قائل ہیں) اور (اسی تشہد کی حالت میں آپ ﷺ نے) اپنی داہنی ہتھیلی کو اپنے داہنے گھٹنے پر اور اپنی بائیں ہتھیلی کو اپنے بائیں گھٹنے پر رکھا اور اپنی (کلمہ کی) انگلی سے اشارہ کیا۔

اور فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ روایت کیا ہے اس حدیث کو عتبہ بن حکیم نے عن عبد اللہ بن عیسیٰ عن العباس بن سہل کہہ کر (اور انہوں نے یعنی عتبہ بن حکیم نے اپنی روایت میں) نہیں ذکر کیا تو رک کو اور ذکر کیا ہے (یعنی بیان کیا ہے انہوں نے اپنی حدیث کو) فلیح کی حدیث کی طرح (یعنی جس طریقہ سے فلیح نے اپنی حدیث میں مطلقاً تو رک کا ذکر نہیں کیا ہے ویسے ہی عتبہ نے بھی اپنی حدیث تو رک کے ذکر کے بغیر ہی بیان کی ہے) اور ذکر کیا ہے حسن بن حمر نے بھی (تشہد ثانی کا جلسہ بغیر ذکر تو رک کے) فلیح اور عتبہ کی حدیث (میں مذکور تشہد ثانی کے) جلسہ کی طرح۔

(واضح رہے کہ اس عبارت یعنی قال ابوداؤد الخ کی عبارت سے مصنفؒ نے یہ بتانا اور اس طرف اشارہ کرنا چاہا ہے کہ ذکر تو رک کے سلسلہ میں روایات میں اختلاف ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ عبد الحمید بن جعفر اور محمد بن عمرو بن حلقہ نے تو اپنی حدیثوں میں صرف قعدہ اخیرہ کے اندر تو رک کو ذکر کیا ہے اور حسن بن حمر نے صرف پہلی رکعت کے دو سجدوں کے درمیان تو رک ذکر کیا ہے اور پہلے و دوسرے قعدے نیز جلسہ استراحت میں اس کا ذکر نہیں کیا ہے۔ اور فلیح اور عتبہ بن حکیم نے اپنی روایتوں میں تو رک کا ذکر کہیں بھی نہیں کیا نہ قعدہ اولیٰ میں اور نہ اخیرہ میں نہ دونوں سجدوں کے درمیان اور نہ ہی جلسہ استراحت میں)۔

نوٹس:- اس حدیث شریف کی زیادہ تر تشریح تو دوران ترجمہ ہی آگئی ہے تاہم واضح رہے کہ شرح حضرات نے اس حدیث کے تحت مزید بہت سی تفصیلات لکھی ہیں جن کے لئے مطوّلات ہی کا مطالعہ کر لیا جائے۔ تاہم درج ذیل ایک دو بات یہاں پر بھی سمجھ لیں۔

”فتن جافلی عن جنبہ“ صاحب بذل وغیرہ شرح حضرات نے اس جملہ کی شرح کے دوران لکھا ہے کہ فلیح کی یہ روایت بیہقی اور ترمذی میں بھی مذکور ہے لیکن بیہقی اور ترمذی میں ان الفاظ کی بجائے یہ الفاظ ہیں ”ووتر یدیدہ فنحّاهما عن جنبہ“ یعنی آپ ﷺ نے دوران رکوع اپنے

دونوں ہاتھوں کو کمان کے چلے اور تانت کی طرح کیا اور اُن دونوں کو اپنے پہلوؤں سے دور رکھا۔ اور ابوداؤد اور بیہقی و ترمذی کے الفاظ کے فرق کو واضح کرتے ہوئے شرح حضرات نے لکھا ہے کہ ابوداؤد کے الفاظ کا مطلب تو یہ ہے کہ لما وتر یدیدہ تو خود بخود آپ ﷺ کے کئے بغیر ہی آپ ﷺ کے ہاتھ آپ ﷺ کے پہلوؤں سے جدا ہو گئے۔ اور بیہقی و ترمذی کے الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ ”وتر یدیدہ وبعدهما عن جنبیہ“ یعنی ہاتھوں کو مثل کمان کے چلے کے سیدھا کرنے کا کام اور ان کو اپنے پہلوؤں سے دور کرنے کا کام یعنی دونوں کام آپ ﷺ نے بالقصد اور بالارادہ کئے۔ اور اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ ابوداؤد کی روایت میں مذکور لفظ تجافی لازم ہے اور بیہقی و ترمذی کی روایت میں مذکور لفظ نَحًا متعدی ہے۔

”ووضع كفہ الیمنی الخ“ صاحب المنہل وغیرہ نے اس جملہ کے تحت لکھا ہے کہ اس کا ظاہری مطلب یہی ہے کہ آپ ﷺ نے بحالت تشہد اپنے داہنے ہاتھ کو اپنے گھٹنے پر رکھا اور مبسوطہ رکھا یعنی خضر و بنصر کو موڑے بغیر اور انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کے ذریعہ حلقہ بنائے بغیر رکھا اور اپنی انگلی سے اشارہ کیا۔ اور سابقہ روایت میں یہ گذرا ہے کہ آپ ﷺ نے بحالت تشہد اپنے داہنے ہاتھ کو اپنی ران پر رکھا اور خضر و بنصر کو موڑا اور انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کے ذریعہ حلقہ بنایا اور کلمہ کی انگلی سے اشارہ کیا۔ تو ان دونوں روایتوں کو پڑھ کر کسی کے بھی ذہن میں منافات و مخالفت بین الاحادیث کا اشکال آسکتا ہے۔ تو سنئے ان دونوں روایتوں میں کوئی منافات و مخالفت نہیں ہے کیونکہ یہ روایت مختصر ہے اور سابقہ روایت مفصل تھی یعنی اس روایت میں صرف ہاتھ رکھنے والی بات مذکور ہے اور اس سابقہ روایت میں ہاتھ رکھنے کے بعد اشارہ کرتے وقت خضر و بنصر کو موڑنے اور ابہام وسطی کے درمیان حلقہ بنانے والی بات بھی مذکور ہے۔ لیکن اب بھی کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ جناب چلئے یہ تو مان لیا مگر اس روایت میں گھٹنے پر ہاتھ رکھنے کا ذکر ہے اور سابقہ روایت میں ران پر ہاتھ رکھنے کا ذکر ہے تو یہ تو کھلی ہوئی منافات و مخالفت



ہے اس کا جواب کیا ہے؟ تو اس کا جواب دیتے ہوئے شرح حضرات نے لکھا ہے کہ اس میں بھی کوئی منافات و مخالفت نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے انگلیوں کے سروں کو گھٹنے پر رکھا ہو اور اس روایت میں یعنی فیح کی روایت میں اس کا ذکر ہو۔ اور کف و تھیلی کو ران پر رکھا ہو اور اُس سابقہ روایت میں اس کا ذکر ہو۔ نیز ایک جواب اس اعتراض و اشکالِ منافات و مخالفت کا شرح حضرات نے یہ بھی لکھا ہے کہ جناب آپ کی بات تسلیم کہ ان دونوں روایتوں میں منافات و مخالفت ہے لیکن چونکہ یہ فیح کے طریق سے آنے والی روایت ضعیف ہے اور سابقہ روایت قوی ہے لہذا منافات و مخالفت کا کوئی مطلب ہی نہیں قوی روایت یعنی سابقہ روایت کو رائج رکھا جائے گا اور اُسی پر عمل کیا جائے گا۔

”عن عبد اللہ بن عیسیٰ“ واضح رہے کہ حدیث نمبر (۷۳۳) میں الحسن بن الحُرّ نے تو اپنے شیخ کا نام عیسیٰ بن عبد اللہ ذکر کیا ہے اُسی کے حوالہ سے ابوداؤد کہہ رہے ہیں کہ عتبہ بن ابی حکیم نے اس کو مقلوب کر کے اپنا شیخ عبد اللہ بن عیسیٰ ذکر کیا ہے۔ بہر کیف صاحبِ بذل وغیرہ نے لکھا ہے کہ ابنِ رسلان کے نسخہ میں یہاں پر عبید اللہ بن عیسیٰ بن عبد الرحمن الأنصاری ہے لیکن صحیح عیسیٰ بن عبد اللہ ہی ہے جیسا کہ الحسن بن الحُرّ نے کہا ہے چنانچہ حافظ نے لکھا ہے کہ بعض حضرات ان کو عبد اللہ بن عیسیٰ بھی کہتے ہیں لیکن یہ وہم و خطاء ہے۔

## تعارف رجالِ حدیث (۷۳۴)

- ۱۔ أحمد بن حنبل :- یہ مشہور امام فقہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی أبو عبد اللہ المروزی ثم البغدادی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷) اور (۲۳۸)۔
- ۲۔ عبد الملک بن عمرو :- یہ عبد الملک بن عمرو العقدي أبو عامر القيسي البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۸۷)۔

۳۔ فُلَیْح:۔ یہ فُلَیْح بن سلیمان بن اُبی المغیرۃ الخزاعیّ اُبی یحییٰ المدنیّ مولیٰ آل زید بن الخطاب ہیں۔ ابنِ معین۔ ابوحاتم اور نسائی کا ان کے بارے میں کہنا ہے لیس بالقویّ ولا یحتج بحدیثہ۔ حاکم ابواحمد کا قول ہے لیس بالمعتین عندہم۔ ساجی نے یہ کہا ہے کہ اِنَّہ من اهل الصدق وِیہم۔ دارقطنی کا کہنا ہے کہ ان کے بارے میں اختلاف ہے لیکن یہ لا بأس بہ ہیں۔ ابوداؤد فرماتے ہیں لا یحتج بہ۔ اور حافظؒ نے ان کو صدوق کثیر الخطاء راوی لکھا اور ساتویں طبقہ میں شمار کرتے ہوئے ان کی وفات ۱۶۸ھ میں بتائی ہے۔

۴۔ عباس بن سہل:۔ یہ عباس بن سہل بن سعد الساعديّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۳۳)۔

۵۔ اُبو حمید:۔ آپؓ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت المنذر اُبو عبد الرحمن بن سعد بن المنذر اُبو حمید الساعديّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۶۵)۔

۶۔ اُبو اُسید:۔ آپؓ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت مالک بن ربیعۃ بن البدن الأنصاریّ اُبو اُسید الساعديّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۶۵)۔

۷۔ سہل بن سعد:۔ آپؓ سہل بن سعد بن مالک بن خالد الأنصاریّ الخزرجیّ اُبو العباس الساعديّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۹) اور (۲۱۴)۔

۸۔ محمد بن مَسْلَمَہ:۔ آپؓ محمد بن مَسْلَمَہ بن سلمۃ بن خالد بن عديّ الأوسیّ الأنصاریّ اُبو عبد الرحمن حلیف بنی عبد الأشہل ہیں۔ آپؓ اُن لوگوں میں سے ایک ہیں جن کا زمانہ جاہلیت میں بھی محمد نام تھا۔ نبی کریم ﷺ نے آپؓ کو بعض غزوات میں جاتے وقت مدینہ منورہ میں اپنا نائب امام و خلیفہ مقرر کیا ہے۔ آپؓ فتنوں سے اعترال و علیحدگی اختیار

کرنے والے لوگوں میں سے ہیں چنانچہ نہ جنگِ جمل میں شریک ہوئے اور نہ ہی صفین میں۔ آپ ﷺ نے ان کے اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کے درمیان موافات و بھائی چارہ کرایا تھا۔ تبوک کے علاوہ تمام جنگوں میں شریک رہے ہیں۔ کعب بن اشرف کو قتل کرنے والے لوگوں میں شامل تھے۔ حافظ نے ان کی وفات ۴۰ھ کے بعد لکھی ہے۔

۹۔ فقال أبو حميد: - آپ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت المنذر أو عبدالرحمن بن سعد بن المنذر أبو حميد الساعدي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۶۵)۔

۱۰۔ أبوداؤد: - یہ مصنف کتاب سلیمان بن الأشعث أبوداؤد السجستاني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۱۱۔ عتبة بن أبي حكيم: - یہ عتبة بن أبي حكيم الهمداني أبو العباس الأردني ہیں احمد اور ابن معین نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے اور منکر الحدیث کہا ہے۔ طبرانی نے ان کو من ثقات المسلمین لکھا ہے اور ابن عدی نے ان کے بارے میں لا بأس بہ کہا ہے۔ حافظ نے ان کو صدوق راوی لکھا ہے مگر لکھا ہے یخطئ کثیراً اور چھٹے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے ان کی وفات ۴۰ھ کے بعد بتائی ہے۔ واضح رہے کہ صاحب المنہل نے ان کی وفات بالتحیین ۱۴۷ھ میں نقل کی ہے۔

۱۲۔ عبد الله بن عيسى: - یہ تو بتایا ہی جا چکا کہ صحیح و درست عیسیٰ بن عبد اللہ ہے۔ لہذا یہ عیسیٰ بن عبد اللہ بن مالک بن عیاض مولیٰ عمر بن الخطاب ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۳۳)۔

۱۳۔ عباس بن سهل: - یہ عباس بن سهل بن سعد الساعدي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۳۳)۔

۱۴۔ فليح: - یہ فليح بن سليمان بن أبي المغيرة الخزاعي أبو يحيى المدني

مولیٰ آل زید بن الخطاب ہیں۔ دیکھیں اسی حدیث میں نمبر (۳) پر۔

۱۵۔ الحسن بن الحرّ:۔ یہ الحسن بن الحرّ بن الحكم النخعی ابو محمد الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۳۳)۔

۱۶۔ فلیح:۔ یہ فلیح بن سلیمان بن ابي المغيرة الخزاعي ابو یحییٰ المدني مولیٰ آل زید بن الخطاب ہیں۔ دیکھیں اسی حدیث میں نمبر (۳) پر۔

۱۷۔ عتبہ:۔ یہ عتبہ بن ابي حکیم الهمداني ابو العباس الأردني ہیں۔ دیکھیں اسی حدیث میں نمبر (۱۱) پر۔

الحديث/ ۷۳۵- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ أَخْبَرَنَا بَقِيَّةُ حَدَّثَنِي عُتْبَةُ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عِيسَى عَنْ الْعَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ السَّاعِدِيِّ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ، بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: ((وَإِذَا سَجَدَ فَرَجَ بَيْنَ فَخِذَيْهِ غَيْرَ حَامِلٍ بَطْنُهُ عَلَى شَيْءٍ مِنْ فَخِذَيْهِ)).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا فُلَيْحٌ سَمِعْتُ عَبَّاسَ بْنَ سَهْلٍ يُحَدِّثُ فَلَمْ أَحْفَظْهُ فَحَدَّثَنِيهِ، أَرَاهُ ذَكَرَ عِيسَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ قَالَ: حَضَرْتُ أَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۳۵:- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عمرو بن عثمان نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی یقیناً نے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا عتبہ نے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا عبد اللہ بن عیسیٰ نے انہوں نے روایت کیا عباس بن سہل ساعدی سے انہوں نے ابو حمیدؓ سے (اور آگے بیان کیا عتبہ نے) اسی حدیث کو (یعنی فلیح کی سابقہ حدیث کو جسے انہوں نے عن عباس بن

سہل الخ کے طریق سے بیان کیا ہے۔ اور عتبہ نے اپنی حدیث میں فلیح کی حدیث کے مقابلہ میں مزید یہ بھی (بیان کیا اور جب آپ ﷺ نے سجدہ کیا تو کشادگی رکھی اپنی دونوں رانوں کے درمیان (یعنی بہ حالت سجدہ آپ ﷺ کی دونوں رانیں ایک دوسرے سے ملی ہوئی نہ تھیں بلکہ الگ الگ اور متفرق تھیں۔ چنانچہ بعض شوافع اس تفریق بین الفخذین کے سلسلہ میں ایک بالشت کی تفریق اور علیحدگی کے قائل ہیں) اس حال میں کہ نہ لادنے والے تھے آپ ﷺ اپنے پیٹ کو اپنی رانوں کے کسی حصہ پر (یعنی بہ حالت سجدہ آپ ﷺ نے اپنے پیٹ کو اپنی رانوں پر نہیں رکھا بلکہ اوپر اٹھائے رکھا اور آپ ﷺ کی رانیں پیٹ سے منفصل اور جدا رہیں)۔

اور فرمایا امام ابوداؤد نے۔ اور روایت کیا ہے اس حدیث کو ابن مبارک نے (یعنی سابقہ حدیث نمبر (۷۳۴) کو یہ کہہ کر) کہ ہمیں خبر دی فلیح نے انہوں نے کہا کہ میں نے سنا عباس بن سہل کو حدیث (یعنی یہی حدیث نمبر (۷۳۴)) بیان کرتے ہوئے لیکن میں اُسے محفوظ نہ کر سکا (یعنی ابن مبارک بتا رہے ہیں کہ ہمارے شیخ فلیح نے کہا کہ میں عباس بن سہل کی بیان کردہ حدیث بھول گیا) تو مجھ سے وہی حدیث بیان کی اور میرا خیال ہے ان کے بارے میں کہ انہوں نے عیسیٰ بن عبد اللہ کا ذکر کیا تھا (ابن مبارک کہنا یہ چاہر ہے ہیں کہ ہمارے شیخ فلیح نے دوبارہ حدیث بیان کرنے کی بات کو بتانے کے لئے حدثنیہ کہا تھا تو مجھے بالکل پکا تو یا نہیں لیکن غالب گمان یہی ہے کہ انہوں نے اس کے بعد حدث کا فاعل ذکر کرتے ہوئے صراحۃً عیسیٰ بن عبد اللہ کہا تھا۔ بہر کیف فلیح نے) کہا کہ مجھ سے اسی حدیث کو عیسیٰ بن عبد اللہ نے یہ کہہ کر بیان کیا کہ انہوں نے اس (حدیث) کو عباس بن سہل سے سنا ہے انہوں نے (یعنی عباس بن سہل نے) کہا کہ میں گیا حضرت ابو حمید الساعدیؓ کے یہاں (اور ظاہر ہے آگے یہی حدیث ہوگی کہ انہوں نے یعنی ابو حمید ساعدیؓ نے مجھ سے بیان کیا الی آخرہ)۔

نوٹس:- ”اراه ذکر عیسیٰ بن عبد اللہ الخ“ واضح رہے کہ بعض نسخوں میں لفظ ذکر

نہیں ہے لہذا ان نسخوں کے اعتبار سے اس جملہ کے قائل تو ابنِ مبارک ہی ہوں گے مگر آگے جو عیسیٰ بن عبد اللہ ہے یہ ماقبل میں مذکور حدیثیہ میں جو حدیث فعل ہے اس کا فاعل ہوگا۔ جبکہ ان نسخوں کے اعتبار سے جن میں لفظ ذکر بھی موجود ہے یہ یعنی عیسیٰ بن عبد اللہ مفعول ہوگا اسی ذکر فعل کا اور ذکر فعل کی ضمیر فاعل کا مرجع فلیح ہوں گے۔ بہر حال مطلب اس جملہ کا یہی ہے کہ فلیح کو عباس بن سہل کی بیان کردہ حدیث ٹھیک سے یاد نہ رہ سکی تھی اس لئے انہوں نے اس حدیث کو دوبارہ عیسیٰ بن عبد اللہ سے سنا چنانچہ انہوں نے یعنی عیسیٰ بن عبد اللہ نے ان سے یعنی فلیح سے اس حدیث کو یہ کہہ کر بیان کیا اُنہ سمعہ من عباس بن سہل قال حضرت الخ۔

### تعارف رجالِ حدیث (۷۳۵)

۱۔ عمرو بن عثمان :- یہ عمرو بن عثمان بن سعید القرشیّ أبو حفص الحمصیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸۵)۔

۲۔ بقیۃ :- یہ بقیۃ بن الولید بن صائد بن کعب الکلاعیّ أبو یحٰمد الحمصیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۵)۔

۳۔ عتبۃ :- یہ عتبۃ بن اُبی حکیم الہمدانیّ أبو العباس الأزدیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۳۴)۔

۴۔ عبد اللہ بن عیسیٰ :- یہ عیسیٰ بن عبد اللہ ہی ہیں۔ یعنی عیسیٰ بن عبد اللہ بن مالک بن عیاض مولیٰ عمر بن الخطاب۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۳۳)۔

۵۔ العباس بن سہل :- یہ العباس بن سہل بن سعد الساعدیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۳۳)۔

۶۔ ابو حمیدؓ: آپؐ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت المنذر أو عبد الرحمن بن سعد بن المنذر أبو حمید الساعدي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۶۵)۔

۷۔ ابوداؤدؓ: یہ مصنف کتاب سلیمان بن الأشعث ابوداؤد السجستانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۸۔ ابن المبارک: یہ عبد اللہ بن المبارک بن واضح الحنظلی ابو عبد الرحمن المروزی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

۹۔ قلیح: یہ قلیح بن سلیمان بن أبي المغيرة الخزاعي أبو يحيى المدني مولی آل زید بن الخطاب ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۳۴)۔

۱۰۔ العباس بن سهل: یہ العباس بن سهل بن سعد الساعدي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۳۳)۔

۱۱۔ عیسیٰ بن عبد اللہ: یہ عیسیٰ بن عبد اللہ بن مالک بن عیاض مولی عمر بن الخطاب ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۳۳)۔

۱۲۔ من عباس بن سهل: یہ العباس بن سهل بن سعد الساعدي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۳۳)۔

۱۳۔ ابو حمیدؓ: آپؐ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت المنذر أو عبد الرحمن بن سعد بن المنذر أبو حمید الساعدي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۶۵)۔

الحديث/ ۷۳۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هَمَامٌ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَاثِلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ

النَّبِيِّ ﷺ فِي هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: ((فَلَمَّا سَجَدَ وَقَعَتَا رُكْبَتَاهُ إِلَى الْأَرْضِ قَبْلَ أَنْ تَقَعَا كَفَّاهُ فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَ جَبْهَتَهُ بَيْنَ كَفَّيْهِ وَجَافَى عَنْ إِبْطَيْهِ)). قَالَ حَجَّاجٌ وَقَالَ هَمَّامٌ وَحَدَّثَنَا شَقِيقٌ حَدَّثَنِي عَاصِمٌ بْنُ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ هَذَا. وَفِي حَدِيثٍ أَحَدِهِمَا، وَأَكْبَرُ عِلْمِي أَنَّهُ حَدِيثُ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ: وَإِذَا نَهَضَ نَهَضَ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَاعْتَمَدَ عَلَى فَخِذَيْهِ.

ترجمہ حدیث نمبر ۷۳۶:- فرمایا امام الوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن معمر نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی حجاج بن منہال نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہمام نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی محمد بن مجاہدہ نے انہوں نے نقل کیا عبد الجبار بن وائل سے انہوں نے نقل کیا اپنے والد سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس حدیث (یعنی صلاۃ کی سابقہ حدیث میں یہ کہ ان کے والد وائل بن حجرؒ نے) بیان کیا (واضح رہے کہ اس فی هذا الحدیث کا صاحب بذل نے تو یہی مطلب لکھا ہے لیکن صاحب المنہل نے لکھا ہے کہ اس میں جو فی ہے یہ بمعنی بآء ہے جیسا کہ الوداؤد کے بعض نسخوں میں بجائے فی کے صراحۃً بآء بھی ہے لہذا اس کا مطلب ہے بھذا الحدیث یعنی عبد الجبار بن وائل نے اس حدیث کو اپنے والد سے نقل کیا اور اس کے اندر اپنے والد سے یہ بھی نقل کیا کہ ان کے والد نے بیان کیا تھا کہ) اور جب آپ ﷺ سجدہ میں جاتے تو لگتے آپ ﷺ کے گھٹنے زمین سے آپ ﷺ کے ہاتھوں کے لگنے سے پہلے (یعنی جب آپ ﷺ سجدہ میں جانا شروع کرتے تو پہلے اپنے گھٹنوں کو زمین پر رکھتے اور اس کے بعد اپنے ہاتھوں کو۔ واضح رہے کہ تقریباً یہی طریقہ سجدہ کرنے کا متفق علیہ ہے)۔ اور (گھٹنے و ہاتھ زمین پر رکھنے کے بعد) جب آپ ﷺ (بالفعل) سجدہ کرتے تو (بہ حالت سجدہ) رکھتے اپنی پیشانی کو اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان اور دور رکھتے (اپنے بازوؤں کو) اپنی بغلوں سے



(یعنی اپنی بغلوں کو کشادہ اور کھلی رکھتے)۔

حجاج نے بیان کیا اور کہا ہمام نے نیز بیان کیا ہم سے شفیق نے یہ کہہ کر کہ مجھ سے بیان کیا عاصم بن کلیب نے انہوں نے نقل کیا اپنے والد سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اسی کے مثل (یعنی حضرت وائل بن حجرؓ کی حدیث کے مثل) واضح رہے کہ مصنفؒ اس عبارت سے یہ بتانا چاہ رہے ہیں کہ ہمارے شیخ محمد بن عمرو نے بواسطہ حجاج بن منہال اس حدیث کو دو سندوں سے بیان کیا ایک تو حدثنا ہمام أخبرنا محمد بن جحادة عن عبد الجبار بن وائل عن أبيه عن النبي ﷺ کہہ کر دوسرے حدثنا ہمام حدثنا شقيق حدثني عاصم بن كليب عن أبيه عن النبي ﷺ کہہ کر۔ بہر حال آگے مؤلفؒ یا ہمام یا بقول صاحب المنہل حجاج کہہ رہے ہیں کہ) اور ان دونوں میں سے ایک کی حدیث میں (یعنی محمد بن جحادہ کی یا شقیق کی حدیث میں) اس تشریح سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ یعنی وہی حدیث اُحدہما ہمام کا قول ہونا چاہئے۔ بہر حال ان میں سے ایک کی حدیث میں یہ ہے) اور میرا غالب گمان یہ ہے کہ وہ (حدیث جس میں مابعد میں آنے والے الفاظ و إذا نہض الخ مذکور تھے) محمد بن جحادہ کی حدیث ہے نہ کہ شقیق کی (بہر کیف محمد بن جحادہ کی حدیث میں یہ الفاظ بھی تھے) اور جب آپ ﷺ (سجدہ سے فارغ ہو کر اٹھنے کا ارادہ فرماتے اور) اٹھتے تو اٹھتے اپنے دونوں گھٹنوں پر اور سہارا دیتے اپنی رانوں پر (یعنی سجدہ سے اٹھتے ہوئے پہلے اپنے نودوں ہاتھوں کو زمین سے اٹھاتے اور پھر اپنے گھٹنوں کو اٹھاتے اس حال میں کہ اپنے ہاتھوں کو اپنی رانوں پر ٹکائے اور رکھے ہوئے ہوتے تھے نہ کہ زمین پر)۔

نوٹس:- ”وقعتا رکبتاہ“ واضح رہے کہ بعض نسخوں میں یہ ”وقعت رکبتاہ“ یعنی صیغہ واحد کے ساتھ بھی ہے اور جن نسخوں میں صیغہ واحد ہے اُن میں تو کوئی اشکال کی بات ہی نہیں ہے کیونکہ جب فاعل اسم ظاہر ہوتا ہے تو فعل ہر حال میں واحد ہی ہوتا ہے لیکن جن نسخوں میں صیغہ تشنیہ

کے ساتھ ہے یعنی وقعتا ہے تو اُن پر یہ اشکال ہو سکتا ہے کہ یہ تو قاعدہ کے خلاف ہے؟ تو اس کا جواب دیتے ہوئے صاحبِ عون المعبود وغیرہ نے لکھا ہے کہ یہ بھی قاعدہ کے مطابق ہی ہے اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ﴿وَأَسْرُوا النَّجْوَى الَّذِينَ ظَلَمُوا﴾ ہے اور عربوں کا قول ”اُكْلُونِي الْبَرَاعِيثَ“ ہے اس لئے آپ کو اس پر قاعدہ کے خلاف ہونے کا اشکال نہیں ہونا چاہئے۔ اور واضح رہے کہ آگے جو قبل اُن تقعا کفہاء میں فعلِ مضارع تقعا ثنئیہ ہے اس کے بارے میں بھی یہی بات کہی جائے گی کیونکہ وہ بھی کچھ نسخوں میں تَقَعَّ واحد ہے۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ اس جملہ کے تحت عون المعبود نے یہ تفصیل بھی لکھی ہے کہ اسی کے یعنی سجدہ میں جاتے ہوئے پہلے گھٹنوں کو زمین پر رکھنے اور اس کے بعد ہاتھوں کو رکھنے ہی کے قائل ہیں حنفیہ، شوافع، احمد، اسحاق اور علماء کی ایک جماعت لیکن مالک، اوزاعی اور ابن حزم اس کے قائل ہیں کہ سجدہ میں جاتے ہوئے زمین پر گھٹنوں سے پہلے ہاتھوں کو رکھنا مستحب ہے اور امام احمد سے بھی ایک روایت اسی طرح کی منقول ہے۔

”فلما سجد وضع جبهته بين كفيه“ اس حدیث شریف کے اس جملہ کو پڑھ کر کسی کے بھی ذہن میں یہ بات آسکتی ہے کہ سابقہ حدیث میں گزرا ہے ”کان یضع وجهه بين كفيه“ اسی طریقہ سے ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ ”کان یضع یدیه خدو منكبیه“ تو زیر تشریح حدیث کا یہ جملہ تو ان دونوں حدیثوں کے مخالف و معارض ہے جبکہ احادیث میں تعارض و مخالفت ہونی نہیں چاہئے تو یہ کیوں ہے؟ تو اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے اور اس تعارض و مخالفت کو ختم کرتے ہوئے شراحِ حضرات نے لکھا کہ کوئی تضاد و تعارض اور مخالفت نہیں ہے کیونکہ بہت ممکن ہے آپ ﷺ نے کبھی ایسا کیا ہو اور کبھی ویسا اور کسی راوی نے آپ ﷺ کے ایک فعل کو بیان کر دیا ہو اور کسی نے دوسرے کو اس لئے کوئی اشکال کی بات نہیں ہے۔ خلاصہ یہ کہ دونوں طریقے جائز ہیں اور دونوں ہی آپ ﷺ سے ثابت ہیں ہاں اتنا ضرور ہے کہ اکثر آپ ﷺ ایسا کرتے تھے کہ اپنے چہرہ کو اپنے

ہاتھوں کے درمیان رکھتے تھے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

”وأكبر علمي أنه الخ“ ان الفاظ سے ہمارا کہنا یہ چاہر ہے ہیں کہ ہمارے دونوں شیخ یعنی محمد بن حمادہ اور شقیق میں سے کسی ایک نے اپنی روایت میں یہ الفاظ ”وإذا نهض الخ بھی بیان کئے تھے اب مجھے پکا تو یاد نہیں کہ ان میں سے کون سے شیخ نے یہ الفاظ اپنی حدیث میں نقل کئے تھے لیکن غالب گمان تقریباً یقین کے درجہ میں یہ ہے کہ یہ الفاظ یعنی وإذا نهض الخ کے الفاظ ہمارے شیخ محمد بن حمادہ نے اپنی حدیث میں نقل کئے تھے نہ کہ ہمارے شیخ شقیق نے۔

اور اخیر میں یہ بھی سمجھ لیں کہ اس شقیق والی روایت میں صاحب المنہل نے تو بس اتنا لکھا ہے کہ ہمیں معلوم نہ ہو سکا کہ اس روایت کی تخریج کس نے کی ہے۔ لیکن منذری اور صاحب بذل نے یہ تفصیل بھی لکھی ہے کہ یہ شقیق والی روایت جو والدِ عاصم یعنی کلب نے نعی کریم ﷺ سے نقل کی ہے یہ مرسل ہے کیونکہ کلب صحابی نہیں ہیں اور انہوں نے آپ ﷺ کا زمانہ نہیں پایا ہے۔ تاہم واضح رہے کہ ابن عبد البر نے کلب اور ان کے والد شہاب جرمی کے لئے صحابیت کا قول لکھا ہے۔ لیکن ابوحاتم رازی اور بخاری وغیرہ نے کلب کو بالجزم تابعی ہی لکھا ہے نیز ابوزرعا اور ابن سعد نے بھی تابعی ہی کہا ہے اور ابن حبان نے بھی ان کو ثقات تابعین ہی میں ذکر کیا ہے۔ اور حافظ نے لکھا ہے کہ جن لوگوں نے ان کو یعنی کلب بن شہاب کو صحابہ میں ذکر کیا ہے وہ ان کا وہم اور خطاء ہے۔ خلاصہ یہ کہ یہ یعنی کلب تابعی ہی ہیں اور تابعی جب ڈائرکٹ آپ ﷺ سے روایت نقل کرے تو وہ مرسل ہوا کرتی ہے لہذا یہ روایت بھی مرسل ہی ہے۔

## تعارف رجال حدیث (۷۳۶)

۱۔ محمد بن معمر :- سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ صاحب بذل نے لکھا ہے کہ یہ

محمد بن معمر الحضرمي البصري بھی ہو سکتے ہیں لیکن غالب گمان یہ ہے کہ یہ (اور صاحب المنہل نے بالجزم یہی لکھا ہے کہ یہ) محمد بن معمر بن ربیع القیسی أبو عبد اللہ البصري المعروف بالحرانی ہیں۔ اور ان کے بارے میں ابوداؤد نے لا بأس بہ لکھا ہے۔ ابو حاتم نے صدوق اور بزار نے ان کے بارے میں کان من خیار عباد اللہ کہا ہے اور خطیب نے ان کی توثیق کی ہے۔ اور حافظ نے ان کو صدوق راوی لکھا اور گیارہویں طبقہ کے کبار راویوں میں سے بتایا ہے نیز ان کی وفات ۲۵۰ھ میں نقل کی ہے۔

۲۔ حجاج بن منہال :- یہ حجاج بن منہال الأنماطي أبو محمد السلمي البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۰۲)۔

۳۔ ہمام :- یہ ہمام بن یحیٰ بن دینار العوذی أبو بکر البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۹)۔

۴۔ محمد بن جُحادة :- یہ محمد بن جُحادة (بضم الجیم) الأودي الكوفي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۲۳)۔

۵۔ عبد الجبار بن وائل :- یہ عبد الجبار بن وائل بن حُجر الحضرمي أبو محمد الکوفي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۲۳)۔

۶۔ عن أبيه :- اس میں اُب سے مراد ہیں عبد الجبار کے والد حضرت وائل بن حُجر بن سعد بن مسروق بن وائل بن ضَمْعَج الحضرمي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۲۳)۔

۷۔ قال حجاج :- یہ حجاج بن منہال الأنماطي أبو محمد السلمي البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۰۲)۔

۸۔ وقال همام :- یہ ہمام بن یحیٰ بن دینار العوذی أبو بکر البصري ہیں۔

دیکھیں حدیث نمبر (۱۹)۔

۹۔ شقیق :- یہ شقیق، أبوليث ہیں۔ اور حافظؒ نے لکھا ہے کہ شقیق عن عاصم بن کلب میں جو شقیق ہیں وہ مجہول ہیں اور چھٹے طبقہ میں آتے ہیں۔

۱۰۔ عاصم بن کلب :- یہ عاصم بن کلب بن شہاب الجرمی الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۲۶)۔

۱۱۔ عن أبیه :- اس میں أب سے مراد ہیں کلب بن شہاب الجرمی۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۲۶)۔

۱۲۔ حدیث محمد بن جُحادة :- یہ محمد بن جُحادة (بضم الجیم) الأودی الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۲۳)۔

الحديث / ۷۳۷ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ فِطْرِ عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ ﷺ يَرْفَعُ إِبْهَامِيهِ فِي الصَّلَاةِ إِلَى شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۳۷ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا مسدّد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبد اللہ بن داؤد نے انہوں نے نقل کیا فطر سے انہوں نے عبد الجبار بن وائل سے انہوں نے اپنے والد (حضرت وائل بن حجرؓ) سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ ﷺ نماز میں (تکبیر تحریمہ کے وقت) اٹھاتے تھے اپنے (ہاتھوں کے) دونوں انگوٹھوں کو اپنے کانوں کی لوتک۔

نوٹس :- اس حدیث شریف سے معلوم ہو رہا ہے کہ تکبیر تحریمہ اور افتتاحِ صلاۃ کے وقت

ہاتھوں کو کانوں کی لوتک اٹھانا چاہئے اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے اور یہ حدیث شریف ان کی دلیل ہے۔ اور صاحبِ مرقاة نے لکھا ہے کہ یہی امام شافعیؒ کا مختار قول ہے۔ اور امام شافعیؒ کے بارے میں طیبیؒ نے لکھا ہے کہ جب امام شافعیؒ مصر پہونچے تو لوگوں نے ان سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ عند التکبیر رفع یدین کہاں تک کرنا چاہئے اور اس کی کیفیت کیا ہونی چاہئے تو انہوں نے کہا کہ نمازی کو چاہئے کہ اس طرح رفع یدین کرے کہ یکون کفاه حذاء منکبہ و ابهاما حذاء شحمة اذنیہ و اطراف اصابعہ حذاء فرع اذنیہ کیونکہ کسی روایت میں رفع یدین منکبین موندھوں تک مذکور ہے۔ کسی میں کانوں تک اور کسی میں فروغ اذنین تک اس لئے جمع بین الروایات کرتے ہوئے رفع یدین کی کیفیت وہ ہونی چاہئے جو اوپر بتائی گئی۔ واضح رہے کہ بعض مشائخ احناف بھی اسی کیفیت سے رفع یدین کے قائل ہیں۔ اور حافظؒ نے اس کی تفصیل اس طرح لکھی ہے کہ شافعی اور جمہور موندھوں تک رفع یدین کے قائل ہیں۔ حنفیہ فروغ اذنین تک۔ اور ابو ثور نے شافعی سے وہی جمع بین الروایات والی کیفیت نقل کی ہے اور ابن شاس نے الجواہر میں متاخرین مالکیہ سے بھی یہی والی کیفیت نقل کی ہے۔

## تعارف رجال حدیث (۷۳۷)

- ۱۔ مسدد:۔ یہ مسدد بن مسرہد بن مسرہل الأسدی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲)۔
- ۲۔ عبد اللہ بن داؤد:۔ یہ عبد اللہ بن داؤد بن بن عامر بن الربیع الہمدانی ثم الشعبی أبو عبد الرحمن المعروف بالخریبی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۰)۔
- ۳۔ فطر:۔ یہ فطر بن خلیفہ الکوفی أبو بکر المخزومی الحنطاطی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱۵)۔

۴۔ عبد الجبار بن وائل :- یہ عبد الجبار بن وائل بن حُجْر الحضرمی

أبو محمد الكوفي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۲۳)۔

۵۔ عن أبيه :- اس میں اُبّ سے مراد ہیں عبد الجبار کے والد حضرت وائل بن حُجْر بن

سعد بن مسروق بن وائل بن ضَمْعَج الحضرمیؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۲۳)۔

الحديث/ ۷۳۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ بْنُ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي

أَبِي عَنْ جَدِّي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ جُرَيْجٍ

عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ

أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا كَبَّرَ لِلصَّلَاةِ جَعَلَ يَدِيهِ حَذَوَ

مَنْكَبَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَإِذَا رَفَعَ لِلسُّجُودِ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَإِذَا

قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۷۳۸ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عبد الملک بن

شعیب بن لیث نے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا میرے والد نے انہوں نے نقل کیا میرے دادا سے

انہوں نے یحییٰ بن ایوب سے انہوں نے عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج سے انہوں نے ابن شہاب

سے انہوں نے ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث بن ہشام سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے یہ کہ

انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے (یعنی نماز شروع کرنے کے لئے) تکبیر

(تحریمہ) کہتے تو کرتے اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے مونڈھوں کے مقابل (یعنی مونڈھوں تک

اٹھاتے) اور جب رکوع فرماتے تو (تب بھی) اسی کے مثل کرتے (یعنی تب بھی مونڈھوں تک ہی

اٹھاتے) اور جب (اپنے سر کو رکوع سے) اٹھاتے سجدہ کے لئے (یعنی جب رکوع سے فارغ ہو کر سجدہ

کرنے کے واسطے سیدھے کھڑے ہوتے) تو (تب بھی) اسی کے مانند کرتے (یعنی تب بھی مونڈھوں تک ہی ہاتھوں کو اٹھاتے) اور جب کھڑے ہوتے دو رکعتوں سے (یعنی جب دو رکعتوں سے فارغ ہو کر تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے) تو (تب بھی) اسی کے مانند کرتے (یعنی تب بھی مونڈھوں تک ہاتھ اٹھاتے اور رفعِ یدین فرماتے)۔

نوٹس:- ”وَإِذَا رَفَعَ لِّلسُّجُودِ“ واضح رہے کہ ابنِ رسلان نے اس جملہ کے تحت لکھا ہے کہ اس کے اندر سجدہ سے دوسری، تیسری اور چوتھی رکعت کے لئے اٹھنا اور تشہدین سے اٹھنا بھی شامل ہے یعنی اس وقت کا رفعِ یدین بھی اسی جملہ میں موجود مذکور ہے۔

”وَإِذَا قَامَ مِنَ الرُّكْعَتَيْنِ الْخ“ صاحبِ عون المعبود نے اس جملہ کے تحت لکھا ہے کہ اس حدیث میں ایک اور جگہ یعنی چوتھی جگہ بھی رفعِ یدین کرنے کی دلیل ہے یعنی دو رکعتوں سے فارغ ہو کر اٹھنے کے وقت۔ ابنِ بطلان نے لکھا ہے کہ رفعِ یدین کے قائلین پر اس زیادتی کو قبول کرنا اور اس چوتھی جگہ پر بھی رفعِ یدین کا قائل ہونا واجب و ضروری ہے۔ اور خطابی کا قول ہے کہ اگرچہ امام شافعیؒ اس کے قائل نہیں ہیں مگر ان کے اصول کے مطابق اس زیادتی کو قبول کرنا ضروری ہے اور شوافع کو اس جگہ پر بھی رفعِ یدین کا قائل ہونا چاہئے اور کرنا چاہئے۔ اور ابنِ خزیمہ کا کہنا ہے کہ یہ یعنی رفعِ یدین عند القيام من الرکعتین سنت ہے اگرچہ امام شافعیؒ نے اس کا ذکر نہیں کیا ہے کیونکہ انہی کا قول ہے دَعُوا قَوْلِي وَاعْمَلُوا بِالسُّنَّةِ۔ لیکن ابنِ دقیق العید کا کہنا ہے کہ امام شافعیؒ کے قول ”إِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ فَهُوَ مَذْهَبِي“ کی وجہ سے اس کو امام شافعیؒ کا مذہب قرار دینے میں ہمیں اشکال و نظر ہے کیونکہ ان کی اس وصیت کا مطلب ہے ایسی حدیث و سنت جس پر امام مطلع ہی نہ ہوئے ہوں لیکن ایسی حدیث جس پر مطلع ہونے کے بعد امامؒ نے اس کو رد کرتے ہوئے یا اس کی تاویل کرتے ہوئے اپنا مذہب کچھ اور قرار دیا ہو یہ وصیت ایسی حدیث کے بارے میں نہیں ہے اور اس زیر تشریح حدیث کے بارے میں یہ



والا امکان موجود ہے اس لئے اس کو امام شافعیؒ کا مذہب قرار دینے میں ہمیں اشکال و نظر ہے۔

### تعارف رجالِ حدیث (۷۳۸)

۱۔ عبد الملک:۔ یہ عبد الملک بن شعیب بن اللیث بن سعید الفہمیؒ  
 أبو عبد اللہ المصریؒ ہیں۔ حافظؒ نے ان کو ثقہ راوی لکھا ہے نیز گیارہویں طبقہ میں شمار کرتے ہوئے  
 وفات ۲۴۳ھ میں بتائی ہے۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۰۶)۔

۲۔ أبي:۔ اس میں أب سے مراد ہیں عبد الملک کے والد شعیب بن اللیث بن سعید (أو  
 سعد) الفہمیؒ أبو عبد الملک المصریؒ۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۲۹)۔

۳۔ عن جدي:۔ اس میں جد سے مراد ہیں عبد الملک کے دادا اللیث بن سعد بن  
 عبد الرحمن الفہمیؒ الإمام أبو الحارث المصریؒ۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۸)۔

۴۔ يحي:۔ یہ يحي بن أيوب الغافقيؒ أبو العباس المصریؒ ہیں۔ دیکھیں  
 حدیث (۱۵۸)۔

۵۔ عبد الملک:۔ یہ عبد الملک بن عبد العزيز بن جريج الأمويؒ أبو الوليد  
 المكيؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۹) اور (۲۳)۔

۶۔ ابن شهاب:۔ یہ محمد بن مسلم۔ ابن شهاب۔ الزهريؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث  
 نمبر (۹)۔

۷۔ أبوبکر بن عبد الرحمن:۔ یہ أبوبکر بن عبد الرحمن بن الحارث بن  
 هشام بن المغيرة المخزوميؒ المدنيؒ ہیں۔ قيل اسمه محمد، وقيل المغيرة، وقيل  
 أبوبکر اسمه وكنيته أبو عبد الرحمن، وقيل اسمه كنيته۔ حافظؒ نے ان کو ثقہ، فقیہ، عابد لکھا

ہے اور تیسرے طبقہ میں شمار کرتے ہوئے وفات ۱۹۴ھ میں نقل کی ہے نیز لکھا ہے وقیل غیر ذلک۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۸۔ ابوہریرہؓ: آپؐ کثیر الروایہ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت عبد الرحمن بن صخر الدوسیؓ ابوہریرہؓ الیمانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

الحديث / ۷۳۹ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ لَهْيَعَةَ عَنْ أَبِي هُبَيْرَةَ عَنْ مَيْمُونِ الْمَكِّيِّ، ((أَنَّه رَأَى عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ صَلَّى بِهِمْ يُشِيرُ بِكَفِّهِ حِينَ يَقُومُ وَحِينَ يَرْكَعُ وَحِينَ يَسْجُدُ وَحِينَ يَنْهَضُ لِلْقِيَامِ فَيَقُومُ فَيُشِيرُ بِيَدَيْهِ فَاَنْطَلَقْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ: إِنِّي رَأَيْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ صَلَّى صَلَاةً لَمْ أَرَأَ أَحَدًا يُصَلِّيْهَا، فَوَصَفْتُ لَهُ هَذِهِ الْإِشَارَةَ، فَقَالَ: إِنْ أَحْبَبْتَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَقْبِدْ بِصَلَاةِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۳۹: فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا قتیبہ بن سعید نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابن لہیعہ نے انہوں نے روایت کیا ابوہبیرہ سے انہوں نے میمون مکی سے یہ کہ انہوں نے (یعنی میمون مکی نے) دیکھا عبد اللہ بن زبیر کو اس حال میں کہ انہوں نے نماز پڑھائی ان کو (یعنی میمون مکی اور دیگر لوگوں کو)۔ اور وہ (یعنی عبد اللہ بن زبیرؓ) اشارہ کر رہے تھے اپنے دونوں ہاتھ سے کھڑے ہوتے وقت (یعنی افتتاحِ صلاۃ اور تکبیر تحریمہ کے وقت انہوں نے رفع یدین کیا) اور رکوع کرنے کے وقت (یعنی رکوع میں جاتے ہوئے بھی رفع یدین کیا) اور سجدہ کرنے کے وقت (یعنی دوسرا سجدہ کرنے کے وقت بھی رفع یدین کیا۔ واضح رہے کہ اس سجدہ سے دوسرے سجدہ کو مراد لینا آنے والی روایت سے معلوم ہو رہا ہے) اور جب اٹھے قیام کے لئے اور کھڑے ہوئے

(یعنی جب دوسرے سجدہ سے فارغ ہو کر کھڑے ہوئے۔ اور ابنِ رسلان نے اس جملہ کا مطلب بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ دوسرے سجدہ سے فارغ ہو کر کھڑے ہوئے یا تشهد سے فارغ ہو کر کھڑے ہوئے) تو (تب بھی) اشارہ کیا اپنے دونوں ہاتھوں سے (یعنی تب بھی رفعِ یدین کیا۔ آگے میمون کی کہر ہے ہیں کہ جب میں نے عبد اللہ بن زبیرؓ کو اس طرح یعنی عند الركوع والسجود اور سجدہ سے قیام کے وقت رفعِ یدین کر کے نماز پڑھاتے ہوئے دیکھا) تو میں حضرت ابنِ عباسؓ کے پاس گیا اور (اُن سے) عرض کیا کہ بے شک میں نے ابنِ زبیرؓ کو ایسے نماز پڑھاتے ہوئے دیکھا ہے کہ نہیں دیکھا میں نے (صحابہؓ اور کبار تابعین میں سے) کسی کو اس کو ایسے پڑھاتے ہوئے (یعنی انہوں نے ایسی کیفیت یعنی عند الركوع والسجود اور سجدہ سے قیام کے وقت رفعِ یدین کرتے ہوئے نماز پڑھائی ہے اُس جیسی کیفیت کے ساتھ میں نے نہ کسی صحابیؓ کو نماز پڑھاتے اور پڑھتے دیکھا ہے اور نہ ہی کسی تابعی کبیر کو) اور میں نے اُن سے (یعنی حضرت ابنِ عباسؓ سے) یہ اشارہ (یعنی ابنِ زبیرؓ کا مذکورہ بالا مواقع میں رفعِ یدین کرنا پوری تفصیل سے) بیان کیا تو (مجھ سے پوری تفصیل سن کر حضرت ابنِ عباسؓ نے) فرمایا اگر تجھے یہ بات پسند ہے کہ تو رسول اللہ ﷺ کی نماز (کی کیفیت کو) دیکھے (تو سمجھ لے کہ یہی ہے آپ ﷺ کی نماز کی کیفیت) لہذا اقتداء (اور پیروی) کر تو عبد اللہ بن زبیرؓ کی نماز کی (یعنی جس طرح انہوں نے مذکورہ بالا مواقع و مواقع میں رفعِ یدین کر کے نماز پڑھائی ہے تو بھی اسی طرح نماز پڑھ)۔

نوٹس:- ”و حین یسجد، و حین ینھض الخ“ اس جملہ کے تحت صاحب المنہل وغیرہ شرح حضرات نے لکھا ہے کہ اس حدیث شریف سے یا کہئے کہ حدیث شریف کے اس ٹکڑے سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ دوسرے سجدہ میں جاتے ہوئے اور دوسرے سجدہ سے اٹھتے ہوئے بھی رفعِ یدین کرنا چاہئے لہذا کسی کے بھی ذہن میں یہ اشکال آسکتا ہے کہ یہ تو اُن احادیث کے خلاف ہے جن میں دوسرے سجدہ کو جاتے ہوئے اور اس سے اٹھتے ہوئے رفعِ یدین مذکور نہیں ہے لہذا منافات و مخالفت

بین الاحادیث ہو رہا ہے جبکہ یہ تو ناممکن ہے تو پھر کیوں ہو رہا ہے؟ تو اس کا جواب دیتے ہوئے شرح حضرات نے دو باتیں لکھی ہیں (۱) یہ زیرِ تشریح حدیث ضعیف ہے اور وہ احادیث جن میں ان دونوں موقعوں پر رفعِ یدین مذکور نہیں ہے صحیح ہیں لہذا اُن احادیثِ صحیحہ کو اس حدیث پر ترجیح دی جائے گی (۲) اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس حدیث میں جو حینِ یسجد ہے اس کا مطلب سجدہ کو جاتے وقت رفعِ یدین کرنا نہ ہو بلکہ یہ ہواۓ حینِ یرفع رأسہ من الركوع لیهوی للسجود یعنی سجدہ میں جانے کے لئے جب اپنے سر کو رکوع سے اٹھاتے تو رفعِ یدین کرتے۔ اور حینِ ینھض الخ سے مراد لیا جائے قعدۃ اولیٰ سے فارغ ہو کر دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہونے کے وقت رفعِ یدین کرنا اور اس طرح جمع و تطبیق کر لیجائے تاکہ منافات و مخالفت بین الاحادیث ختم ہو جائے۔ واضح رہے کہ پہلی والی بات کو زیادہ تر شرح حضرات نے پسند فرمایا ہے یعنی یہ زیرِ تشریح حدیث ضعیف ہے اور منافات و مخالفت برابر کے درجہ کی احادیث میں ہوا کرتی ہے نہ کہ ضعیف و صحیح احادیث میں کیونکہ ایسے موقع پر تو صحیح حدیث راجح اور ضعیف حدیث مرجوح و متروک ہوتی ہے لہذا آپ کو بھی اپنے ذہن سے تعارض و تضاد بین الاحادیث کا اشکال نکال دینا چاہئے۔

”إنی رأیت ابن الزبیر الخ“ اس جملہ کے تحت صاحبِ فتحِ ابودود نے لکھا ہے کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ بہت سے لوگوں نے سننِ صلاۃ میں تسامح سے کام لیا اور اس حدیث میں مذکور رفعِ یدین کو ترک کیا جیسا کہ بہت سے حضرات نے نفسِ تکبیراتِ نقل کو بھی ترک کر کے نماز پڑھی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ائمہ کے درمیان بعض سننِ صلاۃ میں اختلاف ہوا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجالِ حدیث (۷۳۹)

۱۔ قتیبہ بن سعید:- یہ قتیبہ بن سعید بن جمیل الثقفیؒ ابورجاء البغلانیؒ ہیں۔

دیکھیں حدیث نمبر (۲۵)۔

۲۔ ابن لہیعة:۔ یہ عبد اللہ بن لہیعة بن عقبہ الحضرمیّ أبو عبد الرحمن المصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۴۸)۔

۳۔ أبو ہبيرة:۔ یہ أبو ہبيرة عبد اللہ بن ہبيرة بن أسعد بن کھلان السبائی الحضرمیّ المصريّ ہیں۔ حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھا ہے نیز تیسرے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات بہ عمر (۸۵) سال ۱۲۶ھ میں نقل کی ہے۔

۴۔ میمون المکی:۔ خلاصہ میں لکھا ہے کہ میمون المکی عن ابن عباس وعنه عبد اللہ بن ہبيرة مجهولٌ اور میزان میں ان کے بارے میں لکھا ہے لا يعرف تفرد عنه عبد اللہ بن ہبيرة السبائی اور تقریب میں ان کو یعنی میمون کی کو مجہول راوی لکھ کر چوتھے طبقہ میں شمار کیا گیا ہے۔

۵۔ عبد اللہ بن الزبیر:۔ آپ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت عبد اللہ بن الزبیر بن العوّام القرشیّ أبوبکر وأبو خبيب الأسديّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۲)۔

۶۔ ابن عباس:۔ آپ عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب القرشیّ الهاشمیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۷۔ ابن الزبیر:۔ آپ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت عبد اللہ بن الزبیر بن العوّام القرشیّ أبوبکر وأبو خبيب الأسديّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۲)۔

۸۔ بصلة عبد اللہ بن الزبیر:۔ آپ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت عبد اللہ بن الزبیر بن العوّام القرشیّ أبوبکر وأبو خبيب الأسديّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۲)۔

الحديث / ٧٤٠ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ الْمَعْنَى قَالَا أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ كَثِيرٍ - يَعْنِي السَّعْدِيَّ - قَالَ: ((صَلَّى إِلَى جَنْبِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ طَاوُوسٍ فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ، فَكَانَ إِذَا سَجَدَ السَّجْدَةَ الْأُولَى فَرَفَعَ رَأْسَهُ مِنْهَا رَفَعَ يَدَيْهِ تَلْقَاءَ وَجْهِهِ، فَأَنْكَرْتُ ذَلِكَ، فَقُلْتُ لَوْهَيْبِ بْنِ خَالِدٍ، فَقَالَ لَهُ وَهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ تَصْنَعُ شَيْئًا لَمْ أَرَأَ أَحَدًا يَصْنَعُهُ؟ فَقَالَ ابْنُ طَاوُوسٍ: رَأَيْتُ أَبِي يَصْنَعُهُ، وَقَالَ أَبِي: رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَصْنَعُهُ، وَلَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْنَعُهُ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ٧٤٠ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا قتیبہ بن سعید اور محمد بن ابان نے ایک مضمون (یعنی ان دونوں حضرات نے ملتے جلتے مضمون کی حدیث بیان کی اگرچہ الفاظ دونوں کے مختلف رہے بہر کیف ان دونوں نے) کہا کہ ہمیں نضر بن کثیر - یعنی نضر بن کثیر سعدی - نے خبر دیتے ہوئے کہا کہ (ایک مرتبہ منی میں) مسجد خیف کے اندر عبداللہ بن طاؤس نے میرے پہلو میں (اور میرے پاس) نماز پڑھی تو (ان کی نماز کی کیفیت میں یہ بھی) تھا کہ جب انہوں نے پہلا سجدہ کر کے اپنے سر کو اس سے (یعنی سجدہ سے) اٹھایا تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے منہ کے سامنے کو اٹھایا (یعنی پہلے سجدہ سے اٹھتے ہوئے اس طرح رفع یدین کیا) تو میں نے اس کو بڑا عجیب (اور نیا) سمجھا (لہذا میں نے ان سے تو کچھ نہ کہا لیکن وہیب بن خالد کے پاس گیا) اور ان سے (ان کے پہلے سجدہ سے اٹھنے کے وقت رفع یدین کرنے کو) بیان کیا (یا یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ میں نے اس کا انکار کیا اور ان سے منع کیا لیکن جب یہ نہ مانے تو میں نے وہیب بن خالد کے یہاں جا کر ان کے اس رفع یدین کا ذکر کیا) تو وہیب بن خالد نے (میری بات سن کر ان کو یعنی ابن طاؤس کو بلایا)

اور ان سے کہا کہ تم ایک ایسا کام کرتے ہو یعنی سجدہ اولیٰ سے اٹھتے ہوئے رفعِ یدین کرتے ہو (جس کو کرتے ہوئے میں نے (علماء میں سے) کسی کو بھی نہیں دیکھا) وہیب بن خالد کی یہ بات سنی (تو ابن طاؤس نے (ان کا جواب دیتے ہوئے) کہا کہ میں نے اپنے والد کو یہ (یعنی سجدہ اولیٰ سے اٹھنے کے وقت رفعِ یدین) کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اور میرے والد کا بیان ہے کہ میں نے ابن عباسؓ کو یہ (والا رفعِ یدین) کرتے ہوئے دیکھا ہے (نیز ابن طاؤس نے یہ بھی کہا) اور نہیں جانتا ہوں میں مگر یہی (یعنی مجھے تقریباً پکے طور پر یہ بھی معلوم ہے کہ) انہوں نے (یعنی ابن عباسؓ نے) فرمایا تھا کہ نبی کریم ﷺ بھی اس کو (یعنی پہلے سجدہ سے اٹھنے کے وقت رفعِ یدین کو) کرتے تھے۔

نوٹس:- اس حدیث شریف سے سجدہ اولیٰ سے سر اٹھانے کے وقت بھی رفعِ یدین کرنے کا ثبوت ہو رہا ہے چنانچہ ابوبکر بن منذر، ابوعلی طبری اور بعض اہل حدیث اسی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے اس والے رفعِ یدین کے بھی استحباب کے قائل ہیں۔ لیکن صاحب المنہل اور شوکانی وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس والے رفعِ یدین پر مشتمل یہ اور دیگر نسائی و طحاوی وغیرہ کی تخریج کردہ احادیث ضعیف ہیں اس لئے اُن سے احتجاج نہیں کیا جاسکتا۔ اور ان احادیث کے سلسلہ میں شرح حضرات نے مزید تفصیلات بھی لکھی ہیں جن کو مطلوآت ہی میں دیکھ لینا بہتر ہے۔

## تعارف رجال حدیث (۷۴۰)

۱۔ قتیبہ بن سعید:- یہ قتیبہ بن سعید بن جمیل الثقفیؒ ابورجاء البغلانیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۵)۔

۲۔ محمد بن أبان:- یہ محمد بن أبان بن وزیر المستملیؒ ابوبکر البلخیؒ ہیں۔ خلیلی نے ان کو متفق علیہ ثقہ لکھا ہے۔ ابو حاتم نے صدوق اور حافظؒ نے ثقہ حافظ حدیث راوی لکھ کر

دسویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے اور وفات ۲۴۲ھ میں بتائی ہے نیز ایک قول ۲۴۵ھ کا بھی نقل کیا ہے۔

۳۔ النصر بن کثیر :- یہ النصر بن کثیر السعديّ ويقال الأزديّ أبو سهل البصريّ ہیں۔ ابو حاتم اور دارقطنی نے ان کے بارے میں فیہ نظر لکھا ہے ابن حبان کا کہنا ہے کہ یہ ثقہ راویوں کے حوالہ سے موضوع روایات نقل کرتے ہیں کسی حال میں بھی ان کی روایات سے استدلال و احتجاج درست و جائز نہیں ہے۔ بخاری کا ان کے بارے میں یہ قول منقول ہے عندہ مناکیر۔ عقیلی، دولابی اور علی بن حسین وغیرہ نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اور حافظ نے ان کو ضعیف راوی لکھ کر آٹھویں طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۴۔ عبد اللہ بن طاؤس :- یہ عبد اللہ بن طاؤس بن کیسان أبو محمد الیمانی ہیں۔ ابو حاتم، عجل اور نسائی نے ان کی توثیق کی ہے۔ ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے نیز لکھا ہے کان من خيار عباد الله فضلاً ونسكاً ودينًا وتكلم فيه بعض الرافضة۔ اور حافظ نے ان کو عابد ثقہ فاضل راوی لکھا ہے اور چھٹے طبقہ میں شمار کرتے ہوئے وفات ۱۳۲ھ میں بتائی ہے۔

۵۔ وُهیب بن خالد :- یہ وُهیب بن خالد بن عجلان الباهليّ أبو بكر البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵)۔

۶۔ ابن طاؤس :- یہ عبد اللہ بن طاؤس بن کیسان أبو محمد الیمانی ہیں۔ دیکھیں اسی حدیث میں نمبر (۴) پر۔

۷۔ رأیت أبي :- اس میں أب سے مراد ہیں عبد اللہ بن طاؤس کے والد طاؤس بن کیسان الیمانیّ أبو عبد الرحمن الحميريّ۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۰)۔

۸۔ وقال أبي :- اس میں بھی أب سے مراد ہیں عبد اللہ بن طاؤس کے والد طاؤس بن کیسان الیمانیّ أبو عبد الرحمن الحميريّ۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۰)۔



۹۔ ابن عباسؓ: آپؓ عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب القرشی الهاشمی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

الحديث / ۷۴۱ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ، ((أَنَّهُ كَانَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكَعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَيَرْفَعُ ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ)).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: الصَّحِيحُ قَوْلُ ابْنِ عُمَرَ وَلَيْسَ بِمَرْفُوعٍ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَى بَقِيَّةُ أَوْلَاهُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، وَأَسَنَدُهُ، وَرَوَاهُ الثَّقَفِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، أَوْقَفَهُ عَلَى ابْنِ عُمَرَ وَقَالَ فِيهِ: ((وَإِذَا قَامَ مِنَ الرَّكَعَتَيْنِ يَرْفَعُهُمَا إِلَى ثَدْيَيْهِ)) وَهَذَا هُوَ الصَّحِيحُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَمَالِكٌ وَأَيُّوبُ وَابْنُ جُرَيْجٍ مَوْقُوفًا، وَأَسَنَدُهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ وَحَدَّثَهُ عَنْ أَيُّوبَ، وَلَمْ يَذْكُرْ أَيُّوبُ وَمَالِكُ الرَّفْعَ إِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ، وَذَكَرَهُ اللَّيْثُ فِي حَدِيثِهِ. قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ فِيهِ قُلْتُ لِنَافِعٍ: أَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَجْعَلُ الْأُولَى أَرْفَعَهُنَّ؟ قَالَ: لَا سَوَاءً. قُلْتُ: أَشِرْلِي فَأَشَارَ إِلَى الثَّدْيَيْنِ أَوْ أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۴۱: - فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا نصر بن علی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبد الاعلیٰ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبید اللہ نے انہوں نے نقل کیا

نافع سے انہوں نے حضرت ابن عمرؓ سے یہ کہ وہ (یعنی حضرت ابن عمرؓ) جب نماز میں داخل ہوتے (یعنی نماز شروع کرتے تو) تکبیر (افتتاح و تحریمہ) کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے، اور جب رکوع کرتے (تو بھی رفع یدین فرماتے) اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے (تو بھی رفع یدین فرماتے) اور جب دو رکعتوں سے اٹھتے (یعنی دو رکعتوں سے فارغ ہو کر تشہد اور قعدہ اولیٰ کر کے اٹھتے) تو بھی اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے۔ اور مرفوع کرتے تھے اس کو رسول اللہ ﷺ تک (یعنی حضرت ابن عمرؓ اپنے ان مذکورہ چاروں مواقع پر رفع یدین کرنے کو آپ ﷺ کی طرف منسوب کرتے اور کہتے کہ یہ آپ ﷺ کا فعل و عمل تھا)۔

فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ صحیح (بات یہ ہے کہ) ابن عمرؓ کا یہ فعل (یعنی مذکورہ چار مواقع پر رفع یدین کرنا موقوف علیہ ہے) اور مرفوع نہیں ہے (صاحب المنہل نے لکھا ہے کہ اس میں جو لفظ قول ہے یہ بمعنی فعل ہے اور مطلب یہ ہے کہ ان کا یہ فعل یعنی مذکورہ چار مواقع پر رفع یدین کرنا اور اس کو فعل رسول ﷺ بتانا صحیح نہیں ہے بلکہ یہ ان کا اپنا فعل ہے۔ لیکن اس کے بعد مزید لکھا ہے کہ ابوداؤد کی بات سراسر آنکھوں پر مگر ابن عمرؓ سے اس کا مرفوعاً اور موقوفاً ہونا دونوں طرح سے ثابت ہے اور عند العلماء یہی رائج بھی ہے)۔

اور فرمایا امام ابوداؤدؒ نے اور روایت کیا ہے بقیہ نے اس کے اول حصہ (و جزء) کو یعنی اس حدیث نمبر (۷۴۱) کے جزء اول یعنی کان إذا دخل فی الصلاة کبر و رفع یدیه وإذا رکع وإذا قال سمع اللہ لمن حمدہ کو (عن عبید اللہ کے طریق سے اور مسند ابیان کیا ہے اس کو) (یعنی نبی کریم ﷺ کا فعل کر کے مرفوعاً بیان کیا ہے۔ واضح رہے کہ اس عبارت و روا بقیۃ النسخ کا خلاصہ و مطلب یہ ہے کہ اس حدیث نمبر (۷۴۱) کا مرفوع حصہ بقیہ کی حدیث ہے جس میں صرف تحریمہ۔ رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت کا رفع یدین مذکور ہے اور یہ جو تشہد اولیٰ کے بعد

دوسری رکعت سے اٹھنے کے وقت رفع یدین مذکور ہے یہ مرفوع نہیں ہے بلکہ موقوف ہے۔

(اور فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ) نیز ثقفی نے بھی اس حدیث کو عن عبید اللہ (کے طریق سے) روایت کیا ہے (جس کو امام بخاریؒ نے جزء دفع الیدین میں ذکر کیا ہے۔ اور انہوں نے یعنی ثقفی نے) اس حدیث کو موقوف کیا ہے ابن عمرؓ پر (یعنی بجائے آپ ﷺ کے فعل کے حضرت ابن عمرؓ کا فعل کر کے بیان کیا ہے) اور انہوں نے (یعنی ثقفی نے) اس (حدیث) میں (یہ بھی ذکر کیا ہے کہ) اور جب وہ (یعنی ابن عمرؓ تشہد کے بعد) دو رکعتوں سے (فارغ ہو کر) کھڑے ہوتے تو تب بھی اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنی چھاتیوں تک اٹھاتے۔ اور یہی صحیح ہے (یعنی ثقفی نے جو اس روایت کو موقوفاً روایت کیا ہے یہی صحیح ہے نہ کہ اس کا مرفوعاً روایت ہونا جیسا کہ عبدالاعلیٰ نے روایت کیا ہے۔ واضح رہے کہ مصنفؒ بقیہ کی حدیث کی تفصیل لکھ کر اپنے اس قول کو مدلل کرنا چاہ رہے ہیں کہ والصحیح قول ابن عمر ای فعل ابن عمر هذا موقوف وليس بمرفوع)۔

اور فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ نیز روایت کیا ہے اس کو (یعنی اسی حدیث نمبر ۷۴۱) کو لیث بن سعد۔ مالک، ایوب اور ابن جریج نے بھی موقوفاً (ہی)۔ یہ ایک اور دلیل ہے اس کے موقوف ہونے اور عبدالاعلیٰ کے اس کو مرفوعاً بیان کرنے کے خطاء ہونے کی) اور مرفوعاً اس حدیث کو ایوب سے صرف حماد بن سلمہ نے بیان کیا ہے (یعنی اس روایت کو ایوب سے کئی لوگوں نے نقل کیا ہے جن میں سے صرف حماد نے مرفوعاً بیان کیا ہے اور باقی سب نے موقوفاً۔ اور حماد بن سلمہ کی اس بواسطہ ایوب مرفوعاً روایت کو بخاری نے اپنی صحیح میں مختصراً اور جزء دفع الیدین میں مفصلاً ذکر کیا ہے نیز بیہقی نے بھی اس روایت کی تخریج کی ہے اور کہیں بھی اس روایت میں دو رکعتوں سے فارغ ہو کر کھڑے ہونے کے وقت رفع یدین مذکور نہیں ہے) اور ایوب و مالک نے نہیں ذکر کیا ہے (اپنی روایتوں میں) دو رکعتوں سے فارغ ہو کر کھڑے ہونے کے وقت (حضرت ابن عمرؓ کے) رفع یدین کرنے کو۔ لیکن لیث نے

اپنی حدیث میں اس کو (یعنی دو رکعتوں سے فارغ ہو کر کھڑے ہونے کے وقت حضرت ابن عمرؓ کے رفع یدین کرنے کو) ذکر کیا ہے۔ اور ابن جریجؒ نے کہا ہے اس میں (یعنی اس حدیث کے اندر مزید یہ بھی بیان کیا ہے کہ) میں نے نافع سے پوچھا کہ کیا ابن عمرؓ کرتے تھے پہلے کو ان میں سب سے زیادہ اونچا کر کے (یعنی یہ پوچھا کہ کیا حضرت ابن عمرؓ تکبیر تحریمہ اور افتتاحِ صلاۃ کے وقت جو رفع یدین کرتے تھے وہ باقی تمام مواقع پر کئے جانے والے رفع یدین سے اونچا کر کے کیا کرتے تھے۔ تو انہوں نے یعنی حضرت نافع نے جواب دیتے ہوئے) کہا نہیں (یعنی ایسا کچھ نہیں تھا کہ حضرت ابن عمرؓ تکبیر افتتاح کے وقت زیادہ اونچا مثلاً مونڈھوں تک رفع یدین کرتے ہوں اور باقی حالتوں مثلاً رکوع میں جاتے وقت وغیرہ کچھ کم اونچا یعنی مثلاً چھاتیوں تک رفع یدین کرتے ہوں بلکہ وہ تو کرتے تھے تمام مواقع پر رفع یدین) برابر برابر (یعنی ایک ہی جیسا بس چھاتیوں تک۔ آگے ابن جریجؒ مزید کہہ رہے ہیں کہ پھر میں نے اُن سے یعنی حضرت نافع سے) کہا کہ اشارہ کر دیجئے میرے لئے (یعنی حضرت ابن عمرؓ جہاں تک رفع یدین کرتے تھے آپ وہاں تک اور اس جگہ تک اشارہ کر کے اور رفع یدین کر کے مجھے بتا دیجئے۔ حضرت ابن جریجؒ کی یہ درخواست سنی) تو (حضرت نافع) نے چھاتیوں تک یا اس سے ذرا نیچے تک اشارہ کیا (یعنی حضرت نافع نے اشارہ سے چھاتیوں تک رفع یدین کر کے یا چھاتیوں تک کے رفع یدین سے ذرا نیچے اور کم رفع یدین کر کے مجھے دکھایا)۔

نوٹس :- واضح رہے کہ مصنفؒ کے اس سارے کلام سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ ان کے نزدیک اس حدیث نمبر (۷۴۱) کا موقوف ہونا ہی صحیح ہے اور مرفوع ہونا غیر صحیح و خطا ہے۔ لیکن شرح حضرات مثلاً حافظؒ وغیرہ کے کلام سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ اس کا مرفوع ہونا بھی صحیح ہے۔ مزید تفصیلات کے لئے مطوّلات کو دیکھیں۔

”وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمْدُهُ“ اس جملہ کی شرح کرتے ہوئے صاحبِ عون العباد

وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں (۱) یہ اخبار ہو اُمّی قَبْلَ اللّٰہِ حَمْدَ مِنْ حَمْدِہ (۲) یہ خبر بمعنی انشاء ہو اور دعاء ہو قبولِ حمد کی اُمّی تَقْبِلَ حَمْدَ مِنْ حَمْدِہ۔ اور یہ جو لمن میں لام ہے اس کے بارے میں ابنِ ملک نے لکھا ہے کہ یہ لام منفعت ہے اور حمدہ میں جو ہاء ہے یہ ہائے کننا یہ ہے اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ ہائے سکتہ واستراحہ ہے۔

”ویرفع ذلک إلی رسول اللہ ﷺ“ صاحبِ عون المعبود وغیرہ نے اس جملہ کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے اُمّی یسند رفع الیدین فی هذه المواضع المذكورة الأربعة إلی رسول اللہ ﷺ یعنی حضرت ابنِ عمرؓ ان چاروں جگہ پر رفع یدین فرماتے اور کہتے کہ آپ ﷺ بھی ان چاروں جگہ پر رفع یدین فرمایا کرتے تھے۔ نیز لکھا ہے کہ مرفوع ہر اس قول و فعل اور تقریر کو کہتے ہیں جس کو نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کیا جائے چاہے وہ قول و فعل اور تقریر متصل یعنی متصل سند سے منقول ہو اور چاہے منقطعاً یعنی منقطع سند سے منقول ہو۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

### تعارف رجالِ حدیث (۷۴۱)

۱۔ نصر بن علیؒ :- یہ نصر بن علیؒ بن صہبان الأزدي الجہضمیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۹)۔

۲۔ عبد الأعلىؒ :- یہ عبد الأعلى بن عبد الأعلى البصري السامي أبو محمد، أبو ہمامؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷)۔

۳۔ عبید اللہؒ :- یہ عبید اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب العدوي العمريؒ أبو عثمان المدنيؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸۰) اور (۲۳۶)۔

۴۔ نافعؒ :- یہ نافع أبو عبد اللہ المدنیؒ مولیٰ ابنِ عمرؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۶)۔

۵۔ ابن عمرؓ: آپؓ عبد اللہ بن عمر بن الخطاب القرشی العدوی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱) اور (۱۲)۔

۶۔ ابوداؤدؓ: یہ مصنف کتاب سلیمان بن الأشعث ابوداؤد السجستانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۷۔ قول ابن عمرؓ: آپؓ عبد اللہ بن عمر بن الخطاب القرشی العدوی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱) اور (۱۲)۔

۸۔ بقیۃ: یہ بقیۃ بن الولید بن صائد بن کعب الکلاعی ابو یحمد الحمصی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۵)۔

۹۔ عن عبيد الله: یہ عبيد الله بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب العدوی العمری ابو عثمان المدني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸۰) اور (۲۳۶)۔

۱۰۔ ورواه الثقفی: یہ عبد الوهاب بن عبد المجید بن الصلت بن عبيد الله بن الحكم الثقفی ابو محمد البصری ہیں۔ عجل اور ابن معین نے ان کی توثیق کی ہے نیز لکھا ہے اختلط بآخره اور عمرو بن علی کا کہنا ہے کہ ان کو اس درجہ اختلاط کی بیماری ہو گئی تھی کہ حتیٰ کان لا یعقل۔ اور حافظ نے ان کو ثقہ لکھا ہے نیز بتایا ہے کہ وفات سے تین سال پہلے یہ تغیر حافظہ اور اختلاط کا شکار ہو گئے تھے۔ اور آٹھویں طبقہ میں شمار کرتے ہوئے وفات ۱۹۴ھ میں نقل کی ہے۔

۱۱۔ عن عبيد الله: یہ عبيد الله بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب العدوی العمری ابو عثمان المدني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸۰) اور (۲۳۶)۔

۱۲۔ علی ابن عمرؓ: آپؓ عبد اللہ بن عمر بن الخطاب القرشی العدوی ہیں۔

دیکھیں حدیث نمبر (۱۱) اور (۱۲)۔

۱۳۔ قال أبو داود: - یہ مصنف کتاب سلیمان بن الأشعث أبو داود السجستانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۱۴۔ اللیث بن سعد: - یہ اللیث بن سعد بن عبد الرحمن الفہمی الإمام أبو الحارث المصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۸)۔

۱۵۔ مالک: - یہ مشہور امام فقہ مالک بن أنس الأصبحي الحميري المدني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲)۔

۱۶۔ أيوب: - یہ أيوب بن أبي تميمة كيسان السخيتاني أبو بكر البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۱)۔

۱۷۔ ابن جريج: - یہ عبد الملك بن عبد العزيز بن جريج الأموي أبو الوليد المكي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۹) اور (۲۴)۔

۱۸۔ حماد بن سلمة: - یہ حماد بن سلمة بن دينار أبو سلمة البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۱۹۔ ولم يذكر أيوب: - یہ أيوب بن أبي تميمة كيسان السخيتاني أبو بكر البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۱)۔

۲۰۔ و مالک: - یہ مشہور امام فقہ مالک بن أنس الأصبحي الحميري المدني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲)۔

۲۱۔ و ذكره الليث بن سعد: - یہ اللیث بن سعد بن عبد الرحمن الفہمی

الإمام أبو الحارث المصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۸)۔

۲۲۔ قال ابن جريج: - یہ عبدالملک بن عبدالعزیز بن جريج الأمويّ أبو الوليد المکي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۹) اور (۲۴)۔

۲۳۔ قلت لنافع: - یہ نافع أبو عبد الله المدني مولی ابن عمر ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۲۴۔ أکان ابن عمر: - آپ عبد الله بن عمر بن الخطاب القرشي العدويّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱) اور (۱۲)۔

الحديث / ۷ ۴ ۲ - حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ، ((أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا ابْتَدَأَ الصَّلَاةَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا دُونَ ذَلِكَ)).

قال أبو داود: لَمْ يَذْكُرْ رَفَعَهُمَا دُونَ ذَلِكَ أَحَدٌ غَيْرُ مَالِكٍ فِيمَا أَعْلَمَ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۷ ۴ ۲: - فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا قعنبنی نے انہوں نے نقل کیا مالک سے انہوں نے نافع سے یہ کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ جب نماز شروع کرتے تھے تو اپنے ہاتھوں کو اپنے شانوں تک اٹھاتے تھے (یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت اپنے مونڈھوں اور شانوں تک رفع یدین فرماتے تھے) اور جب اپنے سر کو رکوع سے اٹھاتے تو ان کو اس سے کم اٹھاتے (یعنی رکوع سے اٹھتے وقت جو رفع یدین فرماتے تو تکبیر تحریمہ کے وقت کے رفع یدین سے ذرا کم کرتے)۔

فرمایا امام ابوداؤد نے اور نہیں ذکر کیا ان کے اٹھانے کو اس سے کم کسی نے سوائے مالک کے میری معلومات (ومیرے علم) کے مطابق۔ (امام ابوداؤدؒ کہنا یہ چاہر ہے ہیں کہ یہ جو رفع یدین کا فرق



یعنی رکوع سے اٹھتے وقت کا رفعِ یدین ابنِ عمرؓ تکبیر تحریمہ کے وقت کے رفعِ یدین سے ذرا کم کرتے تھے صرف مالک نے روایت کیا ہے جبکہ دیگر تمام رواۃ نے حضرت نافع سے یہی روایت کیا ہے کہ ابنِ عمرؓ ہر جگہ یکساں اور برابر برابر رفعِ یدین فرماتے تھے)۔

نوٹس:- ”إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ الْخ“ یعنی حضرت ابنِ عمرؓ رکوع سے اٹھتے وقت اپنے ہاتھوں کو شانوں اور کاندھوں سے نیچے تک اٹھاتے تھے۔ اس کو پڑھ کر کسی کے بھی ذہن میں یہ بات آسکتی ہے کہ حدیث شریف کا یہ ٹکڑا یا کہنے کے یہ حدیث نمبر (۷۴۲) تو کچھلی حدیث یعنی ابنِ جریج کی حدیث کے منافی و مخالف ہے کیونکہ ابنِ جریج کی روایت میں تو ہر جگہ اور ہر موقعہ پر ابنِ عمرؓ کا ہد بین اور چھاتیوں تک رفعِ یدین کرنا مذکور ہے تو پھر اس منافات و مخالفت بین الاحادیث کا کیا جواب ہے؟ تو اس کا جواب دیتے ہوئے شرح حضرات نے لکھا ہے کہ ابنِ جریج کی روایت کے مقابلہ میں مالکؒ کی روایت رائج و مقدم ہے اس لئے آپکو یہ منافات و مخالفت والی بات اپنے ذہن سے نکال دینی چاہئے۔ اب اگر کوئی کہے کہ مالک کی روایت رائج و مقدم کیوں ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ مالک۔ ابنِ جریج کے مقابلہ میں اثبت راوی ہیں اور خاص طور سے نافع کی روایتوں کے سلسلہ میں کیونکہ مالک نافع کے ساتھ ابنِ جریج سے زیادہ بلکہ بہت زیادہ رہے ہیں۔

اور زرقانی نے ترجیح کی بجائے اس منافات و مخالفت والے اشکال کو ختم کرنے کے لئے جمع و تطبیق کی بات کہی ہے چنانچہ انہوں نے یہ لکھا ہے کہ ابنِ جریج اور مالک کی روایت میں کوئی منافات و مخالفت نہیں ہے بلکہ ہوا یوں کہ جب ابنِ جریج نے نافع سے یہ پوچھا کہ کیا ابنِ عمرؓ ہر جگہ اور ہر موقعہ پر برابر برابر رفعِ یدین کرتے تھے یا تکبیر افتتاح کے وقت زیادہ اوپر یعنی مونڈھوں و شانوں تک اور باقی مواقع میں اُس سے کم یعنی چھاتیوں تک تو ان کو حضرت ابنِ عمرؓ کے رفعِ یدین کا فرق یاد نہ تھا اس لئے منع کر دیا اور کہہ دیا کہ کوئی فرق نہیں کرتے تھے بلکہ ہر جگہ برابر برابر رفعِ یدین کرتے تھے۔ لیکن جب

نافع نے یہی بات اور یہی حدیث مالک سے بیان کی تو ان کو یہ فرق یاد تھا لہذا اُن سے اس فرق کے ساتھ مکمل حدیث اور ابن عمرؓ کا پورا پورا طریقہ رفع یدین بیان کیا۔ خلاصہ یہ کہ کوئی منافات و مخالفت نہیں ہے بلکہ دونوں یعنی مالک و ابن جریج میں سے ہر ایک نے وہ بیان کر دیا ہے جو اپنے شیخ نافع سے سنا اور دونوں نے بالکل سچ سچ اور ٹھیک ٹھیک بیان کیا ہے۔

”وَلَمْ يَذْكُرْ رَفْعَهُمَا الْخ“ اس جملہ کی شرح کرتے ہوئے صاحبِ بذل نے لکھا ہے کہ اس میں جو یہ رفعہما ہے اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں (۱) اس میں رفع فعل ماضی ہو اور مطلب یہ ہو اے لم يَذْكُرْ هذا اللفظ أي لفظ رَفَعَهُمَا دون ذلك أحد غير مالک یعنی ان الفاظ رَفَعَهُمَا دون ذلك کو مالک کے علاوہ کسی نے بھی نافع سے روایت کرتے ہوئے اپنی روایت میں نقل نہیں کیا ہے (۲) اس میں جو رفع ہے یہ مصدر مضاف ہو اور اپنے مضاف الیہ ضمیر ہما سے مل کر مفعول ہو ماقبل میں مذکور لم يَذْكُرْ کا اور مطلب یہ ہو اے لم يَذْكُرْ رفع الیدین عند القيام من الركوع دون حذو منكبيه أحد غير مالک یعنی رکوع سے اٹھتے وقت ابن عمرؓ کے اپنے ہاتھوں کو شانوں اور مونڈھوں سے کم اور نیچے تک اٹھانے کو مالک کے علاوہ کسی نے بھی نافع سے روایت کرتے ہوئے اپنی روایت میں ذکر نہیں کیا۔ اخیر میں بطور خلاصہ سمجھ لیجئے کہ ابوداؤد اپنی اس عبارت سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ایک تو یہ مالک کی روایت ابن جریج کی روایت کے منافی ہے دوسرے اس زیادتی کو صرف مالک نے روایت کیا ہے اس لئے راجح ابن جریج کی روایت ہی رہے گی۔ لیکن واضح رہے کہ شرح حضرات کو ابوداؤدؒ کی اس بات سے اتفاق نہیں ہے جیسا کہ اوپر بتایا جا چکا اور یہ جو ابوداؤد نے فرمایا ہے کہ اس زیادتی کو صرف مالک نے روایت کیا ہے تو شرح حضرات کا کہنا ہے کہ اگر اس بات کو تسلیم کر بھی لیا جائے تو بھی کوئی برائی کی بات نہیں ہے کیونکہ یہ زیادتی ایک ثقہ اور حافظ راوی کی نقل کردہ ہے جس کا قبول کرنا ضروری اور واجب ہوتا ہے۔

یہ تو تھی من حیث الحدیث گفتگو لیکن صاحب المنہل نے بطور خلاصہ لکھا ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے کئی مرفوع اور صحیح ایسی حدیثیں روایت کی ہیں جن سے ہر جگہ پر شانوں تک رفع یدین کرنے کا پتہ لگ رہا ہے لہذا وہ مرفوع روایتیں مالک کی اس روایت کے مقابلہ میں مقدم و رائج رہیں گی کیونکہ عمل کے مقابلہ میں مروی اور روایت کو مقدم رکھا جاتا ہے لہذا کہیں گے کہ ابن عمرؓ کے عمل کے مقابلہ ان کی روایت کو مقدم رکھتے ہوئے یہی ثابت ہوگا اور رہے گا کہ ہر موقع پر شانوں اور مونڈھوں تک ہی رفع یدین کرنا مسنون و مستحب ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

### تعارف رجال حدیث (۷۴۲)

۱۔ القعنبیؒ:۔ یہ عبد اللہ بن مسلمة بن قعنب القعنبیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث

نمبر (۱)۔

۲۔ مالک:۔ یہ مشہور امام فقہ مالک بن انس الأصبحی الحمیری المدنیؒ ہیں۔

دیکھیں حدیث نمبر (۱۲)۔

۳۔ نافع:۔ یہ نافع أبو عبد اللہ المدنیؒ مولیٰ ابن عمرؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۶)۔

۴۔ عبد اللہ بن عمرؓ:۔ آپؓ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت عبد اللہ بن عمر بن

الخطاب القرشی العدویؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱) اور (۱۲)۔

۵۔ أبوداؤد:۔ یہ مصنف کتاب الإمام سلیمان بن الأشعث أبوداؤد السجستانیؒ

ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۶۔ غیر مالک:۔ یہ مشہور امام فقہ مالک بن انس الأصبحی الحمیری المدنیؒ

ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲)۔

(۱۱۹) بَابُ مَنْ ذَكَرَ أَنَّهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا قَامَ مِنَ الشَّيْئَيْنِ

(۱۱۹) اُن لوگوں (کی روایتوں) کا بیان جنہوں نے (اپنی روایتوں میں) یہ

(بھی) نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ دو رکعتوں سے (فارغ ہو کر) کھڑے ہونے

کے وقت (بھی) رفع یدین فرماتے تھے۔

نوٹ:- واضح رہے کہ اکثر نسخوں میں یہ باب خالی عن الترجمة مذکور ہے لیکن ہمارے اختیار کردہ نسخہ میں ترجمہ مذکور ہے۔ اور صاحب بذل وغیرہ شرح حضرات نے لکھا ہے کہ اگر اس باب کو خالی عن الترجمة مانا جائے اور پہلے باب کا تتمہ ہی مانا جائے تو اس میں مذکورہ تمام روایتوں کی مناسبت باب سے پائی جا رہی ہے لیکن اگر اس باب کے تحت مذکورہ بالا ترجمہ مانا جائے تو پھر اس باب کے تحت مذکورہ روایتوں میں سے صرف پہلی دو روایتوں کی مناسبت ہی ہو سکتی ہے۔

الحدیث/ ۷۴۳- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ

الْمُحَارِبِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ فِي الرُّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۷۴۳:- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عثمان بن

ابی شیبہ اور محمد بن عبید محارب بنی نے (اور ان دونوں نے) کہا کہ ہم سے بیان کیا محمد بن فضیل نے انہوں نے روایت کیا عاصم بن کلب سے انہوں نے محارب بن دثار سے انہوں نے حضرت ابن عمرؓ سے (یہ کہ انہوں نے) فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب دو رکعتوں (یعنی تشہد اولیٰ) سے (فارغ ہو کر) کھڑے

ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے (یعنی دو رکعتوں سے فارغ ہوتے وقت بھی رفع یدین فرماتے۔ اور یہ رفع یدین حدیث میں ہوتا جیسا کہ سابقہ روایتوں میں صراحتاً مذکور ہے)۔

نوٹس:- ”إذا قام في الركعتين“ واضح رہے کہ صاحب المنہل نے تو صرف اتنا لکھا ہے کہ في الركعتين میں جو لفظ في ہے یہ معنی من ہے چنانچہ بعض نسخوں میں صراحتاً من الركعتين ہی مذکور ہے۔ لیکن صاحب بذل نے اس کے علاوہ یہ بھی لکھا ہے بلکہ پہلے اسی کو لکھا ہے کہ في الركعتين میں جو في ہے یہ اپنے معنی میں ہے اور اس کا مطلب ہے أي إذا قام بين الركعة الأولى والثانية بعد السجدة من الركعة الأولى یعنی آپ ﷺ جب پہلی رکعت کے دونوں سجدے کرنے کے بعد پہلی اور دوسری رکعت کے درمیان کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور اپنے شانوں تک رفع یدین فرماتے تھے۔

## تعارف رجالِ حدیث (۷۴۳)

۱۔ عثمان بن أبی شیبہ :- یہ عثمان بن محمد بن أبی شیبہ إبراہیم العسّی أبو الحسن الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۲۔ محمد بن عبید المحارب :- سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ ان کو جو المحاربی کہا جاتا ہے یہ قبیلہ محارب کی طرف نسبت کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ بہر کیف یہ محمد بن عبید بن محمد بن واقد الکندی أبو جعفر أو أبو یعلی النحاس الکوفی ہیں۔ نسائی نے ان کے بارے میں لا بأس بہ کہا ہے اور حافظ نے ان کو صدوق راوی لکھ کر دسویں طبقہ میں شمار کیا ہے اور وفات ۲۵۵ھ میں نقل کی ہے نیز لکھا ہے وقیل قبل ذلک۔ اور صاحب المنہل نے ان کی وفات کے بارے میں صرف ایک قول ۲۴۵ھ کا نقل کیا ہے۔

۳- محمد بن فضیل :- یہ محمد بن فضیل بن غزوان الضبی

أبو عبد الرحمن الكوفي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۷)۔

۴- عاصم بن کلب :- یہ عاصم بن کلب بن شہاب بن المجنون الجرمی

الکوفي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۶)۔

۵- محارب بن دثار :- یہ مُحارب بن دثار بن کردوس السدوسی أبو دثار

الکوفي القاضی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۲۲)۔

۶- ابن عمرؓ :- آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت عبد اللہ بن عمر بن

الخطاب القرشی العدوی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱) اور (۱۲)۔

الحديث/ ۷۴- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ

الْهَاشِمِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

الْفَضْلِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ

عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ((أَنَّهُ كَانَ إِذَا

قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَيَصْنَعُ مِثْلَ ذَلِكَ إِذَا

قَضَى قِرَاءَتَهُ وَأَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ وَيَصْنَعُهُ إِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي

شَيْءٍ مِنْ صَلَاتِهِ وَهُوَ قَاعِدٌ وَإِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ كَذَلِكَ وَكَبَّرَ)).

قال أبو داود: وفي حديث أبي حميد الساعدي حين وصف صلاة النبي

ﷺ إذا قام من الركعتين كبر ورفع يديه حتى يحاذي بهما منكبيه كما كبر

عند افتتاح الصلاة.

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۴۴:۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا حسن بن علی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی سلیمان بن داؤد ہاشمی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبدالرحمن بن ابی الزناد نے انہوں نے نقل کیا موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے عبداللہ بن فضل بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب سے انہوں نے عبدالرحمن اعرج سے انہوں نے عبید اللہ بن ابی رافع سے انہوں نے حضرت علی بن ابی طالبؓ سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ کہ بے شک وہ (یعنی آپ ﷺ) جب فرض نماز کے لئے کھڑے ہوتے (یعنی نماز شروع فرماتے) تو تکبیر تحریمہ کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے شانوں (اور مونڈھوں) کے مقابل تک اٹھاتے (واضح رہے کہ یہ جو فرض نماز کی قید ہے یعنی یہ جو بیان کیا ہے کہ ”جب آپ ﷺ فرض نماز کے لئے کھڑے ہوتے“ تو اس میں فرض نماز کو ذکر کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ نفل میں کسی اور طرح کرتے ہوں گے بلکہ فرض و نفل دونوں ہی سے اس حدیث کا تعلق ہے۔ اب اگر کوئی کہے کہ پھر حضرت علیؓ نے یہ فرض نماز کی قید لگا کر بیان ہی کیوں کیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے چونکہ آپ ﷺ کی فرض نماز پڑھنے کی جو کیفیت دیکھی تھی بعینہ اس کو بیان کیا ہے لہذا فرض نماز کا نام لیکر اس کو بیان کر دیا۔ بہر کیف آگے حضرت علیؓ بیان کر رہے ہیں (کہ) اور اسی طرح کرتے تھے آپ ﷺ (یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت کے رفع یدین ہی کی طرح رفع یدین فرماتے تھے آپ ﷺ) اپنی قراءت کو پورا کرنے (کے بعد) اور رکوع کرنے کا ارادہ فرمانے کے وقت یعنی رکوع میں جاتے وقت بھی اپنے شانوں اور مونڈھوں تک ہی رفع یدین فرماتے تھے اور کرتے تھے اس کو (یعنی اسی طرح کے رفع یدین کو) رکوع سے اٹھنے کے وقت (بھی یعنی قومہ میں بھی اپنے شانوں اور مونڈھوں تک اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے) اور انہیں اٹھاتے تھے اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنی نماز میں سے کسی (جگہ) میں بھی بیٹھا ہوا ہونے کی حالت میں (یعنی آپ ﷺ نہ تو پہلے سجدہ سے اٹھتے وقت رفع یدین فرماتے اور نہ ہی دوسرے سجدہ میں جاتے وقت) اور جب آپ ﷺ

(تشہد کے بعد) دو رکعتوں سے (فارغ ہو کر) کھڑے ہوتے تو بھی ایسے ہی (یعنی اپنے شانوں اور موڑھوں تک) اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور اللہ اکبر کہتے (یعنی تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے وقت بھی رفع یدین فرماتے)۔

فرمایا امام ابوداؤدؒ نے اور حضرت ابو حمید ساعدیؒ کی حدیث میں ہے (یعنی) نبی کریم ﷺ کی نماز کی صفت و کیفیت کے بیان کرنے کے وقت (والی حدیث میں یعنی حضرت ابو حمید ساعدیؒ کی وہ تفصیلی حدیث جس میں انہوں نے آپ ﷺ کی صفتِ صلاۃ و کیفیت کو دس صحابہؓ کی مجلس میں تفصیل سے بیان کیا ہے یعنی حدیث نمبر (۷۳۰) اس میں یہ الفاظ ہیں) وَإِذَا قَامَ مِنَ الرُّكْعَتَيْنِ الْخِ يَعْنِي أَوْ جَبَّ أَيْضًا دُورَ رُكْعَتَيْنِ (فارغ ہو کر تیسری رکعت کے لئے اٹھتے) تو تکبیر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے یہاں تک کہ ان کو اپنے موڑھوں کے مقابل کر دیتے جیسا کہ افتتاحِ صلاۃ کے وقت تکبیر تحریمہ کہتے (وقت اپنے شانوں تک اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے اور رفع یدین فرماتے)۔

نوٹس:۔ ”وَإِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ“ صاحبِ بذل نے اس جملہ کے تحت لکھا ہے کہ اس میں السجدتین سے پہلی رکعت کے دو سجدے بھی مراد ہو سکتے ہیں یعنی آپ ﷺ جب پہلی رکعت کے دونوں سجدے کر کے اٹھتے تو بھی رفع یدین فرماتے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے دوسری رکعت کے دونوں سجدے مراد ہوں اور مطلب یہ ہو کہ آپ ﷺ دوسری رکعت کے دونوں سجدے کر کے اور تشہدِ اولیٰ سے فارغ ہو کر کھڑے ہوتے تو تب بھی رفع یدین فرماتے۔۔ لیکن صاحبِ المنہل اور صاحبِ عون المعبود وغیرہ نے بڑے زوردار انداز میں لکھا ہے کہ اس میں السجدتین بمعنی الرُّكْعَتَيْنِ ہی ہے کیونکہ دیگر روایات میں صراحۃً الرُّكْعَتَيْنِ کا ہی لفظ مذکور ہے نیز اس کی ایک دلیل سوائے خطابی کے تمام محدثین و فقہاء کا اسی کا قائل ہونا بھی ہے۔۔ اور ابنِ رسلان نے لکھا ہے کہ اگر خطابی بھی دیگر طرقِ حدیث کو دیکھ لیتے تو وہ بھی اس جملہ کے اندر آنے والے اس لفظِ السجدتین کو بمعنی الرُّكْعَتَيْنِ



ہی لیتے۔

”وفي حديث أبي حميد الخ“ اس عبارت سے مصنفؒ کی غرض اور مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ حضرت علیؓ کی اس حدیث یعنی حدیث نمبر (۷۴۴) کے اندر جو یہ إذا قام من السجدين میں لفظ السجدين ہے یہ بمعنی الركعتين ہے اور اس کی دلیل ہے حضرت ابو حمید ساعدیؓ کی حدیث کیونکہ انہوں نے اس میں صراحة إذا قام من الركعتين نقل و بیان کیا ہے۔ لیکن واضح رہے کہ صاحب بذل نے لکھا ہے کہ مصنف کا یہ دعویٰ اور اس ابو حمید ساعدیؓ کی حدیث کو اس بات کی دلیل بنانا صحیح نہیں ہے کیونکہ حضرت ابو حمید ساعدیؓ کی حدیث میں پہلی رکعت کے دو سجدوں کے بعد اور پہلی دو رکعتوں کے درمیان یعنی دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے وقت رفع یدین نہ فرمانے کی کوئی دلیل نہیں ہے یعنی ابو حمید ساعدیؓ کی حدیث اس کی نفی نہیں کر رہی ہے ہاں دو رکعتوں سے فارغ ہو کر تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہونے کے وقت رفع یدین کا اثبات ضرور کر رہی ہے۔ اور اس کی تائید یعنی حضرت علیؓ کی روایت میں لفظ السجدين اپنے معنی میں ہے جیسا کہ خطابی نے بھی کہا ہے اس کی تائید مجاہد بن دثار کی روایت یعنی حدیث نمبر (۷۴۳) سے بھی ہوتی ہے کیونکہ اس میں إذا قام في الركعتين کے الفاظ ہیں جس کا ایک مطلب فی کو اپنے معنی میں لیتے ہوئے إذا قام بین الركعتين کا بھی ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ اس حدیث سے تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہونے کے وقت بھی رفع یدین کرنے کا استحباب ثابت ہو رہا ہے۔ اور صاحب بذل کے انداز کلام سے دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہونے کے وقت۔ (واللہ أعلم بالصواب)۔

## تعارف رجال حدیث (۷۴۴)

۱۔ الحسن بن علی:۔ یہ الحسن بن علی بن محمد الہذلی الخلال الحلوانی

ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷)۔

۲۔ سلیمان بن داؤد :- یہ سلیمان بن داؤد بن علی بن عبد اللہ بن عباس ابویوب البغدادی الهاشمی الفقیہ ہیں۔ حافظ نے ان کو ثقہ جلیل راوی لکھا ہے اور دسویں طبقہ میں شمار کرتے ہوئے وفات ۲۱۹ھ میں نقل کی ہے نیز وقیل: بعدھا بھی لکھا ہے۔

۳۔ عبدالرحمن بن أبي الزناد :- یہ عبدالرحمن بن أبي الزناد عبد اللہ بن ذکوان القرشی المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶۱)۔

۴۔ موسیٰ بن عقبہ :- یہ موسیٰ بن عقبہ بن أبي عیاش الأسدی ابو محمد مولی آل الزبیر ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۴۵)۔

۵۔ عبد اللہ بن الفضل :- یہ عبد اللہ بن الفضل بن عباس بن ربیعہ بن الحارث بن عبد المطلب بن ہاشم المدنی الهاشمی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۶)۔

۶۔ عبدالرحمن الأعرج :- یہ عبدالرحمن بن ہرمز ابوداؤد المدنی المعروف بـ الأعرج ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۶)۔

۷۔ عبید اللہ بن أبي رافع :- یہ عبید اللہ بن أبي رافع المدنی مولی النبی ﷺ ہیں یہ حضرت علیؑ کے کاتب و شفی تھے۔ ابو حاتم اور خطیب نے ان کی توثیق کی ہے۔ ابن سعد نے ان کو ثقہ کثیر الحدیث لکھا ہے اور حافظ نے ان کو ثقہ لکھا اور تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے۔ دیکھیں حدیث نمبر (۰)۔

۸۔ علی بن أبي طالبؑ :- آپؑ امیر المؤمنین علی بن أبي طالب الهاشمی رض ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۱)۔

۹۔ قال ابوداؤد:۔ یہ مصنف کتاب الإمام سليمان بن الأشعث ابوداؤد السجستاني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۱۰۔ أبو حميد الساعدي:۔ آپؓ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت المنذر أو عبد الرحمن بن سعد بن المنذر أبو حميد الساعديؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۶۵)۔

الحديث/ ۵ ۷۴- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، قَالَ: ((رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا كَبَّرَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ حَتَّى يَبْلُغَ بِهِمَا فُرُوعَ أَذُنَيْهِ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۵ ۷۴:۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا حفص بن عمر نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی شعبہ نے انہوں نے نقل کیا قتادہ سے انہوں نے نصر بن عاصم سے انہوں نے حضرت مالک بن حویرثؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں نے! نبی کریم ﷺ کو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے ہوئے دیکھا ہے (یعنی رفع یدین فرماتے ہوئے دیکھا ہے) تکبیر (یعنی تکبیر افتتاح و تحریمہ کہنے) کے وقت اور رکوع کرنے کے وقت اور رکوع سے اپنے سر کو اٹھانے کے وقت (اور آپ ﷺ ان تینوں موقعوں پر اپنے ہاتھوں کو اٹھا اٹھاتے اور بلند کرتے تھے کہ) پہونچا دیتے ان کو اپنے کانوں کی فروغ (یعنی اوپری حصہ) تک۔

نوٹس:۔ صاحب المنہل نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ تکبیر تحریمہ اور رفع یدین مقارنہ اور ساتھ ساتھ ہونا مشروع و مستحب ہے ( واضح رہے کہ اس مسئلہ کی کچھ تفصیل پیچھے گزر چکی ہے اور مکمل تفصیل کے لئے مطولات دیکھیں)۔

”حتی یبلغ بهما فروع أذنيه“ اس میں جو لفظ فروع ہے یہ فرع کی جمع ہے اور فرع

کل شئی کا مطلب ہوتا ہے اعلیٰ یعنی ہر چیز کا اوپری حصہ چنانچہ طیبی نے فروع اذنیہ کی شرح اعلیٰہا سے کی ہے۔ لیکن ابنِ ملک وغیرہ نے لکھا ہے کہ فرع الأذن کے معنی شحمة الأذن کان کی لو کے بھی ہوتے ہیں اور اس کا استعمال اس معنی میں بھی ہوتا ہے لہذا اس جملہ کا مطلب ہوگا کہ آپ ﷺ اپنے کانوں کی لو تک رفع یدین فرماتے تھے۔ واضح رہے کہ اس مسئلہ کی یعنی کہاں تک رفع یدین ہونا چاہئے اس کی بھی قدرے تفصیل پیچھے لکھی جا چکی ہے اور باقی مزید تفصیل کے لئے مطولات ہی کو دیکھیں۔

### تعارف رجالِ حدیث (۷۴۵)

۱۔ حفص بن عمر :- یہ حفص بن عمر بن الحارث الأزدي النمري أبو عمرو الحوضي البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۳)۔

۲۔ شعبۃ :- یہ شعبۃ بن الحجاج بن الورد العتکي ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲۳ اور ۵)۔

۳۔ قتادة :- یہ قتادة بن دعامة بن قتادة السدوسي أبو الخطاب البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶)۔

۴۔ نصر بن عاصم :- یہ نصر بن عاصم الليثي البصري ہیں۔ حافظ نے لکھا ہے رمي برأي الخوارج وصح رجوعه عنه نیز ان کو ثقہ راوی لکھ کر تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے۔ اور ابنِ رسلان نے لکھا ہے کہ مصنف میں نقطے لگانے کا کام اور اس کو خمس وعشر میں تقسیم کرنے کا عمل سب سے پہلے انہوں نے ہی کیا ہے۔

۵۔ مالک بن الحویرث :- آپ مالک بن الحویرث بن أشيم الليثي أبو سليمان البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۸۹)۔

الحديث/ ٦٤٧- حَدَّثَنَا ابْنُ مُعَاذٍ أَخْبَرَنَا أَبِي ح. قَالَ وَحَدَّثَنَا مُوسَى

بْنُ مَرْوَانَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْحَاقَ- الْمَعْنَى عَنْ عِمْرَانَ عَنْ لَاحِقٍ عَنْ  
بَشِيرِ بْنِ نَهْيِكَ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: ((لَوْ كُنْتُ قُدَّامَ النَّبِيِّ ﷺ لَرَأَيْتُ  
إِبْطِيهَ. زَادَ ابْنُ مُعَاذٍ: قَالَ يَقُولُ لَاحِقٌ أَلَا تَرَى أَنَّهُ فِي الصَّلَاةِ وَلَا يَسْتَطِيعُ أَنْ  
يَكُونَ قُدَّامَ النَّبِيِّ ﷺ وَزَادَ مُوسَى: يَعْنِي إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ٦٤٧:- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا ابن معاذ

نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی میرے والد نے ح۔ (دوسری سند) اور فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم  
سے بیان کیا موسیٰ بن مروان نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی شعیب۔ یعنی شعیب بن اسحاق۔ نے  
ایک (ملے جلتے) مضمون کی (یعنی مصنف کو اپنے شیخ ابن معاذ اور موسیٰ بن مروان کے ذریعہ ایک ملے  
جلتے مضمون کی روایت پہنچی جس کو مصنف کے ان دونوں شیوخ نے اپنے اپنے شیخ کے واسطے سے  
یعنی ابن معاذ نے اپنے والد کے واسطے سے اور موسیٰ بن مروان نے شعیب بن اسحاق کے واسطے سے  
بیان کیا۔ خلاصہ یہ کہ معاذ اور شعیب نے مضمون تو تقریباً ایک ہی بیان کیا اگرچہ اپنی اپنی روایت میں  
الفاظ مختلف نقل کئے۔ بہر کیف ان دونوں حضرات یعنی معاذ نے اور شعیب نے روایت کیا) عمران  
سے انہوں نے لاحق سے انہوں نے بشیر بن نہیک سے (یہ کہ بشیر بن نہیک نے) بیان کیا کہ (ایک  
مرتبہ) حضرت ابو ہریرہؓ نے (آپ ﷺ کی صفت رفع یدین کے بارے میں بتاتے ہوئے) فرمایا کہ  
اگر (آپ ﷺ کے رفع یدین فرمانے کے وقت) میں غی کریم ﷺ کے آگے ہوتا تو میں آپ ﷺ کی  
بغلوں کو دیکھ لیتا (واضح رہے کہ بعض نسخوں میں یہ لفظ ابیطیہ کی بجائے ابیطہ ہے یعنی واحد۔ مطلب  
دونوں شکلوں میں ایک ہی ہے یعنی حضرت ابو ہریرہؓ یہ بتانا چاہ رہے ہیں کہ آپ ﷺ رفع یدین میں

مبالغہ فرماتے اور اتنی اوپر تک ہاتھ اٹھاتے تھے کہ آپ ﷺ کے آگے اور سامنے والے شخص کو آپ ﷺ کی بغل مبارک نظر آ جاتی اور دیکھ جاتی تھی۔ واضح رہے کہ اس بغل مبارک کے دیکھنے اور نظر آنے کو کسی شارح نے تو واضح نہیں کیا ہے لیکن ناچیز کے ذہن میں اس کے دو مطلب آرہے ہیں (۱) اس کا ایک مطلب تو یہی ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں کے اوپری حصہ اور فروغ اذنین تک اٹھاتے تھے (۲) اور دوسرا اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ رفع یدین فرماتے وقت اپنے ہاتھوں اور کہنیوں کو اپنے پہلو سے جدا اور الگ رکھتے تھے جس کی وجہ سے شانوں تک رفع یدین کرنے کی شکل میں بھی بغل مبارک نظر آ سکتی ہیں۔ بہر کیف آگے مصنفؒ اپنے شیخ ابن معاذ اور موسیٰ کی روایت کا کچھ فرق بیان کر رہے ہیں کہ (ابن معاذ نے) اپنی روایت میں (مزید بیان کرتے ہوئے کہا (یا اس کا مطلب یہ ہے کہ) ابن معاذ نے قال یقول الخ کے الفاظ اپنی روایت میں مزید نقل کئے (یعنی ابن معاذ نے اپنی اسی سند سے مزید یہ بیان کیا کہ عمران نے کہا کہ لاحق اس کی وضاحت میں کہتے تھے) کیا تمہیں معلوم نہیں کہ وہ یعنی حضرت ابو ہریرہؓ نماز میں (آپ ﷺ کی اقتداء کرتے ہوتے تھے) اس لئے وہ (یعنی حالتِ صلاۃ میں ہونے کی وجہ سے حضرت ابو ہریرہؓ) نبی کریم ﷺ سے آگے نہیں ہو سکتے تھے (یعنی لاحق نے حضرت ابو ہریرہؓ کے قول لو كنت الخ کی وضاحت کی ہے یعنی انہوں نے ایسا کیوں کہا سیدہا یہ کیوں نہیں بیان کر دیا کہ میں نے آپ ﷺ سے آگے ہو کر دیکھا ہے کہ رفع یدین کے وقت آپ ﷺ کی بغل مبارک نظر آ رہی تھی؟ تو اس کی وضاحت کر دی اور اس کی وجہ لاحق نے بتادی کہ حضرت ابو ہریرہؓ چونکہ مقتدی تھے اور آپ ﷺ امام اور مقتدی امام سے آگے ہو نہیں سکتا اس لئے حضرت ابو ہریرہؓ نے یہ فرمایا کہ اگر ہو سکتا تو میں آپ ﷺ کی بغل مبارک کو دیکھ لیتا۔ لیکن واضح رہے کہ اس کا ایک مطلب سیدہا سیدہا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میں آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو کر آپ ﷺ کو بحالتِ صلاۃ دیکھتا تو رفع یدین کے وقت آپ ﷺ کی بغل مبارک کو دیکھ لیتا

یعنی میں نے کبھی کبھی ایسا کیا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

اور موسیٰ (بن مروان) نے (اپنی روایت میں لرأیت إبطیه کے بعد) یعنی إذا کبر رفع یدیه کے مزید الفاظ بھی نقل کئے ہیں (مصنفؒ کہنا یہ چاہر ہے ہیں کہ ابن معاذ نے تولرأیت إبطیه پر اپنی روایت کو ختم کر دیا اور اس کے بعد لاحق کے مذکورہ بالا الفاظ اور وضاحت نقل کی۔ لیکن ہمارے شیخ موسیٰ بن مروان نے لرأیت إبطیه کے بعد یہ بھی نقل کیا کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی مراد اس سے یہ تھی کہ جب آپ ﷺ تکبیر کہتے تو اپنے ہاتھوں کو اتنا اونچا اٹھاتے کہ اگر میں آپ ﷺ کے سامنے اور آگے ہوتا تو آپ ﷺ کی بغل مبارک کو دیکھ لیتا۔ غالباً موسیٰ نے ان الفاظ سے یہ بتانا چاہا ہے کہ یہ اتنے مبالغہ والا رفع یدین آپ ﷺ صرف تکبیر افتتاح کے وقت فرماتے تھے نہ کہ ہر موقع پر)۔

### تعارف رجال حدیث (۷۴۶)

۱۔ ابن معاذ :- یہ عبید اللہ بن معاذ بن معاذ بن نصر بن حسان العنبري أبو عمرو البصري الحافظ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۳)۔

۲۔ أبي :- اس میں اب سے مراد ہیں عبید اللہ کے والد معاذ بن نصر بن حسان العنبري أبو المثنى البصري۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۳)۔

۳۔ موسیٰ بن مروان :- یہ موسیٰ بن مروان البغدادي أبو عمرو التمار ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶۵)۔

۴۔ شعيب :- یہ شعيب بن إسحاق بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن راشد الدمشقي الأموي مولیٰ رملۃ بنت عثمان ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸۸)۔

۵۔ عمران :- یہ عمران بن حدير السدوسي أبو عبيدة البصري ہیں۔ یزید بن

ہارون نے ان کے بارے میں کان اصدق الناس کہا ہے، احمد نے بخ بخ ثقة - نسائی، ابن معین اور ابن حبان نے بھی ان کی توثیق کی ہے۔ ابن مدینی نے لکھا ہے ثقة من أوثق شيخ بالبصرة - ابن سعد نے ان کو ثقة کثیر الحدیث کہا ہے اور حافظؒ نے ثقة لکھ کر چھٹے طبقہ میں شمار کیا ہے اور وفات ۱۴۹ھ میں بتائی ہے۔

۶۔ لاحق :- یہ لاحق بن حمید بن سعید السدوسیؒ أبو مجلز البصریؒ ہیں۔ ابن خراش - ابن معین - عجل اور ابن سعد نے ان کی توثیق کی ہے۔ ابن عبدالبر نے ثقہ عند الجميع بتایا ہے اور حافظؒ نے ان کو ثقة لکھ کر کبار ثلاثہ میں شمار کیا ہے اور وفات ۱۰۶ھ یا ۱۰۹ھ میں بتائی ہے نیز وقیل قبل ذلک بھی لکھا ہے۔

۷۔ بشیر بن نہیک :- یہ بشیر بن نہیک السدوسیؒ ويقال السلولي أبو الشعثاء البصريؒ ہیں۔ نسائی - عجل - ابن سعد اور احمد نے ان کی توثیق کی ہے۔ ابوحاتم نے ان کے بارے میں لا یحتج بہ لکھا ہے اور حافظؒ نے ان کو ثقة لکھا اور تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۸۔ ابو ہریرہؓ :- آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول ﷺ حضرت عبدالرحمن بن صخر ابو ہریرہ الدوسی الیمانیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

۹۔ زاد ابن معاذ :- یہ عبید اللہ بن معاذ بن معاذ بن نصر بن حسان العنبریؒ ابو عمرو البصریؒ الحافظؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۳)۔

۱۰۔ یقول لاحق :- یہ لاحق بن حمید بن سعید السدوسیؒ أبو مجلز البصریؒ ہیں۔ دیکھیں اسی حدیث میں نمبر (۶) پر۔

۱۱۔ وزاد موسیٰ :- یہ موسیٰ بن مروان البغدادیؒ ابو عمرو التمارؒ ہیں۔ دیکھیں



حدیث نمبر (۱۶۵)۔

الحديث/ ۷۴۷- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ أَخْبَرَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عُلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: ((عَلَّمَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الصَّلَاةَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ، فَلَمَّا رَكَعَ طَبَّقَ يَدَيْهِ بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ. قَالَ: فَبَلَغَ ذَلِكَ سَعْدًا فَقَالَ: صَدَقَ أَخِي قَدْ كُنَّا نَفْعَلُ هَذَا ثُمَّ أَمَرَنَا بِهَذَا، يَعْنِي الْإِمْسَاكَ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۷۴۷:- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عثمان بن ابی شیبہ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابن ادریس نے عاصم بن کلب سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے نقل کیا عبدالرحمن بن اسود سے انہوں نے علقمہ سے (یہ کہ) انہوں نے بیان کیا کہ (ایک مرتبہ حضرت) عبداللہ (بن مسعودؓ) نے فرمایا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے نماز سکھائی تو (اس طرح سکھائی کہ) تکبیر کہی اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا (واضح رہے کہ اس کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے نماز سکھائی ہے اور میں تم سے وہ سکھائی ہوئی نماز بیان کرتا ہوں اور پھر انہوں نے اس کو بیان کرنا شروع کیا تو تکبیر کہی اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا یعنی تکبیر تحریمہ و افتتاح کے وقت رفع یدین کیا) پھر جب انہوں نے (یعنی آپ ﷺ نے یا عبداللہ بن مسعودؓ نے) رکوع کیا تو تطبیق کی اپنے دونوں ہاتھوں کی اپنے دونوں گھٹنوں کے درمیان (واضح رہے کہ تطبیق کہتے ہیں دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کر کے یا کہنے بغیر داخل کئے دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر اپنے گھٹنوں کے درمیان دبا لینا۔ اوائل اسلام میں یہی حکم تھا بعد میں منسوخ ہو گیا اور اس کے لئے ناسخ بنی حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی یہی آگے آنے والی روایت چنانچہ ابن مسعودؓ

اور ان کے دو شاگرد علقمہ اور اسود کے علاوہ تقریباً تمام ہی علمائے امت اس بات کے قائل ہیں کہ تطبیق مکروہ ہے اور سنت وضع الیدین علی الرکتین گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا ہی ہے۔ بہر حال حضرت ابن مسعودؓ کے رکوع میں اس (عمل تطبیق کی) خبر حضرت سعد (بن ابی وقاصؓ) کو پہونچی تو انہوں نے (یعنی حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے ان کے اس عمل تطبیق کی خبر کو سن کر) فرمایا میرے بھائی (یعنی میرے دینی بھائی) نے سچ فرمایا (یعنی رکوع میں جو عمل تطبیق کو آپ ﷺ کا تعلیم دیا ہوا اور سکھایا ہوا بتایا ہے یہ انہوں نے سچ کہا ہے) یقیناً (پہلے ابتدائے اسلام میں) ہم (رکوع میں) یہی (عمل تطبیق) کیا کرتے تھے (لیکن) پھر (کچھ عرصہ بعد) ہم کو اس سے روک دیا گیا اور اس کا یعنی إمساک علی الرکتین اپنے ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑنے اور ان کو گھٹنوں پر رکھنے کا حکم دے دیا گیا (واضح رہے کہ یہ نبی و امیر یعنی تطبیق کی نبی اور گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کا حکم آپ ﷺ نے ہی دیا ہوگا)۔

نوٹس:- واضح رہے کہ صاحب المنہل وغیرہ نے تو اس حدیث کے تحت بحوالہ ترمذی وغیرہ یہی لکھا ہے کہ تطبیق منسوخ ہے اور اب سنت یہی ہے کہ بجائے تطبیق کے اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھا جائے اور اس کے لئے بہت سی احادیث نقل کی ہیں جن کو ان کی کتابوں میں دیکھا جاسکتا ہے۔ اور حضرت علیؓ کی جو روایت ابن ابی شیبہ نے نقل کی ہے جس میں تطبیق اور وضع الیدین علی الرکتین کا تخیر و اختیار مذکور ہے اس کا جواب دیتے ہوئے ان حضرات نے لکھا ہے کہ غالباً حضرت علیؓ کو یہ ناح تطبیق احادیث نہیں پہونچی ہوں گی اس لئے وہ اس سلسلہ میں تخیر کے قائل تھے۔

لیکن صاحب بذل نے اس سلسلہ میں بحوالہ طحاوی وغیرہ کچھ اس طرح لکھا ہے کہ کچھ لوگ یعنی ابن مسعودؓ اور ان کی ایک جماعت رکوع میں تطبیق کی قائل ہے اور انہوں نے حضرت ابن مسعودؓ کی اسی زیر تشریح حدیث کو اپنی دلیل بنایا ہے۔ جبکہ ان کے علاوہ دوسرے حضرات تطبیق کے مخالف ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ مصلى کو رکوع میں اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر اس طرح رکھنا چاہئے کہ دیکھنے والے کو

لگے کہ یہ اپنے گھٹنوں کو پکڑے ہوئے ہے نیز اپنی انگلیوں کو کشادہ رکھے۔ اور ان دوسرے حضرات نے استدلال کیا ہے حضرت عمرؓ، حضرت ابوسعود بدریؓ کی حدیث سے نیز حضرت ابو حمیدؓ کی فی عشرة من أصحاب النبی ﷺ والی حدیث، وائل بن حجرؓ کی حدیث، ابو ہریرہؓ کی حدیث اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی اس حدیث سے جس میں تطبیق کی نہیں اور اس کا منسوخ ہونا بھی مذکور ہے۔ اور یہ حضرات حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث کا جواب یہ دیتے ہیں کہ ان کو اصل میں نسخ والی حدیث نہ پہونچی تھی اس لئے وہ تطبیق کرتے تھے۔۔۔ لیکن اس کے بعد صاحب بذل بحوالہ عینی لکھتے ہیں کہ یہ بات تسلیم کرنا اور ماننا ذرا مشکل ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ کو یہ نسخ والی بات وحدیث نہیں پہونچی تھی کیونکہ ابن مسعودؓ قدیم الاسلام صحابیؓ ہیں سفر و حضر میں آپ ﷺ کے ساتھ رہتے تھے اور آپ ﷺ کی وفات تک آپ ﷺ کے ساتھ رہے ہیں تو یہ بات کیسے کہی اور مانی جاسکتی ہے کہ نسخ والی حدیث ان کو نہیں پہونچی اور وضع الیٰدین علی الرکتین کا مسئلہ ان سے مخفی رہا اور ان کو معلوم نہ ہو سکا اس لئے بجائے اس کے اگر یہ کہا جائے تو زیادہ بہتر ہے کہ ابن مسعودؓ علی التخییر دونوں باتوں کے یعنی وضع الیٰدین علی الرکتین اور تطبیق کے قائل تھے جیسے کہ حضرت علیؓ اسی طرح ان دونوں باتوں کے علی التخییر قائل تھے جس کی دلیل ابن ابی شیبہؓ کی وہ روایت ہے جس کو انہوں نے اسناد حسن کے ساتھ اپنی مصنف میں نقل کیا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجال حدیث (۷۷)

۱۔ عثمان بن ابی شیبہ :- یہ عثمان بن محمد بن ابی شیبہؓ ابراہیم العبسیؓ

أبو الحسن الکوفیؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۲۔ ابن إدريس :- یہ عبداللہ بن إدريس بن یزید بن عبدالرحمن الأودی

أبو محمد الكوفيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۰۴)۔

۳۔ عاصم بن کُلیب :- یہ عاصم بن کُلیب بن شہاب الجرمیّ الکوفیّ ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۷۲۶)۔

۴۔ عبدالرحمن بن الأسود :- یہ عبدالرحمن بن الأسود بن یزید بن قیس  
النخعیّ أبو حفص الفقیہ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷۳)۔

۵۔ علقمة :- یہ علقمة بن قیس بن عبداللہ النخعیّ الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۸۵)۔

۶۔ قال عبداللہ :- آپؐ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت عبداللہ بن مسعود بن غافل  
بن حبیب أبو عبدالرحمن الہذلیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۹)۔

۷۔ فبلغ ذلک سعداً :- آپؐ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت سعد بن ابی وقاص  
مالک بن اُہیب القرشیّ أبو إسحاق الزہریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۲۵)۔

۸۔ صدق أخی :- اس میں أخ سے مراد ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود بن غافل بن  
حبیب أبو عبدالرحمن الہذلیّ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے ان کو بھائی بہ اعتبار دین کے اور  
اللہ تعالیٰ کے قول ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ کے لحاظ سے کہا ہے۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۹)۔

## (۱۲۰) بَابُ مَنْ لَمْ يَذْكُرِ الرَّفْعَ عِنْدَ الرُّكُوعِ

(۱۲۰) اُن لوگوں (کے دلائل کا) بیان جنہوں نے رکوع کے وقت (یعنی رکوع میں جاتے اور رکوع  
سے اٹھتے وقت) رفع (یدین) کا ذکر نہیں کیا ہے (یعنی اس باب میں وہ احادیث بیان ہوں گی جن  
سے رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت عدم رفع یدین کا ثبوت ہوتا ہے)۔

الحديث ۷۴۸ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ

سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ - يَعْنِي ابْنَ كُثَيْبٍ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عُلْقَمَةَ  
قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ: ((أَأَصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ:  
فَصَلِّي فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا مَرَّةً)).

ترجمہ حدیث نمبر ۷۴۸:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عثمان بن  
ابی شیبہ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی و کعب نے انہوں نے نقل کیا سفیان سے انہوں نے عاصم۔ یعنی  
عاصم بن کلیب۔ سے انہوں نے عبدالرحمن بن اسود سے انہوں نے علقمہ سے (یہ کہ) انہوں نے بیان  
کیا (کہ ایک مرتبہ حضرت) عبداللہ بن مسعودؓ نے (اپنے اصحاب و تلامذہ اور ساتھیوں سے) فرمایا کیا  
نہ پڑھاؤں میں تم کو رسول اللہ ﷺ کی (سی) نماز (یعنی کیا میں تم کو سکھانے کے لئے آپ ﷺ کی سی  
نماز پڑھ کر دکھاؤں؟ تو ظاہر ہے تلامذہ و اصحاب نے کہا ہوگا ضرور دکھائیے اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ  
نے دکھائی ہوگی اور اسی پڑھ کر دکھائی جانے والی نماز کے بارے میں حضرت علقمہ نے (بیان کیا) کہ  
جب اصحاب و تلامذہ نے دکھانے کے لئے کہا) تو انہوں نے (یعنی ابن مسعودؓ نے) نماز پڑھائی (یعنی  
پڑھ کر دکھائی) اور (اس نماز کو پڑھ کر دکھاتے ہوئے حضرت ابن مسعودؓ نے) نہیں اٹھایا اپنے دونوں  
ہاتھوں کو مگر ایک مرتبہ (یعنی صرف تکبیر افتتاح و تحریمہ کے وقت رفع یدین کیا اس کے علاوہ کہیں بھی نہ  
کیا یعنی نہ رکوع میں جاتے وقت اور نہ رکوع سے اٹھتے وقت الغرض کہیں بھی رفع یدین نہیں کیا)۔

نوٹس:- واضح رہے کہ اس زیر تشریح حدیث نمبر (۷۴۸) میں دلیل ہے اُن حضرات یعنی  
حنفیہ وغیرہ کی جو تکبیر افتتاح و تحریمہ کے علاوہ کسی جگہ پر بھی رفع یدین کے استحباب کے قائل نہیں ہیں۔  
اور چونکہ یہ حدیث باقی اُن تمام حضرات کے خلاف ہے جو تکبیر تحریمہ کے علاوہ دیگر مواقع مثلاً رکوع  
میں جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کے استحباب کے قائل ہیں اس لئے اُن حضرات نے اس حدیث

کے بارے میں بڑی تفصیلات لکھی ہیں جن کو مطوّلات ہی میں دیکھ لینا بہتر ہے۔ نیز احناف وغیرہ نے بھی اس حدیث کو مضبوط بنانے کے دلائل لکھے ہیں ان کو بھی وہیں دیکھ لیا جائے۔ لیکن کچھ حضرات نے بڑی درمیانی راہ اختیار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ رفعِ یدین مستحب ہے نہ کہ فرض و واجب اس لئے یہ کہا جائے تو بہتر ہے کہ کبھی آپ ﷺ نے اس کو بیانِ جواز کے لئے نہیں بھی کیا ہوگا اور کبھی کیا ہوگا اس لئے دونوں ہی طرح صحابہؓ نے آپ ﷺ کے عمل کو نقل و بیان کر دیا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجالِ حدیث (۷۲۸)

۱۔ عثمان بن ابی شیبہ:- یہ عثمان بن محمد بن ابی شیبہؓ ابراہیم العبسیّ أبو الحسن الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۲۔ وکیع:- یہ وکیع بن الجراح الرؤاسیّ أبو سفیان الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵) اور (۲۰)۔

۳۔ سفیان:- صاحب المنہل نے لکھا ہے کہ یہ سفیان بن عیینہ بن ابی عمران میمون الہلالیّ أبو محمد الکوفیّ ہیں۔ لیکن واضح رہے کہ یہ سفیان بن سعید بن مسروق الثوریّ أبو عبد اللہ الکوفیّ بھی ہو سکتے ہیں کیونکہ وکیع نے دونوں سفیانوں سے روایت کیا ہے اور عاصم بن کلیب بھی دونوں ہی سفیان کے شیخ و استاذ ہیں۔۔۔

میں نے حضرت مولانا محمد یونس صاحب شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور سے اس سلسلہ میں مراجعت کی تو حضرت نے فرمایا کہ وکیع کے زیادہ مشہور شیخ سفیان ثوری ہیں اس لئے جہاں مطلق سفیان مذکور ہو تو سفیان ثوری ہی کو مراد لینا چاہئے اس لئے یہاں پر بھی سفیان ثوری ہی کو مراد لینا زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ اور اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ سفیان ثوری کا مسلک رفعِ یدین کے

سلسلہ میں وہی ہے جو اس حدیث میں مذکور ہے۔ بہر کیف سفیان ثوری کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۱۶) اور سفیان بن عیینہ کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔

۴۔ عاصم بن کلب :۔ یہ عاصم بن کلب بن شہاب الجرمی الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۲۶)۔

۵۔ عبدالرحمن بن الأسود :۔ یہ عبدالرحمن بن الأسود بن یزید بن قیس النخعی أبو حفص الفقیہ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷۳)۔

۶۔ علقمة :۔ یہ علقمة بن قیس بن عبداللہ النخعی الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸۵)۔

۷۔ قال عبداللہ بن مسعود :۔ آپؐ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت عبداللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب أبو عبدالرحمن الہذلی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۹)۔

الحديث ۹/ ۷۴ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ وَخَالِدُ بْنُ عَمْرٍو وَأَبُو حَظِيْفَةَ قَالُوا أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، بِإِسْنَادِهِ بِهَذَا قَالَ: ((فَرَفَعَ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: مَرَّةً وَاحِدَةً)).

ترجمہ حدیث نمبر ۹/ ۷۴ :۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا حسن بن علی نے انہوں نے کہا ہمیں معاویہ، خالد بن عمرو اور ابو حذیفہ نے خبر دی اور ان تینوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی سفیان نے (اور آگے ان تینوں حضرات نے بیان کیا) انہی کی (یعنی سفیان کی سابقہ عن عاصم عن عبدالرحمن بن الأسود عن علقمة) سند کو (اور اس کے بعد) اسی کو (یعنی سفیان کی سابقہ حدیث نمبر (۷۲۸) کو) آگے ابوداؤد ایک فرق بتا رہے ہیں کہ عثمان بن ابی شیبہ نے اپنی روایت میں

جہاں فلم یرفع یدہ إلّا مرّة نقل کی تھا وہاں پر حسن بن علی نے اس کی بجائے (فرفع یدہ فی أوّل مرّة کہا یعنی انہوں نے اٹھایا اپنے دونوں ہاتھوں کو صرف پہلی مرتبہ) (تکبیر کہنے کے وقت) اور بعض روایات حدیث نے (اس کی بجائے) مرّة واحدة کہا ہے یعنی حضرت ابن مسعود نے صرف ایک مرتبہ (تکبیر افتتاح کے وقت رفع یدین کیا)۔

## تعارف رجال حدیث (۷۴۹)

۱۔ الحسن بن علی:۔ یہ الحسن بن علی بن محمد الہذلیّ الحلوانی ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۲۷)۔

۲۔ معاویہ:۔ یہ معاویہ بن ہشام القسّار الأزديّ أبو الحسن الکوفیّ مولیٰ بنی اسد ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۴)۔

۳۔ خالد بن عمرو:۔ یہ خالد بن عمرو بن محمد بن عبد اللہ بن سعید بن العاص الأمویّ أبو سعید الکوفیّ ہیں۔ بخاری، ساجی، ابوزرعہ اور احمد نے ان کو منکر الحدیث کہا ہے اور احمد نے تو مزید یہ بھی کہا ہے لیس بشقة یروی أحادیث باطلہ۔ ابو حاتم نے ان کو متروک الحدیث قرار دیا ہے۔ ابن حبان کا کہنا ہے کان یتفرد عن الثقات بالموضوعات لا یحل الاحتجاج بخبره وضعفه غیر واحد۔ اور حافظ نے ان کے بارے میں رماہ ابن معین بالكذب، ونسبه صالح جزرة وغیره إلى الوضع لکھتے ہوئے ان کو نویں طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۴۔ أبو حذیفہ:۔ یہ أبو حذیفہ موسیٰ بن مسعود البصریّ النہدیّ ہیں۔ عجل نے ان کو ثقہ صدوق لکھا ہے، ترمذی نے ضعیف فی الحدیث۔ عمرو بن علی فلاس نے لا یحدث عنه



من يبصر الحديث لكهاے۔ ابن خزیمہ نے لا یتحتج بحديثه اور ابو عبد اللہ حاکم نے ان کو كثير الوهم اور سيئ الحفظ لكهاے۔ اور حافظ نے ان کو صدوق سيئ الحفظ لكھ كر صغار تاسعہ میں سے قرار ديا ہے اور وفات ۲۲۰ھ يا ۲۲۱ھ میں بتائی ہے۔

۵۔ أخبرنا سفيان:۔ صاحب المنہل کی صراحت کے مطابق تو یہ سفيان بن عيينہ ہیں لیکن ممکن یہ بھی ہے کہ یہ سفيان الثوري ہوں اور اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ابو حذیفہ نے سفيان ثوري سے روایت کیا ہے نہ کہ سفيان بن عيينہ سے۔ بہر حال سفيان بن عيينہ کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۹) اور سفيان ثوري کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

الحديث / ۷۵۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبُرْزَانِيُّ أَخْبَرَنَا شَرِيكَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْبَرَاءِ، ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَى قَرِيبٍ مِنْ أُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُودُ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۵۰:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن صباح بزاز نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی شریک نے انہوں نے نقل کیا یزید بن ابی زیاد سے انہوں نے عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ سے انہوں نے حضرت براءؓ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے (یعنی تکبیر افتتاح و تحریمہ کہتے) تھے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اپنے کانوں کے قریب تک (اور) پھر دوبارہ نہ کرتے (اس رفع یدین کو۔ یعنی صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین فرماتے اور اس کے بعد پوری نماز میں کہیں بھی اور کسی موقع پر بھی رفع یدین نہ فرماتے)۔

نوٹس:۔ واضح رہے کہ یہ حدیث بھی حنفیہ وغیرہ اُن حضرات کی دلیل ہے جو تکبیر تحریمہ کے علاوہ مواقع پر عدم رفع یدین کے قائل ہیں۔ اور چونکہ یہ حدیث قائلین رفع یدین حضرات کے خلاف

ہے اس لئے اُن حضرات نے اس کے تحت بڑی تفصیلات لکھی ہیں جن کو مطولات میں دیکھا جاسکتا ہے۔ تاہم اتنا یہاں پر بھی ذہن میں رکھیں کہ بخاری، شافعی، احمد، ابن عیینہ، ابن زبیر اور دارمی وغیرہ ائمہ حضرات نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔

### تعارف رجال حدیث (۷۵۰)

۱۔ محمد بن الصباح:۔ یہ محمد بن الصباح الدولابی أبو جعفر البغدادی البرّاز مولیٰ مزینہ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹۵)۔

۲۔ شریک:۔ یہ شریک بن عبد اللہ بن ابی شریک النخعی الکوفی أبو عبد اللہ القاضی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۵)۔

۳۔ یزید بن ابی زیاد:۔ یہ یزید بن ابی زیاد القرشی الهاشمی أبو عبد اللہ الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹۳)۔

۴۔ عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ:۔ یہ عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ الأنصاری المدنی أبو عیسیٰ الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱۵)۔

۵۔ البراء:۔ آپؓ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت البراء بن عازب بن الحارث الأنصاری أبو عمارة أو أبو عمرو الأوسی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۹) اور (۱۸۴)۔

الحديث / ۷۵۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَزِيدَ نَحْوَ حَدِيثِ شَرِيكٍ، لَمْ يَقُلْ ((ثُمَّ لَا يَعُودُ)).

قَالَ سُفْيَانُ قَالَ لَنَا بِالْكُوفَةِ بَعْدُ ثُمَّ لَا يَعُودُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَى هَذَا الْحَدِيثَ هُشَيْمٌ وَخَالِدٌ وَابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ يَزِيدَ

لَمْ يَذْكُرُوا ((ثُمَّ لَا يَعُودُ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۵۱: فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن محمد زہری نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی سفیان نے یزید سے نقل کرتے ہوئے شریک کی حدیث ہی کی طرح (یعنی جس طریقہ سے شریک نے عن یزید الخ کے طریق سے محمد بن صباح سے حدیث بیان کی اور محمد بن صباح نے امام ابوداؤدؒ سے۔ ویسی ہی ملتی جلتی حدیث سفیان نے بھی عن یزید الخ کے طریق سے عبد اللہ بن محمد زہری سے بیان کی اور انہوں نے امام ابوداؤدؒ سے لیکن) سفیان نے اپنی حدیث میں ”ثم لا يعود“ نہیں کہا (یعنی شریک و سفیان کی روایت میں یہ فرق ہے کہ شریک نے تو ان رسول اللہ ﷺ کان إذا افتتح الصلاة رفع يديه إلى قريب من أذنيه کے بعد ثم لا يعود کے الفاظ بھی نقل کئے ہیں مگر سفیان نے جب اسی حدیث کو اسی سند سے نقل کیا تو انہوں نے صرف إلى قريب من أذنيه تک کے الفاظ نقل کئے اور اس کے بعد ”ثم لا يعود“ کے الفاظ نقل نہیں کئے۔ اور پھر مزید وضاحت کرتے ہوئے) سفیان نے بیان کیا کہ انہوں نے (یعنی یزید نے) اس کے بعد کوفہ میں ہم سے کہا ثم لا يعود بھی (عبد اللہ بن محمد زہری کے واسطے سے امام ابوداؤدؒ کہنا یہ چاہر ہے ہیں کہ شریک نے تو اس حدیث کو اُس طرح بیان کیا جو حدیث نمبر (۷۵۰) میں مذکور ہے یعنی ثم لا يعود کے الفاظ کو بغیر کسی وضاحت و تفصیل کے حدیث کا جزء کر کے بیان کیا لیکن سفیان نے جب یہ حدیث بیان کی تو یہ تفصیل بتائی کہ یہ حدیث ہمارے شیخ یزید نے ہم سے دوسرے بیان کی ہے ایک مرتبہ تو مکہ مکرمہ میں اور وہاں پر انہوں نے اس حدیث میں ثم لا يعود کے الفاظ نہیں نقل کئے اور ایک مرتبہ اس کے بعد کوفہ میں اور اس مرتبہ انہوں نے اس حدیث میں ثم لا يعود کے الفاظ بھی نقل کئے۔ واضح رہے کہ اس روایت کو مفصلاً حاکم اور بیہقی نے من طریق سفیان ان الفاظ میں نقل کیا ہے عن البراء بن عازب قال رأيت رسول الله ﷺ إذا افتتح الصلاة رفع يديه وإذا أراد

أن یرکع وإذا رفع رأسه من الرکوع - قال سفیان فلما قدمت الکوفه سمعته یقول یرفع یدیه إذا افتتح الصلاة ثم لا یعود فظننتهم لقنوه)۔

اور فرمایا امام ابوداؤد نے اور روایت کیا ہے اس حدیث کو (یعنی (۷۵۰) اور (۷۵۱) کو) یزید (ہی کے طریق) سے ہُشیم، خالد اور ابنِ ادریس نے بھی (اور ان میں سے کسی نے بھی اپنی روایت کے اندر) ثم لا یعود کے الفاظ ذکر نہیں کئے ہیں۔

نوٹس:- واضح رہے کہ مصنفؒ نے اس حدیث کے ضعف کو بتانے اور ثابت کرنے کے لئے دو طرح سے کلام و گفتگو فرمائی ہے (۱) سفیان کا یہ کہنا کہ ہمارے شیخ یزید نے پہلی مرتبہ مکہ مکرمہ میں تو اپنی روایت کے اندر یہ الفاظ یعنی ثم لا یعود کے الفاظ نقل نہیں کئے تھے لیکن بعد میں کوفہ میں غالباً لوگوں کی تلقین کی وجہ سے اپنی روایت میں ان الفاظ کو نقل و بیان کیا ہے اس لئے یہ حدیث ضعیف ہے یا کہنے کہ یہ ثم لا یعود کے الفاظ کی زیادتی و اضافہ ضعیف ہے (۲) اس زیادتی یعنی ثم لا یعود کے الفاظ کو یزید سے شریک کے علاوہ کسی نے بھی نقل نہیں کیا یعنی گویا شریک اس اضافہ و زیادتی کو نقل کرنے میں متفرد ہیں اور شریک کی ذکر کردہ یہ زیادتی و اضافہ شاذ ہے اور ثقات کے مخالف ہے اس لئے بھی یہ روایت یا کہنے کہ یہ اضافہ و زیادتی ضعیف ہے اور غیر قابلِ استدلال ہے۔ واضح رہے کہ عدمِ رفعِ یدین کے قائلین حنفیہ وغیرہ نے بھی اس جگہ پر بڑی تفصیلی بحثیں کی ہیں جن کے لئے مطوّلات ہی کو دیکھ لینا زیادہ بہتر ہے۔ ویسے سب سے اچھی بات تو وہی ہے کہ دلائلِ بازی کی بجائے یہ کہا جائے کہ جس نے جو بیان کیا وہ صحیح ہے یعنی رفعِ یدین بھی اور عدمِ رفعِ یدین بھی کیونکہ رفعِ یدین مستحب ہے اس لئے کبھی آپ ﷺ نے اس کو کیا ہوگا اور کبھی بیانِ جواز کے لئے اس کو ترک بھی کیا ہوگا اب جس نے جو دیکھا وہی بیان کر دیا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجالِ حدیث (۷۵)

۱۔ عبد اللہ بن محمد :- یہ عبد اللہ بن محمد بن عبد الرحمن بن المسور بن مخرمة الزهری البصری ہیں۔ نسائی نے ان کی توثیق کی ہے۔ دارقطنی نے ان کو ثقہ کثیر الخطاء کہا ہے۔ ابوحاتم نے صدوق اور حافظ نے ان کو صدوق راوی لکھا اور صغارِ عاشرہ میں سے قرار دیا ہے نیز وفات ۲۵۶ھ میں بتائی ہے۔

۲۔ سفیان :- صاحب المنہل نے تعین کی ہے کہ یہ سفیان بن عیینہ بن ابي عمران میمون الہلالی ابو محمد الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔

۳۔ یزید بن ابي زیاد :- یہ یزید بن ابي زیاد القرشی الهاشمی ابو عبد اللہ الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹۳)۔

۴۔ نحو حدیث شریک :- یہ شریک بن عبد اللہ بن ابي شریک النخعی الکوفی ابو عبد اللہ القاضي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۵)۔

۵۔ قال سفیان :- صاحب المنہل نے تعین کی ہے کہ یہ سفیان بن عیینہ بن ابي عمران میمون الہلالی ابو محمد الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔

۶۔ ابوداؤد :- یہ مصنف کتاب الإمام سلیمان بن الأشعث ابوداؤد السجستانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۷۔ ہشیم :- یہ ہشیم بن بشیر بن القاسم بن دینار السلمی ابو معاویہ الواسطی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۷)۔

۸۔ خالد :- یہ خالد بن مهران الحداء ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۳)۔

۹۔ ابنِ إدريس:۔ یہ عبداللہ بن إدريس بن یزید بن عبدالرحمن الأودیّ  
أبو محمد الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۰۴)۔

۱۰۔ عن یزید بن أبی زیاد:۔ یہ یزید بن أبی زیاد القرشیّ الهاشمیّ أبو عبداللہ  
الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹۳)۔

الحديث / ۷۵۲ - حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ  
ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَخِيهِ عِيسَى عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ  
الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ  
ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْهُمَا حَتَّى انْصَرَفَ)).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا الْحَدِيثُ لَيْسَ بِصَحِيحٍ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۵۲:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا حسین بن  
عبدالرحمن نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی وکیع نے انہوں نے روایت کیا ابن ابی لیلیٰ سے انہوں نے  
(یعنی محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے) اپنے بھائی عیسیٰ سے انہوں نے حکم سے انہوں نے عبدالرحمن  
بن ابی لیلیٰ سے انہوں نے حضرت براء بن عازبؓ سے (یہ کہ انہوں نے) فرمایا کہ میں نے رسول اللہ  
ﷺ کو (نماز پڑھتے ہوئے) دیکھا ہے (جس میں میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ) آپ ﷺ نے اپنے  
دونوں ہاتھوں کو (شانوں، موٹھوں تک) اٹھایا نماز کو شروع کرنے کے وقت (یعنی تکبیر افتتاح و  
تحریمہ کے وقت اور) پھر (یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد) نہیں اٹھایا ان کو (یعنی اپنے ہاتھوں کو) نماز سے  
فارغ ہونے تک (یعنی آپ ﷺ نے پوری نماز میں رفع یدین تکبیر تحریمہ کے علاوہ اور کہیں نہیں کیا۔  
واضح رہے کہ یہ روایت بھی حنفیہ وغیرہ اُن حضرات کی دلیل ہے جو پوری نماز میں صرف تکبیر تحریمہ کے

وقت رفع یدین کے قائل ہیں اور ان کے علاوہ جو حضرات دیگر مواقع پر بھی رفع یدین کے قائل ہیں ان کے خلاف یہ حدیث حجت ہے۔

اور فرمایا امام الوداؤدؒ نے یہ حدیث صحیح نہیں ہے (کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ متکلم فیہ راوی ہیں)۔

نوٹس:- واضح رہے کہ مصنفؒ بھی انہی حضرات میں سے ہیں جو تکبیر تحریمہ کے علاوہ دیگر مواقع پر بھی استحباب رفع یدین کے قائل ہیں اس لئے انہوں نے بھی فنی اعتبار سے اس حدیث کو لیس بصحیح کہہ کر حنفیہ وغیرہ کا رد کیا ہے یعنی یہ حدیث غیر صحیح ہونے کی بناء پر قابل استدلال و احتجاج نہیں ہے۔۔۔ نیز صاحب المنہل وغیرہ نے مزید لکھا ہے کہ جتنی بھی حدیثیں تکبیر تحریمہ کے علاوہ دیگر مواقع پر رفع یدین کی نفی پر مشتمل ہیں وہ سب ضعیف ہیں جبکہ تکبیر افتتاح کے علاوہ مواقع پر یعنی رکوع میں جاتے رکوع سے اٹھتے اور دو رکعتوں سے کھڑے ہونے کے وقت رفع یدین کو ثابت کرنے والی بہت سی صحیح احادیث ہیں لہذا ان دیگر مواقع پر بھی استحباب رفع یدین ہی ثابت و صحیح ہے۔۔۔ لیکن واضح رہے کہ عدم رفع یدین کے قائلین حنفیہ وغیرہ نے بھی اپنے دلائل پیش کئے اور اعتراضات کے جوابات دئے ہیں اور عدم رفع یدین ہی کو ثابت و صحیح بتایا ہے جس کی تفصیلات مطولات میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ مگر بہتر بات وہی ہے جو بعض معتدل حضرات نے کہی ہے کہ رفع یدین مستحب ہے جس کو آپ ﷺ نے ظاہر ہے بیان جواز کے لئے ترک بھی کیا ہوگا اب جس نے آپ ﷺ کو ترک کر کے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اُس نے ویسے بیان کر دیا اور جس نے رفع یدین کر کے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اُس نے ویسے بیان کر دیا۔ اس لئے دلائل و حجت بازی کی بجائے اس درمیانی اور معتدل بات کو مد نظر رکھتے ہوئے رفع یدین کرنے اور نہ کرنے دونوں کو جائز کہا جائے تو بہت ہی اچھا ہو۔

”عن أخيه عيسى عن الحكم“ واضح رہے کہ صاحب بذل وغیرہ تمام ہی شرح حضرات

نے لکھا ہے کہ ابوداؤد کے تقریباً تمام ہی نسخوں میں یہ اسی طرح ہے یعنی عن أخيه عيسى کے بعد واؤد حرف عطف کے بغیر عن الحكم ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے بلکہ ہوا یہ ہے کہ نسخا سے سہواً یہاں پر حرف عطف رہ گیا ہے اور صحیح عن أخيه عيسى وعن الحكم ہے کیونکہ طحاوی اور مصنف ابن ابی شیبہ میں اسی طرح ہے یعنی حرف عطف کے ساتھ عن أخيه عيسى وعن الحكم ہے۔ اور اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ صاحب الجوهر النقی نے لکھا ہے وأخرجه أبوداؤد من جهة عيسى والحكم۔ لہذا اس اعتبار سے یہ روایت محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ کی اپنے بھائی عیسیٰ سے بھی ہوگی اور الحکم بن عتیبہ سے بھی۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجال حدیث (۷۵۲)

۱۔ حسین بن عبد الرحمن :- یہ حسین بن عبد الرحمن أبو علی الجرجرائی ہیں۔ ابوحاتم نے ان کو مجہول کہا ہے اور حافظ نے ان کو مقبول راوی لکھ کر دسویں طبقہ میں شمار کیا ہے نیز ان کی وفات ۲۵۳ھ میں نقل کی ہے۔

۲۔ وکیع :- یہ وکیع بن الجراح الرؤاسی أبو سفیان الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵) اور (۲۰)۔

۳۔ ابن ابی لیلیٰ :- یہ محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ الأنصاری أبو عبد الرحمن الکوفی الفقیہ ہیں۔ احمد نے ان کو سیئ الحفظ مضطرب الحدیث کہا ہے اور شعبہ نے ان کے بارے میں لکھا ہے ما رأیت أسوأ حفظاً منه۔ ابن حبان نے فاحش الخطاء اور ردی الحفظ بتایا ہے۔ ابوحاتم نے صدوق سیئ الحفظ بتایا ہے نیز لکھا ہے یکتب حدیثہ ولا یحتج بہ۔ الغرض ان کے حافظہ کے سلسلہ میں بہت سے لوگوں نے کلام کیا ہے۔ اور



حافظ نے صدوق سیئ الحفظ جداً لکھ کر ان کو ساتویں طبقہ میں شمار کیا ہے اور وفات ۱۴۸ھ میں بتائی ہے۔

۴۔ عن أخيه عيسى :- یہ محمد بن عبدالرحمن کے بھائی عیسیٰ بن عبدالرحمن بن ابي ليلى الأنصاري الكوفي ہیں۔ ابن حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔ اور حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر چھٹے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔ الحکم :- یہ الحکم بن عُتَيْبَة أبو محمد الكندي الكوفي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۷)۔

۶۔ عبدالرحمن بن ابي ليلى :- یہ عبدالرحمن بن ابي ليلى الأنصاري المديني أبو عيسى الكوفي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱۵)۔

۷۔ البراء بن عازب :- آپؓ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت البراء بن عازب بن الحارث الأنصاري أبو عمارة أو أبو عمرو الأوسي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۹) اور (۱۸۴)۔

۸۔ ابوداؤد :- یہ مصنف کتاب الإمام سليمان بن الأشعث أبوداؤد السجستاني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

الحديث/ ۷۵۳ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَمْعَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا)).

ترجمہ حدیث نمبر ۷۵۳ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا مسدد نے انہوں

نے کہا ہمیں خبر دی تھی نے انہوں نے نقل کیا ابن ابی ذئب سے انہوں نے سعید بن سمعان سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ نماز شروع فرماتے (یعنی جب تکبیر تحریمہ کے ذریعہ نماز شروع کرنے کا ارادہ فرماتے اور تکبیر کہتے) تو اپنے دونوں ہاتھوں کو لمبا کر کے اٹھاتے۔

نوٹس:- ”رفع یدیدہ مدًّا“ اس میں جو لفظ مدًّا ہے یہ منصوب ہے اور اس کی وجہ نصب بتاتے ہوئے صاحب النیل وغیرہ شراح حضرات نے تین باتیں لکھی ہیں (۱) یہ فعل مقدّر و محذوف کا مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہے ای یمدھما مدًّا (۲) یہ ما قبل میں مذکور رفع کی ضمیر فاعل سے حال ہونے کی بناء پر منصوب ہے ای رفع یدیدہ فی حال کونہ ماڈا لھما الی رأسہ (۳) یہ ما قبل میں مذکور رفع کا مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہے کیونکہ الرفع بمعنی المد بھی ہوتا ہے۔۔ اور المد کے اصل معنی راغب نے تو الجر کے لکھے ہیں اور جوہری نے الارتفاع کے لکھے ہیں چنانچہ مد النهار بول کر ارتفاع النهار مراد لیا جاتا ہے۔ اور اہل لغت نے اس کے کچھ دیگر معنی بھی بیان کئے ہیں۔ اور ابن عبد البر نے حدیث میں مذکور مد کی تفسیر مد الیدین فوق الأذنین مع الرأس سے کی ہے۔ اور صاحب المنہل نے لکھا ہے کہ المد صادق برفعہما قائمتین أو مبسوطتین إلى جهة القبلة مضمومة الأصابع أو مفرقة۔

الغرض اس حدیث سے تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کی مشروعیت و استحباب ثابت ہو رہا ہے۔ اور نوویؒ نے لکھا ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کے استحباب پر تو پوری امت متفق ہے ہاں اس کے علاوہ دیگر مواقع پر رفع یدین کا مسئلہ مختلف فیہ ہے۔۔ اور صاحب بذل نے لکھا ہے کہ اس حدیث کی باب سے بالکل ظاہری مناسبت ہے کیونکہ اس میں صرف تکبیر افتتاح کے وقت رفع یدین کا ذکر ہے اور عند الركوع یا بعد الركوع رفع یدین مذکور نہیں ہے۔

## تعارف رجالِ حدیث (۷۵۳)

۱۔ مسدد :- یہ مسدد بن مسرہد بن مسرہل الأسدی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲)۔

۲۔ یحییٰ :- یہ یحییٰ بن سعید بن فروخ التیمیّی أبو سعید القطان ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۰)۔

۳۔ ابنِ اَبی ذئب :- یہ محمد بن عبد الرحمن بن الحارث بن اَبی ذئب القرشیّ العامریّ أبو الحارث المدنیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹۵) اور (۱۴۱)۔

۴۔ سعید بن سَمْعَان :- یہ سعید بن سَمْعَان الأنصاریّ الزُّرَقیّ المدنیّ ہیں۔ حاکم نے ان کو معروف تابعی بتایا ہے۔ نسائی، دارقطنی نے ان کی توثیق کی ہے اور حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر تیسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے نیز لکھا ہے کہ از دی کا ان کو ضعیف قرار دینا صحیح نہیں ہے۔

۵۔ ابو ہریرۃؓ :- آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول ﷺ حضرت عبد الرحمن بن صخر الدوسیّ أبو ہریرۃ الیمانیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

## (۱۲۱) بَابُ وَضْعِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ

(۱۲۱) نماز میں داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنے کا بیان

نوٹ :- واضح رہے کہ بعض نسخوں میں باب کا عنوان اس کی بجائے بَابُ مَا جَاءَ فِي

وَضْعِ الْيَمِينِ عَلَى الْيَسَارِ فِي الصَّلَاةِ ہے۔ مطلب و مفہوم دونوں کا ایک ہی ہے۔

الحديث/ ۷۵۴ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ عَنِ الْعَلَاءِ

بْنِ صَالِحٍ عَنْ زُرْعَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ: ((صَفُّ

الْقَدَمَيْنِ وَوَضَعَ الْيَدَ عَلَى الْيَدِ مِنَ السُّنَّةِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۵۴ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا نصر بن علی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابواحمد نے انہوں نے نقل کیا علاء بن صالح سے انہوں نے زُرحہ بن عبد الرحمن سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں نے ابنِ زبیرؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ دونوں قدموں (پاؤں) کو برابر رکھنا اور (نماز میں اپنے داہنے) ہاتھ کو (بائیں) ہاتھ کے اوپر رکھنا (نبی کریم ﷺ کی) سنت میں سے ہے۔

نوٹس :- ”صف القدمین“ اس کی تشریح کرتے ہوئے شرح حضرات نے لکھا ہے کہ اس کا مطلب ہے دونوں پاؤں کو اس طرح برابر اور مساوی رکھا جائے کہ ایک دوسرے سے آگے پیچھے نہ ہوں۔

ایک مسئلہ شرح حضرات نے یہاں پر یہ بھی سمجھایا ہے کہ ”من السنة“ کا کیا مطلب ہوتا ہے تو حافظؒ کا کہنا ہے کہ اگر کوئی صحابی اس لفظ کا استعمال کرے تو اکثر اس کا مطلب و حکم مرفوع حدیث کا ہوتا ہے اور ابنِ عبدالبر نے تو نقل کیا ہے کہ اس سلسلہ میں یہی متفق علیہ قول ہے یعنی کوئی صحابی جب بھی من السنة کہہ کر کوئی بات بیان کرے تو اس کا حکم بالاتفاق مرفوع حدیث کا ہوتا ہے اور اگر غیر صحابی یہ لفظ استعمال کرے اور وضاحت و نسبت کا ذکر نہ کرے یعنی مثلاً من سنة عمر وغیرہ نہ کہے تو بھی اس کا حکم مرفوع حدیث ہی کا ہوگا۔ لیکن ابن عبدالبر کا اس بات کو متفق علیہ کہنا بہت سے علماء کو تسلیم نہیں ہے کیونکہ امام شافعیؒ سے اس سلسلہ میں دو قول منقول ہیں ایک مرفوع ہونے کا اور ایک غیر مرفوع ہونے کا۔ شوافع میں سے ابوبکر صیرفی، حنفیہ میں سے ابوبکر رازی اور ظاہریہ میں سے ابن حزم اس بات کے قائل ہیں کہ اس کا یعنی ”من السنة“ کے الفاظ کا حکم غیر مرفوع کا ہوتا ہے کیونکہ سنت نبی ﷺ اور غیر نبی

ﷺ دونوں کی ہو سکتی ہے لیکن جو حضرات ان الفاظ کو مرفوع کے حکم میں مانتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ ”من السنة“ کہنے والا غیر نبی ﷺ کی سنت کو مراد لے یہ بہت ہی بعید از قیاس بلکہ ناممکن سی بات ہے اس لئے ان الفاظ کو مرفوع کے حکم ہی میں ماننا زیادہ صحیح و بہتر ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

### تعاف رجال حدیث (۷۴)

۱۔ نصر بن علی :- یہ نصر بن علی بن صُہبان الأزدي الجھضمی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۹)۔

۲۔ أبو أحمد :- یہ محمد بن عبد اللہ بن الزبیر بن عمرو الأسدي أبو أحمد الزبیری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۱۵)۔

۳۔ العلاء بن صالح :- یہ العلاء بن صالح التیمی أو الأسدي الکوفي ہیں۔ ابوداؤد، ابن معین، یعقوب بن سفیان، ابن نمیر اور عجل نے ان کی توثیق کی ہے۔ حافظ نے ان کے بارے میں صدوق لہ اوہام لکھا ہے اور ساتویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۴۔ زُرعة بن عبد الرحمن :- یہ زُرعة بن عبد الرحمن أبو عبد الرحمن الکوفي ہیں۔ ابن حبان نے ان کو ثقافت میں ذکر کیا ہے اور حافظ نے ان کو مقبول راوی لکھا اور تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۵۔ ابن الزبیر :- آپ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت عبد اللہ بن الزبیر بن العوام القرشي أبوبکر وأبو حبيب الأسدي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۲)۔

الحديث / ۷۵۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارٍ بْنُ الرَّيَّانِ عَنْ هُشَيْمِ بْنِ بَشِيرٍ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَبِي زَيْنَبٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ،

((أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى الْيُمْنَى فَرَأَاهُ النَّبِيُّ ﷺ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۵۵ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن بکار بن ریان نے انہوں نے نقل کیا ہشیم بن بشیر سے انہوں نے حجاج بن ابی زنب سے انہوں نے ابو عثمان ہندی سے انہوں نے حضرت ابن مسعودؓ سے یہ کہ وہ (ایک مرتبہ) نماز پڑھ رہے تھے اور انہوں نے (رکھ) رکھا (تھا) اپنا بایاں ہاتھ اپنے دائیں ہاتھ پر (اتفاق سے ان کے پاس سے آپ ﷺ گزرے) تو ان کو (نماز کے اندر اپنا بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ پر رکھے ہوئے) دیکھا تو آپ ﷺ نے ان کے داہنے ہاتھ کو (ان کے) بائیں ہاتھ پر رکھ دیا۔

نوٹس :- اس حدیث کے تحت اور اس مسئلہ کے بارے میں شرح حضرات نے بڑی تفصیلات نقل کی ہیں جن کو مطولات ہی میں دیکھ لینا بہتر ہے تاہم اتنا ذہن میں رکھ لیں کہ۔ ابن عربی نے لکھا ہے کہ اس سلسلہ میں امام مالک کا قول ہے کہ یہ نہ کیا جائے بلکہ ارسال کیا جائے اور ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھی جائے اور دوسرا قول امام مالک کا یہ ہے کہ نفلوں میں تو ایسا کیا جائے لیکن فرض نمازوں میں ارسال ہی کیا جائے اور تیسرا قول جمہور کا ہے کہ ایسا ہی کیا جائے جیسا حدیث میں مذکور ہے اور یہی مندوب و مستحب ہے۔۔ نیز ہاتھوں کو کہاں رکھا اور باندھا جائے اس سلسلہ میں بھی تین قول ہیں (۱) تحت السرة ناف کے نیچے (۲) فوق السرة ناف کے اوپر (۳) فوق الصدر سینہ پر۔

اور ابن عبدالبر نے لکھا ہے کہ اس مسئلہ میں یعنی داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنے یا کہنے قبض یدین کے مسئلہ میں نبی کریم ﷺ سے کوئی اختلاف منقول نہیں ہے اور یہی جمہور صحابہؓ اور یہی جمہور تابعینؓ کا بھی قول ہے، اور امام مالکؒ سے بھی ابن منذر وغیرہ نے یہی نقل کیا ہے اگرچہ ابن القاسم نے

اُن سے ارسال نقل کیا ہے اور زیادہ تر اصحاب مالک اسی پر ہیں اور ایک روایت امام مالک سے فرانس میں ارسال کی اور نوفل میں قبضِ یدین کی بھی منقول ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

### تعارف رجالِ حدیث (۷۵)

۱۔ محمد بن بَکَّار :- یہ محمد بن بَکَّار بن الریان الهاشمی ابو عبد اللہ البغدادی الرُصافی ہیں۔ ابنِ معین اور دارِ قطنی نے ان کی توثیق کی ہے۔ حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر دسویں طبقہ میں شمار کیا ہے نیز ان کی وفات بہ عمر ترانوے سال ۲۳۸ھ میں بتائی ہے۔

۲۔ ہُشیم بن بَشیر :- یہ ہُشیم بن بَشیر بن القاسم بن دینار السلمي ابو معاویۃ الواسطی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۷)۔

۳۔ الحجاج بن ابي زينب :- یہ الحجاج بن ابي زينب السلمي ابو يوسف الصيقل الواسطي ہیں۔ احمد اور ابنِ مدینی نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے۔ دارِ قطنی، ابوداؤد اور نسائی نے ان کے بارے میں لا بأس بہ کہا ہے اور حافظ نے ان کے بارے میں صدوق یخطئ لکھا اور ان کو چھٹے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۴۔ أبو عثمان النهدي :- یہ أبو عثمان عبد الرحمن بن ملّ (بتثلیث المیم) بن عمرو النهدي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۵)۔

۵۔ ابن مسعود :- آپ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت عبد اللہ بن مسعود بن غافل بن حبيب أبو عبد الرحمن الهذلي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۹)۔

الحديث ۶/ ۷۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ زِيَادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي جَحِيفَةَ أَنَّ عَلِيًّا،

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((السُّنَّةُ وَضَعُ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۵۶ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن محبوب نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا حفص بن غیاث نے انہوں نے نقل کیا عبدالرحمن بن اسحاق سے انہوں نے زید بن زید سے انہوں نے حضرت ابو جحیفہؓ سے یہ کہ حضرت علیؓ نے فرمایا ہے کہ نماز کے اندر (حالتِ قیام میں) ہاتھ کو ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے۔

نوٹس :- یہ حدیث شریف جہاں داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنے اور قبضِ یدین کو بتا رہی ہے وہیں یہ بھی بتا رہی ہے کہ ہاتھوں کو ناف کے نیچے رکھا اور نیت باندھی جائے گی۔ چنانچہ احناف، ثوری، اسحاق بن راہویہ اور شوافع میں سے ابواسحاق مروزی اسی کے قائل ہیں اور اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔

واضح رہے کہ محلِ وضعِ یدین کا مسئلہ مختلف فیہ ہے اس لئے اس حدیث کے تحت شراح حضرات نے بڑی تفصیل اور دلائل لکھے ہیں جن کو وہیں دیکھ لیا جائے۔ تاہم اتنا یہاں پر بھی ذہن میں رکھ لیں۔ کہ صاحب المنہل نے لکھا ہے کہ شوافع اس سلسلہ میں تحت الصدر فوق السرة یعنی سینہ کے نیچے اور ناف کے اوپر نیت باندھنے کے قائل ہیں۔ امام احمد کی اس سلسلہ میں تین روایتیں ہیں (۱) فوق السرة ناف کے اوپر (۲) تحت السرة ناف کے نیچے (۳) تخیر کی یعنی مصلیٰ کو اختیار ہے چاہے ناف کے اوپر نیت باندھ لے اور چاہے ناف کے نیچے باندھ لے۔ مالکیہ میں سے ابن حبیب کا قول ہے کہ اس کے لئے کوئی خاص و مخصوص جگہ نہیں ہے اور امام مالک سے ایک روایت تحت الصدر فوق السرة کی ہے اور ایک ارسال کی ہے۔ یہاں پر ایک مسئلہ یہ بھی شراح حضرات نے سمجھایا ہے کہ اس



نیت باندھنے اور ہاتھ کو ہاتھ پر رکھنے کی کیفیت کیا ہوگی اس کو بھی مطولات ہی سے رجوع کرنا بہتر ہے۔ الغرض یہ حضرت علیؓ کی حدیث احناف کی اور ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے قائلین حضرات کی دلیل ہے۔

## تعارف رجال حدیث (۷۵۶)

۱۔ محمد بن محبوب :- یہ محمد بن محبوب البُنَّانی أبو عبد اللہ البصری ہیں۔ ابن معین نے ان کے بارے میں کیس صادق کثیر الحدیث کہا ہے اور حافظؒ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر دسویں طبقہ میں شمار کیا ہے اور ان کی وفات ۲۲۳ھ میں بتائی ہے جبکہ صاحب المنہل نے ان کی وفات ۲۳۳ھ میں نقل کی ہے۔

۲۔ حفص بن غیاث :- یہ حفص بن غیاث بن طلق بن معاویۃ النخعی أبو عمرو الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶۲)۔

۳۔ عبد الرحمن :- یہ عبد الرحمن بن إسحاق بن سعد بن الحارث الأنصاری أبو شیبۃ الواسطی ہیں۔ ابن معین، ابن سعد، یعقوب بن سفیان، ابوداؤد اور نسائی نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے۔ احمد نے ان کے بارے میں لیس بشی منکر الحدیث کہا ہے اور ابوحاتم کا کہنا ہے کہ ضعیف الحدیث منکر الحدیث یکتب حدیثہ ولا یحتج بہ۔ حافظؒ نے ان کو ضعیف راوی لکھ کر چھٹے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۴۔ زیاد بن زید :- یہ زیاد بن زید السوائی الأعصم الکوفی ہیں۔ ابوحاتم نے ان کو مجہول لکھا ہے اور حافظؒ نے بھی ان کو مجہول ہی لکھ کر۔ پانچویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔ أبو جحیفۃ :- آپؓ وہب بن عبد اللہ بن مسلم بن جنادۃ أبو جحیفۃ

السوائی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۲۰)۔

۶۔ اَنَّ عَلِيًّا: آپؑ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب الهاشمی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۱)۔

الحديث/ ۷۵۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَّامَةَ بْنِ أَغَيْنَ عَنْ أَبِي بَدْرٍ عَنْ أَبِي طَالُوتَ عَبْدِ السَّلَامِ عَنِ ابْنِ جَرِيرٍ الضَّبِّيِّ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: ((رَأَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُمْسِكُ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ عَلَى الرُّسْغِ فَوْقَ السَّرَّةِ)).  
قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رُوِيَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَوْقَ السَّرَّةِ. وَقَالَ أَبُو مَجَلَزٍ تَحْتَ السَّرَّةِ. وَرُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَلَيْسَ بِالْقَوِيِّ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۵۷:- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن قدامہ بن اَعین نے انہوں نے نقل کیا ابوبدر سے انہوں نے ابوطالوت عبدالسلام سے انہوں نے ابن جریرؒ سے انہوں نے اپنے والد سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں نے (حالتِ قیام میں نماز کے اندر) حضرت علیؑ کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے داہنے ہاتھ سے اپنے بائیں ہاتھ کو پکڑے ہوئے تھے (اس حال میں اور اس طرح پر کہ ان کا داہنا ہاتھ) گتے پر تھا (اور حضرت علیؑ ان دونوں ہاتھوں کو) ناف کے اوپر رکھے ہوئے تھے۔

اور فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ روایت کیا گیا ہے سعید بن جبیر سے بھی فوق السرة (واضح رہے کہ سعید بن جبیر کے جس اثر کی طرف ابوداؤدؒ اشارہ کر رہے ہیں وہ بیہقی میں موصولاً موجود ہے جس میں یہ مذکور ہے کہ ابوالزبیر نے بہ حکم عطاء سعید بن جبیر سے پوچھا کہ نماز میں حالتِ قیام کے اندر ہاتھ ناف سے اوپر ہونے چاہئیں یا ناف سے نیچے تو انہوں نے فرمایا کہ فوق السرة یعنی ناف سے اوپر)۔

اور کہا ابو مجاز نے (یعنی جب اُن سے حجاج بن حسان نے پوچھا کہ نماز کے اندر حالتِ قیام میں ہاتھوں کو کہاں رکھا جانا چاہئے تو انہوں نے کہا کہ) تحت السرة یعنی ناف کے نیچے۔ اور نقل کیا گیا ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے (بھی تحت السرة یعنی ناف کے نیچے ہاتھوں کے رکھنے کو) لیکن وہ (حدیث یعنی حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کی جانے والی حدیث) قوی نہیں ہے (بلکہ ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں عبد الرحمن بن اسحاق ضعیف راوی ہیں)۔

نوٹس :- اس حدیث کے اندر اُن لوگوں کی دلیل ہے جو یہ کہتے ہیں کہ حالتِ قیام میں ہاتھوں کو ناف سے اوپر اور سینہ سے نیچے رکھا جائے گا اور اس حدیث میں اگرچہ یہ حضرت علیؓ کا عمل و فعل مذکور ہے لیکن بعید از قیاس ہے یہ بات کہ یہ ان کی اپنی رائے اور خیال ہو بلکہ غالب یہی ہے کہ ان کا یہ عمل آپ ﷺ کو دیکھنے یا آپ ﷺ کے فرمانے کی بناء پر ہی ہوگا۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ ابوداؤد نے حضرت سعید بن جبیر کے اثر و قول کو لا کر حضرت علیؓ کے اسی اثر کی تقویت کی ہے نیز اسی مقصدِ تقویت اثر علیؓ کے لئے ابوداؤد نے حضرت ابو ہریرہؓ سے منقول ہونے والی روایت کی تضعیف کو بھی بیان کیا ہے۔ بہر کیف حضرت علیؓ کا یہ اثر و عمل حنفیہ وغیرہ اُن حضرات کے خلاف ہے جو ناف کے نیچے نیت باندھنے کے قائل ہیں چنانچہ ان حضرات نے یہاں پر تفصیلی بحث کی ہے جس کو مطوّلات میں دیکھا جاسکتا ہے۔

## تعارف رجالِ حدیث (۷۵۷)

۱۔ محمد بن قدامة :- یہ محمد بن قدامة بن أعین الهاشمی القرشی ابو عبد اللہ المصیسی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۳۳)۔

۲۔ ابوبدر :- یہ ابوبدر شجاع بن الولید بن قیس السکونی الکوفی ہیں۔

دیکھیں حدیث نمبر (۴۶۰)۔

۳۔ أبو طالوت:۔ یہ أبو طالوت عبدالسلام بن أبي حازم العبدي البصري القيسي ہیں۔ احمد، ابن معین اور کعب نے ان کی توثیق کی ہے اور ابو حاتم نے ان کے بارے میں یکتب حدیثہ لکھا ہے اور حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر چوتھے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۴۔ ابن جریر الضبی:۔ یہ غزو ان بن جریر بن عبدالحمید الضبی الکوفی ہیں۔ ابن حبان نے ان کو ثقافت میں ذکر کیا ہے اور حافظ نے ان کو مقبول راوی لکھ کر ساتویں طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۵۔ عن أبيه:۔ اس میں اب سے مراد ہیں غزو ان کے والد جریر بن عبدالحمید الضبی الکوفی۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۱)۔

۶۔ رأيت علياً:۔ آپ امیر المؤمنین علی بن أبي طالب القرشي الهاشمي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۱)۔

۷۔ أبو داؤد:۔ یہ مصنف کتاب سلیمان بن الأشعث أبو داؤد السجستاني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۸۔ سعيد بن جبير:۔ یہ سعید بن جبیر بن هشام الأسدي الوالبي أبو محمد أو أبو عبدالله الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۳)۔

۹۔ أبو مجلز:۔ یہ أبو مجلز لاحق بن حمید بن سعید البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۶۶)۔

۱۰۔ أبو هريرة:۔ آپ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت عبدالرحمن بن

صخر الدوسي أبوهريرة اليمانيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

الحديث/ ۷۵۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنْ  
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ الْكُوفِيِّ عَنْ سَيَّارِ أَبِي الْحَكَمِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ  
أَبُو هُرَيْرَةَ: ((أَخْذُ الْأَكْفِ عَلَى الْأَكْفِ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السَّرَّةِ)).  
قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يُضَعِّفُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ إِسْحَاقَ  
الْكُوفِيَّ.

ترجمہ حدیث نمبر/ ۷۵۸: فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا مسدّد نے  
انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبدالواحد بن زیاد نے انہوں نے نقل کیا عبدالرحمن بن اسحاق کوفی سے  
انہوں نے سیار ابوالحکم سے انہوں نے ابووائل سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ حضرت ابوہریرہؓ نے  
فرمایا ہے کہ (نماز کے اندر حالت قیام میں) ہاتھوں کو ہاتھوں پر کرنے (اور رکھنے کی جگہ) تحت  
السرة یعنی ناف کے نیچے ہے۔

اور فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ میں نے احمد بن حنبل کو عبدالرحمن بن اسحاق کوفی کی تضعیف کرتے  
(یعنی ان کو ضعیف قرار دیتے ہوئے) سنا ہے (واضح رہے کہ امام ابوداؤدؒ اپنے اس قول والفاظ سے اس  
حدیث نمبر (۷۵۸) کو ضعیف کہنا اور بتانا چاہر ہے ہیں اور یہ ثابت کرنا چاہر ہے ہیں کہ اس حدیث  
سے اس بات پر استدلال نہیں کیا جاسکتا کہ نماز کے اندر نیت ناف کے نیچے باندھنی چاہئے۔ لیکن واضح  
رہے کہ یہ حدیث بھی چونکہ حنفیہ وغیرہ اُن حضرات کے موافق ہے جو ناف کے نیچے نیت باندھنے کے  
قائل ہیں اور اس کے علاوہ جگہ پر نیت باندھنے کے قائلین کے خلاف ہے غالباً یہی وجہ ہے کہ ابوداؤدؒ  
نے اس روایت کے ضعف کو ثابت کیا ہے)۔

## تعارف رجالِ حدیث (۷۵۸)

- ۱۔ مسدد:- یہ مسدد بن مسرہد بن مسرہل الأسدی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲)۔
- ۲۔ عبدالواحد بن زیاد:- یہ عبدالواحد بن زیاد ابوبشر أو أبو عبیدة العبدی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۲) اور (۱۸۵)۔
- ۳۔ عبدالرحمن:- یہ عبدالرحمن بن إسحاق بن سعد بن الحارث الأنصاری أبو شیبۃ الواسطی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۵۶)۔
- ۴۔ سیار:- یہ سیار بن أبي سیار وردان العنزی البصری أبو الحکم الواسطی ہیں۔ نسائی، ابن معین نے ان کی توثیق کی ہے۔ احمد نے ان کو ثقہ صدوق ثبت کہا ہے اور حافظ نے ان کو مقبول راوی لکھکر چھٹے طبقہ میں شمار کیا ہے نیز ۲۲ھ میں ان کی وفات نقل کی ہے۔
- ۵۔ أبو وائل:- یہ شقیق بن سلمة الأسدی أبو وائل الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۲)۔
- ۶۔ أبو هريرة:- آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول ﷺ حضرت عبدالرحمن بن صخر الدوسی أبو هريرة الیمانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔
- ۷۔ قال أبو داؤد:- یہ مصنف کتاب سلیمان بن الأشعث أبو داؤد السجستانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔
- ۸۔ أحمد بن حنبل:- یہ مشہور امام فقہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی أبو عبد اللہ المروزی ثم البغدادی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲۷) اور (۲۳۸)۔
- ۹۔ عبدالرحمن بن إسحاق:- یہ عبدالرحمن بن إسحاق بن سعد بن

الحارث الأنصاريّ أبو شيبّة الواسطيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۵۶)۔

الحديث/ ۷۵۹- حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ. يَعْنِي ابْنَ حَمِيدٍ.

عَنْ ثَوْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى عَنْ طَاوُوسٍ، قَالَ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى ثُمَّ يَشُدُّ بَيْنَهُمَا عَلَى صَدْرِهِ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۵۹:- فرمایا امام البوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا ابوتوبہ نے

انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا یثیم۔ یعنی یثیم بن حمید۔ نے انہوں نے روایت کیا ثور سے انہوں نے سلیمان بن موسیٰ سے انہوں نے طاووس سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ (نماز کے اندر حالت قیام میں) اپنے داہنے ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ پر رکھتے تھے اور ان کے درمیان سختی کرتے (یعنی اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑتے اور ان کو) اپنے سینہ مبارک پر (رکھتے) اس حال میں کہ آپ ﷺ نماز میں (ہوتے)۔ مطلب یہ ہے کہ یہ عمل آپ ﷺ کا نماز کے اندر بہ حالت قیام ہوتا تھا)۔

نوٹس:- صاحب المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث کے اندر ان لوگوں کی دلیل ہے جو

سینہ پر نیت باندھنے کے قائل ہیں۔ نیز لکھا ہے کہ یہ حدیث اگرچہ مرسل ہے مگر چونکہ اس کی تقویت و تائید دیگر متصل مرفوع احادیث سے ہوتی ہے اس لئے اس سے استدلال کرنے میں کوئی چیز مانع نہیں ہے۔۔۔ اور چونکہ یہ حدیث حنفیہ وغیرہ ان حضرات کے خلاف ہے جو ناف کے نیچے نیت باندھنے کے قائل ہیں اس لئے ان حضرات نے اس حدیث کے تحت کافی تفصیلی بحث کی ہے جس کو موطولات ہی میں دیکھ لینا زیادہ بہتر ہے۔

کچھ شراح حضرات نے خلاصہ کلام کے طور پر لکھا ہے کہ نماز کے اندر بہ حالت قیام داہنے ہاتھ کو

ہائیں پر رکھ کر نیت باندھنا تو بہت سی صحیح احادیث سے ثابت ہے لیکن نیت کہاں باندھی جائے اور ہاتھوں کو کہاں رکھا جائے اس سلسلہ میں آثار و روایات مختلف ہیں کسی میں فوق السرة ناف کے اوپر کا ذکر ہے کسی میں تحت السرة ناف کے نیچے کا ذکر ہے اور کسی میں فوق الصدر سینہ کے اوپر کا ذکر ہے اور کسی میں علی الصدر سینہ پر کا ذکر ہے اس لئے سب سے اچھی بات اس سلسلہ میں وہ لگتی ہے جو امام مالکؒ نے بھی فرمائی ہے کہ الأمر فی ذلک واسع یعنی اس میں گنجائش ہے اور روایات و آثار میں مذکور کسی جگہ پر بھی نیت باندھی جاسکتی ہے چنانچہ دیگر ائمہ حضرات کا بھی یہی کہنا ہے کہ کسی جگہ پر بھی نیت باندھنے کی گنجائش ہے لیکن افضلیت کے سلسلہ میں ہر ایک نے اپنی اپنی رائے اور خیال کو ترجیح دی ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجالِ حدیث (۷۵۹)

- ۱۔ أبو توبة:۔ یہ الربیع بن نافع أبو توبة الحلبي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۳)۔
- ۲۔ الهیثم:۔ یہ الهیثم بن حمید الغسانی أبو أحمد أو أبو الحارث الدمشقي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۱۲)۔
- ۳۔ ثور:۔ یہ ثور بن یزید بن زیاد الکلاعی أبو خالد الحمصی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۵)۔
- ۴۔ سلیمان بن موسیٰ:۔ یہ سلیمان بن موسیٰ أبو ایوب أو أبو هشام الأشدق الأموی الدمشقي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۹۵)۔
- ۵۔ طاؤس:۔ یہ طاؤس بن کیسان الیمانی أبو عبد الرحمن الحمیری التابعی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۰)۔



(۱۲۲) بَابُ مَا يُسْتَفْتَحُ بِهِ الصَّلَاةُ مِنَ الدُّعَاءِ

(۱۲۲) نماز کو کس دعاء سے شروع کیا جائے (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ نیت باندھنے کے بعد نماز کے شروع میں کوئی دعاء پڑھنی چاہئے)۔

الحديث / ۷۶۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ أَخْبَرَنَا أَبِي أَخْبَرَنَا

عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَمِّهِ الْمَاجِشُونِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ كَبَّرْتُمْ قَالَ: وَجْهْتُ وَجْهِي لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ. اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، اَنْتَ رَبِّيْ وَاَنَا عَبْدُكَ، ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذُنُوبِيْ، فَاعْفِرْ لِيْ ذُنُوبِيْ جَمِيعًا اِنَّهُ، لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ اِلَّا اَنْتَ وَاهْدِنِيْ لِحَسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا يَهْدِيْ لِحَسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ، وَاصْرِفْ عَنِّيْ سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفْ عَنِّيْ سَيِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ، لِيَّبِكَ وَسَعْدِيكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِيْ يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْكَ، وَاَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ، اَسْتَغْفِرُكَ وَاتُوبُ اِلَيْكَ وَإِذَا رَكَعَ قَالَ: اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ، خَشَعَ لَكَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَمَخِيْ وَعِظَامِيْ وَعَصْبِيْ. وَإِذَا رَفَعَ قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا

شِئْتُ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ. وَإِذَا سَجَدَ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ، سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ فَأَحْسَنَ صُورَتَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ وَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ. وَإِذَا سَلَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ قَالَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَالْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۶۰ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عبید اللہ بن معاذ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی میرے والد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے انہوں نے نقل کیا اپنے چچا ماشون بن ابی سلمہ سے انہوں نے عبدالرحمن اعرج سے انہوں نے عبید اللہ بن ابی رافع سے انہوں نے حضرت علی بن ابی طالبؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے (واضح رہے کہ اس روایت کی ابن حبان نے بھی تخریج کی ہے اور انہوں نے المکتوبہ کی قید بھی نقل کی ہے یعنی جب آپ ﷺ فرض نماز کے لئے کھڑے ہوتے۔ ایسے ہی امام شافعیؒ وغیرہ نے بھی اسی قید کے ساتھ اس کو نقل کیا ہے لیکن مسلم نے اپنی روایت میں صلاۃ اللیل یعنی رات کی نماز نقل کیا ہے یعنی جب آپ ﷺ رات کی نماز وتہجد کے لئے کھڑے ہوتے نیز من جوف اللیل کے الفاظ کا اضافہ بھی نقل کیا ہے۔ اور نسائی میں بہ روایت محمد بن مسلمہ یہ الفاظ منقول ہیں أن رسول الله ﷺ إذا قام يصلي تطوعا يعني آپ ﷺ جب نفل نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے۔ بہر کیف جب آپ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوتے (تو تکبیر (تحریمہ) کہتے پھر (یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد) فرماتے (واضح رہے کہ یہ الفاظ ”یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد آپ ﷺ فرماتے“ اس بات کی دلیل ہیں کہ یہ توجیہ یعنی وجہت الخ کی کی دعا والفاظ تکبیر تحریمہ کے بعد

ہوں گے نہ کہ تکبیر تحریمہ سے پہلے جیسا کہ کچھ حضرات اسی کے قائل ہیں کہ یہ توجیہ تکبیر تحریمہ سے پہلے ہوگی نہ کہ اس کے بعد۔ بہر کیف آپ ﷺ تکبیر تحریمہ کے بعد یہ دعاء والفاظ پڑھتے (وَجْهٌ تُ وَجْهِي) (سے لے کر حدیث میں مذکور) وَأَتُوبُ إِلَيْكَ (تک کے الفاظ۔ جن کا ترجمہ یہ ہے کہ میں نے اپنا منہ کیا اس کی طرف جس نے بنائے اور پیدا کئے آسمان وزمین ایک طرف کا ہو کر اور ماننے والا ہو کر یعنی تمام ادیان باطلہ سے ہٹ کر اور دین حق کی طرف مائل ہو کر میں نے اپنا منہ اور قلب اس کی طرف متوجہ کیا اور اس کی عبادت میں لگایا ہے اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔ بے شک میری نماز و قربانی، جینا اور مرنا سب کچھ اللہ ہی کے لئے ہے جو رب و مالک ہے سارے جہانوں کا جس کی ذات و صفات اور افعال میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے، اور مجھے اسی توحید کامل اور عبادتِ خالص کا حکم ہوا ہے اور میں اس امت میں سے اس حکم کو سب سے پہلا ماننے والا اور اس کا تابعدار ہوں۔ اے اللہ! تو ہی بادشاہ اور ہر چیز کا مالک حقیقی ہے نہیں ہے کوئی سچا معبود تیرے علاوہ، تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں، میں نے تیرے ذکر سے غافل ہو کر یا تیرے علاوہ کی محبت کو اپنے دل میں جگہ دیکر اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور میں اپنے گناہوں کا اعتراف و اقرار کرتا ہوں پس بخش دے تو میرے سارے گناہوں کو کیونکہ تیرے علاوہ کوئی گناہوں کو بخش نہیں سکتا، اور اپنی عبادت وغیرہ میں تو مجھے اچھے سے اچھا طریقہ اور اچھے اچھے اخلاق سے مالا مال فرما کیونکہ اچھے اخلاق اور عبادت وغیرہ میں اچھے طریقہ صرف تو ہی عطاء کر سکتا اور بتا سکتا ہے اور مجھ سے ہٹا دے اور دور کر دے یعنی میری حفاظت کر برے اخلاق اور عبادت وغیرہ میں برے طریقہ سے کیونکہ صرف تو ہی مجھے عبادت وغیرہ میں برے طریقہ اور برے اخلاق سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ حاضر ہوں میں تیرے اطاعت کے لئے اور تیرا حکم بجالانے کے لئے اور بار بار تیار ہوں۔ ساری اعتقادی، فعلی اور قولی، حسی اور معنوی بھلائیاں تیرے ہی قبضہ قدرت میں ہیں، اور برائی کے ذریعہ تیرا قرب حاصل نہیں ہو سکتا نیز برائیوں کو تیری طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا

یعنی تیرے ادب کی وجہ سے میں تیری طرف نہ منسوب کر کے اس کے کرنے والے ہی کی طرف منسوب کرتا ہوں، اور میں تجھ ہی سے مدد چاہتا ہوں اور میرا ٹھکانہ صرف تیرے ہی پاس ہے، تو بڑی برکت والا اور اونچے درجہ والا ہے، میں ماضی میں کئے ہوئے گناہوں کے لئے تجھ سے مغفرت و بخشش مانگتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں کہ مستقبل میں تیری توفیق کی مدد سے کبھی گناہ نہ کروں گا۔۔۔ اور جب آپ ﷺ رکوع کرتے تو فرماتے (یعنی رکوع میں جا کر) اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكْعَتٌ (سے لیکر حدیث میں مذکور) وَ عَصَبِي (تک کے الفاظ بطور دعاء پڑھتے۔ جن کا ترجمہ یہ ہے کہ۔ اے اللہ! میں تیرے ہی لئے جھکا، تجھ پر ایمان لایا اور تیرا ہی تابعدار ہوا۔ جھکی ہوئی ہیں اور عاجزی میں ہیں تیرے ہی لئے میرے کان، میری آنکھیں، میرا دماغ، میری ہڈیاں اور میرے پٹھے)۔۔۔ اور جب آپ ﷺ (رکوع سے) سر مبارک اٹھاتے تو فرماتے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ (اور جب سیدھے کھڑے ہو جاتے تو کہتے) رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ (سے لیکر حدیث میں مذکور) مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ (تک کے الفاظ۔ جن کا ترجمہ یہ ہے۔ اے ہمارے پروردگار ہم نے تیری تعریف کی اور تیری حمد کی اور تیرے ہی لئے ہے ایسی تعریف و حمد جو آسمان و زمین کو بھرنے والی اور ان دونوں کے مابین جو کچھ ہے اس کو بھی بھرنے والی ہو نیز آسمان و زمین کے بعد کرسی و عرش اور ماتحت الارض وغیرہ جو کچھ بھی ہے اور جس کو تو چاہے اس کو بھی بھرنے والی ہو)۔۔۔ اور جب آپ ﷺ سجدہ فرماتے (تو تکبیر کہہ کر سجدہ میں جانے کے بعد) فرماتے اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجْدَةٌ (سے لیکر حدیث میں مذکور) اَحْسَنُ الْخَالِقِينَ (تک کے الفاظ جن کا ترجمہ یہ ہے۔ اے اللہ! میں نے تیرے لئے تمہارا کھدیا اور تجھ پر ایمان لایا اور تیرا تابعدار و مطیع ہوا۔ میرا منہ زمین سے لگ گیا اور مطیع و منقاد ہوا اُس ذات کا جس نے اس کو پیدا کیا پھر اس کی صورت بنائی اور اچھی صورت بنائی اور سننے کا راستہ کھولا اور بنایا یعنی کان بنائے اور کھولے، دیکھنے کے لئے آنکھیں کھولیں اور بنائیں، اور اللہ تعالیٰ بڑی برکت و عظمت والا اور مصورین

وموجدین میں سب سے اچھا بنانے اور صورت دینے والا ہے۔ واضح رہے کہ خالقین کا ترجمہ یہی کرنا پڑے گا کیونکہ خالق حقیقی تو وہ تھا ہی ہے اس کے علاوہ کوئی خالق نہیں ہے)۔۔۔ اور جب نماز کا سلام پھیرنے کا ارادہ فرماتے (تو سلام پھیرنے سے پہلے۔ یا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ جب آپ ﷺ سلام پھیر چکے تو سلام پھیرنے کے بعد ایک مرتبہ پھر یہ الفاظ مذکور فی الحدیث اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي الخ کہتے۔۔۔۔۔ بہر کیف جب آپ ﷺ نماز کے سلام پھیرنے کا ارادہ فرماتے تو سلام پھیرنے سے پہلے یعنی تشهد وغیرہ کے بعد۔ یا سلام پھیر چکے تو نماز سے فراغت کے بعد ایک مرتبہ پھر) کہتے اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي (سے لیکر حدیث میں مذکور) لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ تک کے الفاظ جن کا ترجمہ یہ ہے۔ اے اللہ! بخشدے میرے اگلے اور پچھلے گناہ، چھپے اور کھلے گناہ، اور بخشدے وہ سب زیادیتیاں جو میں نے کیں اور جن کو تو مجھ سے زیادہ و بہتر جانتا ہے، تو ہی جس کو چاہے اپنی اطاعت کی توفیق دے کر اپنی رحمت کی طرف آگے کرنے اور بڑھانے والا اور لگانے والا ہے اور تو ہی جس کو چاہے اپنی حکمت کے مطابق توفیق اطاعت نہ دیکر اپنی رحمت سے پیچھے ہٹانے اور دور کرنے والا ہے نہیں ہے کوئی۔ سچا معبود تیرے علاوہ)۔

نوٹس:- اس حدیث شریف کے تحت شرح حضرات نے بڑی تفصیلات لکھی ہیں جن کو مطوّلات ہی سے دیکھ لینا بہتر ہے تاہم چند باتیں یہاں بھی ملاحظہ فرمائیں۔

”مِلْءُ السَّمَوَاتِ الْخ“ واضح رہے کہ یہ جو لفظ مِلْء ہے اس میں مشہور تو نصب ہی ہے اور اس کی دو وجہیں ہو سکتی ہیں (۱) یہ مصدر محذوف کی صفت ہے اور تقدیری عبارت یوں ہے اَيُّ أَحْمَدُكَ حَمْدًا مِلْءُ السَّمَوَاتِ الْخ (۲) یہ حال ہے اور تقدیری عبارت یوں ہے اَيُّ أَحْمَدُ حَمْدًا حَالُ كَوْنِهِ مَا لَنَا لَتَلِكِ الْأَجْرَامِ مِنَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْخ۔ اور اس میں یعنی لَفْظِ مِلْء میں جائز رفع بھی ہے یعنی اس کو ماقبل یعنی وَلَكِ الْحَمْدُ میں مذکور لَفْظِ الْحَمْدِ مرفوع کی

صفت مان کر رفع بھی پڑھا جاسکتا ہے اے ولک الحمد ملء السموات الخ۔

صاحب المنہل وغیرہ نے اس حدیث شریف کے تحت فقہ الحدیث کے عنوان سے لکھا ہے کہ اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ دعائے افتتاح مشروع و مستحب ہے اور تکبیر تحریمہ کے بعد ہونی چاہئے چنانچہ جمہور صحابہؓ، تابعین اور ان کے بعد کے علماء اس کے استحباب و مشروعیت ہی کے قائل ہیں۔ لیکن مالکیہ اس کی کراہت کے قائل ہیں۔ مگر امام مالکؒ سے ایک روایت اس کے استحباب کی بھی منقول ہے۔ اور نوویؒ نے لکھا ہے کہ اس حدیث شریف میں مذکور دعائے افتتاح کو پڑھنا ہے تو مستحب لیکن اگر کوئی شخص ایسے لوگوں کا امام ہو جو طویل نماز کو پسند نہ کرتے ہوں اور اس پر راضی نہ ہوں تو ایسے امام کے لئے اس حدیث میں مذکور دعائے افتتاح کو پڑھنا مستحب نہیں ہے۔۔۔۔ اور اس حدیث شریف سے نماز کے اندر اعتدال و طمانینت کی مشروعیت و استحباب بھی معلوم ہو رہا ہے نیز یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ نمازی کے لئے سمع اللہ لمن حمدہ اور ربنا ولک الحمد دونوں جملوں کو کہنا اور جمع کرنا بھی صحیح و جائز ہے۔

اور صاحب بذل نے لکھا ہے کہ ہمارے یعنی احناف کے نزدیک فرائض و نوافل میں فرق ہے یعنی فرائض میں تو صرف سبحانک اللہم الخ پر ہی اکتفاء کیا جائے اور اسی کو دعائے افتتاح کی جگہ پڑھا جائے اور نوافل میں گنجائش ہے چاہے اس حدیث میں مذکور دعائے افتتاح پڑھ لے یا اس کے علاوہ جو دوسری دعائیں احادیث میں وارد ہوئی ہیں ان کو پڑھ لے۔ یعنی گویا احناف کے نزدیک اس زیر تشریح حدیث کا تعلق نفل نماز سے ہے۔ نیز لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اور محمدؒ کے نزدیک تو یہی ہے جو اوپر بتایا گیا لیکن امام ابو یوسفؒ کا یہ کہنا ہے کہ فرائض میں بھی ثناء کے ساتھ اِنِّیْ وَجَّهْتُ اِلٰی اَخِر

الآية کا اضافہ کرنا بھی مندوب و مستحب ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجالِ حدیث (۷۶۰)

۱۔ عبید اللہ:۔ یہ عبید اللہ بن مُعَاذ بن مُعَاذ بن نصر بن حسان العبیریّ أبو عمرو البصریّ الحافظ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۳)۔

۲۔ اُبی:۔ اس میں اُبّ سے مراد ہیں عبید اللہ کے والد حضرت مُعَاذ بن نصر بن حسان العبیریّ أبو المثنیّ البصریّ۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۳)۔

۳۔ عبد العزیز:۔ یہ عبد العزیز بن عبد اللہ بن اُبی سلمة الماحشون أبو عبد اللہ المدنیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۰)۔

۴۔ الماحشون بن اُبی سلمة:۔ یہ یعقوب بن اُبی سلمة الماحشون التیمیّ أبو یوسف مولیٰ آل المنکدر ہیں۔ ابن حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور حافظ نے ان کو صدوق راوی لکھ کر چوتھے طبقہ میں شمار کیا ہے نیز ان کی وفات ۱۶۴ھ میں بتائی ہے۔

۵۔ عبد الرحمن الأعرج:۔ یہ عبد الرحمن بن ہُرْمُز أبو داؤد المدنیّ المعروف بالأعرج ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۶)۔

۶۔ عبید اللہ بن اُبی رافع:۔ یہ عبید اللہ بن اُبی رافع المدنیّ کاتب علیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۴۴)۔

۷۔ علیّ بن اُبی طالبؓ:۔ آپؓ امیر المؤمنین علی بن اُبی طالب القرشیّ الهاشمیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۱)۔

الحديث / ۷۶۱ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ

دَاوُدَ الْهَاشِمِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ  
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
الْأَعْرَجِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ  
ﷺ، ((أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَدَوً مَنَكِبَيْهِ،  
وَيَصْنَعُ مِثْلَ ذَلِكَ إِذَا قَضَى قِرَاءَتَهُ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، وَيَصْنَعُهُ إِذَا رَفَعَ  
مِنَ الرُّكُوعِ، وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلَاتِهِ وَهُوَ قَاعِدٌ، وَإِذَا قَامَ مِنَ  
السَّجْدَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ كَذَلِكَ وَكَبَّرَ وَدَعَا نَحْوَ حَدِيثِ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِي  
الدُّعَاءِ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ الشَّيْءَ وَلَمْ يَذْكُرْ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ وَالشَّرُّ  
لَيْسَ إِلَيْكَ وَزَادَ فِيهِ: وَيَقُولُ عِنْدَ انْصِرَافِهِ مِنَ الصَّلَاةِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا  
قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَأَعْلَنْتُ أَنْتَ إِلَهِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۶۱ :- فرمایا امام الوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا حسن

بن علی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی سلیمان بن داؤد ہاشمی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبدالرحمن  
بن ابی الزناد نے انہوں نے نقل کیا موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے عبداللہ بن فضل بن ربیعہ بن حارث  
بن عبدالمطلب سے انہوں نے عبدالرحمن اعرج سے انہوں نے عبید اللہ بن ابی رافع سے انہوں نے  
حضرت علی بن ابی طالبؓ سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں یہ کہ آپ ﷺ جب فرض نماز (پڑھنے)  
کے لئے کھڑے ہوتے تو تکبیر (تحریمہ) کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے شانوں کے مقابل



(تک) اٹھاتے (اور بلند کرتے)۔ اور اسی طرح کرتے (یعنی اپنے شانوں تک اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور رفعِ یدین فرماتے) قراءت سے فارغ ہو کر جب رکوع میں جاتے، اور کرتے اس کو (یعنی اپنے شانوں تک رفعِ یدین کو) جب رکوع سے (اپنا سر مبارک) اٹھاتے، اور نہ اٹھاتے اپنے ہاتھوں کو اپنے نماز کے کسی (حصہ) میں بھی اس حال میں کہ آپ ﷺ بیٹھے ہوئے ہوتے (یعنی بہ حالتِ قعود بالکل رفعِ یدین نہ فرماتے نہ دو سجدوں کے درمیان اور نہ قعدہ وغیرہ میں) اور جب آپ ﷺ دو سجدوں سے (یعنی پہلی رکعت کے دو سجدوں سے یا دو رکعتوں سے فارغ ہو کر یعنی تشہد وغیرہ سے فارغ ہو کر) کھڑے ہوتے (یعنی دوسری رکعت کے لئے یا تین رکعتوں والی نماز میں دوسری یا تیسری رکعت کے لئے یا چار رکعت والی نماز میں دوسری، تیسری یا چوتھی رکعت کے لئے کھڑے ہوتے) تو بھی اُسی کی مانند (یعنی شانوں اور کندھوں تک) اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے (اور رفعِ یدین فرماتے)۔ اور تکبیر (تحریمہ) کہنے کے بعد دعاء کرتے (اور آگے عبداللہ بن فضل نے اپنی حدیث میں بیان کیا) عبدالعزیز کی حدیث ہی کی طرح دعاء کے سلسلہ میں کچھ کمی وزیادتی کرتے ہوئے (یعنی آگے اپنی حدیث کے اندر عبداللہ بن فضل نے بھی کچھ کمی وزیادتی کے ساتھ وہی دعاء نقل کی جو عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے اپنی حدیث میں نقل کی ہے۔ یعنی ابھی جو سابقہ حدیث نمبر (۷۶۰) میں طویل دعائے افتتاح گزری ہے تھوڑی کمی وزیادتی کے ساتھ عبداللہ بن فضل نے بھی اسی کو نقل کیا) لیکن انہوں نے (یعنی عبداللہ بن فضل نے اپنی حدیث میں دعائے افتتاح کے اندر یہ الفاظ) والخییر کلمہ فی یدیک والشریس إلیک نہیں ذکر کئے جبکہ عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے اپنی حدیث میں دعائے افتتاح کے اندر یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں) نیز انہوں نے (یعنی عبداللہ بن فضل نے) اس میں (یعنی اپنی حدیث میں) مزید یہ بھی نقل کیا ہے کہ اور آپ ﷺ اپنے نماز سے فارغ ہونے (اور سلام پھیرنے کا ارادہ فرمانے کے) وقت کہتے (یعنی ان الفاظ میں دعاء کرتے) اللہم اغفر لی ما

قدمت۔ اِلٰی قولہ۔ اِلَّا اَنْتَ یعنی اے اللہ بخشدے تو میرے اگلے، پچھلے، چھپے اور کھلے گناہ تو ہی میرا معبود ہے تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔

نوٹس:- سب سے پہلے تو یہ ذہن میں رکھ لیں کہ یہ حدیث ابھی تھوڑا پہلے یعنی حدیث نمبر (۷۴۴) پر بھی گزر چکی ہے اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث یہاں مکرر مذکور ہوئی ہے۔

”وَلَمْ يَذْكُرِ وَالْخَيْرُ الْخ“ یہاں سے آگے مصنف اُس کی وزیادتی کو بتا رہے اور بیان کر رہے ہیں جو عبد العزیز بن ابی سلمہ اور عبد اللہ بن فضل کی روایت کے درمیان ہے اور جس کو اجمالاً یزید وینقص کے الفاظ میں بیان کر چکے ہیں لہذا کہا جاسکتا ہے کہ یہ تفصیل بعد الاجمال ہے۔

”وَزَادَ فِيهِ وَيَقُولُ الْخ“ مصنف کے انداز بیان سے تو یہی معلوم ہو رہا ہے کہ یہ سب کچھ عبد اللہ بن فضل کی روایت میں مزید ہے جو عبد العزیز بن سلمہ کی روایت میں نہیں ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسا نہیں ہے کیونکہ ان الفاظ میں سے سوائے اَنْتَ اِلٰہی کے الفاظ کے سارے الفاظ عبد العزیز بن ابی سلمہ کی روایت میں مذکور ہیں۔ اب مصنف نے جو اس انداز سے بیان کیا ہے اس کی وجہ غالباً یہ ہو سکتی ہے کہ صرف اَنْتَ اِلٰہی کے الفاظ کو بتانے سے اضافہ آسانی سے سمجھ میں نہیں آ سکتا تھا اس لئے اس کے آگے پیچھے کے الفاظ کو ملا کر سب کو ہی عبد اللہ بن فضل کی روایت کا مزید اضافہ کہہ دیا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجال حدیث (۷۶۱)

۱۔ الحسن بن علی:- یہ الحسن بن علی بن محمد الہذلی الخلال الحلوانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷)۔

۲۔ سلیمان بن داؤد:- یہ سلیمان بن داؤد بن علی بن عبد اللہ بن عباس

أبوأيوب البغدادي الهاشمي الفقيه ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۴۴)۔

۳۔ عبدالرحمن بن أبي الزناد:۔ یہ عبدالرحمن بن أبي الزناد عبد اللہ بن ذکوان القرشي المدني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶۱)۔

۴۔ موسى بن عقبة:۔ یہ موسى بن عقبة بن أبي عياش الأسدي أبو محمد مولى آل الزبير ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۴۵)۔

۵۔ عبد اللہ بن الفضل:۔ یہ عبد اللہ بن الفضل بن عباس بن ربيعة بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم المدني الهاشمي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۶)۔

۶۔ عبدالرحمن الأعرج:۔ یہ عبدالرحمن بن ہرمز أبو داؤد المدني المعروف بالأعرج ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۶)۔

۷۔ عبید اللہ بن أبي رافع:۔ یہ عبید اللہ بن أبي رافع المدني ہیں یہ حضرت علیؑ کے کاتب و شفی تھے۔ ابوحاتم اور خلیب نے ان کی توثیق کی ہے۔ ابن سعد نے ان کو ثقہ کثیر الحدیث لکھا ہے اور حافظ نے ان کو ثقہ لکھا اور تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۴۴)۔

۸۔ علی بن أبي طالبؑ:۔ آپؑ امیر المؤمنین علی بن أبي طالب الهاشمي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۱)۔

۹۔ نحو حدیث عبدالعزیز:۔ یہ عبدالعزیز بن عبد اللہ بن أبي سلمة الماجشون أبو عبد اللہ المدني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۰)۔

الحديث / ۷۶۲- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ أَخْبَرَنَا شُرَيْحُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنِي شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ قَالَ لِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ وَابْنُ أَبِي فَرْوَةَ،

وَعَبْرُهُمَا مِنْ فُقَهَاءِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ: ((فَإِذَا قُلْتَ أَنْتَ ذَاكَ فَقُلْ: وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَعْنِي قَوْلُهُ: وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۶۲: فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عمرو بن عثمان نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی شریح بن یزید نے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا شعیب بن ابی حمزہ نے (اور دوران بیان) کہا کہ مجھ سے فقہائے اہل مدینہ میں سے محمد بن منکدر اور ابن ابی فروہ وغیرہ نے کہا کہ اور جب تو کہے اسکو (یعنی اس دعائے افتتاح کو پڑھے تو کہہ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ یعنی آپ ﷺ کے قول وَاَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ) کی جگہ پر۔ یعنی پوری دعاء تو یہی پڑھو مگر جہاں پر آپ ﷺ نے اس دعاء کے اندر وَاَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ کے الفاظ فرمائے ہیں تم وہاں پر وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ کے الفاظ کہا کرو۔

نوٹس:۔ واضح رہے کہ فقہائے مدینہ نے جو یہ بات فرمائی ہے اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ اگر آپ ﷺ کے علاوہ کوئی دیگر شخص وَاَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ کہتا ہے تو یہ بات سچ نہیں ہے بلکہ اس میں جھوٹ کا امکان و شائبہ موجود ہے۔۔۔ لیکن صاحب المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ غیر نبی کے لئے بھی انہی الفاظ کا اپنی دعاء میں کہنا جائز ہے اور اس کی تاویل یہ ہوگی کہ غیر نبی ان الفاظ کو بقصد تلاوت کہتا ہے یا یہ ہوگی کہ غیر نبی ان الفاظ کو یعنی وَاَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ کو وَاَنَا أَوَّلُ الْمُنْقَادِينَ إِلَى الْخَيْرِ کے معنی میں استعمال کرتا ہے یا یہ کہہ لو کہ ان الفاظ کا مطلب و مفہوم ہی یہ ہے۔

## تعارف رجال حدیث (۷۶۲)

۱۔ عمرو بن عثمان:۔ یہ عمرو بن عثمان القرشیّ أبو حفص الحمصیّ ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۱۸۵)۔

۲- شریح بن یزید:- یہ شریح بن یزید الحمصی ابو حویہ الحضرمی المؤمن ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۰۶)۔

۳- شعیب بن ابی حمزہ:- یہ شعیب بن ابی حمزہ الأموی ابو بشر الحمصی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۹۲)۔

۴- محمد بن المنکدر:- یہ محمد بن المنکدر التیمی ابو عبد اللہ او ابوبکر المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۹۱)۔

۵- ابن ابی فروة:- یہ اسحاق بن عبد اللہ بن ابی فروة عبد الرحمن الأموی المدنی مولی آل عثمان ہیں۔ ابن سعد نے ان کو کثیر الحدیث راوی لکھا ہے مگر لکھا ہے یروی احادیث منکره ولا يحتجون بحديثه۔ ابو زرعة، ابوحاتم، نسائی اور دارقطنی نے ان کو متروک الحدیث کہا ہے۔ اور بہت سے لوگوں نے ان کو ضعیف کہا ہے۔ حافظ نے ان کو متروک راوی لکھ کر چوتھے طبقہ میں شمار کیا ہے نیز ان کی وفات ۱۴۴ھ میں بتائی ہے۔ واضح رہے کہ صاحب المنہل نے ان کی وفات ۱۳۶ھ میں نقل کی ہے۔

الحديث/ ۷۶۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ عَنْ قَتَادَةَ وَثَابِتٍ وَحُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى الصَّلَاةِ وَقَدْ حَفَزَهُ النَّفْسُ فَقَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ. فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاتَهُ قَالَ: ((أَيُّكُمْ أَلْتَكَلَّمَ بِالْكَلِمَاتِ فَإِنَّهُ لَمْ يَقُلْ بَأْسًا؟ فَقَالَ الرَّجُلُ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ جِئْتُ وَقَدْ حَفَزَنِي النَّفْسُ فَقُلْتُهَا. فَقَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ اثْنَيْ عَشَرَ مَلَكًا يَتَدَرُّونَهَا أَيُّهُمْ يَرْفَعُهَا. وَزَادَ حُمَيْدٌ فِيهِ وَإِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ

فَلْيَمْسُ نَحْوَ مَا كَانَ يَمْسِي فَلْيُصَلِّ مَا أَدْرَكَ وَلْيَقْضِ مَا سَبَقَهُ).

ترجمہ حدیث نمبر ۷۶۳:- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا موسیٰ بن اسماعیل نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی حماد نے انہوں نے نقل کیا قتادہ، ثابت اور حمید سے (اور ان تینوں نے نقل کیا) حضرت انس بن مالکؓ سے یہ کہ (ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ) ایک شخص نماز کے لئے آیا اس حال میں کہ اس کی سانس پھولی ہوئی تھی (یعنی چونکہ دوڑ کر اور تیز چل کر آیا تھا اس لئے اس کی سانس پھول رہی تھی بہر حال وہ آ کر نماز میں شامل ہو گیا) اور (تکبیر تحریرہ یعنی صرف اللہ اکبر کہنے کی بجائے اُس نے) کہا اللہ اکبر الحمد للہ حمداً كثيراً طیباً مبارکاً فیہ (یعنی تکبیر تحریرہ کہہ کر نیت باندھی اور پھر الحمد للہ حمداً كثيراً طیباً مبارکاً فیہ کے الفاظ میں گویا یہ دعائے افتتاح پڑھی) تو جب آپ ﷺ نے اپنی نماز کو پورا کر لیا (یعنی نماز سے فارغ ہو گئے اور سلام پھیر لیا) تو فرمایا: تم میں سے کون ہے (ان) کلمات کو کہنے والا اور بے شک اُس نے کچھ برا نہیں کہا (یعنی آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ کلمات کس نے کہے تھے اور تاکہ ان کلمات کا کہنے والا ڈرے نہیں اور بلا خوف اقرار کر لے اس لئے آپ ﷺ نے ساتھ میں فرمایا کہ اُس نے کوئی بری بات نہیں کہی ہے۔ واضح رہے کہ یہ جو لم یقل بأسأ میں لفظ بأسأ ہے اس کے بارے میں طیبی وغیرہ نے لکھا ہے کہ یہ مفعول بہ ہونے کی بناء پر بھی منصوب ہو سکتا ہے اُی لم یتفوہ بما یؤخذ علیہ اور مفعول مطلق بھی ہو سکتا ہے اُی لم یقل قولاً یشدد علیہ بہر کیف جب آپ ﷺ کی طرف سے یہ جملہ یعنی فإِنَّہ لم یقل بأسأ سنا تو ان کلمات کو کہنے والے اُس شخص نے کہا میں ہوں یا رسول اللہ ﷺ (یعنی میں نے کہے تھے یہ کلمات اور اس کی وجہ یہ تھی کہ) میں (تیزی سے دوڑتا ہوا چل کر) آیا تھا اس حال میں کہ سانس نے مجھے دھکا دیا تھا (یعنی میری سانس پھول گئی تھی اور چونکہ مجھے جماعت مل گئی تھی) اس لئے میں نے (اللہ تعالیٰ کے شکر اور اس کی ثناء کے طور پر) کہا اس کو (یعنی ان کلمات کو۔ اس شخص کا یہ جواب سنا) تو آپ ﷺ نے

فرمایا: یقیناً میں نے دیکھا بارہ فرشتوں کو کہ جلدی کر رہے تھے ان کلمات کے لئے کہ اُن میں سے کونسا ان کو اٹھالے جائے (یعنی ان کلمات کی عظمت اور کثرتِ ثواب کی بناء پر اُن بارہ فرشتوں میں سے ہر ایک یہ کوشش کر رہا تھا کہ دوسرے سے پہلے ان کو لکھ لے اور مقامِ عرض و قبول یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس اٹھالے جائے)۔

(اور فرمایا حماد نے کہ قتادہ اور ثابت نے تو ہم سے صرف یہاں تک ہی حدیث بیان کی تھی) لیکن (ہمارے تیسرے شیخ یعنی) حمید نے (اس کے آگے) اپنی روایت کے اندر مزید بیان کیا و اذا جاء أحدکم الخ کو بھی (یعنی آپ ﷺ نے اس دعاء کی عظمت و فضیلت کو بیان کرنے کے بعد یہ بھی فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی بھی (نماز کے لئے گھر سے مسجد کو یا وضوء خانہ سے جماعت میں شامل ہونے کے لئے مسجد کو) آئے تو چاہئے کہ چلے اپنے (عام طور پر اور عادتاً) چلنے کی طرح (یعنی دوڑ کر نہ آئے بلکہ اپنی معتاد چال سے چل کر آئے) اور پڑھ لے اتنی نماز (کو جماعت کے ساتھ) جتنی کو (امام کے ساتھ) پالے اور قضاء کر لے اُس نماز کو جو اُس سے پہلے ہو جائے (یعنی جتنی امام کے ساتھ ملے امام کے ساتھ پڑھ لے اور جو نہ ملے اور نکل جائے اس کو بعد میں اداء کر لے واضح رہے کہ اس سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ نماز کے لئے دوڑ کر اور تیز چل کر نہیں آنا چاہئے بلکہ سکون و اطمینان کے ساتھ اپنی عادی چال سے آنا چاہئے)۔

نوٹس:- اس حدیث شریف کے تحت صاحبِ المنہل وغیرہ شراح حضرات نے لکھا ہے کہ اس سے حدیث شریف میں مذکور کلمات کو بطورِ دعائے افتتاح پڑھنے کا جواز معلوم ہو رہا ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ان کلمات کے ساتھ افتتاحِ صلاۃ کرنے والے شخص پر کوئی نکیر نہیں کی ہے بلکہ اس کی تقریر کی ہے۔ نیز اس حدیث سے ان کلمات کو بطورِ دعائے افتتاح پڑھنے کی بہت زیادہ فضیلت بھی معلوم ہو رہی ہے۔

اور اس حدیث شریف کے اندر جو یہ فرشتوں کی تعداد بارہ مذکور ہے اس کے بارے میں زیادہ تر شرح حضرات کا تو یہ کہنا ہے کہ اس عدد کی تخصیص کی وجہ وحکمت اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ تاہم عینی نے اس کی مصلحت و حکمت بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ اس دعائے افتتاح یعنی الحمد لله حمداً كثيراً طیباً مبارکاً فیہ کے کلمات کی تعداد چھ ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس دعاء کی عظمتِ شان کا اظہار کرنے اور اس کے کہنے والے کے لئے کثرتِ ثواب کو بتانے کی غرض سے ہر ایک کلمہ کے لئے دو فرشتوں کو بھیجا تھا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

### تعارف رجالِ حدیث (۷۱۳)

۱۔ موسیٰ بن اسماعیل:۔ یہ موسیٰ بن اسماعیل المنقری البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۲۔ حماد:۔ یہ حماد بن سلمہ بن دینار أبو سلمة البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۳۔ قتادة:۔ یہ قتادة بن دعامة بن قنادة السدوسی أبو الخطاب البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶)۔

۴۔ ثابت:۔ یہ ثابت بن أسلم البنانی أبو محمد البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲۰۱)۔

۵۔ حمید:۔ یہ حمید بن أبي حميد أبو عبيدة الطويل الخزاعي البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۴)۔

۶۔ أنس بن مالک:۔ آپ مشہور کثیر الروایہ صحابی اور خادمِ رسول ﷺ حضرت انس بن مالک بن النضر الأنصاری أبو حمزة الخزرجی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴) اور (۱۹)۔



۷۔ وزاد حمید:- یہ حمید بن اُبی حمید ابو عبیدۃ الطویل الخزاعی البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۴)۔

الحديث/٧٦٤- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَاصِمِ الْعَنْزِيِّ عَنْ ابْنِ جُبَيْرٍ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ، ((أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي صَلَاةً. قَالَ عَمْرُو: لَا أَذْرِي أَيَّ صَلَاةٍ هِيَ. فَقَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ كَثِيرًا، اللَّهُ أَكْبَرُ كَثِيرًا، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا. وَسُبْحَانَ اللَّهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ثَلَاثًا. أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ مَنْ نَفَحَهُ وَنَفَثَهُ وَهَمَزَهُ. قَالَ: نَفَثَهُ الشَّعْرُ وَنَفَحَهُ الْكِبَرُ وَهَمَزَهُ الْمَوْتَةُ)).

ترجمہ حدیث نمبر /۷۶:- فرمایا امام ابو داؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عمرو بن مرزوق نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی شعبہ نے انہوں نے روایت کیا عمرو بن مرقہ سے انہوں نے عاصم غفرلی سے انہوں نے ابن جُبیر بن مطعم سے انہوں نے اپنے والد سے یہ کہ انہوں نے (یعنی ان کے والد نے) رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ عمرو نے بیان کیا میں نہیں جانتا کہ کنسی نماز تھی وہ (عمرو کتنا یہ چاہر ہے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ ﷺ کو فرض نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا یا نفل نماز۔ لیکن اگلی روایت سے یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ وہ نفل نماز تھی۔ بہر کیف حضرت جبیر بن مطعم بیان کر رہے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے نماز کی شروعات اس طرح کی کہ) فرمایا اللّٰهُ أَكْبَرُ، اللّٰهُ كَبِيرٌ، واللّٰهَ أَكْبَرُ كَبِيرًا، والحمد للّٰهِ كثيرًا، والحمد لله كثيرا، وسبحان الله بكرة وأصيلًا تین مرتبہ (اور اس کے بعد فرمایا) أعوذ بالله من الشيطان من نفخه ونفثه

وہمزہ (یعنی آپ ﷺ نے دعائے افتتاح پڑھی اور پھر قراءت کی)۔

(اور عمرو بن مرہ نے حدیث شریف میں مذکور کچھ الفاظ کی وضاحت کرتے ہوئے) کہا کہ اس کے (یعنی شیطان کے) نفث کا مطلب ہے (برے) اشعار، اور اس کے نفخ کا مطلب ہے کبر و تکبر اور اس کے ہمز کا مطلب ہے مَوْتہ یعنی جنون۔

نوٹس:- اس حدیث شریف سے ایک اور دعائے افتتاح معلوم ہوئی جس کو جُبیر بن مطعم نے آپ ﷺ کو پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ اور اس دعاء کے اندر جو یہ لفظ ثلاثاً ہے اس کے بارے میں شرح حضرات نے لکھا ہے یہ راوی حدیث حضرت جُبیرؓ کا لفظ ہے جس کے ذریعہ انہوں نے یہ بتانا چاہا ہے کہ آپ ﷺ نے ان کلمات کو تین تین مرتبہ کہا۔ اب یہ سوال اٹھتا ہے کہ اس لفظ ثلاثاً کا تعلق تینوں کلمات یعنی اللہ اکبر، اللہ بکر، الحمد للہ کثیراً اور سبحان اللہ بکرہ و أصیلاً تینوں سے ہے یا صرف آخری کلمہ یعنی سبحان اللہ بکرہ و أصیلاً سے؟ تو شرح حضرات نے لکھا ہے کہ زیادہ ظاہر و انسب تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تعلق صرف آخری کلمہ سے ہے کیونکہ پہلے دونوں کلمے تو صراحۃً تین تین مرتبہ ہی مذکور ہیں یعنی گویا راوی نے اس لفظ ثلاثاً کے ذریعہ یہ بتایا ہے کہ آپ ﷺ نے یہ آخری تیسرا کلمہ یعنی سبحان اللہ بکرہ و أصیلاً بھی پہلے دو کلموں کی طرح تین بار ہی فرمایا تھا۔ لیکن ممکن یہ بھی ہے کہ اس لفظ ثلاثاً کا تعلق تینوں ہی کلمات سے مان لیا جائے لیکن اس شکل میں یہ کہنا پڑے گا کہ راوی نے اس لفظ کو آخری اور تیسرے کلمہ کے لئے تو تاسیسی اور بنیادی طور پر استعمال کیا ہے اور پہلے دو کلموں کے لئے بطور تاکید استعمال کیا ہے یعنی آپ ﷺ نے ان تینوں کلمات کو ہی تین تین مرتبہ فرمایا۔

”قال نفثہ“ اس میں جو قال ہے اس کے فاعل کے بارے میں صاحب المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس کا فاعل عمرو بن مرہ ہیں کیونکہ ابوداؤد شریف کے بعض نسخوں میں اس کی صراحت بھی ہے نیز

ابن ماجہ کی روایت میں بھی اس کی صراحت موجود ہے۔

### تعارف رجال حدیث (۷۶۴)

- ۱۔ عمرو بن مرزوق:- یہ عمرو بن مرزوق الباہلی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶)۔
- ۲۔ شعبۃ:- یہ شعبۃ بن الحجاج بن الورد العتکی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲۳ اور ۵)۔
- ۳۔ عمرو بن مرّة:- یہ عمرو بن مرّة الجملی ابو عبد اللہ الکوفی الأعمی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۲۹)۔
- ۴۔ عاصم العنزی:- یہ عاصم بن عمیر بن اُبی عمرۃ العنزی ہیں۔ حافظ نے ان کو مقبول راوی لکھا اور چوتھے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔
- ۵۔ ابن جبیر:- یہ نافع بن جبیر بن مطعم القرشی المدنی ابو محمد او ابو عبد اللہ النوفلی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۹۳)۔
- ۶۔ عن اُبیہ:- اس میں اُبّ سے مراد ہیں نافع کے والد حضرت جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل القرشی النوفلیؓ۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۳۹)۔
- ۷۔ قال عمرو:- یہ عمرو بن مرّة الجملی ابو عبد اللہ الکوفی الأعمی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۲۹)۔

الحديث/ ۷۶۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ عَمْرِو

بْنِ مَرْثَةَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((فِي التَّطَوُّعِ ذَكَرَ نَحْوَهُ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۶۵: فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا مسدود نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی تھی نے انہوں نے نقل کیا مسعر سے انہوں نے عمرو بن مَرَّة سے انہوں نے ایک شخص (غالباً عاصم عنزی) سے انہوں نے نافع بن جبیر سے انہوں نے اپنے والد سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو نفل نماز میں کہتے ہوئے سنا ہے (اور آگے مسعر نے عمرو بن مرہ سے نقل کرتے ہوئے اپنی روایت میں) ذکر کیا مثل اُسی کے (یعنی مثل سابقہ حدیث) کے (یعنی جس طریقہ سے عمرو بن مرہ سے شعبہ بن حجاج نے جو کچھ ذکر کیا ہے یعنی دعائے افتتاح کے کلمات بالکل وہی کلمات مسعر نے بھی ذکر کئے ہیں)۔

نوٹس:- ”ذکر نحوہ“ اس میں جو ذکر فعل ہے اس کے فاعل کے بارے میں صاحب المنہل نے تو بتعین لکھا ہے کہ اس کا فاعل مسعر ہیں، لیکن صاحب بذل نے مزید لکھا ہے کہ یہ بھی ممکن ہے کہ اس کا فاعل مسدود یا تکی ہوں، اور نحوہ کی ضمیر مجرور کا مرجع سابقہ حدیث کو بھی بنا سکتے ہیں اُی نحو الحدیث المتفدم۔ اور ما ذکر شعبہ کو بھی بنا سکتے ہیں اُی نحو ما ذکر شعبہ عن عمرو۔

اور مصنفؒ غالباً اس حدیث نمبر (۷۶۵) کو اس لئے لائے ہیں تاکہ پچھلی حدیث میں جوابہام تھا (یعنی یہ مذکور تھا کہ آپ ﷺ نے ان کلمات دعائے افتتاح کو فرض نماز میں کہا تھا یا نفل نماز میں) وہ دور ہو جائے کیونکہ اس زیر تشریح حدیث نمبر (۷۶۵) میں یہ صراحت موجود ہے کہ آپ ﷺ نے یہ کلمات دعائے افتتاح نفل نماز میں کہے تھے۔ لیکن اب کسی کے بھی ذہن میں یہ بات آ سکتی ہے کہ یہ دونوں حدیثیں حضرت عمرو بن مرہ ہی سے منقول ہیں اب پہلی حدیث سے تو یہ معلوم ہوا تھا کہ عمرو بن مرہ کو یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ واقعہ فرض نماز کا ہے یا نفل نماز کا اور اس روایت سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ عمرو

بن مرہ کو معلوم تھا کہ یہ واقعہ نفل نماز کا ہے تو یہ تو منافات و مخالفت بین الاحادیث ہوگئی جبکہ احادیث میں منافات و مخالفت نہیں ہونی چاہئے تو یہ کیوں ہو رہی ہے؟ تو اس کا جواب دیتے ہوئے شرح حضرات نے لکھا ہے کہ کوئی منافات و مخالفت نہیں ہے کیونکہ بہت ممکن ہے کہ ایسا ہوا ہو کہ جب عمرو بن مرہ نے شعبہ سے یہ حدیث بیان کی ہو تو ان کو یہ یاد نہ ہو کہ یہ واقعہ نفل نماز کا ہے یا فرض نماز کا لیکن جب یہی حدیث عمرو بن مرہ نے مسعر سے بیان کی ہو تو انہیں یاد ہو کہ یہ واقعہ نفل نماز کا ہے اس لئے صراحت کر دی ہو کہ یہ واقعہ نفل نماز کا ہے۔ لہذا آپ کو اپنے ذہن سے منافات و مخالفت بین الاحادیث والا اشکال نکال دینا چاہئے۔

### تعارف رجال حدیث (۷۶۵)

- ۱۔ مسدد:- یہ مسدد بن مسرہد بن مسرہل الأسدی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲)۔
- ۲۔ یحییٰ:- یہ یحییٰ بن سعید بن فروخ التمیمی أبو سعید البصری القطن ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۰)۔
- ۳۔ مسعر:- یہ مسعر بن کدام الہلالی أبو سلمة الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۵۸)۔
- ۴۔ عمرو بن مروة:- یہ عمرو بن مروة الجملی أبو عبد اللہ الکوفی الأعلمی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۲۹)۔
- ۵۔ عن رجل:- یہ رجل مبهم غالباً عاصم بن عمیر بن ابي عمرة العنزی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۶۳)۔
- ۶۔ نافع بن جبیر:- یہ نافع بن جبیر بن مطعم القرشی المدني أبو محمد أو أبو عبد اللہ النوفلی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۹۳)۔

۷۔ عن أبيه:۔ اس میں اُبُّ سے مراد ہیں نافع کے والد حضرت جُبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل القرشی النوفلیؓ۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۳۹)۔

الحديث/ ۷۶۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ أَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ الْحَبَابِ أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ أَخْبَرَنِي أَزْهَرُ بْنُ سَعِيدٍ الْحَرَاذِيُّ عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ: بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَفْتَتِحُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قِيَامَ اللَّيْلِ؟ فَقَالَتْ: لَقَدْ سَأَلْتَنِي عَنْ شَيْءٍ مَا سَأَلْتَنِي عَنْهُ أَحَدٌ قَبْلَكَ، كَانَ إِذَا قَامَ كَبَّرَ عَشْرًا وَحَمِدَ اللَّهَ عَشْرًا وَسَبَّحَ عَشْرًا وَهَلَّلَ عَشْرًا وَاسْتَغْفَرَ عَشْرًا وَقَالَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي وَعَافِنِي، وَيَتَعَوَّذُ مِنْ ضِيقِ الْمَقَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ خَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ عَنْ رِبِيعَةَ الْجُرَشِيِّ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَهُ.

ترجمہ حدیث نمبر/ ۷۶۶:- فرمایا امام الوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن رافع نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی زید بن حباب نے انہوں نے کہا مجھے خبر دی معاویہ بن صالح نے انہوں نے کہا مجھے خبر دی ازہر بن سعید حرازی نے انہوں نے نقل کیا عاصم بن حمید سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ قیام لیل کو کس چیز سے شروع کرتے تھے (واضح رہے کہ صاحب المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس میں عام یعنی قیام لیل بول کر خاص یعنی صلاۃ لیل کو مراد لیا گیا ہے لیکن صاحب بذل نے اس کا مطلب قیام لیل اور رات کو اٹھنا ہی لیا ہے نہ کہ صلاۃ لیل بہر کیف سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ عاصم بن حمید نے حضرت عائشہؓ سے یہ دریافت کیا تھا کہ آپ ﷺ صلاۃ لیل میں کونسی دعائے افتتاح پڑھتے اور کن کلمات ذکر کے ساتھ اپنی نماز کو شروع فرماتے تھے یا سوال کا مطلب یہ ہے کہ رات کو اٹھنے کے بعد کیا دعائیں اور اذکار پڑھتے تھے) تو

حضرت عائشہؓ نے (ان کے سوال کا جواب دینے سے پہلے ان کی تعریف اور ان کے سوال کی تحسین کرتے ہوئے) فرمایا یقیناً تم نے مجھ سے ایک ایسی چیز کے بارے میں پوچھا اور دریافت کیا ہے جس کے بارے میں تم سے پہلے کسی نے بھی نہیں پوچھا اور دریافت کیا (اس کے بعد ان کے سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ) جب آپ ﷺ (رات میں) اٹھتے۔ (یارات میں نماز پڑھنے کے لئے) کھڑے ہوتے (تو نماز سے پہلے۔ یا نماز کے لئے تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد) دس مرتبہ اللہ اکبر کہتے اور دس مرتبہ الحمد للہ کہتے اور دس مرتبہ سبحان اللہ کہتے اور دس مرتبہ لا إله إلا اللہ کہتے اور دس مرتبہ أستغفر اللہ کہتے نیز کہتے اللھم اغفر لی و اھدنی و ارزقنی و عافنی (یعنی اے اللہ میری مغفرت کر دے، مجھے راہِ راست پر رکھ، مجھے رزق دے اور مجھے دنیا و آخرت کی حسی و معنوی ہر قسم کی بلاء سے عافیت عطاء کر) اور پناہ مانگتے تھے قیامت کے دن ضیقِ مقام (کھڑا ہونے کی تنگی) سے (یعنی قیامت کی ہولناکیوں سے)۔

اور فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ روایت کیا ہے اس (حدیث) کو خالد بن معدان نے بھی عن ربیعۃ الجرشی عن عائشۃ کے طریق سے اسی کے مثل (یعنی سابقہ حدیث ہی کے مثل یا کہنے کہ نحوہ کی ضمیر مجرور کا مرجع ازہر بن سعید ہیں۔ اور مطلب یہ ہے کہ خالد بن معدان نے بھی ازہر بن سعید کی سابقہ حدیث کے مثل بیان کیا ہے۔ بہر کیف مصنفؒ نے اس تعلیق کو ذکر کر کے ازہر بن سعید کی سابقہ حدیث کو مضبوط و قوی کرنا چاہا ہے)۔

### تعارف رجال حدیث (۷۶۶)

۱۔ محمد بن رافع:۔ یہ محمد بن رافع بن أبی زید سابور القشیری أبو عبد اللہ النیسابوری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶۳)۔

۲۔ زید بن الحُبَاب:۔ یہ زید بن الحُبَاب أبو الحسن العکلی الکوفی ہیں۔

دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۶)۔

۳۔ معاویہ بن صالح :- یہ معاویہ بن صالح بن حذیر الحضرمیؓ ابو عمرو أو أبو عبد الرحمن الحمصیؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۵)۔

۴۔ أزهر بن سعيد :- یہ أزهر بن سعيد (ویقال أزهر بن عبد الله) الحرّازی الحمصیؓ ہیں۔ عجل نے ان کی توثیق کی ہے۔ ابن سعد نے ان کو قلیل الحدیث لکھا ہے اور حافظ نے ان کو صدوق راوی لکھا اور پانچویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے اور ان کی وفات ۱۲۸ھ میں بتائی ہے نیز ایک قول ان کی وفات کے بارے میں ۱۲۹ھ کا بھی نقل کیا ہے۔

۵۔ عاصم بن حمید :- یہ عاصم بن حمید السکونی الحمصیؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۲۱)۔

۶۔ سألت عائشةؓ :- آپؓ ام المؤمنین حضرت عائشة بنت ابی بکر الصدیق ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸) اور (۳۳)۔

۷۔ أبوداؤد :- یہ مصنف کتاب سلیمان بن الأشعث أبوداؤد السجستانیؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۸۔ خالد بن معدان :- یہ خالد بن معدان بن أبی کریب الکلاعیؓ أبو عبد الله الشامی الحمصیؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۵)۔

۹۔ ربیعة الجُرُشيّ :- یہ ربیعة بن عمرو (ویقال ابن الحارث ویقال ابن الغاز) أبو الغاز الجُرُشيّ ہیں۔ ان کے صحابی ہونے کے بارے میں اختلاف ہے۔ ابن مندہ، ابو نعیم، بغوی اور بارودی نے ان کو صحابہ میں شمار کیا ہے، امام بخاریؒ نے بھی اپنی تاریخ میں ان کو صحابی ہی لکھا ہے لیکن ابو حاتم کا کہنا ہے کہ یہ صحابی نہیں ہیں نیز ابوزرعہ نے بھی ان کو تابعین میں ہی ذکر کیا ہے۔ اور حافظ نے



لکھا ہے مختلف فی صحبتہ قتل یوم مرج راھط سنة أربع وستين و كان فقیہاً، وثقة الدار قطني وغيره۔

۱۰۔ عن عائشة: - آپ ﷺ أم المؤمنین حضرت عائشة بنت أبي بكر الصديق ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۱۸) اور (۳۳)۔

الحديث/ ۷۶۷- حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى أَخْبَرَنَا عُمرُ بْنُ يُونسَ أَخْبَرَنَا  
عُكْرَمَةُ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ،  
قَالَ ((سَأَلْتُ عَائِشَةَ بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ يَفْتَحُ صَلَاتَهُ إِذَا قَامَ مِنَ  
اللَّيْلِ؟ قَالَتْ كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَفْتَحُ صَلَاتَهُ اللَّهُمَّ رَبَّ جَبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ  
وَإِسْرَافِيلَ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ  
عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ، اهْدِنِي لِمَا اخْتَلَفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ،  
إِنَّكَ أَنْتَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۷۶۷:- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا ابن مثنیٰ نے  
انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عمر بن یونس نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عکرمہ نے انہوں نے کہا مجھ سے  
بیان کیا یحییٰ بن ابی کثیر نے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف نے (اور  
دوران بیان) کہا کہ میں نے (ایک مرتبہ) حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ جب نبی کریم ﷺ رات  
کو (نماز پڑھنے کے لئے) کھڑے ہوتے تو کس چیز (یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد کونسی دعاء کے ساتھ) اپنی  
نماز کو شروع فرماتے تو (حضرت عائشہؓ نے میرے سوال کا جواب دیتے ہوئے) فرمایا کہ (سنو) جب  
آپ ﷺ رات کو (نماز پڑھنے کے لئے) کھڑے ہوتے تو (تکبیر تحریمہ کے بعد) اپنی نماز کو شروع

کرتے (تو کہتے) اللہم رب جبریل الخ (یعنی بطور دعائے افتتاح کے حدیث میں مذکور اللہم رب جبریل سے لیکر صراط مستقیم تک کے الفاظ پڑھتے)۔

نوٹس:- اس حدیث شریف میں اس بات کی دلیل ہے کہ صلاۃ لیل کو حدیث میں مذکور اس دعائے افتتاح کے ساتھ شروع کرنا اور ان کلمات کو بطور دعائے افتتاح پڑھنا بھی مشروع اور عمل نبی ﷺ سے ثابت ہے۔۔ اب اگر کسی کے ذہن میں یہ اشکال ہو کہ اس روایت یعنی حدیث نمبر (۷۶۷) اور اس سے پہلی روایت یعنی حدیث نمبر (۷۶۶) میں تو منافات و تعارض نظر آرہا ہے جبکہ احادیث کے درمیان منافات و تعارض ناممکن ہے تو پھر یہ کیوں ہو رہا ہے؟ تو سنئے صاحبِ بذل کی شرح و وضاحت کے مطابق تو اس کا جواب یہ ہے کہ کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ پہلی حدیث میں جن کلمات کا پڑھنا مذکور ہے اس کا تعلق ہے نیند سے بیدار ہونے اور نماز شروع کرنے سے پہلے پڑھنے سے اور اس حدیث نمبر (۷۶۷) میں جو کلمات اور دعائے افتتاح مذکور ہے اس کا تعلق ہے تکبیر تحریمہ کے بعد نماز کے اندر پڑھنے سے لہذا منافات و تعارض کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور جن حضرات نے پہلی حدیث میں مذکور کلمات کے پڑھنے کو بھی تکبیر تحریمہ کے بعد نماز کے اندر پڑھنا ہی بتایا اور مراد لیا ہے ان کی طرف سے اس کا جواب یہ دیا جاسکتا ہے کہ کوئی منافات و تعارض نہیں ہے کیونکہ آپ ﷺ کبھی تو صلاۃ لیل میں بطور دعائے افتتاح ان کلمات کو پڑھتے تھے جو حدیث نمبر (۷۶۶) میں مذکور ہیں اور کبھی اُن کلمات کو جو حدیث نمبر (۷۶۷) میں مذکور ہیں اب ہوا یہ کہ حضرت عائشہؓ نے عاصم بن حمید سے آپ ﷺ کی صلاۃ لیل کی ایک دعائے افتتاح بتادی اور انہوں نے اُسی کو آگے بیان کر دیا اور حضرت ابوسلمہ بن عبد الرحمن بن عوف سے آپ ﷺ کی صلاۃ لیل کی ایک دوسری دعائے افتتاح بیان کر دی اور انہوں نے اسی کو آگے کے لوگوں سے بیان کر دیا لہذا منافات و اختلاف اور تعارض کی کوئی بات نہیں ہے۔

## تعارف رجالِ حدیث (۷۶)

۱۔ ابن المثنیٰ :- یہ محمد بن المثنیٰ العنزیٰ أبو موسیٰ البصریٰ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷)۔

۲۔ عمر بن یونس :- یہ عمر بن یونس بن القاسم الیمامیٰ أبو حفص الحنفیٰ ہیں۔ احمد، ابن معین، نسائی اور ابوبکر بزاز نے ان کی توثیق کی ہے۔ ابن مدینی نے ان کو ثقہ ثبت لکھا ہے اور حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھا اور نویں طبقہ میں شمار کرتے ہوئے وفات ۲۰۶ھ میں بتائی ہے۔

۳۔ عکرمہ :- یہ عکرمہ بن عمار أبو عمار الیمانی البجليٰ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵)۔

۴۔ یحییٰ بن ابي كثير :- یہ یحییٰ بن ابي كثير الطائيٰ أبو نصر الیمامیٰ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵) اور (۳۱)۔

۵۔ أبو سلمة :- یہ أبو سلمة بن عبد الرحمن بن عوف القرشي الزهري المدنيٰ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۶۔ عائشة :- آپؓ ام المؤمنین حضرت عائشة بنت ابي بكر الصديق ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸) اور (۳۳)۔

الحديث/ ۷۶۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ أَخْبَرَنَا أَبُو نُوحٍ قَرَأَ أَخْبَرَنَا عِكْرَمَةُ، بِإِسْنَادِهِ بِلاَ إِخْبَارٍ وَمَعْنَاهُ قَالَ ((كَانَ إِذَا قَامَ بِاللَّيْلِ كَبَّرَ وَيَقُولُ. حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ قَالَ قَالَ مَالِكٌ: لَا بَأْسَ بِالِدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ فِي أَوَّلِهِ وَأَوْسَطِهِ وَفِي آخِرِهِ، فِي الْفَرِيضَةِ وَغَيْرِهَا)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۶۸: فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن رافع نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابونوح قراد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عکرمہ نے (اور آگے بیان کیا ابونوح قراد نے) اسی (یعنی عکرمہ کی سابقہ حدیث کی) سند کو بغیر اخبار کے اور اس کے (یعنی اُسی سابقہ حدیث کے) مضمون کو (یعنی یہ اور پہلی حدیث اگرچہ مختلف الفاظ میں منقول ہیں مگر مضمون دونوں کا تقریباً ایک ہی ہے۔ اور انہوں نے یعنی عکرمہ نے اُسی سند سے یا ابونوح قراد نے عکرمہ کے طریق سے یہ بھی) بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب رات میں اٹھتے (یعنی جب رات میں نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے) تو تکبیر (تحریمہ) کہتے (اور اس کے بعد) کہتے (اللّٰهُمَّ رَبِّ جَبْرِیلِ الخ یعنی سابقہ حدیث میں مذکور دعائے افتتاح پڑھتے)۔

(اور فرمایا امام ابوداؤد نے کہ) ہم سے قعنبی نے بیان کیا اور دوران بیان کہا کہ امام مالکؒ نے فرمایا ہے لا بأس بالدعاء الخ (یعنی کوئی حرج نہیں ہے کہ انسان فرض اور اس کے علاوہ یعنی نفل نماز کے اول میں یا درمیان میں اور یا آخر میں دعاء مانگے)۔

نوٹس:- ”بلا اخبار“ سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ بعض نسخوں میں یہ بلا اخبار ہے اور جن نسخوں میں یہ بلا اخبار ہے تو ان کے اعتبار سے اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ابونوح قراد نے اس حدیث کو عکرمہ سے لفظِ حدیث کی بجائے لفظِ اخبار کے ساتھ بیان کیا ہے اور جن نسخوں میں بلا اخبار ہے ان کے اعتبار سے مطلب یہ ہوگا کہ ابونوح قراد نے اس حدیث کو عکرمہ سے سن کر نہیں بیان کیا بلکہ کتابۃً بیان کیا ہے۔۔۔ لیکن واضح رہے کہ صاحبِ بذل نے یہ لکھا ہے کہ جن نسخوں میں حرفِ نفی کے ساتھ ہے یعنی بلا اخبار ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ابونوح کی عکرمہ سے نقل کردہ حدیث یونس کی عکرمہ سے نقل کردہ حدیث کے مغائر ہے بہ اعتبار الفاظ کے۔ اور جن نسخوں میں بغیر حرفِ نفی کے ہے یعنی بلا اخبار ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حدیث اس سند سے بھی سابقہ حدیث کے موافق ہے بہ

اعتبار الفاظ کے۔ اب رہ جاتی ہے یہ بات کہ پھر تو دونوں طرح کے نسخوں میں مخالفت و تضاد ہو رہا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ موافقت و مغایرت سے مراد ہے فی الجملہ مخالفت و مغایرت لہذا نسخوں میں کوئی تضاد و مخالفت نہیں ہے۔

”کان إذا قام کبر الخ“ صاحبِ بذل نے لکھا ہے کہ اس کا ظاہری مطلب یہی ہے کہ آپ ﷺ جب صلاۃ لیل کے لئے کھڑے ہوتے تو تکبیر تحریمہ کہتے اور پھر سابقہ حدیث میں مذکور دعائے افتتاح پڑھتے۔ نیز لکھا ہے کہ مصنفؒ کی غرض اس حدیث کو لانے سے عمر بن یونس کی سابقہ حدیث کی وضاحت کرنا اور یہ بتانا ہے کہ اس میں اگرچہ تکبیر تحریمہ کا ذکر نہیں ہے لیکن ابونوح کی روایت میں صاف صاف تکبیر تحریمہ کا ذکر ہے جس سے یہ بات متعین ہو جاتی ہے کہ عمر بن یونس کی روایت کا مطلب بھی یہی ہے کہ آپ ﷺ جب صلاۃ لیل کے لئے کھڑے ہوتے تو پہلے تکبیر تحریمہ کہتے اور پھر دعائے افتتاح کے طور پر وہ الفاظ و کلمات پڑھتے جو حضرت عائشہؓ نے بتائے ہیں اور جو عمر بن یونس کی روایت میں مذکور ہیں یعنی (اللھم رب جبریل الخ)۔

”قال مالک لا بأس الخ“ اس سے مصنفؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ امام مالکؒ بھی دعائے افتتاح کے قائل تھے جیسا کہ زرقانیؒ نے بھی امام مالکؒ سے نقل کیا ہے۔ نیز اس سے اُس بات کا رد بھی مصنفؒ کر رہے ہیں جو امام مالکؒ کی طرف سے نقل کی جاتی ہے کہ وہ دعائے افتتاح کو مکروہ کہتے تھے۔ لیکن واضح رہے کہ تعنی کا یہ بیان اگرچہ اس بات کی صریح دلیل ہے کہ امام مالکؒ تکبیر تحریمہ اور قراءت کے درمیان دعائے افتتاح کے پڑھنے کو جائز اور غیر مکروہ سمجھتے تھے لیکن مشہوران کی طرف سے اس کے خلاف ہی منقول ہے۔

”فی أولہ“ اس کو پڑھ کر اگر کسی کے ذہن میں یہ اشکال ہو کہ اس میں جو ضمیر ہے وہ تو مذکر ہے اور اس کا مرجع الصلاة مؤنث ہے اور اس کا قاعدہ یہ ہے کہ مؤنث کیلئے مؤنث ضمیر ہی استعمال ہو سکتی

ہے نہ کہ مذکور تو یہاں اس کی مخالفت کیوں ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ لفظ الصلاة مصدر ہے اور مصدر مذکر و مؤنث دونوں حیثیتیں رکھتا ہے لہذا یہاں پر اس کی مذکور والی حیثیت کے اعتبار سے ضمیر کو مذکر استعمال کیا گیا ہے اس لئے ضمیر اور اس کے مرجع میں کوئی مخالفت نہیں ہے لہذا آپ کو بھی اپنے ذہن سے یہ اشکال نکال دینا چاہئے۔

### تعارف رجالِ حدیث (۷۶۸)

۱۔ محمد بن رافع:۔ یہ محمد بن رافع بن ابی زید سابور القشیری أبو عبد اللہ النیسابوری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶۳)۔

۲۔ أبو نوح:۔ یہ عبد الرحمن بن غزوان الضبی أبو نوح الخزاعي المعروف بقُرَاد ہیں۔ ابنِ مدینی، دارقطنی، یعقوب بن شیبہ اور ابنِ نمیر نے ان کی توثیق کی ہے، ابنِ حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے لیکن کہا ہے کان یخطئ اور ابو حاتم نے ان کو صدوق راوی کہا ہے۔ اور حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھا ہے مگر لکھا ہے لہ افراد اور نویں طبقہ میں شمار کرتے ہوئے ان کی وفات ۱۸۷ھ میں بتائی ہے۔

۳۔ عکرمہ:۔ یہ عکرمہ بن عمار أبو عمار الیمانی البجلي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵)۔

۴۔ القعنبی:۔ یہ عبد اللہ بن مسلمہ بن قعنب القعنبی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۵۔ قال مالک:۔ یہ مشہور امام فقہ مالک بن انس الأصبحی الحمیری المدینی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲)۔

الحديث ۷۶۹- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَعِيمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

الْمُجْمَرِ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ يَحْيَى الزُّرْفِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرْقِيِّ، قَالَ: ((كُنَّا يَوْمًا نُصَلِّي وَرَاءَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَلَمَّا رَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ قَالَ رَجُلٌ وَرَاءَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ. فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: مَنْ الْمُتَكَلِّمُ بِهَا آفِئًا؟ فَقَالَ: الرَّجُلُ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَقَدْ رَأَيْتُ بِضْعَةً وَثَلَاثِينَ مَلَكًا يَتَدَرُونَهَا أَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا أَوَّلُ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۶۹ :- فرمایا امام الودادؒ نے کہ ہم سے بیان کیا تعنی

نے انہوں نے روایت کیا مالک سے انہوں نے نعیم بن عبد اللہ مجمر سے انہوں نے علی بن یحییٰ زرقی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت رفاعہ بن رافع زرقی سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ ایک دن (کا واقعہ ہے کہ) ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے (واضح رہے کہ حافظ نے لکھا ہے کہ یہ مغرب کی نماز تھی۔ بہر کیف راوی بیان کر رہے ہیں کہ قراءت سے فارغ ہو کر آپ ﷺ رکوع میں گئے) اور جب رسول اللہ ﷺ نے رکوع سے اپنا سر مبارک اٹھایا (یا کہنے کہ اٹھانا شروع کیا) تو کہا سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ (اور) ایک شخص نے جو آپ ﷺ کے پیچھے (نماز پڑھ رہا تھا۔ یا بقول ابن بشکول خود راوی حدیث حضرت رفاعہ نے) کہا اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ۔ پس جب رسول اللہ ﷺ (نماز سے) فارغ ہوئے تو فرمایا: کون ہے ان (کلمات مذکورہ) کو ابھی ابھی کہنے والا (یعنی ابھی دورانِ صلاۃ رکوع سے اٹھتے ہوئے یہ کلمات تم میں سے کس شخص نے کہے تھے) تو اُس شخص نے کہا کہ میں ہوں یا رسول اللہ ﷺ (وہ شخص جس نے دورانِ صلاۃ رکوع سے اٹھتے ہوئے یہ کلمات کہے تھے۔) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یقیناً میں نے کچھ اوپر تیس

فرشتوں کو دیکھا ہے کہ وہ جلدی کر رہے تھے ان کلمات کے لئے کہ کون ان کو سب سے پہلے لکھے (اور مقامِ قبولِ بارگاہِ خداوندی میں لیجا کر پیش کرے)۔

نوٹس:- اس حدیث شریف میں جو لفظِ آنفأ مذکور ہے اس کے معنی ہوتے ہیں ابھی بھی، قریب ہی میں۔ اور اس میں دو لغتیں ہیں (۱) مد کے ساتھ یعنی آنفأ (۳) بغیر مد کے یعنی آنفأ معنی دونوں شکلوں میں ایک ہی ہوتے ہیں أي قریباً۔

”بضعة وثلاثین“ صاحبِ المنہل نے لکھا ہے کہ اس میں جو لفظِ بضعة ہے یہ باء کے کسرہ اور ضاد کے سکون کے ساتھ ہے اور ایک لغت اس میں باء کے فتح کی بھی ہے بہر کیف اس کا اطلاق تین سے لیکر نو تک کے عدد پر ہوتا ہے اور اس میں مذکر و مؤنث کا کوئی فرق نہیں ہوتا یعنی بضع رجال اور بضع نسوة دونوں شکلوں میں لفظِ بضع مذکر ہی استعمال ہوتا ہے۔ لیکن جب تیرہ سے لیکر انیس تک اس کا استعمال ہوتا ہے تو مذکر کے لئے تاء کے ساتھ اور مؤنث کے لئے حذفِ تاء کر کے استعمال کیا جاتا ہے چنانچہ کہا جاتا ہے بضعة عشر رجلا اور بضع عشرة امرأة۔ اور بیس سے زیادہ پر اس کا استعمال نہیں ہوتا لیکن بعض مشائخ نے اس کی اجازت دی ہے چنانچہ ان کے مطابق بضعة وعشرون رجلا اور بضع وعشرون امرأة کہنا بھی صحیح ہے۔ اور واضح رہے کہ حدیث میں بضعة وثلاثین کا استعمال جو ہری وغیرہ اُن حضرات کا رد ہے جو یہ کہتے ہیں کہ بضعة کا لفظ بیس سے نیچے ہی استعمال ہوتا ہے اس کے بعد اس کا استعمال نہیں ہوتا کیونکہ حدیث میں تو بیس سے اوپر کے لئے ہی نہیں بلکہ بیس سے اوپر کے لئے استعمال ہوا ہے۔

اور یہ جو حدیث میں کچھ اوپر تیس فرشتوں کا ذکر ہے ان کے بارے میں شرح حضرات نے لکھا ہے کہ یہ فرشتے حفظِ فرشتوں کے علاوہ تھے اور ہوتے ہیں اور اس کی دلیل ہے صحیحین کی وہ حدیث جس میں یہ مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے فرشتے ہیں جو راستوں میں پھرتے رہتے ہیں اور اہل ذکر کو



ڈھونڈتے اور تلاش کرتے پھرتے ہیں۔۔۔۔ اور یہ جو حدیث میں خاص طور پر کچھ اوپر تیس فرشتوں کا ہی ذکر ہے اس کی حکمت یعنی اس تعداد کی خصوصیت کی علت و حکمت بتاتے ہوئے حافظؒ وغیرہ نے لکھا ہے کہ ان کلمات یعنی اللہم ربنا ولک الحمد الخ کے حروف کی تعداد چونتیس ہے لہذا اللہ تعالیٰ نے ان حروف کی تعداد کے مطابق کچھ اوپر تیس یعنی چونتیس فرشتوں کو اتارا اور بھیجا تھا۔

اور آپ ﷺ نے جو ان کلمات کے کہنے والے کے بارے میں پوچھا اور سوال کیا تھا اس کی حکمت و مصلحت بتاتے ہوئے شرح حضرات نے لکھا ہے کہ یہ سوال آپ ﷺ نے اس لئے کیا تھا تاکہ سامعین آپ ﷺ کی بات سن لیں اور مستقبل میں وہ بھی ان کلمات کو کہا کریں۔

اور اس حدیث شریف میں جو یہ کچھ اوپر تیس فرشتوں کی آمد و نزول کا ذکر ہے اس کو پڑھ کر کسی کے بھی ذہن میں یہ سوال آسکتا ہے کہ یہ تو اُس حدیث کے مخالف ہے جس میں بارہ فرشتوں کی آمد و نزول کا ذکر ہے لہذا یہ تو منافات و مخالفت بین الاحادیث ہو رہی ہے جبکہ ہونی نہیں چاہئے تو کیوں ہو رہی ہے؟ تو اس کے شرح حضرات نے کئی جواب دئے ہیں (۱) یہ الگ الگ دو واقعے ہیں ایک میں بارہ فرشتوں کی آمد اور نزول ہوا تھا لہذا آپ ﷺ نے بارہ فرشتوں کے نزول کی خبر دی اور ایک مرتبہ کچھ اوپر تیس فرشتوں کا نزول ہوا تھا لہذا اس مرتبہ آپ ﷺ نے کچھ اوپر تیس فرشتوں کے نزول کی خبر دیدی۔ اب اگر کوئی یہ کہے کہ ایسا کیوں ہوا؟ تو ہو سکتا ہے کہ اخلاص و للہیت کے فرق کی وجہ سے ایسا ہوا ہو۔ یا یہ کہلو کہ اللہ کی مرضی جب چاہے جتنے فرشتوں کو بھیج دے اس میں اشکال کی کیا بات ہے۔ لیکن زیادہ تر لوگوں کی رائے یہ ہے کہ یہ ایک ہی واقعہ ہے کیونکہ روایات کا سیاق و سباق اسی کی طرف مشیر ہے لہذا اب اشکال اور مضبوط ہو جاتا ہے کہ پھر روایات میں فرشتوں کے نزول کی تعداد میں تضاد و تعارض کیوں ہے؟ میں نے بہت کوشش کی مگر مجھے اس کا جواب نہ مل سکا اور نہ ہی حافظؒ وغیرہ نے اس کا جواب لکھا ہے جبکہ حافظؒ وغیرہ کا بھی میلان اسی طرف ہے کہ یہ ایک ہی قصہ و واقعہ ہے۔۔۔۔ لہذا

آپ سے درخواست ہے کہ اگر اس کا کوئی جواب آپ کے علم میں ہو تو مجھے بھی مطلع فرما کر ممنون و ماجور ہوں۔ (محمد یامین قاسمی ۲۰۰۹ء-۲۰۱۱ء)۔

”ایہم یکتبھا أول“ واضح رہے کہ اگر کسی کو یہ اشکال ہو کہ بعض روایات میں تو ”ایہم یرفعھا أول“ ہے لہذا یہ تو منافات و مخالفت بین الاحادیث ہے جبکہ ہونی نہیں چاہئے تو یہ کیوں ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ کوئی منافات نہیں ہے کیونکہ فرشتے پہلے لکھتے ہیں اور پھر اس کو اٹھا کر بارگاہِ خداوندی میں لیجاتے ہیں لہذا جن روایات میں ”یرفعھا“ ہے اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ ان کلمات کے ثواب کو لکھ کر لیجانے کے لئے ایک دوسرے سے سبقت کرتے ہیں۔ اور جن روایات میں ”یکتبھا“ ہے اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ لکھ کر لیجانے میں سبقت کرتے اور ایک دوسرے سے پہلے لکھ کر لیجانا چاہتے ہیں۔

اور اس میں یعنی ”ایہم یکتبھا أول“ میں جو لفظ اول ہے اس کے بارے میں شرح حضرات نے لکھا ہے کہ یہ مبنی علی التضم ہے کیونکہ اس کا مضاف الیہ محذوف ہے اور منوی ہے اور ایسے موقع پر یعنی مقطوع الإضافة ہونے کی حالت میں اس کو یعنی لفظ اول کو مبنی علی التضم ہی پڑھا جاتا ہے۔ لیکن ابن ملک کا کہنا ہے کہ یہ حال ہونے کی بناء پر منصوب ہے۔ اور طیبی نے واضح کیا ہے کہ اس میں جو لفظ ایہم ہے یہ بر بنائے مبتداء مرفوع ہے اور یکتبھا اس کی خبر ہے۔ نیز کچھ حضرات نے ایہم میں نصب کو بھی جائز کہا ہے ای فی نظرہم ایہم یکتبھا۔ لیکن واضح رہے کہ یہ توفنی بحث ہے مگر شرح حضرات نے باعتبار روایت کے یہی لکھا ہے کہ لفظ اول کو با التضم علی البناء اور لفظ ایہم کو بالرفع علی الابتداء روایت کیا گیا ہے۔ ”واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب“۔

### تعارف رجال حدیث (۷۶۹)

۱۔ القعنبی:۔ یہ عبد اللہ بن مسلمة بن قعنب القعنبی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۲۔ مالک:- یہ مشہور امام فقہ مالک بن انس الأصبحي الحميري المدني ہیں۔

دیکھیں حدیث نمبر (۱۲)۔

۳۔ نعيم بن عبد الله:- یہ نعيم بن عبد الله الْمُجَمِرُ المدني مولیٰ آل عمر بن

الخطاب ہیں۔ ابن سعد اور ابو حاتم نے ان کی توثیق کی ہے۔ اور حافظؒ نے ان کو ثقہ لکھ کر تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۴۔ علی بن یحییٰ:- یہ علی بن یحییٰ بن خالد بن رافع بن مالک بن عجلان

الأنصاري الزُرقي ہیں۔ ابن معین، نسائی اور دارقطنی نے ان کی توثیق کی ہے۔ اور حافظؒ نے ان کو ثقہ لکھ کر چوتھے طبقہ میں شمار کیا ہے نیز ان کی وفات ۱۲۹ھ میں بتائی ہے۔

۵۔ عن أبيه:- اس میں اب سے علی بن یحییٰ بن خالد بن رافع

بن مالک بن عجلان بن عمرو بن عامر بن زُرقي الأنصاري۔ منقول ہے کہ یہ آپ ﷺ کی حیات ہی میں پیدا ہو چکے تھے۔ ابن حبان نے ان کو ثقافت تابعین میں ذکر کیا ہے۔ اور حافظؒ نے ان کی وفات سن ستر ہجری کی حدود میں بتائی ہے نیز لکھا ہے کہ جن لوگوں نے ان کی وفات ۱۰۰ھ کے بعد بتائی ہے ان سے سہو غلطی ہوئی ہے۔ کیونکہ ۱۰۰ھ کے بعد جن تکلی کی وفات ہوئی ہے وہ ان کے پوتے یحییٰ بن علی بن یحییٰ بن خالد ہیں۔

۶۔ رفاعہ بن رافع:- آپ رفاعہ بن رافع بن مالک بن عجلان بن عمرو بن

عامر بن زُرقي الأنصاري المدني ہیں۔ آپ بدری صحابی ہیں۔ حضرت علیؓ کے ساتھ جنگ جمل اور جنگ صفین دونوں میں شریک رہے ہیں۔ حافظؒ نے تو ان کی وفات کو بتاتے ہوئے مات فی أول خلافة معاوية کے الفاظ لکھے ہیں لیکن صاحب المہمل وغیرہ نے بصراحت ان کی وفات ۴۱ھ یا ۴۲ھ میں نقل کی ہے۔

الحديث / ۷۷۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُوسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ يَقُولُ: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قِيَامُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، أَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ، وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ. اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَآخَرْتُ وَأَسْرَرْتُ وَأَعْلَنْتُ، أَنْتَ إِلَهِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۷۰:- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن مسلمہ نے انہوں نے نقل کیا مالک سے انہوں نے ابوالزبیر سے انہوں نے طاووس سے انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ جب رات میں نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو (حدیث شریف میں مذکور) اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ (سے لیکر) لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ (تک کے الفاظ) کہتے (اور بطور دعائے افتتاح پڑھتے)۔

نوٹس:- حدیث شریف میں جو ان کلمات یعنی اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ الخ کو کہنے اور پڑھنے کا ذکر ہے تو چونکہ حدیث شریف میں یہ صراحت نہیں ہے کہ ان کلمات کو آپ ﷺ کب کہتے اور پڑھتے تھے اس لئے علمائے کرام کے اس سلسلہ میں مختلف اقوال ہیں۔ (۱) نماز کو شروع کرنے اور تکبیر تحریمہ کہنے سے پہلے ان کلمات کو کہتے تھے (۲) قومہ واعتدال میں پڑھتے تھے (۳) تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد اور قراءت شروع کرنے سے پہلے ان کلمات کو کہتے اور پڑھتے تھے۔ لیکن شرح حضرات نے

لکھا ہے کہ یہ تیسرا قول یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد اور قراءت شروع کرنے سے پہلے ان کلمات کو کہتے اور بطور دعائے افتتاح پڑھتے تھے یہی زیادہ انسب و اقرب الی الصحت ہے کیونکہ آگے آنے والی روایت یعنی حدیث نمبر (۷۷) میں اس کی تصریح بھی موجود ہے۔ نیز ابن خزیمہ نے ایک باب قائم کیا ہے باب الدلیل علی أنه ﷺ کان یقول هذا بعد أن یکبر۔ اور اس باب میں یہی حدیث نقل کی ہے اور ان کی نقل کردہ اس حدیث میں صراحۃً مذکور ہے کہ کان رسول اللہ ﷺ إذا قام للتهجد قال بعد ما یکبر اللهم لك الحمد الخ۔

اور صاحب المنہل نے اس حدیث کے تحت فقہ الحدیث کے عنوان سے لکھا ہے کہ اس حدیث سے نماز کے اندر ان کلمات کو بھی بطور دعائے افتتاح پڑھنے کی مشروعیت و استحباب معلوم ہو رہا ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی کوئی حاجت و غرض اور مطلوب رکھنے سے پہلے اس کی ثناء و حمد کرنی چاہئے جیسے کہ آپ ﷺ نے اس دعاء کے اندر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی ہے اور پھر اپنا مطلوب و حاجت ذکر کیا اور اپنی دعاء مانگی ہے۔

## تعارف رجال حدیث (۷۷۰)

۱۔ عبد اللہ بن مسلمة :۔ یہ عبد اللہ بن مسلمة بن قعنب القعنبي ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۲۔ مالک :۔ یہ مشہور امام فقہ مالک بن انس الأصبحي الحميري المدني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲)۔

۳۔ أبو الزبير :۔ یہ محمد بن مسلم بن تدرُس الأسدي القرشي أبو الزبير المکی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲)۔

۴۔ طاؤس :- یہ طاؤس بن کیسان الیمانی ابو عبدالرحمن الحمیری ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۲۰)۔

۵۔ ابن عباسؓ :- آپؐ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب القرشی الهاشمی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

الحديث / ۷۷۱ - حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ - يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ -  
أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُسْلِمٍ أَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ حَدَّثَهُ قَالَ أَخْبَرَنَا طَاوُؤُسٌ عَنْ ابْنِ  
عَبَّاسٍ، ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ فِي التَّهَجُّدِ يَقُولُ بَعْدَ مَا يَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ))  
ثُمَّ ذَكَرَ مَعْنَاهُ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۷۱ :- فرمایا امام الوداعؒ نے کہ ہم سے بیان کیا ابو کامل نے  
انہوں نے کہا ہمیں خبر دی خالد۔ یعنی خالد بن حارث۔ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عمران بن مسلم  
نے یہ کہ قیس بن سعد نے اُن سے بیان کیا (اور دوران بیان) کہا کہ ہمیں خبر دی طاؤس نے حضرت  
ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہوئے یہ کہ رسول اللہ ﷺ تہجد کی نماز میں اللہ اکبر (یعنی تکبیر تحریمہ) کہنے  
کے بعد کہتے تھے۔ پھر (یعنی اس سے آگے قیس بن سعد یا مصنفؒ کے شیخ ابو کامل نے) ذکر (اور  
بیان) کیا اسی مضمون کو (یعنی ابوالزبیر کی سابقہ حدیث یعنی حدیث نمبر (۷۷۰) ہی کے مضمون کو اگرچہ  
الفاظ مختلف استعمال کئے)۔

نوٹس :- واضح رہے کہ مصنفؒ نے اس حدیث نمبر (۷۷۱) کو لا کر غالباً یہ بتانا چاہا ہے کہ  
چھلی حدیث میں بھی یہی مراد ہے کہ آپ ﷺ اس دعاء اللہم لک الحمد الخ کو نماز کے اندر اور  
تکبیر تحریمہ کے بعد اور قراءت سے پہلے پڑھا کرتے تھے نہ کہ نماز سے باہر تکبیر تحریمہ سے پہلے۔

## تعارف رجال حدیث (۷۷۱)

۱۔ ابو کامل:- یہ فضیل بن حسین بن طلحة الجحدريّ أبو کامل البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۴)۔

۲۔ خالد:- یہ خالد بن الحارث بن عبید الہجیمیّ أبو عثمان البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۸۰)۔

۳۔ عمران بن مسلم:- یہ عمران بن مسلم المنقريّ أبو بکر البصريّ القصير ہیں۔ یحییٰ بن سعید نے ان کو منکر الحدیث کہا ہے اور ابو حاتم نے ان کے بارے میں منکر الحدیث و هو شبه المجهول لکھا ہے۔ اور حافظ نے ان کو صدوق راوی لکھا ہے مگر لکھا ہے رہا وہم نیز ان کو چھٹے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۴۔ قیس بن سعد:- یہ قیس بن سعد المکیّ أبو عبد الملك الحبشي مولیٰ نافع بن علقمة ہیں۔ احمد، ابوزرعه، یعقوب بن شیبہ، ابوداؤد اور عجلی نے ان کی توثیق کی ہے اور حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھا اور چھٹے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے ان کی وفات کچھ اوپر ۱۱۰ھ میں بتائی ہے۔ واضح رہے کہ صاحب المنہل نے ان کی وفات بالتعین ۷۱ھ میں نقل کی ہے۔

۵۔ طاؤس:- یہ طاؤس بن کیسان الیمانیّ أبو عبد الرحمن الحمیریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۰)۔

۶۔ ابن عباس:- آپ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب القرشی الهاشمیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

الحديث/ ۷۷۲- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَ سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ

نَحْوَهُ. قَالَ قُتَيْبَةُ أَخْبَرَنَا رِفَاعَةُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ عَمِّ  
 أَبِيهِ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: ((صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ  
 فَعَطَسَ رِفَاعَةُ - وَلَمْ يَقُلْ قُتَيْبَةُ رِفَاعَةَ - فَقُلْتُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا  
 مُبَارَكًا فِيهِ، مُبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضَى. فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
 انْصَرَفَ فَقَالَ: مَنْ الْمُتَكَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ؟)) ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ وَاتَّمَّ  
 مِنْهُ.

**ترجمہ حدیث نمبر / ۷۷۲ :-** فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا قتیبہ

بن سعید اور سعید بن عبد الجبار نے بھی اُسی کے مثل (واضح رہے کہ اس نحوہ کے دو مطلب ہو سکتے ہیں  
 (۱) ان دونوں نے بھی سابقہ حدیث نمبر (۷۷۰) سے ملتی جلتی حدیث ہم سے بیان کی (۲) ہم سے  
 قتیبہ بن سعید نے بیان کیا اور انہی یعنی قتیبہ بن سعید کی بیان کردہ حدیث سے ملتی جلتی حدیث سعید بن  
 عبد الجبار نے بھی ہم سے بیان کی۔ بہر کیف آگے مصنفؒ) کہہ رہے ہیں کہ دوران حدیث (قتیبہ نے  
 کہا) واضح رہے کہ قال قتیبہ کے ذریعہ مصنفؒ نے یہ واضح کیا اور بتایا ہے کہ ہم جو حدیث نقل کر رہے  
 اور لکھ رہے ہیں وہ قتیبہ والی ہے نہ کہ سعید بن عبد الجبار والی۔ بہر کیف مصنفؒ کہہ رہے ہیں کہ قتیبہ نے  
 ہم سے حدیث بیان کرتے ہوئے کہا کہ) ہمیں خبر دی رفاعہ بن یحییٰ بن عبد اللہ بن رفاعہ بن رافع نے  
 اپنے باپ کے چچا (یعنی اپنے چچیرے دادا) معاذ بن رفاعہ بن رافع سے نقل کرتے ہوئے (اور انہوں  
 نے یعنی معاذ بن رفاعہ نے نقل کیا) اپنے والد (یعنی حضرت رفاعہ بن رافع) سے (یہ کہ انہوں نے)  
 بیان کیا (کہ ایک مرتبہ ایسا ہوا) کہ میں آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے کھڑا ہوا پس رفاعہ کو چھینک آئی۔  
 اور فرمایا امام ابوداؤد نے کہ قتیبہ نے اپنی حدیث میں (فعطس) رفاعہ نہیں کہا۔ (واضح رہے کہ



مصنفؒ لم يقل قتيبة رفاعه سے یہ بتانا چاہر ہے ہیں کہ فعطس رفاعه سعید بن عبد الجبار کے الفاظ میں کیونکہ قتیبہ نے تو اس جگہ فعطست کہا تھا جیسا کہ ترمذی اور نسائی کی روایت میں منقول ہے۔ بہر کیف فعطس رفاعه میں ایک بات تو یہ ذہن میں رکھیں کہ اس میں التفات من المتکلم الی الغائب ہے کیونکہ اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ حضرت رفاعہؓ یہی بتانا چاہر ہے ہیں کہ مجھے چھینک آئی۔ اور دوسری بات یہ بھی سمجھ لیں کہ یہ جوفظ عطس ہے یہ باب ضرب اور نصر دونوں سے استعمال ہوتا ہے معنی ایک ہی ہوتے ہیں یعنی چھینکنا اور چھینک آنا۔ بہر حال آگے حضرت رفاعہؓ بیان کر رہے ہیں کہ جب مجھے چھینک آئی تو میں نے (حدیث میں مذکور) الحمد للہ (سے لیکر) کما یحب ربنا ویرضی (تک کے الفاظ) کہے اور پڑھے، پس جب آپ ﷺ نماز پڑھ کر (اور مکمل کر کے) فارغ ہو کر (لوگوں کی طرف) متوجہ ہوئے تو فرمایا کون (تھا) دوران نماز (ان کلمات کو) کہنے اور پڑھنے والا۔ پھر (یعنی اس کے بعد اور اس سے آگے انہوں نے یعنی قتیبہ نے رفاعہ بن یحییٰ سے نقل کرتے ہوئے اپنی روایت میں) ذکر (نقل اور بیان) کیا مالک کی (اسی) حدیث کے مانند (جس کو انہوں نے عن نعیم بن عبد اللہ کے طریق سے نقل کیا ہے۔ یعنی اس سے آگے قتیبہ نے بھی حدیث نمبر (۷۶۹) سے ملتی جلتی حدیث بیان کی) اور اُن سے (یعنی مالک کی حدیث سے زیادہ) مکمل ومفصل بیان کی (واضح رہے کہ وہ مکمل ومفصل روایت نسائی شریف میں منقول ومذکور ہے جہاں اس کو دیکھا جاسکتا ہے)۔

نوٹس :- واضح رہے کہ صاحب المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ اگر کسی کو دورانِ صلاۃ چھینک آئے تو اس کو اللہ تعالیٰ کی حمد کرنی چاہئے اور یہ حمد کرنا بلا کراہت جائز ومشروع ہے کیونکہ آپ ﷺ نے اُن پر کوئی نکیر نہیں کی ہے۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ نماز کے اندر چھینک آنے پر حمد کرنے والے شخص یعنی عطاس کے جواب کا مطالبہ نہیں کیا جائے

گا۔۔۔ لیکن واضح رہے کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ چھینک آنے پر دوران نماز حمد کرنا اور عاتس کا جواب دینا کیسا ہے اور اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے یا نہیں ہوتی جس کی تفصیلات کے لئے مطوّلات ہی کو دیکھ لینا زیادہ بہتر ہے نیز اس سلسلہ کی کچھ تفصیل آگے باب تشمیت العاتس فی الصلاة میں بھی مذکور ہے وہاں دیکھ لیں۔

ایک بات یہ بھی سمجھ لیں کہ بعض نسخوں میں اس حدیث کی سند کے شروع میں حدثنا قتیبہ بن سعید و سعید بن عبد الجبار کی بجائے قتیبہ بن سعید بن عبد الجبار ہے تو واضح رہے کہ یہ غلط ہے کیونکہ عبد الجبار قتیبہ کے دادا نہیں ہیں اس لئے کہ ان کے دادا کا نام تو جمیل ہے۔ لہذا صحیح یہی ہے کہ یہ یعنی قتیبہ بن سعید اور سعید بن عبد الجبار دو الگ الگ شخص ہیں اور ابوداؤد کے شیخ ہیں۔

اور واضح رہے کہ کچھ شرح حضرات نے یہاں پر یہ بھی لکھا ہے کہ اس حدیث کی مناسبت تو باب تشمیت العاتس فی الصلاة سے تھی پتہ نہیں مصنف اس حدیث کو اس باب میں کیوں لائے ہیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

### تعارف رجال حدیث (۷۷۲)

۱۔ قتیبہ بن سعید :- یہ قتیبہ بن سعید بن جمیل الثقفیّ أبو رجاء البغلانیّ ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۲۵)۔

۲۔ سعید بن عبد الجبار :- یہ سعید بن عبد الجبار بن یزید القرشیّ البصریّ  
أبو عثمان الکراہیسیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷۱)۔

۳۔ قال قتیبہ :- یہ قتیبہ بن سعید بن جمیل الثقفیّ أبو رجاء البغلانیّ ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۲۵)۔

۴۔ رفاعۃ بن یحییٰ:۔ یہ رفاعۃ بن یحییٰ بن عبداللہ بن رفاعۃ بن رافع الأنصاری الزرقی ہیں۔ ابن حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔ اور حافظ نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ بنو رریق کی مسجد کے امام تھے نیز ان کو صدوق راوی لکھا اور آٹھویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔ معاذ بن رفاعۃ:۔ یہ معاذ بن رفاعۃ بن رافع بن مالک بن عجلان بن عمرو بن عامر بن زریق الزرقی الأنصاری ہیں۔ ابن معین نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے ازدی نے ان کے بارے میں یحتج بحديثه لکھا ہے اور حافظ نے ان کو صدوق راوی لکھا اور چوتھے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۶۔ عن أبیه:۔ اس میں اب سے معاذ کے والد مراد ہیں یعنی حضرت رفاعۃ بن رافع بن مالک بن عجلان الأنصاری الزرقی أبو معاذ المدنيؒ۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۶۹)۔

۷۔ فعطس رفاعۃ:۔ آپ صحابی رسول ﷺ حضرت رفاعۃ بن رافع بن مالک بن عجلان الأنصاری الزرقی أبو معاذ المدنيؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۶۹)۔

۸۔ ولم يقل قتيبة:۔ یہ قتيبة بن سعيد بن جميل الثقفی أبو رجاء البغلانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۵)۔

۹۔ رفاعۃ:۔ آپ صحابی رسول ﷺ حضرت رفاعۃ بن رافع بن مالک بن عجلان الأنصاری الزرقی أبو معاذ المدنيؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۶۹)۔

۱۰۔ نحو حديث مالک:۔ یہ مشہور امام فقہ مالک بن انس الأصبحی الحمیری المدنيؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲)۔

الحديث/۷۷۳- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: ((عَطَسَ شَابٌّ مِنَ الْأَنْصَارِ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ حَتَّى يَرْضَى رَبُّنَا وَبَعْدَمَا يَرْضَى مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: مَنْ الْقَائِلُ الْكَلِمَةَ فَإِنَّهُ لَمْ يَقُلْ بَأْسًا؟ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا قُلْتُهَا، لَمْ أَرُدْ بِهَا إِلَّا خَيْرًا. قَالَ: مَا تَنَاهَتْ دُونَ عَرْشِ الرَّحْمَنِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى)).

ترجمہ حدیث نمبر /۷۷۳:- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عباس بن عبد العظیم نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی یزید بن ہارون نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی شریک نے انہوں نے نقل کیا عاصم بن عبید اللہ سے انہوں نے عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سے انہوں نے اپنے والد سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا (کہ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ ہم آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے کہ) ایک انصاری نو جوان آپ ﷺ کے پیچھے چھینکا اس حال میں کہ وہ (انصاری نو جوان - یا اس کا مرجع آپ ﷺ ہیں اور مطلب یہ ہے کہ اس حال میں کہ آپ ﷺ) نماز میں (تھے۔ بہر حال مطلب یہ ہے کہ اُس انصاری نو جوان کو دورانِ نماز چھینک آئی۔ واضح رہے کہ شرح حضرات نے لکھا ہے کہ غالباً یہ چھینکنے والے انصاری نو جوان حضرت رفاعہؓ تھے جیسا کہ اس سے پچھلی حدیث میں اس کی صراحت بھی مذکور ہے۔ بہر کیف اس انصاری نو جوان نے چھینکنے کے) بعد کہا الحمد للہ (سے لیکر اس حدیث میں مذکور) مَنْ أَمَرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ تک (کے کلمات کو۔ یعنی ان کلمات پر مشتمل پوری دعاء پڑھی) پس جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے (تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر) فرمایا کون ہے (ان) کلمات کا

کہنے والا (یعنی ان کلمات پر مشتمل یہ دعاء کس نے پڑھی تھی۔ واضح رہے کہ یہاں پر من الکلمۃ میں لفظ کلمۃ سے پورا کلام اور دعاء مراد ہے جو اُس انصاری نو جوان نے چھینک آنے کے بعد پڑھی تھی۔ اور اس میں کوئی اشکال نہیں ہونا چاہئے کیونکہ لفظ کلمۃ کا اطلاق کبھی کبھی کلام پر بھی ہوتا ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول ”وَتَمَّتْ کَلِمَةُ رَبِّکَ صِدْقًا وَعَدْلًا“ میں بھی ہوا ہے۔ بہر کیف آگے حضرت ربیعہؓ بیان کرتے ہیں کہ وہ نو جوان خاموش رہا (اور آپ ﷺ کے سوال کا جواب نہیں دیا تو) آپ ﷺ نے پھر فرمایا کون ہے ان کلمات کو کہنے والا (اور وہ ڈرے نہیں بتا دے) کیونکہ اُس نے برا نہیں کہا (یعنی اُس نے ان کلمات کو کہہ کر کوئی برا کام یا گناہ نہیں کیا ہے۔ آپ ﷺ کی طرف سے یہ سنتے ہی اُس نو جوان نے) کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے کہا تھا اُن (کلمات) کو اور نہیں ارادہ کیا میں نے اُن کلمات سے مگر خیر کا (یعنی میں نے نیک نیتی سے ہی وہ کلمات کہے تھے۔ اور اس نو جوان کا یہ جواب سن کر آپ ﷺ نے) ارشاد فرمایا (یہ کلمات اتنے اچھے اور بہتر تھے) کہ نہ رُکے بابرکت و بزرگ و برتر رحمن کے عرش سے دُرے (یعنی چڑھتے چلے گئے اور رحمن کے عرش سے نیچے کسی شے کے پاس نہ رُکے بلکہ عرشِ رحمن پر پہنچ کر ہی رُکے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ کلمات اتنے اچھے اور خیر والے تھے کہ ان کلمات کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبولیت تامہ اور کاملہ حاصل ہوئی ہے)۔

نوٹس:- اس حدیث شریف میں جو دعاء مذکور ہے اس میں جو یہ کلمات ہیں و بعد ما یرضی

من أمر الدنيا من الآخرة ان کلمات کی شرح کرتے ہوئے شرح حضرات نے لکھا ہے کہ اس میں من ہے یہ تعلیل یہ ہے یا بمعنی علی ہے اور أمر الدنيا والآخرة سے دنیوی اور اخروی نعمتیں مراد ہیں اور اس پورے جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ایسی حمد ہے جو اس کی رضاء پر ختم نہیں ہوتی ہے بلکہ قبل الرضاء اور بعد الرضاء ہر وقت اس کے لئے حمد و ثناء ہے اس کی عطاء کردہ دنیوی و اخروی نعمتوں کی وجہ سے خلاصہ یہ کہ اُس نو جوان انصاری نے غیر متناہی کل کی کل حمد و ثناء اللہ کے لئے بتائی اور

بیان کی ہے اور اس کی وجہ کے طور پر یہ ذکر کر دیا کہ کیوں نہ ہو اس نے ہمیں ایسی ایسی دنیوی واخروی نعمتیں جو عطاء کر رکھی ہیں۔

”فسکت الشاب“ اس کو پڑھ کر کسی کے بھی ذہن میں یہ اشکال آسکتا ہے کہ اُس نو جوان انصاری حضرت رفاعہؓ نے آپ ﷺ کا جواب دینے میں تاخیر کیوں کی یا کہنے کہ تمام ہی حاضرین صحابہؓ نے آپ ﷺ کا جواب دینے میں تاخیر کیوں کی اس لئے کہ آپ ﷺ کا سوال خالی حضرت رفاعہؓ سے ہی نہیں تھا بلکہ تمام حاضرین ہی سے تھا۔ خلاصہ یہ کہ نبی کریم ﷺ کا جواب دینا تو فرض تھا پھر انہوں نے اس فرض کو کیوں چھوڑا اور آپ ﷺ کا فوراً جواب کیوں نہیں دیا؟ تو اس کا جواب دیتے ہوئے حافظ وغیرہ نے لکھا ہے کہ اصل میں آپ ﷺ نے جو سوال کیا تھا وہ کسی ایک سے تو کیا نہیں تھا اور نہ ہی متعین طریقہ اس انصاری نو جوان کو مخاطب کر کے کیا تھا بلکہ مبہم انداز میں سوال کیا تھا اس لئے ہر ایک یہ سوچتا رہا کہ شاید میرے علاوہ کوئی دوسرا شخص جواب دیدے۔ اور ایسا سوچنے اور کرنے پر ان لوگوں کو اس بات نے آمادہ کیا تھا کہ شاید اس نو جوان نے بہ حالتِ صلاۃ ان کلمات کو کہہ کر کوئی خطا و غلطی کی ہے اس لئے سب اس امید پر جواب دینے سے رُکے رہے کہ شاید آپ ﷺ کی طرف سے اس کی غلطی و خطا کی معافی کا اظہار ہو جائے چنانچہ آپ ﷺ ان تمام حضرات کی خاموشی کو دیکھ کر ان کے اس اندیشہ و خوف کو سمجھ گئے لہذا ان کے سامنے ظاہر کر دیا اور بتا دیا کہ اس نو جوان نے ان کلمات کو کہہ کر کوئی خطا و غلطی نہیں کی ہے۔ بس یہ سننا تھا کہ وجہ سکوت یعنی وجہ تاخیر جواب ختم ہوگئی اور فوراً اُس انصاری نو جوان نے بتا دیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے کہے تھے یہ کلمات اور میں نے بہ نیت خیر ان کلمات کو کہا تھا۔

تعارف رجالِ حدیث (۷۷۳)

العنبري أبو الفضل البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷۶)۔

۲۔ یزید بن ہارون :- یہ یزید بن ہارون السلمي أبو خالد الواسطي ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۳)۔

۳۔ شریک :- یہ شریک بن عبد اللہ بن أبي شريك النخعي الكوفي  
أبو عبد الله القاضي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۵)۔

۴۔ عاصم بن عبيد الله :- یہ عاصم بن عبيد الله بن عاصم بن عمر بن  
الخطاب القرشي العدوي المدني ہیں۔ ابن معین نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ابن سعد نے  
لکھا ہے کہ ان کا کثیر الحدیث ولا یحتج بہ۔ بخاری نے ان کو منکر الحدیث کہا ہے۔ ابوحاتم نے  
ان کو منکر الحدیث، مضطرب الحدیث کہنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ لیس لہ حدیث یعتمد  
علیہ ابن خزیمہ نے کہا ہے لست أحتج بہ لسوء حفظہ اور ابن حبان نے ان کو سئی الحفظ،  
کثیر الوهم وفاحش الخطاء لکھا ہے۔ اور حافظ نے ان کو ضعیف راوی لکھ کر چوتھے طبقہ میں شمار  
کیا ہے نیز ان کی وفات حکومت بنو عباس کی ابتداء میں ۱۳۲ھ میں بتائی تھی۔

۵۔ عبد الله بن عامر :- یہ عبد الله بن عامر بن ربيعة العنزي أبو محمد المدني  
ہیں۔ واقدی نے ان کو ثقہ قلیل الحدیث لکھا ہے۔ ابو زرعة نے لکھا ہے کہ یہ ثقہ ہیں اور انہوں نے نعی  
کریم ﷺ کا زمانہ پایا ہے۔ عجل نے ان کو ثقہ کبار تابعین میں سے بتایا ہے۔ ابن حبان اور ترمذی نے  
لکھا ہے کہ انہوں نے نعی کریم ﷺ کو دیکھا ہے لیکن آپ ﷺ سے کوئی روایت نقل نہیں کی ان کی تمام  
مرویات صحابہ سے ہی منقول ہیں۔ اور حافظ نے لکھا ہے کہ ولد في عهد النبي ﷺ، ولأبيه  
صحبة مشهور، ووثقه العجلي۔ نیز کچھ اوپر ۸۰ھ میں ان کی وفات بتائی ہے۔

۶۔ عن أبيه :- اس میں أب سے عبد اللہ کے والد مراد ہیں یعنی عامر بن ربيعة بن كعب

بن مالک العُزَیّی أبو عبید اللہ الصحابیؓ - یہ مہاجرین اولین میں سے ہیں انہوں نے ہجرت حبشہ ہجرت مدینہ دونوں ہجرتیں کی ہیں۔ بدر اور اس کے بعد کی تمام جنگوں میں شریک رہے ہیں۔ الجابیہ میں حضرت عمر بن خطاب کا لواء و جھنڈا انہی کے پاس تھا۔ حضرت عثمانؓ نے حج کو جاتے وقت مدینہ میں انہی کو اپنا خلیفہ و نائب مقرر کیا تھا۔ حافظؒ نے ان کی وفات کے بارے میں لکھا ہے - مات لیالی قتل عثمان - اور صاحب المنہل وغیرہ نے بہ صراحت ان کی وفات ۳۲ھ یا ۳۳ھ میں نقل کی ہے۔

(۱۲۳) بَابُ مَنْ رَأَى الْإِسْتِفْتَاحَ بِسُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ (۱۲۳) اُن لوگوں (کے دلائل) کا بیان (جو تکبیر تحریمہ کے بعد) سبحانک اللہم وبحمدک سے (نماز کو) شروع کرنے کے قائل ہیں (یعنی اس باب میں وہ احادیث بیان ہوں گی جن سے تکبیر تحریمہ کے بعد بطور دعائے افتتاح سبحانک اللہم وبحمدک الخ پڑھنا معلوم ہوتا ہے)۔

الحدیث / ۷۷۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ مُطَهَّرٍ أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَلِيٍّ الرَّفَاعِيِّ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ كَبَّرَ ثُمَّ يَقُولُ: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ. ثُمَّ يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ثَلَاثًا. ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا ثَلَاثًا، أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمَزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ، ثُمَّ يَقْرَأُ)).



قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا الْحَدِيثُ يَقُولُونَ هُوَ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا، أَلَوْهُمْ مِنْ جَعْفَرٍ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۷۴ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا

عبدالسلام بن مطہر نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی جعفر نے انہوں نے نقل کیا علی بن علی رفاعی سے انہوں نے ابوالتوکل ناجی سے انہوں نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب رات میں (تہجد کی نماز کے لئے) کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر (یعنی تکبیر افتتاح و تحریمہ) کہتے پھر (یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد حدیث میں مذکور) سبحانک اللہم (سے لیکر) وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ (تک کے کلمات و دعائے افتتاح کہتے اور پڑھتے) پھر (یعنی ان کلمات ثناء کو پڑھنے کے بعد) تین (مرتبہ) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہتے پھر (یعنی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہنے کے بعد) تین (مرتبہ) اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا کہتے (پھر اس کے بعد) أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمَزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ (کے الفاظ سے تعوذ فرماتے اور) پھر (یعنی ان الفاظ میں تعوذ فرمانے کے بعد) قراءت کرتے (یعنی قراءت قرآن کریم شروع فرماتے)۔

فرمایا امام ابوداؤد نے اور یہ حدیث (یعنی سابقہ ابوسعید خدریؓ کی حدیث اس کے بارے میں محدثین) کہتے ہیں کہ یہ عن علی بن علی عن الحسن مرسل (صحیح) ہے (اور اس میں جو) وہم و خطاء (ہوئی ہے وہ) جعفر سے (ہوئی ہے)۔

نوٹس :- اس حدیث میں حنفیہ وغیرہ اُن حضرات کی دلیل ہے جو دعائے افتتاح کے طور پر سبحانک اللہم کو پڑھنے کو افضل و بہتر کہتے ہیں۔ صاحب الدلیل نے لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ کا کبھی کبھی لوگوں کو تعلیم دینے اور سکھانے کی غرض سے اس دعائے افتتاح یعنی سبحانک اللہم الخ کو

جہراً اور بآواز بلند پڑھنا باوجودیکہ دعائے افتتاح کو آہستہ سے پڑھنا ہی مسنون ہے اس بات کی دلیل ہے کہ اسی دعائے افتتاح کو پڑھنا افضل ہے۔

اس حدیث شریف کے تحت شرح حضرات نے ایک مسئلہ تعوذ کا بھی بڑی تفصیل سے لکھا ہے جس کو مطولات ہی میں دیکھ لینا بہتر ہے تاہم اتنا یہاں پر بھی سمجھ لیں کہ اس حدیث شریف سے قراءت سے پہلے تعوذ کا ثبوت ہو رہا ہے۔ لیکن حکم تعوذ، محل تعوذ اور الفاظ تعوذ وغیرہ کا مسئلہ مختلف فیہ ہے جس کا کچھ خلاصہ یہ ہے کہ جمہور علماء جن میں حنفیہ بھی ہیں تعوذ کو نمازی کے لئے مستحب کہتے ہیں۔ مالکیہ فرض نمازوں میں اس کی کراہت کے قائل ہیں جبکہ نفل نماز میں وہ بھی مکروہ نہیں کہتے۔ محل تعوذ کے بارے میں اکثر فقہاء و محدثین کا خیال یہ ہے کہ اس کو ہر رکعت میں قراءت سے پہلے پڑھا جائے۔ اس کے الفاظ کے بارے میں اختلاف ہے لیکن جمہور علماء نے اگرچہ جائز تو تمام ہی الفاظ منقولہ کو کہا ہے مگر بہتر و رائج اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ کے الفاظ کو ہی بتایا ہے۔ تعوذ کو جہراً پڑھا جائے یا سرّاً تو احناف و حنابلہ تو سرّاً پڑھنے ہی کے قائل ہیں شوافع کے دو قول ہیں یعنی ایک جہراً کا اور ایک سرّاً کا مگر رائج ان کے یہاں بھی سرّاً پڑھنا ہی ہے۔ اس کے تکرار اور عدم تکرار کا مسئلہ بھی مختلف فیہ ہے شوافع کے نزدیک ہر نمازی کے لئے یعنی امام، منفرد اور مقتدی ہر ایک کے لئے ہر رکعت میں قراءت سے پہلے اس کو پڑھنا مستحب ہے، امام ابوحنیفہؒ اور محمدؒ صرف پہلی رکعت میں مسنون کہتے ہیں اور وہ بھی صرف امام اور منفرد کے لئے یعنی مقتدی کے لئے مسنون نہیں کہتے لیکن احناف میں سے امام ابو یوسفؒ مقتدی کے لئے بھی مسنون کہتے ہیں۔

”قال أبو داؤد الخ“ واضح رہے کہ مصنفؒ اپنی اس عبارت سے اس حدیث کی تضعیف کرنا چاہتے ہیں چنانچہ کہہ رہے ہیں کہ اس حدیث کی اصل سند یہ ہے کہ اس کو علی بن علی نے حضرت حسن بصری سے مرسل روایت کیا ہے یعنی اس میں حضرت حسن بصریؒ نے صحابی رسول ﷺ حضرت ابوسعید

خدریؒ کا ذکر نہیں کیا ہے بلکہ ان کے واسطہ کو حذف کر کے خود ہی اس کو آپ ﷺ کی طرف منسوب کر کے بیان کیا ہے۔ اور یہ جو سند میں یعنی موجودہ زیرِ تشریح حدیث کی سند میں وہم و خطاء اور گڑبڑ ہوئی ہے یعنی اس کو مرفوع و متصل کر کے بیان کرنا یہ جعفر بن سلیمان سے ہوئی ہے۔ الغرض سند کے متکلم فیہ ہونے کی وجہ سے یہ حدیث قابلِ احتجاج نہیں ہے۔ لیکن صاحبِ بذل وغیرہ نے بڑے مفصل انداز میں مصنفؒ کی بیان کردہ اس وجہ تضعیف کا رد کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جعفر بن سلیمان ثقہ ہیں اور ثقہ کی طرف نسبت وہم کرنا صحیح نہیں ہے جو مصنفؒ نے کی ہے اور جس پر ان کی وجہ تضعیف مبنی ہے لہذا اس حدیث کو غیر قابلِ احتجاج کہنا بھی صحیح نہیں ہے۔ تفصیلات کے لئے مطولات دیکھیں۔

### تعارف رجال حدیث (۷۷۴)

۱۔ عبد السلام:۔ یہ عبد السلام بن مطہر بن حسان الأزدي أبو ظفر البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۶۵)۔

۲۔ جعفر:۔ یہ جعفر بن سلیمان الضبعی أبو سلیمان البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۶۵)۔

۳۔ علی بن علی:۔ یہ علی بن علی بن نجاد بن رفاعۃ الیشکری أبو اسماعیل الرفاعی ہیں۔ ابو زرہ، ابن معین اور ابن ابی حاتم نے ان کی توثیق کی ہے۔ احمد، نسائی اور بزار نے ان کے بارے میں لیس بہ بأس کہا ہے۔ اور حافظؒ نے ان کے بارے میں لا بأس بہ لکھا ہے نیز لکھا ہے ورمی بالقدر، وکان عابداً ورساتویں طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۴۔ أبو المتوکل:۔ یہ علی بن داؤد أو دؤاد الناجی الساجی أبو المتوکل البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۴)۔

۵۔ أبو سعید الخدریؓ :- آپؐ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت سعد بن مالک بن سنان بن عبید الأنصاریؓ أبو سعید الخدریؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵)۔

۶۔ قال أبو داؤد :- یہ مصنف کتاب سلیمان بن الأشعث أبو داؤد السجستانیؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۷۔ علی بن علیؓ :- یہ علی بن علی بن نجاد بن رفاعۃ الیشکریؓ أبو إسماعیل الرفاعیؓ ہیں۔ دیکھیں اسی حدیث میں نمبر (۳) پر۔

۸۔ الحسن :- یہ الحسن بن أبي الحسن البصريؓ الزاهد ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷) اور (۲۷)۔

۹۔ من جعفر :- یہ جعفر بن سلیمان الضبعیؓ أبو سلیمان البصريؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۶۵)۔

الحديث/ ۷۷۵- حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عِيسَى أَخْبَرَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ الْمَلَائِيُّ عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ أَبِي الْجَوَزَاءِ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ قَالَ: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ)).

قال أبو داؤد: وهذا الحديث ليس بالمشهور عن عبد السلام بن حرب لم يروه إلا طلق بن غنام، وقد روى قصة الصلاة عن بديل جماعة لم يذكرُوا فيه شيئاً من هذا.

ترجمہ حدیث نمبر/ ۷۷۵: فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا حسین بن عیسیٰ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی طلق بن غنم نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبدالسلام بن حرب مُلّائی نے انہوں نے نقل کیا بدیل بن میسرہ سے انہوں نے ابوالجوزاء سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے (تو تکبیر تحریمہ کہتے اور اس کے بعد حدیث میں مذکور) سبحانک للہم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الہ غیرک (کے الفاظ) کہتے (در بطور دعائے افتتاح پڑھتے)۔

فرمایا امام ابوداؤدؒ نے لیکن یہ حدیث عبدالسلام بن حرب سے مشہور نہیں ہے کیونکہ اس (حدیث) کو عبدالسلام بن حرب سے صرف طلق بن غنم ہی نے روایت کیا ہے (اور ان کے علاوہ کسی اور نے روایت نہیں کیا) حالانکہ قصہ صلاۃ (یعنی آپ ﷺ کی نماز کا تفصیلی واقعہ بیان) بواسطہ بدیل بہت سے لوگوں نے نقل کیا ہے مگر انہوں نے بھی اُس واقعہ و بیان صلاۃ میں اس کا (یعنی اس دعائے افتتاح) کا کوئی ذکر نہیں کیا (واضح رہے کہ مصنفؒ اپنی اس تقریر سے اس حدیث کے ضعف کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں اور اس کی وجہ اس کے غیر مشہور اور شاذ ہونے کو بتا رہے ہیں لیکن صاحب بذل وغیرہ نے لکھا ہے کہ مصنفؒ کی یہ بات قابل تسلیم اور صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ زیادتی یعنی اس دعائے افتتاح کا مزید ذکر ثقہ راوی نے اپنی روایت میں کیا ہے اور یہ اصول ہے کہ ثقہ راوی کی بیان کردہ زیادتی و اضافہ مقبول ہوتا ہے لہذا اس دعاء کی زیادتی و اضافہ بھی مقبول ہوگا)۔

نوٹس:- واضح رہے کہ یہ حدیث اوزاعی، ثوری اور حنفیہ وغیرہ کی دلیل ہے جو بطور دعائے افتتاح اس حدیث میں مذکور سبحانک للہم الخ کے پڑھنے کو افضل و بہتر کہتے ہیں۔ حافظ تقی الدینؒ نے لکھا ہے کہ صحابہؓ میں سے حضرت ابن مسعودؓ وغیرہ کا اس حدیث میں مذکور ثناء اور دعائے افتتاح کو اختیار کرنا اور حضرت عمرؓ کا لوگوں کو سکھانے اور تعلیم دینے کے قصد و ارادہ سے اسی ثناء کو بہ آواز

بلند پڑھنا باوجود اس کے کہ دعائے افتتاح کو آہستہ پڑھنا مسنون ہے اس بات کی دلیل ہے کہ اسی ثناء کو بطور دعائے افتتاح پڑھنا افضل ہے نیز صحابہؓ کے اس کو اختیار کرنے اور حضرت عمرؓ کے کبھی کبھی اس کو زور سے پڑھنے سے یہ بھی پتہ لگ رہا اور اشارہ مل رہا ہے کہ غالباً آپ ﷺ بھی اسی ثناء و دعائے افتتاح پر مداومت فرماتے تھے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجالِ حدیث (۷۷۵)

۱۔ حسین بن عیسیٰ :- یہ حسین بن عیسیٰ بن حُمران الطائی أبو علی البسطامی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۰)۔

۲۔ طلق بن غنّام :- یہ طلق بن غنّام بن طلق بن معاویۃ النخعی أبو محمد الکوفی ہیں۔ دارِ قطنی، عجل اور ابن نمیر نے ان کی توثیق کی ہے۔ ابن سعد نے ان کو ثقہ لکھا اور کبارِ عاشرہ میں شمار کیا ہے نیز ان کی وفات رجب ۲۱۱ھ میں نقل کی ہے۔

۳۔ عبد السلام :- یہ عبد السلام بن حُرَب بن سلمۃ النهدی الملائی أبو بکر الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۴)۔

۴۔ بُدیل بن میسرۃ :- یہ بُدیل بن میسرۃ العقیلی البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۹۶)۔

۵۔ أبو الجوزاء :- یہ اوس بن عبد اللہ الربعی أبو الجوزاء البصری ہیں۔ عجل نے ان کی توثیق کی ہے۔ ابن حبان نے ان کو ثقّات میں ذکر کیا ہے نیز لکھا ہے کہ عابداً فاضلاً۔ اور حافظ نے ان کو کثیر الإرسال ثقہ راوی لکھا ہے اور تیسرے طبقہ میں شمار کرتے ہوئے وفات ۸۳ھ میں بتائی ہے۔ واضح رہے کہ ان کو تیسرے طبقہ میں شمار کیا جانا غالباً نسخ کی خطاء معلوم ہوتی ہے کیونکہ

قبل المائۃ وفات پانے والے تابعین کو حافظ نے دوسرے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۶۔ عائشہ:۔ آپؓ ام المؤمنین عائشہ بنت ابی بکر الصدیقؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸) اور (۳۳)۔

۷۔ قال أبو داؤد:۔ یہ مصنف کتاب سلیمان بن الأشعث أبو داؤد السجستانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۸۔ عن عبد السلام:۔ یہ عبد السلام بن حرب بن سلمۃ النهدي الملائی أبو بکر الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۴)۔

۹۔ طلق بن غنّام:۔ یہ طلق بن غنّام بن طلق بن معاویۃ النخعی أبو محمد الکوفی ہیں۔ دیکھیں اسی حدیث میں نمبر (۳) پر۔

۱۰۔ عن بُدیل:۔ یہ بُدیل بن ميسرة العُقيلي البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث (۵۹۶)۔

### (۱۲۴) بَابُ السَّكْتَةِ عِنْدَ الْإِفْتِتَاحِ

(۱۲۴) نماز شروع کرنے کے وقت (یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد اور قراءت

شروع کرنے سے پہلے) سکتہ کرنے (اور چپ رہنے کا) بیان

الحديث ۷۷۶- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ

يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ قَالَ سَمُرَةُ: حَفِظْتُ سَكْتَتَيْنِ فِي الصَّلَاةِ: سَكْتَةً إِذَا

كَبَّرَ الْإِمَامُ حَتَّى يَقْرَأَ، وَسَكْتَةً إِذَا فَرَغَ مِنْ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةِ عِنْدَ الرُّكُوعِ

قَالَ: فَأَنْكَرَ ذَلِكَ عَلَيْهِ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ. قَالَ: فَكَتَبُوا فِي ذَلِكَ إِلَى أَبِي،

فَصَدَّقَ سَمْرَةَ)).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: كَذَلِكَ قَالَ حُمَيْدٌ فِي هَذَا الْحَدِيثِ: ((وَسَكَتَهُ إِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ)).

ترجمہ حدیث نمبر/۷۷۶:- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا یعقوب بن ابراہیم نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی اسماعیل نے انہوں نے نقل کیا یونس سے انہوں نے حسن سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ حضرت سمرہؓ کا بیان ہے کہ میں نے (رسول اللہ ﷺ سے) نماز کے اندر دو سکتے یاد رکھے ہیں (واضح رہے کہ یہاں پر سکتہ سے اصطلاحی سکتہ مراد نہیں ہے بلکہ چپ رہنا اور خاموش رہنا مراد ہے۔ اور حضرت سمرہؓ کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ مجھے یاد ہے کہ آپ ﷺ نماز میں دو جگہ اور دو مرتبہ خاموش و چپ رہتے تھے) ایک سکتہ تو امام کے تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد سے قراءت کے شروع کرنے تک (یعنی ایک مرتبہ تو آپ ﷺ نماز میں تکبیر تحریمہ کہہ کر قراءت شروع کرنے تک خاموش و چپ رہتے تھے) اور ایک سکتہ فاتحۃ الكتاب اور سورۃ سے فراغت کے بعد رکوع کے وقت (یعنی دوسری مرتبہ آپ ﷺ نماز میں اس وقت خاموش و چپ رہتے تھے جب قراءت سے فارغ ہوتے اور رکوع میں جانے کا ارادہ فرماتے۔۔ صاحب المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ یہ دوسرا سکتہ پہلے سے ذرا ہلکا اور کم ہوتا تھا کیونکہ اس کا مقصد صرف اتنا ہوتا تھا کہ قراءت تکبیر رکوع سے جدا اور الگ معلوم ہو اور سانس وغیرہ جم و ٹھہر جائے۔ بہر حال آگے حضرت حسن بصریؒ کا بیان ہے (کہ عمران بن حصینؓ کے سامنے اس بات کا ذکر کیا گیا کہ حضرت سمرہؓ آپ ﷺ کے بارے میں دوران نماز دو سکتے نقل کرتے ہیں ایک تکبیر تحریمہ کے بعد قراءت سے پہلے اور ایک فاتحۃ اور سورۃ کی قراءت سے فراغت کے بعد رکوع سے پہلے) تو انکا رکنا اس کا (یعنی دو سکتوں کا) عمران بن حصینؓ نے اُن پر (یعنی حضرت سمرہؓ پر) اور کہا کہ ہم نے تو آپ ﷺ سے صرف ایک سکتہ محفوظ کیا اور یاد رکھا ہے یعنی یہ کہا کہ وہ دو سکتے غلط بیان کر رہے ہیں آپ ﷺ تو صرف ایک سکتہ کیا کرتے تھے۔ آگے حضرت حسن بصریؒ بیان کرتے



ہیں (کہ جب ان دونوں حضرات میں بصرہ میں یہ اختلاف ہوا) تو انہوں نے (یعنی لوگوں نے یا خود حضرت سمرہؓ اور عمران بن حصینؓ نے) اس سلسلہ میں (یعنی دو سکتوں کے بارے میں جو انہیں اختلاف تھا اس کے بارے میں اور اس کا حل تلاش کرنے کے لئے) حضرت اُبی بن کعبؓ کے پاس مدینہ لکھا (یعنی لکھ کر اُن سے پوچھا) تو انہوں نے (یعنی حضرت، اُبی بن کعبؓ نے) حضرت سمرہؓ کی تصدیق کی (یعنی یہ جواب دیا کہ حضرت سمرہؓ جو آپ ﷺ سے دورانِ نماز دو سکتوں والی بات نقل کر رہے ہیں وہ صحیح کہہ رہے ہیں کہ آپ ﷺ نماز میں دو مرتبہ سکتہ فرماتے تھے ایک تکبیر تحریمہ کے بعد قراءت سے پہلے اور ایک قراءت سے فراغت کے بعد رکوع میں جانے سے پہلے)۔

فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ایسے ہی کہا ہے حمید نے بھی اس حدیث میں (لیکن حمید نے اپنی روایت میں بجائے وسکتۃ إذا فرغ من فاتحة الكتاب وسورة کے) وسکتۃ إذا فرغ من القراءة بیان کیا ہے (واضح رہے کہ مصنفؒ اس عبارت سے کہنا یہ چاہ رہے ہیں کہ اس حدیث کو ہم سے دو لوگوں نے بیان کیا ہے ایک تو یعقوب نے جو ہم اوپر نقل کر چکے دوسرے حمید نے اور دونوں ہی نے اپنی اپنی روایت میں دو سکتے ذکر کئے ہیں بس فرق اتنا سا ہے کہ یعقوب نے تو اپنی روایت میں دوسرے سکتہ کے محل و وقت کے لئے وسکتۃ إذا فرغ من فاتحة الكتاب وسورة عند الركوع کے الفاظ استعمال کئے ہیں اور حمید نے وسکتۃ إذا فرغ من القراءة کے۔ واضح رہے کہ صاحب المنہل نے اسی طرح اس قال ابوداؤد کی شرح کی ہے لیکن ایسا لگتا ہے کہ اس میں کذا کی تشریح کما قال یعقوب سے صحیح نہیں ہے بلکہ کما قال یونس صحیح ہے اور مطلب یہ ہے کہ جس طریقہ سے حسن بصری سے یونس نے اس روایت کو نقل کیا اور دو سکتے بیان کئے ویسے ہی حمید طویل نے بھی اس روایت کو حسن بصری سے نقل کیا ہے اور انہوں نے بھی اپنی روایت میں دو ہی سکتے نقل کئے ہیں بس اتنا فرق ہے کہ انہوں نے دوسرے سکتہ کے بیان کے لئے وسکتۃ إذا فرغ من

فاتحة الكتاب وسورة عند الركوع کی بجائے وسکتہ إذا فرغ من القراءة کے الفاظ نقل کئے ہیں۔۔۔ اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اس وکذا قال الخ کا مطلب یہ ہو کہ ایسے ہی دوسرے سکتہ کو بیان کرنے کیلئے حمید نے بھی اپنی روایت میں وسکتہ إذا فرغ من القراءة کہا ہے۔

### تعارف رجالِ حدیث (۷۷۶)

۱۔ یعقوب:۔ یہ یعقوب بن ابراہیم بن کثیر العبديّ أبو یوسف الدورقيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۴۱)۔

۲۔ إسماعیل:۔ یہ إسماعیل بن ابراہیم بن مقسم المعروف بابن غلیّة ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۱۰)۔

۳۔ یونس:۔ یہ یونس بن عبید بن دینار العبديّ أبو عبید البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۴)۔

۴۔ الحسن:۔ یہ الحسن بن أبي الحسن البصريّ الزاهد ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷) اور (۲۷)۔

۵۔ قال سمرة:۔ آپؓ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت سمرة بن جندب بن ہلال الفزاريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۱۲)۔

۶۔ عمران بن حصین:۔ آپؓ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت عمران بن حصین بن عبید بن خلف أبو نجید الخزاعيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۴۳)۔

۷۔ أبي:۔ آپؓ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت أبي بن کعب بن قیس الخزرجيّ أبو المنذر سيد القراء المدنيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۱۴)۔

۸۔ قال أبو داود: - یہ مصنف کتاب سلیمان بن الأشعث أبو داود السجستانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۹۔ قال حمید: - یہ حمید بن أبي حميد أبو عبيدة الطويل الخزاعي البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۴)۔

الحديث / ۷۷۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ أَشْعَثَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((أَنَّهُ كَانَ يَسْكُتُ سَكَّتَيْنِ إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ كُلِّهَا)) فَذَكَرَ مَعْنَى يُؤْنَسَ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۷۷: - فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا ابوبکر بن خلاد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی خالد بن حارث نے انہوں نے نقل کیا اشعث سے انہوں نے حسن سے انہوں نے حضرت سمرہ بن جندب سے انہوں نے نقل کیا نبی کریم ﷺ کے بارے میں یہ کہ آپ ﷺ (نماز کے اندر) دو سکتے کیا کرتے تھے (ایک تو جب) جب نماز کو شروع فرماتے (یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد اور قراءت سے پہلے) اور (دوسرا سکتہ جب فرماتے) جب پوری قراءت سے فارغ ہوتے (یعنی رکوع سے پہلے) اور (آگے ذکر و بیان کیا اشعث نے بھی حسن سے روایت کرتے ہوئے) یونس کی حدیث (یعنی حدیث نمبر (۷۷۶) کے ہی مضمون و مفہوم کو) (یعنی وہی حضرت عمران بن حصین کا انکار اور حضرت ابی بن کعبؓ کو خط لکھنا اور حضرت ابی بن کعب کا حضرت سمرہؓ کی تصدیق کرتے ہوئے جواب دینا وغیرہ اپنی حدیث میں نقل کیا ہے)۔

## تعارف رجالِ حدیث (۷۷۷)

۱- مسدد:۔ یہ مسدد بن مسرہد بن مسرہل الأسدی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲)۔

۲- یزید:۔ یہ یزید بن زریع أبو معاویة البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۴)۔

۳- سعید:۔ یہ سعید بن ابی عروبة الیشکری ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۷) اور (۳۳)۔

۴- قتادة:۔ یہ قتادة بن دعامة بن قنادة السدوسی أبو الخطاب البصری ہیں۔

دیکھیں حدیث نمبر (۶)۔

۵- الحسن:۔ یہ الحسن بن ابی الحسن البصری الزاہد ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر

(۱۷) اور (۲۷)۔

۶- سمرة بن جندب:۔ آپؓ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت سمرة بن جندب بن

ہلال الفزاری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۱۲)۔

۷- عمران بن حصین:۔ آپؓ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت عمران بن حصین بن

عبید بن خلف أبو نجید الخزاعی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۴۳)۔

۸- ابی بن کعب:۔ آپؓ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت ابی بن کعب بن قیس

الخزرجی أبو المنذر سید القراء المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۱۴)۔

الحديث/ ۷۷۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ أَخْبَرَنَا سَعِيدٌ أَخْبَرَنَا

قَتَادَةُ عَنِ الْحَسَنِ، ((أَنَّ سَمُرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ وَعِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ تَذَاكَرَا، فَحَدَّثَ

سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ أَنَّهُ حَفِظَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سَكْتَتَيْنِ: سَكْتَةً إِذَا كَبَّرَ وَسَكْتَةً

إِذَا فَرَعَ مِنْ قِرَاءَةٍ "غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ" فَحَفِظَ ذَلِكَ سَمُرَةُ،

وَأَنكَرَ عَلَيْهِ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ، فَكَتَبَا فِي ذَلِكَ إِلَى أَبِي بِنِ كَعْبٍ وَكَانَ فِي كِتَابِهِ إِلَيْهِمَا أَوْفَى رَدِّهِ عَلَيْهِمَا أَنَّ سَمْرَةَ قَدْ حَفِظَ)).

ترجمہ حدیث نمبر ۷۷۸: فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا مسد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی یزید نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی سعید نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی قتادہ نے انہوں نے نقل کیا حسن سے یہ کہ (ایک مرتبہ) سمرہ بن جندبؓ اور حضرت عمران بن حصینؓ (کے درمیان) مذاکرہ (اور گفتگو) ہوئی (اور دورانِ مذاکرہ نماز کے اندر آپ ﷺ کے سکتہ فرمانے کا مسئلہ آیا) تو حضرت سمرہ بن جندبؓ نے بیان کیا کہ انہوں نے آپ ﷺ سے (دورانِ نماز) دو سکتے محفوظ کئے (اور یاد رکھے) ہیں، ایک سکتہ تو تکبیر (تحریمہ) کہنے کے بعد (اور قراءت شروع کرنے سے پہلے) اور ایک سکتہ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ کو (یعنی سورۃ فاتحہ کو) پڑھنے سے فارغ ہونے کے بعد۔ الغرض حضرت سمرہؓ نے تو اس کو یاد رکھا (اور بتایا کہ میں نے آپ ﷺ سے یہ دو سکتے یاد و محفوظ کئے ہیں) لیکن حضرت عمران بن حصینؓ نے ان کی (یعنی حضرت سمرہؓ کی) بات نہیں مانی (اور کہا کہ ہم نے آپ ﷺ سے دورانِ نماز صرف ایک سکتہ یاد کیا اور محفوظ رکھا ہے۔ اور جب ان دونوں حضرات میں یہ اختلاف ہوا) تو دونوں نے اس کے (یعنی اس اختلاف کے) بارے میں حضرت ابی بن کعبؓ کو لکھ کر بھیجا۔ پس ہوا ان کے لکھنے میں ان کو یا ان کے جواب دینے میں ان کو یہ (یعنی حضرت ابی بن کعبؓ کی طرف سے جواب یہ آیا) کہ بے شک سمرہؓ نے صحیح محفوظ کیا اور یاد رکھا ہے (یعنی حضرت سمرہ جو آپ ﷺ کی طرف سے دورانِ نماز دو سکتے بیان و نقل کر رہے ہیں وہی آپ ﷺ سے صحیح محفوظ و منقول ہے اور آپ ﷺ نماز کے اندر دو ہی سکتے فرماتے تھے)۔

نوٹس:۔ سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ اس حدیث شریف میں جو یہ اَوْفَى رَدِّهِ عَلَيْهِمَا

میں کلمہ آو ہے یہ شک کے لئے اب یہ شک کس راوی کو ہوا ہے اس کی وضاحت تو مل نہ سکی لیکن ایسا لگتا ہے کہ غالباً یہ شک حضرت قتادہ کا ہی ہے۔ اور وہ کہنا یہ چاہ رہے ہیں کہ مجھے بالکل پکایا نہیں کہ یہاں پر حسن بصری نے فی کتابہ الیہما کے الفاظ فرمائے تھے یا فی ردہ علیہما کے الفاظ فرمائے تھے۔

اس حدیث شریف کو پڑھ کر کسی کے بھی ذہن میں یہ اشکال آ سکتا ہے کہ یہ حدیث یعنی حدیث نمبر (۷۷۸) تو کچھلی حدیث نمبر (۷۷۶) اور (۷۷۷) کے منافی و مخالف ہے کیونکہ اس میں سورۃ فاتحہ کے بعد دوسرا سکتہ مذکور ہے اور اس میں سورۃ فاتحہ اور سورت یعنی مکمل قراءت سے فراغت کے بعد دوسرا سکتہ مذکور ہے جبکہ یہ دونوں یا کہئے تینوں روایتیں خود حضرت سمرہ ہی سے منقول ہیں۔ خلاصہ یہ کہ احادیث کے درمیان تضاد و تعارض اور مخالفت و منافات نہیں ہونی چاہئے پھر یہ کیوں ہو رہی ہے؟ تو اس کا جواب دیتے ہوئے صاحب المہمل وغیرہ نے لکھا ہے کہ کوئی منافات و اختلاف نہیں ہے کیونکہ اصل بات یہ ہے کہ آپ ﷺ نماز کے اندر تین سکتے فرماتے تھے ایک تکبیر تحریمہ کے بعد اور دوسرا سکتہ قراءت فاتحہ کے بعد اور تیسرا قراءت سورت سے فراغت کے بعد رکوع سے پہلے۔ اب ہوا یہ کہ ایک مرتبہ حضرت سمرہؓ نے روایت کرتے ہوئے تکبیر تحریمہ کے بعد والے سکتہ اور پوری قراءت سے فراغت کے بعد والے سکتہ کو بیان کر دیا۔ اور ایک مرتبہ تکبیر تحریمہ کے بعد والے سکتہ اور سورۃ فاتحہ سے فراغت کے بعد والے سکتہ کو بیان کر دیا اور ان کے شاگردوں نے پھر آگے اسی طرح نقل کیا جیسا کہ انہوں نے بیان کیا۔ اس لئے آپ کو تضاد و تعارض اور منافات و مخالفت بین الاحادیث کا اشکال اپنے ذہن سے نکال دینا چاہئے۔

واضح رہے کہ یہ جو مسئلہ سکتات ہے یہ مختلف فیہ ہے اور شراح و علمائے کرام نے اس کے بارے میں بڑی تفصیلات لکھی ہیں جن کو مطولات ہی میں دیکھ لینا بہتر ہے تاہم اتنا یہاں پر بھی ذہن میں رکھ لیں کہ صاحب عون المعبود نے لکھا ہے کہ اوزاعی، اسحاق، شافعی اور احمد ان تینوں سکتات کے

استحباب کے قائل ہیں اور تمام اصحابِ رائے اور مالک ان کو مکروہ کہتے ہیں۔ اور صاحبِ المنہل نے مزید تفصیل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد والا پہلا سکتہ (جو غالباً متفق علیہ سکتہ ہے) دعائے افتتاح پڑھنے کے لئے ہوتا ہے اور یہ سکتہ امام، مقتدی اور منفرد سب کو کرنا مستحب ہے، اور دوسرا سکتہ جو فاتحہ سے فراغت کے بعد اور قراءتِ سورت سے پہلے ہوتا ہے یہ صرف امام کے لئے ہے اور حنابلہ و شوافع کا کہنا ہے کہ یہ اس لئے ہوتا ہے تاکہ مقتدی حضرات سورۃ فاتحہ پڑھیں اور تیسرا سکتہ مکمل قراءت سے فراغت کے بعد اور رکوع سے پہلے ہوتا ہے یہ امام و منفرد کے لئے ہے اور اس لئے ہے تاکہ تکبیر رکوع اور قراءت میں فصل ہو جائے اور نمازی کے سانس وغیرہ میں ٹھیراؤ اور جماؤ ہو جائے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

### تعارف رجالِ حدیث (۷۷۸)

- ۱۔ مسدد:۔ یہ مسدد بن مسرہد بن مُسرہل الأسدی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲)۔
- ۲۔ یزید:۔ یہ یزید بن زُرّیع أبو معاویۃ البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۴)۔
- ۳۔ سعید:۔ یہ سعید بن أبی عروبۃ الیشکری ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۷) اور (۳۳)۔
- ۴۔ قتادہ:۔ یہ قتادہ بن دعامة بن قتادة السدوسی أبو الخطاب البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶)۔

- ۵۔ الحسن:۔ یہ الحسن بن أبی الحسن البصری الزاہدی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷) اور (۲۷)۔

- ۶۔ سمرة بن جندب:۔ آپؓ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت سمرة بن جندب بن ہلال الفزاري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۱۲)۔

۷۔ عمران بن حصین رض:- آپ رض مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمران بن حصین بن عبید بن خلف ابو نجید الخزاعی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۴۳)۔

۸۔ ابی اُبی بن کعب رض:- آپ رض مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابی بن کعب بن قیس الخزرجی ابو المنذر سید القراء المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۱۴)۔

الحديث/ ۷۷۹- حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى أَخْبَرَنَا سَعِيدٌ بِهَذَا قَالَ: عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ، قَالَ: ((سَكَّتَانِ حَفِظْتُهُمَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ فِيهِ قَالَ سَعِيدٌ قُلْنَا لِقَتَادَةَ: مَا هَاتَانِ السَّكَّتَانِ؟ قَالَ: إِذَا دَخَلَ فِي صَلَاتِهِ وَإِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ، ثُمَّ قَالَ بَعْدُ: وَإِذَا قَالَ غَيْرَ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۷۷۹:- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا ابنِ مثنیٰ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبد الاعلیٰ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی اس کی (یعنی اسی سابقہ حدیث کی) سعید نے (اور دورانِ سند سعید نے) کہا عن قتادة عن الحسن عن سمرة (یعنی سعید نے قتادہ سے نقل کیا انہوں نے حسن سے انہوں نے حضرت سمرة سے یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سکتے محفوظ کئے اور یاد رکھے ہیں (اب آگے مصنف رض عبد الاعلیٰ اور یزید کی حدیث کا ایک فرق بتا رہے ہیں چنانچہ کہہ رہے ہیں کہ عبد الاعلیٰ نے یا ابنِ مثنیٰ نے اس میں (یعنی اپنی حدیث میں مزید یہ بھی) بیان کیا (جو یزید نے یا مسدد نے اپنی روایت میں نہیں بیان کیا تھا۔ الغرض عبد الاعلیٰ یا ابنِ مثنیٰ نے اپنی روایت میں یہ بیان کیا کہ ہم سے ہمارے شیخ نے بتایا کہ سعید نے جب یہ حدیث اپنے شیخ قتادہ سے سنی تو) سعید کا بیان ہے کہ ہم نے (اپنے شیخ) قتادہ سے پوچھا کیا ہیں وہ دو سکتے



(یعنی آپ ﷺ ان دو سکتوں کو کہاں اور کس موقعہ پر کیا کرتے تھے ذرا ہمیں واضح کر کے بتا دیجئے۔ تو قتادہ نے ہمارا جواب دیتے ہوئے) کہا کہ (ایک سکتہ تو جب کرتے) جب نماز شروع فرماتے (یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد اور قراءت سے پہلے)، اور (ایک سکتہ جب فرماتے) جب قراءت سے فارغ ہوتے۔ پھر اس کے بعد (یعنی ہمیں ہمارے سوال کا مذکورہ بالا جواب دینے کے بعد حضرت قتادہ نے) فرمایا اور جب ”غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ“ کہتے۔

نوٹس:- سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ اس حدیث کے تحت شرح حضرات نے بڑی تفصیلات لکھی ہیں جن کو وہیں دیکھ لینا بہتر ہے تاہم کچھ یہاں پر بھی سمجھ لیں۔

”ثم قال بعد الخ“ اس جملہ کے شرح حضرات نے دو مطلب لکھے ہیں (۱) حضرت قتادہ نے اس جملہ کے ذریعہ یہ بتایا ہے کہ ان دو سکتوں کے علاوہ ایک سکتہ ثالثہ نبی کریم ﷺ سورۃ فاتحہ سے فارغ ہو کر اور ضم سورۃ کی شروعات سے پہلے بھی کیا کرتے تھے (۲) دوسرا مطلب اس جملہ کا یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت قتادہ نے جب یہ بتایا کہ دوسرا سکتہ آپ ﷺ قراءت سے فارغ ہو کر فرماتے تھے تو ان کو یہ خیال ہوا کہ سامعین نے اس کا مطلب کہیں یہ نہ سمجھ لیا ہو کہ یہ دوسرا سکتہ آپ ﷺ مکمل قراءت سے فارغ ہو کر رکوع میں جانے سے پہلے کیا کرتے تھے اس لئے اس کے بعد واضح کر دیا کہ میرا قراءت سے فارغ ہونے کے وقت کہنے سے یہ مطلب نہیں ہے بلکہ میری مراد یہ ہے کہ یہ دوسرا سکتہ آپ ﷺ سورۃ فاتحہ کی قراءت سے فارغ ہونے کے وقت کیا کرتے تھے۔

صاحب المنہل نے خلاصہ کے طور پر اس حدیث کے تحت لکھا ہے کہ سکتہ سے متعلق تمام روایات سے ایک تو یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ ایک سکتہ تکبیر تحریمہ کے بعد اور قراءت شروع کرنے سے پہلے ہوگا اور آپ ﷺ کیا کرتے تھے اور یہ سکتہ متفق علیہ ہے۔ اور دوسرے سکتہ کا محل و موقعہ بعض روایات سے مکمل قراءت سے فراغت کے بعد رکوع سے پہلے معلوم ہو رہا ہے اور بعض روایات سے سورۃ فاتحہ کی

قراءت سے فراغت کے بعد معلوم ہو رہا ہے۔ اب اگر تین سکتے مانے جائیں تو کوئی بات ہی نہیں لیکن چونکہ مرفوع احادیث میں صرف دو سکتے منقول ہیں اس لئے یہ کہیں گے کہ آپ ﷺ سکتے تو دو ہی کیا کرتے تھے لیکن دوسرا سکتہ کبھی مکمل قراءت سے فراغت کے بعد کرتے اور کبھی سورہ فاتحہ کی قراءت سے فراغت کے بعد فرماتے۔ اب جس راوی نے اپنے شیخ سے سکتہ کا جو محل وموقعہ سنا اور محفوظ کیا وہی بیان کر دیا۔ اب اگر کوئی کہے کہ ایک ہی راوی نے اس دوسرے سکتہ کو مکمل قراءت سے فراغت کے بعد بھی نقل کیا ہے اور سورہ فاتحہ کی قراءت سے فراغت کے بعد بھی تو اس سے تو تین ہی سکتے ثابت ہوتے ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اُس راوی نے بھی دو ہی سکتے بیان کئے ہیں بس اتنا فرق ہو گیا کہ اُس نے دوسرا سکتہ کبھی مکمل قراءت سے فراغت کے بعد نقل کر دیا اور کبھی سورہ فاتحہ کی قراءت سے فراغت کے بعد۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجالِ حدیث (۷۷۹)

۱۔ ابن المثنیٰ :- یہ محمد بن المثنیٰ العنزى أبو موسی البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷)۔

۲۔ عبد الأعلى :- یہ عبد الأعلى بن عبد الأعلى أبو محمد البصری السامی ابوہمام ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷)۔

۳۔ سعید :- یہ سعید بن ابی عروبۃ الیشکری ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۷) اور (۳۳)۔

۴۔ قتادہ :- یہ قتادہ بن دعامة بن قتادة السدوسی أبو الخطاب البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶)۔

۵۔ الحسن :- یہ الحسن بن ابی الحسن البصری الزاہد ہیں۔ دیکھیں حدیث

نمبر (۱۷) اور (۲۷)۔

۶۔ سمرۃؓ: آپؐ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت سمرۃ بن جندب بن ہلال الفزاریؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۱۲)۔

۷۔ قلنا لقتادۃ: یہ قتادۃ بن دعامۃ بن قتادۃ السدوسیؓ ابو الخطاب البصریؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶)۔

الحديث / ۷۸۰ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ وَحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ عُمَارَةَ الْمَعْنِيِّ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا كَبَّرَ فِي الصَّلَاةِ سَكَتَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَايَ أَنْتَ وَأُمِّي أَرَأَيْتَ سُكُوتَكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ، أَخْبَرْنِي مَا تَقُولُ؟ قَالَ: اللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ. اللَّهُمَّ أَنْفِقْنِي مِنْ خَطَايَايَ كَالثَّوْبِ الْأَبْيَضِ مِنَ الدَّنَسِ. اللَّهُمَّ اغْسِلْنِي بِالْثَّلَجِ وَالْمَاءِ وَالْبَرَدِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۸۰: فرمایا امام الوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا احمد بن ابی شعیب نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی محمد بن فضیل نے انہوں نے روایت کیا عمارہ سے۔ تحویل سند (ایک دوسری سند) اور فرمایا امام الوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا ابوکامل نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبد الواحد نے انہوں نے نقل کیا عمارہ سے (اور ان دونوں نے یعنی محمد بن فضیل اور عبد الواحد نے نقل کیا مختلف الفاظ میں ایک ملتا جلتا) مضمون ابوزرعمہ سے (اور ابوزرعمہ نے نقل کیا) حضرت ابو ہریرہؓ سے یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ (کا معمول یہ) تھا کہ جب نماز (شروع کرنے کے لئے)

تکبیر (تحریمہ) کہتے تو سکتے فرماتے (یعنی تھوڑی دیر چپ و خاموش رہتے) تکبیر (تحریمہ) کہنے اور قراءت (شروع کرنے کے) درمیان (واضح رہے کہ ابنِ رسلان نے لکھا ہے کہ بعض شوافع کا کہنا ہے کہ یہ سکتہ اسلئے فرماتے تھے تاکہ مقتدی فاتحہ پڑھیں لیکن ان بعض شوافع کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کیونکہ امام شافعیؒ اس کے قائل نہیں ہیں بلکہ بعض شوافع کا تو یہاں تک کہنا ہے کہ مقتدی کا ایسا کرنا مکروہ ہے بلکہ ایک قول تو یہ بھی ہے کہ ایسا کرنے سے نماز ہی فاسد ہو جاتی ہے۔ بہر کیف آگے حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے آپ ﷺ کو یہ سکتہ فرماتے ہوئے دیکھا تو (ایک مرتبہ) میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان مجھے بتائیے اپنے اس تکبیر و قراءت کے درمیان سکوت (و خاموش رہنے کے) بارے میں (اور) خبر دیجئے مجھے کہ آپ ﷺ (اس سکوت کے وقت میں) کیا پڑھتے ہیں (اصل میں ہوا یہ تھا کہ حضرت ابو ہریرہؓ آپ ﷺ کے منہ اور ہونٹوں کی حرکت سے اتنا تو سمجھ رہے تھے کہ آپ ﷺ اس سکوت کے وقت میں کچھ پڑھتے ہیں لیکن یہ معلوم نہ تھا کہ کیا پڑھتے ہیں اس لئے انہوں نے یہ نہیں پوچھا کہ ہل تقول شیئاً یعنی صرف خاموش رہتے ہیں یا کچھ پڑھتے ہیں بلکہ یہ پوچھا کہ ما تقول یعنی آپ ﷺ اس سکوت کے وقت جو پڑھتے ہیں وہ مجھے بھی بتا دیجئے۔ بہر کیف حضرت ابو ہریرہؓ کا جواب دیتے ہوئے آپ ﷺ نے) فرمایا: (کہ میں اس سکوت کے وقت یہ کلمات اور یہ دعا پڑھتا ہوں یعنی) اللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اللّٰهُمَّ أَنْفِقْنِي مِنْ خَطَايَايَ كَالثُّوبِ الْأَبْيَضِ مِنَ الدَّنَسِ، اللّٰهُمَّ اغْسِلْنِي بِالثَّلْجِ وَالْمَاءِ وَالْبَرْدِ۔ (کے الفاظ پر مشتمل دعا پڑھتا ہوں)۔

نوٹس:- اس حدیث شریف میں جو یہ الفاظ ہیں بآبی أنت و أمي ان کی تشریح میں تو رہنمائی وغیرہ نے تین باتیں لکھی ہیں (۱) یہ مفسدی کے متعلق ہے اور مبتدا و خبر ہیں أي أنت مفسدی بآبی و أمي یا یہ فدیتنک یا أفدیک کا مفعول منصوب ہے اور باء زائدہ ہے أي فدیتنک أو أفدیک

بأبي وأمي اور جب فعل حذف ہو گیا تو ضمیر متصل کی بجائے ضمیر منفصل یعنی أنت استعمال ہوئی اور یہ حذف کثرت استعمال کی وجہ سے ہوتا ہے۔ بہر حال مطلب ہر شکل میں یہی ہے کہ آپ ﷺ پر میرے ماں باپ قربان و فدا ہوں الخ۔

”أخبرني ماتقول“ اس جملہ کو پڑھ کر کوئی بھی یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ تکرار بے فائدہ ہے جو احادیث میں نہیں ہونا چاہئے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جناب تکرار تو ہے مگر بے فائدہ نہیں ہے بلکہ ماقبل میں مذکور آیت کی تاکید کے لئے ہے اور جو تکرار تاکید وغیرہ کے مقصد سے ہوتا ہے اس کا احادیث میں ہونا کسی خرابی کی بات نہیں ہے کیونکہ تکرار محض خرابی کی بات ہے نہ کہ تکرار برائے تاکید وغیرہ اس لئے آپ کو اپنے ذہن سے یہ اشکال نکال دینا چاہئے۔ اور یہ جو ماقبل میں لفظ آیت ہے یہ بفتح التاء بمعنی أخبرني ہے۔

”اللهم أنقني“ واضح رہے کہ یہ لفظ بعض نسخوں میں نَقْنِي ہے اور بخاری کی روایت میں بھی نَقْنِي ہی ہے۔ مطلب دونوں شکلوں میں ایک ہی ہے اُی طهرني من خطايای وأزِلها عني الخ۔

اور اس حدیث کے تحت شرح حضرات نے ایک مسئلہ دعائے افتتاح کا بھی بڑی تفصیل سے ذکر کیا ہے جس کو وہیں پر دیکھ لیا جائے تاہم اتنا یہاں پر بھی ذہن میں رکھیں کہ حنفیہ دعائے افتتاح کے لئے سبحانک اللهم الخ کو افضل کہتے ہیں۔ شوافع و جہت و جہی للذی الخ کو۔ حنابلہ بھی سبحانک اللهم کو لیکن یہ حضرات اس کے علاوہ کو بھی بلا کسی کراہت کے جائز کہتے ہیں لیکن واضح رہے کہ اس سلسلہ میں گنجائش ہے کسی بھی دعاء کے پڑھنے کو ناجائز کوئی بھی نہیں کہتا بس اگر اختلاف ہے تو صرف افضل وغیر افضل یا مستحب و مکروہ کا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجالِ حدیث (۷۸۰)

۱۔ أحمد بن أبي شعيب :- یہ أحمد بن عبد اللہ بن أبي شعيب مسلم أبو الحسن الحرّانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۷)۔

۲۔ محمد بن فضیل :- یہ محمد بن فضیل بن غزوان الضبیّ أبو عبد الرحمن الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۷)۔

۳۔ عُمارة :- یہ عُمارة بن شُبْرمة الضبیّ الکوفی ہیں۔ نسائی، ابنِ معین، ابنِ سعد اور یعقوب بن سفیان نے ان کی توثیق کی ہے۔ ابو حاتم نے ان کو صالح الحدیث کہا ہے۔ اور حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھا اور چھٹے طبقہ میں شمار کیا ہے نیز لکھا ہے کہ یہ ابنِ مسعود سے مسلماً روایت کرتے ہیں۔

۴۔ أبو کامل :- یہ فضیل بن حُسين بن طلحة الجحدريّ أبو کامل البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۴)۔

۵۔ عبد الواحد :- یہ عبد الواحد بن زیاد أبو بشر أو أبو عبيدة العبديّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۲) اور (۱۸۵)۔

۶۔ عُمارة :- یہ عُمارة بن القعقاع بن شُبْرمة الضبیّ الکوفی ہیں۔ دیکھیں اسی حدیث میں نمبر (۳) پر۔

۷۔ أبوزرعة :- یہ أبوزرعة بن عمرو بن جریر بن عبد اللہ البجليّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۵)۔

۸۔ أبو هريرة :- آپ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت عبد الرحمن بن صخر الدوسيّ أبو هريرة اليمانيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

(۱۲۵) بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ الْجَهْرَ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
(۱۲۵) اُن لوگوں (کی دلیل) کا بیان جو (سورہ فاتحہ کے شروع میں یا کسی بھی سورت کے شروع میں) جہراً (پکار کر) بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنے کے قائل نہیں ہیں۔

الحديث / ۷۸۱ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ، ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ كَانُوا يَفْتَتِحُونَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۸۱ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا مسلم بن ابراہیم نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہشام نے انہوں نے نقل کیا قتادہ سے انہوں نے حضرت انس سے یہ کہ نبی کریم ﷺ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ شروع فرمایا کرتے تھے (نماز میں اپنی) قراءت کو الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ کے ساتھ۔

نوٹس :- اس حدیث شریف کے معنی و مفہوم کو متعین کرنے میں علماء و شراح کرام نے بڑی اختلافی تفصیل نقل کی ہے۔ نیز مسئلہ بسملة کے سلسلہ میں نہایت بسط و تفصیل کے ساتھ لکھا ہے جس کو وہیں مطولات میں دیکھ لینا بہتر ہے تاہم مختصر طور پر اتنا یہاں پر بھی سمجھ لیں کہ یہ حدیث اپنے ظاہر کے اعتبار سے اس بات کی صراحت کر رہی ہے کہ آپ ﷺ اور متینوں مذکور فی الحدیث خلفاء نماز کے اندر اپنی قراءت کی ابتداء بسم اللہ الرحمن الرحیم سے نہیں کرتے تھے بلکہ اَرَكْتُ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ سے کرتے تھے۔۔۔۔ اور اس سلسلہ میں مالکیہ کا کہنا ہے کہ فرض نماز میں بسملہ کو پڑھنا مکروہ ہے چنانچہ امام مالک کا قول مدونہ میں یہ منقول ہے کہ فرض نماز میں نہ تو امام بسملہ پڑھے

اور نہ ہی مقتدی نہ جہراً اور نہ سرّاً یہی سنت ہے میں نے لوگوں کو اسی پر عمل کرتے ہوئے پایا ہے اور نفل نماز میں گنجائش ہے چاہے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو پڑھ لیا جائے اور چاہے چھوڑ دیا جائے۔ اور ایک جماعت جس میں ثوری، اوزاعی، حنابلہ اور احناف بھی ہیں انکا کہنا یہ ہے کہ سرّی اور جہری دونوں طرح کی نمازوں میں بسملہ کو سرّاً اور آہستہ پڑھنا مسنون ہے۔ اور شوافع کا کہنا یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ کے شروع میں بسملہ پڑھنا واجب ہے اب اگر جہری نماز ہو تو جہراً پڑھنا مستحب ہے اور سرّی ہو تو سرّاً اور آہستہ پڑھنا مستحب ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجال حدیث (۷۸)

۱۔ مسلم بن إبراهيم: یہ مسلم بن إبراهيم الأزدي الفراهيدي أبو عمرو البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۳)۔

۲۔ هشام بن أبي عبد الله الدستوائي سنبر أبو بكر البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۹)۔

۳۔ قتادة بن دعامة بن قنادة السدوسي أبو الخطاب البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶)۔

۴۔ أنس: آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابی اور آپؐ کے خادم خاص حضرت انس بن مالک بن النضر الأنصاري أبو حمزة الخزاز جی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴) اور (۱۹)۔

۵۔ أبو بكر: آپؓ امیر المؤمنین أبو بكر الصديقؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۳۲۰)۔

۶۔ عمر: آپؓ امیر المؤمنین عمر بن الخطاب القرشي العدوي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۲)۔



۷۔ عثمانؓ: آپؐ امیر المؤمنین عثمان بن عفانؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۶)۔

الحديث / ۷۸۲ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ

حُسَيْنِ الْمَعْلَمِ عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ أَبِي الْجَوَزَاءِ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَفْتَتِحُ الصَّلَاةَ بِالتَّكْبِيرِ، وَالْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَكَانَ إِذَا رَكَعَ لَمْ يَشْخِصْ رَأْسَهُ وَلَمْ يَصُوبْهُ وَلَكِنْ بَيْنَ ذَلِكَ، وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَائِمًا، وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ لَمْ يَسْجُدْ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا، وَكَانَ يَقُولُ فِي كُلِّ رَكَعَتَيْنِ التَّحِيَّاتِ، وَكَانَ إِذَا جَلَسَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنَى، وَكَانَ يَنْهَى عَنْ عَقَبِ الشَّيْطَانِ وَعَنْ فِرْشَةِ السَّبْعِ، وَكَانَ يَخْتِمُ الصَّلَاةَ بِالتَّسْلِيمِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۸۲ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا مسد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبدالوارث بن سعید نے انہوں نے نقل کیا حسین معلّم سے انہوں نے بدیل بن میسرہ سے انہوں نے ابوالجوزاء سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ (کا معمول یہ) تھا کہ نماز کو تکبیر (یعنی لفظ اللہ اکبر سے) شروع فرماتے اور قراءت کو الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ سے اور آپ ﷺ کا (یہ بھی معمول) تھا کہ جب رکوع فرماتے تو اپنے سر کو نہ اونچا کرتے اور نہ اسکو نیچا کرتے بلکہ (اپنے سر کو رکوع میں) اسکے درمیان (یعنی تشخیص و تصویب کے درمیان رکھتے۔ مطلب یہ ہے کہ حالت رکوع میں اپنے سر اور بیٹھ کو مستوی اور برابر رکھتے تھے) اور جب آپ ﷺ اپنا سر مبارک رکوع سے اٹھاتے تو (جب تک) سجدہ میں نہ جاتے جب تک (تو) میں (سیدھے کھڑے نہ ہو جاتے، اور جب (پہلے سجدہ سے فارغ ہو کر) اپنا سر مبارک سجدہ سے

اٹھاتے تو (جب تک دوسرا) سجدہ نہ کرتے جب تک کے سیدھے نہ بیٹھ جاتے اور ہر دو رکعت کے بعد التحیات (یعنی تشہد پڑھتے۔ واضح رہے کہ یہ جو ہر دو رکعت کے بعد والی بات مذکور ہے یہ غالباً اکثر کے اعتبار سے ہے کیونکہ مغرب میں تو آپ ﷺ صرف ایک یعنی آخری رکعت کے بعد بھی تشہد پڑھتے تھے) اور آپ ﷺ جب بیٹھتے (یعنی جلسہ فرماتے چاہے پہلا جلسہ ہو یا دوسرا جلسہ تو اپنے بائیں پاؤں کو بچھاتے اور اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا کرتے (یعنی اس طرح بیٹھتے۔ واضح رہے کہ اس جملہ کے ظاہر اور عموم سے یہ پتہ لگ رہا ہے کہ آپ ﷺ اپنی نماز کے تمام جلسات کو یعنی دو سجدوں کے درمیان والے اور تشہد پڑھنے کے لئے کئے جانے والے جلسہ کو اسی طرح فرماتے تھے یعنی بائیں پاؤں کو بچھا کر اور دائیں پاؤں کو کھڑا کر کے جیسا کہ احناف کا مسلک ہے چنانچہ یہ حدیث احناف کے مسلک کی دلیل ہے۔ بہر حال آگے حضرت عائشہؓ بیان کر رہی ہیں کہ) اور آپ ﷺ منع فرماتے تھے شیطان کی نشست (و بیٹھک) سے اور جانوروں کی طرح ہاتھ بچھانے سے، اور آپ ﷺ ختم فرماتے تھے نماز کو تسلیم (یعنی السلام علیکم ورحمة اللہ کہنے) کے ساتھ۔

نوٹس:- ”وكان يقول في كل ركعتين التحيات“ صاحب عون المعبود وغیرہ نے بحوالہ نوویؒ نے لکھا ہے کہ اس جملہ میں امام احمدؒ اور اُن فقہائے اہل حدیث کی دلیل ہے جو تشہد اول اور تشہد اخیر دونوں کو واجب کہتے ہیں کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ نماز ایسے پڑھو جیسے تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ واضح رہے کہ امام مالکؒ، ابو حنیفہؒ اور اکثر حضرات اس بات کے قائل ہیں کہ دونوں تشہد سنت ہیں واجب نہیں ہیں اور امام شافعیؒ پہلے تشہد کو سنت اور دوسرے کو واجب کہتے ہیں۔

”عن عقب الشيطان“ اسمیں جو لفظ عقب ہے یہ عین کے فتح اور قاف کے کسرہ کے ساتھ ہے اور اسکے معنی ہوتے ہیں الإقعاء اور کچھ حضرات نے عقب الشيطان کے معنی بتائے ہیں وضوء

کے اندر اپنے ایڑیوں کو دھونے سے چھوڑ دینا۔ لیکن یہاں پر زیادہ تر حضرات نے پہلے ہی یعنی الإقعاء ہی کے معنی لئے اور بتائے ہیں، اور یہ یعنی الإقعاء دو قسم کا ہوتا ہے (۱) آدمی اپنی سرینوں کو زمین سے لگائے اور زمین پر رکھے، اپنی پنڈلی اور رانوں کو کھڑا کرے اور اپنے ہاتھوں کو کتے کے بچھانے اور رکھنے کی طرح زمین پر بچھائے اور رکھے اور ابو عبیدہ وغیرہ نے الإقعاء کی یہی تفسیر کی ہے اور اقعاء کی یہی وہ نوع اور قسم ہے جو ممنوع ہے اور جسکے بارے میں نہی وارد ہوئی ہے یعنی اس حدیث میں بھی عقب الشیطان سے یہی والا اقعاء مراد ہے (۲) إقعاء کی دوسری قسم یہ ہے کہ آدمی اپنے دونوں پاؤں کو کھڑا کرے اور اپنی دونوں سرینوں کو اپنی دونوں ایڑیوں پر رکھ کر بیٹھے دونوں سجدوں کے درمیان اور یہی والا إقعاء مراد ہے حضرت ابن عباسؓ کے اس قول میں جس میں انہوں نے اسکو سنة نبیکم ﷺ یعنی نبی کریم ﷺ کی سنت بتایا ہے۔ (واضح رہے کہ إقعاء کی مفصل تفصیل کے لئے شرح النووی کا مطالعہ نہایت مفید رہے گا)۔

”و عن فرشة السبع“ اس میں جو لفظ فرشة ہے یہ بکسر الفاء اسم نوع ہے بروزن جلسۃ۔ اور فرشة السبع کا مطلب بتاتے ہوئے شرح حضرات نے لکھا ہے کہ اس کی شکل یہ ہے کہ آدمی نماز کے اندر بہ حالت سجدہ اپنے بازوؤں کو زمین پر بچھا دے جیسے کہ کتے اور بھیڑے بچھاتے ہیں۔ اور یہ طریقہ سجدہ کے اندر ممنوع ہے اور مسنون طریقہ یہ ہے کہ نمازی دوران سجدہ اپنے ہاتھوں کو تو زمین پر رکھے لیکن اپنے بازوؤں کو زمین سے اوپر اٹھائے اور کہنیوں کو اپنے پہلوؤں سے جدا اور الگ رکھے۔

”و کان یختم بالتسلیم“ صاحب المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس جملہ میں اس بات کی دلیل ہے کہ جس طرح نماز کا شروع کرنا اللہ اکبر کے ساتھ نماز کا ایک رکن ہے ایسے ہی لفظ السلام علیکم ورحمة اللہ کے ساتھ نماز کو ختم کرنا بھی نماز کا ایک رکن ہی ہے جیسا کہ اکثر ائمہ و علماء اس

کے قائل ہیں کہ نماز سے نکلنے کے لئے لفظِ السلام ہی ضروری ہے۔ نیز اس جملہ میں حنفیہ کے خلاف بھی دلیل ہے جو یہ کہتے ہیں کہ نماز سے لفظِ السلام کے ذریعہ بھی نکلا جاسکتا ہے اور اسکے علاوہ کسی اور منافی صلاۃ شے مثلاً کلام یا حدث یا قیام وغیرہ کے ذریعہ بھی نکلا جاسکتا ہے اگرچہ مسنون لفظِ السلام علیکم ورحمة اللہ ہی کے ذریعہ نکلتا ہے۔

اور صاحب المنہل نے اس حدیث کے تحت فقہ الحدیث کے عنوان سے یہ چند باتیں بھی لکھی ہیں (۱) اس حدیث سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ نماز کی شروعات تکبیر کے ذریعہ یعنی اللہ اکبر کہہ کر ہی کرنی چاہئے جیسا کہ جمہور کا قول ہے اور یہ حدیث شریف اُن حنفیہ کے خلاف ہے جو اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ کی تعظیم پر دلالت کرنے والے کسی بھی لفظ کے ذریعہ نماز کو شروع کیا جاسکتا ہے (۲) اس حدیث شریف کے ظاہری الفاظ و مفہوم سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ آپ ﷺ نماز کے اندر قراءت کو بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع نہیں کرتے تھے بلکہ اُرْكَتُ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ سے شروع فرماتے تھے (۳) یہ حدیث شریف یہ بھی بتا رہی ہے کہ بہ حالت رکوع نمازی کو اپنا سر اپنے بیٹھ کے برابر رکھنا چاہئے یعنی پیٹھ سے اونچا یا نیچا نہیں رکھنا چاہئے (۴) اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ نمازی کو رکوع سے اٹھنے کے بعد قومہ میں نیز دو سجدوں کے درمیان جلسہ میں اعتدال کرنا چاہئے اور جلدی نہیں کرنی چاہئے (۵) نماز کے اندر تشہد کا پڑھنا بھی اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے اور نماز کے تمام جلسات میں بائیں پاؤں کو بچھانا اور دائیں پاؤں کو کھڑا کرنا بھی اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے (۶) اس حدیث شریف سے إقعاء کی نفی اور بہ حالت سجدہ بازوں کو زمین پر بچھانے کی ممانعت بھی معلوم ہو رہی ہے (۷) نیز یہ حدیث یہ بھی بتا رہی ہے کہ نمازی کو نماز سے نکلنے کے لئے السلام علیکم ورحمة اللہ کہتے ہوئے سلام پھیر کر نکلتا چاہئے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجالِ حدیث (۷۸۲)

- ۱۔ مسدد:- یہ مسدد بن مسرهد بن مُسرِبِل الأُسَدِیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲)۔  
 ۲۔ عبد الوارث:- یہ عبد الوارث بن سعید بن ذکوان التمیمیّ العنبريّ  
 أبو عبيدة التنوريّ البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴)۔  
 ۳۔ حسین الملم:- یہ حسین بن ذکوان المعلم العوذیّ البصريّ ہیں۔ دیکھیں  
 حدیث نمبر (۲۹۳)۔

- ۴۔ بُدیل:- یہ بُدیل بن ميسرة العُقيليّ البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۹۶)۔  
 ۵۔ أبو الجوزاء:- یہ أوس بن عبد الله الربعيّ أبو الجوزاء البصريّ ہیں۔  
 دیکھیں حدیث نمبر (۷۷۵)۔  
 ۶۔ عائشة:- آپؓ أم المؤمنین عائشة بنت أبي بكر الصديقؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث  
 نمبر (۱۸) اور (۳۳)۔

الحديث/ ۷۸۳- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا ابْنُ فَضِيلٍ عَنِ  
 الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:  
 ((أُنزِلَتْ عَلَيَّ آيَةُ سُورَةِ فَقَرَأَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ  
 حَتَّى خَتَمَهَا. قَالَ: هَلْ تَدْرُونَ مَا الْكَوْثَرُ؟ قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ فَإِنَّهُ نَهْرٌ  
 وَعَدَنِيهِ رَبِّي عَزَّوَجَلَّ فِي الْجَنَّةِ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۷۸۳:- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا ہناد بن سری

نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابنِ فضیل نے انہوں نے نقل کیا مختار بنِ قُثُل سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ (سورۃ کوثر کے نزول کے بعد) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ابھی ابھی مجھ اور اللہ کی طرف سے) ایک سورت اتاری گئی ہے پھر (یعنی یہ فرمانے کے بعد) آپ ﷺ نے (اس سورت کو بتاتے ہوئے) پڑھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّا اَعْطٰیْنَاكَ الْکُوْثَرَ (اور پڑھتے گئے) یہاں تک کہ ختم (اور مکمل) کر دیا اس کو (یعنی اس سورۃ کوثر کو۔ واضح رہے کہ اس سورت کا سبب نزول شراح حضرات نے یہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ عاص بن وائل نے آپ ﷺ سے مسجد میں آکر ملاقات کی اور کچھ گفتگو کی جب گفتگو کے بعد عاص بن وائل لوٹا تو سردارانِ قریش نے پوچھا کون تھا وہ جس سے تم ملاقات و گفتگو کر رہے تھے اس نے جواب دیا ذلک الأبتسر اور اس کی مراد آپ ﷺ تھے۔ تو اسکے بعد یہ سورت نازل ہوئی۔ بہر کیف اس سورت کو مع بسم اللہ کے پڑھ کر سنانے کے بعد آپ ﷺ نے ان سے) فرمایا: کیا تم جانتے ہو (کہ اس سورت میں جو کوثر مذکور ہے وہ) کُثُوْر کیا ہے؟ انہوں نے (یعنی حاضرین و سامعین صحابہؓ نے) عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ (یعنی کوثر) ایک نہر ہے جسکو (مجھے دینے کا) وعدہ کیا ہے میرے رب عزوجل نے جنت میں (واضح رہے کہ کوثر کی بہت سی تفسیروں شراح حضرات نے نقل کی ہیں مگر لکھا ہے کہ سب سے اچھی تفسیر اسکی وہ ہے جو خود حدیث میں آپ ﷺ نے کی ہے یعنی وہ جنت میں ایک نہر ہے جسکے دینے کا اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ سے وعدہ کیا ہے)۔

نوٹس:- اس حدیث شریف کو پڑھ کر کسی کے بھی ذہن میں یہ بات آسکتی ہے کہ یہ حدیث تو ترجمۃ الباب کے مخالف ہے کیونکہ ترجمۃ الباب ہے ترک الجهر بالبسملة فی الصلاة اور یہ حدیث شریف نہ ترک الجهر بالبسملة فی الصلاة کو بتا رہی ہے اور نہ ہی اسمیں الجهر

بالبسملة في الصلاة کا ذکر ہے تو پھر مصنفؒ اس حدیث کو اس باب میں کیوں لائے ہیں؟ تو اس اشکال کا جواب دیتے ہوئے شرح حضرات نے لکھا ہے کہ کسی کو بھی یہ اشکال یعنی مخالفت حدیث للباب کا اشکال نہیں ہونا چاہئے کیونکہ بعض نسخوں میں باب من لم ير الجهر بسم الله الرحمن الرحيم کے ترجمۃ الباب کی بجائے باب الجهر بسم الله الرحمن الرحيم کا عنوان و باب ہے جو اپنے مفہوم کے اعتبار سے جہر بسملہ کے اثبات اور اسکی نفی یعنی ترک جہر بسملہ دونوں کو شامل ہے لہذا مصنفؒ دو حدیثیں پہلے ایسی لائے جو ترک جہر بسملہ پر دال ہیں اور ایک حدیث آخر میں ایسی لائے جو خارج صلاۃ اثبات جہر بسملہ پر دال ہے لہذا جس کسی کو بھی یہ اشکال ہوا سے اپنے ذہن سے یہ اشکال نکال دینا چاہئے۔ نیز یہ بھی جواب دیا جاسکتا ہے کہ جب آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ ابھی ابھی مجھ پر ایک سورت اتری ہے اور پھر اسکی تفسیر مع بسم اللہ کے اس سورت کو پڑھ کر کی تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ بسم اللہ بھی سورت کا ایک جزء ہے لہذا جہری نماز میں جب کسی سورت کو پڑھا جائے تو اسکو یعنی بسم اللہ کو بھی سورت کی باقی آیتوں کی طرح جہر ہی پڑھا جائے گا۔ بہر کیف یہ جواب یا پہلا جواب کوئی سا بھی جواب سامنے رکھا جائے اور بعض نسخوں والے اُس ترجمۃ الباب یعنی باب الجهر بسم اللہ الرحمن الرحيم کو مد نظر رکھا جائے تو کسی کو بھی یہ عدم مخالفت حدیث للباب کا اشکال نہیں ہوگا لہذا آپ کو بھی اپنے ذہن سے یہ اشکال نکال دینا چاہئے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

اور صاحب المنہل نے اس حدیث کے تحت فقہ الحدیث کے عنوان سے لکھا ہے کہ اس حدیث سے یہ چند باتیں بھی سمجھ میں آرہی ہیں (۱) بسم اللہ سورت کا جزء ہوتی ہے (۲) قوم کے سردار و رئیس کو چاہئے کہ لوگوں کو ایسی باتیں جو طاعت کی ترغیب دلانے والی اور عمل صالح پر لگانے والی ہوں اور انہیں معلوم نہ ہوں تو انکو بتانی اور انکے سامنے بیان کرنی چاہئیں تاکہ انہیں طاعت و اطاعت کی رغبت اور عمل صالح کا زیادہ سے زیادہ شوق ہو (۳) اس حدیث شریف سے آپ ﷺ کی مزید یہ

فضیلت بھی معلوم ہو رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ عظیم منہ وعطیہ یعنی نہر کوثر کا عطیہ مخصوص طور پر آپ ﷺ کو ہی عطاء کیا ہے اور آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور کو عطاء نہیں کیا۔

### تعارف رجالِ حدیث (۷۸۳)

۱۔ ہناد:۔ یہ ہناد بن السری بن مُصعب التیمیّی ابو السریّ الکوفی ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۲۰)۔

۲۔ ابن فضیل:۔ یہ محمد بن فضیل بن غزو ان الضبیّ ابو عبد الرحمن الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۷)۔

۳۔ المختار:۔ یہ المختار بن قُفل المخرومی مولیٰ عمرو بن حرث ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۶۲۳)۔

۴۔ انس بن مالک:۔ آپ مشہور کثیر الروایہ صحابی اور آپ ﷺ کے خادم خاص حضرت انس بن مالک بن النضر الأنصاری ابو حمزة الخزرجی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴) اور (۱۹)۔

الحديث/ ۷۸۴- حَدَّثَنَا قُتَيْبُ بْنُ نُسَيْرٍ أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ  
الْأَعْرَجُ الْمَكِّيُّ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ، وَذَكَرَ الْإِفْكَ قَالَتْ:  
(جَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ وَقَالَ: أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ  
الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ). (إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ).  
(الآيَةُ)).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ، قَدْ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ جَمَاعَةٌ عَنْ



الزُّهْرِيُّ، لَمْ يَذْكُرُوا هَذَا الْكَلَامَ عَلَى هَذَا الشَّرْحِ، وَأَخَافُ أَنْ يَكُونَ أَمْرُ الْإِسْتِعَاذَةِ مِنْهُ كَلَامَ حَمِيدٍ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۸۴: - فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا قُطْن بن سُیر نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی جعفر نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی حمید اعرج مکی نے انہوں نے نقل کیا ابن شہاب سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے اور انہوں نے (یعنی عروہ نے بواسطہ عائشہؓ اپنی حدیث میں نقل) و بیان کیا اُفک (و بہتان کے واقعہ) کو (اور دورانِ بیان قصہ اُفک یہ بھی بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ نے اُن سے یہ قصہ اُفک بیان کرتے ہوئے) کہا کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے اور اپنا منہ کھولا (واضح رہے کہ آپ ﷺ نزولِ وحی کے وقت اپنے چہرہ مبارک کو کپڑے سے ڈھانپ لیتے تھے تو یہ چہرہ کو کھولنا جو مذکور ہے اسکا مطلب یہی ہے کہ آپ ﷺ پر اس واقعہ اُفک سے متعلق وحی اتر رہی تھی اور جب وحی اتر چکی تو آپ ﷺ نے اپنا چہرہ مبارک کھولا) اور کہا اَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ (اور تعوذ کے بعد جو وحی نازل ہوئی تھی اس کو یعنی) ”إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ“ آخر آیت تک پڑھا (واضح رہے کہ ابنِ رسلان نے لکھا ہے کہ حدیث میں مذکور الفاظ کے ساتھ تعوذ مستحب ہے۔ نیز آپ ﷺ کے صرف تعوذ کے ساتھ اس آیت کے پڑھنے سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ جو شخص درمیانِ سورت سے قراءت شروع کرے تو اسکو تعوذ کے ساتھ قراءت شروع کرنی چاہئے نہ کہ بسم اللہ کے ساتھ)۔

اور فرمایا امام ابوداؤد نے کہ یہ حدیث (یعنی حدیث نمبر ۷۸۴) منکر ہے کیونکہ اس حدیث کو زہری سے (حمید اعرج کے علاوہ بھی) ایک جماعت (یعنی زہری کے بہت سے تلامذہ نے) روایت کیا ہے (اور) انہوں نے نہیں ذکر کیا اس کلام کو اس تفصیل کے ساتھ (یعنی انہوں نے نہ تو اپنی روایتوں میں کشفِ وجہ ذکر کیا اور نہ ہی تعوذ کے بعد آپ ﷺ کے پوری آیت تلاوت کرنے کو بیان کیا

بلکہ اُن سب نے تو اپنی روایتوں میں یہ کہا ہے اُن عائشہؓ ذکرت وَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ”إِنَّ الَّذِيْنَ جَاءُوا بِإِلْفُك“ الْآيَةِ۔ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ حمید اُعرج کے علاوہ زہری کے تمام شاگردوں نے اپنی روایتوں میں آپ ﷺ کے تعوذ و استعاذہ کو ذکر نہیں کیا۔ اور اس مطلب کی تائید اگلے جملہ یعنی وَأَخَافُ الْخ سے بھی ہو رہی ہے یعنی مصنفؒ کھر ہے ہیں) اور مجھے ڈر (یعنی اندیشہ و خیال ہے) اس بات کا کہ یہ شیطان سے استعاذہ و تعوذ کا مسئلہ (یعنی حدیث شریف کے اندر آپ ﷺ کا عوذ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ پڑھنا اور کہنا) حمید کا اپنا قول اور کلام ہو۔

نوٹس:- واضح رہے کہ مصنفؒ نے اپنی اس عبارت قَال أَبُو دَاوُدُ الْخ کے ذریعہ اس حدیث پر دو طرح سے اعتراض کیا ہے (۱) اس حدیث کا سیاق زہری سے روایت کرنے والی ایک پوری جماعت کے سیاق سے مخالف ہے (۲) اس حدیث میں جو مسئلہ استعاذہ مذکور ہے یہ اصل حدیث میں اور حدیث کا جزء نہیں ہے بلکہ خود حمید کا اپنا کلام اور قول ہے۔ لیکن صاحب المنہل وغیرہ تقریباً تمام ہی شرح حضرات نے مصنفؒ کے اس اعتراض کو تسلیم نہیں کیا ہے چنانچہ دوسری والی بات کو تو یہ کہہ کر رد کیا ہے اور تسلیم نہیں کیا کہ یہ مصنفؒ کا اپنا خیال و گمان اور وجدان ہے اور اسکی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اور پہلی بات یعنی مصنفؒ نے جو اس حدیث کو منکر کہا ہے اسکو رد کرتے ہوئے یا کہتے کہ مصنفؒ کی طرف سے اس کی تاویل کرتے ہوئے یہ تفصیل لکھی ہے کہ اس حدیث کو منکر نہیں کہا جاسکتا کیونکہ منکر وہ روایت ہوتی ہے جس کو کوئی ضعیف راوی ثقہ راویوں کے مخالف نقل کرے اور حمید اُعرج ضعیف ہیں نہیں بلکہ ثقہ اور قوی العدالہ راوی ہیں لہذا ان کی حدیث کو منکر نہیں کہا جاسکتا ہاں شاذ ضرور کہا جاسکتا ہے کیونکہ شاذ اُس روایت کو کہتے ہیں جس کو ثقہ قوی العدالہ راوی دیگر ثقات راویوں کے خلاف نقل کرے۔ لہذا اب مصنفؒ کے اس روایت کو منکر کہنے کی تاویل یا تو یہ کرنی پڑے گی کہ مصنفؒ سے تسامح ہوا ہے اور انہوں نے شاذ پر منکر کا اطلاق کر دیا ہے۔ یا یہ کہنا پڑے گا کہ حمید اُعرج کے بارے میں امام

احمد کا قول ہے، انہ لیس بالقویٰ یعنی یہ ضعیف ہیں لہذا یہ روایت ایک ضعیف راوی کی روایت ہے جو ثقہ راویوں کے مخالف ہے اور ظاہر ہے ایسی روایت کو منکر ہی کہا جاتا ہے یعنی احمد کے اس قول کی بنیاد پر مصنف کا اس کو منکر کہنا اپنی جگہ صحیح ہے۔

اب ایک مسئلہ یہاں پر یہ کھڑا ہوگا کہ یہ روایت بھی اس باب سے کوئی مطابقت نہیں رکھتی تو پھر مصنف اس روایت کو اس باب میں کیوں لائے ہیں؟ تو اس کا جواب دیتے ہوئے شرح حضرات نے کئی باتیں لکھی ہیں مگر مجھے سب سے اچھی بات وہ لگی جو صاحب المنہل نے لکھی ہے انہوں نے لکھا ہے کہ آپ کو یہ مخالفت حدیث للباب کا اشکال نہیں ہونا چاہئے کیونکہ مصنف نے باب قائم کیا ہے مطلق عدم جہر بسملہ کا نہ کہ عدم جہر بسملہ فی الصلاة کا اور اس حدیث میں ظاہر ہے عدم جہر بسملہ مذکور ہے لہذا اس حدیث کی باب سے مناسبت ہے اس لئے آپ کو مخالفت حدیث للباب کا اشکال اپنے ذہن سے نکال دینا چاہئے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

### تعارف رجال حدیث (۷۸۴)

۱۔ قَطَن بن نُسَیر:۔ یہ قَطَن بن نُسَیر الغُبَرِیُّ أَبُو عَبَّاد البَصَرِیُّ ہیں۔ ابنِ حُبَّان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔ ابنِ عدی کا قول ہے، انہ کان یسرق الحدیث ویوصلہ۔ اور حافظ نے ان کے بارے میں صدوق یخطئ لکھا ہے نیز ان کو دوسویں طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۲۔ جعفر:۔ یہ جعفر بن سلیمان الضبعیُّ أَبُو سلیمان البَصَرِیُّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۶۵)۔

۳۔ حمید:۔ یہ حُمَید بن قیس الأَسَدِیُّ أَبُو صفوان المکیُّ الأَعْرَج ہیں۔ ابنِ سعد نے ان کو ثقہ کثیر الحدیث اور اہل مکہ کا قاری لکھا ہے۔ ابنِ عدی کا ان کے بارے میں یہ قول ہے لا بأس بحديثه۔ احمد، ابنِ معین، ابنِ خراش، بخاری اور ابوداؤد نے ان کی توثیق کی ہے۔ اور حافظ

نے لکھا ہے لیس بہ باس نیز چھٹے طبقہ میں شمار کرتے ہوئے وفات ۱۳۰ھ یا ۱۳۱ھ میں بتائی ہے۔

۴۔ ابن شہاب :- یہ محمد بن مسلم۔ ابن شہاب۔ الزہری ہیں۔ دیکھیں حدیث (۹)۔

۵۔ عروۃ :- یہ عروۃ بن الزبیر العوام الأسدی ابو عبد اللہ المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸)۔

۶۔ عائشہ :- آپؓ ام المؤمنین عائشہ بنت ابی بکر الصدیقؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸) اور (۳۳)۔

۷۔ قال ابوداؤد :- یہ مصنف کتاب سلیمان بن الأشعث ابوداؤد السجستانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۸۔ جماعة :- یہ معمر بن راشد اور یونس بن یزید الأیلی وغیرہ ہیں معمر کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۲۷) اور یونس الأیلی کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۱۴۹)۔

۹۔ عن الزہری :- یہ محمد بن مسلم۔ ابن شہاب۔ الزہری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔

### (۱۲۶) بَابُ مَنْ جَهَرَ بِهَا

(۱۲۶) اُن لوگوں کے (دلائل) کا بیان جو بسم اللہ کو جہراً پڑھنے کے قائل ہیں

نوٹ :- واضح رہے کہ بعض نسخوں میں یہ باب موجود نہیں ہے اور صاحب المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس باب کا یہاں پر نہ ہونا ہی زیادہ مناسب ہے کیونکہ اس باب میں مذکور احادیث میں کوئی ایسی شے مذکور نہیں ہے جس کا تعلق جہر بسملہ سے ہو۔

الحديث/ ۷۸۵ - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ عَوْفٍ

عَنْ يَزِيدَ الْفَارِسِيِّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، قَالَ ((قُلْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ: مَا حَمَلَكُمْ أَنْ عَمَدْتُمْ إِلَى بَرَاءَةَ وَهِيَ مِنَ الْمُثَنِّينَ، وَإِلَى الْأَنْفَالِ وَهِيَ مِنَ الْمَثَانِي، فَجَعَلْتُمُوهُمَا فِي السَّبْعِ الطُّوْلِ وَلَمْ تَكْتُبُوا بَيْنَهُمَا سَطْرَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ؟ قَالَ عُثْمَانُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مِمَّ تَنْزِلُ عَلَيْهِ الْآيَاتُ فَيَدْعُو بَعْضُ مَنْ كَانَ يَكْتُبُ لَهُ وَيَقُولُ لَهُ ضَعْ هَذِهِ الْآيَةَ فِي السُّورَةِ الَّتِي يُذَكَّرُ فِيهَا كَذَا وَكَذَا، وَتَنْزِلُ عَلَيْهِ الْآيَةُ وَالْآيَاتُ فَيَقُولُ مِثْلَ ذَلِكَ وَكَانَتِ الْأَنْفَالُ مِنْ أَوَّلِ مَا نَزَلَ عَلَيْهِ بِالْمَدِينَةِ وَكَانَتْ بَرَاءَةُ مِنْ آخِرِ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ، وَكَانَتْ قِصَّتُهَا شَبِيهَةً بِقِصَّتِهَا، فَطَنَنْتُ أَنَّهَا مِنْهَا. فَمِنْ هُنَاكَ وَضَعْتُهُمَا فِي السَّبْعِ الطُّوْلِ وَلَمْ أَكْتُبْ بَيْنَهُمَا سَطْرَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ)).

ترجمہ حدیث نمبر ۷۸۵/- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہمیں خبر دی عمرو بن عون نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہُشیم نے انہوں نے نقل کیا عوف سے انہوں نے یزید فارسی سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ کو یہ (تفصیل) بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے حضرت عثمان بن عفانؓ سے کہا کس چیز نے آمادہ کیا تم کو اس بات پر کہ تم نے (سورۃ) براءت کا ارادہ کیا جبکہ وہ مثنیٰ (یعنی سوا آیتوں والی سورتوں) میں سے ہے اور (ارادہ کیا تم نے سورۃ) انفال کا جبکہ وہ مثانی (یعنی سوا آیتوں سے کم آیتوں والی سورتوں) میں سے ہے اور کر دیا (یعنی رکھ دیا) تم نے اُن دونوں (سورتوں) کو سات لمبی سورتوں میں اور نہیں لکھا تم نے اُن دونوں (سورتوں) یعنی براءت و انفال کے درمیان بسم اللہ الرحمن الرحیم کی سطر کو (واضح رہے کہ ابن عباسؓ کے قول و سوال کی وضاحت کرتے ہوئے صاحب المئمل وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ابن عباسؓ نے

حضرت عثمان بن عفانؓ سے تین باتیں پوچھیں اور انکے بارے میں سوال کیا ہے (۱) سورۃ انفال مثانی میں سے ہے کیونکہ اس میں ستر آیتیں ہیں اور یہ چھوٹی سورت ہے تو تم نے اس کو سات لمبی سورتوں یعنی البقرۃ، آل عمران، النساء، المائدۃ، الأنعام، الأعراف اور البراءۃ میں کیوں رکھا (۲) سورۃ براءت طویل سورت ہے کیونکہ اس میں اکیسواستیس آیتیں ہیں لہذا مناسب یہ تھا کہ اس کو طویل سورتوں میں رکھا جاتا تو تم نے اس کو مبین یعنی تقریباً سو آیتوں والی سورتوں میں کیوں رکھا (۳) سورۃ انفال اور سورۃ براءت دو سورتیں ہیں لہذا ان کے درمیان بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی جانی چاہئے تھی تو تم نے کیوں نہیں لکھی؟ حضرت عثمانؓ نے (حضرت ابن عباسؓ کا جواب دیتے ہوئے) فرمایا نبی کریم ﷺ (کا معمول) تھا کہ آپ ﷺ پر آیتیں اتر کر تیں تو آپ ﷺ اُن میں سے کسی کو جو آپ ﷺ کے لئے لکھا کرتے تھے (یعنی کاتبین وحی زید بن ثابتؓ اور معاویہ بن ابی سفیانؓ وغیرہ میں سے کسی ایک کو) بلاتے اور اُس سے فرماتے کہ رکھ دو اس آیت کو اُس سورت میں جس میں فلاں فلاں (مثلاً فلاں قصہ، فلاں واقعہ، ہود و نوح یا مثلاً فلاں مسئلہ طلاق و نکاح) مذکور ہے (کیونکہ یہ آیت اُسی قصہ و واقعہ اور مسئلہ کے موافق و مناسب ہے۔ واضح رہے کہ اگر کوئی کہنے لگے کہ حضرت عثمانؓ نے جو یہ بات فرمائی ہے یہ تو حضرت ابن عباسؓ کے سوال میں نہ تھی پھر کیوں فرمائی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ نے حکمت یہ اسلوب اختیار کیا اور یہ مزید بات فرمائی ہے تاکہ اس طرف اشارہ ہو جائے کہ ترتیب آیات توقیفی ہے۔ بہر کیف حضرت عثمانؓ نے مزید فرمایا کہ (اور آپ ﷺ پر ایک ایک آیت اور دو دو آیتیں بھی اتر کرتی تھیں تو (بھی) آپ ﷺ مثل اسی کے فرمایا کرتے تھے (یعنی کاتبین وحی سے فرماتے تھے کہ اس آیت یا ان دو آیتوں کو فلاں فلاں سورت میں رکھ دو یعنی مثلاً اس کو اُس سورت میں رکھ دو جسمیں حج کا ذکر ہے اور اسکو اُس میں جسمیں طلاق کا ذکر ہے) اور تھی سورۃ انفال مدینہ منورہ میں (پہونچ کر) آپ ﷺ پر شروع میں نازل ہونے والی (وحی) میں سے اور تھی سورۃ

براءت آخر میں نازل ہونے والے قرآن میں سے (یعنی سورۃ انفال بھی مدنی تھی اور براءت بھی ظاہر ہے مدنی ہی تھی) اور اس کا یعنی براءت کا قصہ و مضمون اس کے (یعنی انفال کے) قصہ کے مشابہ تھا (یعنی دونوں ہی سورتوں میں جہاد اور متعلقات جہاد کا ذکر تھا) تو میں نے سمجھا کہ وہ (یعنی سورۃ براءت) اسی میں سے (یعنی سورۃ انفال ہی میں سے) ہے (اور چونکہ آپ ﷺ کی وفات ہو چکی تھی اور آپ ﷺ نے یہ بیان کیا نہیں تھا کہ سورۃ براءت انفال میں سے ہے یا نہیں ہے) پس اس وجہ سے (یعنی ان دونوں سورتوں کے درمیان اس مشابہت کے پائے جانے اور آپ ﷺ کے اس بات کو نہ بیان کرنے کی وجہ سے کہ براءت انفال میں سے ہے یا نہیں ہے) میں نے ان دونوں (سورتوں) کو سات لمبی سورتوں میں (یعنی ان کے ساتھ) رکھا، اور ان دونوں کے درمیان بسم اللہ الرحمن الرحیم کی سطر کو نہیں لکھا (خلاصہ حضرت عثمانؓ کے جواب کا یہ ہے کہ تم جو انفال کو سورۃ قصیرہ کہہ رہے ہو یہ سورۃ قصیرہ نہیں ہے کیونکہ مذکورہ بالا وضاحت کے بعد یہ دونوں سورتیں گویا ایک ہی ہیں لہذا یہ سورۃ طویلہ ہو گئی اس لئے میں نے اس کو سات لمبی سورتوں میں رکھا۔ اور تم جو یہ کہہ رہے ہو کہ ان کے درمیان بسم اللہ کیوں نہیں لکھی تو اس کی بھی وجہ یہی ہے کہ بسم اللہ مستقل سورت پر لکھی جاتی ہے اور براءت کے بارے میں مستقل سورت کا علم و یقین مجھے نہیں ہے بلکہ یہ گمان و خیال ہے کہ یہ شاید انفال ہی کا جزء ہے اس لئے میں نے سورۃ براءت سے پہلے بسم اللہ نہیں لکھی)۔

نوٹس:- سورۃ براءت اور سورۃ انفال کے درمیان شرح حضرات نے حدیث میں مذکورہ وجہ مناسبت و مشابہت کے علاوہ اور بھی بہت سی وجوہ لکھی ہیں نیز ان کے درمیان بسم اللہ نہ لکھے جانے کی بھی بہت سی وجوہات لکھی ہیں جن کو مطوّلات ہی سے دیکھ لینا بہتر معلوم ہوتا ہے۔۔۔ تاہم یہاں پر یہ ضرور سمجھ لیں کہ حدیث شریف کے اندر جو یہ لفظ فجعلتموہما ہے شرح حضرات نے لکھا ہے کہ یہ بعض نسخوں میں ضمیر واحد کے ساتھ یعنی فجعلتموہما ہے یعنی تم نے اس کو یعنی انفال کو سات لمبی

سورتوں میں کیوں رکھا۔ اور صاحب المنہل نے لکھا ہے کہ یہی یعنی ضمیر واحد کے ساتھ ہونا ہی زیادہ اولیٰ اور بہتر معلوم ہوتا ہے۔ لیکن صاحب بذل نے لکھا ہے کہ دونوں طرح ہی یعنی ضمیر تشنیہ کے ساتھ بھی اور ضمیر واحد کے ساتھ بھی بہتر اور صحیح ہے یعنی جن نسخوں میں یا کہے کہ جن روایتوں میں ضمیر تشنیہ کے ساتھ ہے ان میں تو اس بات کو ملحوظ رکھا گیا ہے کہ یہ یعنی سورۃ انفال و براءت و سورتیں ہیں اور جن میں ضمیر واحد کے ساتھ ہے ان میں یہ ملحوظ رکھا گیا ہے کہ یہ دونوں سورتیں بہ اعتبار معنی و مضمون اور قصہ و واقعہ کے ایک ہی سورت ہیں۔ جیسا کہ حضرت عثمانؓ نے بھی ان کو ایک ہی سورت سمجھا اور خیال کیا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

### تعارف رجال حدیث (۷۸۵)

۱۔ عمرو بن عون :- یہ عمرو بن عون بن اوس بن الجعد الواسطی ابو عثمان البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۲)۔

۲۔ ہشیم :- یہ ہشیم بن بشیر بن القاسم بن دینار السلمی ابو معاویۃ الواسطی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷)۔

۳۔ عوف :- یہ عوف بن اُبی جَمیلۃ العبدی البصری ابو سہل الہجری المعروف بالاعرابی ہیں۔ احمد، ابن معین اور نسائی نے ان کی توثیق کی ہے ابن سعد نے ان کو ثقہ کثیر الحدیث کہا ہے۔ ابو حاتم نے صدوق۔ اور حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھا ہے نیز لکھا ہے رمی بالقدر و بالتشیع اور چھٹے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات پر عمر چھیالیس سال ۱۴۶ھ یا ۱۴۷ھ میں بتائی ہے۔

۴۔ یزید الفارسی :- یہ یزید بن ہُرْمَز الفارسی ابو عبد اللہ المدنی مولیٰ بنی لیث ہیں۔ ابو زرہ، ابن معین، ابن سعد اور عجل نے ان کی توثیق کی ہے۔ اور حافظ نے لکھا ہے کہ صحیح



قول کے مطابق یزید الفارسی دوسرے ہیں اور یزید بن ہُر مزدوسرے ہیں۔ اور یزید بن ہرمز کو ثقہ راوی لکھ کر تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے اور وفات ۱۰۰ھ کے شروع میں بتائی ہے۔ اور یزید الفارسی کو البصری لکھا ہے اور مقبول راوی لکھ کر چوتھے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۵۔ ابن عباسؓ: آپؓ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب القرشی الهاشمی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۶۔ عثمان بن عفانؓ: آپؓ امیر المؤمنین عثمان بن عفانؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۰۶)۔

۷۔ قال عثمان: آپؓ امیر المؤمنین عثمان بن عفانؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۰۶)۔

الحديث/ ۶/ ۷۸- حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ أَخْبَرَنَا مَرْوَانُ يَعْنِي ابْنَ مَعَاوِيَةَ أَخْبَرَنَا عَوْفُ الْأَعْرَابِيِّ عَنْ زَيْدِ الْفَارِسِيِّ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ، بِمَعْنَاهُ قَالَ فِيهِ ((فَقُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَنَا أَنَّهَا مِنْهَا)).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ الشَّعْبِيُّ وَأَبُو مَالِكٍ وَقَتَادَةُ وَثَابِتُ بْنُ عُمَارَةَ ((إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكْتُبْ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ حَتَّى نَزَلَتْ سُورَةُ النَّمْلِ)) هَذَا مَعْنَاهُ.

ترجمہ حدیث نمبر/ ۶/ ۷۸: فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا زیاد بن ایوب نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی مروان۔ یعنی مروان بن معاویہ۔ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عوف اعرابی نے انہوں نے نقل کیا یزید فارسی سے (یہ کہ انہوں نے کہا کہ) مجھ سے بیان کیا حضرت ابن عباسؓ نے (اور یہ سند بیان کرنے کے بعد آگے بیان کیا زیاد بن ایوب نے یا مروان بن معاویہ نے عن عوف کے طریق سے) اس کے مضمون کو (یعنی آگے مروان بن معاویہ نے بواسطہ عوف ایک ایسی حدیث بیان کی جو ہشیم کی عن عوف کے طریق سے نقل کردہ سابقہ حدیث کے مضمون پر مشتمل تھی۔

نیز مروان بن معاویہ نے) اسمیں (یعنی اپنی حدیث میں مزید یہ بھی) بیان کیا کہ اور آپ ﷺ کی وفات ہوگئی اور آپ ﷺ نے ہم سے یہ نہیں بیان کیا کہ وہ (یعنی براءت) اس میں سے (یعنی انفال میں سے) ہے (یا نہیں ہے)۔ خلاصہ یہ کہ عوف سے اس مضمون پر مشتمل روایت کو دو لوگوں نے نقل کیا ہے ایک تو ہشیم نے جو سابقہ حدیث نمبر (۷۸۵) ہے اور ایک مروان بن معاویہ نے جو حدیث نمبر (۷۸۶) ہے لیکن مروان بن معاویہ نے اپنی روایت کے اندر و کانت قصتها شبیهة بقصتها کے بعد مزید یہ بھی نقل کیا ہے کہ ”فقبض رسول الله ﷺ ولم يبين لنا أنها منها“ اور غالباً مصنف اسی فرق کو بتانے کے لئے سابقہ حدیث نمبر (۷۸۵) کے بعد اس حدیث نمبر (۷۸۶) کو لائے ہیں۔

فرمایا امام ابوداؤد نے اور شععی، ابوماک، قتادہ اور ثابت بن عمارہ نے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سورہ نمل کے اترنے تک بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں لکھی (یعنی آپ ﷺ نے سورہ نمل کے اترنے تک اپنے خطوط و مراسلات کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کو نہیں لکھا بلکہ اہل عرب کی عادت کے مطابق آپ ﷺ بھی اپنے خطوط و مراسلات کے شروع میں باسمک اللہم تحریر کیا اور لکھوایا کرتے تھے۔ اور آگے ابوداؤد دیکھ رہے ہیں کہ) یہ اسکا مضمون ہے (یعنی میں نے جو ان حضرات یعنی شععی وغیرہ کی طرف سے یہ بیان نقل کیا ہے یہ بعینہ ان کی نقل کردہ حدیث نہیں ہے بلکہ ان کی حدیث کا مضمون و مفہوم ہے)۔

نوٹس:- ”قال الشعبي الخ“ واضح رہے کہ جس حدیث کی یا جن حدیث کے مضمون کی طرف ابوداؤد اشارہ کرنا چاہتے ہیں اس حدیث کی تخریج ابوداؤد نے مراسیل میں بہ اس الفاظ کی ہے ”عن أبي مالك قال كان النبي ﷺ يكتب باسمك اللهم فلما نزلت ﴿إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾ كتبها“۔۔ اور شععی سے ابن منذر اور عبدالرزاق

نے یہاں الفاظ اس حدیث کی تخریج کی ہے ”قال کان اهل الجاهلية يكتبون باسمك اللهم فكتب النبي ﷺ أول ما كتب باسمك اللهم حتى نزلت ﴿بِسْمِ اللَّهِ مَجْرِبُهَا وَ مَرْسَاها﴾ فكتب باسم الله، ثم نزلت ﴿قُلِ ادْعُوا اللَّهَ أَدْعُوا الرَّحْمَنَ﴾ فكتب بسم الله الرحمن، ثم نزلت آية النمل ﴿إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾ فكتب بسم الله الرحمن الرحيم۔

”لم يكتب الخ“ اس کا ایک مطلب تو وہی ہو سکتا ہے جو اوپر تفصیل سے بیان کر دیا گیا یعنی آپ ﷺ نے اپنے رسائل و خطوط میں بسم اللہ الرحمن الرحیم سورہ نمل کی آیت اِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ الخ کے اترنے تک نہیں لکھا ہاں جب یہ آیت اتر گئی تو آپ ﷺ نے خطوط و رسائل کی شروعات بسم اللہ سے کرانی شروع کر دی اور صحابہؓ کو مراسلات کے شروع میں اسی کے لکھنے کی تاکید کر دی جیسا کہ مذکورہ بالا شعی وغیرہ کی روایت سے بھی اسی کی وضاحت و تائید ہو رہی ہے۔۔۔۔۔ اب کوئی بھی کہنے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ بسملہ تو آپ ﷺ پر سورہ نمل کی اس آیت سے پہلے بھی نازل ہو چکی تھی پھر آپ ﷺ نے اپنے خطوط و رسائل میں سورہ نمل کی آیت کے نزول کے بعد ہی بسم اللہ کو لکھنا کیوں شروع کیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کی بات بالکل صحیح ہے مگر اس آیت نمل کے نزول سے پہلے آپ ﷺ کو صرف یہ معلوم تھا کہ بسم اللہ کو سورتوں کے درمیان فصل کے لئے نازل کیا گیا ہے لیکن جب یہ آیت نمل نازل ہوئی تو اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ خطوط و رسائل کے شروع میں بھی بسم اللہ کو لکھنا چاہئے اس لئے آپ ﷺ نے اپنے خطوط و رسائل کے شروع میں بسم اللہ کو لکھوانا اس آیت نمل کے نزول کے بعد ہی شروع کیا لہذا آپ کو اپنا اشکال اپنے ذہن سے نکال دینا چاہئے۔

اور اس ”لم يكتب الخ“ کا ایک دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ نے سورتوں کے شروع میں بسم اللہ کو لکھنے کا حکم سورہ نمل کی اس آیت کے نزول کے بعد ہی دیا تھا اگرچہ سورتوں کے

درمیان فصل کے مقصد سے ہر سورت کے شروع میں آپ ﷺ پر بسم اللہ نازل ہوتی تھی اور ہوئی تھی۔۔۔ لیکن واضح رہے کہ زیادہ تر تشریح حضرات و علمائے کرام کی رائے یہی ہے کہ اس کا یعنی ”لم یکتب الخ“ کا مطلب وہی پہلا والا زیادہ صحیح اور رائج ہے کیونکہ اس کی تائید مذکورہ بالا شععی وغیرہ کی روایات سے بھی ہوتی ہے۔

اور صاحب المنہل نے بہ عنوانِ فائدہ بہ حوالہ بعض علماء لکھا ہے کہ کتب و رسائل میں جب بھی بسم اللہ کو لکھا جائے تو اولیٰ و بہتر یہ ہے کہ مستقل ایک سطر میں لکھا جائے۔ نیز لکھا ہے کہ سنت یہ ہے کہ کاتب و مرسل اپنے نام کو مکتوب الیہ اور مرسل الیہ کے نام سے پہلے لکھے چاہے کاتب و مرسل مفضول و ادنیٰ اور مکتوب و مرسل الیہ فاضل و بہتر ہی کیوں نہ ہو اور اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت انسؓ سے مروی ہے ”ما کان أحد أعظم حرمة من رسول اللہ ﷺ و کان أصحابہ إذا کتبوا لہ کتاباً بدأوا بأنفسہم“ یعنی سب سے زیادہ حرمت و فضیلت والے آپ ﷺ تھے اور آپ ﷺ کے صحابہ جب بھی آپ ﷺ کو کوئی خط وغیرہ لکھتے تو اپنے ہی نام سے شروعات کرتے یعنی اپنے نام کو پہلے لکھتے تھے۔

### تعارف رجالِ حدیث (۷۸۶)

۱- زیادہ:- یہ زیاد بن ایوب بن زیاد الطوسیٰ أبو ہاشم البغدادی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱۵)۔

۲- مروان:- یہ مروان بن معاویۃ الفزاری ابو عبد اللہ الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸۵)۔

۳- عوف:- یہ عوف بن ابی جمیلۃ العبدي البصري ابو سهل الهجري المعروف بالأعرابي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۸۵)۔

۴۔ یزید الفارسی:۔ یہ یزید بن ہُرْمَز الفارسیّ أبو عبد اللہ المدنیّ مولیٰ بنی لیث ہیں۔ ابوزرعہ، ابن معین، ابن سعد اور عجلی نے ان کی توثیق کی ہے۔ اور حافظؒ نے لکھا ہے کہ صحیح قول کے مطابق یزید الفارسی دوسرے ہیں اور یزید بن ہرمز دوسرے ہیں۔ اور یزید بن ہرمز کو ثقہ راوی لکھکر تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے اور وفات ۱۰۰ھ کے شروع میں بتائی ہے۔ اور یزید الفارسی کو البصریؒ لکھا ہے اور مقبول راوی لکھکر چوتھے طبقہ میں شمار کیا ہے۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۸۵)۔

۵۔ ابن عباسؓ:۔ آپؓ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت عبد اللہ بن عباس بن عبد الملک بن عبد المطلب القرشی الهاشمی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۶۔ قال ابوداؤد:۔ یہ مصنف کتاب سلیمان بن الأشعث ابوداؤد السجستانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۷۔ وقال الشعبي:۔ یہ عامر بن شراحیل الشعبي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸۵)۔  
۸۔ أبو مالک:۔ یہ سعد بن طارق الأشجعیّ أبو مالک الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۰۰)۔۔۔ اور صاحب بزل نے لکھا ہے کہ یہ أبو مالک غزوان الغفاری الکوفی ہیں۔ ان کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۳۲۲)۔

۹۔ قتادة:۔ یہ قتادة بن دعامة بن قتادة السدوسیّ أبو الخطاب البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶)۔

۱۰۔ ثابت بن عمارة:۔ یہ ثابت بن عمارة البصریّ أبو مالک الحنفی ہیں۔ ابن معین، دارقطنی نے ان کی توثیق کی ہے۔ ابو حاتم نے ان کے بارے میں لیس بالمتمین عندي کہا ہے، نسائی نے لیس بہ بأس کہا ہے اور حافظؒ نے ان کے بارے میں صدوق فیہ لین کہا ہے اور چھٹے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۱۴۹ھ میں بتائی ہے۔

الحديث/ ۷۸۷- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ وَابْنُ السَّرْحِ قَالُوا أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُتَيْبَةُ فِيهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَعْرِفُ فَصْلَ السُّورَةِ حَتَّى تَنْزَلَ عَلَيْهِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ)) وَهَذَا لَفْظُ ابْنِ السَّرْحِ.

ترجمہ حدیث نمبر/ ۷۸۷:- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا قتیبہ بن سعید، احمد بن محمد مروزی اور ابن سرح نے (اور ان تینوں نے) کہا کہ ہمیں خبر دی سفیان نے انہوں نے نقل کیا عمرو سے انہوں نے سعید بن جبیر سے (اور ہمارے مذکورہ تینوں شیوخ میں سے) قتیبہ نے اس میں (یعنی اپنی روایت میں) کہا عن ابن عباسؓ (مصنفؒ کہنا یہ چاہر ہے ہیں کہ ہمارے دو شیخ یعنی احمد اور ابن سرح نے تو یہ روایت ہم سے مرسل بیان کی لیکن ہمارے ایک شیخ یعنی قتیبہ نے اس حدیث کو عن ابن عباسؓ کہہ کر متصل بیان کیا۔ بہر کیف انہوں نے یعنی قتیبہ نے تو متصل اور باقی نے مرسل (یہ) بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ایک سورت کے (دوسری سورت سے) فصل کو (یعنی ایک سورت کا ختم ہونا اور دوسری سورت کا شروع ہونا) نہیں پہچان (اور جان) پاتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ پر بسم اللہ الرحمن الرحیم اتر جاتی (یعنی جب بسم اللہ نازل ہوتی تب آپ ﷺ سمجھتے کہ پچھلی سورت ختم ہو گئی ہے اور اب یہ دوسری سورت شروع ہوئی ہے۔ آگے مصنفؒ کہہ رہے ہیں کہ) اور یہ (یعنی حدیث کے جو الفاظ ہم نے ذکر و نقل کئے ہیں یہ) ابن سرح کے (اپنی روایت میں نقل کردہ) الفاظ ہیں (واضح رہے کہ شراح حضرات نے بتایا ہے کہ ابن سرح کے علاوہ قتیبہ اور احمد کی روایت کے الفاظ ”لا یعرف انقضاء السورة حتى تنزل عليه بسم الله الرحمن الرحيم“ ہیں)۔

نوٹس:- واضح رہے کہ صاحب المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں اس بات کی دلیل

موجود ہے کہ بسم اللہ کا نزول بار بار اور تکرار کے ساتھ ہوا ہے۔ نیز اس سے بسم اللہ کا شرف اور اس کی بہت زیادہ فضیلت بھی معلوم ہو رہی ہے۔ نیز اس میں اس بات کی دلیل بھی موجود ہے کہ بسم اللہ قرآن کریم کی آیت ہے کیونکہ انزال قرآن کریم ہی کا ہوا ہے۔ اور بسم اللہ کے مستقل آیت ہونے یا ہر سورت کی ایک آیت ہونے میں اختلاف ہے جس کے لئے مطوّلات ہی کو دیکھ لینا بہتر ہے۔ تاہم اتنا یہاں پر بھی سمجھ لیں کہ شوکاٹی وغیرہ نے لکھا ہے کہ اوائل سور میں جو بسم اللہ ہے اس کے جزء قرآن ہو نے اور نہ ہونے کا مسئلہ چونکہ مختلف فیہ ہے اس لئے اس کا انکار کرنے والا کافر نہیں ہوگا۔ برخلاف اس کے کہ اگر کوئی شخص قرآن کریم کے کسی متفق علیہ ایک حرف کا بھی انکار یا اس میں کسی بھی ایک ایسے حرف کا اضافہ کرے گا جس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے تو بالا جماع کافر ہو جائے گا۔ نیز یہ بھی واضح رہے کہ سورہ نمل کے اندر جو بسم اللہ کی آیت ہے وہ متفق علیہ قرآن کا جزء و آیت ہے اسی طرح یہ بھی واضح رہے کہ سوائے سورہ توبہ کے تمام سورتوں کے اوائل میں مصحف کے اندر خطاً بسم اللہ کو لکھنے کا مسئلہ بھی متفق علیہ ہے۔ اسی طریقہ سے سورہ توبہ کے علاوہ اگر کوئی قاری کسی بھی سورۃ کی قراءت شروع کرے تو قراء سبعہ کے درمیان یہ متفق علیہ مسئلہ ہے کہ بسم اللہ کی بھی تلاوت کرے گا۔ لیکن ابو عمرو، حمزہ، ورث اور ابن عامر اس کے حذف یعنی عدم تلاوت کے قائل ہیں۔ اور ایک سورت کے ساتھ جب دوسری سورت کی بھی تلاوت ہو یعنی متصلاً تو قراء حضرات میں سے قالون، ابن کثیر، عاصم اور کسائی ایسی شکل میں بھی سوائے سورہ توبہ کے تمام سورتوں پر بسم اللہ پڑھنے اور تلاوت کرنے کے قائل ہیں۔

### تعارف رجال حدیث (۷۸۷)

۱۔ قتیبہ بن سعید :- یہ قتیبہ بن سعید بن جمیل الثقفیّ أبو رجاء البغلانیّ ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۲۵)۔

۲۔ أحمد :- یہ أحمد بن محمد موسیٰ المروزیّ أبو العباس المعروف بمروءہ ہیں۔

نسائی نے ان کے بارے میں لا بأس بہ کہا ہے۔ ابن حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔ اور حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھا اور دسویں طبقہ میں شمار کرتے ہوئے وفات ۲۳۵ھ میں بتائی ہے۔ اور صاحب المنہل نے ان کی وفات ۲۰۳ھ میں نقل کی ہے۔۔۔ واضح رہے کہ صاحب بذل نے أحمد بن محمد المروزی کی وضاحت و تعیین الإمام أحمد بن محمد بن حنبل سے کی ہے۔ اور یہی صحیح بھی لگتا ہے کیونکہ پہلے والے یعنی أحمد بن محمد بن موسیٰ أبو العباس کے بارے میں حافظ نے لکھا ہے کہ انکی روایات صرف خ۔ ت۔ س یعنی بخاری، ترمذی، اور نسائی میں ہیں جبکہ امام احمد بن حنبل کیلئے ع یعنی جمیع صحاح ستہ کا رمز لکھا ہے۔ بہر حال انکے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۲۳۸ اور ۲۷۷)۔

۳۔ ابن السرح:۔ یہ أحمد بن عمرو بن عبد اللہ بن عمرو بن السرح أبو الطاهر المصري - المعروف بابن السرح - ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۲)۔

۴۔ سفیان:۔ یہ سفیان بن عیینہ بن أبي عمران ميمون الهلالي أبو محمد الکوفي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔

۵۔ عمرو:۔ یہ عمرو بن دينار أبو يحيى البصري الأعور ہیں۔ ابو حاتم نے ان کو ضعیف کہا ہے نیز لکھا ہے کہ یہ سالم بن عبد اللہ بن عمر سے منکر احادیث روایت کرتے ہیں۔ ابو زرہ نے ان کو واد کہا ہے۔ اور ابن حبان کا کہنا ہے کہ لا يحل أن يكتب أحاديثه إلا على جهة التعجب كان يتفرد بالموضوعات عن الأثبات۔ عجلی کا کہنا ہے یکتب أحاديثه وليس بالقوي۔ نسائی نے ليس بثقة کہا ہے اور ترمذی نے ليس بالقوي۔ اور حافظ نے ان کو ضعیف راوی لکھا اور چھٹے طبقہ میں شمار کیا ہے۔۔۔۔۔ واضح رہے کہ صاحب المنہل نے تو سند میں موجود عمرو کے بارے میں مذکورہ بالا تحقیق ہی لکھی ہے لیکن صاحب تہذیب الکمال اور حافظ کی تحقیق کے مطابق ان کو عمرو بن دينار المكي الجمحي ہونا چاہئے کیونکہ مزئی نے سفیان بن عیینہ کے شیوخ اور سعید



بن جُبیر کے تلامذہ میں عمرو بن دینار المکیّ الجمحیّ کو ہی لکھا ہے نیز حافظؒ نے عمرو بن دینار البصری کے لئے صرف ت۔ ق کا رمز قائم کیا ہے جبکہ عمرو بن دینار المکیّ الجمحیّ کے لئے ع کا رمز قائم کیا ہے اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس سند میں موجود عمرو۔ عمرو بن دینار المکیّ الجمحیّ ہی ہونے چاہئیں۔ بہر حال ان کے یعنی عمرو بن دینار المکیّ الجمحیّ کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۶۰۰)۔

۶۔ سعید بن جبیر :- یہ سعید بن جبیر بن ہشام الأسدیّ الوالیّ أبو محمد أو أبو عبد اللہ الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۳)۔

۷۔ قال قتیبہ :- یہ قتیبہ بن سعید بن جمیل الثقفیّ أبو رجاء البغلانیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۵)۔

۸۔ ابن عباسؓ :- آپؓ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب القرشیّ الهاشمیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۹۔ هذا لفظ ابن السرح :- یہ أحمد بن عمرو بن عبد اللہ بن عمرو بن السرح أبو الطاهر المصريّ - المعروف بابن السرح - ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۲)۔

### (۱۲۷) بَابُ تَخْفِيفِ الصَّلَاةِ لِلْأَمْرِ يَحْدُثُ

(۱۲۷) دورانِ نماز کسی حادثہ کے پیش آنے کی وجہ سے نماز میں تخفیف کرنے (یعنی مختصر کر کے نماز کو مکمل کر لینے) کا بیان (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ اگر نماز پڑھنے کے دوران کوئی واقعہ حادثہ پیش آجائے تو نماز کو ہلکا اور مختصر کر کے مکمل کر دینا اور جلدی پڑھ لینا درست ہے)

الحديث / ۷۸۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ

عَبْدُ الْوَاحِدِ وَبَشْرُ بْنُ بَكْرٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنِّي لَأَقُومُ إِلَى الصَّلَاةِ وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أُطَوِّلَ فِيهَا فَأَسْمَعَ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَاتَجَوَّزُ كَرَاهِيَةً أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمِّهِ)).

ترجمہ حدیث نمبر ۷۸۸: فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عبد الرحمن بن ابراہیم نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عمر بن عبد الواحد اور بشر بن بکر نے اوزاعی سے روایت کرتے ہوئے (اور اوزاعی نے نقل کیا) یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے عبد اللہ بن ابی قتادہ سے انہوں نے اپنے والد سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک میں کھڑا ہوتا ہوں نماز کے لئے (یعنی نماز شروع کرتا ہوں) اور میں ارادہ کرتا ہوں اس میں (یعنی نماز میں قراءت کو) طویل کرنے کا (یعنی میرا ارادہ طویل قراءت اور کسی بڑی سورت کو پڑھنے کا ہوتا ہے لیکن پھر میں سُن لیتا ہوں اُس بچہ کے رونے (کی آواز) کو) جسے اس کی ماں اپنے ساتھ لے کر آئی ہوتی ہے) تو میں مختصر کر دیتا ہوں (قراءت فی الصلاۃ کو) اس بات کو ناپسند کرنے کی وجہ سے کہ میں مشقت ڈالوں اس کی ماں پر (یعنی اپنی طویل قراءت کی وجہ سے اس کی ماں کو حزن و تشویش میں ڈالوں)۔

نوٹس:- سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ اس حدیث میں جو لفظ البکاء ہے صاحب المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ مد کے ساتھ تو اس کے معنی ہوتے ہیں آواز سے رونا اور بغیر مد کے اس کے معنی ہوتے ہیں بغیر آواز کے آنسوؤں کا گرنا۔

صاحب المنہل نے اس حدیث شریف کی وضاحت کیلئے مندرجہ ذیل روایات کو بھی نقل کیا ہے۔

وروی ابن ابی شیبہ بسندہ عن ابن سابط أن رسول الله ﷺ قرأ في

الركعة الأولى بسورة نحو ستين آية فسمع بكاء صبيّ فقرأ في الثانية بثلاث آيات۔

وروی مسلم بسندہ عن أنس قال كان رسول الله ﷺ يسمع بكاء الصبيّ مع أمه في الصلاة فيقرأ بالسورة الخفيفة أو السورة القصيرة۔

نیز لکھا ہے کہ آپ ﷺ ایسے مواقع پر رکوع و سجود کے اذکار و تسبیحات میں بھی تخفیف اور کمی فرماتے تھے جیسا کہ بخاری کی اس روایت سے معلوم ہو رہا ہے۔ عن أنس فأتجوز في صلاتي مما أعلم من شدة أمه من بكائه۔

اور ابنِ رسلان نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے اس بات پر استدلال کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص نماز کے اندر کسی مستحب کام کا ارادہ کرے تو اس کے لئے اس کا کرنا واجب نہیں ہے بلکہ اس کو ترک کرنا اور چھوڑنا بھی جائز ہے۔ لیکن اشہب کا کہنا یہ ہے کہ یہ جائز نہیں ہے کیونکہ ان کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص کسی نفل نماز کو کھڑے ہو کر پڑھنے کا ارادہ کرے اور شروع کر دے تو اس نفل نماز کو کھڑے ہو کر ہی پورا کرنا ضروری ہے اور بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں ہے۔

اور صاحب المنہل نے فقہ الحدیث کے عنوان سے لکھا ہے کہ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ اگر کوئی شخص نماز کو طویل کرنے کا ارادہ کرے لیکن کوئی ضرورت پیش آجائے تو اس کو اپنے ارادہ تطویل صلاۃ کو ترک کر دینا چاہئے اور مختصر کر کے نماز کو جلد پورا کر لینا چاہئے۔ نیز اس حدیث سے آپ ﷺ کے کمال شفقت اور امت کے حق میں نہایت مشفق و مہربان ہونے کا پتہ بھی لگ رہا ہے۔

اور خطابؓ نے اس حدیث سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ اگر امام بہ حالت رکوع کسی ایسے شخص کے آنے کو محسوس کرے جو اس کے ساتھ نماز میں شریک ہونے کا ارادہ رکھتا ہو تو امام کے لئے جائز ہے کہ وہ کچھ اس کا انتظار کر لے تاکہ اس کو رکعت مل جائے کیونکہ جب کسی انسان کے کسی دنیوی

امر کی وجہ سے (مثلاً بچہ کے رونے کی وجہ سے) نماز کو مختصر کیا جاسکتا ہے بلکہ کرنا چاہئے تو کسی اخروی امر (مثلاً رکعت وجماعت مل جانے کی فضیلت کی وجہ سے) تو بطریقِ اولیٰ نماز کو طویل و لمبا بھی کیا جاسکتا ہے۔ لیکن واضح رہے کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ امام مالکؒ، ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ کا کہنا ہے کہ ایسا نہ کرے (یعنی امام کسی آنے والے کا بہ حالتِ رکوع) انتظار نہ کرے کیونکہ اس میں دیگر مقتدیوں کو تکلیف و مشقت اور ضرر محسوس ہونے کا امکان ہے۔ اور امام احمد و اسحاقؒ وغیرہ کا کہنا ہے کہ انتظار کرے لیکن اتنا کرے کہ دیگر مقتدیوں کو شاق نہ گذرے۔ اور بعض حضرات کا کہنا یہ ہے کہ ایسا ہرگز نہ کرے کیونکہ ایسا کرنے میں شرک فی العبادۃ تک کا اندیشہ و خوف ہے۔

اور قارئیٰ نے اس مسئلہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے اور خطابیؒ کے استدلال کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہمیں ان کے استدلال میں اشکال و نظر ہے کیونکہ انہوں نے جو قیاس کیا ہے وہ قیاس مع الفارق ہے اس لئے کہ کسی ضرورت و غرض کی وجہ سے تخفیفِ طاعت اور ترکِ اطالت اور کسی خاص شخص کی وجہ سے اطالتِ عبادت میں بہت فرق ہے بلکہ یہ تو ریائے متعارف میں سے ہے جو شرعاً جائز نہیں ہے اور کسی ضرورت و حاجت کی وجہ سے ترکِ اطالت و تخفیفِ طاعت جائز ہی نہیں بلکہ آپ ﷺ سے ثابت و مشروع ہے۔ نیز امام مامور ہے تخفیف کا اور اطالت اس کے لئے مطلق ممنوع ہے چہ جائے کہ کسی خاص شخص کے لئے ہو۔ نیز کسی ضرورت و حاجت کی وجہ سے تخفیف نہ کرنا مضر ہے جسکا تدارک ممکن نہیں ہے جبکہ ترکِ اطالت مضر نہیں ہے کیونکہ اس کی وجہ سے بالکل کوئی چیز فوت و مفقود نہیں ہوتی۔ خلاصہ یہ کہ یہ تمام فروق اس بات کو بتا رہے ہیں کہ کسی خاص شخص کی وجہ سے اطالت فی الصلاة کو کسی ضرورت و حاجت کی وجہ سے تخفیف فی الصلاة پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔۔۔ اور اس کے بعد اپنے یعنی احناف کے مذہب کی وضاحت و صراحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہمارے نزدیک امام کا ایسا یعنی کسی آنے والے کی وجہ سے یہ خیال کرتے ہوئے کہ اس کو رکعت مل جائے رکوع کو طویل کرنا مکروہ

تخریمی ہے لیکن اس کی وجہ سے اس کو کافر نہیں قرار دیا جائے گا کیونکہ اس نے اگرچہ آنے والے کی وجہ سے تاخیر ضرور کی ہے مگر ایسا کرنے میں عبادتِ غیر اللہ کی نیت و ارادہ نہیں کیا ہے۔ واضح رہے کہ ایک قول احناف کا یہ بھی ہے کہ اگر جس کی وجہ سے وہ امام تاخیر کر رہا ہے وہ آنے والا شخص اس کا متعارف اور جاننے والا نہ ہو تو پھر تاخیر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اولیٰ و بہتر اس شکل میں بھی تاخیر نہ کرنا ہی ہے۔ اور احناف کی طرف سے یا اس شکل میں تمام ہی عدم تاخیر کے قائلین کی طرف سے ابوداؤد کی اُس روایت کا جواب جس میں یہ مذکور ہے کہ آپ ﷺ دورانِ نماز جب کسی آنے والے کی آہٹ محسوس کرتے تو انتظار کرتے تھے یہ دیا جاتا ہے کہ وہ روایت ضعیف ہے جس سے استدلال نہیں کیا جاسکتا اور اگر اس کو صحیح مان بھی لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز کو شروع کرنے کے لئے انتظار کرتے تھے نہ کہ دورانِ نماز ایسا کرتے تھے۔ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ ایسا یعنی کسی آنے والے کی آہٹ سن کر کچھ تاخیر و انتظار یا کہنے کے تطویل غیر متعارف شخص کے لئے کرتے تھے نہ کہ متعارف کے لئے اور ہم جو مکروہ کہہ رہے ہیں وہ متعارف لوگوں کے لئے ایسا کرنے کو کہہ رہے ہیں نہ کہ غیر متعارف لوگوں کے لئے۔ اور ایک جواب اس کا یہ بھی ہے کہ یہ صحابیؓ نے اپنا خیال ہی تو بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ کا مقصد اس تطویل و تاخیر سے آنے والوں کی رعایت اور ان کو رکعت حاصل ہو جانا ہوتا تھا حقیقت تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ آپ ﷺ کا اس تاخیر و تطویل سے کیا مقصد ہوتا تھا۔ ہو سکتا ہے اس کے علاوہ کچھ اور مقصد ہوتا ہو اس لئے اس حدیث اور آپ ﷺ کے اس عمل سے ہمارے اس قول کہ ایسا کرنا مکروہ تخریمی ہے پر کوئی فرق نہیں پڑتا اور نہ ہی کوئی اشکال ہوتا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجالِ حدیث (۷۸۸)

۱۔ عبدالرحمن: یہ عبدالرحمن بن ابراہیم بن عمرو القرشیؓ ابو سعید

الدمشقي القاضي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۳۲)۔

۲۔ عمر :- یہ عمر بن عبدالواحد بن قیس السلمیٰ الدمشقی ہیں۔ حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر نویں طبقہ میں شمار کیا ہے اور ان کی وفات ۲۰۰ھ میں بتائی ہے نیز اس کے بعد و قیل بعدھا بھی لکھا ہے۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۸۵)۔

۳۔ بشر بن بکر :- یہ بشر بن بکر التّنیسیّ أبو عبد اللہ البجليّ دمشقی الأصل ہیں۔ حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھا ہے مگر لکھا ہے یغرب۔ اور نویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۲۰۵ھ یا ایک قول کے مطابق ۲۰۰ھ میں بتائی ہے۔

۴۔ الأوزاعي :- یہ عبدالرحمن بن عمرو بن یحمد الشامیّ أبو عمرو الأوزاعي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۲۳)۔

۵۔ یحیٰ بن أبی کثیر :- یہ یحیٰ بن أبی کثیر الطائيّ أبو نصر الیمامی ہیں۔ حافظ نے ان کو ثقہ ثبت راوی لکھا ہے لیکن لکھا ہے کہ یہ ارسال و تدلیس کرتے تھے۔ اور پانچویں طبقہ میں شمار کرتے ہوئے ان کی وفات ۱۳۲ھ میں بتائی ہے نیز اس کے بعد و قیل قبل ذلک بھی لکھا ہے۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵) اور (۳۱)۔

۶۔ عبد اللہ بن أبی قتادة :- یہ عبد اللہ بن أبی قتادة الأنصاريّ السلمیّ أبو إبراہیم أو أبو یحییٰ المدني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۱)۔

۷۔ عن أبیه :- اس میں اب سے مراد ہیں صحابی رسول ﷺ حضرت الحارث بن ربیع أبو قتادة الأنصاريّ۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۱)۔

## (۱۲۸) بَابُ مَا جَاءَ فِي نُقْصَانِ الصَّلَاةِ

(۱۲۸) اُنْ (احادیث کا) بیان جو وارد ہوئی ہیں نماز (کا ثواب) کم ہونے (اور نماز میں کمی ہونے کے) بارے میں۔

الحديث ۷۸۹- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ بَكْرِ بْنِ يَعْنَى ابْنِ مُضَرَ -

عَنِ ابْنِ عَجَلَانَ عَنْ سَعِيدِ الْمُقْبَرِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَنَمَةَ الْمُزَنِيِّ عَنْ عَمَارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَنْصَرِفَ وَمَا كُتِبَ لَهُ إِلَّا عَشْرُ صَلَاتِهِ تُسْعُهَا ثُمْنُهَا سُبْعُهَا سُدُسُهَا خُمُسُهَا رُبُعُهَا ثُلُثُهَا نِصْفُهَا)).

ترجمہ حدیث نمبر ۷۸۹:- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا قتیبہ بن سعید نے انہوں نے نقل کیا بکر۔ یعنی بکر بن مضر۔ سے انہوں ابن عجلان سے انہوں نے سعید مقبری سے انہوں نے عمر بن حکم سے انہوں نے عبداللہ بن عنمہ مزی سے انہوں نے حضرت عمار بن یاسر سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بے شک آدمی (نماز سے) فارغ ہوتا (اور نماز پڑھ کر لوٹتا) ہے حالانکہ (اجر و ثواب میں سے) نہیں لکھا جاتا اس کے لئے مگر اس کی نماز (کے اجر و ثواب) کا دسواں حصہ (اور کبھی) اس کا نواں حصہ (اور کبھی) اس کا آٹھواں حصہ (اور کبھی) اس کا ساتواں حصہ (اور کبھی) اس کا چھٹا حصہ (اور کبھی) اس کا پانچواں حصہ (اور کبھی) اس کا چوتھا حصہ (اور کبھی) اس کا تیسرا حصہ (اور کبھی) اس کا نصف۔

نوٹس:- شرح حضرات نے لکھا ہے کہ یہ کلام یعنی ما کتب له إلا عشر صلاته تسعها

الخ ترقى من الأدنى الى الأعلى کے قبیل سے ہے۔ اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ لوگ نماز کے اجر و ثواب کے حصول میں اپنے خشوع و خضوع کے اعتبار سے مختلف حالات والے ہوتے ہیں چنانچہ بعض کو ان کے خشوع و خضوع کے اعتبار سے ان کی نماز کے اجر و ثواب کا دسواں حصہ ملتا ہے اور بعض اپنے خشوع و خضوع کے لحاظ سے نویں حصہ کے مستحق ہوتے ہیں الی آخرہ۔ اور بعض کا خشوع و خضوع اتنے اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے کہ ان کو اپنی نماز کا پورا پورا اور مکمل اجر و ثواب مل جاتا ہے جیسا کہ نسائی شریف کی اُس روایت میں مذکور ہے جس کو انہوں نے اپنی سند سے حضرت کعب بن عمروؓ سے نقل کیا ہے اور جس میں یہ مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ منکم من یصلی الصلاة كاملة ومنکم من یصلی النصف الخ نیز کسی کی نماز خشوع و خضوع سے بالکل خالی ہوتی ہے اور اس درجہ کی ہوتی ہے کہ نمازی کو بالکل کچھ بھی ثواب نہیں ملتا چنانچہ فرمایا گیا ہے ولا تقبل صلاتہ۔۔۔۔۔ بہر حال اس حدیث شریف میں یہ ترغیب و ہدایت ہے کہ نمازی کو دورانِ نماز نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ رہنا چاہئے اور کیفیتِ احسان کے ساتھ نماز پڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ نماز کے مکمل اور پورے پورے اجر و ثواب کا مستحق ہو سکے نیز کچھ نوافل وغیرہ کا بھی اہتمام کرنا چاہئے تاکہ فرض نمازوں میں آنے والی کمی کا کچھ نہ کچھ تدارک ممکن ہو سکے۔

### تعارف رجال حدیث (۷۸۹)

۱۔ قتیبہ:۔ یہ قتیبہ بن سعید بن جمیل الثقفیؒ ابورجاء البغلانیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۵)۔

۲۔ بکر:۔ یہ بکر بن مُضر بن محمد بن حکیم أبو محمد أو أبو عبد الملك المصریؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۹)۔

۳۔ ابن عجلان:۔ یہ محمد بن عجلان القرشیؒ أبو عبد الله المدنیؒ ہیں۔ دیکھیں



حدیث نمبر (۸)۔

۴۔ سعید المقبریؒ: یہ سعید بن ابی سعید کیسان المقبریؒ ابو سعید المدنیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۵۱)۔

۵۔ عمر بن الحکمؒ: یہ عمر بن الحکم بن ثوبان الحجازیؒ ابو حفص المزنیؒ ہیں۔ ابن سعد نے ان کی توثیق کی ہے نیز لکھا ہے کہ احادیث صالحہ۔ ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ ان من جلة أهل المدينة۔ اور حافظؒ نے ان کو صدوق راوی لکھا اور تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے نیز ان کی وفات بہ عمر اسی سال ۷۱ھ میں بتائی ہے۔

۶۔ عبد اللہ بن عَنَمَةؒ: یہ عبد اللہ بن عَنَمَةؒ (و یقال بن عَنَمَة بسكون النون و یقال عَنَمَة بالشاء الساكنة)۔ المزنیؒ ہیں۔ ابن یونسؒ کا کہنا ہے کہ یہ صحابی ہیں اور فتح اسکندریہ میں شریک رہے ہیں۔ ابن مندہؒ نے لکھا ہے کہ صحبة ولا یعرف له رواية۔ اور حافظؒ نے لکھا ہے یقال له صحبة وروی عن عمار۔ نیز لکھا ہے کہ جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ یہ ابو لاس الخزاعيؒ الصحابیؒ ہیں تو ان کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ دوسرے ہیں۔

۷۔ عمار بن یاسرؒ: آپؒ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت عمار بن یاسرؒ بن مالک ابو یقظان العنسیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۳)۔

### (۱۲۹) بَابُ فِي تَخْفِيفِ الصَّلَاةِ

(۱۲۹) یہ باب ہے نماز کو ہلکا کرنے کے بیان میں (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ امام کو مقتدیوں کی رعایت کرتے ہوئے نماز کو ہلکا پھلکا پڑھانا چاہئے)۔

الحديث / ۷۹۰ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو

سَمِعَهُ مِنْ جَابِرٍ: قَالَ ((كَانَ مُعَاذٌ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَوْمُنَا. قَالَ مَرَّةً: ثُمَّ يَرْجِعُ فَيُصَلِّي بِقَوْمِهِ. فَأَخَّرَ النَّبِيُّ ﷺ لَيْلَةَ الصَّلَاةِ وَقَالَ مَرَّةً الْعِشَاءَ. فَصَلَّى مُعَاذٌ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ جَاءَ يَوْمٌ قَوْمُهُ فَقَرَأَ الْبَقْرَةَ، فَأَعْتَزَلَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَصَلَّى، فَقِيلَ: نَافَقْتَ يَا فَلَانُ، فَقَالَ: مَا نَافَقْتُ، فَاتَى النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ مُعَاذًا يُصَلِّي مَعَكَ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَوْمُنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَإِنَّمَا نَحْنُ أَصْحَابُ نَوَاضِحٍ وَنَعْمَلُ بِأَيْدِينَا وَإِنَّهُ جَاءَ يَوْمُنَا فَقَرَأَ بِسُورَةِ الْبَقْرَةِ. فَقَالَ: يَا مُعَاذُ أَفَتَأْتِي أَنْتَ أَفْتَانٌ أَنْتَ أَفْتَانٌ أَفْرَأُ بِكَذَا أَفْرَأُ بِكَذَا - قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ: - بِ سَحِ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَاللَّيْلُ إِذَا يَغْشَى)). فَذَكَرْنَا لِعَمْرٍو، فَقَالَ: أَرَاهُ قَدْ ذَكَرَهُ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۹۰ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا احمد بن

حنبل نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی سفیان نے انہوں نے نقل کیا عمرو سے (یہ کہ انہوں نے) سنا اس کو (یعنی اس حدیث و واقعہ کو جو انہوں نے سفیان سے بیان کیا سنا ہے) حضرت جابرؓ سے (اور حضرت جابرؓ نے اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے) کہا کہ معاذؓ آپ ﷺ کے ساتھ (یعنی آپ ﷺ کے مقتدی ہو کر عشاء کی نماز) پڑھتے (اور) پھر (آپ ﷺ کے پاس سے) لوٹ کر آنے کے بعد ہماری یعنی بنو سلمہ کی مسجد میں پہنچ کر) ہم کو امام بن کر (وہی عشاء کی نماز) پڑھاتے (آگے سفیان کہہ رہے ہیں کہ) ایک مرتبہ (ہمارے شیخ عمرو نے) کہا کہ پھر لوٹ کر آتے اور اپنی قوم کو نماز پڑھاتے (واضح رہے کہ) سفیان کہنا یہ چاہ رہے ہیں کہ اس حدیث کو ہمارے شیخ عمرو نے ہم سے کئی مرتبہ بیان کیا ہے اور دوران بیان کبھی ثم یرجع فیومنا کہا ہے اور کبھی اس کی بجائے ثم یرجع فیصلی بقومہ کہا ہے۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ ان احادیث میں کوئی اختلاف و منافات نہیں ہے یعنی نہ مذکورہ بالا مختلف الفاظ والی

روایت میں اور نہ ہی اس روایت میں جس میں ثم یرجع إلی بنی سلمة فیصلیہا بہم ہے کیونکہ حضرت جابرؓ اور حضرت معاذؓ بھی بنو سلمہ ہی میں سے ہیں۔ بہر کیف حضرت جابرؓ بیان کر رہے ہیں کہ حضرت معاذؓ ایسا ہی کرتے تھے کہ ایک مرتبہ (نہی کریم ﷺ نے ایک رات کو نماز (یعنی وہی عشاء کی نماز) دیر کر کے (پڑھی) اور کہا ایک مرتبہ العشاء (یعنی حضرت عمرو نے ایک مرتبہ تو اپنی روایت میں فأخبر النبی ﷺ لیلۃ الصلاة ہی کہا لیکن ایک دوسری مرتبہ بیان کرتے وقت اپنی روایت میں ان الفاظ کی بجائے یہ الفاظ فأخبر النبی ﷺ لیلۃ العشاء یعنی بجائے مطلق الصلاة کے بہ وضاحت العشاء یعنی عشاء کی نماز کا ذکر کیا۔ واضح رہے کہ صاحب بذل نے تو پہلے مذکور قال اور اس والے قال دونوں کا فاعل عمرو کو ہی قرار دیا ہے اور اس تفصیل کو بتانے والا عمرو کے شاگرد سفیان کو ٹھہرایا ہے۔ مگر صاحب عون المعبود اور صاحب المنہل نے اس قال کا فاعل حضرت جابرؓ کو قرار دیا ہے۔ بہر حال آگے حضرت جابرؓ بیان کر رہے ہیں کہ) پس (اُس دن بھی) حضرت معاذؓ نے نہی کریم ﷺ کے ساتھ (یعنی آپ ﷺ کے پیچھے وہ نماز یعنی عشاء کی نماز) پڑھی اور پھر (اپنے محلہ، قوم اور مسجد میں آکر) اپنی قوم کو امام بن کر نماز پڑھانے لگے اور سورہ بقرہ کی قراءت (شروع) کی تو (اس لمبی قراءت کی وجہ سے ان کے پیچھے نماز پڑھنے والے) لوگوں میں سے ایک شخص علیحدہ ہوا (یعنی سلام پھیر کر یا کچھ حضرات کے خیال کے مطابق بغیر سلام پھیرے جماعت سے الگ ہٹا) اور (مسجد کے ایک کونہ میں جا کر منفرداً ہلکی پھلکی) نماز پڑھ لی (واضح رہے کہ یہ شخص کون تھا اور اس کا نام کیا تھا اس بارے میں اختلاف ہے کچھ لوگوں نے اس شخص کا نام حزم بن ابی کعب بتایا ہے کچھ نے حرام بن ملحان اور کچھ نے سلیم۔ بہر کیف جب اس شخص نے ایسا کیا) تو (نماز سے فراغت کے بعد اُس کے بارے میں) کہا گیا کیا تم منافق ہو گئے ہو اے فلاں؟ (واضح رہے کہ لوگوں نے اُس شخص کے بارے میں جو یہ منافق ہونے والی بات کہی تھی یہ بطور تشدید و تغلیظ کہی تھی اور ان کی مراد اس کہنے سے یہ تھی کہ تم نے جو

جماعت سے نکل کر اور ہٹ کر الگ اپنی نماز پڑھی ہے یہ گویا ایسا عمل کیا ہے جیسا کہ منافقین کرتے ہیں۔ اس شخص نے جب لوگوں کی طرف سے یا ایک روایت کے مطابق حضرت معاذؓ کی طرف سے یہ بات سنی (تو اُس نے کہا) (نہیں خدا کی قسم) میں منافق نہیں ہوا ہوں (کیونکہ میں نے یہ عمل تو عذر و ضرورت کی وجہ سے کیا ہے) پھر وہ (شخص) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور (نبی کریم ﷺ سے) عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بے شک معاذؓ آپ ﷺ کے ساتھ (یعنی آپ ﷺ کے پیچھے مقتدی ہو کر عشاء کی) نماز پڑھتے ہیں اور پھر واپس آ کر ہمیں امام بن کر نماز پڑھاتے ہیں اور ہم اونٹوں والے ہیں اور اپنے ہاتھوں سے کام کرتے ہیں (یعنی ہم کھیتی کسانی کرنے والے لوگ ہیں ہمارے پاس خدام و نوکر نہیں ہیں لہذا ہم خود ہی دن بھر اپنے اونٹوں کے ذریعہ کھیتی و باغات کے لئے پانی سینچتے اور کھینچتے ہیں جس کی وجہ سے ہم بہت تھکے ماندے ہوتے ہیں لہذا ہم لمبی نماز پڑھنے کی استطاعت نہیں رکھتے) اور بے شک انہوں نے (یعنی حضرت معاذؓ نے ایسا کیا کہ آپ ﷺ کے پاس سے نماز پڑھ کر آنے کے بعد) ہمیں امام بن کر نماز پڑھانی شروع کی اور سورہ بقرہ کی قراءت (شروع) کر دی (اب ظاہر ہے میں اس لمبی قراءت کے ساتھ ان کے پیچھے نماز نہ پڑھ سکا اور اس وجہ سے میں نے ایسا کیا کہ جماعت سے ہٹ کر الگ مسجد کے ایک کونے میں منفرداً ہلکی سی نماز پڑھ لی۔ اُس شخص کی یہ تفصیل سننے کے بعد نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذؓ کو مخاطب کرتے ہوئے) فرمایا اے معاذ کیا تو (لوگوں کو) فتنہ میں ڈالنے والا ہے؟ کیا تو (لوگوں کو) فتنہ میں ڈالنے والا ہے؟ (واضح رہے کہ یہ جو استفہام ہے یہ تو نیچی ہے یعنی آپ ﷺ نے دو مرتبہ اور بعض روایتوں کے مطابق تین مرتبہ یا معاذؓ اُنت فرما کر حضرت معاذؓ کو یہ زجر و تنبیخ کی ہے کہ تمہارے اس تطویلِ صلاۃ کے عمل کی وجہ سے لوگوں اور جماعت میں انتشار ہوگا اور گویا تم لوگوں کے دین سے متنفر ہونے اور فتنہ میں پڑنے کا سبب بنو گے اس لئے تم ہرگز یہ عمل تطویلِ صلاۃ نہ کیا کرو بلکہ تم نماز کے اندر) فلاں فلاں (سورت یعنی مختصر اور چھوٹی چھوٹی

سورتیں) پڑھا کرو (آگے حضرت سفیان بیان کر رہے ہیں کہ ہم سے اس حدیث کو ابوالزبیر نے بھی حضرت جابرؓ سے نقل کرتے ہوئے بیان کیا ہے اور انہوں نے اس اقرأ بكذا۔ اقرأ بكذا کی وضاحت کی ہے کیونکہ) ابوالزبیر نے کہا ہے (اقرأ) بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (یعنی آپ ﷺ نے حضرت معاذؓ کو یہ ہدایت کی کہ لمبی سورتوں کی بجائے سورۃ اعلیٰ اور سورۃ لیل جیسی سورتوں کی قراءت کیا کرو۔ آگے سفیان کا یہ بھی بیان ہے کہ) پھر ہم نے اس کا یعنی ابوالزبیر والی وضاحت کا تذکرہ (اپنے شیخ) عمرو سے کیا تو انہوں نے (ہماری بات سن کر) کہا کہ میرا بھی خیال ان کے (یعنی حضرت جابرؓ کے بارے میں یہی ہے) کہ انہوں نے اس کا (یعنی ان سورتوں کا) ذکر (وبیان اپنی روایت کے اندر) کیا تھا۔

نوٹس :- واضح رہے کہ اس حدیث شریف کے اس جملہ یعنی ”نحن أصحاب نواضح“ میں جو لفظ نواضح ہے یہ جمع ہے ناضح کی اور اصل میں اس کے یعنی ناضح کے معنی ہوتے ہیں وہ اونٹ جس کے ذریعہ پانی سینچا، کھینچا اور لایا جاتا ہے لیکن بعد میں اس کا استعمال مطلقاً ہر طرح کے اونٹ کے لئے کیا جانے لگا۔

اور صاحب المنہل نے فقہ الحدیث کے عنوان سے لکھا ہے کہ اس حدیث سے یہ چند باتیں بھی معلوم ہو رہی ہیں (۱) اگر کوئی شخص تفرق جماعت اور انتشار کا سبب بننے والے افعال کا مرتکب ہو تو اُس پر انکار و نکیر کرنی چاہئے (۲) ایسے شخص پر انکار و نکیر کرتے اور تعزیر کرتے ہوئے محض کلام والفاظ پر اکتفاء کرنا مسنون و جائز عمل ہے (۳) امام کو اپنے مقتدیوں کے حالات کی رعایت کرنی اور ان کی ضروریات کو مد نظر رکھنا چاہئے (۴) ایک نماز کو دو مرتبہ جماعت کے ساتھ پڑھا جاسکتا ہے (۵) اور مفترض شخص کے لئے متفصل کی اقتداء کرنا جائز ہے۔ واضح رہے کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اور اس میں بڑی تفصیل ہے جس کے لئے مطولات ہی کا مطالعہ بہتر ہے تاہم اس کی کچھ تفصیل۔ بابُ إمامة من

صلیٰ بقوم وقد صلیٰ تلک الصلاة کے تحت ہماری اسی کتاب میں بھی دیکھی جاسکتی ہے۔

### تعارف رجال حدیث (۷۹۰)

۱۔ أحمد بن حنبل :- یہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی أبو عبد اللہ ثم البغدادی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷) اور (۲۳۸)۔

۲۔ سفیان :- یہ سفیان بن عیینة بن أبی عمران ميمون الهالبي أبو محمد الکوفي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔

۳۔ عمرو :- یہ عمرو بن دينار المکی أبو محمد الأثرم الجُمحي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۰۰)۔

۴۔ جابرؓ :- آپ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت جابر بن عبد اللہ الأنصاري الخزرجي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲) اور (۱۳)۔

۵۔ کان مُعَاذُ :- آپ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت مُعَاذ بن جبل بن عمرو بن أوس الأنصاري أبو عبد الرحمن الخزرجي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۶)۔

۶۔ قال أبو الزبير :- یہ محمد بن مُسلم بن تَدْرُس الأسدي القرشي أبو الزبير المکی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲)۔

۷۔ فذکرنا لعمرؤ :- یہ عمرو بن دينار المکی أبو محمد الأثرم الجُمحي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۰۰)۔

الحديث / ۷۹۱ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَخْبَرَنَا طَالِبُ بْنُ حَبِيبٍ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ جَابِرٍ يُحَدِّثُ عَنْ حَزْمِ بْنِ أَبِي بِنِ كَعْبٍ أَنَّهُ

أَتَى مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ، وَهُوَ يُصَلِّي بِقَوْمٍ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ فِي هَذَا الْخَبَرِ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا مُعَاذُ لَا تَكُنْ فَتَانًا فَإِنَّهُ يُصَلِّي وَرَاءَكَ الْكَبِيرُ وَالضَّعِيفُ وَذُو الْحَاجَةِ وَالْمُسَافِرُ)).

ترجمہ حدیث نمبر ۷۹۱:- فرمایا امام الہوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا موسیٰ بن اسماعیل نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی طالب بن حبیب نے (یہ کہہ کر کہ) میں نے سنا ہے عبد الرحمن بن جابر کو حزم بن ابی بن کعب سے اسی حدیث میں (یعنی عمرو بن دینار سے نقل کردہ اسی سابقہ حدیث کے اندر یہ) بیان کرتے ہوئے کہ وہ آئے حضرت معاذ بن جبلؓ کے پاس اس حال میں کہ وہ لوگوں کو مغرب کی نماز پڑھا رہے تھے (اور انہوں نے یعنی حزم بن ابی بن کعب نے آگے تفصیلی واقعہ) بیان کیا (اور اس میں یہ بیان کیا) کہ رسول اللہ ﷺ نے (حضرت معاذؓ کے بارے میں تطویل صلاۃ والی بات سن کر) فرمایا تم (اپنی لمبی قراءت کی وجہ سے لوگوں کو) فتنہ میں ڈالنے والے نہ بنو (بلکہ مختصر سورتوں کی قراءت کیا کرو اور اپنے مقتدیوں کا لحاظ رکھا کرو) کیونکہ تمہارے پیچھے (بہت سے) بوڑھے اور کمزور اور ضرورت (وکام کاج) والے اور مسافر (بھی) نماز پڑھتے ہیں۔

نوٹس:- واضح رہے کہ اس حدیث نمبر (۷۹۱) کو پڑھ کر کسی کے بھی ذہن میں منافات و مخالفت بین الاحادیث کا اشکال آسکتا ہے کیونکہ اس سے پہلے حدیث نمبر (۷۹۰) میں عشاء کی نماز کا ذکر ہے اور اس میں مغرب کی نماز کا۔ تو سنئے اس کے شرح حضرات نے بہت سے جوابات دئے ہیں لیکن سب سے بہتر جواب اس کو قرار دیا ہے کہ یہ سہو ہے اور صحیح وہی ہے جو حدیث نمبر (۷۹۰) میں ہے یعنی یہ عشاء کی نماز کا واقعہ ہے۔ اگرچہ کچھ حضرات نے تعدد واقعہ قرار دے کر جمع بین الروایات کو بھی اس کا جواب لکھا ہے اور اس کے بہت سے دلائل دئے ہیں لیکن صاحب بذل وغیرہ نے لکھا ہے کہ یہ

بات صحیح نہیں ہو سکتی کہ یہ واقعہ ایک مرتبہ سے زائد پیش آیا ہو کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ صحابی رسول ﷺ حضرت معاذؓ نے آپ ﷺ سے طویل قراءت کے بارے میں تشدید و توثیح اور تخفیف قراءت کا حکم سننے کے بعد دوبارہ پھر آپ ﷺ کے حکم کی مخالفت کی ہو اس لئے اوجہ اور صحیح بات یہی ہے کہ یہ کہا جائے کہ یا تو یہ سہو ہے یا اس حدیث نمبر (۷۹۱) میں بھی راوی نے مغرب بول کر مجازاً عشاء ہی کی نماز کو مراد لیا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

### تعارف رجال حدیث (۷۹۱)

۱۔ موسیٰ بن اسماعیل:۔ یہ موسیٰ بن اسماعیل المنقری التبوذکی البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۲۔ طالب بن حبيب:۔ یہ طالب بن حبيب بن عمرو بن سهل بن قیس الأنصاری المدنی ہیں۔ صاحب بذل نے لکھا ہے کہ ان کو طالب بن ضجیع بھی کہا جاتا ہے۔ ابن عدی نے ان کے بارے میں لا بأس بہ کہا ہے اور بخاری نے فیہ نظر۔ ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ اور حافظؒ نے ان کو وہم کا شکار ہونے والے صدوق راوی لکھا اور ساتویں طبقہ میں شمار کیا ہے۔ اور ابن رسلان نے لکھا ہے کہ مصنفؒ نے ان کی صرف ایک یہی حدیث نقل کی ہے۔

۳۔ عبدالرحمن بن جابر:۔ یہ عبدالرحمن بن جابر بن عبداللہ بن عمرو الأنصاری السلی أبو عتیق المدنی ہیں۔ نسائی اور عجل نے ان کی توثیق کی ہے۔ ابن سعد نے ان کے بارے میں ضعیف لا یحتج بہ لکھا ہے۔ اور حافظؒ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے نیز لکھا ہے کہ ابن سعد ان کو ضعیف قرار دینے میں غلطی پر ہیں۔

۴۔ حزم:۔ سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ صاحب بذل نے لکھا ہے کہ ابوداؤد کے جن نسخوں میں بھی حزم بن أبی بن کعب ہے وہ نسخہ کی غلطی ہے کیونکہ صحیح حزم بن أبی کعب ہی ہے



بہر کیف یہ صحابی رسول ﷺ حضرت حزم بن ابی کعب الأنصاری السلمی المدنی ہیں۔  
ابوداؤد نے ان کی صرف ایک یہی حدیث نقل کی ہے۔ ابن حبان نے ان کو صحابہ نہیں ذکر کیا ہے۔ مگر پھر  
ان کا تذکرہ سہوأتا بعین میں بھی کر دیا ہے۔ اور حافظ نے ان کو قلیل الحدیث صحابی لکھا ہے۔

۵۔ مُعَاذُ: آپ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت مُعَاذُ بْنُ جَبَل بن عمرو بن اوس  
الأنصاری أبو عبد الرحمن الخزرجی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۶)۔

الحديث / ۷۹۲ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ أَخْبَرَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ  
عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((قَالَ  
النَّبِيُّ ﷺ لِرَجُلٍ: كَيْفَ تَقُولُ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: أَتَشْهَدُ وَأَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي  
أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ. أَمَا إِنِّي لَا أَحْسِنُ دُنْدَنْتَكَ وَلَا دُنْدَنَةَ  
مُعَاذٍ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: حَوْلَهَا نُدْنِدُنْ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۹۲: فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عثمان بن ابی  
شیبہ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی حسین بن علی نے انہوں نے نقل کیا زائدہ سے انہوں نے سلیمان  
سے انہوں نے ابوصالح سے انہوں نے نعی کریم ﷺ کے کسی صحابی (غالباً حضرت ابو ہریرہؓ) سے (یہ  
کہ انہوں نے) بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) نعی کریم ﷺ نے ایک شخص (غالباً سلیم انصاری یا سلیم بن  
الحارثؓ) سے فرمایا (اور پوچھا) کیا کہتے ہو تم نماز میں (یعنی تم اپنی نماز کے قعدہ اخیرہ میں کیا کہتے  
اور پڑھتے ہو تو اس شخص نے جواب دیتے ہوئے) کہا میں تشهد (یعنی التحيات) پڑھتا ہوں اور پھر کہتا  
ہوں (یعنی اس کے بعد یہ دعاء مانگتا ہوں) اے اللہ میں تجھ سے جنت کی طلب کرتا ہوں اور دوزخ  
سے تیری پناہ چاہتا ہوں (واضح رہے کہ التحيات کو تشهد اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اس میں شہادتین کا

ذکر ہے۔ نیز اس شخص نے یہ بھی کہا) لیکن بے شک میں اچھی طرح (نہیں سُن پاتا اور سمجھ پاتا ہوں) آپ ﷺ کی آواز اور معاذ کی آواز کو (یعنی معلوم نہیں کہ آپ ﷺ اور معاذ کونسی دعاء مانگتے ہیں صرف آواز آتی ہے مگر الفاظ سمجھ میں نہیں آتے۔ واضح رہے کہ دندنہ کا مطلب ہوتا ہے ایسے کلمات و الفاظ جن کی آواز تو آئے مگر کیا کہا گیا وہ سمجھ میں نہ آئے۔ اور اس شخص نے جو یہ حضرت معاذ کا خاص طور پر ذکر کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ شخص اُن لوگوں میں سے تھا جو حضرت معاذ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ بہر کیف اس شخص کا یہ جواب سن کر) نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہم بھی انہیں دونوں (یعنی جنت و دوزخ کے) ارد گرد (اور بارے میں) آواز کرتے ہیں (یعنی ہماری دعاء بھی اگرچہ تمہاری سمجھ میں نہیں آتی مگر ہوتی انہی دونوں کے بارے میں ہے یعنی جنت کی طلب اور دوزخ سے پناہ و حفاظت کی ہی دعاء ہم بھی کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ جن نسخوں میں حولہما ضمیر تشبیہ کے ساتھ ہے اس کا مطلب تو یہ ہو ہی گیا۔ لیکن اکثر نسخوں میں حولہما ضمیر واحد کے ساتھ ہے اور اس کا مطلب بتاتے ہوئے شرح حضرات نے لکھا ہے اُی حول دعوتک هذه نندن یعنی ہماری دعاء بھی تیری اس دعاء سے ملتی جلتی اور اسی جیسی ہوتی ہے کیونکہ ہم بھی اپنی دعاء میں جنت کی طلب کرتے اور دوزخ سے پناہ ہی مانگتے ہیں)۔

نوٹس:- اس حدیث نمبر (۷۹۲) اور اس کے بعد کی حدیث نمبر (۷۹۳) کو پڑھ کر کسی کو بھی یہ اشکال ہو سکتا ہے کہ ان دونوں حدیثوں کا اس باب یعنی باب تخفیف الصلاة سے کوئی تعلق تو ہے نہیں پھر مصنف اُن کو اس باب میں کیوں لائے ہیں؟ تو اس کا جواب دیتے ہوئے صاحب المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ اگرچہ واضح مناسبت تو ان احادیث کی باب سے نہیں ہے لیکن اگر آپ ذرا غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ان حدیثوں میں دعاء فی الصلاة کی تخفیف مذکور ہے اور ظاہر ہے یہ بھی تخفیف الصلاة ہی ہے اس لئے ان احادیث کی باب سے مناسبت ہے اور اسی مناسبت کی وجہ سے

مصنف ان حدیثوں کو اس باب میں لائے ہیں۔

### تعارف رجال حدیث (۷۹۲)

۱۔ عثمان بن أبی شیبہ:۔ یہ عثمان بن محمد بن أبی شیبہ إبراہیم العبسیّ أبو الحسن الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۲۔ حسین بن علی:۔ یہ حسین بن علیّ الجعفیّ أبو عبد اللہ المقرئ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱۲)۔

۳۔ زائدة:۔ یہ زائدة بن قدامة الثقفیّ أبو الصلت الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۶۹)۔

۴۔ سلیمان:۔ یہ سلیمان بن مهران الأسدیّ الکاهلیّ أبو محمد الکوفیّ الأعمش ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷)۔

۵۔ أبو صالح:۔ یہ أبو صالح ذکوان السّمّان الزّیّات الغطفانیّ المدنیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

۶۔ عن بعض أصحاب النبی ﷺ:۔ ابنِ رسلان نے لکھا ہے کہ یہ مشہور کثیر الروایہ صحابی حضرت عبد الرحمن بن صخر الدوسیّ أبو هريرة الیمانیّ ہیں۔ کیونکہ ابن ماجہ کی سند میں اس کی صراحت بھی ہے۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

الحديث/ ۷۹۳- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَجَلَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مِقْسَمٍ عَنْ جَابِرٍ، ذَكَرَ قِصَّةَ مُعَاذٍ قَالَ وَقَالَ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ لِفَتْنِي كَيْفَ تَصْنَعُ يَا ابْنَ أَخِي إِذَا صَلَّيْتَ؟ قَالَ: أَقْرَأُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَأَسْأَلُ اللَّهَ الْجَنَّةَ، وَأَعُوذُ بِهِ مِنَ النَّارِ، وَإِنِّي لَا أَدْرِي مَا

دَنْدَنْتَكَ وَلَا دَنْدَنَةَ مُعَاذٍ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي وَمُعَاذٌ حَوْلَ هَاتَيْنِ، أَوْ نَحْوُ هَذَا)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۹۳: فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا تھی بن حبیب نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی خالد بن حارث نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی محمد بن عجلان نے انہوں نے روایت کیا عبید اللہ بن مقسم سے انہوں نے حضرت جابرؓ سے (اور عبید اللہ بن مقسم نے کہا کہ حضرت جابرؓ نے) بیان کیا حضرت معاذؓ کے (طویل قراءت کرنے اور آپ ﷺ سے اس کی شکایت کئے جانے کے) قصہ (واقعه) کو (اس کے بعد حضرت جابرؓ نے یہ بھی) بیان کیا اور فرمایا انہوں نے یعنی نبی کریم ﷺ نے نوجوان سے (یعنی سابقہ روایت میں جس آدمی کا ذکر ہے یعنی سلیم انصاری یا سلیم بن حارث کا آپ ﷺ نے اس سے پوچھا) کیسے (اور کیا) کرتا ہے اے میرے بھتیجے جب نماز پڑھتا ہے۔ تو (تو اس شخص نے آپ ﷺ کا جواب دیتے ہوئے) کہا سورہ فاتحہ پڑھتا ہوں اور اللہ سے جنت مانگتا ہوں اور دوزخ سے اسی کی یعنی اللہ کی پناہ مانگتا ہوں لیکن بے شک میں نہیں سمجھ پاتا آپ ﷺ کی آواز اور معاذؓ کی آواز کو (یعنی آپ لوگوں کی آواز تو آتی ہے مگر آپ لوگ کیا دعاء مانگتے ہیں وہ میری سمجھ میں نہیں آتی۔ اس کی یہ بات سنی) تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں اور معاذ بھی ان دونوں کے ارد گرد ہی ہوتے ہیں (یعنی میں اور معاذ بھی جنت کی طلب کرتے اور دوزخ سے اللہ کی پناہ ہی مانگتے ہیں) یا (آپ ﷺ نے) اسی جیسا فرمایا (راوی حدیث حضرت جابرؓ کہنا یہ چاہر ہے ہیں کہ آپ ﷺ نے اِنِّی وَمُعَاذٌ حَوْلَ هَاتَيْنِ کے الفاظ ارشاد فرمائے تھے یا اس سے ملتے جلتے کوئی اور الفاظ فرمائے تھے۔ واضح رہے کہ یہ شک حضرت جابرؓ کا بھی ہو سکتا ہے اور سند میں مذکور کسی دیگر راوی کا بھی ہو سکتا ہے جس نے یہ کہنا چاہا ہے کہ میرے شیخ نے حدیث کے اندر یہاں پر اِنِّی وَمُعَاذٌ حَوْلَ هَاتَيْنِ کے الفاظ بیان نقل کئے تھے یا اس جیسے ہی دوسرے الفاظ نقل و بیان کئے تھے)۔

نوٹس:- واضح رہے کہ اس حدیث کو تفصیل کے ساتھ ابن خزیمہ اور بیہقی نے نقل کیا ہے لہذا تفصیل کے لئے وہاں دیکھ لیا جائے۔۔۔ اور یہ بھی معلوم رہے کہ ابوداؤد کے بعض نسخوں میں وقال یعنی النبی ﷺ الخ کی بجائے وقال یعنی النبی ﷺ یا بن أخي کیف تصنع فی صلاتک ہے یعنی انداز بھی بدلا ہوا ہے اور لفظ للفتی مذکور ہی نہیں ہے۔

اور اس حدیث شریف کو پڑھ کر اگر کسی کو یہ اشکال ہو کہ پہلی حدیث میں تشہد پڑھنے کا ذکر ہے اور اس میں فاتحہ پڑھنے کا ذکر ہے تو یہ تو ان دونوں حدیثوں میں منافات و مخالفت ہو رہی ہے جبکہ ہونی نہیں چاہئے تو کیوں ہو رہی ہے؟ تو سنئے اس کا جواب یہ ہے کہ اس روایت کے اندر حضرت جابرؓ نے تو دونوں باتیں ذکر کی تھیں جیسا کہ ابن خزیمہ اور بیہقی کی روایت میں مذکور ہیں اب ابوصالح نے تو روایت میں یہ اختصار کیا کہ قراءت فاتحہ کا ذکر چھوڑ دیا اور صرف تشہد پڑھنے کا ذکر کر دیا اور عبید اللہ بن مقسم نے یہ کیا کہ تشہد کا ذکر چھوڑ کر صرف قراءت فاتحہ کا ذکر کر دیا اس لئے اصلاً روایت کے اندر کوئی تضاد نہیں ہے کیونکہ یہ اختصار راوی کا نتیجہ ہے نہ کہ مخالفت و منافات بین الروایات۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجال حدیث (۷۹۳)

۱۔ یحییٰ بن حبیب:- یہ یحییٰ بن حبیب بن عربی الحارثی ابو زکریاء البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۸۰)۔

۲۔ خالد بن الحارث:- یہ خالد بن الحارث بن عبید الہجیمی ابو عثمان البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۸۰)۔

۳۔ محمد بن عجلان:- یہ محمد بن عجلان القرشی ابو عبد اللہ المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

۴۔ عید اللہ بن مقسم:۔ یہ عید اللہ بن مقسم القرشی مولیٰ ابن ابی نمر ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۹۹)۔

۵۔ جابرؓ:۔ آپؐ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت جابر بن عبد اللہ الأنصاری الخزرجی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲) اور (۱۳)۔

۶۔ قصۃ معاذ:۔ آپؐ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس الأنصاری أبو عبد الرحمن الخزرجی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۶)۔

الحديث/ ۷۹۴- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: ((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَالسَّقِيمَ وَالْكَبِيرَ، وَإِذَا صَلَّى لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۷۹۴:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا قعنبی نے مالک سے روایت کرتے ہوئے انہوں نے نقل کیا ابوالزناد سے انہوں نے أعرج سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی (امام بن کر) لوگوں کو نماز پڑھائے تو تخفیف کرے (یعنی قراءت مسنونہ کا خیال رکھتے ہوئے چھوٹی چھوٹی سورتوں کی قراءت کرے تاکہ لوگوں کو شاق نہ گزرے یا اس کا مطلب یہ ہے کہ قراءت واذکار صلاۃ میں اتنی تخفیف کرے کہ ارکان صلاۃ اور سنن و آداب صلاۃ کی رعایت تو ہو مگر طوالت سے بچے کیونکہ آپ ﷺ نے جہاں تخفیف کا حکم دیا ہے وہیں نفرة الغراب یعنی ارکان و سنن اور آداب کی رعایت کے بغیر جلدی جلدی نماز پڑھنے سے منع بھی فرمایا ہے۔ بہر کیف اس تخفیف کے حکم کی علت بیان کرتے ہوئے آپ

ﷺ نے فرمایا) کیونکہ ان میں (یعنی امام کے پیچھے نماز پڑھنے والے مقتدیوں میں ضعیف (و کمزور) اور بیمار اور (عمر رسیدہ) بڑے (بوڑھے) بھی ہوتے ہیں۔ اور جب خود (منفرداً تنہا) نماز پڑھے تو جتنی چاہے لمبی کرے (نماز کو یعنی کتنی ہی طویل قراءت کرے اور کتنے ہی اطمینان و سکون سے نماز پڑھے)۔

نوٹس:- واضح رہے کہ امام کے لئے جو یہ ہدایت دی گئی ہے کہ ہلکی اور مختصر نماز پڑھائے اس سے وہ شکل مستثنیٰ ہے جب سارے مقتدی طویل و لمبی نماز کے خواہاں اور طالب ہوں کیونکہ اس وقت امام کو لمبی نماز ہی پڑھانی چاہئے اگرچہ ہلکی پڑھانا بھی جائز ہے لیکن عام حالات میں امام کو ہلکی اور مختصر نماز ہی پڑھانی چاہئے۔

اور یہ جو حدیث شریف میں لفظ الضعیف مذکور ہے اس سے ضعیف الخلق اور السقیم سے مریض مراد ہیں۔ لیکن یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ ضعیف سے ضعیف الخلق، بیمار و مریض اور بوڑھے کسی بھی قسم کے ضعیف و کمزور لوگ مراد ہیں لیکن اس شکل میں یہ کہنا پڑے گا کہ پھر آگے سقیم اور کبیر کا ذکر مزید اہتمام کی غرض سے ذکر خاص بعد عام کے طور پر کیا گیا ہے۔

”وَإِذَا صَلَّى لِنَفْسِهِ فَلْيَطْوِلْ مَا شَاءَ“ اس حدیث اور اسی جیسے الفاظ پر مشتمل دیگر احادیث سے اگرچہ مطلقاً کتنی بھی تطویل کا حکم معلوم ہو رہا ہے چنانچہ بعض شوافع نے اس کے عموم کو مد نظر رکھتے ہوئے یہاں تک کہا ہے کہ کتنی بھی تطویل قراءت جائز ہے چاہے وقت کے نکل جانے تک ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن زیادہ تر حضرات کا خیال یہ ہے کہ اتنی تطویل قراءت مناسب نہیں ہے کہ نماز کا وقت ہی نکل جائے یا مکروہ وقت شروع ہو جائے۔

اس حدیث شریف کو پڑھ کر اگر کسی کے ذہن میں یہ اشکال پیدا ہو کہ جب آپ ﷺ نے یہ حکم دیا ہے تو آپ ﷺ مغرب میں سورہ اعراف اور فجر میں سورہ ق جیسی سورتوں کی طویل قراءت کیوں کیا

کرتے تھے؟ تو اس کا جواب اگرچہ تفصیلاً تو نہ مل سکا لیکن اتنا ملا ہے کہ تخفیف و تطویل امورِ اضافیہ ہیں اس لئے آپ ﷺ کی طویل قراءت اس کے منافی و مخالف نہیں ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے والے صحابہؓ ایسے تھے کہ ان کو آپ ﷺ کی طویل قراءت طویل نہیں معلوم ہوتی تھی۔ خلاصہ یہ کہ یہ حکم ایسا ہے کہ اس کا اطلاق آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے والے صحابہؓ اور آپ ﷺ کی طویل قراءت پر نہیں کیا جاسکتا۔۔۔ اور ایک خاص بات یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ آج کل ہمارے زمانہ میں جو ائمہ حضرات لوگوں کو تو لمبی نماز پڑھاتے ہیں مگر اپنی تنہا والی نماز بڑی مختصر پڑھتے ہیں یہ فرامینِ رسول ﷺ کے بالکل خلاف ہے اس لئے اُن لوگوں کو فرامینِ رسول ﷺ پر نظر رکھنی اور اُن پر عمل کرنا چاہئے۔

اور صاحبِ المنہل نے فقہ الحدیث کے عنوان سے لکھا ہے کہ یہ حدیث اس بات کو بتا رہی ہے کہ ائمہ حضرات کو عللِ مذکورہ کی بناء پر نماز ہلکی اور مختصر پڑھانی چاہئے اور طوالت سے بچنا چاہئے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ارکانِ صلاۃ میں طمانینت و سکون کی رعایت نہ کی جائے بلکہ اس کی رعایت کے ساتھ تخفیف کرنی اور تطویل سے بچنا چاہئے۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی پتہ لگ رہا ہے کہ منفرد اور تنہا نماز پڑھنے والے کے لئے یہ بات جائز ہے کہ ارکانِ صلاۃ کو جتنا چاہے طویل کرے حتیٰ کہ اعتدال اور دو سجدوں کے درمیان جلوس میں بھی جتنا چاہے طول کرے جائز ہے۔ اور یہ حدیث اُن حضرات کے خلاف حجت ہے جو یہ کہتے ہیں کہ منفرد کے لئے صرف تطویل قراءت جائز ہے لیکن اعتدال اور جلوس بین السجرتین میں تطویل جائز نہیں ہے۔

### تعارف رجالِ حدیث (۷۹۴)

۱۔ القعنبی:۔ یہ عبد اللہ بن مسلمۃ بن قعنب القعنبی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۲۔ مالک:۔ یہ مشہور امام فقہ مالک بن انس المدنی الاصبہی الحمیری ہیں۔

دیکھیں حدیث نمبر (۱۲)۔



۳۔ أبو الزناد:۔ یہ عبد اللہ بن ذکوان القرشیّ أبو عبد الرحمن المدنيّ المعروف بأبي الزناد ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۶)۔

۴۔ الأعرج:۔ یہ عبد الرحمن بن هرمز أبو داؤد المدنيّ المعروف بالأعرج ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۶)۔

۵۔ أبو هريرة:۔ آپ مشہور مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول ﷺ حضرت عبد الرحمن بن صخر الدوسیّ أبو هريرة الیمانیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

الحديث / ۷۹۵ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ أَنبَأَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيهِمُ السَّقِيمَ وَالشَّيْخَ الْكَبِيرَ وَذَا الْحَاجَّةَ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۹۵:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا حسن بن علی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبد الرزاق نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی معمر نے انہوں نے نقل کیا زہری سے انہوں نے ابن مسیب اور ابوسلمہ سے (اور ان دونوں نے روایت کیا) حضرت ابوہریرہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی (بھی امام بن کر) لوگوں کو نماز پڑھائے تو ہلکا کرے (نماز کو) یعنی طویل نہ کرے بلکہ مختصر کر کے پڑھائے (کیونکہ ان میں (یعنی امام کے پیچھے نماز پڑھنے والے) لوگوں میں) بیمار، بڑا بوڑھا اور ضرورت والا بھی (ہوتا ہے اس لئے ان کی رعایت کرتے ہوئے امام کو چاہئے کہ ارکانِ صلاۃ اور سنن و آداب کی رعایت تو ضرور کرے مگر طوالت سے

بچے اور مختصر، ہلکی نماز پڑھائے۔

## تعارف رجالِ حدیث (۷۹۵)

۱۔ الحسن بن علی:۔ یہ الحسن بن علی بن محمد الہذلی الحلوانی الخلال ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷)۔

۲۔ عبدالرزاق:۔ یہ عبدالرزاق بن ہمام بن نافع الحمیری ابوبکر الصنعانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷)۔

۳۔ معمر:۔ یہ معمر بن راشد الأسدی الحدادی أبو عروۃ البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷)۔

۴۔ الزہری:۔ یہ محمد بن مسلم۔ ابن شہاب۔ الزہری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔

۵۔ ابن المسیب:۔ یہ سعید بن المسیب بن حزن بن أبي وهب القرشي المخزومي الإمام ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۶)۔

۶۔ أبوسلمة:۔ یہ أبوسلمة بن عبد الرحمن بن عوف القرشي الزہری المدني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۷۔ أبو ہریرۃ:۔ آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت عبد الرحمن بن صخر الدوسی أبو ہریرۃ الیمانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

## (۱۳۰) بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ

(۱۳۰) اُنْ احادیث کا بیان جو ظہر کی نماز میں قراءت کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔

نوٹ:- صاحبِ عون المعبود نے لکھا ہے کہ غالباً مصنف کا مقصد اس باب سے ظہر کی نماز میں قراءت کا اثبات نیز سب سے قراءت کا اثبات ہے۔ اور واضح رہے کہ بعض نسخوں میں یہ باب ان الفاظ یعنی بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ کے الفاظ کے ساتھ ہے۔

الحديث ۷۹۶- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ وَعُمَارَةَ بْنِ مَيْمُونٍ وَحَبِيبٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((فِي كُلِّ صَلَاةٍ يُقْرَأُ، فَمَا أَسْمَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَسْمَعْنَاكُمْ وَمَا أَخْفَى عَلَيْنَا أَخْفَيْنَا عَلَيْكُمْ)).

ترجمہ حدیث نمبر ۷۹۶:- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا موسیٰ بن اسماعیل نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی حماد نے انہوں نے نقل کیا قیس بن سعد، عمارہ بن میمون اور حبیب سے (اور ان تینوں نے نقل کیا) عطاء بن ابی رباح سے یہ کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا ہے کہ ہر نماز میں قراءت کی جاتی ہے (یعنی تمام نمازوں میں یا نماز کی ہر رکعت میں قراءت ہوتی ہے اور آپ ﷺ قراءت فرمایا کرتے تھے) اور وہ (نماز کہ جس میں) آپ ﷺ نے ہمیں (قراءت) سنائی ہم نے تمہیں سنادی اور جس میں آپ ﷺ نے ہم سے پوشیدہ رکھا (قراءت کو) تو اس میں ہم نے بھی تم سے پوشیدہ رکھا (حضرت ابو ہریرہؓ کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ نماز کے اندر قراءت جہراً اور سرّاً کرنا نقل کے مطابق ہے یعنی جن نمازوں میں اور جن رکعتوں میں آپ ﷺ نے جہراً قراءت کی ہے اُن میں جہراً

ہوگی اور جن میں سری اور آہستہ قراءت کی ہے ان میں آہستہ اور سرّاً ہوگی۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ کہہ رہے ہیں کہ لوگو سنو جس نماز اور جس رکعت میں آپ ﷺ جہری اور بہ آواز قراءت کرتے تھے اور ہم آپ ﷺ کی قراءت کو سنتے تھے اُن نمازوں اور اُن رکعتوں میں ہم بھی جہری قراءت کرتے اور تمکو سناتے ہیں اور جن میں آپ ﷺ سری قراءت کرتے تھے اُن میں ہم بھی سری اور آہستہ قراءت کرتے ہیں یعنی ہمارا طریقہ کار اس سلسلہ میں بالکل آپ ﷺ کے مطابق ہے۔

نوٹس:- واضح رہے کہ حدیث شریف کا مطلب تو اوپر بیان ہو ہی چکا ہے لیکن صاحب المہمل وغیرہ نے قراءت کے سلسلہ میں بڑے جامع انداز میں ایک تفصیل پیش کی ہے جسکو آپ بھی ملاحظہ فرمائیں لکھا ہے کہ اجماع امت ہے اس بات پر کہ فجر اور جمعہ کی دونوں رکعتوں اور مغرب و عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں جہری اور بہ آواز قراءت ہوگی اور ظہر و عصر کی چاروں رکعتوں میں نیز مغرب کی تیسری اور عشاء کی اخیر کی دو رکعتوں میں سری اور آہستہ قراءت ہوگی۔۔۔ عید اور استسقاء کی نماز میں یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے جمہور ائمہ عیدین میں جہری قراءت کے قائل ہیں۔ استسقاء میں مالک، شافعی، احمد، ابو یوسف اور محمد جہری قراءت کے قائل ہیں جبکہ ابو حنیفہ کا کہنا یہ ہے کہ استسقاء میں نماز ہی نہیں ہے صرف دعاء و استغفار ہے۔ اور صلاۃ خسوفِ قمر کے بارے میں جمہور فقہاء تو جہری قراءت کے قائل ہیں اور صلاۃ خسوفِ شمس میں سری قراءت کے لیکن طبری کا کہنا یہ ہے کہ ان دونوں نمازوں میں جہر اور سر دونوں کا اختیار ہے اور ابن منذر، ابن خزیمہ اور اسحاق دونوں میں جہر قراءت کے قائل ہیں۔ اور باقی نوافل کے بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ نوافلِ نہار یہ میں سری قراءت ہوگی اور نوافلِ لیلیہ میں جہر اور سر دونوں کا اختیار ہے۔ اور جنازہ کی نماز چاہے رات میں ہو چاہے دن میں اس میں قراءت سرّاً ہی ہوگی اگرچہ ایک قول یہ بھی ہے کہ رات میں جنازہ میں بھی جہر قراءت ہوگی۔ بس باقی مزید تفصیل کے لئے مطوّلات کو دیکھیں۔

## تعارف رجالِ حدیث (۷۹۶)

۱۔ موسیٰ بن اسماعیل:۔ یہ موسیٰ بن اسماعیل المنقری التبوذکی البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۲۔ حماد:۔ یہ حماد بن سلمة بن دينار أبو سلمة البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۳۔ قیس بن سعد:۔ یہ قیس بن سعد أبو عبد الملك الحبشی مولیٰ نافع بن علقمة ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۷۱)۔

۴۔ عمارة بن ميمون:۔ یہ عمارة بن ميمون ہیں انہوں نے صرف عطاء بن أبي رباح سے روایت کیا ہے اور ان سے صرف حماد بن سلمہ نے۔ ذہبی نے ان کے بارے میں لا يعرف لکھا ہے اور حافظؒ نے ان کو مجہول راوی لکھ کر چھٹے طبقہ میں سے قرار دیا ہے نیز لکھا ہے کہ یہ یا تو حجازی ہیں یا بصری ہیں۔ اور صرف ان کی روایت ابوداؤد میں ہے۔

۵۔ حبيب:۔ یہ حبيب بن أبي زائدة أبو محمد المعلم ہیں۔ ابو زرعة، ابن معین نے ان کی توثیق کی ہے نسائی نے ان کو لیس بالقویٰ کہا ہے اور احمد کا کہنا ہے ما احتج بحديثه۔ اور واضح رہے کہ مسلم میں یہی روایت عن حبيب بن الشهيد قال سمعت عطاءً يحدث عن أبي هريرة الخ کے انداز میں منقول ہے۔ اور حافظؒ نے ان کا تعارف کراتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ حبيب بن الشهيد الأزدي أبو محمد البصری ہیں۔ ثقہ ثبت راوی ہیں پانچویں طبقہ میں آتے ہیں اور ان کی وفات بہ عمر چھیا سٹھ سال ۱۲۵ھ میں ہوئی ہے اور یہ جمع صحاح ستہ کے راویوں میں ہیں۔

۶۔ عطاء بن أبي رباح:۔ یہ عطاء بن أبي رباح القرشي المكي ہیں۔ دیکھیں

حدیث نمبر (۸۶)۔

۷۔ ابوہریرہ: آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت عبدالرحمن بن صخر الدوسی ابوہریرہ الیمانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

الحديث / ۷۹۷ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ح. قَالَ وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ الْحَجَّاجِ - وَهَذَا لَفْظُهُ - عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ. قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى وَأَبِي سَلَمَةَ ثُمَّ اتَّفَقَا عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، قَالَ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي بِنَا فَيَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي الرَّكَعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ، وَيُسْمِعُنَا آيَةً أَحْيَانًا، وَكَانَ يُطَوِّلُ الرَّكَعَةَ الْأُولَى مِنَ الظُّهْرِ وَيُقْصِرُ الثَّانِيَةَ وَكَذَلِكَ فِي الصُّبْحِ)). قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يَذْكُرْ مُسَدَّدٌ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُورَةً.

ترجمہ حدیث نمبر / ۷۹۷: فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا مسدد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی تھی کہ انہوں نے نقل کیا ہشام بن ابی عبد اللہ سے۔ ح۔ (ایک دوسری سند) اور فرمایا امام ابوداؤد نے نیز ہم سے بیان کیا ابن ثنی نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابن ابی عدی نے انہوں نے نقل کیا حجاج سے۔ اور یہ ان کے الفاظ ہیں۔ (مصنف نے ان الفاظ سے کہنا یہ چاہا ہے کہ یہ حدیث ہمیں مسدد اور ابن ثنی دونوں نے سنائی ہے مگر ہم جو یہاں نقل کر رہے ہیں وہ ابن ثنی کے الفاظ ہیں۔ بہر کیف آگے سند یہ ہے کہ ان دونوں یعنی ہشام بن ابی عبد اللہ اور حجاج نے نقل کیا تھی سے انہوں نے عبد اللہ بن ابی قتادہ سے، ابن ثنی نے (مزید) کہا و ابی سلمة (یعنی ہمارے شیخ مسدد نے جب حدیث بیان کی تو سند کے اندر تھکی کے بعد صرف عن عبد اللہ بن ابی قتادہ کہا لیکن

دوسرے شیخ ابنِ ثنی نے تنگی کے بعد عن عبد اللہ بن ابی قتادہ کہنے کے ساتھ ساتھ و ابی سلمہ بھی کہا ہے۔ بہر کیف اس اختلافِ سند کے بعد (پھر دونوں نے) (یعنی مسدّد اور ابنِ ثنی نے) متفقاً کہا عن ابی قتادہ (یعنی بقول مسدّد و عبد اللہ بن ابی قتادہ نے حضرت ابوقنادہؓ سے نقل کیا اور بقول ابنِ ثنی عبد اللہ بن ابی قتادہ اور ابوسلمہ دونوں نے حضرت ابوقنادہؓ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ (جب) ہمیں (امام بنکر) نماز پڑھاتے تو ظہر و عصر کی نماز میں پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ الکتاب (یعنی سورہ فاتحہ) اور دو سورتیں پڑھتے (یعنی ہر رکعت میں ایک ایک سورت کی سورہ فاتحہ کے بعد قراءت کرتے۔ واضح رہے کہ اگر کسی کو یہ اشکال ہو کہ ظہر میں تو قراءت سری ہوتی ہے پھر انکو کیسے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ سورہ فاتحہ کے ساتھ پہلی اور دوسری رکعت میں ایک ایک سورت اور پڑھتے تھے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ بعض آیتیں چونکہ آپ ﷺ جہراً بھی پڑھتے تھے اس لئے معلوم ہوا ہوگا یا آپ ﷺ کے بتانے اور خبر دینے سے معلوم ہوا ہوگا۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز کے اندر مکمل اور پوری سورت کی قراءت کرنا چاہے وہ چھوٹی ہی سورت ہو افضل و بہتر ہے طویل و لمبی سورت میں سے اس چھوٹی سورت کے بقدر قراءت کرنے سے۔ نیز یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ نماز کی پہلی دو رکعتوں میں ضم سورت اور قراءت سورت ہوگی نہ کہ آخری رکعتوں میں چنانچہ جمہور اسی کے قائل ہیں، بہر کیف آگے حضرت ابوقنادہؓ بیان کرتے ہیں کہ) اور کبھی کبھی آپ ﷺ ہمیں سنا دیا کرتے تھے ایک آدھ آیت (یعنی بسا اوقات ظہر کی نماز میں سری نماز ہونے کے باوجود فاتحہ یا سورت کے بعض کلمات یا کہتے کہ ایک آدھ آیت کو جہراً اور پکار کر پڑھتے تھے) اور طویل فرماتے تھے ظہر کی پہلی رکعت کو (تا کہ لوگوں کو رکعت ملجائے) اور دوسری رکعت کو قصیر (یعنی پہلی کے مقابلہ چھوٹی) فرماتے اور ایسا ہی کرتے تھے آپ ﷺ صبح (یعنی فجر کی نماز) میں بھی (یعنی دوسری کے مقابلہ پہلی رکعت کو طویل فرماتے تھے)۔

فرمایا امام ابوداؤدؒ نے اور نہیں ذکر کیا مسدّد نے (اپنی روایت میں) فاتحہ الکتاب و سورہ

کو (یعنی یہ الفاظ ہمارے شیخ ابنِ ثنیٰ نے تو اپنی روایت میں ذکر کئے ہیں مگر مسدّد نے ذکر نہیں کئے کیونکہ انہوں نے اپنی روایت میں اس طرح بیان کیا ہے کان رسول اللہ ﷺ یقرأ فی الظهر والعصر فی الركعتین الأولین ویسمعنا الایة أحياناً الخ)۔

نوٹس:- واضح رہے کہ اس حدیث کے تحت شرح حضرات نے بڑی تفصیلات لکھی ہیں جن کو وہیں دیکھ لینا بہتر ہے تاہم کچھ باتیں یہاں پر بھی ذکر کی جاتی ہیں۔ صاحبِ المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ یہ روایت اُن لوگوں یعنی حنفیہ کے خلاف حجت ہے جو سبّی نماز میں اسرار اور آہستہ قراءت کرنے کو صحتِ صلاۃ کے لئے شرط و واجب کہتے ہیں۔ مگر احناف کی طرف سے اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ سبّی نماز میں اسرارِ قراءت اور جہری میں جہرِ قراءت امام پر واجب ہے رہا اس حدیث کے اندر سبّی نماز کے اندر ایک یا دو آیتوں کا سن لینا یہ اس کی دلیل نہیں بن سکتا ہے کہ سبّی نماز میں اسرارِ قراءت واجب نہیں ہے بلکہ سنت ہے۔۔۔ اور صاحبِ المنہل وغیرہ نے اس حدیث کے تحت فقہ الحدیث کے عنوان سے لکھا ہے کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ نماز کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد ضمّ سورت اور اس کی قراءت کی جائے گی۔ نیز سبّی نماز کے اندر ایک یا دو آیتوں کو جہراً پڑھنے کا جواز بھی اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے (واضح رہے کہ اس مسئلہ کی تفصیل کے لئے مطولات کو دیکھنا ہی بہتر ہے) اور اس حدیث سے یہ بھی اشارہ مل رہا ہے کہ دوسری رکعت کے مقابلہ پہلی رکعت کو طویل کرنا مشروع اور آپ ﷺ کے عمل سے ثابت ہے۔

## تعارف رجال حدیث (۷۹۷)

۱۔ مسدّد:- یہ مسدّد بن مسرہد بن مُسر بل الأسدی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲)۔

۲۔ یحییٰ:- یہ یحییٰ بن سعید بن فروخ التمیمی أبو سعید البصری القطن ہیں۔



دیکھیں حدیث نمبر (۷۰)۔

۳۔ هشام بن ابی عبداللہ: یہ هشام بن ابی عبداللہ سَنَبَر الدستوائی  
أبو بکر البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۹)۔

۴۔ ابن المثنیٰ: یہ محمد بن المثنیٰ العنزیٰ أبو موسیٰ البصری ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۱۷)۔

۵۔ ابن ابی عدی: یہ محمد بن ابراہیم بن ابی عدی السلمي القسلي  
أبو عمرو البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۴۳)۔

۶۔ الحجاج: یہ الحجاج بن ابی عثمان مَيَسْرَة الصَّوَّاف الكندي  
أبو الصلت البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۳۹)۔

۷۔ عن يحيى: یہ يحيى بن ابی كثير الطائي أبو نصر اليمامي ہیں۔ دیکھیں  
حدیث نمبر (۱۵) اور (۳۱)۔

۸۔ عبداللہ: یہ عبداللہ بن ابی قتادة الأنصاري السلمي أبو ابراهيم أو  
أبو يحيى المدني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۱)۔

۹۔ قال ابن المثنیٰ: یہ محمد بن المثنیٰ العنزیٰ أبو موسیٰ البصری ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۱۷)۔

۱۰۔ وأبي سلمة: یہ أبو سلمة بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن عوف القرشي  
الزهري المدني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۱۱۔ عن أبي قتادة: آپؓ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت الحارث بن ربیع السلمي

أبو قتادة الأنصاريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۱)۔

۱۲۔ قال أبو داود:۔ یہ مصنف کتاب سلیمان بن الأشعث أبو داؤد السجستانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۱۳۔ لم يذكر مسدد:۔ یہ مسدد بن مسرهد بن مسر بل الأسدي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲)۔

الحديث ۷۹۸/ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ وَأَبَانُ بْنُ يَزِيدَ الْعَطَّارُ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ، بَعْضُ هَذَا وَزَادَ: ((فِي الْأَخْرِيِّينَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ)) وَزَادَ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ: ((وَكَانَ يُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مَا لَا يُطَوِّلُ فِي الثَّانِيَةِ، وَهَكَذَا فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ وَهَكَذَا فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ)).

ترجمہ حدیث نمبر ۷۹۸/۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا حسن بن علی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی یزید بن ہارون نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہمام نے اور ابان بن یزید عطار نے سبکی سے نقل کرتے ہوئے (اور سبکی نے نقل کیا) عبد اللہ بن ابی قتادہ سے انہوں نے اپنے والد سے (اور اس سند کو نقل کر کے حسن بن علی نے بیان کیا ہم سے) اسکے (یعنی سابقہ حدیث نمبر ۷۹۸ کے) بعض حصہ کو نیز انہوں نے (یعنی حسن بن علی نے اپنی روایت کے اندر ویسے سمعنا الآية أحياناً کے بعد) مزید یہ الفاظ ویقرأ فی الآخرین بفاتحة الكتاب بھی بیان کئے (یعنی اور آپ ﷺ پڑھتے تھے آخری دو رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ کو۔ واضح رہے کہ یہ روایت اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھا کرتے تھے لہذا ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھی جائے گی) نیز

مزید نقل کیا انہوں نے (یعنی حسن نے یا یزید بن ہارون نے صرف) ہمام سے نقل کرتے ہوئے ان (الفاظ) قال: وکان بطول الخ کو یعنی ہمام نے مزید یہ بھی بیان کیا کہ اور آپ ﷺ پہلی رکعت میں اتنا طول کرتے تھے جتنا کہ دوسری میں نہیں کرتے تھے (یعنی آپ ﷺ کی پہلی رکعت دوسری کے مقابلہ طویل ہوتی تھی) اور ایسا ہی کرتے تھے (یعنی پہلی رکعت کو دوسری کے مقابلہ طویل کرتے تھے) عصر کی نماز میں نیز ایسا ہی (یعنی پہلی رکعت کو دوسری کے مقابلہ طویل کرتے تھے) صبح (یعنی فجر کی نماز) میں بھی۔

نوٹس:- ”وزاد في الأخرين الخ“ واضح رہے کہ مصنفؒ کے اس کلام سے بظاہر یہ معلوم ہو رہا ہے کہ یہ اضافہ اس روایت کے اندر صرف حسن بن علی نے نقل کیا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مسلم شریف میں یہ حدیث بالکل اسی سند کے ساتھ امام مسلم نے ابو بکر بن ابی شیبہ کے واسطے سے نقل کی ہے اور اس میں بھی یہ اضافہ منقول و مذکور ہے تو سوال اٹھتا ہے کہ پھر مصنفؒ نے یہ بات کیسے کہہ دی کہ یہ اضافہ صرف حسن بن علی نے نقل کیا ہے؟ تو اس کا جواب دیتے ہوئے صاحب المہمل وغیرہ نے لکھا ہے کہ کوئی اشکال کی بات نہیں ہے کیونکہ مصنفؒ کے اس کہنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ اضافہ صرف حسن ہی نے نقل کیا ہے بلکہ ان کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ مسدد، ابن شہر آشوب اور حسن بن علی میں سے یعنی مذکورہ ان تینوں حضرات میں سے اس اضافہ کو صرف حسن بن علی نے نقل کیا ہے۔

”وزاد عن همام“ واضح رہے کہ بعض نسخوں میں اسکی بجائے وزاد ہمام ہے مطلب دونوں کا ایک ہی ہے کیونکہ حسن یا یزید۔ ہمام سے اضافہ نقل کریں یا ہمام خود اضافہ نقل کریں تو وہ اضافہ ظاہر ہے ہمام ہی کا ہوگا۔ بہر کیف مصنفؒ نے کہنا یہ چاہا ہے کہ یہ اضافہ ہمام نے تو نقل کیا ہے لیکن ابان بن یزید نے نقل نہیں کیا۔ اب اگر کسی کو یہ اشکال ہو کہ مسلم شریف کی روایت میں یہ اضافہ نہ تو ہمام کی روایت میں منقول ہے اور نہ ابان کی روایت میں تو پھر مصنفؒ یہ کیسے کہہ رہے ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ

ممکن ہے خود امام مسلم نے یا انکے روات میں سے کسی ایک نے روایت میں اختصار کیا ہو اور اس اضافہ کو حذف کر کے روایت نقل کر دی ہو۔ یا امام مسلم نے سند تو دونوں یعنی ہمام اور ابان کی ذکر کی ہو لیکن الفاظ ابان کے نقل کئے ہوں اور اسکی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ امام بخاری نے یہی روایت ہمام کی سند سے نقل کی ہے اور اس میں یہ اضافہ موجود مذکور ہے خلاصہ یہ کہ مصنف کا یہ کہنا مذکورہ بالا دلائل کی وجہ سے بھی بالکل صحیح ہے اس لئے آپ کو اس پر کوئی اشکال نہیں ہونا چاہئے۔

”وكان يطوّل في الركعة الأولى ما لا يطوّل في الثانية“ واضح رہے کہ اس عبارت میں جو ”يطوّل“ ہے یہ بابِ تفعلیل کے مصدر التطویل سے ہے۔ اور اس میں جو ”ما“ ہے یہ نکرہ موصوفہ بھی ہو سکتا ہے ”أي يطوّل في الأولى إطالة لا يطيلها في الثانية“ اور یہ ”ما“ مصدر یہ بھی ہو سکتا ہے۔

أي يطوّل في الأولى إطالةً غير إطالته في الثانية۔

اور صاحبِ عون المعبود وغیرہ نے لکھا ہے کہ یہ حدیث اس بات کو بتا رہی ہے کہ ہر ایک رکعت میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے چنانچہ جمہور اسی کے قائل ہیں اور یہی صحیح اور موافق سنت بھی ہے۔ نیز یہ حدیث امام ابو حنیفہؒ کے خلاف جہت ہے کیونکہ وہ آخری دو رکعتوں یا ایک رکعت میں قراءتِ فاتحہ کو واجب نہیں کہتے بلکہ نمازی کو اختیار دیتے ہیں کہ چاہے تو قراءتِ فاتحہ کر لے اور چاہے تسبیح یعنی سبحان اللہ پڑھ لے اور چاہے ساکت و خاموش کھڑا رہے۔ نیز اس حدیث میں جو یہ پہلی رکعت کو دوسری کے مقابلے میں طویل کرنے والی بات مذکور ہے یہ مسئلہ بھی مختلف فیہ ہے جسکو موطّوات ہی میں دیکھ لینا بہتر ہے۔

### تعارف رجال حدیث (۷۹۸)

۱۔ الحسن بن علی :- یہ الحسن بن علی بن محمد الہذلی الحلوانی الخلال ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۷)۔

۲۔ یزید بن ہارون :- یہ یزید بن ہارون السلمی ابو خالد الواسطی ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۳)۔

۳۔ ہمام :- یہ ہمام بن یحیٰ بن دینار العوذی ابو عبد اللہ وأبو بکر البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۹)۔

۴۔ أبان بن یزید :- یہ أبان بن یزید العطار أبویزید البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۱)۔

۵۔ یحیٰ :- یہ یحیٰ بن أبی کثیر الطائی أبونصر الیمامی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵) اور (۳۱)۔

۶۔ عبد اللہ بن أبی قتادة :- یہ عبد اللہ بن أبی قتادة الأنصاری السلمی أبو ابراهیم أو أبویحی المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۱)۔

۷۔ عن أبیه :- اس میں أب سے مراد ہیں حضرت عبد اللہ کے والد صحابی رسول ﷺ حضرت الحارث بن ربیع السلمی أبو قتادة الأنصاری۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۱)۔

۳۔ عن همام :- یہ ہمام بن یحیٰ بن دینار العوذی ابو عبد اللہ وأبو بکر البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۹)۔

الحديث/ ۷۹۹ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: ((فَطَنَّا أَنَّهُ يُرِيدُ بِذَلِكَ أَنْ يُدْرِكَ النَّاسُ الرَّكْعَةَ الْأُولَى)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۷۹۹ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا حسن بن علی نے

انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبدالرزاق نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی معمر نے انہوں نے روایت کیا تھی سے انہوں نے عبداللہ بن ابی قتادہ سے انہوں نے اپنے والد سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا (یعنی اسی سابقہ حدیث کو بیان کیا اور پھر حدیث کو بیان کرنے کے بعد کہا کہ) پس ہم نے (آپ ﷺ کے پہلی رکعت کو طویل کرنے کی وجہ سے) یہ خیال و گمان کیا کہ غالباً آپ ﷺ کا ارادہ اس (پہلی رکعت کو طویل کرنے) سے یہ ہوتا ہے تاکہ لوگ پہلی رکعت کو پالیں (اور اس میں شریک ہو جائیں۔ واضح رہے کہ حضرت ابوقتادہؓ نے اپنے اس قول اور گمان و خیال سے پہلی رکعت کو طویل کرنے کی مصلحت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ نیز علماء نے اس کی ایک مصلحت و حکمت یہ بھی بتائی ہے کہ پہلی رکعت میں نشاط و چستی بمقابلہ دوسری رکعت کے زیادہ ہوتی ہے اس لئے بھی پہلی رکعت کو دوسری کے مقابلہ طویل کرنا مستحب و بہتر ہے۔۔۔ صاحب عون المعبود وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے بعض شوافع نے یہ استدلال بھی کیا ہے کہ اس مصلحت کی بناء پر امام کے لئے رکوع کو طویل کرنا بھی جائز ہے لیکن قرطبیؒ کا کہنا ہے کہ یہ استدلال صحیح نہیں ہے اور اس حدیث میں اس کی ایسی کوئی دلیل و حجت موجود نہیں ہے)۔

### تعارف رجال حدیث (۷۹۹)

۱۔ الحسن بن علی :- یہ الحسن بن علی بن محمد الہذلی الحلوانی الخلال ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷)۔

۲۔ عبدالرزاق :- یہ عبدالرزاق بن ہمام بن نافع الحمیری أبو بکر الصنعانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷)۔

۳۔ معمر :- یہ معمر بن راشد الأزدي أبو عروۃ البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲۷)۔

۵۔ یحییٰ :- یہ یحییٰ بن أبی کثیر الطائی أبو نصر الیمامی ہیں۔ دیکھیں حدیث

نمبر (۱۵) اور (۳۱)۔

۶۔ عبد اللہ بن ابی قتادہ:۔ یہ عبد اللہ بن ابی قتادہ الأنصاری السلمي أبو ابراهيم أو أبو يحيى المدني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۱)۔

۷۔ عن أبيه:۔ اس میں اب سے مراد ہیں حضرت عبد اللہ کے والد صحابی رسول ﷺ حضرت الحارث بن ربیع السلمي أبو قتادہ الأنصاری۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۱)۔

الحديث / ۸۰۰ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، قَالَ: ((قُلْنَا لِحَبَّابٍ: هَلْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يقرأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قُلْنَا: بِمَ كُنْتُمْ تَعْرِفُونَ ذَاكَ؟ قَالَ: بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۰۰:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا مسدد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبد الواحد بن زیاد نے انہوں نے روایت کیا اعمش سے انہوں نے عمارہ بن عمیر سے انہوں نے ابو معمر سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ ہم نے حضرت حباب سے (دریافت کرتے ہوئے) کہا کہ کیا رسول اللہ ﷺ ظہر و عصر (کی نماز) میں بھی قراءت کیا کرتے تھے (واضح رہے کہ کرمائی نے تو اس سوال کی وضاحت میں یہ لکھا ہے کہ ان لوگوں نے ضم سورت اور فاتحہ کے بعد کسی دوسری سورت کی قراءت کے بارے میں سوال کیا تھا۔ لیکن ان کے علاوہ زیادہ تر حضرات نے اس سوال کا مطلب یہ لکھا ہے کہ ان لوگوں نے مطلق قراءت کے بارے میں حضرت حباب سے یہ پوچھا تھا کہ آپ ﷺ ظہر و عصر کی نماز میں قراءت کرتے تھے یا خاموش رہتے تھے۔ بہر کیف ان کا یہ سوال سنکر حضرت حباب نے جواب دیتے ہوئے) فرمایا: جی ہاں (یعنی ظہر و عصر میں بھی دیگر نمازوں کی طرح قراءت کیا کرتے تھے۔ اب ان لوگوں نے پوچھا کہ) کس چیز سے پہچانتے تھے تم اسکو (یعنی ظہر و عصر

میں تو قراءت سری ہوتی ہے اس لئے تمہیں آواز تو آتی نہیں تھی پھر تم نے آپ ﷺ کے ظہر و عصر میں قراءت کرنے کو کیسے جانا اور پہچانا یہ بات سنکر حضرت خبابؓ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ ﷺ کی ڈاڑھی کے ہلنے سے (ہم نے یہ پہچانا کہ آپ ﷺ ظہر و عصر میں بھی قراءت کرتے ہیں)۔

نوٹس:- واضح رہے کہ بعض نسخوں میں باضطراب لحیتہ کی بجائے بحرکۃ لحیتہ ہے مطلب دونوں کا ایک ہی ہے اور لحیۃ کہتے ہیں ٹھوڑی کے نیچے لٹکے ہوئے بالوں یعنی ڈاڑھی کو اور اسکی یعنی لحیۃ کی جمع لُحی آتی ہے جیسے کہ سِدْرۃ کی جمع سُدْر آتی ہے۔

اب اگر کوئی کہنے لگے کہ ڈاڑھی کا ہلنا تو قراءت کی دلیل نہیں ہے کیونکہ ڈاڑھی تو تسبیح یا اور کسی ذکر کی وجہ سے بھی ہل سکتی ہے تو پھر حضرت خبابؓ نے ڈاڑھی کے ہلنے سے قراءت پر کیسے استدلال کیا؟ تو اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت خبابؓ نے جواب میں اختصار سے کام لیا ہے یعنی ڈاڑھی کے ہلنے کو قراءت کی دلیل بتا دیا ہے ورنہ اس کی دلیل تو بعض روایات میں یسمعنا الاٰیۃ اٰحیانا کے الفاظ بھی ہیں۔ نیز چونکہ جہری نمازوں میں قراءت ہوتی ہے اور ڈاڑھی ہلتی ہے اس لئے سری نمازوں میں ڈاڑھی ہلنے کو بھی اُسی پر قیاس کیا جاسکتا ہے اور غالباً حضرت خبابؓ نے ایسا ہی کرتے ہوئے ڈاڑھی کے ہلنے کو قراءت کی دلیل قرار دیا اور بتایا ہے۔

اور صاحب المنہل نے فقہ الحدیث کے عنوان سے اس حدیث کے تحت لکھا ہے کہ اس حدیث سے یہ چند باتیں بھی معلوم ہو رہی ہیں (۱) ظہر و عصر کی نماز میں بھی قراءت آپ ﷺ سے ثابت ہے (۲) ظہر و عصر کی نماز میں قراءت سری ہوگی (۳) مقتدی کے لئے یہ بات جائز ہے کہ اپنی نگاہ کو امام کی طرف اٹھائے تاکہ اس کی حرکات و سکنات کو دیکھ سکے اور پہچان سکے اور اس کی تائید آپ ﷺ کے اس فرمان ”صَلُّوْا کَمَا رَأَیْتُمْوْنِیْ اُصَلِّیْ“ سے بھی ہوتی ہے۔



## تعارف رجالِ حدیث (۸۰۰)

- ۱۔ مسدد:- یہ مسدد بن مسرهد بن مسر بل الأسدی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲)۔  
 ۲۔ عبد الواحد:- یہ عبد الواحد بن زیاد أبو بشر أو أبو عبیدة العبدي ہیں۔  
 دیکھیں حدیث نمبر (۲۲) اور (۱۸۵)۔

۳۔ الأعمش:- یہ سلیمان بن مهران الأسدی الکاهلی أبو محمد الکوفی الأعمش ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷)۔

- ۴۔ عمار:- یہ عمار بن عمیر بن ثعلبة الکوفی التیمی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۶۷۴)۔  
 ۵۔ أبو معمر:- یہ عبد اللہ بن سخرَة الأزدي أبو معمر الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۷۴)۔

۶۔ قلنا لخبّابؓ:- آپؓ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت خباب بن الارت بن سعد بن خزیمہ التیمی أبو عبد اللہ الخزاعی مولیٰ أم أنمار الخزاعی و حلیف بنی زهرة ہیں۔ آپؓ سابقین اولین میں سے دائرۃ اسلام میں چھٹے نمبر پر داخل ہونے والے ہیں۔ آپؓ ﷺ نے ان کے اور جبر بن عتیکؓ کے درمیان مواخات کرائی تھی۔ بدر، احد، خندق اور تمام ہی جنگوں میں شریک رہے ہیں۔ سب سے پہلے انہوں نے ہی اپنے اسلام کا اظہار کیا تھا جس کی وجہ سے مشرکین کی طرف سے ان کو بڑی اذیتیں اور تکلیفیں پہونچائی گئی تھیں۔ آپؓ کی وفات کوفہ میں بہ عمر بہتر سال ۳۷ھ میں ہوئی ہے۔

الحديث / ۸۰۱ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ أَخْبَرَنَا عَفَّانُ أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَحَادَةَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى، ((أَنَّ النَّبِيَّ

عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَقُومُ فِي الرُّكْعَةِ الْأُولَى مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ حَتَّى لَا يَسْمَعَ وَقَعَ قَدَمٍ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۰۱ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عثمان بن ابی شیبہ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عقیان نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہمام نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی محمد بن حُجّادہ نے انہوں نے نقل کیا ایک شخص (طَرَفَةُ الْحَضْرَمِيِّ) سے انہوں نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ سے یہ کہ نہی کریم ﷺ کھڑے رہتے تھے ظہر کی نماز کی پہلی رکعت میں کسی (نماز میں شامل ہونے کے لئے آنے والے کے) قدم پڑنے کی آواز نہ سننے تک (یعنی ظہر کی پہلی رکعت میں اتنی دیر تک قراءت فرماتے اور اس کو اتنا طویل کرتے کہ نماز میں شامل ہونے والا ہر شخص شامل ہو جاتا اور اب کسی کے آنے کی آواز نہ ہوتی)۔

نوٹس :- اس حدیث شریف کے بارے میں صاحب المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس کی سند میں اگرچہ ایک رجل مجہول ہے لیکن اس کی تائید کرتی ہے اور اس کو تقویت دیتی ہے اس سے پہلی کی حدیث جس میں حضرت ابوقادہؓ سے یہ بھی منقول ہے کہ ”فَطَنْنَا أَنَّهُ يَرِيدُ بِذَلِكَ أَنْ يَدْرِكَ النَّاسَ الرُّكْعَةَ الْأُولَى“۔

### تعارف رجال حدیث (۸۰۱)

۱- عثمان بن أبی شیبہ :- یہ عثمان بن محمد بن أبی شیبہ إِبْرَاهِيمَ الْعَبْسِيُّ أبو الحسن الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۲- عفان :- یہ عفان بن مسلم بن عبد اللہ الباهلیّ أبو عثمان البصريّ الأنصاریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۰۲)۔

۳- هَمَّام :- یہ هَمَّام بن يحيى بن دينار العوذیّ أبو بكر البصريّ ہیں۔ دیکھیں

حدیث نمبر (۱۹)۔

۴۔ محمد بن جُحادة :- یہ محمد بن جُحادة الأودیّ الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۲۳)۔

۵۔ عن رجل :- اس رجل مبہم کی تعیین کرتے ہوئے صاحب المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ یہ طرفۃ الحضرمیّ ہیں انہوں نے عبداللہ بن ابی اوفیّ سے اور ان سے محمد بن مجاہدہ نے روایت کیا ہے اور حافظ نے لکھا ہے کہ طرفۃ الحضرمیّ صاحب ابن ابی اوفیّ مقبول راوی ہیں پانچویں طبقہ میں آتے ہیں اور ابوداؤد کی روایت میں ان کا نام صراحة موجود نہیں ہے۔ اور ابن حبان نے ان کو ثقات تابعین میں ذکر کیا ہے۔

۶۔ عبداللہ بن ابی اوفیّ :- آپ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیّ بن خالد بن الحارث بن ابی اسید بن رفاعۃ بن ثعلبہ بن أسلم أبو معاویۃ الأسلمیّ ہیں۔ آپ حدیبیہ اور حنین میں شریک رہے ہیں۔ انہوں نے آپ ﷺ سے کل پچانوے حدیثیں نقل کی ہیں جن میں سے دس متفق علیہ ہیں۔ پانچ صرف بخاری میں ہیں اور ایک صرف مسلم میں اور باقی دیگر کتب حدیث میں منقول و مذکور ہیں۔ اور بعد میں یہ کوفہ میں رہنے لگے تھے اور وہیں کوفہ ہی میں ۸۶ھ یا ۸۷ھ میں ان کی وفات ہوئی ہے۔

### (۱۳۱) بَابُ تَخْفِيفِ الْأَخْرَیْنِ

(۱۳۱) اخیر کی دو رکعتوں کو ہلکا کرنے کا بیان (یعنی چار رکعتوں والی نماز کی آخری دو رکعتوں میں مختصر قراءت کرنے اور انکو پہلی دو رکعتوں کے مقابلہ ہلکا کر کے پڑھنے کا بیان)۔

الحديث / ۸۰۲ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

عُبَيْدُ اللَّهِ أَبِي عَوْنٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ قَالَ عُمَرُ لِسَعْدٍ: ((قَدْ شَكَكَ النَّاسُ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى فِي الصَّلَاةِ. قَالَ: أَمَّا أَنَا فَأَمَدُّ فِي الْأَوَّلِينَ وَأَحْذِفُ فِي الْآخِرِينَ وَلَا أَلُومًا اقْتَدَيْتُ بِهِ مِنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. قَالَ: ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۰۲: فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا حفص بن عمر نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی شعبہ نے انہوں نے نقل کیا محمد بن عبید اللہ ابوعمون سے انہوں نے حضرت جابر بن سمرہ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا (کہ جب اہل کوفہ نے حضرت سعدؓ کی بہت سی شکایات حضرت عمرؓ کے یہاں کیں جن میں نماز کے سلسلہ میں بھی شکایت تھی تو) حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ سے کہا بے شک لوگوں نے تمہاری ہر چیز کے بارے میں شکایت کی ہے حتیٰ کہ نماز کے بارے میں بھی (شکایت کی ہے کہ تم نماز اچھی طرح نہیں پڑھتے پڑھاتے ہو۔ حضرت عمرؓ کی یہ بات سنکر جواب اور اپنی صفائی دیتے ہوئے حضرت سعدؓ نے حضرت عمرؓ سے) کہا (انہوں نے جو کہا اور جو شکایات کیں وہ تو آپ نے سن ہی لیں اب میری سنئے) لیکن میں طویل کرتا ہوں (قرأت کو) پہلی دو (رکعتوں) میں اور مختصر کرتا ہوں آخر کی دو (رکعتوں) میں (واضح رہے کہ یہ جو اُمد ہے یہ میم کی تشدید کے ساتھ ہے اور یہ تقسیم کے لئے ہے اور تقدیری عبارت اس طرح ہے ”أَيُّ أَمَاهُمْ فَقَالُوا مَا قَالُوا وَأَمَّا أَنَا الْخ“ اور یہ جو اُمد ہے اسکے معنی ہوتے ہیں لمبا کرنا اور یہاں پر معنی ہیں لمبی قراءت کرنا۔ لیکن کچھ حضرات کا یہ بھی کہنا ہے کہ اس اُمد کا مطلب مطلق نماز کو طویل و لمبا کرنا بھی ہو سکتا ہے جس میں قراءت کے ساتھ ساتھ رکوع و سجدہ وغیرہ کو طویل کرنا بھی داخل ہو سکتا ہے لیکن زیادہ رائج پہلے والی بات ہی ہے۔ اور دوسرا جو لفظ ہے أَحْذِفُ اسکے معنی ہیں ترکِ مد و طول نہ کہ مطلق ترکِ قراءت جیسا کہ بعض روایات میں اسکی صراحت بھی ہے۔ بہر کیف دوسری دو رکعتوں میں جو انہوں نے تحفیفِ قراءت والی بات کہی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ آخری دو رکعتوں میں چونکہ میں صرف سورہ فاتحہ پڑھتا ہوں اسلئے ظاہر ہے ان

آخری دو رکعتوں کی قراءت بہ نسبت پہلی دو رکعتوں کے خفیف اور کم ہوتی ہے۔ نیز اپنی اس بات کو مزید مؤکد و مدلل کرنے کے لئے حضرت سعدؓ نے یہ بھی کہا) اور نہیں کوتاہی کی میں نے اس میں جس کی میں نے اقتداء کی ہے رسول اللہ ﷺ کی نماز میں (یعنی یہ حضرات کچھ بھی کہتے رہیں جو انکو نماز پڑھاتا ہوں پہلی دو رکعتوں میں لمبی قراءت کر کے اور اخیر کی دو میں مختصر یعنی صرف فاتحہ کی قراءت کر کے تو میں ایسا کرنے میں بلکہ کہتے پوری نماز کو پڑھانے میں پورا پورا آپ ﷺ کا اتباع کرتا ہوں اور اس اتباع و پیروی کرنے میں ذرا سی بھی کوتاہی نہیں کرتا۔ واضح رہے کہ یہ جو لا آلو ہے یہ آلا یا لُو سے مضارع کا صیغہ منفی ہے لیکن بمعنی ماضی ہے اور حضرت سعدؓ نے بجائے ماضی کے مضارع کا صیغہ اسلئے استعمال کیا ہے تاکہ صورتِ ماضیہ اور واقعہ گزشتہ کا استحضار اور اچھی طرح سے منظر کشی ہو جائے۔ حضرت عمرؓ نے جب حضرت سعدؓ کی یہ صفائی اور تفصیل سنی تو) فرمایا یہی (جو تم کہہ رہے ہو یعنی تم انکو بالکل اس طرح نماز پڑھاتے ہو جس طرح تم نے آپ ﷺ کے ساتھ اور آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی ہے، ہمارا بھی) گمان ہے تمہارے بارے میں۔ (واضح رہے کہ حضرت عمرؓ کے اس جملہ کے بارے میں ابنِ رسلان وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ اگر کسی شخص کے بارے میں خود پسندی اور تکبر وغیرہ کا اندیشہ نہ ہو تو اسکے منہ پر اسکی تعریف کرنا جائز ہے لیکن اگر کسی کے بارے میں یہ اندیشہ ہو کہ وہ اپنی تعریف سن کر تکبر وغیرہ میں مبتلا ہو جائے گا تو ایسے شخص کے منہ پر اس کی تعریف کرنا جائز نہیں ہے اور ایسے ہی شخص سے متعلق ہیں وہ احادیث جن میں کسی کی تعریف کرنے کی ممانعت و نہی وارد ہوئی ہے۔)

### تعارف رجالِ حدیث (۸۰۲)

۱۔ حفص بن عمر :- یہ حفص بن عمر بن الحارث الأزديّ النميريّ أبو عمرو

الحوضيّ البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۳)۔

۲- شعبۂ:۔ یہ شعبۂ بن الحجاج بن الورد العتکی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵) اور (۲۳)۔

۳- محمد بن عبید اللہ:۔ یہ محمد بن عبید اللہ بن ابی سعید (أو ابن سعید) الثقفی أبو عون الکوفی الأعور ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۵۹)۔

۴- جابر بن سمرة:۔ آپؓ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت جابر بن سمرة بن جنادة السوائي أبو عبد الله أو أبو خالد الکوفي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۰۳)۔

۵- قال عمر:۔ آپؓ امیر المؤمنین عمر بن الخطاب القرشی العدوی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۲)۔

۶- لِسَعْدٍ:۔ آپؓ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت سعد بن ابی وقاص مالک بن اہیب القرشی أبو إسحاق الزهري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۲۵)۔

الحديث/ ۸۰۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ-يَعْنِي النَّفِيلِيَّ- أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ أَنَّنَا مَنْصُورٌ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ الْهَجِيمِيِّ عَنْ أَبِي صَدِيقٍ النَّاجِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: ((حَزَرْنَا قِيَامَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ قَدْرَ ثَلَاثَيْنِ آيَةً، قَدْرَ آتَمِ تَنْزِيلِ السَّجْدَةِ، وَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ ذَلِكَ، وَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الْأُولَيَيْنِ مِنَ الْعَصْرِ عَلَى قَدْرِ الْأُخْرَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ، وَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ مِنَ الْعَصْرِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ ذَلِكَ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۸۰۳:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن محمد

یعنی عبداللہ بن محمد نفیلی نے۔ انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہُشیم نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی منصور نے انہوں نے نقل کیا ولید بن مسلم نجیحی سے انہوں نے ابوصدیق ناجی سے انہوں نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ ہم نے اندازہ کیا ظہر اور عصر (کی نماز) میں آپ ﷺ کے قیام کا (یعنی ہم نے معلوم کرنا اور اندازہ کرنا چاہا کہ آپ ﷺ ظہر اور عصر میں کتنی دیر قیام کرتے اور کھڑے رہتے ہیں لہذا ہم نے ایسا کیا) تو اندازہ لگایا ہم نے آپ ﷺ کے قیام کا ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں تیس آیتوں کے بقدر یعنی اَلَمْ تَنزِيلِ السَّجْدَةِ کے بقدر (مطلب یہ کہ ہمیں اندازہ لگانے سے یہ معلوم ہوا کہ آپ ﷺ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سے ہر ایک میں اتنی دیر کھڑے رہتے اور قیام فرما رہتے ہیں جتنی دیر میں کوئی تیس آیتوں کی تلاوت یا اَلَمْ تَنزِيلِ السَّجْدَةِ کے بقدر قرآن کی تلاوت کرے) اور اندازہ کیا ہم نے آپ ﷺ کے قیام کا اخیر کی دو رکعتوں میں اسکے نصف کا (یعنی اندازہ لگانے سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ آپ ﷺ ظہر کی اخیر کی دو رکعتوں میں سے ہر ایک رکعت میں اتنی دیر کھڑے اور قیام فرما رہتے ہیں جتنی دیر میں پندرہ آیتوں کی قراءت کی جاسکتی ہے) اور اندازہ کیا ہم نے آپ ﷺ کے قیام کا عصر کی پہلی دو رکعتوں میں ظہر کی اخیر کی دو رکعتوں کے بقدر (یعنی ہمیں اندازہ کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ آپ ﷺ عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سے ہر ایک رکعت میں اتنی دیر کھڑے اور قیام فرما رہتے ہیں جتنی دیر میں پندرہ آیتوں کی تلاوت کی جاسکتی ہے۔ یعنی گویا آپ ﷺ عصر میں قصارِ مفصل پڑھا کرتے تھے) اور اندازہ کیا ہم نے آپ ﷺ کے قیام کا عصر کی نماز کی اخیر کی دو رکعتوں میں اسکے نصف کا (یعنی اندازہ لگانے کے بعد ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ ﷺ عصر کی اخیر کی دو رکعتوں میں سے ہر ایک رکعت میں عصر کی پہلی اور دوسری رکعت کے قیام کا آدھا قیام فرماتے ہیں یعنی بقدر سات آیتوں کے)۔

نوٹس:- ”قدر اَلَمْ تَنزِيلِ السَّجْدَةِ“ واضح رہے کہ اس میں جو لفظِ قدر ہے اسکے بارے

میں صاحبِ المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ یہ ثلاثین سے بدل ہونے کی وجہ سے مجرور بھی ہو سکتا ہے اور پہلے والے لفظِ قدر سے بدل ہونے کی بناء پر منصوب بھی ہو سکتا ہے۔ اور اُعنی فعلِ محذوف کا مفعول ہونے کی وجہ سے بھی منصوب مان سکتے ہیں اور اسکے بعد جو آلم تنزیل ہے یہ مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہے اور جر تقدیری ہے۔ اور اسکے بعد جو لفظِ السجدة ہے اسکے بارے میں نووی وغیرہ نے لکھا ہے کہ اسکو بر بناء بدلیت مجرور، بہ تقدیر اُعنی منصوب اور مبتداء محذوف کی خبر مانتے ہوئے مرفوع بھی پڑھ سکتے ہیں لیکن واضح رہے کہ یہ تینوں شکلیں جب ہو سکتی ہیں جب لفظِ تنزیل کو اعرابِ حکائی کے طور پر مرفوع پڑھا جائے لیکن اگر اسکو اعراب دیا جائے یعنی جراً اور مضاف الیہ مضاف بنایا جائے تو پھر لفظِ السجدة کو اضافت یعنی مضاف الیہ ہونے کی بناء پر مجرور ہی پڑھا جائے گا۔

”فحزرنّا قیامہ فی الرّکعتین الأولىین من الظہر قدر ثلاثین“ ابنِ رسلان نے لکھا ہے کہ ان الفاظ اور اس جملہ سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ آپ ﷺ کی ظہر میں جو قراءت ہوتی تھی وہ طوالتِ مفصل سے کم ہوتی تھی۔

”وحزرنّا قیامہ فی الآخرین علی النصف من ذلک“ اس جملہ سے یہ پتہ لگ رہا ہے کہ آپ ﷺ اخیر کی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے علاوہ بھی مزید کچھ پڑھا کرتے اور قراءت کیا کرتے تھے کیونکہ سورہ فاتحہ میں صرف سات آیتیں ہیں اور اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ آپ ﷺ ظہر کی اخیر کی دو رکعتوں میں پندرہ آیتوں کے بقدر قیام کرتے اور کھڑے رہتے تھے چنانچہ ابنِ رسلان نے لکھا ہے کہ شوافع نے اسی سے یہ استدلال کیا ہے کہ اخیر کی دو رکعتوں میں بھی ضمّ سورت مستحب ہے۔ لیکن زیادہ تر حضرات نے اس استدلال کو تسلیم نہیں کیا ہے اور اس کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ اسکا مطلب یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ نہایت ترتیل کے ساتھ اور ٹھہر ٹھہر کر سورہ فاتحہ کو پڑھتے ہوں جس کی وجہ سے ان کو یہ اندازہ ہوا ہو کہ آپ ﷺ اخیر کی دو رکعتوں میں سے ہر ایک رکعت میں اتنی دیر



کھڑے رہتے تھے جتنی دیر میں پندرہ آیتیں پڑھی جاسکتی ہوں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ بیان جواز کے لئے سورہ فاتحہ کے ساتھ مزید کچھ اور بھی تلاوت و قراءت کیا کرتے ہوں نہ کہ استحبابِ ضمِ سورت فی الاخیرین کے لئے۔۔۔ نیز ابنِ قیم نے اس مسئلہ کو کچھ اس طرح سے سمجھایا ہے کہ جناب اس سلسلہ میں ایک روایت حضرت ابوقادہؓ کی ہے جو متفق علیہ صحیح ہے اور اس میں صراحۃً یہ مذکور ہے کہ آپ ﷺ پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور دو سورتیں پڑھا کرتے تھے یعنی ہر ایک رکعت میں ایک ایک سورت کی قراءت کیا کرتے تھے اور اخیر کی دو رکعتوں میں صرف سورہ فاتحہ پڑھا کرتے تھے جس سے صاف صاف یہ معلوم ہو رہا ہے کہ ضمِ سورت صرف پہلی دو رکعتوں میں ہوگا۔ اور یہ یعنی زیرِ تشریح حدیث اندازہ اور تخمینہ پر مشتمل ہے لہذا اُس صریح روایت کے مقابلے اس اندازہ اور تخمینہ والی روایت سے استدلال کرنا اور اخیر کی دو رکعتوں میں بھی ضمِ سورت کا قائل ہونا صحیح نہیں ہے۔۔۔ یہ بھی واضح رہے کہ امام شافعیؒ کا قولِ جدید تو یہی ہے کہ اخیر کی دو رکعتوں میں بھی ضمِ سورت کرنا مستحب ہے لیکن قولِ قدیم یہی ہے کہ ضمِ سورت صرف پہلی دو رکعتوں میں کیا جائے گا اور شوافع کے یہاں فتویٰ بھی اس قولِ قدیم پر ہی ہے نیز باقی تقریباً تمام ہی فقہاءِ ضمِ سورت کے صرف پہلی دو رکعتوں ہی میں قائل ہیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

اور صاحبِ المنہل وغیرہ نے فقہ الحدیث کے عنوان سے لکھا ہے کہ اس حدیث سے یہ چند باتیں بھی معلوم ہو رہی ہیں (۱) ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں طویل قراءت کرنا مستحب ہے (۲) آپ ﷺ ظہر کی اخیر کی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے علاوہ بھی مزید کچھ آیات کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ اسکی تفصیل ابھی ابھی گزری ہے۔ (۳) ظہر و عصر کی اخیر کی دو رکعتیں پہلی دو رکعتوں کے مقابلے خفیف اور مختصر ہونی چاہئیں (۴) عصر کی نماز ظہر کے مقابلے میں خفیف اور ہلکی یا کہتے ظہر کی نماز کے مقابلے میں نصف ہونی چاہئے۔ اور اسکی حکمت و مصلحت یعنی ظہر کی نماز کے طویل کرنے اور عصر کی نماز کے

خفیف و مختصر کرنے کی حکمت و مصلحت کو بتاتے ہوئے شرح حضرات نے لکھا ہے کہ ظہر کی نماز ایسے وقت میں ہوتی ہے جو دوپہر کو سونے اور قیلولہ کرنے کا وقت ہوتا ہے دوسرے لفظوں میں کہتے ہیں کہ غفلت کا وقت ہوتا ہے لہذا اس کو طویل کر کے پڑھا اور پڑھنے کے لئے کہا گیا تاکہ نیند و غفلت کی وجہ سے دیر سے آنے والا اور بعد میں مسجد پہنچنے والا بھی جماعت کو پالے اور اسکے ثواب سے محروم نہ رہے برخلاف عصر کے کیونکہ وہ نماز اس وقت میں ہوتی ہے جو اہل عمل اور کام گار لوگوں کے تعب و مشقت کا وقت ہوتا ہے اسلئے اسکو خفیف اور ہلکا کر کے پڑھا اور پڑھنے کا حکم دیا گیا۔

### تعارف رجالِ حدیث (۸۰۳)

۱۔ عبد اللہ:- یہ عبد اللہ بن محمد بن علی بن نفیل النفیلی ابو جعفر الحرانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

۲۔ ہشیم:- یہ ہشیم بن بشیر بن القاسم بن دینار السلمی ابو معاویۃ الواسطی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۷)۔

۳۔ منصور:- یہ منصور بن المعتمر بن عبد اللہ السلمی ابو عتاب الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۱)۔

۴۔ الولید بن مسلم:- یہ الولید بن مسلم بن شہاب العنبری التمیمی ابو بشر البصری ہیں۔ ابن معین نے ان کی توثیق کی ہے۔ اور حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر پانچویں طبقہ میں شمار کیا ہے۔ واضح رہے کہ صاحب بذل نے لکھا ہے کہ میری معلومات کے مطابق ان کو الہجیمی صرف ابوداؤد نے کہا ہے ان کے علاوہ کسی اور نے ان کی یہ نسبت ذکر نہیں کی ہے۔ اور یہ یعنی الہجیمی بصرہ کے ایک محلہ کی طرف نسبت ہے جہاں بنو الہجیم رہتے تھے۔

۵۔ ابو صدیق:- یہ ابو صدیق بکر بن عمرو او بکر بن قیس الناجی ہیں۔ نسائی،

ابنِ معین اور ابوزرعمہ نے ان کی توثیق کی ہے۔ ابنِ حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ اور حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے اور ان کی وفات ۱۰۸ھ میں بتائی ہے۔ نیز لکھا ہے کہ یہ ابو الصدیق دال کی تشدید کے ساتھ ہیں اور قبیلہ کے اعتبار سے الناجی اور وطنیت کے حساب سے البصری ہیں۔

۶۔ أبو سعید الخدری: آپ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت سعد بن مالک بن سنان بن عبيد الأنصاري أبو سعيد الخدری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵)۔

### (۱۳۲) بَابُ قَدْرِ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ

(۱۳۲) ظہر و عصر کی نماز میں قراءت کی مقدار کا بیان (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ ظہر و عصر کی نماز میں کتنی قراءت کی جائے اور کون کونسی سورتیں پڑھی جائیں)۔

الحديث/ ۴، ۸۰۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَخْبَرَنَا حَمَادٌ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ وَنَحْوِهِمَا مِنَ السُّورِ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۴، ۸۰: فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا موسیٰ بن اسماعیل نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی حماد نے انہوں نے روایت کیا سماک بن حرب سے انہوں نے حضرت جابر بن سمرہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ پڑھا کرتے تھے ظہر و عصر کی (نماز کی پہلی دو رکعتوں میں) ”وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ“۔ ”وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ“ اور (اوساطِ مفصل) سورتوں میں سے انہی دونوں سورتوں کے جیسی (یعنی ان کے برابر سی سورتیں)۔

نوٹس:- یہ جو حدیث شریف کے اندر پہلے سورہ طارق اور بعد میں سورہ بُرُوج مذکور ہے تو اسمیں یا تو عبارت کے اندر تقدیم و تاخیر ہوگئی ہے۔ یا انکے بیچ میں جو واؤ ہے یہ محض جمع کے لئے ہے نہ کہ ترتیب کے لئے کیونکہ ترمذی شریف کی روایت میں پہلے سورہ بُرُوج اور بعد میں سورہ طارق مذکور ہے۔

”کان یقرأ فی الظهر والعصر الخ“ اگر کوئی یہ کہے کہ ان الفاظ سے تو یہ معلوم ہو رہا ہے کہ آپ ﷺ ہمیشہ انہیں سورتوں کو پڑھا کرتے تھے جبکہ حقیقت اسکے برخلاف ہے؟ تو اسکا جواب یہ ہے کہ آپ کی بات صحیح ہے کیونکہ کائناتِ استمرار و عمومِ اُزمان کا فائدہ دیتا ہے لیکن آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ کائنات کبھی محض وقوعِ فعل کو بتانے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور یہاں پر اسی معنی کے لئے استعمال ہوا ہے یا یہ کہلو کہ کان یقرأ کا مطلب ہے علی الغالب والأکثر یعنی آپ ﷺ اکثر ایسا ہی کرتے تھے۔

## تعارف رجالِ حدیث (۸۰۴)

۱۔ موسیٰ بن إسماعیل:- یہ موسیٰ بن إسماعیل المنقریّ البصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۲۔ حمّاد:- یہ حمّاد بن سلمة بن دینار أبو سلمة البصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۳۔ سماک بن حرب:- یہ سماک بن حرب الذہلیّ البکریّ أبو المغيرة الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۸)۔

۴۔ جابر بن سمرة:- آپ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت جابر بن سمرة بن

جُنَادَةُ السَّوَّائِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ أَوْ أَبُو خَالِدٍ الْكُوفِيُّ هُنَّ - دیکھیں حدیث نمبر (۴۰۳)۔

الحديث/ ۵۰ ۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ أَخْبَرَنَا أَبِي أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ

عَنْ سِمَاكِ قَالَ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ، قَالَ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا دَحَضَتِ الشَّمْسُ صَلَّيَ الظُّهْرَ وَقَرَأَ بِنَحْوِ مَنْ: وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى، وَالْعَصْرَ كَذَلِكَ وَالصَّلَوَاتِ كَذَلِكَ، إِلَّا الصُّبْحَ فَإِنَّهُ كَانَ يُطِيلُهَا)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۵۰ ۸:- فرمایا امام الودادؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عبید اللہ بن معاذ

نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی میرے والد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی شعبہ نے انہوں نے نقل کیا

سماک سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ انہوں نے حضرت جابر بن سمرہؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے

(واضح رہے کہ قال سمع میں جو قال ہے اس میں ایک احتمال یہ بھی ہے کہ اس کا فاعل شعبہ ہوں اور

مطلب یہ ہو کہ شعبہ نے کہا کہ سماک نے حضرت جابر بن سمرہؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ بات ایک ہی

ہے اور مطلب وہی ہے کیونکہ شعبہ بھی یہ بات جب ہی کہیں گے جب سماک نے ان کو بتائی ہوگی۔

بہر کیف حضرت جابر بن سمرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز سورج ڈھلنے کے بعد (یعنی

زوالِ شمس عن وسط السماء کے بعد) پڑھتے تھے اور (ظہر کی نماز میں) وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى

جیسی (سورتوں کی) قراءت کیا کرتے تھے (یعنی سورہ واللیل کی برابر سراسر کی سی سورتیں پڑھا کرتے

تھے) اور (پڑھتے تھے) عصر (کی نماز) میں (یعنی قراءت کرتے عصر میں بھی) اسی کی مانند (یعنی عصر

کی نماز میں بھی ظہر ہی کے برابر سراسر قراءت کرتے اور واللیل اذ یغشی یا اسکے ہی برابر سراسر کی سی

سورتیں پڑھتے) اور (باقی تمام) نمازوں (یعنی مغرب وعشاء کی نماز) میں بھی اسی کی مانند (قراءت

کرتے) سوائے صبح (کی نماز) کے کیونکہ آپ ﷺ اسکو (یعنی صبح کی نماز کو یا اسمیں قراءت کو) طویل

فرماتے تھے۔

نوٹس:- اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کی نماز میں آپ ﷺ ایک جیسی قراءت فرماتے تھے یعنی واللیل اذا یغشی کے بقدر سورتوں کی قراءت کرتے تھے اور صبح یعنی فجر کی نماز میں طویل قراءت فرماتے تھے۔ اور اس میں دلیل ہے اس بات کی کہ صبح کی نماز میں قراءت طویل کی جائے اور اسکی مصلحت یہ ہے کہ وہ وقت نیند اور غفلت کا ہوتا ہے اس وجہ سے بہت سے لوگ جماعت میں آنے میں لیٹ ہو جاتے ہیں لہذا اگر قراءت طویل ہوگی تو دیر سے آنے والوں کو بھی جماعت مل سکتی ہے اور وہ بھی جماعت کے اجر و ثواب کو پاسکتے ہیں۔

اور نوویؒ نے لکھا ہے کہ اس سلسلہ میں علماء کا یہ کہنا ہے کہ فجر و ظہر میں طوالت مفصل کو پڑھا جائے لیکن فجر میں ظہر کے مقابلے طویل قراءت کی جائے اور عشاء وعصر میں اوساط مفصل کی قراءت کی جائے اور مغرب میں قصار مفصل کی۔ اور اسکی حکمت یہ ہے کہ فجر و ظہر کی نماز غفلت و نیند کے وقت ہوتی ہے اسلئے اس میں طویل قراءت کا فائدہ یہ ہوگا کہ دیر سے آنے والے کو بھی جماعت حاصل ہو جائے گی۔ اور عصر میں ایسا نہیں ہے بلکہ وہ وقت کام دار لوگوں کے حساب سے تعب و مشقت کا ہوتا ہے اس لئے اس میں فجر و ظہر کے مقابلے قراءت کو ہلکا اور مختصر کرنا ہی بہتر و اچھا ہے اور مغرب کا وقت چونکہ بہت کم اور تنگ ہوتا ہے نیز بہت سے لوگ روزے دار بھی ہوتے ہیں ان کو مغرب کی نماز کے بعد کھانا بھی کھانا ہوتا ہے اس لئے اس میں اور زیادہ تخفیف کا خیال رکھا گیا، اور عشاء بھی اگرچہ غلبہ نوم و نعاس کے وقت ہوتی ہے مگر اسکے وقت میں بہت گنجائش ہے اسلئے گویا وہ عصر کے مشابہ ہے لہذا اس میں بھی عصر کی طرح کی قراءت یعنی اوساط مفصل کی قراءت کو کہا گیا لیکن یہ بھی واضح رہے کہ شوکانیؒ نے مغرب کی نماز میں قصار مفصل کی قراءت کے مسنون ہونے کو تسلیم نہیں کیا ہے اور اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ آپ ﷺ سے مغرب کی نماز میں سورہ اعراف، طور، مرسلات اور دخان کا پڑھنا ثابت ہے

اس لئے مغرب میں قضا مفصل کی قراءت کو مسنون کہنا صحیح نہیں ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

### تعارف رجالِ حدیث (۸۰۵)

۱۔ عبید اللہ بن معاذ :- یہ عبید اللہ بن معاذ بن معاذ بن نصر بن حسان العنبری البصری ابو عمرو الحافظ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۳)۔

۲۔ اُبی :- اس میں اُب سے مراد ہیں عبید اللہ کے والد معاذ بن معاذ بن نصر بن حسان العنبری۔ ابوالمثنی البصری۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۳)۔

۳۔ شعبۃ :- یہ شعبۃ بن الحجاج بن الورد العتکی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵) اور (۲۳)۔

۴۔ سماک بن حرب :- یہ سماک بن حرب الذہلی البکری ابوالمغیرۃ الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۸)۔

۵۔ جابر بن سمرة :- آپ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت جابر بن سمرة بن جنادۃ السوائی ابو عبد اللہ او ابو خالد الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۰۳)۔

الحديث / ۶، ۸۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى أَخْبَرَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَهَشِيمٌ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّمِيمِيِّ عَنْ أُمِّیَّةَ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَجَدَ فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ فَرَأَيْنَا أَنَّهُ قَرَأَ تَنْزِيلَ السَّجْدَةِ. قَالَ ابْنُ عِيسَى: لَمْ يَذْكُرْ أُمِّیَّةَ أَحَدًا إِلَّا مُعْتَمِرًا)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۶، ۸۰ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن عیسیٰ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی معتمر بن سلیمان، یزید بن ہارون اور ہشیم نے (ان تینوں نے نقل کیا)

سلیمان تیمی سے انہوں نے اُمیہ سے انہوں نے ابوجلز سے انہوں نے حضرت ابن عمرؓ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے سجدہ کیا ظہر کی نماز میں (یعنی آپ ﷺ نے ظہر کی پہلی رکعت میں آیت سجدہ پر پہنچ کر سجدہ تلاوت کیا) پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور رکوع کیا (واضح رہے کہ اسکا ظاہری مطلب تو یہی ہے کہ سجدہ تلاوت سے اٹھنے کے بعد متصلاً بغیر کسی آیت کی قراءت کے رکوع فرمایا۔ لیکن ایک احتمال یہ بھی ہے کہ اس میں فرکع میں جو فاء ہے یہ معنی ثم ہے اور مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے سجدہ تلاوت سے اٹھنے کے بعد بقیہ سورت کی قراءت کی اور پھر رکوع کیا جیسا کہ آپ ﷺ جمعہ کے دن ایسا ہی کرتے بھی تھے یعنی فجر کی نماز میں۔ بہر کیف راوی بیان کر رہے ہیں) پس ہم نے جان لیا (اور ہم سمجھ گئے) کہ آپ ﷺ نے (جس رکعت کے اندر سجدہ تلاوت کیا ہے اُس رکعت میں آپ ﷺ نے سورہ تنزیل السجدة پڑھی ہے) (مصنف کے شیخ) ابن عیسیٰ نے (مصنف سے) بیان کیا ہے کہ (سلیمان تیمی سے اس حدیث کو روایت کرنے والے حضرات میں سے) سوائے معتمر کے کسی نے بھی (اس حدیث کی سند میں) اُمیہ کا ذکر نہیں کیا ہے (یعنی سلیمان تیمی کے صرف ایک شاگرد معتمر نے تو عن سلیمان التیمی عن اُمیہ عن اُبی مجلز کہہ کر یعنی سلیمان اور ابوجلز کے درمیان اُمیہ کا واسطہ ذکر کر کے اس حدیث کو بیان کیا ہے لیکن انکے علاوہ سلیمان تیمی کے دیگر تلامذہ نے اس حدیث کو عن سلیمان التیمی عن اُبی مجلز کہہ کر یعنی سلیمان اور ابوجلز کے درمیان اُمیہ کے واسطہ کے بغیر ہی نقل کیا ہے۔)

نوٹس:- ”أنه قرأ تنزیل السجدة“ واضح رہے کہ اس میں جو لفظ تنزیل ہے اسکو بر بنائے مفعول منصوب اور بر بنائے اعرابِ حکائی مرفوع دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں۔ اور اسکے بعد جو لفظ السجدة ہے اس کو بر بنائے اضافت مجرور پڑھا جائے گا نیز شراح حضرات نے لکھا ہے کہ اُعنی فعل محذوف مقدر مان کر اسکو منصوب بھی پڑھا جاسکتا ہے نیز ہو مبتداء محذوف مان کر مرفوع بھی پڑھ



سکتے ہیں۔۔۔۔

اور یہ جو صحابہؓ نے ظہر کی نماز میں سری قراءت کے باوجود یہ سمجھ لیا اور جان لیا تھا کہ آپ ﷺ نے سورہ تنزیل السجدة پڑھی ہے اس کی وجہ غالباً یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے چند آیات کو جہر اُڑھا ہوگا جیسا کہ آپ ﷺ کبھی کبھی سری نمازوں میں ایسا کیا کرتے تھے تاکہ لوگوں کو یہ بھی معلوم ہو جائے کہ ان سورتوں کی قراءت مسنون ہے بہر کیف ان لوگوں نے اُن آیات کو سن کر یہ سمجھ لیا ہوگا کہ آپ ﷺ نے یہ والی سورت پڑھی ہے۔

ابنِ رسلان نے لکھا ہے کہ اس حدیث شریف سے شوافع نے یہ استدلال کیا ہے کہ سری نماز کے اندر بلا کراہت سورہ سجدہ کی قراءت جائز ہے جبکہ حنفیہ اس کی کراہت کے قائل ہیں۔

### تعارف رجال حدیث (۸۰۶)

۱۔ محمد بن عیسیٰ:۔ یہ محمد بن عیسیٰ بن نجیح أبو جعفر بن الطباع البغدادی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۴)۔

۲۔ معتمر:۔ یہ معتمر بن سلیمان بن طرخان التیمی أبو محمد البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۲)۔

۳۔ یزید بن ہارون:۔ یہ یزید بن ہارون السلمی أبو خالد الواسطی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۳)۔

۴۔ ہشیم:۔ یہ ہشیم بن بشیر بن القاسم بن دینار السلمی أبو معاویۃ الواسطی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۷)۔

۵۔ سلیمان التیمی:۔ یہ سلیمان بن طرخان أبو المعتمر البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۰)۔

۶۔ عن أمية:۔ حافظؒ نے لکھا ہے کہ أمية عن أبي مجلز مجہول ہیں۔ اور ان کو چھٹے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۷۔ أبو مجلز:۔ یہ لاحق بن حمید بن سعید أبو مجلز البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۶۷)۔

۸۔ ابن عمرؓ:۔ آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول ﷺ حضرت عبد اللہ بن عمر بن الخطاب القرشي العدوي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱) اور (۱۲)۔

۹۔ قال ابن عيسى:۔ یہ محمد بن عيسى بن نجیح أبو جعفر بن الطباع البغدادی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۴)۔

۱۰۔ لم يذكر أمية:۔ یہ أمية مجہول ہیں۔ دیکھیں اسی حدیث میں نمبر (۶) پر۔

۱۱۔ إلا معتمر:۔ یہ معتمر بن سليمان بن طرخان التيمي أبو محمد البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۲)۔

الحديث/ ۷، ۸۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ مُوسَى بْنِ سَالِمٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ، قَالَ: ((دَخَلْتُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فِي شَبَابٍ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ فَقُلْنَا لَشَابٍّ مَنَا: سَلِ ابْنَ عَبَّاسٍ أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ؟ فَقَالَ: لَا لَا. فَقِيلَ لَهُ: لَعَلَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي نَفْسِهِ، فَقَالَ: خَمَشًا هَذِهِ شَرٌّ مِنَ الْأُولَى، كَانَ عَبْدًا مَأْمُورًا بَلَّغَ مَا أُرْسِلَ بِهِ، وَمَا اخْتَصَنَّا دُونَ النَّاسِ بِشَيْءٍ إِلَّا بِثَلَاثِ خِصَالٍ: أَمَرْنَا أَنْ نُسَبِّحَ الْوُضُوءَ وَأَنْ لَا نَأْكُلَ الصَّدَقَةَ وَأَنْ لَا نُنْزِيَ الْحِمَارَ عَلَى الْفَرَسِ)).

ترجمہ حدیث نمبر ۸۰۷ :- فرمایا امام ابو داؤد نے کہ ہم سے بیان کیا مسدّد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبدالوارث نے انہوں نے نقل کیا موسیٰ بن سالم سے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبداللہ بن عبید اللہ نے (اور دورانِ خبر) کہا کہ میں بنو ہاشم کے بہت سے نوجوانوں کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ کے یہاں گیا اور (وہاں پہنچ کر) ہم نے اپنے میں سے ایک نوجوان سے کہا کہ ابن عباسؓ سے یہ دریافت کرو کہ کیا رسول اللہ ﷺ ظہر و عصر کی نماز میں قراءت کیا کرتے تھے؟ (چنانچہ اس نوجوان نے حضرت ابن عباسؓ سے جب یہ دریافت کیا) تو انہوں نے (جواب دیتے ہوئے) فرمایا نہیں۔ نہیں۔ (واضح رہے کہ یہ دوسرا تاکید کے لئے ہے اور مطلب یہ ہے کہ نہیں آپ ﷺ ظہر و عصر کی نماز میں قراءت نہیں کرتے تھے۔ بہر کیف حضرت ابن عباسؓ کا یہ جواب سننے کے بعد) اُن سے عرض کیا گیا شاید آپ ﷺ اپنے جی میں (یعنی ظہر و عصر میں آہستہ اور سرّاً) قراءت کرتے ہوں گے (یہ سن کر حضرت ابن عباسؓ نے) فرمایا تیرا چہرہ خراش زدہ ہو (واضح رہے کہ عربی میں یہ لفظ یعنی خمساً بطور بدعاء استعمال ہوتا ہے تو گویا ابن عباسؓ نے پہلے بدعاء دی اور پھر فرمایا) یہ تو (یعنی سرّاً) قراءت کرنا تو (پہلے) (یعنی قراءت نہ کرنے سے بھی) زیادہ برا ہے (واضح رہے کہ صاحبِ بذل نے تو ہذہ شر من الاولیٰ کا یہی مطلب لکھا ہے لیکن صاحبِ المنہل نے یہ لکھا ہے کہ اس میں جو شرا سم تفصیل ہے یہ اپنے معنی میں نہیں ہے کیونکہ پہلے سوال میں سرے سے کوئی شر و برائی تھی ہی نہیں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ تیرا یہ دوسرا سوال بُرا ہے کیونکہ تیرے اس سوال میں آپ ﷺ پر کتمان اور چھپانے کے اتہام و الزام کی بو آ رہی ہے اور اس کی دلیل آگے یہ کہنا بھی ہے کہ) آپ ﷺ تو ایک ایسے بندے تھے جو (اللہ کی طرف سے اس بات کے) مامور (و پابند تھے کہ پہنچائیں وہ سب کچھ جو انہیں دیکر بھیجا گیا چنانچہ) آپ ﷺ نے پہنچا دیا وہ سب کچھ جو آپکو دیکر بھیجا گیا ہے (لہذا یہ ممکن ہی نہیں کہ آپ ﷺ سرّی قراءت کرتے ہوں اور آپ ﷺ نے ہمیں اس کی خبر نہ دی ہو کیونکہ اگر یہ مان

لیا جائے تو یہ بَلَّغْ مَا أُرْسِلَ بہ کے منافی و مخالف ہوگا اور آپ ﷺ کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی مخالفت و منافات ہرگز ممکن نہیں۔ اور پھر حضرت ابن عباسؓ کو یہ خیال بھی ہوا کہ کہیں سائل کے دماغ میں یہ بات تو نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے کچھ مسائلِ دینیہ کے ساتھ اہل بیت کو خاص رکھا ہے اور انہی کو بتائے ہیں اور اس وجہ سے یہ سائل یہ سوال کر رہا ہے لہذا مزید وضاحت کے طور پر فرمایا (اور) یہ بھی سن لو کہ آپ ﷺ نے (نہیں خاص رکھا ہم کو دیگر لوگوں کو چھوڑ کر کسی چیز کے ساتھ مگر تین حکموں کے ساتھ) (یعنی تمہیں یہ بھی واضح رہے کہ آپ ﷺ نے ہم اہل بیت کو شرعی اوامر و نواہی میں سے صرف تین خاص حکم دئے ہیں ان کے علاوہ کوئی خاص حکم ہم کو نہیں دیا اور وہ تین یہ ہیں) آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا مکمل و کامل وضوء کرنے کا (یعنی اُس کے فرائض و سنن اور آداب کی رعایت کے ساتھ وضوء کرنے کا) اور (حکم دیا ہم کو) صدقہ (یعنی صدقاتِ واجبہ زکاۃ، نذر وغیرہ) کے نہ کھانے کا۔ اور (خاص طور پر حکم دیا ہم کو) گدھے کو گھوڑی پر نہ چڑھانے کا (یعنی خیر حاصل کرنے کے لئے گدھے سے گھوڑی کی جفتی نہ کرانے کا)۔

نوٹس:- اس حدیث شریف کے ظاہر سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ ظہر و عصر کی نماز میں قراءت نہیں ہونی چاہئے چنانچہ صاحب المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ ایک جماعت اسی کی قائل بھی ہے۔ لیکن واضح رہے کہ بہت سی احادیث صحیحہ اس بات کو ثابت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ ظہر و عصر کی نماز میں بھی قراءت کیا کرتے تھے لہذا معلوم ہوا کہ ظہر و عصر میں بھی قراءت ہوگی۔۔۔ اب رہ جاتی ہے یہ بات کہ پھر اس حدیث میں یا کہنے کہ ابن عباسؓ کے اس قول میں تو یہ مذکور ہے کہ آپ ﷺ ظہر و عصر میں قراءت نہیں کیا کرتے تھے یعنی خلاصہ یہ کہ یہ تو تعارض و مخالفت بین الاحادیث ہو رہا ہے جبکہ ہونا نہیں چاہئے؟ تو اس گتھی کو سلجھاتے ہوئے اور اس اشکال کا جواب دیتے ہوئے شرح حضرات نے لکھا ہے کہ غالباً حضرت ابن عباسؓ نے یہ بات اس وقت فرمائی تھی جب ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ آپ ﷺ ظہر و

عصر میں بھی قراءت کیا کرتے تھے لیکن بعد میں جب ان کو وہ روایات پہونچی جن میں یہ مذکور تھا کہ آپ ﷺ ظہر وعصر میں بھی قراءت کیا کرتے تھے تو حضرت ابن عباسؓ نے اپنی اس بات سے رجوع کر لیا۔ چنانچہ طحاویؒ نے اس کی تفصیل اس طرح پر نقل کی ہے کہ ابن عباسؓ پہلے تو ظہر وعصر میں قراءت کی مطلق نفی کیا کرتے تھے پھر اس سلسلہ میں شک وتردد کی سی بات کہتے تھے لیکن جب بہت سے صحابہؓ سے تقریباً تو اتر کے ساتھ یہ خبر ملی کہ آپ ﷺ ظہر وعصر میں بھی قراءت کیا کرتے تھے تو ابن عباسؓ نے رجوع کیا اور بالجزم ظہر وعصر میں بھی قراءت کے قائل ہو گئے۔ اور ابن عباسؓ کے اس رجوع اور بالجزم ظہر وعصر میں بھی قراءت کے قائل ہونے کا ثبوت درج ذیل روایات سے بھی ملتا ہے۔

(۱) عن ابن عباسؓ قال کان رسول اللہ ﷺ یقرأ فی الظهر والعصر (۲) عن ابن عباسؓ قال أقرأ خلف الإمام بفاتحة الكتاب في الظهر والعصر (۳) عن العيزار قال شهدت ابن عباسؓ سمعته يقول لا تصل صلاة إلا قرأت فيها ولو بفاتحة الكتاب۔

اس حدیث شریف کو پڑھ کر ایک اشکال یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے جو یہ فرمایا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے اہل بیت اور آل کو مخصوص حکم صرف یہ تین دئے ہیں (۱) صدقہ یعنی زکاۃ نہ کھانے کا حکم (۲) وضوء کو مکمل و پورا پورا کرنے کا حکم (۳) گدھے کی گھوڑی سے جفتی نہ کرانے کا حکم۔ تو ان میں کا پہلا یعنی صدقات نہ کھانے کا حکم یہ تو ٹھیک ہے کہ اہل بیت کے لئے مخصوص حکم ہے لیکن دوسرے جو دو حکم ہیں وہ تو اہل بیت کے لئے مخصوص نہیں ہے بلکہ پوری امت کے لئے ہیں تو پھر ابن عباسؓ نے ان دونوں حکموں کو بھی مخصوص اہل بیت کے حکم کیوں بیان کئے اور کہے؟ تو شرح حضرات نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اسباغ وضوء کا حکم اہل بیت کے لئے واجب تھا اور ان کے علاوہ باقی امت کے لئے استحبابی اسی طریقہ سے انزاء حمار علی الفرس کی نبی اہل بیت کے لئے تحریمی تھی اور باقی امت

کے لئے تزیہی اس لئے حضرت ابن عباسؓ نے یہ بات فرمائی یعنی گویا یہ فرمایا کہ مخصوص طور پر آپ ﷺ نے اہل بیت کو اسباغ وضوء کا واجبی حکم دیا اور انزاء حمار علی الفرس کو ان کے لئے حرام قرار دیا اور ظاہر ہے یہ اہل بیت اور آپ ﷺ کی آل کی خصوصیت ہی تھی کیونکہ اسباغ وضوء اہل بیت کے علاوہ کے لئے واجب نہیں ہے اور نہ ہی انزاء حمار علی الفرس غیر اہل بیت کے لئے حرام ہے بلکہ پہلا مستحب اور دوسرا مکروہ ہے لہذا آپ کو بھی حضرت ابن عباسؓ کے ان تینوں حکموں کو مخصوص اہل بیت کے احکام کہنے کا مطلب اسی طرح سمجھنا چاہئے جیسے اوپر بتایا گیا پھر انشاء اللہ آپ کو حضرت ابن عباسؓ کے اس قول یا کہئے کہ اس حدیث پر کوئی اشکال نہیں ہوگا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجال حدیث (۸۰۷)

۱۔ مسدد:۔ یہ مسدد بن مسرہد بن مسرہل الأسدی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲)۔

۲۔ عبد الوارث:۔ یہ عبد الوارث بن سعید بن ذکوان التمیمی العنبری أبو عبیدۃ التنوری البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴)۔

۳۔ موسیٰ بن سالم:۔ یہ موسیٰ بن سالم أبو جہضم مولیٰ آل العباس ہیں۔ احمد، ابن معین، ابوزرعہ نے ان کی توثیق کی ہے، ابوحاتم نے ان کو صدوق صالح الحدیث کہا ہے۔ اور ابن عبد البر نے متفق علیہ ثقہ بتایا ہے اور حافظؒ نے ان کو صدوق راوی لکھ کر چھٹے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۴۔ عبد اللہ بن عبید اللہ:۔ یہ عبد اللہ بن عبید اللہ بن العباس بن عبد المطلب بن ہاشم الممدنی ہیں۔ ابوزرعہ اور نسائی نے ان کی توثیق کی ہے۔ ابن سعد نے لکھا ہے کان ثقہ ولہ احادیث۔ اور حافظؒ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر چوتھے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔ ابن عباسؓ:۔ آپؓ عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب القرشی الهاشمی

ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

الحديث ۸۰۸ - حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ أَنَّنَا حُصَيْنٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ((لَا أَذْرِي أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ أَمْ لَا)).

ترجمہ حدیث نمبر ۸۰۸ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا زیاد بن ایوب نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہشیم نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی حُصین نے انہوں نے نقل کیا عکرمہ سے انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے (یہ کہ ایک مرتبہ حضرت ابن عباسؓ نے ظہر و عصر کی نماز میں قراءت کے سلسلہ میں یہ بھی) فرمایا (تھا) کہ نہیں معلوم مجھے (یعنی بالیقین میں نہیں جانتا) کہ رسول اللہ ﷺ ظہر و عصر کی نماز میں قراءت کیا کرتے تھے یا نہیں۔

نوٹس :- سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ حضرت خبابؓ اور ابوقنادہؓ وغیرہ نے علم و جزم اور یقین کے ساتھ یہ بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ ظہر و عصر کی نماز میں بھی قراءت کیا کرتے تھے لہذا شک یعنی حضرت ابن عباسؓ کی اس روایت کے مقابلہ اُن عالمین اور بالجزم بیان کرنے والوں کی روایت ان کی روایت پر مقدم ہوگی۔

یہ بھی واضح رہے کہ حضرت ابن عباسؓ کی اس حدیث یعنی حدیث نمبر (۸۰۸) کو پڑھ کر کسی کے بھی ذہن میں یہ بات آسکتی ہے کہ یہ حدیث تو پہلی حدیث یعنی حدیث نمبر (۸۰۷) کے منافی و مخالف ہے جبکہ ہونی نہیں چاہئے پھر کیوں ہے۔ یا اور خلاصہ کے طور پر یوں کہلو کہ احادیث و اقوال میں تضاد و تعارض نہیں ہونا چاہئے پھر ان احادیث ابن عباسؓ اور اقوال ابن عباسؓ کے درمیان تضاد و تعارض کیوں ہو رہا ہے؟ تو سنئے اس کا جواب یہ ہے کہ کوئی تضاد و تعارض نہیں ہے کیونکہ تضاد و تعارض

اُن احادیث و اقوال کے درمیان ہوتا ہے جو ایک ہی وقت کی ہوں اور یہ احادیث ابن عباس یا کہتے کہ اقوال ابن عباس ایک وقت کے نہیں ہیں بلکہ مختلف اوقات کے ہیں اسلئے کہ حقیقت واقعہ یہ ہے کہ پہلا قول یعنی عدم قراءت اور نفی قراءت فی الظہر والعصر کا قول اس وقت کا ہے جب ان کو وہ احادیث بالکل نہیں پہونچی تھیں جن میں آپ ﷺ کے ظہر وعصر میں بھی قراءت کرنے کا ذکر وثبوت ہے۔ اور متردّدانہ و مشکوکانہ قول اس وقت کا ہے جب اس سلسلہ کی کچھ روایات ان کو پہونچ تو گئیں تھیں مگر یہ اس نتیجہ پر نہیں پہونچے تھے کہ بالجزم والیقین یہ کہہ سکیں کہ آپ ﷺ ظہر وعصر میں بھی قراءت کیا کرتے تھے اور تیسرا قول یعنی بالجزم والیقین ظہر وعصر میں بھی قراءت کرنے کا اس وقت کا ہے جب ان کو بہت سے صحابہؓ سے بہ تواتر یہ روایات پہونچ چکی تھیں اور خبر مل چکی تھی کہ آپ ﷺ ظہر وعصر میں بھی قراءت کیا کرتے تھے۔ دیکھئے اس تفصیل کے بعد انشاء اللہ آپ کو بھی ان احادیث ابن عباس اور اقوال ابن عباس کے درمیان کوئی تضاد و تعارض نظر نہیں آئے گا۔

### تعارف رجال حدیث (۸۰۸)

۱- زیاد بن ایوب :- یہ زیاد بن ایوب بن زیاد الطوسی ابوہاشم البغدادی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱۵)۔

۲- ہشیم :- یہ ہشیم بن بشیر بن القاسم بن دینار السلمی ابو معاویۃ الواسطی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۷)۔

۳- حصین :- یہ حصین بن عبدالرحمن السلمی ابو الہذیل الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۴)۔

۴- عکرمہ :- یہ عکرمہ بن عبداللہ البربری ابو عبداللہ المدنی مولی ابن عباس ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۸)۔



۵۔ ابن عباسؓ: آپؓ عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب القرشی الهاشمی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

### (۱۳۳) بَابُ قَدْرِ الْقِرَاءَةِ فِي الْمَغْرِبِ

(۱۳۳) مغرب (کی نماز) میں قراءت کی مقدار کا بیان (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ مغرب کی نماز میں کون کون سی سورتیں پڑھنی چاہئیں)۔

الحديث / ۹، ۸۰ - حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: ((أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِثِ سَمِعَتْهُ وَهُوَ يَقْرَأُ وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا، فَقَالَتْ: يَا بَنِيَّ لَقَدْ ذَكَّرْتَنِي بِقِرَاءَةِ تَكْ هَذِهِ السُّورَةِ إِنَّهَا لَأَخْرُ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهَا فِي الْمَغْرِبِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹، ۸۰: فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا قعنبی نے انہوں نے روایت کیا مالک سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ کہ (ایک مرتبہ) ام الفضل بنت حارثؓ نے سنان کو جبکہ وہ والمرسلات عرفاً پڑھ رہے تھے (واضح رہے کہ سیاق و سباق کا تقاضہ تو یہ تھا کہ یہاں پر سمعنتی ہونا چاہئے تھا مگر ابن عباسؓ نے التفات من التكلم الى الغيبة کرتے ہوئے بجائے اس کے سمعنتہ کہا ہے بہر حال مطلب یہ ہے کہ حضرت ام الفضلؓ نے ایک مرتبہ حضرت ابن عباسؓ کو سورۃ والمرسلات پڑھتے ہوئے سنا) تو انہوں نے کہا واللہ تو نے مجھے اپنے اس سورت کو پڑھنے کے ذریعہ (آپ ﷺ کا اس سورت کو پڑھنا) یاد دلایا (یعنی مجھے تمہاری اس سورت کی قراءت سن کر آپ ﷺ کی اس سورت کی

قراءت یاد آگئی۔ واضح رہے کہ بعض نسخوں میں اس کی بجائے لقد ذکر تنی قراءت تک ہے۔ بہر کیف مطلب ایک ہی بنتا ہے اور یہ جو لقد میں لام ہے یہ مؤطئة للقسم ہے اس لئے اس کا ترجمہ قسم کا کیا گیا ہے۔ نیز یہ بات فرمانے کے بعد حضرت ام فضلؓ نے یہ بھی فرمایا اور بتایا کہ (بے شک یہی وہ آخری سورت ہے جس کو میں نے آپ ﷺ کو مغرب کی نماز میں پڑھتے ہوئے سنا ہے) (یعنی میں نے آپ ﷺ سے سب سے آخر میں یہی سورت سنی ہے اور مغرب کی نماز میں سنی ہے)۔

نوٹس :- صاحبِ عون المعبود نے بحوالہ منذری لکھا ہے کہ یہ حدیث رد ہے اور مخالف ہے اُن لوگوں کے جو یہ کہتے ہیں کہ مغرب کی نماز میں تطویل قراءت منسوخ ہے کیونکہ یہ حدیث بیان کر رہی ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں بلکہ کہنے کی اپنی مغرب کی آخری نماز میں اس سورت کو پڑھا ہے۔

اس حدیث شریف کو پڑھ کر کسی کے بھی ذہن میں یہ بات آسکتی ہے کہ اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ آپ ﷺ نے جو آخری نماز پڑھائی تھی وہ مغرب کی نماز تھی جبکہ حضرت عائشہؓ کی روایت میں صراحت ہے اس بات کی کہ آپ ﷺ نے جو آخری نماز پڑھائی تھی وہ ظہر کی نماز تھی لہذا یہ تو تعارض تضاد بین الاحادیث ہو رہا ہے جبکہ ہونا نہیں چاہئے پھر کیوں ہو رہا ہے؟ تو سنئے اس کا جواب یہ ہے کہ کوئی تضاد و تعارض نہیں ہے کیونکہ حافظ و غیرہ شراح حضرات نے لکھا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے جو آخری نماز ظہر کو بتایا ہے وہ اس اعتبار سے بتایا ہے کہ آپ ﷺ نے وہ ظہر کی نماز صحابہؓ کو مسجد میں آخری نماز پڑھائی تھی اور اس کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھائی اور حضرت ام فضلؓ نے جو آخری نماز مغرب کو بتایا ہے وہ اس اعتبار سے بتایا ہے کہ آپ ﷺ نے گھر میں جو آخری نماز پڑھائی تھی وہ مغرب کی نماز پڑھائی تھی۔ لیکن اس کے بعد بھی یہ اشکال ہو سکتا ہے کہ حضرت ام فضلؓ کی روایت میں یہ الفاظ بھی نقل کئے گئے ہیں قالت خرج إلینا رسول اللہ ﷺ وهو عاصب فی مرضه فصلی المغرب

فقراً بالمرسلات الخ تو پھر آپ اس روایت میں مذکور مغرب کی نماز کو گھر میں پڑھی جانے والی مغرب کی نماز کیسے کہہ سکتے ہیں؟ تو سنئے اس کا جواب یہ ہے کہ خرج إلینا رسول اللہ ﷺ کا مطلب ہے خرج من مکانہ الذی کان راقدا فیہ إلی من کان حاضراً فی البیت فصلی بهم المغرب۔ دیکھئے اب ان شاء اللہ آپ کے ذہن سے تضاد و تعارض بین الاحادیث کا اشکال بالکل نکل گیا ہوگا۔

## تعارف رجالِ حدیث (۸۰۹)

۱۔ القعنبی:۔ یہ عبد اللہ بن مسلمة بن قعنب القعنبی ہیں۔ دیکھئے حدیث نمبر (۱)۔  
۲۔ مالک:۔ یہ مشہور امام فقہ مالک بن أنس الأصبحی الحمیری المدنی ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۱۲)۔

۳۔ ابن شہاب:۔ یہ محمد بن مسلم۔ ابن شہاب۔ الزہری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔

۴۔ عبید اللہ:۔ یہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبة بن مسعود الہذلی ابو عبد اللہ المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۹۶)۔

۵۔ ابن عباس:۔ آپ عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب القرشی الهاشمی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۶۔ أم الفضل:۔ آپ لبابة أم الفضل بنت الحارث والدۃ ابن عباس، زوجۃ العباس بن عبد المطلب، أخت أم المؤمنین ميمونة بنت الحارث ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۷۵)۔

الحديث / ۸۱۰- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ: ((سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ بِالطُّورِ فِي الْمَغْرِبِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۱۰:- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا قعنبی نے انہوں نے نقل کیا مالک سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے محمد بن جبیر بن مطعم سے انہوں نے اپنی والدہ سے یہ کہ انہوں نے (یعنی ان کے والد نے) بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مغرب (کی نماز) میں سورہ طور پڑھتے (اور اس کی قراءت کرتے) ہوئے سنا ہے۔

نوٹس:- ”یقرأ بالطور“ اس میں بالطور میں جو باء ہے اس کے بارے میں شرح حضرات نے دو باتیں لکھی ہیں (۱) یہ باء زائدہ ہے اُی یقرأ سورة الطور في المغرب (۲) یہ باء بمعنی من ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے قول ﴿عَيْنَا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ﴾ میں بھا میں باء بمعنی من ہے اُی منها۔

اس حدیث شریف کا ظاہری مفہوم تو یہی ہے کہ آپ ﷺ نے سورہ طور کا کچھ حصہ مغرب کی پہلی رکعت میں پڑھا ہوگا اور کچھ دوسری رکعت میں جیسے کہ آپ ﷺ سے سورہ اعراف کا کچھ حصہ پہلی رکعت میں اور کچھ دوسری رکعت میں پڑھنا بہ صراحت منقول ہے لیکن امکان یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے پہلی رکعت میں بھی پوری سورہ طور پڑھی ہو اور دوسری میں بھی دوبارہ اسی سورت کو پڑھا ہو اور پورا پڑھا ہو۔

امام طحاوی نے پہلے والے مطلب کو ہی لیا ہے نیز کہا ہے کہ اس روایت میں بلکہ اس جیسی تمام روایات میں سے کسی میں بھی اس بات کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ مغرب میں قراءت طویل ہوگی۔ لیکن

دوسرے حضرات کا کہنا ہے کہ طحاویؒ کا یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے کیونکہ بخاری کی روایت سے اس کی تردید ہوتی ہے۔ (واضح رہے کہ اس سلسلہ میں کچھ تفصیل آئندہ حدیث کے تحت پیش ہوگی۔ ان شاء اللہ)۔

### تعارف رجال حدیث (۸۱۰)

۱۔ القعنبیؒ :- یہ عبد اللہ بن مسلمة بن قعنب القعنبي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۲۔ مالک :- یہ مشہور امام فقہ مالک بن انس الأصبحي الحميري المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲)۔

۳۔ ابن شہاب :- یہ محمد بن مسلم۔ ابن شہاب۔ الزہریؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔

۴۔ محمد بن جبیر :- یہ محمد بن جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل النوفليؒ أبو سعید المدنیؒ ہیں۔ ابن خراش نے ان کی توثیق کی ہے۔ عجل نے ثقہ تابعی کہا ہے۔ ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ اور ابن اسحاق کا کہنا ہے کہ ان کا علم قریش بأحادیثہ۔ اور حافظ نے ثقہ راوی لکھ کر تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے اور وفات ۱۰۰ھ کے شروع میں بتائی ہے۔

۵۔ عن أبیه :- اس میں اب سے محمد کے والد جبیرؒ مراد ہیں یعنی حضرت جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل النوفلي القرشيؒ۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۳۹)۔

الحديث / ۱۱۸ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ ابْنِ

جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ قَالَ لِي زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، ((مَالِكٌ تَقَرَّأُ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمَفْصَلِ وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِطُولَى الطُّوَلَيْنِ؟ قَالَ قُلْتُ مَا طُولَى

الطُّوْلِيِّينَ؟ قَالَ: الْأَعْرَافُ وَالْأَنْعَامُ، قَالَ وَسَأَلْتُ أَنَا ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ فَقَالَ لِي مِنْ قَبْلِ نَفْسِهِ، الْمَائِدَةُ وَالْأَعْرَافُ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۱۱ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا حسن بن علی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبدالرزاق نے انہوں نے نقل کیا ابنِ جریج سے انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا ابنِ ابی ملیکہ نے انہوں نے نقل کیا عروہ بن زبیر سے انہوں نے مروان بن حکم سے یہ کہ انہوں نے بیان کیا کہ مجھ سے زید بن ثابتؓ نے کہا (واضح رہے کہ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب مروان حضرت معاویہؓ کی طرف سے مدینہ منورہ کے امیر و حاکم تھے۔ بہر کیف حضرت زید بن ثابتؓ نے ان سے کہا کہ) تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم مغرب (کی نماز) میں قصارِ مفصل (یعنی چھوٹی چھوٹی سورتیں) پڑھتے ہو (واضح رہے کہ غالباً مروان اکثر اور مداومت کے ساتھ مغرب کی نماز میں چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھتے ہوں گے کیونکہ اگر کبھی کبھی ایسا ہوا ہوتا تو زید بن ثابتؓ جیسے جلیل القدر صحابیؓ اُن پر اعتراض و انکار نہ کرتے کیونکہ کبھی کبھی تو آپ ﷺ سے بھی مغرب کی نماز میں چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھنا ثابت ہے اور ظاہر ہے اس کا علم حضرت زید بن ثابتؓ کو نہ ہو یہ بات بعد از قیاس معلوم ہوتی ہے۔ بہر کیف حضرت زید بن ثابتؓ نے مروان پر اعتراض و نکیر کرتے ہوئے فرمایا کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے) کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مغرب (کی نماز) میں دو لمبی چوڑی سورتیں (یا کہئے دو طویل سورتوں میں کی ایک لمبی سورت کو) پڑھتے ہوئے دیکھا ہے (آگے حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ) بیان کر رہے ہیں کہ میں نے (حضرت عروہ سے دریافت کرتے ہوئے) کہا کہ طولی الطولیین کا کیا مطلب ہے (اور وہ کونسی سورتیں۔ یا کونسی سورت ہے؟ تو انہوں نے میری بات کا جواب دیتے ہوئے) کہا (اُن میں کی پہلی سورہ) اعراف ہے (اور دوسری سورہ) انعام ہے۔ اور (ابنِ جریج کا بیان ہے کہ) میں نے (بھی ابنِ ابی ملیکہ سے یہی) پوچھا (کہ طولی

الطویلین کا کیا مطلب ہے اور وہ دو لمبی سورتیں کونسی ہیں) تو انہوں نے مجھے (اس کا جواب دیتے ہوئے) اپنی طرف سے (یعنی اپنے شیخ عروہ سے روایت کئے بغیر اور ان کے واسطہ کے بغیر خود ہی اپنی طرف سے اس کا یہ جواب دیا کہ وہ دو سورتیں سورۃ (ماندہ اور (سورۃ) اعراف ہیں۔

نوٹس:- اس حدیث کے تحت شرح حضرات نے بڑی تفصیلات لکھی ہیں جس کے لئے بہتر یہ ہے کہ مطولات ہی کو دیکھ لیا جائے تاہم یہاں پر بھی ایک بات یہ ضرور ذہن میں رکھیں جو حافظ نے لکھی ہے کہ مغرب کی نماز میں طوالِ مفصل، قصارِ مفصل اور اوساطِ مفصل تمام سورتوں کا پڑھنا سنت یعنی آپ ﷺ سے ثابت ہے لہذا ان میں سے مغرب کی نماز میں ایک قسم کی سورتوں پر اکتفاء و مداومت کرنا نیز یہ اعتقاد بھی رکھنا کہ یہی سنت ہے اور اس کے علاوہ مغرب کی نماز میں دوسری سورتوں کی قراءت کرنا سنت نہیں ہے یہ آپ ﷺ کی سیرت و ہدی کے مخالف و منافی ہے۔ اللہم ارزقنا اتباع ہدی محمد ﷺ واحفظنا من مخالفتہ۔

## تعارف رجالِ حدیث (۸۱۱)

۱۔ الحسن بن علی:- یہ الحسن بن علی بن محمد الہذلی الخلال الحلوانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷)۔

۲۔ عبدالرزاق:- یہ عبدالرزاق بن ہمام بن نافع الحمیری أبو بکر الصنعانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷)۔

۳۔ ابن جریج:- یہ عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج الأموی أبو الولید المکی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۹) اور (۲۴)۔

۴۔ ابن ابی ملیکہ:- یہ عبداللہ بن عبید اللہ بن ابی ملیکہ زہیر بن عبداللہ

بن جُدعان أبوبکر أو أبو محمد التیمیّ المکیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۲)۔

۵۔ عروہ:- یہ عروہ بن الزبیر بن العوّام الأسدیّ أبو عبد اللہ المدنیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸)۔

۶۔ مروان بن الحکم:- یہ مروان بن الحکم بن أبی العاص الأمویّ أبو عبد الملک المدنیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸۱)۔

۷۔ زید بن ثابت:- آپؓ زید بن ثابت بن ضحاک الأنصاریّ النجاریّ أبو سعید أو أبو خارجه الصحابیّؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۱۱)۔

### (۱۳۴) بَابُ مَنْ رَأَى التَّخْفِيفَ فِيهَا

(۱۳۴) اُن لوگوں (کے دلائل کا) بیان جو اس میں (یعنی مغرب کی نماز میں قراءت کی) تخفیف (یعنی چھوٹی چھوٹی سورتوں کے پڑھنے) کے قائل ہیں۔

الحديث/ ۸۱۲- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ ابْنُ أَنَسٍ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ: ((أَنَّ أَبَاهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ بِنَحْوِ مَا تَقْرَأُونَ وَالْعَادِيَّاتِ وَنَحْوَهَا مِنَ السُّورِ)).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ ذَاكَ مَنْسُوخٌ. وَقَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا أَصَحُّ.

ترجمہ حدیث نمبر/ ۸۱۲:- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا موسیٰ بن اسماعیل نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی حماد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہشام بن عروہ نے یہ کہ ان کے والد (حضرت عروہ) پڑھا کرتے تھے مغرب کی نماز میں اُن جیسی (سورتوں) کو جن کو تم پڑھتے ہو



(یعنی) وَالْعَادِيَاتِ - اور - اس جیسی سورتوں کو (یعنی جس طرح تم لوگ مغرب کی نماز میں وَالْعَادِيَاتِ جیسی چھوٹی چھوٹی سورتیں مغرب کی نماز میں پڑھتے ہو ویسی ہی سورتیں میرے والد حضرت عروہ بھی مغرب کی نماز میں پڑھا کرتے تھے)۔

فرمایا امام ابوداؤدؒ نے یہ (یعنی حضرت عروہ کا یہ فعل اور مغرب کی نماز میں چھوٹی سورتوں کو پڑھنا) بتا رہا ہے (اور دلیل ہے) اس بات کی کہ وہ (یعنی مغرب کی نماز میں بڑی بڑی طوالت مفصل سورتوں کی قراءت کرنا) منسوخ ہے۔ نیز فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ یہ (حدیث یا کہے کہ یہی بات یعنی مغرب میں چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھنا) زیادہ صحیح ہے (بمقابلہ طوالت مفصل کی قراءت پر دلالت کرنے والی حدیث کے)۔

نوٹس :- واضح رہے کہ حافظ وغیرہ نے امام ابوداؤدؒ کے اس نسخ کے دعویٰ کو تسلیم نہیں کیا ہے اور لکھا ہے کہ حضرت ام فضلؓ نے جس مغرب کی نماز میں آپ ﷺ کا سورہ وَالْمُرْسَلَاتِ پڑھنا نقل کیا ہے وہ آپ ﷺ کے مرض الوفا میں آخری نماز تھی لہذا مصنفؒ کا مغرب کی نماز میں طویل قراءت کے بارے میں نسخ و منسوخ ہونے کا دعویٰ صحیح نہیں ہے۔ بلکہ نسخ والی بات اگر کہی جائے تو یہ کہی جاسکتی ہے کہ حضرت ام فضلؓ کی حدیث نسخ ہے اُن احادیث کے لئے جو مغرب میں چھوٹی چھوٹی سورتوں کے پڑھنے کو بتاتی ہیں کیونکہ حضرت ام فضلؓ کی حدیث بالکل آخری زمانہ کی حدیث ہے اور ظاہر ہے بعد والی اور آخر والی نسخ ہوا کرتی ہے نہ کہ منسوخ۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجال حدیث (۸۱۲)

۱۔ موسیٰ بن اسماعیل :- یہ موسیٰ بن اسماعیل المنقری التبوذی

البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۲۔ حماد:- یہ حماد بن سلمة بن دينار أبو سلمة البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۱)۔

۳۔ هشام بن عروة:- یہ هشام بن عروة بن الزبیر بن العوام الأسدي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۱)۔

۴۔ أن أباه:- اس میں أب سے حضرت هشام کے والد مراد ہیں۔ یعنی حضرت عروة بن الزبیر بن العوام الأسدي أبو عبد الله المدني۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸)۔

۵۔ قال أبوداؤد:- یہ مصنف کتاب الإمام سليمان بن الأشعث أبوداؤد السجستاني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

الحديث/ ۸۱۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ السَّرْحَسِيُّ أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ أَخْبَرَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْحَاقَ يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ، أَنَّهُ قَالَ: ((مَا مِنَ الْمَفْصَلِ سُورَةٌ صَغِيرَةٌ وَلَا كَبِيرَةٌ إِلَّا وَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ النَّاسِ بِهَا فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۸۱۳:- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا احمد بن سعید سرخسی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی وہب بن جریر نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی میرے والد نے انہوں نے کہا میں نے سنا ان کو عمرو بن شعیب سے نقل کرتے ہوئے (عمرو بن شعیب نے نقل کیا) اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا (یعنی عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ) سے یہ کہ انہوں نے بیان کیا کہ نہیں ہے مفصل (یعنی سورہ حجرات سے لیکر آخر قرآن تک کی سورتوں میں سے) کوئی بھی چھوٹی اور بڑی سورت مگر میں نے سنا ہے رسول اللہ ﷺ کو اس کے ساتھ لوگوں کی امامت کرتے ہوئے فرض نماز

میں (یعنی میں نے ان سورتوں میں سے ہر ایک سورت کی آپ ﷺ کو کسی نہ کسی فرض نماز میں قراءت کرتے ہوئے دیکھا اور سنا ہے)۔

نوٹس:- اس حدیث شریف میں جو فی الصلاة المكتوبة کے الفاظ ہیں اس کی تشریح میں صاحب المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس سے جہری و سرّی پانچوں نمازوں کی طرف اشارہ ہے۔ اور سرّی نماز کی طرف اشارہ ہونے میں اگر کسی کو یہ اشکال ہو کہ اس میں کیسے سن لیا ہوگا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ ﷺ سرّی نماز میں بھی کبھی کبھی ایک آدھ آیت زور سے پڑھا کرتے تھے اس لئے کوئی اشکال کی بات نہیں ہے۔ نیز لکھا ہے کہ اس حدیث شریف میں اس بات کی بھی دلیل ہے کہ آپ ﷺ جب لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے تو ہلکی اور مختصر قراءت کیا کرتے تھے لیکن جب تنہا نماز پڑھتے تھے تو لمبی قراءت فرماتے تھے اور خاص طور پر صلاۃ لیل یعنی تہجد کی نماز میں۔ واضح رہے کہ صاحب المنہل کی اس توضیح سے اس حدیث کی کچھ نہ کچھ مناسبت اس باب سے ہو جاتی ہے اگرچہ بظاہر کوئی مناسبت نہیں ہے چنانچہ صاحب بذل نے لکھا ہے کہ اس حدیث کی اس باب سے کوئی خاص و قریبی مناسبت نہیں ہے۔

## تعارف رجال حدیث (۸۱۳)

۱۔ احمد بن سعید:- یہ احمد بن سعید بن صخر الدارمی ابو جعفر السرخسی ہیں۔ تکی بن زکریا نے انکو ثقہ جلیل لکھا ہے۔ ابن حبان نے لکھا ہے کان ثبتاً صاحب حدیث یحفظ۔ اور حافظؒ نے انکو ثقہ، حافظ لکھا ہے نیز گیارہویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۲۵۳ھ میں بتائی ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ یہ جوان کو السرخسی کہا جاتا ہے یہ نیساہور اور مرو کے درمیان ایک شہر ہے سرخس اس کی طرف نسبت کرتے ہوئے کہا جاتا ہے۔ اور سرخس کے تلفظ

کے بارے میں دو قول ہیں (۱) سین کا فتحہ راء کا سکون اور خاء کا فتحہ یعنی سَرَخَس (۲) سین اور راء کا فتحہ اور خاء کا سکون یعنی سَرَخَس۔

۲۔ وہب بن جریر :- یہ وہب بن جریر بن حازم الأزديّ أبو العباس البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳)۔

۳۔ اُبی :- اس میں اُبّ سے مراد ہیں وہب کے والد یعنی جریر بن حازم بن زید الأزديّ أبو النصر البصريّ۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳)۔

۴۔ محمد بن إسحاق :- یہ محمد بن إسحاق بن یسار إمام المغازی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳)۔

۵۔ عمرو بن شعیب :- یہ عمرو بن شعیب بن محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن العاص السهميّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۵)۔

۶۔ عن أبيه :- اس میں اُبّ سے مراد ہیں عمرو کے والد شعیب بن محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن العاص السهميّ۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۵)۔

۷۔ عن جده :- اس میں جدّ سے مراد ہیں شعیب کے دادا یعنی حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص السهميّ الصحابيّ۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۷)۔

الحديث / ۴ ۸۱ - حَدَّثَنَا عُبيدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ أَخْبَرَنَا أَبِي أَخْبَرَنَا قُرَّةُ عَنِ النَّزَالِ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي عُمَانَ النَّهْدِيِّ: ((أَنَّه صَلَّى خَلْفَ ابْنِ مَسْعُودٍ الْمَغْرِبَ فَقَرَأَ بِقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۴ ۸۱ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عبید اللہ بن

معاذ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی میرے والد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی قرہ نے انہوں نے نقل کیا نزال بن عمرو سے انہوں نے ابو عثمان نہدی سے یہ کہ انہوں نے (بیان کیا کہ انہوں نے) عبد اللہ بن مسعودؓ کے پیچھے مغرب کی نماز پڑھی (تو انہوں نے سنا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے) قراءت کی قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ کی۔

نوٹس:- واضح رہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ ظاہر ہے یہ قراءت اس لئے کرتے ہوں گے کہ آپ ﷺ نے کی ہوگی۔ چنانچہ ابن حبان نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن مغرب کی نماز میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پڑھا کرتے تھے۔ نیز عینی وغیرہ نے لکھا ہے کہ اسی طرح یعنی مغرب میں قصر مفصل کی سورتوں کا پڑھنا حضرت عمر بن خطابؓ، ابن مسعودؓ، ابن عباسؓ، عمران بن حصینؓ اور ابوبکر صدیقؓ وغیرہ سے بھی منقول ہے۔۔۔ خلاصہ یہ کہ مغرب کی نماز میں ہلکی اور قصر مفصل کی قراءت کے قائلین احناف وغیرہ کی تائید مذکورہ بالا احادیث سے ہوتی ہے۔

## تعارف رجالِ حدیث (۸۱۴)

۱۔ عبید اللہ:- یہ عبید اللہ بن معاذ بن معاذ بن نصر بن حسان العنبری البصری ابو عمرو الحافظ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۳)۔

۲۔ اُبی:- اس میں اُب سے عبید اللہ کے والد مراد ہیں یعنی مُعَاذ بن معاذ بن نصر بن حسان العنبری ابو المثنی البصری۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۳)۔

۳۔ قُورۃ:- یہ قُورۃ بن خالد ابو خالد السدوسی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۷۷)۔

۴۔ النزال:- یہ النزال بن عمار البصری ہیں۔ ابن حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔ اور حافظ نے ان کو مقبول راوی لکھ کر چھٹے طبقہ میں شمار کیا ہے۔ نیز لکھا ہے کہ یہ حضرت ابن عباسؓ

سے مسلاً روایت کرتے ہیں۔

۵۔ أبو عثمان النهديّ: یہ عبدالرحمن بن مل (بثليث الميم) بن عمرو

أبو عثمان النهديّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۵۷)۔

۶۔ ابن مسعودؓ: آپؐ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت عبداللہ بن مسعود بن غافل

بن حبيب أبو عبدالرحمن الهذلي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۹)۔

(۱۳۵) بَابُ الرَّجُلِ يُعِيدُ سُورَةً وَاحِدَةً فِي الرَّكَعَتَيْنِ

(۱۳۵) اُس شخص کا بیان جو ایک ہی سورت کو دونوں رکعتوں میں پڑھے (یعنی

اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ ایک سورت کو پہلی رکعت میں پڑھنا اور پھر دوسری

میں بھی اسی سورت کو پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟)۔

الحديث/ ۵۱۸ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي

عَمْرُو عَنْ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْجُهَنِيِّ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ جُهَيْنَةَ

أَخْبَرَهُ: ((أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الصُّبْحِ إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ فِي

الرَّكَعَتَيْنِ كَلْتَيْهِمَا، فَلَا أَذْرِي أَنَسِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَمْ قَرَأَ ذَلِكَ عَمْدًا)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۵۱۸: فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا احمد بن صالح

نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابن وھب نے انہوں نے کہا مجھے خبر دی عمرو نے انہوں نے روایت کیا

ابن ابی ہلال سے انہوں نے معاذ بن عبداللہ جہنی سے یہ کہ (انہوں نے بیان کیا) کہ ان کو قبیلہ جہینہ

کے ایک شخص نے خبر دی (یعنی کسی ایک جہنی صحابی نے اُن سے یہ بیان کیا کہ) اُس نے نبی کریم ﷺ

کو صبح (یعنی فجر کی نماز) میں اِذَا زُلْزِلَتْ الْأَرْضُ کو دونوں رکعتوں میں پڑھتے ہوئے سنا ہے (یعنی آپ ﷺ نے پہلی رکعت میں بھی یہی مکمل سورت پڑھی اور دوسری میں بھی اسی مکمل سورت کو پڑھا۔ واضح رہے کہ اس بات کی تائید کہ صحابیؓ کا مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ آپ ﷺ نے پہلی رکعت میں بھی مکمل سورت پڑھی تھی اور دوسری میں بھی مکمل یہی سورت پڑھی تھی لفظِ کلیتہا نیز آگے صحابیؓ کے قول فلا أدري الخ دونوں سے ہو رہی ہے اور یہ احتمال ختم ہو رہا ہے کہ یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے پہلی رکعت میں اس سورت کا بعض حصہ پڑھا اور دوسری میں دوسرا بعض حصہ۔ بہر کیف آگے صحابیؓ بیان کر رہے ہیں) لیکن مجھے یہ معلوم نہیں کہ آپ ﷺ کو سہو ہوا تھا یا آپ ﷺ نے یہ قراءت قصداً کی تھی (یعنی دونوں رکعتوں میں آپ ﷺ کا ایک ہی سورت کو پڑھنا سہواً تھا یا قصداً یہ مجھے علم نہیں ہے)۔

نوٹس:- واضح رہے کہ اس حدیث کے تحت شرح حضرات نے اچھی خاصی تفصیل لکھی ہے جس کو وہیں مطولات میں دیکھ لیا جائے تاہم اتنا یہاں پر بھی سمجھ لیں کہ اس حدیث شریف سے ایک ہی سورت کے دو رکعتوں میں پڑھنے اور تکرار کرنے کا جواز معلوم ہو رہا ہے چنانچہ حنابلہ بلا کراہت اس کے جواز کے قائل ہیں اور حنفیہ کا بھی مشہور مذہب یہی ہے۔ اور مالکیہ نیز بعض احناف بھی اس کی کراہت کے قائل ہیں اور اس حدیث کو جواز پر محمول کرتے ہیں یعنی جائز مع الکراہت کہتے ہیں۔ اور شوافع اس کو خلاف اولیٰ کہتے ہیں۔

### تعارف رجال حدیث (۸۱۵)

۱۔ أحمد بن صالح:- یہ أحمد بن صالح أبو جعفر المصري المعروف بابن الطبري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۴۷)۔

۲۔ ابن وهب:- یہ عبد اللہ بن وهب بن مسلم القرشي الفهري أبو محمد المصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۲)۔

۳۔ عمرو:۔ یہ عمرو بن الحارث بن یعقوب بن عبد اللہ الأنصاری أبوایوب المصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۰)۔

۴۔ ابن ابی ہلال:۔ یہ سعید بن ابی ہلال اللیثی أبو العلاء المصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۴۴)۔

۵۔ معاذ:۔ یہ معاذ بن عبد اللہ بن حُبیب الجہنی المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۴۹۷)۔

۶۔ أن رجلاً من جھينة:۔ اس رجل کے نام کی تعیین کسی شارح نے نہیں کی ہے لیکن سب ہی نے لکھا ہے کہ یہ صحابی ہیں اور جہالت صحابی حدیث پر کسی طرح کا اثر نہیں ڈالتی کیونکہ الصحابة کلہم عدول۔

### (۱۳۶) بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْفَجْرِ

(۱۳۶) فجر (کی نماز) میں قراءت کا بیان (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ فجر کی نماز میں کون سی سورتیں پڑھی جائیں)۔

الحديث/ ۶ ۸۱- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ أَنَّنَا عِيسَى - يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ - عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَصْبَغٍ مَوْلَى عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، قَالَ: ((كَأَنِّي أَسْمَعُ صَوْتَ النَّبِيِّ ﷺ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ (فَلَا أَقْسِمُ بِالْخَنَسِ الْجَوَارِ الْكُنَسِ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۶ ۸۱:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا ابراہیم بن موسیٰ رازی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عیسیٰ۔ یعنی عیسیٰ بن یونس۔ نے انہوں نے نقل کیا اسماعیل سے



انہوں نے عمرو بن حریث کے آزاد کردہ غلام اصبح سے انہوں نے حضرت عمرو بن حریث سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ گویا میں سن رہا ہوں نبی کریم ﷺ کی آواز کو کہ آپ ﷺ پڑھ رہے ہیں صبح (یعنی فجر) کی نماز میں ﴿فَلَا أُقْسِمُ بِالْجَوَارِ الْكُنَّسِ﴾۔ (واضح رہے کہ راوی حدیث حضرت عمرو بن حریث نے جو یہ کہا ہے کہ گویا میں سن رہا ہوں اس سے انہوں نے یہ بتانا چاہا ہے کہ میں جو بیان کر رہا ہوں وہ مجھے خوب اچھی طرح یاد ہے اور اتنا یاد و متحضر ہے کہ ایسا لگ رہا ہے کہ جیسے میں اب بیان کرتے وقت بھی آپ ﷺ کو یہ سورت پڑھتے ہوئے سن رہا ہوں۔ اور یہ جو انہوں نے سورہ تکویر کی صرف ایک آیت کا ذکر کیا ہے اس سے انہوں نے پوری سورہ تکویر کو مراد لیا ہے)۔

نوٹس:- اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوا کہ طوالمفصل کی چھوٹی سورتوں کا بھی فجر میں پڑھنا آپ ﷺ سے ثابت ہے۔ لیکن واضح رہے کہ فجر کی نماز میں آپ ﷺ سے سورہ روم، ہود، یونس، واقعہ، الم تنزیل السجدة، سورہ تکویر، زلزال، معوذتین وغیرہ سورتوں کا پڑھنا ثابت ہے یعنی طوالمفصل، قصار اور اوساط مفصل سب ہی کا پڑھنا ثابت ہے۔ تاہم اس زیر تشریح حدیث سے سورہ تکویر کا پڑھنا ثابت ہو رہا ہے۔ (باقی اس سلسلہ کی مزید تفصیل کے لئے مطبوعات کا مطالعہ فرمائیں)۔

## تعارف رجال حدیث (۸۱۶)

۱۔ ابراہیم:- یہ ابراہیم بن موسیٰ بن یزید التمیمی ابو اسحاق الرازی ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۳۵)۔

۲۔ عیسیٰ:- یہ عیسیٰ بن یونس بن ابی اسحاق السبیعی ابو عمرو الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲)۔

۳۔ اسماعیل:- یہ اسماعیل بن ابی خالد البجلي ابو عبد اللہ الکوفی ہیں۔

دیکھیں حدیث نمبر (۴۲۸)۔

۴۔ اَصْبَغُ:۔ یہ اَصْبَغُ مولیٰ عمرو بن حُرَیثِ المخزومی ہیں۔ انہوں نے صرف اپنے آقاء سے اور ان سے صرف اسماعیل بن ابی خالد نے روایت کیا ہے۔ ابنِ معین اور نسائی نے ان کی توثیق کی ہے۔ ابنِ حبان کا قول ہے تغیرِ بآخرہ حتیٰ کبل بالحدید لا يجوز الاحتجاج بخبره إلا بعد التخلیص یعنی التنقیح۔ عقیلی اور ابنِ جارود نے ان کو ضعفاء میں ذکر کیا ہے۔ اور حافظؒ نے ان کو ثقہ راوی لکھا ہے مگر تغیر والی بات انہوں نے بھی لکھی ہے نیز چوتھے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۵۔ عمرو بن حُرَیثؒ:۔ آپؒ عمرو بن حُرَیث بن عمرو بن عثمان القرشیؒ المخزومیؒ الصحابیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۹)۔

(۱۳۷) بَابُ مَنْ تَرَكَ الْقِرَاءَةَ فِي صَلَاتِهِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

(۱۳۷) اُس شخص (کی نماز کے فاسد ہونے کا) بیان جو اپنی نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھے (واضح رہے کہ بعض نسخوں میں بفاتحة الكتاب کے الفاظ نہیں ہیں یعنی صرف بَابُ مَنْ تَرَكَ الْقِرَاءَةَ فِي صَلَاتِهِ کا عنوان ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ جو شخص نماز کے اندر قراءت کو ترک کر دے تو اس کی نماز فاسد ہو جاتی ہے)۔

الحديث ۸۱۷- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: ((أَمَرْنَا أَنْ نَقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَمَاتَيْسَرَّ)).

ترجمہ حدیث نمبر ۸۱۷:۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا ابو الولید طیالسی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہمام نے انہوں نے روایت کیا قتادہ سے انہوں نے ابو نضرہ سے انہوں نے

حضرت ابوسعید خدریؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ ہمیں حکم دیا گیا ہے (یعنی رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے) اس بات کا کہ ہم (نماز کے اندر) فاتحۃ الكتاب (یعنی سورہ فاتحہ کو) پڑھیں نیز (ہمیں آپ ﷺ نے یہ حکم بھی دیا ہے کہ سورہ فاتحہ کے بعد قرآن میں سے) جو آسان ہو (اور یاد ہو اس کو بھی پڑھیں)۔

نوٹس:- اس حدیث شریف سے تو نماز کے اندر سورہ فاتحہ کے پڑھنے کا وجوب نیز اس کے بعد قرآن کریم میں سے کچھ اور پڑھنے یا کہنے کے ضم سورت کا وجوب ہی معلوم ہو رہا ہے۔ لیکن واضح رہے کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اس لئے مطولات کی طرف رجوع فرمائیں۔

### تعارف رجال حدیث (۸۱۷)

۱۔ أبو الولید:- یہ أبو الولید هشام بن عبد الملک الطیالسی الباہلی البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۰)۔

۲۔ ہمام:- یہ ہمام بن یحییٰ بن دینار العوذی أبو بکر البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۹)۔

۳۔ قتادہ:- یہ قتادہ بن دعامة بن قتادة السدوسی أبو الخطاب البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶)۔

۴۔ أبو نضرہ:- یہ أبو نضرہ المنذر بن مالک بن قُطعة العبدي البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۸۹)۔

۵۔ أبو سعید:- آپؓ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت سعد بن مالک بن سنان بن عبید الأنصاری أبو سعید الخدریؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵)۔

الحديث/ ۸۱۸- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ أَيْبَانًا عَيْسَى عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مَيْمُونٍ الْبَصْرِيِّ أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أُخْرِجْ فَنَادٍ فِي الْمَدِينَةِ أَنَّهُ لَا صَلَاةَ إِلَّا بِقُرْآنٍ وَلَوْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَمَا زَادَ، وَلَوْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَمَا زَادَ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۸۱۸:- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا ابراہیم بن موسیٰ رازی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عیسیٰ نے انہوں نے روایت کیا جعفر بن میمون بصری سے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابو عثمان نہدی نے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا حضرت ابو ہریرہؓ نے (اور دورانِ بیان) کہا کہ (ایک مرتبہ) مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اٹھو اور جاؤ مدینہ میں یہ اعلان کرو کہ بے شک واقعہ یہ ہے کہ نہیں ہے کوئی نماز مگر قرآن کے ساتھ اگرچہ فاتحہ الكتاب اور کچھ زیادہ کے ساتھ ہو۔ اگرچہ فاتحہ الكتاب اور کچھ زیادہ کے ساتھ ہو (یعنی نماز صحیح ہی نہیں ہوتی جب تک کہ کچھ نہ کچھ قرآن اس میں نہ پڑھا جائے)۔

نوٹس:- اس حدیث شریف سے ایک مسئلہ تو یہ معلوم ہو رہا ہے کہ جو شخص قراءتِ قرآن کی طاقت رکھتا ہو اس کے لئے قراءتِ قرآن کی جگہ پر دیگر اذکار کے ساتھ نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔  
”ولو بفاتحة الكتاب فما زاد“ اس کا مطلب بتاتے ہوئے صاحب المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ نماز میں کم سے کم جو قراءت نماز کی صحت کے لئے کافی ہو جاتی ہے وہ سورہ فاتحہ کی قراءت ہے۔ اور سورہ فاتحہ کے بعد جو بھی مزید قرآن پڑھا جائے وہ خیر ہی خیر ہے۔ نیز لکھا ہے کہ اس حدیث شریف سے استدلال کرتے ہوئے حنفیہ نے کہا ہے کہ مطلق قراءت فرض ہے نہ کہ متعین طریقہ پر سورہ فاتحہ اور سورت کا پڑھنا فرض ہے یعنی مطلق قراءت تو فرض ہے لیکن تعین قراءت فاتحہ واجب ہے اسی طریقہ

سے ضمّ سورت بھی واجب ہے نہ کہ فرض چنانچہ کوئی شخص اگر قراءت فاتحہ بھول جائے یا ضمّ سورت بھول جائے لیکن مطلق قراءت کر لے تو سجدہ سہو کے بعد اس کی نماز ہو جائے گی کیونکہ قراءت فاتحہ کے ضمن میں مطلق قراءت کی فرضیت بھی ادا ہو جاتی ہے۔ (واضح رہے کہ یہ مسئلہ بھی تفصیل طلب ہے اس لئے مطولات کی طرف ضرور رجوع فرمائیں)۔

### تعارف رجال حدیث (۸۱۸)

۱۔ ابراہیم:۔ یہ ابراہیم بن موسیٰ بن یزید التمیمی ابو اسحاق الرازی ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۳۵)۔

۲۔ عیسیٰ:۔ یہ عیسیٰ بن یونس بن ابی اسحاق السبیعی ابو عمرو الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲)۔

۳۔ جعفر:۔ یہ جعفر بن میمون التیمی البصری ابو علی الأنماطی ہیں۔ ابوحاتم نے ان کو صالح الحدیث۔ دارقطنی نے معتبر بہ کہا ہے۔ ابن عدی نے لکھا ہے أحادیثه منكرة وأرجو أنه لا بأس به۔ نسائی، احمد اور ابن معین نے ان کو لیس بالقویٰ کہا ہے۔ اور حافظ نے ان کو صدوق یخطئ لکھ کر چھٹے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۴۔ ابو عثمان:۔ یہ ابو عثمان عبدالرحمن بن مُل (بتثلیث المیم) بن عمرو النهدي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۵۷)۔

۵۔ ابو ہریرہ:۔ آپ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول ﷺ حضرت عبدالرحمن بن صخر الدوسی ابو ہریرہ الیمانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

الحديث/ ۹۱ ۸- حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ أَخْبَرَنَا يَحْيَى أَخْبَرَنَا جَعْفَرٌ عَنْ

أَبِي عَثْمَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: ((أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ أُنَادِيَ أَنَّهُ لَا صَلَاةَ إِلَّا بِقِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَمَا زَادَ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۱۸ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا ابن بشار نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی تھی کہ انہوں نے کہا ہمیں خبر دی جعفر نے انہوں نے روایت کیا ابو عثمان سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) مجھے حکم دیا رسول اللہ ﷺ نے یہ کہ میں اعلان کروں اس بات کا کہ نہیں (درست و صحیح ہوتی) کوئی نماز مگر سورہ فاتحہ کی قراءت کے ساتھ اور جو اس سے (یعنی سورہ فاتحہ کے بعد اُس سے) زیادہ پڑھے (وہ خیر و بھلائی ہے) (یا یہ مطلب ہے کہ صحیح نہیں ہوتی کوئی نماز بغیر سورہ فاتحہ اور اس کے ساتھ مزید کچھ پڑھنے کے قرآن میں سے)۔

نوٹس :- واضح رہے کہ صاحب المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ سورہ فاتحہ کا متعین طور پر نماز میں پڑھنا فرض ہے اور اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی الا یہ کہ کوئی اس کے پڑھنے پر قدرت ہی نہ رکھتا ہو۔ نیز اس میں دلیل ہے اُن جمہور علماء اور ائمہ ثلاثہ کی جو یہ کہتے ہیں کہ سورہ فاتحہ کا پڑھنا نماز کے ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ اور حنفیہ کے خلاف یہ حدیث حجت ہے کیونکہ یہ حضرات سورہ فاتحہ کی فرضیت اور رکن کے قائل نہیں ہیں۔ لیکن حنفیہ کا کہنا ہے کہ یہ حدیث ہمارے خلاف حجت نہیں ہے بلکہ انہیں لوگوں کے خلاف حجت ہے جو نماز کے اندر فرضیتِ فاتحہ کے قائل ہیں کیونکہ اگر اس سے فرضیتِ فاتحہ وہ لوگ ثابت کرتے ہیں تو ان کو فاتحہ کے بعد کچھ اور قرآن کریم کی قراءت کی فرضیت کو بھی ثابت کرنا ہوگا اس لئے کہ اس میں فما زاد کے الفاظ بھی تو ہیں۔ (واضح رہے کہ اس حدیث کے تحت بھی شرح حضرات نے بڑی تفصیل لکھی ہے اس لئے مزید تفصیل

کے لئے مطولات کا ہی مطالعہ فرمائیں۔

### تعارف رجال حدیث (۸۱۹)

۱۔ ابن بشار :- یہ محمد بن بشار بن عثمان العبديّ أبو بکر بشار البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳)۔

۲۔ یحییٰ :- یہ یحییٰ بن سعید بن فروخ التیمیّ أبو سعید البصريّ القطن ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۰)۔

۳۔ جعفر :- یہ جعفر بن میمون التیمیّ البصريّ أبو علی الأنماطی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸۱۸)۔

۴۔ أبو عثمان :- یہ أبو عثمان عبدالرحمن بن مُل (بتثلیث المیم) بن عمرو النهديّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۵۷)۔

۵۔ أبو هريرة :- آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت عبدالرحمن بن صخر الدوسيّ أبو هريرة الیماني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

الحديث / ۸۲۰ - حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا السَّائِبِ مَوْلَى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأَمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ فَهِيَ خِدَاجٌ فَهِيَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ. قَالَ فَقُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ إِنِّي أَكُونُ أَحْيَانًا وَرَاءَ الْإِمَامِ. قَالَ: فَغَمَزَ ذِرَاعِي وَقَالَ اقْرَأْ بِهَا يَا فَارِسِي فِي نَفْسِكَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ

عَبْدِي نَصْفَيْنِ، فَنَصْفُهَا لِي وَنَصْفُهَا لِعَبْدِي، وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: اِقْرَأُوا يَقُولُ الْعَبْدُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: حَمْدَنِي عَبْدِي. يَقُولُ الْعَبْدُ: الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ، يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَنَّنِي عَلَى عَبْدِي، يَقُولُ الْعَبْدُ: مَا لَكَ يَوْمَ الدِّينِ، يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: مَجَّدَنِي عَبْدِي وَهَذِهِ آيَةُ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي. يَقُولُ الْعَبْدُ: أَيَّاكَ نَعْبُدُ وَأَيَّاكَ نَسْتَعِينُ، فَهَذِهِ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ. يَقُولُ الْعَبْدُ: اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ، صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ، غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ. فَهَؤُلَاءِ لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۲۰ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا تعنی نے انہوں نے روایت کیا مالک سے انہوں نے علاء بن عبد الرحمن سے یہ کہ (انہوں نے بیان کیا کہ) انہوں نے سنا ابوسائب مولیٰ ہشام بن زہرہ کو یہ کہتے ہوئے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کوئی (نفل یا فرض) نماز پڑھے (اور) نہ پڑھے اس میں ام القرآن (یعنی سورہ فاتحہ) کو تو وہ (یعنی اس کی وہ نماز) ناقص ہے، ناقص ہے، ناقص ہے، ناقص ہے، ناقص ہے (یعنی بغیر فاتحہ کے پڑھی جانے والی نماز ناقص و ناقص اور غیر مکمل ہوتی ہے۔ آگے حضرت ابوسائب کا بیان ہے کہ (یہ سن کر) میں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے عرض کیا کہ اے ابو ہریرہؓ بے شک میں کبھی کبھی ہوتا ہوں امام کے پیچھے (یعنی جب امام کے پیچھے نماز پڑھا ہوں تو کیا جب بھی سورہ فاتحہ پڑھوں یا نہ پڑھوں۔ ابوسائب) کہتے ہیں (کہ میری بات سن کر حضرت ابو ہریرہؓ نے مجھے متنبہ کرنے اور حاضر ذہن کرنے کے لئے) میرا بازو (اور ہاتھ) دبا دیا اور فرمایا اے فارسی (ایسی حالت میں) تو



پڑھ لیا کر اس کو (یعنی سورۃ فاتحہ کو) اپنے دل میں (یعنی امام کے پیچھے بھی سورۃ فاتحہ کو پڑھا تو ضرور کر مگر آہستہ اور سرّاً پڑھا کر۔ واضح رہے کہ اس میں دلیل ہے امام شافعیؒ کی جو یہ کہتے ہیں کہ مقتدی کے لئے امام کے پیچھے جہری اور سرّی ہر نماز میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے۔ لیکن دوسرے حضرات کا کہنا یہ ہے کہ یہ ایک صحابیؓ کا اپنا خیال و فتویٰ ہے لہذا اس سے استدلال نہیں کیا جاسکتا اور اس کو کسی کے خلاف حجت بھی نہیں بنایا جاسکتا۔ اور اس میں یہ امکان بھی تو ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کی مراد اقرافی نفسک سے پڑھنا نہ ہو بلکہ اس کے الفاظ کو اپنے دل میں متحضر کرنا یا اس کے معانی و مفہوم کو اپنے دل میں لانا ہو۔ بہر کیف آگے حضرت ابو ہریرہؓ نے اپنے اس قول کی دلیل و علت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا) کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے صلاۃ (یعنی سورۃ فاتحہ) کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کر دیا ہے (حضرت ابو ہریرہؓ کے استدلال کا خلاصہ یہ ہے کہ جب آپ ﷺ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ کی اتنی بڑی فضیلت کی خبر دلوائی ہے تو اس کو کیسے ترک کیا جاسکتا ہے لہذا اس کو امام کے پیچھے بھی ضرور پڑھنا چاہئے۔۔۔ اور اس تقسیم کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) کہ سورۃ فاتحہ کا نصف میرے لئے ہے (یعنی اس کی پہلی تین آیتیں میرے ساتھ مخصوص ہیں) اور اس کا نصف میرے بندے کے لئے ہے (یعنی اٰھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ الخ کی آیات بندے کے ساتھ مخصوص ہیں اور اس کا تعلق اُس سے ہے) نیز میرے بندے کے لئے وہ ہے جو اُس نے مانگا (اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ اس کی دعاء قبول کرتا ہے۔ آگے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پڑھو (فاتحہ اور اس تقسیم کو سمجھو چنانچہ جب) بندہ کہتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں۔ تو اللہ عزوجل فرماتا ہے حَمْدُنِیْ عَبْدِیْ میرے بندے نے میری شایانِ شان میری حمد کی۔ اور جب بندہ کہتا ہے الرحمن الرحیم (جو بہت رحم کرنے والا نہایت مہربان ہے) تو اللہ عزوجل فرماتا ہے اٰنْسِیْ عَلَیْ عَبْدِی

(میرے بندے نے مخلوقات پر میرے انعامات کا اعتراف کر کے میری ثناء بیان کی) اور جب بندہ کہتا ہے مَالِكِ يَوْمَ الدِّينِ (یعنی جو جزاء و سزاء کے دن کا مالک ہے) تو اللہ عز و جل فرماتا ہے مَجْدَنِي عَبْدِي (میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی اور میری صفاتِ جلال کے ساتھ میری ثناء کی) اور یہ (یعنی آنے والی) آیت میرے اور میرے بندے کے درمیان (مشترک) ہے (کیونکہ اس کا اول حصہ میری تعظیم ہے اور آخری حصہ بندہ کا مجھ سے استعانت کرنا ہے۔ بہر کیف اس کی تفصیل یہ ہے کہ) جب بندہ کہتا ہے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ تو یہ میرے اور میرے بندہ کے درمیان (مشترک) ہے (کیونکہ عبادت میری ہوتی ہے اور میری طرف سے اعانت میرے بندہ کی ہوتی ہے یعنی اس کا طلبِ اعانت کرنا اس کے لئے ہے) اور میرے بندہ کے لئے وہ ہے جو اُس نے مانگا (یعنی جو اعانت مانگی وہ۔ یا اس کے بعد اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ الخ سے جو مانگے گا وہ چنانچہ جب) بندہ کہتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ الخ یعنی ہدایت دے ہمیں سیدھے سچے راستے کی یعنی اُن لوگوں کے راستہ کی جن پر تو نے انعام کیا نہ کہ اُن لوگوں کے راستہ کی جن پر تو نے غصہ کیا اور نہ اُن لوگوں کے راستہ کی جو گمراہ ہیں (یعنی ہمیں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے راستہ پر چلا اور یہود و نصاریٰ کے راستہ سے بچا) تو (اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ) یہ آیات (مخصوص ہیں) میرے بندہ کے لئے۔ نیز میرے بندے کے لئے وہ ہے جو اُس نے مانگا (یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے لئے اس کی دعاء کو قبول کرنے کا وعدہ کر رہا ہے اور ظاہر ہے اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا)۔

### تعارف رجالِ حدیث (۸۲۰)

- ۱۔ القعنبی:۔ یہ عبد اللہ بن مسلمة بن قعنب القعنبی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔
  - ۲۔ مالک:۔ یہ مشہور امام فقہ مالک بن انس الأصبحی الحمیری المدنی ہیں۔
- دیکھیں حدیث نمبر (۱۲)۔

۳۔ العلاء:۔ یہ العلاء بن عبدالرحمن بن یعقوب الحرقی ابو شبل المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۵)۔

۴۔ أبو السائب:۔ یہ أبو السائب عبداللہ بن السائب الأنصاری المدنی مولیٰ هشام بن زہرہ ہیں۔ ابن عبدالبر کا کہنا ہے کہ یہ متفق علیہ مقبول النقل ثقہ راوی ہیں۔ اور حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۵۔ أبو ہریرۃ:۔ آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت عبدالرحمن بن صخر الدوسی أبو ہریرۃ الیمانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

۶۔ یا فارسی:۔ یہ أبو السائب مولیٰ هشام بن زہرہ ہیں۔ دیکھیں اسی حدیث میں نمبر (۴) پر۔ اور ان کو فارسی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اصلاً فارسی ہیں جیسا کہ ابن حبان وغیرہ نے صراحت کی ہے چنانچہ لکھا ہے أصله من فارس کان من الصالحین اللّٰزمین لأبی ہریرۃؓ۔

الحديث / ۸۲۱ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ السَّرْحِ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ يَنْبَغُ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: ((لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَصَاعِدًا)). قَالَ سُفْيَانُ: لِمَنْ يُصَلِّي وَحْدَهُ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۲۱:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا قتیبہ بن سعید اور ابن سرح نے ان دونوں نے کہا ہمیں خبر دی سفیان نے انہوں نے نقل کیا زہری سے انہوں نے محمود بن ربیع سے انہوں نے حضرت عبادہ بن صامتؓ سے (نیز محمود نے بتایا کہ حضرت عبادہ بن صامتؓ) پہنچاتے تھے اس کو نبی کریم ﷺ تک (یعنی مرفوعاً بیان کرتے تھے چنانچہ کہتے تھے کہ نبی

کریم ﷺ نے) فرمایا نہیں (ہوتی) کوئی نماز اس شخص کی جو نہ پڑھے فاتحۃ الكتاب (یعنی سورۃ فاتحہ کو) اور کچھ زائد کو (اس پر۔ یعنی سورۃ فاتحہ اور اس کے بعد مزید کچھ قرآن کریم پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی) کہا سفیان نے (یہ حدیث یا کہئے کہ اس حدیث میں مذکور حکم یعنی فاتحہ اور مزید کچھ پڑھے بغیر نماز کے نہ ہونے کا حکم اس شخص کے لئے ہے جو منفرداً تنہا نماز پڑھے (یعنی اگر امام ہو یا مقتدی ہو تو یہ حکم نہیں ہے بلکہ اس کے لئے امام کی قراءت ہی کافی ہو جاتی ہے واضح رہے کہ خطابؓ نے سفیان کی اس بات کو یہ کہہ کر رد کیا ہے کہ یہ عموم حدیث کی تخصیص بلا دلیل ہے لہذا صحیح نہیں ہے مگر احناف کا کہنا ہے کہ یہ تخصیص بالدلیل ہے اور اس کے بہت سے دلائل ہیں)۔

نوٹس:- واضح رہے کہ اس حدیث کے ظاہر سے تو یہی معلوم ہو رہا ہے کہ کسی کی بھی نماز بغیر فاتحہ اور مزید کچھ قرآن پڑھے ہوئے نہیں ہوتی۔ یعنی اس حدیث سے فاتحہ کے ساتھ ساتھ تھوڑی سی کچھ اور قراءت کا وجوب بھی ہر شخص کے لئے (چاہے وہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد) ثابت ہو رہا ہے۔ لیکن یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اس لئے مطوّلات کا دیکھ لینا ہی بہتر ہے۔

## تعارف رجال حدیث (۸۲۱)

۱۔ قتیبة:- یہ قتیبة بن سعید بن جمیل الثقفیّ أبو رجاء البغلانیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۵)۔

۲۔ ابن السرح:- یہ أحمد بن عمرو بن السرح بن عبد اللہ بن عمرو أبو الطاهر المصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۲)۔

۳۔ سفیان:- یہ سفیان بن عیینة بن أبي عمران میمون الہلالیّ أبو محمد الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔

۴۔ الزہریؒ:۔ یہ محمد بن مسلم۔ ابن شہاب۔ الزہریؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۹)۔

۵۔ محمود:۔ یہ محمود بن الربیع بن سراقہ بن عمرو الخزرجیؒ ابو محمد الأنصاریؒ ہیں۔ ان کا صحابی ہونا مختلف فیہ ہے۔ ابن ابی حاتم نے ان کے صحابی ہونے کی نفی کی ہے عجل نے بھی ان کو کبار تابعین میں سے قرار دیا اور ثقہ راوی لکھا ہے۔ اور حافظؒ نے لکھا ہے کہ یہ صحابی صغیر ہیں۔ اور حافظؒ کی اس بات کی تائید کہ یہ صحابی ہیں اُس روایت سے بھی ہوتی ہے جس کی تخریج بغویؒ نے کی ہے اور جس میں ان کا یہ بیان منقول ہے قال ما أنسى محبة مجها رسول الله ﷺ من بئر في دارنا في وجهي۔ اور صاحب المنہل نے ان کی وفات ۹۹ھ میں نقل کی ہے۔

۶۔ عبادہ بن الصامتؓ:۔ آپؓ عبادہ بن الصامت بن قیس الأنصاریؒ ابو الولید المدنیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۲۵)۔

۷۔ قال سفیان:۔ یہ سفیان بن عیینہ بن اُبی عمران میمون الہلالیؒ ابو محمد الکوفیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔

الحديث/ ۸۲۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: ((كُنَّا خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ، فَقَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَثَقُلْتُ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: لَعَلَّكُمْ تَقْرَأُونَ خَلْفَ إِمَامِكُمْ؟ قُلْنَا: نَعَمْ هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ. قَالَ: لَا تَفْعَلُوا إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِهَا)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۸۲۲:۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن محمد

نفسی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی محمد بن سلمہ نے انہوں نے نقل کیا محمد بن اسحاق سے انہوں نے مکحول سے انہوں نے محمود بن ربیع سے انہوں نے حضرت عبادہ بن صامتؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) ہم فجر کی نماز میں آپ ﷺ کے پیچھے تھے (یعنی ہم آپ ﷺ کی اقتداء میں فجر کی نماز پڑھ رہے تھے) پس رسول اللہ ﷺ نے قراءت کی تو آپ ﷺ پر قراءت شاق ہو گئی (یعنی آپ ﷺ کے پیچھے چونکہ صحابہؓ بھی قراءت کر رہے تھے جس کی وجہ سے کثرتِ اصوات نے آپ ﷺ پر قراءت کو شاق و مشکل کر دیا) پس جب آپ ﷺ (نماز سے) فارغ ہوئے تو فرمایا شاید تم اپنے امام کے پیچھے (یعنی میرے پیچھے) پڑھتے اور قراءت کرتے ہو؟ (واضح رہے کہ یہ جملہ یعنی لعکم الخ اس بات کی دلیل و اشارہ ہے کہ صحابہؓ یہ قراءت خلف الإمام آپ ﷺ کی اجازت و حکم کے بغیر اپنی رائے اور خیال سے کیا کرتے تھے۔ بہر کیف آگے حضرت عبادہ بن صامتؓ بیان کر رہے ہیں کہ آپ ﷺ کا یہ سوال سن کر) ہم نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ (ہم آپ ﷺ کے پیچھے پڑھتے اور قراءت کرتے ہیں) (جلدی جلدی صحابہؓ کا یہ جواب سن کر رسول اللہ ﷺ نے) فرمایا (ایسا) مت کیا کرو (یعنی جب تم میرے پیچھے۔ یا کسی بھی امام کے پیچھے مقتدی بنکر نماز پڑھو تو قرآن کریم میں سے کچھ بھی نہ پڑھا کرو) سوائے سورۃ فاتحہ کے (یعنی صرف اس کو پڑھا کرو) کیونکہ واقعہ یہ ہے کہ نہیں ہے (یعنی نہیں صحیح ہوتی۔ یا کہنے مکمل و کامل نہیں ہوتی) کوئی بھی نماز اس کی جو نہ پڑھے اس کو (یعنی سورۃ فاتحہ کو)۔

نوٹس:- واضح رہے کہ بظاہر اس حدیث شریف سے امام کے پیچھے جہری نماز کے اندر۔ بلکہ کہنے کہ جہری نماز سمیت ہر ایک نماز کے اندر اور ہر ایک رکعت کے اندر ہر ایک شخص کے لئے یعنی منفرد و مقتدی اور امام سب کے لئے سورۃ فاتحہ کے پڑھنے کا وجوب ثابت ہو رہا ہے۔ لیکن یہ بھی واضح رہے کہ یہ مسئلہ نہایت مختلف فیہ ہے اس لئے اس کے لئے مطولات ہی کا مطالعہ فرمائیں۔

## تعارف رجالِ حدیث (۸۲۲)

۱۔ عبد اللہ:۔ یہ عبد اللہ بن محمد بن علی بن نفیل النفیلی ابو جعفر الحرانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

۲۔ محمد بن سلمة:۔ یہ محمد بن سلمة بن عبد اللہ الباہلی ابو عبد اللہ الحرانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۷)۔

۳۔ محمد بن إسحاق:۔ یہ محمد بن إسحاق بن یسار امام المغازی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳)۔

۴۔ مکحول:۔ یہ مکحول بن زبر الشامی الإمام ابو عبد اللہ الدمشقی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۸۱)۔

۵۔ محمود بن الربیع:۔ آپ محمود بن الربیع بن سراقہ بن عمرو الخزرجی ابو محمد الأنصاری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸۲۱)۔

۶۔ عبادة بن الصامت:۔ آپ عبادة بن الصامت بن قیس الأنصاری ابو الولید المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۲۵)۔

الحديث/ ۲۳-۸- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَزْدِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ حَمِيدٍ أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ مَحْمُودٍ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ نَافِعٌ: أَبْطَأَ عِبَادَةُ عَنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ فَأَقَامَ أَبُو نُعَيْمٍ الْمُؤَذِّنُ الصَّلَاةَ، فَصَلَّى أَبُو نُعَيْمٍ بِالنَّاسِ وَأَقْبَلَ عِبَادَةُ وَأَنَا مَعَهُ حَتَّى صَفَفْنَا خَلْفَ أَبِي نُعَيْمٍ وَأَبُو نُعَيْمٍ يَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ، فَجَعَلَ عِبَادَةُ يَقْرَأُ بِأَمِّ

الْقُرْآنَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ لِعِبَادَةٍ: سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ بِأَمِّ الْقُرْآنِ وَأَبُو نَعِيمٍ يَجْهَرُ.  
 قَالَ: أَجَلُ صَلَّيْ بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعْضَ الصَّلَوَاتِ الَّتِي يَجْهَرُ فِيهَا الْقِرَاءَةُ.  
 قَالَ: فَالْتَبَسْتُ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بَوَجهِهِ فَقَالَ: هَلْ  
 تَقْرَأُونَ إِذَا جَهِرْتُ بِالْقِرَاءَةِ؟ فَقَالَ بَعْضُنَا: إِنَّا نَصْنَعُ ذَلِكَ، قَالَ: فَلَا وَأَنَا أَقُولُ  
 مَا لِي يُنَازِعُنِي الْقُرْآنَ فَلَا تَقْرَأُوا بِشَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ إِذَا جَهِرْتُ إِلَّا بِأَمِّ الْقُرْآنِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۲۳ :- فرمایا امام الوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا ربيع بن

سليمان ازدی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبد اللہ بن یوسف نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی یثیم بن حمید نے انہوں نے کہا مجھے خبر دی زید بن واقد نے انہوں نے روایت کیا مکحول سے انہوں نے نافع بن محمود بن ربيع انصاری سے (یہ کہ) نافع نے بیان کیا (کہ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ) حضرت عبادہؓ نے دیر کی فجر کی نماز کے لئے نکلنے میں (جس کی وجہ سے مسجد دیر سے پہونچے چنانچہ ان کے وقت پر نہ پہونچنے کی وجہ سے) ابو نعیم مؤذن نے تکبیر کہہ کر لوگوں کو نماز پڑھانی شروع کر دی (یعنی امام کے نہ ہونے کی بناء پر خود ہی لوگوں کے امام بن کر ان کو نماز پڑھانے لگے) اور (اتنے میں) حضرت عبادہؓ بھی آگئے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا اور ہم آ کر ابو نعیم کے پیچھے صف میں داخل ہو کر (کھڑے ہو گئے اور ان کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے) اور (اس نماز کے اندر) ابو نعیم زور سے کر رہے تھے پڑھنے کو (یعنی جہری قراءت کر رہے تھے کیونکہ فجر کی نماز میں جہری ہی قراءت ہوتی ہے) اور حضرت عبادہؓ نے بھی (امام یعنی ابو نعیم کے پیچھے) سورہ فاتحہ کو پڑھنا شروع کر دیا، پس جب وہ (یعنی حضرت عبادہؓ یا یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ جب ابو نعیم مؤذن صاحب) نماز سے فارغ ہو گئے تو میں نے (یعنی نافع نے) حضرت عبادہؓ سے عرض کیا کہ میں نے آپؓ کو سورہ فاتحہ پڑھتے ہوئے سنا ہے اس وقت جبکہ



(آپ کے امام ابو نعیم) جہری قراءت کر رہے تھے (یعنی آپؐ نے جو امام کے جہر قراءت کرتے وقت یہ سورہ فاتحہ پڑھی ہے تو مجھے بتائیے کہ آپؐ نے ایسا سہواً کیا ہے یا قصداً یا سنت ہونے کی وجہ سے تو حضرت عبادہؓ) نے جواب میں فرمایا کہ ہاں (یعنی تم نے صحیح کہا کہ میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھ رہا تھا اور سنو اس کی وجہ سہو نہیں تھی بلکہ میں اس لئے پڑھ رہا تھا کہ) رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (ایک مرتبہ) کوئی ایک ایسی نماز پڑھائی جس میں آپ ﷺ جہری قراءت کر رہے تھے (آگے حضرت عبادہؓ نے) بیان کیا کہ پس ایسا ہوا کہ (آپ ﷺ کے پیچھے مقتدیوں کے پڑھنے اور قراءت کرنے کی وجہ سے) آپ ﷺ پر قراءت مشتبہ ہو گئی (یعنی آپ ﷺ قراءت سے رکنے لگے) پس جب آپ ﷺ نماز (پڑھا کر) فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: کیا تم پڑھتے (اور قراءت کرتے) ہو جب میں پکار کر پڑھتا (اور جہری قراءت کرتا) ہوں؟ تو ہم (یعنی آپ ﷺ کے پیچھے نماز میں حاضر صحابہؓ) میں سے بعض نے (یا کسی ایک نے) کہا بے شک ہم یہ کرتے ہیں (یعنی آپ ﷺ کے جہری قراءت کرنے کے وقت ہم بھی قراءت کرتے ہیں۔ ہمارا یہ جواب سن کر نبی کریم ﷺ نے) فرمایا جب میں جہری قراءت کیا کروں تو تم نہ (پڑھا کرو۔ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ تم میرے پیچھے قرآن میں سے بالکل کچھ بھی نہ پڑھا کرو۔ اور وائے اقول کا تعلق آگے سے ہے یعنی) جب ہی تو میں سوچ رہا تھا کہ مجھے کیا ہوا کہ مجھ سے چھینا جا رہا ہے قرآن کو (یعنی میں قرآن کو پڑھ نہیں پا رہا ہوں اور مجھ پر قراءت مشکل و شاق ہو رہی ہے) پس (سنو) جب میں زور سے (اور جہراً) قراءت کیا کروں تو تم قرآن میں سے کچھ بھی نہ پڑھا کرو سوائے سورہ فاتحہ کے (واضح رہے کہ یہ آپ ﷺ کی طرف سے تفصیل بعد الاجمال ہے یعنی فلا کہہ کر جو بات آپ ﷺ نے اجمالاً فرمائی تھی بعد میں فلا تقرؤ و الخ سے اسی کی تفصیل بیان فرمائی ہے)۔

نوٹس:- واضح رہے کہ یہ حدیث اپنے ظاہر کے اعتبار سے اُن لوگوں کی دلیل ہے جو یہ کہتے

ہیں کہ مقتدی جہری نماز میں تو صرف سورہ فاتحہ پڑھے گا اور سری میں سورہ فاتحہ کے ساتھ ساتھ کچھ اور بھی قرآن پڑھے گا یعنی ضم سورت بھی کرے گا۔ لیکن خیال رہے کہ یہ مسئلہ یعنی قراءت خلف الإمام یا کہنے کے قراءت فاتحہ خلف الإمام کا مسئلہ نہایت مختلف فیہ ہے اس لئے اس کے لئے مطوّلات ہی کو دیکھنا بہتر ہے۔

## تعارف رجالِ حدیث (۸۲۳)

۱۔ الربیع بن سلیمان:۔ یہ الربیع بن سلیمان بن داؤد الأزديّ أبو محمد الجیزیّ الأعرج ہیں۔ خطیب اور ابن یونس نے ان کی توثیق کی ہے، نسائی نے ان کے بارے میں لا بأس بہ کہا ہے۔ مسلم بن قاسم نے کان رجلا صالحا کثیر الحدیث مامونا ثقة۔ ابو عمرو کندی نے کان فقیہا دینا۔ اور حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھا اور گیارہویں طبقہ میں شمار کیا ہے نیز ان کی وفات ۲۵۶ھ میں بتائی ہے۔

۲۔ عبد اللہ بن یوسف:۔ یہ عبد اللہ بن یوسف أبو محمد الکلاعیّ ہیں۔ عجل اور ابو حاتم نے ان کی توثیق کی ہے۔ ابن عدی نے ان کو صدوق لا بأس بہ کہا ہے۔ خلیلی نے متفق علیہ ثقہ بتایا ہے اور ابن یونس نے ثقہ کثیر الحدیث۔ اور حافظ نے ان کو ثقہ متقن راوی لکھ کر کبارِ عاشرہ میں شمار کیا ہے اور وفات ۲۱۸ھ میں بتائی ہے۔

۳۔ الہیثم:۔ یہ الہیثم بن حمید الغسانیّ أبو أحمد أو أبو الحارث الدمشقیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۱۲)۔

۴۔ زید بن واقد:۔ یہ زید بن واقد القرشیّ أبو عمر أو أبو عمرو الدمشقیّ ہیں۔ احمد، ابن معین، عجل اور دارقطنی نے ان کی توثیق کی ہے۔ ابو حاتم نے ان کے بارے میں لا بأس

بہ محلہ الصدق کہا ہے اور حافظؒ نے ان کو ثقہ راوی لکھا اور چھٹے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔ مکحول:۔ یہ مکحول بن زبر الشامیؒ الإمام أبو عبد الله الدمشقیؒ ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۲۸۱)۔

۶۔ نافع بن محمود:۔ یہ نافع بن محمود بن الربیع (ویقال ابن ربیعة) الأنصاریؒ ہیں۔ انہوں نے صرف عبادۃ بن صامتؒ سے روایت کیا ہے اور ان سے صرف مکحول اور حزام بن حکیم نے ابن حبانؒ نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔ ابن عبد البرؒ نے ان کو مجہول کہا ہے۔ اور حافظؒ نے ان کو مستور الحال راوی لکھ کر تیسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۷۔ عبادۃ بن الصامتؒ: آپؒ عبادۃ بن الصامت بن قیس الأنصاریؒ أبو الولید المدنیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۲۵)۔

۸۔ أبو نعیم المؤذن:۔ یہ أبو نعیم محمود بن ربیع بن سراقۃ بن عمرو الخزرجیؒ أبو محمد أو أبو نعیم الأنصاریؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸۲۱)۔

الحديث / ۸۲۴ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَهْلٍ الرَّمْلِيُّ أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ عَنْ ابْنِ جَابِرٍ وَسَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْعَلَاءِ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ عُبَادَةَ نَحْوَ حَدِيثِ الرَّبِيعِ بْنِ سُلَيْمَانَ، قَالُوا: ((فَكَانَ مَكْحُولٌ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَالصُّبْحِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ سِرًّا قَالَ مَكْحُولٌ: أَقْرَأُ بِهَا فِيمَا جَهَرَ بِهِ الْإِمَامُ إِذَا قَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسَكَتَ سِرًّا، فَإِنْ لَمْ يَسْكُتْ أَقْرَأُ بِهَا قَبْلَهُ وَمَعَهُ وَبَعْدَهُ لَا تَتْرُكُهَا عَلَى كُلِّ حَالٍ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۲۴:۔ فرمایا امام البوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا علی بن سہل رملیؒ

نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ولید نے ابن جابر، سعید بن عبد العزیز اور عبد اللہ بن علاء سے نقل کرتے ہوئے (اور ان سب نے نقل کیا) مکحول سے انہوں نے حضرت عبادہؓ سے (اور ان سب نے یعنی مکحول کے تلامذہ ابن جابر، سعید اور عبد اللہ نے عن مکحول عن عبادہ کہہ کر حدیث بیان کی) ربیع بن سلیمان کی حدیث (یعنی حدیث نمبر ۸۲۳) کے جیسی (اور ملتی جلتی) حدیث (اور مکحول سے روایت کرنے والے ابن جابر، سعید بن عبد العزیز اور عبد اللہ بن علاء نے حدیث بیان کرنے کے دوران یہ بھی) کہا کہ (ہمارے شیخ حضرت) مکحول، مغرب، عشاء اور صبح (یعنی فجر) کی نماز میں ہر ایک رکعت میں سورہ فاتحہ کو سرِّا (اور آہستہ) پڑھا کرتے تھے (یعنی امام کے پیچھے ان تینوں جہری نمازوں میں ہر ایک رکعت کے اندر سرِّا سورہ فاتحہ کی قراءت کیا کرتے تھے۔ اور جب ان سے کسی نے جہری نماز میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کی قراءت کے متعلق پوچھا تو) انہوں نے کہا پڑھا کر تو اس کو (یعنی سورہ فاتحہ کو) سرِّا (یعنی آہستہ سے) اُن (نمازوں) میں جن میں امام زور سے پڑھے اس کو اُس وقت جب وہ سورہ فاتحہ پڑھ کر خاموش ہو (یعنی جہری نمازوں میں مقتدی کو سورہ فاتحہ سرِّا اُس وقت پڑھ لینا چاہئے جب امام سورہ فاتحہ پڑھ کر سکتہ کرے۔ نیز حضرت مکحول نے یہ بھی فرمایا) اور اگر امام (سورہ فاتحہ کی قراءت کے بعد) سکتہ نہ کرے تو پڑھ لے تو اس کو اُس سے پہلے یا اس کے ساتھ ساتھ یا اس کے بعد (الغرض) مت چھوڑ تو اس کو (یعنی جہری نماز میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کے پڑھنے کو) کسی بھی حال میں۔

نوٹس :- سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ حضرت مکحول کا لقاء وسماع حضرت عبادہؓ سے ثابت نہیں ہے۔۔۔ نیز مصنف جو اس حدیث نمبر (۸۲۳) کو یہاں لائے ہیں اُس سے ان کا مقصد غالباً یہ بتانا ہے کہ حضرت مکحول کا عمل و مذہب بھی اپنی بیان و نقل کردہ روایت کے مطابق ہی تھا یعنی امام کے پیچھے جہری نماز میں بھی قراءت فاتحہ کرنے کا۔

”قال مکحول اقرأ الخ“ اس میں جو لفظ اقرأ ہے اس کے بارے میں شرح حضرات نے دو احتمال لکھے ہیں (۱) یہ صیغہ امر ہے اور مطلب یہ ہے کہ حضرت مکحول نے مخاطب سے یہ کہا ہے کہ جہری نماز میں امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ تو جب پڑھا کر جب امام سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد خاموش ہو اور سکتے کرے۔ الی آخرہ۔ (۲) دوسرا احتمال یہ لکھا ہے کہ یہ مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہو اور مطلب یہ ہو کہ حضرت مکحول نے اپنا معمول بتایا ہو کہ میں امام کے پیچھے جہری نماز میں۔ الی آخرہ۔۔۔ اور صاحب المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ مصنفؒ نے حضرت مکحول کا یہ قول ذکر کر کے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ ان کی رائے اور مذہب یہ ہے کہ مقتدی کے لئے بہتر و افضل یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ کو اُس سکتے کے دوران پڑھے جو امام فاتحہ کی قراءت کے بعد کرتا ہے۔

”فإن لم یسکت اقرأ الخ“ واضح رہے کہ اس میں جو لفظ اقرأ ہے اس کے بارے میں بھی مذکورہ بالا دونوں احتمال ہیں اور اس کے بھی مذکورہ بالا دونوں ہی مطلب ہو سکتے ہیں۔ اور اس میں یعنی ومعہ اور وبعده میں جو آؤ ہے یہ بمعنی آؤ ہے۔۔۔ اور صاحب المنہل وغیرہ نے یہ لکھا ہے کہ حضرت مکحول نے مقتدی کے لئے جو یہ سورۃ فاتحہ کو امام سے پہلے پڑھنے والی بات فرمائی ہے یہ غیر مسلم ہے اور صحیح نہیں ہے کیونکہ تمام دلائل اس کے برخلاف ہیں۔

پھر ایک بار واضح کیا جاتا ہے کہ یہ مسئلہ یعنی قراءت خلف الإمام یا کہنے کے قراءت فاتحہ خلف الإمام والا مسئلہ نہایت مختلف فیہ ہے اور اس کی تفصیل کے لئے مطولات ہی کا مطالعہ بہتر و ضروری ہے۔

## تعارف رجالِ حدیث (۸۲۴)

۱۔ علی بن سہل :- یہ علی بن سہل بن قادم الحَرَشِیَّ أبو الحسن

الرَّمْلِيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۲۵)۔

۲۔ الولید:- یہ الولید بن مسلم القرشیّ أبو العباس الدمشقیّ ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۲)۔

۳۔ ابن جابر:- یہ عبدالرحمن بن یزید بن جابر أبو عتبة الشاميّ الأزديّ السدارانيّ ہیں۔ ابن معین، عجل، نسائی، ابن سعد اور ابوداؤد نے ان کی توثیق کی ہے۔ ابوحاتم نے ان کے بارے میں صدوق لا بأس به ثقہ کہا ہے، ابن ابی داؤد نے ثقہ مأمون اور ابن مدینی کا کہنا ہے کہ ان کا شمار صحابہؓ کے بعد فقہائے شام کے دوسرے طبقہ میں ہے۔ اور حافظؒ نے ان کو ثقہ راوی لکھا اور ساتویں طبقہ میں شمار کیا ہے نیز ان کی وفات کچھ اوپر ۱۵۰ھ میں بتائی ہے۔ اور صاحب المنہل نے ان کی وفات ۱۵۳ھ یا ۱۵۴ھ میں نقل کی ہے۔

۴۔ سعید:- یہ سعید بن عبدالعزیز التنوخی الدمشقیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۳۵۰)۔

۵۔ عبداللہ:- یہ عبداللہ بن العلاء بن الزّبر الرّبعیّ أبو عبدالرحمن الدمشقیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۴)۔

۶۔ مکحول:- یہ مکحول بن زبر الشاميّ الإمام أبو عبداللہ الدمشقیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۸۱)۔

۷۔ عبادۃ بن الصامتؓ:- آپ عبادۃ بن الصامت بن قیس الأنصاريّ أبو الولید المدنیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۲۵)۔

۸۔ الربیع بن سلیمان:- یہ الربیع بن سلیمان بن داؤد الأسديّ أبو محمد الجيزيّ الأعرج ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸۲۳)۔

(۱۳۸) بَابُ مَنْ كَرِهَ الْقِرَاءَةَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ إِذَا جَهَرَ الْإِمَامُ  
(۱۳۸) اُن لوگوں (کے دلائل کا) بیان جو جہری نمازوں میں (مقتدی کے  
لئے) سورۃ فاتحہ کی قراءت کو مکروہ کہتے ہیں۔

نوٹ:- واضح رہے کہ بعض نسخوں میں تو یہ باب ہے ہی نہیں۔ اور بعض میں اس کی بجائے  
بَابُ مَنْ تَرَكَ الْقِرَاءَةَ فِيمَا جَهَرَ الْإِمَامُ ہے جبکہ بعض میں بَابُ مَنْ رَأَى الْقِرَاءَةَ إِذَا لَمْ  
يَجْهَرْ ہے۔ اور اس آخری والے باب و عنوان کے بارے میں شرح حضرات نے لکھا ہے کہ اسکی  
مناسبت اسکے تحت آنے والی احادیث سے نہیں ہے اگرچہ مفہوم حدیث سے مطابقت ضرور ہے۔

الحدیث/ ۸۲۵- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ ابْنِ  
أَكِيمَةَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْصَرَفَ مِنْ صَلَاةٍ جَهَرَ  
فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ: هَلْ قَرَأَ مَعِيَ أَحَدٌ مِنْكُمْ آتِفًا فَقَالَ رَجُلٌ: نَعَمْ يَا رَسُولَ  
اللَّهِ: قَالَ: إِنِّي أَقُولُ مَا لِي أَنْزَعُ الْقُرْآنُ. قَالَ: فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ  
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِيمَا جَهَرَ فِيهِ النَّبِيُّ ﷺ بِالْقِرَاءَةِ مِنَ الصَّلَوَاتِ حِينَ سَمِعُوا  
ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ)).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَى حَدِيثُ ابْنِ أَكِيمَةَ هَذَا مَعْمَرٌ وَيُونُسُ وَأُسَامَةُ بْنُ  
زَيْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَلَى مَعْنَى مَالِكٍ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۸۲۵:- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا قعنبی نے انہوں  
نے نقل کیا مالک سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے ابن اکیمہ لیثی سے انہوں نے حضرت

ابو ہریرہؓ سے یہ کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ فارغ ہوئے ایک ایسی نماز سے جس میں آپ ﷺ نے زور سے قراءت کی تھی تو فرمایا کیا تم میں سے کسی نے ابھی ابھی میرے ساتھ قراءت کی ہے (یعنی آپ ﷺ نے ایک جہری نماز سے فارغ ہو کر معلوم کیا۔ کیا تم میں سے کوئی میرے ساتھ ابھی ابھی نماز کے اندر قراءت کر رہا تھا۔ واضح رہے کہ یہ جو لفظ آنفا ہے اس میں مشہور لغت تو مدہی کی ہے لیکن جائز اس میں قصر بھی ہے یعنی آنفا کہنا۔ اور صاحبِ بذل نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کے اس اندازِ کلام و سوال سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ ان لوگوں یعنی مقتدی صحابہؓ کا قراءت کرنا نہ تو آپ ﷺ کے حکم سے تھا اور نہ ہی آپ ﷺ کے علم میں تھا نیز یہ لوگ ہسری قراءت کرتے تھے اس لئے کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو آپ ﷺ کیوں معلوم کرتے اور پوچھتے۔ بہر کیف آپ ﷺ کے معلوم کرنے پر) ایک شخص نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ (یعنی میں نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز میں قراءت کی ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے) فرمایا بے شک (جب ہی تو) میں اپنے دل میں کہہ رہا (اور سوچ رہا) تھا کہ کیا ہوا مجھے جو مجھ سے قرآن چھینا جا رہا ہے (یعنی مجھے پڑھنے میں پریشانی ہو رہی ہے۔ آگے حضرت ابو ہریرہؓ یا زہری کا) بیان ہے کہ جس وقت لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا تو (اسی وقت سے) لوگ رُک گئے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان نمازوں میں قراءت کرنے سے جن میں رسول اللہ ﷺ جہری قراءت کرتے (یعنی اس کے بعد جہری نمازوں میں لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے قراءت کرنا چھوڑ دی)۔

فرمایا امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے ابن اکیمہ کی اس حدیث (یعنی حدیث نمبر ۸۲۵) کو زہری سے معمر، یونس اور اسامہ بن زید نے بھی مالک کے معنی (و مضمون) کے ساتھ (واضح رہے کہ مصنف نے اپنی اس عبارت سے یہ بتانا چاہا ہے کہ ابن اکیمہ کی اس حدیث کو جس طرح امام مالک نے روایت کیا ہے ویسے ہی امام مالک کے علاوہ معمر، یونس اور اسامہ بن زید نے بھی روایت کیا ہے لیکن ان حضرات نے مضمون و مفہوم تو وہی بیان کیا ہے جو امام مالک نے بیان کیا ہے مگر اپنے الفاظ میں



بیان کیا ہے نہ کہ امام مالک والے الفاظ میں)۔

نوٹس:- اس حدیث شریف میں اُن لوگوں کی دلیل ہے جو یہ کہتے ہیں کہ مقتدی کو امام کے پیچھے جہری نماز میں قراءت نہیں کرنی چاہئے۔ اور یہ حدیث چونکہ اُن حضرات کے خلاف ہے جو مقتدی کے لئے مطلقاً یعنی سری و جہری ہر طرح کی نمازوں میں قراءت کے وجوب کے قائل ہیں۔ اور مسئلہ چونکہ مختلف فیہ ہے اس لئے تفصیلات کے لئے مطولات ہی کی طرف رجوع فرمائیں۔

### تعارف رجال حدیث (۸۲۵)

۱۔ القعنی:۔ یہ عبد اللہ بن مسلمة بن قعنب القعنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔  
۲۔ مالک:۔ یہ مشہور امام فقہ مالک بن انس الأصبحی الحمیری المدنی ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۱۲)۔

۳۔ ابن شہاب:۔ یہ محمد بن مسلم۔ ابن شہاب۔ الزہری ہیں۔ دیکھیں  
حدیث نمبر (۹)۔

۴۔ ابن اُکیمہ:۔ یہ عُمارة (وقیل عمار۔ أو عمرو أو عامر) بن اُکیمہ اللیثی  
أبو الولید المدنی ہیں۔ ابو حاتم نے ان کو صالح الحدیث مقبول راوی کہا ہے۔ ابن حبان نے ثقات  
میں ذکر کیا ہے اور تکی بن سعید نے ان کی توثیق کی ہے۔ یعقوب بن سفیان نے ان کو مدینہ کے مشہور  
تابعین میں سے بتایا ہے۔ حمیدی اور بیہقی نے مجہول کہا ہے اور حافظ نے ان کو مقبول راوی لکھ کر  
تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے نیز ان کی وفات بہ عمر (۷۹) سال ۱۰۱ھ میں بتائی ہے۔

۵۔ أبو ہریرۃ:۔ آپ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول ﷺ حضرت عبد الرحمن بن صخر  
الدوسی أبو ہریرۃ الیمانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

۶۔ فقال رجلٌ:۔ اس رجلٍ مبہم صحابی کے نام کے بارے میں شرح حضرات نے عدم واقفیت کا اظہار کیا ہے۔

۷۔ قال أبو داؤد:۔ یہ مصنف کتاب الإمام سليمان بن الأشعث أبو داؤد السجستاني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۸۔ معمر:۔ یہ معمر بن راشد الأزدي أبو عروة البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲۷)۔

۹۔ یونس:۔ یہ یونس بن یزید بن أبي النجاد الأيلي أبو یزید مولی معاویہ بن سفیان ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۹)۔

۱۰۔ أسامة بن زيد:۔ یہ أسامة بن زيد الليثي أبو زيد المدني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۸) اور (۲۵۲)۔

۱۱۔ الزهري:۔ یہ محمد بن مسلم۔ ابن شہاب۔ الزهري ہیں۔ دیکھیں حدیث (۹)۔

۱۲۔ علی معنی مالک:۔ یہ مشہور امام فقہ مالک بن أنس الأصبحي الحميري المدني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲)۔

الحديث/ ۸۲۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَأَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلْفٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ وَابْنُ السَّرْحِ قَالُوا أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَكِيمَةَ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: ((صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاةً نَظُنُّ أَنَّهَا الصُّبْحُ - بِمَعْنَاهُ إِلَى قَوْلِهِ- مَالِي أَنْ أَرَعَ الْقُرْآنَ)).

قال أبو داؤد: قال مُسَدَّدٌ فِي حَدِيثِهِ قَالَ مَعْمَرٌ: فَانْتَهَى النَّاسُ عَنْ

الْقِرَاءَةِ فِيمَا جَهَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. وَقَالَ ابْنُ السَّرْحِ فِي حَدِيثِهِ قَالَ مَعْمَرٌ  
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَانْتَهَى النَّاسُ. وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ  
مَنْ بَيْنَهُمْ قَالَ سُفْيَانٌ وَتَكَلَّمَ الزُّهْرِيُّ بِكَلِمَةٍ لَمْ أَسْمَعْهَا فَقَالَ مَعْمَرٌ إِنَّهُ قَالَ:  
فَانْتَهَى النَّاسُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَانْتَهَى  
حَدِيثُهُ إِلَى قَوْلِهِ مَالِي أَنَا زَعُ الْقُرْآنَ. وَرَوَاهُ الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ فِيهِ قَالَ  
الزُّهْرِيُّ فَانْعَظَ الْمُسْلِمُونَ بِذَلِكَ فَلَمْ يَكُونُوا يَقْرَأُونَ مَعَهُ فِيمَا يَجْهَرُ بِهِ.  
قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ قَالَ قَوْلُهُ: فَانْتَهَى  
النَّاسُ مِنْ كَلَامِ الزُّهْرِيِّ.

ترجمہ حدیث نمبر/ ۸۲۶:- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا مسدد، احمد بن  
محمد مروزی، محمد بن احمد بن خلف، عبد اللہ بن محمد زہری اور ابن سرح نے (اور ان سب لوگوں نے) کہا  
کہ ہمیں خبر دی سفیان نے انہوں نے نقل کیا زہری سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں نے ابن  
اُکیمہ کو سعید بن مسیب سے حدیث بیان کرتے ہوئے سنا (یعنی زہری نے سفیان سے یہ کہا کہ ابن  
اُکیمہ ایک مجلس میں سعید بن مسیب سے بیان کر رہے تھے اور میں بھی اُس مجلس میں موجود تھا لہذا گویا  
کہ اس طرح میں نے یہ حدیث ابن اُکیمہ سے سنی۔ واضح رہے کہ یہ مطلب تو اس شکل میں اور ان  
نسخوں کے اعتبار سے ہوگا جن میں سمعت ابن اُکیمہ یحدث سعید بن المسیب ہے۔ لیکن  
جن نسخوں میں سمعت ابن اُکیمہ یحدث عن سعید بن المسیب ہے اسکے اعتبار سے یہ  
مطلب ہوگا کہ زہری نے سفیان سے یہ کہا کہ میں نے ابن اُکیمہ کو سعید بن مسیب کے واسطے سے یہ

حدیث بیان کرتے ہوئے سنا۔ اب آگے جو قال سمعت اباہریرہ الخ ہے اس کے بھی دو مطلب ہوں گے (۱) ابن اکیمہ نے سعید بن مسیب سے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے (۲) سعید بن مسیب نے کہا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے بہر حال ابن اکیمہ یا سعید بن مسیب نے کہا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ نے ہمسکویک نماز پڑھائی۔ اور ہمارا خیال یہ ہے کہ وہ نماز صبح (یعنی فجر کی نماز) تھی (واضح رہے کہ یہ جملہ یعنی نَظَن اُنْہَا الصَّبح حضرت ابو ہریرہؓ کا ہے اور اس سے انہوں نے یہ کہنا چاہا ہے کہ بالکل پکا پکا تو معلوم) نہیں لیکن غالب گمان یہی ہے کہ وہ فجر کی نماز تھی۔ اور آگے ابوداؤدؒ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے مسدّد وغیرہ تمام مذکورہ بالا شیوخ نے حضرت سفیان سے نقل کرتے ہوئے) اسی کا مضمون (یعنی مالک کی سابقہ حدیث نمبر ۸۲۵ کا مضمون نقل و بیان کیا) آپ ﷺ کے قول مالى أنارَعَ القرآن تک (خلاصہ کلام یہ کہ ابوداؤدؒ اس حدیث نمبر (۸۲۶) کو لا کر مالک کی سابقہ حدیث یعنی حدیث نمبر (۸۲۵) اور اس حدیث نمبر (۸۲۶) کا اختلاف و فرق بتانا چاہتے ہیں اور وہ فرق و اختلاف یہ ہے کہ اس حدیث نمبر (۸۲۶) میں زہری کے ابن اکیمہ سے اور ابن اکیمہ کے حضرت ابو ہریرہؓ سے سماع کی صراحت و تصریح موجود ہے جبکہ مالک کی روایت میں یہ صراحت نہیں ہے کیونکہ ان کی روایت بطریق عنعنہ ہے۔ اور دوسرا فرق یہ ہے کہ اس حدیث نمبر (۸۲۶) میں یہ بھی صراحت ہے کہ حدیث میں مذکور واقعہ جہری نماز کا بلکہ گمان غالب کے مطابق فجر کی نماز کا ہے جبکہ مالک کی سابقہ حدیث یعنی حدیث نمبر (۸۲۵) میں اس کی صراحت نہیں تھی۔ یعنی گویا اس حدیث نمبر (۸۲۶) کو لا کر مصنفؒ نے یہ رائج کیا ہے کہ امام مالک کی روایت میں بھی جو واقعہ مذکور ہے وہ جہری نماز کا بلکہ کہتے کہ فجر کی نماز کا ہی مذکور ہے)۔

فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ مسدّد نے اپنی حدیث میں یہ بیان کیا کہ معمر نے کہا کہ پھر لوگ رُک

گئے اُن نمازوں میں قراءت کرنے سے جن میں آپ ﷺ جہری قراءت کرتے تھے۔ اور ابنِ سرح نے اپنی حدیث میں یہ بیان کیا کہ معمر نے بواسطہ زہری یہ بیان کیا کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ پھر لوگ رُک گئے۔ الی آخرہ۔ ان میں سے عبداللہ بن محمد زہری نے (اپنی حدیث میں یہ بیان کیا کہ ہمارے شیخ) سفیان نے (ہم سے حدیث بیان کرتے وقت) کہا کہ اور زہری نے (مالیٰ أنازع القرآن کے بعد بھی) ایک کلمہ ولفظ کہا تھا جو کہ میں اچھی طرح سُن اور سمجھ نہ سکا تھا (تو میں نے معمر سے پوچھا کہ زہری نے اس کے بعد کیا کہا تھا) تو معمر نے کہا کہ (زہری نے اس کے بعد) فانتهی الناس (یعنی پھر لوگ رُک گئے۔ الی آخرہ) کہا تھا۔

(واضح رہے کہ مصنفؒ کے اس کلام قال ابوداؤد الی آخرہ کا مطلب و حکم بتاتے ہوئے صاحبِ بذل نے تو یہ لکھا ہے کہ مصنفؒ اپنے اس کلام سے حدیث میں مذکور فانتهی الناس عن القراءة الخ کے الفاظ کے بارے میں اپنے مشائخ کا اختلاف بتانا چاہتے ہیں جس کی تفصیل یہ ہے کہ مسدّد نے تو یہ کہا کہ میرے شیخ سفیان بن عیینہ نے تو سرے سے ان کلمات کو اپنی حدیث میں ذکر ہی نہیں کیا یعنی انہوں نے مالیٰ أنازع القرآن پر اپنی حدیث کو ختم کر دیا۔ لیکن میرے (یعنی مسدّد کہہ رہے ہیں کہ میرے) دوسرے شیخ یعنی معمر نے اپنی حدیث میں یہ الفاظ ذکر کئے ہیں۔ اور ابنِ سرح نے اپنی حدیث میں عن معمر عن الزہریؒ یہ نقل کیا ہے کہ یہ کلمات حضرت ابو ہریرہؓ کے ہیں۔ اور عبداللہ بن محمد زہری نے سفیان کے بارے میں یہ نقل کیا کہ أنه لم يسمع هذا الكلام من الزہریؒ فسأل عنه معمرًا فقال معمر أن الزہریؒ قال بعد قوله مالي أنازع القرآن فانتهی الناس اور اس سے انہوں نے یہ سمجھا کہ یہ زہری کا قول ہے نہ کہ ابو ہریرہؓ کا۔۔۔ اور صاحب المنہل و عون المعبود نے اس کا خلاصہ یہ بتایا ہے کہ مصنفؒ اپنی اس عبارت سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مسدّد نے تو ان کلمات یعنی فانتهی الناس الخ کو معمر کا قول قرار دیا ہے لیکن ابنِ سرح نے اس کو

حضرت ابو ہریرہؓ کا کلام قرار دیا ہے اور عبداللہ بن محمد زہری نے ابن شہاب زہری کا)۔

اور فرمایا امام ابوداؤدؒ نے اور روایت کیا ہے اس (حدیث) کو عبدالرحمن بن اسحاق نے بھی زہری سے اور ختم ہوئی ہے انکی حدیث آپ ﷺ کے قول ماسی أنزع القرآن پر (مصنفؒ کہنا یہ چاہر ہے ہیں کہ جس طرح احمد بن محمد مروزی اور محمد بن احمد بن ابی خلف نے اپنی روایت میں ان الفاظ فانتھی الناس الخ کو ذکر نہیں کیا ہے ایسے ہی عبدالرحمن بن اسحاق نے بھی اپنی روایت میں ان الفاظ کا ذکر نہیں کیا ہے یعنی یہ جزء حدیث نہیں ہے بلکہ زہری کا کلام ہے کیونکہ اگر جزء حدیث ہوتا تو زہری اس کو بیان کرتے اور ان سے انکے شاگرد عبدالرحمن بھی ان الفاظ سمیت اس حدیث کو نقل کرتے۔۔ لیکن صاحب بذل نے لکھا ہے کہ یہ استدلال غریب ہے کیونکہ اس سے ان الفاظ کے جزء حدیث ہونے کی نفی نہیں ہو رہی ہے ہاں اتنا ضرور معلوم ہو رہا ہے کہ زہری نے اپنی حدیث میں کبھی ان الفاظ کا ذکر کیا ہے اور کبھی ان الفاظ کے بغیر حدیث بیان کی ہے)۔

اور روایت کیا ہے اس (حدیث) کو زہری نے اوزاعی سے بھی اور انہوں نے (یعنی اوزاعی نے) اس میں (یعنی اس حدیث میں یہ) کہا ہے کہ زہری نے فرمایا کہ پھر (یعنی آپ ﷺ کے اس فرمان کے بعد) نصیحت لی لوگوں نے چنانچہ نہیں پڑھتے (اور قراءت) کرتے تھے آپ ﷺ کے ساتھ ان نماز میں جن میں آپ ﷺ جہری قراءت فرماتے تھے۔

اور فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ میں نے محمد بن یحییٰ بن فارس سے یہ سنا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ حدیث شریف میں مذکور فانتھی الناس الخ کے الفاظ زہری کا کلام ہیں۔

(واضح رہے کہ مصنفؒ نے ورواہ الأوزاعی الخ سے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ جس طرح عبداللہ بن محمد زہری نے ان الفاظ فانتھی الناس الخ کو زہری کا کلام قرار دیا ہے ویسے ہی اوزاعی اور زہلی نے بھی ان الفاظ کو زہری ہی کا کلام قرار دیا ہے۔۔ صاحب المنہل نے امام ابوداؤدؒ

کے شروع سے لیکر یہاں تک کے پورے کلام کا خلاصہ و ماحصل یہ لکھا ہے کہ مسدد نے ان کلمات کو معمر کا کلام قرار دیا ہے، ابنِ سرح نے حضرت ابو ہریرہؓ کا کلام بتایا ہے۔ عبداللہ بن محمد زہری، اوزاعی اور ذہلی نے زہری کا نیز لکھا ہے کہ یہ اختلاف ظاہر کے اعتبار سے ہے ورنہ حقیقت میں یہ کلمات فانتھی الناس الخ حضرت ابو ہریرہؓ کے ہی ہیں۔ اور اس اختلاف کی بنیاد یہ بنی ہے کہ کبھی تو زہری نے ان الفاظ کو حضرت ابو ہریرہؓ کی طرف منسوب کرتے ہوئے بیان کیا اور کبھی ان کی طرف منسوب کئے بغیر بیان کر دیا جس سے لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ یہ حضرت ابو ہریرہؓ کا کلام نہیں ہے بلکہ خود زہری کا کلام ہے۔ اور اسی طرح معمر نے بھی کیا اور ان کے بھی اس اندازِ بیان کی وجہ سے ظاہری طور پر یہ اختلاف پیدا ہو گیا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

### تعارف رجال حدیث (۸۲۶)

۱۔ مسدد:۔ یہ مسدد بن مسرہد بن مسرہل الأسدی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲)۔

۲۔ أحمد بن محمد المروزی:۔ غالب گمان تو یہی ہے کہ یہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی أبو عبد اللہ المروزی البغدادی ہیں۔ جیسا کہ حدیث نمبر (۷۸۷) کے تحت صاحبِ بذل نے لکھا بھی ہے۔ بہر کیف ان کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۲۷)

اور (۲۳۸)۔

لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ یہ أحمد بن محمد بن ثابت المروزی ہوں کیونکہ یہ بھی سفیان بن عیینہ کے تلامذہ اور ابوداؤد کے شیوخ میں سے ہیں۔ اور ان کا تعارف کراتے ہوئے حافظ نے لکھا ہے کہ یہ أحمد بن محمد بن ثابت بن عثمان الخزاعی، أبو الحسن بن شُبَّوہ ہیں۔ ثقہ راوی ہیں دسویں طبقہ میں آتے ہیں اور ان کی وفات ۲۳۰ھ میں ہوئی ہے۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ أحمد بن محمد بن موسیٰ أبو العباس المعروف بمردویہ

ہوں جیسا کہ صاحب المنہل نے حدیث نمبر (۷۸۷) کے تحت أحمد بن محمد المروزی کی یہی تعیین کی بھی ہے۔ اور ان کا تعارف کراتے ہوئے حافظؒ نے لکھا ہے کہ یہ أحمد بن محمد بن موسیٰ، أبو العباس السَّمْسَار، المعروف بمر دو یہ ہیں۔ یہ ثقہ اور حافظ حدیث راوی ہیں، گیارہویں طبقہ میں آتے ہیں اور ان کی وفات ۲۳۵ھ میں ہوئی ہے۔ لیکن واضح رہے کہ حافظؒ اور مزئیؒ نے لکھا ہے کہ یہ نہ تو شیوخ ابوداؤد میں سے ہیں اور نہ ہی سفیان کے تلامذہ میں سے ہیں جس کی وجہ سے میں نے اس کے بارے میں حضرت شیخ مولانا محمد یونس صاحب سے دریافت کیا اور پوچھا کہ حافظؒ اور مزئیؒ کی اس صراحت کی وجہ سے صاحب المنہل کی بات کو سہو قرار دیا جاسکتا ہے؟ تو حضرت نے فرمایا کہ صاحب المنہل ایک محقق عالم ہیں اس لئے جلدی نہ کرو مزید تحقیق کرو چنانچہ میں نے مفتی عبداللہ شیخ الحدیث مدرسہ ہانسوڈ گجرات اور مولانا حنیف صاحب شیخ الحدیث مدرسہ کھر وڈ گجرات نیز دیگر بہت سے اساتذہ حدیث سے اس کی تحقیق کی اور کر رہا ہوں مگر ابھی تک کوئی حتمی فیصلہ اور تحقیق نہیں ہو سکی ہے اس لئے آپ سے بھی درخواست ہے کہ اس سلسلہ میں آپ کے پاس اگر کوئی تحقیق ہو تو اس سے مجھے بھی مطلع فرمادیں۔ جزاک اللہ۔ محمد یامین قاسمی ۲۴۱۶۵۵۹-۰۵۹۱۔

۳۔ محمد بن أحمد :- یہ محمد بن أحمد بن أبي خَلْف السلمي أبو عبد اللہ البغدادی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۶)۔

۴۔ عبد اللہ بن محمد :- یہ عبد اللہ بن محمد بن عبد الرحمن بن مسور الزهري البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۹۱)۔

۵۔ ابن السَّرح :- یہ أحمد بن عمرو بن السَّرح بن عبد اللہ بن عمرو أبو الطاهر المصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۲)۔

۶۔ سفیان بن عیینة بن أبي عمران ميمون الهالبي أبو محمد



الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔

۷۔ الزهري:۔ یہ محمد بن مسلم۔ ابن شہاب۔ الزهري ہیں۔ دیکھیں حدیث (۹)۔

۸۔ ابن اکیمة:۔ یہ عمارة أو عمار بن اکیمة اللیثی أبو الولید المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸۲۵)۔

۹۔ سعید بن المسیب:۔ یہ الإمام سعید بن المسیب بن حزن بن أبي وهب القرشي المنخرومي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۶)۔

۱۰۔ أبو هريرة:۔ آپ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول ﷺ حضرت عبد الرحمن بن صخر الدوسي أبو هريرة الیمانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

۱۱۔ قال أبو داؤد:۔ یہ مصنف کتاب الإمام سليمان بن الأشعث أبو داؤد السجستاني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۱۲۔ قال مسدد:۔ یہ مسدد بن مسرهد بن مُسرِبَل الأسدي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲)۔

۱۳۔ قال معمر:۔ یہ معمر بن راشد الأزدي أبو عروة البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷)۔

۱۴۔ وقال ابن السرح:۔ یہ أحمد بن عمرو بن السرح بن عبد الله بن عمرو أبو الطاهر المصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۲)۔

۱۵۔ قال سفيان:۔ یہ سفيان بن عيينة بن أبي عمران ميمون الهلالي أبو محمد الكوفي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔

۱۶۔ عبد الرحمن بن إسحاق:۔ یہ عبد الرحمن بن إسحاق بن عبد الله بن

الحارث بن کنانة القرشي العامري المدني نزيل البصرة ہیں۔ دارقطنی نے ان کو ضعیف متهم بالقدر راوی لکھا ہے۔ الساجی نے صدوق متهم بالقدر۔ عجلی نے لکھا ہے یکتب حدیثہ ولس بالقوی ولم يحمل عنه أهل المدينة۔ اور حافظ نے ان کو صدوق راوی لکھا ہے نیز لکھا ہے کہ ان پر قدریہ ہونے کا الزام ہے اور ان کو چھٹے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۷۔ الأوزاعي:۔ یہ عبدالرحمن بن عمرو بن یحمد الشامی ابو عمرو الأوزاعي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۲۳)۔

۸۔ محمد بن یحیٰ:۔ یہ محمد بن یحیٰ بن عبداللہ بن خالد بن فارس الذہلی ابو عبداللہ النیسابوری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱)۔

### (۱۳۹) بَابُ مَنْ رَأَى الْقِرَاءَةَ إِذَا لَمْ يَجْهَرْ

(۱۳۹) اُن لوگوں کے دلائل کا بیان جو (مقتدی کے لئے) قراءت کے قائل ہیں اس وقت جب (امام) زور سے نہ کرے (قراءت کو)۔ (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ مقتدی کو صرف سرّی نماز میں امام کے پیچھے قراءت کرنی چاہئے)۔ نوٹ:۔ واضح رہے کہ بعض نسخوں میں تو یہ باب ہے ہی نہیں۔ اور بعض میں ان الفاظ کے ساتھ ہے ”بَابُ مَا جَاءَ فِي مَنْ رَأَى الْقِرَاءَةَ إِذَا لَمْ يَجْهَرْ“ اور بعض میں ”بَابُ مَنْ لَمْ يَرِ الْقِرَاءَةَ إِذَا لَمْ يَجْهَرْ“ کے الفاظ کے ساتھ ہے۔ اور صاحبِ بذل نے لکھا ہے کہ اس باب میں مذکورہ احادیث اسی باب یعنی باب مَنْ لَمْ يَرِ الْقِرَاءَةَ الخ کے مناسب ہیں۔

الحديث/ ۸۲۷- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ ح.

وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الْعَبْدِيُّ أَنَّبَانَا شُعْبَةُ الْمَعْنَى عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَّارَةَ عَنْ  
عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَرَأَ خَلْفَهُ بِسَبِّحِ  
اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: أَيُّكُمْ قَرَأَ؟ قَالُوا: رَجُلٌ، قَالَ: قَدْ عَرَفْتُ  
أَنَّ بَعْضَكُمْ خَالَجَنِيهَا)).

قال أبو داود: قال أبو الوليد في حديثه: قال شعبة: فقلت لقتادة اليس  
قول سعيد: أنصت للقرآن؟ قال: ذاك إذا جهر به. وقال ابن كثير في  
حديثه قال قلت لقتادة: كأنه كرهه. قال: لو كرهه نهى عنه.

ترجمہ حدیث نمبر ۸۲۷:- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا ابوالولید طیلسی  
نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی شعبہ نے تحویل سند (ایک دوسری سند) اور (فرمایا امام ابوداؤد نے کہ)  
ہم سے بیان کیا محمد بن کثیر عبدی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی شعبہ نے (اور ہمارے دونوں شیخ یعنی  
ابوالولید اور محمد بن کثیر نے ایک جیسا ہی) مضمون (بیان کیا۔ یعنی اگرچہ دونوں کے الفاظ میں تو  
اختلاف تھا مگر مضمون دونوں کی حدیث کا تقریباً ملتا جلتا ہی تھا۔ بہر کیف آگے سند دونوں کی یہ تھی کہ  
شعبہ نے نقل کیا) قتادہ سے انہوں نے زرارہ سے انہوں نے عمران بن حصین سے یہ کہ (انہوں نے  
بیان کیا کہ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ) آپ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی پس ایک شخص آیا (اور آپ ﷺ  
کے پیچھے نماز میں شامل ہو گیا) اور اُس نے آپ ﷺ کے پیچھے سَبِّحِ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى کی قراءت  
کی (اس شخص نے جو یہ آپ ﷺ کے پیچھے قراءت کی تھی اس کے بارے میں صاحب بذل کا خیال تو یہ  
ہے کہ اُس نے یہ قراءت سرّاً اور آہستہ سے کی تھی کیونکہ یہ ظہر کی نماز کا واقعہ ہے اور ظہر کی نماز میں  
سرّی قراءت ہوتی ہے یعنی آپ ﷺ سرّی قراءت کر رہے تھے اب کسی صحابی سے یہ بعید از قیاس

ہے کہ اُس نے آپ ﷺ کے پیچھے اس سورت کو جہراً پڑھا ہوگا۔ لیکن صاحب المنہل وغیرہ کا یہ کہنا ہے کہ اُس صحابی نے اس سورت کو جہراً پڑھا تھا کیونکہ مسلم شریف کی روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے نماز سے فراغت کے بعد معلوم کیا کہ تم میں سے کس نے سَبَّحَ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰی کو پڑھا ہے اور آپ ﷺ کا اس طرح پوچھنا دلیل ہے اس بات کی کہ اُس صحابی نے اس سورت کو جہراً پڑھا ہوگا اور آپ ﷺ نے سنا ہوگا۔ بہر کیف آگے حضرت عمران بن حصینؓ بیان کر رہے ہیں کہ) پھر جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو چکے تو فرمایا تم میں سے کس نے (میرے ساتھ نماز کے اندر) پڑھا اور قراءت کی ہے (آپ ﷺ کے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے صحابہؓ نے) عرض کیا ایک شخص (نے) پڑھا ہے اور پوری جماعت نے نہیں پڑھا ہے۔ واضح رہے کہ مسلم شریف کی روایت میں یہ ہے کہ ایک شخص نے کہا میں نے پڑھا ہے اور میں نے اپنے اس پڑھنے اور قراءت سے خیر و بھلائی کا ہی ارادہ کیا ہے۔ اس شخص کا یا تمام مقتدی صحابہؓ کا جواب سن کر آپ ﷺ نے) فرمایا بے شک میں نے جان لیا (اور محسوس کر لیا تھا) یہ کہ تم میں سے کسی نے مجھ سے قرآن کو چھین لیا ہے (یعنی اپنے پڑھنے اور قراءت کرنے کی وجہ سے مجھے پڑھنے اور قراءت میں دشواری کر دی تھی)۔

اور فرمایا امام ابوداؤد نے کہ (ہمارے شیخ) ابوالولید نے اپنی روایت میں کہا کہ (ہم سے ہمارے شیخ) شعبہ نے بیان کیا (کہ جب میں نے یہ حدیث اپنے شیخ قتادہ سے سنی) تو میں نے قتادہ سے عرض کیا کیا نہیں ہے سعید کا قول أنصت للقرآن؟ (یعنی آپ کے شیخ سعید بن مسیب کا تو یہ قول ہے کہ قرآن کو خاموش ہو کر سننا چاہئے یعنی مقتدی کو نہ سری نماز میں امام کے پیچھے قراءت کرنی چاہئے اور نہ جہری نماز میں تو پھر آپ اپنے شیخ سعید کی مخالفت کیوں کرتے ہیں اور سری نماز میں امام کے پیچھے قراءت کیوں کرتے ہیں اور اسکے قائل کیوں ہیں؟ اپنے شاگرد شعبہ کی بات سن کر اس کا جواب دیتے ہوئے حضرت قتادہ نے) کہا وہ جب ہے جب وہ قراءت کو جہراً کرے (یعنی ہمارے شیخ سعید کے اس

قول أنصت للقرآن کا مطلب تم جو سمجھ رہے ہو کہ اس کا تعلق سری اور جہری تمام نمازوں سے ہے وہ غلط ہے کیونکہ انہوں نے یہ بات صرف جہری نمازوں کے بارے میں فرمائی ہے اس لئے میں اگر سری نماز میں امام کے پیچھے قراءت کرتا ہوں یا کرنے کو کہتا ہوں تو اس میں میرے شیخ سعید کی کوئی مخالفت نہیں ہے۔

اور بیان کیا ہمارے دوسرے شیخ (یعنی ابن کثیر) نے اپنی حدیث میں (یہ کہ ہمارے شیخ شعبہ نے ہم سے) بیان کیا کہ میں نے (یہ حدیث سکر اپنے شیخ) قتادہ سے عرض کیا (کہ اس کا مطلب یعنی آپ جو حدیث بیان کر رہے ہیں اس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ) گویا کہ آپ ﷺ نے اسکو ناپسند کیا (یعنی آپ ﷺ کے پیچھے اُس شخص نے جو سَبَّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰی کو پڑھا اور اس کی قراءت کی اور آپ ﷺ نے جو یہ فرمایا کہ مجھے اسی وجہ سے مخالف ہو رہا تھا اور پڑھنے میں دشوار ہو رہی تھی تو اس سے گویا یہی اشارہ ملتا ہے کہ آپ ﷺ نے قراءت خلف الإمام کو ناپسند فرمایا ہے۔ اپنے شاگرد شعبہ کی اس بات کا جواب دیتے ہوئے قتادہ نے) کہا (ایسا نہیں جیسا تم سمجھ رہے ہو کیونکہ اگر ایسا ہوتا یعنی) اگر آپ ﷺ نے اسکو (یعنی قراءت خلف الإمام کو) ناپسند فرمایا ہوتا تو آپ ﷺ نے اس سے (یعنی قراءت خلف الإمام سے) منع فرمایا (اور روکا) ہوتا (لیکن آپ ﷺ نے نہ منع فرمایا اور نہ اُس سے روکا اس لئے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے قراءت خلف الإمام کو ناپسند فرمایا ہے بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ تخیل، مخالف اور قراءت کرنے میں دشواری پریشانی کا سبب بننے کو ناپسند فرمایا ہے۔

نوٹس۔ واضح رہے کہ اس حدیث کا تعلق قراءت خلف الإمام سے ہے اور یہ مسئلہ چونکہ مختلف فیہ ہے اس لئے اس حدیث سے کچھ حضرات نے مطلق قراءت خلف الإمام کی نفی کو ثابت کیا ہے اور کچھ نے صرف جہری نماز میں اس کی نفی کو اور کچھ نے اس حدیث میں سری نماز کے اندر مقتدی کے

لئے فاتحہ کے ساتھ ساتھ سورت کے پڑھنے کو بھی ثابت کیا ہے۔ اسلئے آپ سے درخواست ہے کہ اس مسئلہ اور اس کی تفصیل کے لئے مطولات ہی کا مطالعہ فرمائیں۔

## تعارف رجال حدیث (۸۷)

۱۔ أبو الولید:۔ یہ ہشام بن عبد الملک الباہلی البصری أبو الولید الطیالسی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۰)۔

۲۔ شعبۃ:۔ یہ شعبۃ بن الحجاج بن الورد العتکی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵) اور (۲۳)۔

۳۔ محمد بن کثیر:۔ یہ محمد بن کثیر العبیدی أبو عبد اللہ البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۴)۔

۴۔ قتادۃ:۔ یہ قتادۃ بن دعامة بن قتادة السدوسی أبو الخطاب البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶)۔

۵۔ زرارۃ:۔ یہ زرارۃ بن أوفی العامری الحرشی أبو حاجب البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۵)۔

۶۔ عمران بن حصین:۔ آپ عمران بن حصین بن عبید بن خلف أبو نجید الخزاعی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۴۳)۔

۷۔ قال أبو داؤد:۔ یہ مصنف کتاب سلیمان بن الأشعث أبو داؤد السجستانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۸۔ قال أبو الولید:۔ یہ ہشام بن عبد الملک الباہلی البصری أبو الولید

الطیالسی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۰)۔

۹۔ قول سعید :- یہ سعید بن المسیب بن حزن بن اُبی وھب القرشی  
المخزومی الإمام ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۶)۔

۱۰۔ وقال ابن کثیر :- یہ محمد بن کثیر العبدی ابو عبد اللہ البصری ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۵۴)۔

الحديث / ۸۲۸ - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ  
عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَّارَةَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِهِمُ  
الظُّهْرَ، فَلَمَّا انْقَلَبَ قَالَ: أَيُّكُمْ قَرَأَ بِسَبْحِ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى؟ فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا،  
فَقَالَ: عَلِمْتُ أَنَّ بَعْضَكُمْ خَالَجَ جَنِّيَهَا)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۲۸ :- فرمایا امام الوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا ابن مثنیٰ نے  
انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابن ابی عدی نے انہوں نے نقل کیا سعید سے انہوں نے قتادہ سے انہوں  
نے زرارہ سے انہوں نے حضرت عمران بن حصینؓ سے یہ کہ (ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ) اللہ کے نبی ﷺ  
نے ان کو (یعنی ہم صحابہؓ کو) ظہر کی نماز پڑھائی (اور آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے والے صحابہؓ میں  
سے ایک شخص نے آپ ﷺ کے پیچھے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى پڑھی) پس جب آپ ﷺ نماز  
سے فارغ ہوئے (تو ہماری طرف متوجہ ہو کر دریافت کرتے ہوئے) فرمایا تم میں سے کون ہے جس  
نے (میرے پیچھے نماز میں) سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى پڑھی ہے؟ (یہ سن کر صحابہؓ خاموش رہے اور  
آپ ﷺ نے جب تیسری مرتبہ یہی سوال کیا) تو ایک شخص نے کہا کہ میں ہوں (یعنی اے اللہ کے  
رسول ﷺ میں نے پڑھی ہے۔ اس کا جواب سن کر آپ ﷺ نے) فرمایا میں جان چکا تھا یہ بات کہ تم

میں سے کسی نے مخالفت کی ہے مجھ سے اس میں (یعنی تم میں سے کسی نے پڑھا اور قراءت کی ہے جس کی وجہ سے مجھے قراءت میں دشواری ہوئی اور ایسا محسوس ہوا کہ مجھ سے قرآن کریم کو چھینا سا جا رہا ہے)۔

نوٹس:- واضح رہے کہ اس حدیث کی شرح تقریباً پچھلی حدیث کے ضمن میں آچکی ہے۔ اور اس حدیث کا بھی تعلق قراءت خلف الإمام والے مسئلہ سے ہی ہے جس کے بارے میں مشورہ دیا جا چکا ہے کہ اس کی تفصیل کے لئے مطولات کی طرف رجوع فرمائیں۔

### تعارف رجال حدیث (۸۲۸)

۱۔ ابن المثنیٰ:- یہ محمد بن المثنیٰ العنزیٰ أبو موسیٰ البصریٰ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷)۔

۲۔ ابن ابی عدیٰ:- یہ محمد بن ابراہیم بن ابی عدیٰ السلمیٰ أبو عمرو البصریٰ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۴۳)۔

۳۔ سعید:- یہ سعید بن ابی عروبۃ البشکریٰ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷) اور (۳۳)۔

۴۔ قتادہ:- یہ قتادہ بن دعامة بن قتادة السدوسیٰ أبو الخطاب البصریٰ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶)۔

۵۔ زرارہ:- یہ زرارہ بن أوفیٰ العامری الحَرَشیٰ أبو حاجب البصریٰ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۵)۔

۶۔ عمران بن حصین:- آپ عمران بن حصین بن عبید بن خلف أبو نَجید



الخزاعی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۴۳)۔

### (۱۴۰) بَابُ مَا يُجْزَى الْأُمِّيُّ وَالْأَعْجَمِيُّ مِنَ الْقِرَاءَةِ

(۱۴۰) اس قراءت کا بیان جو امی اور عجمی کو کفایت کرتی ہے (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ امی اور عجمی یعنی جو قرآن کو صحیح طور پر پڑھ نہیں سکتے تو ان کی طرف سے کیسی اور کتنی قراءت نماز کے صحیح ہونے کے لئے کافی ہے)۔

نوٹ:- واضح رہے کہ بعض نسخوں میں یہ باب ان الفاظ کے ساتھ ہے بَابُ فِيمَا جَاءَ فِيمَا يُجْزَى الْأُمِّيُّ الْخ۔ اور بعض میں بَابُ مَا يُجْزَى الْأُمِّيُّ وَالْعَجَمِيُّ مِنَ الْقِرَاءَةِ کے الفاظ کے ساتھ ہے۔ بہر کیف اس میں جو الْأُمِّيُّ ہے اس کے معنی ہوتے ہیں وہ جو لکھ پڑھ نہ سکے اور یہ یا تو الْأُمِّ مآں کی طرف یا امۃ العرب کی طرف نسبت کی وجہ سے کہا جاتا ہے کیونکہ اکثر عرب بھی امی ہی تھے۔ اور دوسرا جو لفظ ہے الْأَعْجَمِيُّ یا الْعَجَمِيُّ یہ العجم یعنی غیر عرب کی طرف نسبت ہے یا الْأَعْجَم کی طرف نسبت ہے اور الْأَعْجَم کہتے ہیں اس کو جس کی زبان میں لکنت ہو چاہے وہ عربی ہو یا غیر عربی۔

الحديث ۸۲۹- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةٍ أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ حُمَيْدِ

الْأَعْرَجِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: ((خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ نَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَفِينَا الْأَعْرَابِيُّ وَالْعَجَمِيُّ فَقَالَ اقْرَأُوا فَكُلُّ حَسَنٍ، وَسَيَحِيءُ أَفْوَامٌ يُقِيمُونَهُ كَمَا يُقَامُ الْقِدْحُ، يَتَعَجَّلُونَهُ وَلَا

يَتَجَلَّوْنَ)).

ترجمہ حدیث نمبر ۸۲۹:- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا وہب بن بقیہ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی خالد نے انہوں نے نقل کیا حمید اعرج سے انہوں نے محمد بن منکدر سے انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے یہ کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اس حال میں (اور اس وقت) جبکہ ہم قرآن پڑھ رہے تھے (یعنی ایک دوسرے کو سن اور سنار ہے تھے) اور ہم میں (یعنی اس مجلس قرآن میں موجود صحابہ کی جماعت میں) کچھ بدوی (دیہاتی) اور عجمی (یعنی غیر عرب یا غیر فصیح لوگ بھی) تھے تو آپ ﷺ نے ہم سب (یعنی عرب و غیر عرب فصحاء و غیر فصحاء کی قراءت کو سنکر) فرمایا (جیسے بھی تم پڑھ رہے ہو) پڑھتے رہو (اور بدوی اور عجمی بھی فکر نہ کریں) کیونکہ تم میں سے ہر ایک کی قراءت حسن (واچھی) ہے (یعنی بدوی اور عجمیوں کی قراءت اگرچہ ادائیگی حروف اور عربی زبان کے قواعد کے اعتبار سے غیر صحیح اور غلط ہے مگر بہ اعتبار اجر و ثواب اور عند اللہ قبولیت کے انکی قراءت بھی معتبر اور صحیح ہے) اور (سنو متقبل میں ایک وقت ایسا آنے والا ہے جس میں) ایسی قومیں (اور لوگ) پیدا ہوں گے جو سیدھا کریں گے اسکو (یعنی قرآن کو اور اسکی قراءت کو) اس طرح جیسے تیر کو سیدھا کیا جاتا ہے (یعنی تجوید اور عمل قراءت میں بہت مبالغہ کریں گے، اصلاح الفاظ اور مخارج و صفات حروف کے لئے حد درجہ کوشش کریں گے اور اس سب سے ان کا مقصد ریاء و شہرت اور طلب دنیا ہوگا چنانچہ) وہ جلدی کریں گے اس میں اور اس میں تاخیر نہ کریں گے (یعنی اپنی قراءت کا ثواب و اجر دنیا ہی میں چاہیں گے بلکہ کہنے کہ اپنی قراءت پر دنیوی اشیاء و سامان اور مال و دولت کے طالب ہوں گے اور اس کو آخرت میں ثواب و جزاء کے لئے نہ چھوڑیں گے۔ خلاصہ یہ کہ ان کا مقصد اپنی تجوید قراءت سے صرف سامان دنیا ہوگا اور ان کا یہ عمل محض ایک تجارت اور روپیہ کمانے والا پیشہ ہوگا)۔

## تعارف رجالِ حدیث (۸۲۹)

۱۔ وہب:۔ یہ وہب بن بقیہ بن عثمان أبو محمد الواسطی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۳)۔

۲۔ خالد:۔ یہ خالد بن مهران الحدّاء ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۳)۔

۳۔ حمید:۔ یہ حمید بن قیس الأعرج المکی أبو صفوان القاری الأسدی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۸۴)۔

۴۔ محمد بن المنکدر:۔ یہ محمد بن المنکدر التیمی أبو عبد اللہ أو ابوبکر المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۹۱)۔

۵۔ جابر بن عبد اللہ:۔ آپ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت جابر بن عبد اللہ الأنصاری الخزرجی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲) اور (۱۳)۔

الحديث / ۸۳۰ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ

أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ لَهْيَعَةَ عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ عَنْ وَفَاءِ بْنِ شَرِيحٍ الصَّدْفِيِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، قَالَ: ((خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا وَنَحْنُ نَقْتَرِي فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ كِتَابُ اللَّهِ وَاحِدٌ وَفِيكُمْ الْأَحْمَرُ وَفِيكُمْ الْأَبْيَضُ وَفِيكُمْ الْأَسْوَدُ، أَقْرَأُوهُ قَبْلَ أَنْ يَفْرَاهُ أَقْوَامٌ يَقِيمُونَهُ كَمَا يَقَوْمُ السَّهْمُ يُتَعَجَّلُ أَجْرُهُ وَلَا يُتَأَجَّلُ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۳۰:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا احمد بن صالح

نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبد اللہ بن وہب نے انہوں نے کہا مجھے خبر دی عمرو ابن لہیعہ نے بکر بن سوادہ سے نقل کرتے ہوئے (یہ کہ انہوں نے نقل کیا) وفاء بن شریح صدفی سے انہوں نے حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اس حال میں کہ ہم (قرآن کریم) پڑھ رہے تھے (یعنی ہم بہت سے لوگ قرآن کریم پڑھ رہے اور ایک دوسرے کو سن سنا رہے تھے کہ آپ ﷺ تشریف لے آئے) تو (ہمیں پڑھتا دیکھ کر آپ ﷺ نے) فرمایا: بکل کی کل تعریفیں اللہ کے لئے ہیں (کہ اُس نے تمہیں قرآن کریم پڑھنے کی توفیق دی۔ اور سنو) اللہ کی کتاب ایک ہے (اور اس کے پڑھنے والے مختلف ہیں یعنی مختلف زبانوں، مختلف لہجوں اور مختلف صلاحیتوں والے ہیں) چنانچہ تم میں احمر (یعنی سرخ) ہیں (واضح رہے کہ صاحبِ بذل نے الاحمر سے مراد عربوں کو لکھا ہے اور صاحبِ المنہل نے عجم کو اور ابنِ رسلان نے اہلِ شام کو۔ اور صاحبِ عون المعبود نے احمر، ابیض اور اسود سے عربی اور عجمی کو مراد لکھا ہے۔ بہر کیف آگے آپ ﷺ نے فرمایا) اور تم میں ابیض (یعنی سفید ہیں۔ صاحبِ بذل نے ابیض سے اہلِ روم کو مراد لکھا ہے اور صاحبِ المنہل نے اہلِ فارس کو اور ابنِ رسلان نے بھی اہلِ فارس کو ہی لکھا ہے) اور تم میں اسود (یعنی کالے وسیاہ بھی ہیں۔ صاحبِ بذل نے اسود سے اہلِ حبشہ کو مراد لیا ہے اور صاحبِ المنہل نے اس سے عرب کو مراد بتایا ہے۔ خلاصہ وہی ہے کہ تم پڑھنے والوں میں مختلف اور طرح طرح کے لوگ ہیں) پڑھتے رہو تم اس کو (یعنی قرآن کو جس طرح بھی تم پڑھتے ہو، تم سب کا پڑھنا اچھا اور عند اللہ مقبول ہے لہذا تم اپنے اختلافِ لغات اور اختلافِ جنس کی پرواہ نہ کرو بلکہ پڑھتے رہو) اس سے پہلے کہ پڑھیں اس کو وہ لوگ جو سیدھا کریں گے اس کو تیر کو سیدھا کئے جانے کی طرح جو جلدی چاہیں گے اس کے اجر و ثواب کو اور نہیں مؤخر کریں گے اس کو (یعنی آنے والے زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو تجوید وغیرہ کا تو بڑا اہتمام کریں گے مگر ان کی غرض اس طرح عمدہ طریقہ سے پڑھنے میں آخرت کا اجر و

ثواب نہ ہوگی بلکہ اسی دنیا میں مال و متاع کمانا اور شہرت حاصل کرنا ہوگی)۔

نوٹس:- واضح رہے کہ یہ دونوں حدیثیں یعنی حدیث نمبر (۸۲۹) اور (۸۳۰) صاف صاف اور بڑی وضاحت کے ساتھ یہ بتا رہی ہیں کہ قرآن کریم کو دنیوی غرض اور ریاء و شہرت کی غرض سے پڑھنا نہایت بُرا عمل ہے چاہے کتنا ہی تجوید اور عمدگی آواز و لہجہ سے کیوں نہ پڑھا جائے۔ کیونکہ قرآن کریم کا نزول دنیوی مال و متاع حاصل کرنے کے لئے نہیں ہوا ہے بلکہ اس کے نزول کا مقصد تو اُس پر عمل کرنا اور اس کو پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کے ذریعہ اللہ کی رضا کا طالب ہونا اور آخرت میں اجر و ثواب کی امید و توقع رکھنا ہے۔

### تعارف رجال حدیث (۸۳۰)

۱- أحمد:- یہ أحمد بن صالح أبو جعفر المصري المعروف بابن الطبري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۴۷)۔

۲- عبد اللہ:- یہ عبد اللہ بن وہب بن مسلم القرشي الفهري أبو محمد المصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۲)۔

۳- عمرو:- یہ عمرو بن الحارث بن يعقوب الأنصاري أبو أيوب المصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۰)۔

۴- ابن لهيعة:- یہ عبد اللہ بن لهيعة بن عقبة الحضرمي أبو عبد الرحمن المصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۴۸)۔

۵- بكر بن سواد:- یہ بكر بن سواد الجذامي أبو ثمامة المصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۳۸)۔

۶۔ وفاء بن شریح:۔ یہ وفاء بن شریح الصّدیقی الحضریّ المصریّ ہیں۔ ابن حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔ اور حافظ نے ان کو مقبول راوی لکھ کر چوتھے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔ واضح رہے کہ صاحب المنہل نے صراحت کی ہے کہ ان کو جو الصّدیقی کہا جاتا ہے یہ یمن کے ایک قبیلہ صدف (بفتح الصاد و کسر الدال) کی طرف نسبت کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔

۷۔ سہل بن سعد:۔ آپ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت سہل بن سعد الساعديّ الأنصاريّ أبو العباس الخزرجيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۹) اور (۲۱۴)۔

الحديث / ۸۳۱- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ أَخْبَرَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِي خَالِدٍ الدَّالَانِيِّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ السَّكْسَكِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى، قَالَ: ((جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: لَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَخُذَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْئًا فَعَلِمْنِي مَا يُجْزئُنِي مِنْهُ قَالَ: قُلْ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ. قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا لِلَّهِ فَمَا لِي؟ قَالَ قُلْ: اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي وَارْزُقْنِي وَعَافِنِي وَاهْدِنِي، فَلَمَّا قَامَ قَالَ هَكَذَا بِيَدِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَمَّا هَذَا فَقَدْ مَلَأَ يَدَهُ مِنَ الْخَيْرِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۳۱:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عثمان بن ابی شیبہ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی وکیع بن جرّاح نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی سفیان ثوری نے انہوں نے نقل کیا ابو خالد دالانی سے انہوں نے ابراہیم سکسکی سے انہوں نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ (ایک مرتبہ ایک بدوی) شخص نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو

کر عرض کیا (یا رسول اللہ ﷺ) میں قدرت نہیں رکھتا اس بات کی کہ یاد کر لوں قرآن کریم میں سے کچھ بھی لہذا مجھے بتلا دیجئے (اور سکھا دیجئے) وہ (چیز اور کوئی ایسا ورد و ذکر) جو مجھے کفایت کرے اُس سے (یعنی قرآن کریم سے۔ واضح رہے کہ اُس بدوی کے اس جملہ کے دو مطلب ہو سکتے ہیں (۱) اس بدوی نے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ میں نہ تو اب قرآن کریم میں سے کچھ حفظ و یاد کرنے پر قادر ہوں اور نہ ہی مستقبل میں اس لئے مجھے کوئی ایسا ورد اور ایسے کلمات سکھا دیجئے جن کو میں نماز میں قرآن کریم کی جگہ پر پڑھ سکوں (۲) اُس بدوی نے یہ کہنا چاہا ہے کہ وقت تنگ ہے۔ نماز کا وقت ہے اور میرا حافظہ بھی کمزور ہے اس لئے میں فی الحال قرآن کریم میں سے کچھ یاد و حفظ کرنے پر قادر نہیں ہوں لہذا مجھے کوئی ایسا ورد اور ایسے کلمات بتا دیجئے جن کو میں فی الحال نماز کے اندر قرآن کریم کی جگہ پر پڑھ سکوں۔ اور شارح المصابیح وغیرہ نے اس دوسرے والے مطلب ہی کو رائج بتایا ہے۔ بہر کیف اُس شخص کی یہ بات سن کر نبی کریم ﷺ نے) فرمایا: کہہ تو (اپنی نماز میں قرآن کریم کی جگہ پر) سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ (کیونکہ تیرے لئے فی الحال نماز کے اندر یہ کلمات قرآن کریم کی قراءت کا بدل ہوں گے۔ ان کلمات کو سن کر اس شخص نے) عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ (یعنی مذکورہ کلمات تو) اللہ کے لئے ہیں (یعنی اللہ کی ذات کے ساتھ مخصوص ہیں) کیونکہ ان کلمات میں اسی کی تزیین و تسبیح اور اس کی حمد و ثناء ہے) پس کیا ہے میرے لئے (یعنی مجھے ان کے ساتھ ساتھ ایسے کلمات بھی سکھائیے جن میں ایسی دعاء و استغفار کا مفہوم بھی ہو جو میرے فائدہ کی ہوں۔ اس شخص کا یہ سوال سن کر نبی کریم ﷺ نے) ارشاد فرمایا کہہ تو اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي وَارْزُقْنِي وَعَافِنِي وَاهْدِنِي (آپ ﷺ کی طرف سے ان کلمات کو سننے اور سکھائے جانے کے) بعد جب وہ شخص اٹھا تو کیا اُس شخص نے ایسے اپنے ہاتھ سے (یعنی اپنے ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ میں نے بڑی دولت کمائی ہے اور آپ ﷺ نے جو کچھ مجھے سکھایا ہے

میں اس کو یاد رکھوں گا اور کبھی ترک نہیں کروں گا۔ واضح رہے کہ بعض لوگوں نے قال ھکذا بیدہ میں جو قال ہے اس کا فاعل اور مُشیر آپ ﷺ کو قرار دیا ہے لیکن راجح پہلے والا قول ہی ہے کیونکہ اس کی تائید آگے آنے والے آپ ﷺ کے قول أما ھذا فقد ملأَ یَدَہ الخ سے بھی ہوتی ہے۔ بہر کیف اس شخص کے اس طرح اشارہ کرنے کے بعد (نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اس شخص نے بھر لیا اپنا ہاتھ خیر (دبھلائی) سے) (یعنی اس نے جو امثالِ حکم کرنے، ان کلمات کو یاد کرنے اور ان کا اہتمام کرنے کا اشارہ و عہد کیا ہے تو اس کی وجہ سے اس کو بشارت و خوشخبری ہے اس بات کی کہ اس نے وہ کامیابی اور خیر و بھلائی حاصل کی ہے جو اس کے علاوہ کو حاصل نہیں ہے)۔

نوٹس:- واضح رہے کہ اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ جو شخص قراءتِ قرآن پر قادر نہ ہو اور اس سے عاجز ہو تو اس کے لئے حدیث شریف میں مذکور ذکر و کلمات قراءت کے قائم مقام ہو سکتے ہیں۔ یا کہنے کے قراءت فاتحہ کے قائم مقام ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہ بھی واضح رہے کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ عاجز عن القراءۃ شخص کو یہ کلمات کہنے چاہئے یا خاموش کھڑا ہونا چاہئے۔ اور یہ بات تو دورانِ ترجمہ ہی واضح کی جا چکی ہے کہ اس حدیث میں مذکور واقعہ اور مسئلہ کا تعلق صرف اتنی مدت سے ہے جتنی مدت میں قرآن کریم کو سیکھا جاسکے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجالِ حدیث (۸۳۱)

۱۔ عثمان:- یہ عثمان بن محمد بن ابی شیبۃ ابراہیم العبسیّ أبو الحسن الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۲۔ وکیع:- یہ وکیع بن الجراح الرؤاسیّ أبو سفیان الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵) اور (۲۰)۔



۳۔ سفیان الثوری:۔ یہ سفیان بن سعید بن مسروق الثوری ابو عبد اللہ الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۴۔ ابو خالد:۔ یہ ابو خالد یزید بن عبد الرحمن الدالانی الأسدی الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۰۲)۔

۵۔ ابراہیم السکسکی:۔ یہ ابراہیم بن عبد الرحمن بن اسماعیل السکسکی ابو اسحاق الکوفی ہیں۔ احمد اور شعبہ نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے۔ نسائی نے ان کے بارے میں لیس بذاک القویٰ یکتب حدیثہ کہا ہے۔ ابن عدی کا کہنا ہے کہ لم أجد له حدیثاً منکر المتن وهو إلى الصدق أقرب منه إلى غیره ویکتب حدیثہ۔ اور حافظ نے ان کا نام اس طرح لکھا ہے ابراہیم بن عبد الرحمن السکسکی ابو اسماعیل الکوفی مولیٰ صُخیر۔ نیز ان کو صدوق ضعیف الحفظ راوی لکھ کر پانچویں طبقہ میں شمار کیا ہے۔ اور واضح رہے کہ یہ جوان کو السکسکی کہا جاتا ہے یہ یمن کے ایک قبیلہ سَکْسَک (بفتح السین وسکون الکاف) کی طرف نسبت کرتے ہوئے کہا جاتا ہے۔

۶۔ عبد اللہ بن ابی اوفی:۔ آپ صحابی رسول ﷺ حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی بن خالد بن الحارث ابو معاویۃ الأسلمی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸۰۱)۔

الحديث / ۸۳۲ - حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ أَنبَأَنَا أَبُو إِسْحَاقَ - يَعْنِي الْفَزَارِيَّ - عَنْ حُمَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: ((كُنَّا نَصَلِّيُ التَّطَوُّعَ نَدْعُو قِيَامًا وَقُعُودًا وَنُسَبِّحُ رُكُوعًا وَسُجُودًا)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۳۲:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا ابو توبہ ربیع

بن نافع نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابواسحاق۔ یعنی ابواسحاق فزاری۔ نے انہوں نے نقل کیا حمید سے انہوں نے حسن سے انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ ہم نفل نماز پڑھا کرتے (اور) دعاء کر لیا کرتے حالتِ قیام اور حالتِ قعود میں اور تسبیح پڑھا کرتے حالتِ سجدہ اور حالتِ رکوع میں۔

نوٹس۔ اس حدیث شریف کے ظاہر سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ نفل نماز میں قراءت فرض نہیں ہے۔ لیکن چونکہ قراءت کی عدم فرضیت کا کوئی بھی قائل نہیں ہے نہ نفل نماز میں اور نہ فرض نماز میں اس لئے اس حدیث کے شرح حضرات نے کئی جواب دئے ہیں (۱) یہ شروع شروع کی بات ہے اور اس حدیث کا تعلق ابتداء اسلام سے ہے یعنی بعد میں اس کو منسوخ کر دیا گیا ہے اور اس کی دلیل ہیں حضرت عبادہ بن صامتؓ وغیرہ کی وہ احادیث جو یہ بتاتی ہیں کہ نماز چاہے فرض ہو یا نفل اسمیں قراءت فرض ہے (۲) اس حدیث کا یہ مطلب ہے ہی نہیں کہ نفل نماز میں قراءت فرض نہیں ہے اور اس سے یہ ثابت ہی نہیں ہوتا کیونکہ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ ہم حالتِ قیام میں قراءت بھی کرتے تھے اور اس کے بعد دعاء بھی کرتے تھے کیونکہ دعاء نماز کے اندر کہیں اور کسی مقام میں بھی کی جاسکتی ہے۔ (۳) تیسرا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ حسن بصری کا سماع حضرت جابرؓ سے ثابت نہیں ہے لہذا یہ حدیث ضعیف ہے اور جب ضعیف حدیث صحیح حدیث سے ٹکراتی ہے تو صحیح حدیث کو ترجیح دی جاتی ہے اور صحیح حدیث یہ ہے کہ فرض نفل ہر نماز میں قراءت فرض ہے لہذا صحیح حدیث کو ترجیح رہے گی اور اس حدیث کو ضعیف ہونے کی بناء پر مرجوح کر دیا جائے گا۔

## تعارف رجال حدیث (۸۳۲)

۱۔ أبو توبة:۔ یہ الربیع بن نافع أبو توبة الحلبی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۳)۔

۲۔ ابواسحاق:۔ یہ ابراہیم بن محمد بن الحارث الکوفی ابواسحاق الفزاري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۲۲)۔

۳۔ حمید:۔ یہ حمید بن ابی حمید ابو عبیدۃ الطویل الخزاعی البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۴)۔

۴۔ الحسن:۔ یہ الحسن بن ابی الحسن البصری الزاهد ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷) اور (۲۷)۔

۵۔ جابر بن عبد اللہ:۔ آپؐ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت جابر بن عبد اللہ الأنصاری الخزرجی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲) اور (۱۳)۔

الحديث/ ۸۳۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ عَنْ حُمَيْدٍ، مِثْلَهُ، لَمْ يَذْكُرِ التَّطَوُّعَ قَالَ: ((كَانَ الْحَسَنُ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ إِمَامًا أَوْ خَلْفَ إِمَامٍ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَيُسَبِّحُ وَيَكْبِّرُ وَيُهَلِّلُ قَدْرَ قِ وَالذَّارِيَّاتِ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۸۳۳:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا موسیٰ بن اسماعیل نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی حماد نے حمید سے نقل کرتے ہوئے اسی کے مثل کی (یعنی حماد نے بھی بواسطہ حمید تقریباً ویسی ہی ملتی جلتی حدیث نقل کی جیسی کہ ابواسحاق فزاری نے بواسطہ حمید نقل کی ہے لیکن حماد نے اپنی روایت میں) نہیں ذکر کیا (لفظ) التطوع کو (یعنی التطوع ”نفل نماز“ کا ذکر جو ابواسحاق فزاری نے اپنی روایت میں کیا ہے حماد نے اس کا ذکر نہیں کیا بلکہ حماد نے اپنی روایت میں صرف اتنا نقل کیا ”کنا نصلی ندعوقیاماً وقعوداً الخ“ نیز حماد نے حضرت حسن بصری کا عمل

بتاتے ہوئے) بیان کیا کہ (حضرت) حسن اپنے امام ہونے یا امام کے پیچھے (یعنی مقتدی) ہونے کی حالت میں پڑھا کرتے تھے ظہر وعصر کی نماز میں فاتحۃ الكتاب (یعنی سورۃ فاتحہ) کو اور تسبیح و تکبیر اور تہلیل کیا کرتے تھے (سورۃ ق) (اور سورۃ) والذاریات کے بقدر (یعنی حضرت حسن چاہے امام ہوتے تب بھی اور چاہے مقتدی ہوتے تب بھی انکا عمل ظہر وعصر کی نماز میں یہ ہوتا تھا کہ پہلی رکعت میں تو سورۃ فاتحہ کو پڑھنے کے بعد بجائے کوئی سورت ملانے اور پڑھنے کے سورۃ ق کی مقدار کے بقدر ان اذکار یعنی تسبیح و تکبیر اور تہلیل کو کہتے اور کرتے اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ والذاریات کی مقدار کے بقدر انہی اذکار کو کرتے)۔

نوٹس:- یہاں صاحب بذل وغیرہ شراح حضرات نے دو باتیں سمجھائی ہیں (۱) ایک تو یہ کہ مصنف نے حضرت حسن بصریؒ کا یہ اثر لا کر اور ذکر کر کے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ سابقہ حدیث یعنی حدیث نمبر (۸۳۲) میں جو انہوں نے حضرت جابرؓ سے یہ نقل کیا ہے کنا نصلی التطوع ندعوا قیاماً وقعوداً الخ اُس سے فرض اور نفل کسی بھی نماز میں قراءت کو ترک کرنا مراد نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب ہے قراءت اور دعاء دونوں کو جمع کرنا اور ایک ساتھ کرنا (۲) اور یہ جو حدیث نمبر (۸۳۳) میں حضرت حسن بصریؒ کا عمل منقول ہے یہ ان کا اپنا فعل اور اپنی رائے ہے اور کسی تابعی کا فعل یا اس کی رائے اگر احادیث صحیحہ اور آپ ﷺ کے فعل و عمل کے معارض ہوتا ہے تو عمل فعلِ نبی ﷺ اور احادیث صحیحہ پر ہوتا ہے اور تابعی کے فعل کو چھوڑ دیا جاتا ہے لہذا یہاں بھی چونکہ ایسا ہی ہے اس لئے کہ آپ ﷺ کا عمل سورۃ فاتحہ کے بعد سورت ملانے کا تھا اور اُس پر بہت سی احادیث صحیحہ دال ہیں لہذا حضرت حسن بصریؒ کے عمل و فعل کو ترک کیا جائے گا اور آپ ﷺ کے عمل و فعل کا اتباع کیا جائے گا۔

اور صاحب بذل نے یہاں پر ایک خاص بات یہ بھی لکھی ہے کہ حضرت جابرؓ کی مراد کنا ندعوا قیاماً وقعوداً سے اپنی ذات یا وہ حضرات نہیں ہیں جو قادر علی القراءۃ تھے بلکہ انہوں نے ایسا

کہہ کر اُن لوگوں کو مراد لیا ہے جو آپ ﷺ کے زمانہ میں امی اور عجمی تھے اور وہ اپنے غیر قادر علی القراءة ہونے کی بناء پر قراءت کی جگہ یہ اذکار و دعاء ہی پڑھ لیا کرتے تھے۔ نیز لکھا ہے کہ یہ مطلب مراد لینے میں کوئی اشکال بھی نہیں ہے کیونکہ عربوں کے یہاں یہ استعمال یعنی کنا نفع ذلک اس طرح پر بہت ہوتا ہے کہ اس سے خود قائل کے علاوہ کچھ دوسرے حضرات مراد ہوتے ہیں۔ اور یہ مطلب لینے میں اس حدیث کی مناسبت مصنف کے قائم کردہ عنوان باب ما یجزئ الأمی والأعجمی من القراءة سے بھی ہوتی ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجال حدیث (۸۳۳)

۱۔ موسیٰ بن اسماعیل:۔ یہ موسیٰ بن اسماعیل المنقری البصری التبوذکی البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۲۔ حماد:۔ یہ حماد بن سلمة بن دینار أبو سلمة البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۳۔ حمید:۔ یہ حمید بن ابی حمید أبو عبیدة الطویل الخزاعی البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۴)۔

۴۔ کان الحسن:۔ یہ الحسن بن ابی الحسن البصری الزاہد ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷) اور (۲۷)۔

## (۱۴۱) بَابُ تَمَامِ التَّكْبِيرِ

(۱۴۱) پوری تکبیروں کا بیان (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ نماز کے اندر کتنی تکبیریں مطلوب ہیں اور کہاں کہاں تکبیر کہنی چاہئے)۔

نوٹ:- ابن العربی کا کہنا ہے کہ نماز میں ہر ایک تکبیر فعل کے ساتھ اور مقارن مع العمل ہونی چاہئے لیکن دو رکعتوں سے فارغ ہو کر اٹھتے ہوئے جو تکبیر کہی جاتی ہے اس کے بارے میں علماء میں اختلاف ہے چنانچہ امام مالک کا قول ہے کہ یہ تکبیر فعل یعنی قیام کے بعد کہی جائے گی کیونکہ یہ گویا کہ ایک دوسری نماز کی شروعات ہو رہی ہے۔۔۔ اور صاحبِ عون المعبود وغیرہ نے لکھا ہے کہ دو رکعت والی نماز میں کل گیارہ تکبیریں ہیں یعنی تکبیر تحریمہ اور ہر ایک رکعت میں پانچ۔ اور تین رکعت والی نماز میں کل سترہ تکبیریں ہیں یعنی تکبیر تحریمہ، قعدہ اولیٰ سے اٹھتے وقت کی تکبیر اور ہر ایک رکعت کی پانچ۔ اور چار رکعت والی نماز میں کل بائیس تکبیریں ہیں یعنی تکبیر تحریمہ، قعدہ اولیٰ سے اٹھتے وقت کی تکبیر اور ہر ایک رکعت کی پانچ۔ اور اس طرح کل پانچوں فرض نمازوں میں چورانوے تکبیریں ہوتی ہیں اور ان میں سے ہر ایک نماز کی تکبیر تحریمہ تو واجب ہے اور باقی تمام نو اسی تکبیریں سنت ہیں (یا بقول طحاویٰ مندوب و مستحب ہیں) ان کے چھوڑنے سے بھی نماز صحیح ہو جاتی ہے لیکن فضیلت اور موافقتِ سنت فوت ہو جاتی ہے۔ لیکن واضح رہے کہ امام احمدؒ کی ایک روایت اور بعض ظواہر یہ کا قول یہ ہے کہ یہ تمام تکبیریں واجب ہیں۔

الحدیث/ ۸۳۴ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ عَنْ

عَيَّلَانَ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ مُطَرِّفٍ، قَالَ: ((صَلَّيْتُ أَنَا وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ خَلْفَ

عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَكَانَ إِذَا سَجَدَ كَبَّرَ وَإِذَا رَكَعَ كَبَّرَ، وَإِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ، فَلَمَّا انْصَرَفْنَا أَخَذَ عِمْرَانُ بِيَدَيَّ وَقَالَ: لَقَدْ صَلَّى هَذَا قَبْلُ، أَوْ قَالَ: لَقَدْ صَلَّى بِنَا هَذَا قَبْلُ صَلَاةَ مُحَمَّدٍ ﷺ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۳۴ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا سلیمان بن حرب نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی حماد نے انہوں نے نقل کیا غیلان بن جریر سے انہوں نے مطرّف سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) میں نے اور عمران بن حصینؓ نے حضرت علی بن ابی طالبؓ کے پیچھے نماز پڑھی تو تھا (ان کا طریقہ نماز یہ کہ) جب وہ سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے اور جب رکوع کرتے تو تکبیر کہتے، اور جب وہ اٹھے دو رکعتوں سے (یعنی قعدہ اولیٰ سے فارغ ہو کر تو) بھی انہوں نے تکبیر کہی، پس جب ہم (نماز سے) فارغ ہو گئے تو عمران نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا (واضح رہے کہ حضرت عمرانؓ نے جو یہ ہاتھ پکڑنے کا عمل کیا تھا اس کی غرض مطرف کو اپنی طرف متوجہ کرنا تھا تاکہ وہ ان کی بات کو غور سے سنیں۔ بہر کیف اس کے بعد حضرت عمرانؓ نے فرمایا کہ) یقیناً اس نے (یعنی علی بن ابی طالبؓ نے) نماز پڑھائی ہے ابھی ابھی۔ یا انہوں نے کہا لقد صلی بنا هذا قبل (واضح رہے کہ یہ شکِ راوی ہے کہ ان کے شیخ نے یا تو لقد صلی هذا قبل الخ کہا تھا یا لقد صلی بنا هذا قبل الخ کہا تھا۔ لیکن شکِ کس راوی کا ہے کہ یہ کسی شارح نے واضح نہیں کیا ہے۔ بہر کیف حضرت عمرانؓ کے قول کا خلاصہ یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ اس شخص یعنی حضرت علیؓ نے ہمیں ابھی ابھی) محمد ﷺ کی نماز (کے جیسی نماز) پڑھائی ہے۔

نوٹس :- ”فكان إذا سجد كبر وإذا ركع كبر“ اس جملہ کا مطلب بتاتے ہوئے صاحب المنہل وغیرہ شارح حضرات نے لکھا ہے کہ اس کلام کے اندر تقدیم و تاخیر ہے اور مطلب

یہ ہے إذا رکع کبر وإذا سجد کبر کیونکہ واؤ کا ہونا ترتیب ہی کو متقاضی نہیں ہے بلکہ یہ واؤ محض عطف کے لئے بھی ہو سکتا ہے۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ وإذا رکع کے اندر سُناخ سے تصحیف ہو گئی ہو اور یہ اصل میں وإذا رفع ہو یعنی فکان إذا سجد کبر وإذا رفع کبر کی بجائے سُناخ نے فکان إذا سجد کبر وإذا رکع کبر لکھ دیا ہو۔

”قبل صلاة محمد ﷺ“ اس میں جو یہ لفظ قبل ہے اس کے بارے میں شرح حضرات نے دو باتیں لکھی ہیں (۱) یہ فتح القاف وسكون الباء ظرف مبنی علی الضم ہے اور اس کا مضاف الیہ محذوف ہے اسی طرح آگے جو لفظ صلاة ہے اُس سے پہلے مضاف محذوف ہے اور وہ منصوب بزعم الخافض ہے اور مطلب یہ ہے اُی صلی بنا هذا قَبْلَ هذه اللحظة صلاةً مثلَ صلاةِ محمد ﷺ (۲) یہ یعنی لفظ قبل بکسر القاف وفتح الباء بمعنی عیان ہے چنانچہ کہا جاتا ہے رأیتہ قَبْلًا اُی عیاناً اور مطلب یہ ہے اُی صلی بنا هذا صلاةً کالصلاة التي عاینّاها من محمد ﷺ۔ یعنی جس طرح ہم نے آپ ﷺ کو جھکتے اور اٹھتے ہوئے تکبیر کہہ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے حضرت علیؓ نے ہمیں ویسی ہی نماز پڑھائی ہے۔

## تعارف رجال حدیث (۸۳۴)

۱۔ سلیمان:۔ یہ سلیمان بن حرب بن بجیل الأسدیّ الأزديّ الواشحیّ أبوایوب البصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۴)۔

۲۔ حمّاد:۔ یہ حمّاد بن زید بن درهم الأسدیّ أبو إسماعیل البصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴)۔

۳۔ غیلان:۔ یہ غیلان بن جریر المَعُولیّ الأزديّ البصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث



نمبر (۴۹)۔

۴۔ مطرّف:۔ یہ مطرّف بن عبد اللہ بن الشّخیر العامری البصری ہیں۔ دیکھیں  
حدیث نمبر (۷۴)۔

۵۔ عمرانؓ:۔ آپؓ عمران بن حصین بن عبید بن خلف أبونجید الخزاعی ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۴۴۳)۔

۶۔ علیؓ:۔ آپؓ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب القرشی الهاشمی ہیں۔ دیکھیں  
حدیث نمبر (۶۱)۔

۷۔ أخذ عمرانؓ:۔ آپؓ عمران بن حصین بن عبید بن خلف أبونجید  
الخزاعی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۴۳)۔

الحديث/ ۸۳۵- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ أَخْبَرَنَا أَبِي وَبَقِيَّةُ عَنْ  
شُعَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَأَبُو سَلَمَةَ: ((أَنَّ أَبَا  
هُرَيْرَةَ كَانَ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ صَلَاةٍ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ وَغَيْرِهَا، يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ  
حِينَ يَرْكَعُ، ثُمَّ يَقُولُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، ثُمَّ يَقُولُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ قَبْلَ  
أَنْ يَسْجُدَ، ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ حِينَ يَهْوِي سَاجِدًا، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ،  
ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَسْجُدُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ مِنَ الْجُلُوسِ  
فِي اثْنَتَيْنِ، فَيَفْعَلُ ذَلِكَ فِي كُلِّ رُكْعَةٍ حَتَّى يَفْرُغَ مِنَ الصَّلَاةِ، ثُمَّ يَقُولُ حِينَ  
يَنْصَرِفُ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَقْرَبُكُمْ شَبَّهَا بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِنَّ  
كَانَتْ هَذِهِ لَصَلَاتُهُ حَتَّى فَارَقَ الدُّنْيَا.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا الْكَلَامُ الْأَخِيرُ يَجْعَلُهُ مَالِكٌ وَالزُّبَيْدِيُّ وَغَيْرُهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، وَوَافَقَ عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ مَعْمَرٍ شُعَيْبَ بْنِ أَبِي حَمْرَةَ عَنْ الزُّهْرِيِّ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۳۵ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عمرو بن عثمان نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی میرے والد اور بقیہ نے شعیب سے نقل کرتے ہوئے (اور شعیب نے نقل کیا) زہری سے (یہ کہ زہری نے) کہا کہ مجھے خبر دی ابوبکر بن عبدالرحمن اور ابوسلمہ نے یہ کہ حضرت ابوہریرہؓ (واضح رہے کہ بعض روایتوں میں یہ بھی مذکور ہے کہ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب مروان نے حضرت ابوہریرہؓ کو مدینہ کا گورنر بنایا تھا۔ بہر کیف حضرت ابوہریرہؓ) تکبیر کہا کرتے تھے ہر فرض اور غیر فرض (یعنی نفل) نماز میں (جس کی تفصیل یہ ہے کہ سب سے پہلی) تکبیر کہتے جب کھڑے ہوتے (یعنی تکبیر افتتاح و تحریمہ۔ واضح رہے کہ اس جملہ یعنی یکبر حین یقوم میں اس بات کی دلیل ہے کہ تکبیر تحریمہ کھڑے ہونے کی حالت میں کہنا ضروری ہے اور یہی قادر علی القيام کے حق میں متفق علیہ مسئلہ بھی ہے) پھر تکبیر کہتے جب رکوع کرتے (یعنی دوسری تکبیر جب کہتے جب رکوع کے لئے جھکتے) پھر (یعنی رکوع کی تسبیحات سے فارغ ہو کر جب اپنا سر اٹھاتے) تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے پھر (یعنی حالتِ قومہ میں) سجدہ کرنے (یعنی سجدہ کے لئے جھکنے سے) پہلے رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْد کہتے، پھر جب سجدہ کرنے کے لئے جھکتے تو تکبیر کہتے، پھر جب (پہلے سجدہ سے فارغ ہو کر اپنا سر اٹھاتے) تو تکبیر کہتے، پھر جب (دوسرا) سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے، پھر جب (دوسرے سجدہ سے) اپنا سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے، پھر جب دو رکعتوں پر بیٹھنے سے (یعنی قعدہ اولیٰ سے فارغ ہو کر) کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے، اور کرتے یہی ہر رکعت میں یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جاتے (یعنی جس جس وقت جو جو کہنا پہلی رکعت میں بیان کیا گیا اسی طرح اور اسی موقع پر ہر ایک رکعت میں وہی وہی کلمات

کہتے) پھر جب (نماز سے) فارغ ہو جاتے تو فرماتے قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے بے شک میں تم سب سے زیادہ قریب ہوں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے ساتھ مشابہت کے اعتبار سے (یعنی میری نماز تم سب کے مقابلہ میں آپ ﷺ کی نماز سے زیادہ مشابہ ہے۔ اور سنو) یقیناً یہی تھی آپ ﷺ کی نماز دنیا سے رخصت ہونے تک (یعنی آپ ﷺ کی آخر حیات تک اسی طرح تکبیرات کے ساتھ نماز پڑھاتے تھے جیسے میں تم کو پڑھاتا ہوں)۔

فرمایا امام ابوداؤد نے کہ مالک اور زبیدی وغیرہ اس آخری بات کو عن الزہری عن علی بن حسین قرار دیتے ہیں (یعنی امام مالک اور زبیدی وغیرہ نے اس حدیث شریف میں مذکور ان کلمات ”إن كانت هذه لصلاته حتى فارق الدنيا“ کو علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کا کلام قرار دیا ہے نہ کہ حضرت ابو ہریرہؓ کا)۔

اور موافقت کی ہے عبدالاعلیٰ نے معمر سے روایت کرتے ہوئے شعیب بن ابی حمزہ کی زہری سے روایت کرتے ہوئے (واضح رہے کہ مصنفؒ اس عبارت ووافق الخ سے یہ بتانا چاہ رہے ہیں کہ جس طریقہ سے ان کلمات ”إن كانت هذه الخ کو شعیب نے عن الزہری عن ابی بکر بن عبدالرحمن و ابی سلمة عن ابی ہریرة موصولاً یعنی حضرت ابو ہریرہؓ کا کلام قرار دیکر روایت کیا ہے ویسے ہی عبدالاعلیٰ نے بھی عن معمر عن الزہری عن ابی بکر بن عبدالرحمن و ابی سلمة عن ابی ہریرة موصولاً یعنی حضرت ابو ہریرہؓ کا کلام قرار دیکر نقل کیا ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ امام مالک اور زبیدی نے ان کلمات کو مرسل نقل کیا ہے اور شعیب و عبدالاعلیٰ نے موصول نقل کیا ہے)۔

نوٹس:- اس حدیث شریف سے تکبیر تحریمہ اور تکبیر قیام من الشہد الاول کے علاوہ ہر رکعت میں پانچ پانچ تکبیریں ثابت و معلوم ہو رہی ہیں۔

## تعارف رجالِ حدیث (۸۳۵)

۱۔ عمرو بن عثمان :- یہ عمرو بن عثمان القرشیّ أبو حفص الحمصیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸۵) اور واضح رہے کہ جن نسخوں میں یہاں پر عمر بن عثمان مکتوب ہے وہ غلط ہے کیونکہ صحیح عمرو ہی ہے۔

۲۔ اُبی :- اس میں اُبّ سے مراد ہیں عمرو کے والد عثمان بن سعید بن کثیر بن دینار القرشیّ أبو عمرو الحمصیّ۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۲۱)۔

۳۔ بقیۃ :- یہ بقیۃ بن الولید بن صائد بن کعب الکلاعیّ أبو یُحَمد الحمصیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۵)۔

۴۔ شعیب :- یہ شعیب بن اُبی حمزۃ الأمویّ أبو بشر الحمصیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۹۲)۔

۵۔ الزہریّ :- یہ محمد بن مسلم - ابن شہاب - الزہریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔

۶۔ أبوبکر :- یہ أبوبکر بن عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام بن المغیرۃ القرشیّ المخزومیّ المدنیّ ہیں۔ حافظؒ نے ان کو ثقہ، فقیہ، عابد لکھا ہے نیز تیسرے طبقہ میں شمار کرتے ہوئے وفات ۹۴ھ میں بتائی ہے اور اس کے بعد و قیل غیر ذلک بھی لکھا ہے۔

۷۔ أبوسلمۃ :- یہ أبوسلمۃ بن عبدالرحمن بن عوف القرشیّ الزہریّ المدنیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۸۔ أبو ہریرۃؓ :- آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت عبدالرحمن بن

صخر الدوسي أبوهريرة اليمانيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

۹۔ قال أبو داؤد:۔ یہ مصنف الإمام سليمان بن الأشعث أبو داؤد السجستانيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۱۰۔ مالک:۔ یہ مشہور امام فقہ مالک بن أنس الأصبحيّ الحميريّ المدنيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲)۔

۱۱۔ الزبيديّ:۔ یہ محمد بن الوليد بن عامر الزبيديّ أبو الهذيل الحمصيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۳۵)۔

۱۲۔ الزهريّ:۔ یہ محمد بن مسلم۔ ابن شهاب۔ الزهريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔

۱۳۔ علي بن حسين:۔ یہ علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب الهاشميّ أبو الحسين أو أبو الحسن المدنيّ زين العابدين ہیں۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ یہ اہل مدینہ کے تابعین کے طبقہ ثانیہ میں سے ہیں نیز لکھا ہے کہ یہ ثقہ مامون کثیر الحدیث نہایت عالی مرتبہ اور متقی شخص تھے۔ عجل نے ان کو ثقہ تابعی لکھ کر یہ بھی بتایا ہے کہ ان کی کثرت عبادت کی وجہ سے ان کا نام زین العابدین رکھا گیا تھا۔ امام مالک کا بیان ہے کہ یہ وفات تک ایک رات و دن میں ایک ہزار رکعت پڑھتے رہے۔ الغرض ان کے مناقب بہت بیان کئے گئے ہیں۔ حافظ نے ان کو ثقہ، ثبت، عابد فقیہ اور مشہور فاضل محدث لکھا ہے نیز تیسرے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۹۳ھ میں بتائی ہے اور اس کے بعد وقیل غیر ذلک بھی لکھا ہے۔

۱۴۔ عبد الأعلى:۔ یہ عبد الأعلى بن عبد الأعلى أبو محمد البصريّ أبو همام الساميّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷)۔

۱۵- مَعْمَر: - یہ معمَر بن راشد الأزدیّ أبو عُرْوَة البصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷)۔

۱۶- شعیب: - یہ شعیب بن اَبی حمزَة الأمویّ أبو بَشر الحمصیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۹۲)۔

الحديث/ ۸۳۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَابْنُ الْمُثَنَّى قَالَا أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عِمْرَانَ قَالَ ابْنُ بَشَّارٍ الشَّامِيُّ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْعَسْقَلَانِيُّ عَنْ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِزَى عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَ لَا يُتِمُّ التَّكْبِيرَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: مَعْنَاهُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَأَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ لَمْ يُكَبِّرْ وَإِذَا قَامَ مِنَ السُّجُودِ لَمْ يُكَبِّرْ.

ترجمہ حدیث نمبر/ ۸۳۶: - فرمایا امام الودادؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن بشار اور ابن مثنیٰ نے ان دونوں نے کہا ہمیں خبر دی الودادؒ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی شعبہ نے انہوں نے روایت کیا حسن بن عمران سے۔ ابن بشار نے (حسن بن عمران کی صفت کے طور پر سند بیان کرتے وقت) الشامی کہا (مصنفؒ) الودادؒ دُکا کہتا ہے کہ (یہ یعنی حسن بن عمران) أبو عبد اللہ العسقلانی ہیں (خلاصہ یہ کہ مصنفؒ کے ایک شیخ ابن بشار نے تو حسن بن عمران کی صفت الشامی ذکر کی جبکہ دوسرے شیخ یعنی ابن مثنیٰ نے یہ صفت ذکر نہیں کی۔ اس کے بعد مصنفؒ نے اپنے شیخ ابن بشار کے ان کو الشامی کہنے کی تائید اور تصحیح کے طور پر بیان کیا کہ ان کی کنیت أبو عبد اللہ ہے اور یہ عسقلانی ہیں اور عسقلان ملک شام کا ایک شہر ہے لہذا ابن بشار کا ان کو الشامی کہنا صحیح ہے۔

بہر حال حسن بن عمران نے روایت کیا) ابن عبد الرحمن بن ابی زئی سے انہوں نے اپنے والد سے یہ کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (یعنی آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی ہے) اس حال میں کہ آپ ﷺ نہیں پوری کہتے تھے تکبیریں۔

فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے اور جب سجدہ میں جانے کا ارادہ فرماتے تو تکبیر نہیں کہتے اور اسی طرح جب سجدہ سے اٹھتے تو تکبیر نہیں کہتے (واضح رہے کہ مصنفؒ نے اپنی اس عبارت کے ذریعہ حدیث شریف میں مذکور جملے ”لا یتم التکبیر“ کا مطلب بتایا ہے یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ بعض تکبیرات انتقال کہتے اور بعض ترک کرتے اور جن بعض تکبیرات انتقال کو ترک کرتے وہ یہ ہیں (۱) رکوع سے اٹھنے کے وقت (۲) سجدہ میں جانے کے وقت (۳) سجدہ سے اٹھنے کے وقت خلاصہ یوں کہلو کہ لا یتم التکبیر کا مطلب ہے لا یتم عدد التکبیرات فی الانتقال)۔

نوٹس:- واضح رہے کہ یہ حدیث ان لوگوں کے دلائل میں سے ایک دلیل ہے جو تکبیرات انتقال کے کہنے کے قائل نہیں ہیں۔ لہذا جمہور کی طرف سے اس حدیث کا جواب دیتے ہوئے صاحب المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں الحسن بن عمران متکلم فیہ راوی ہیں۔ امام بخاریؒ نے اس حدیث کو غیر صحیح قرار دیا ہے۔ اور طیلانی نے باطل کہا ہے۔ اور طبری و بزار نے لکھا ہے کہ اس کو صرف الحسن بن عمران نے نقل کیا ہے اور وہ مجہول ہیں۔ خلاصہ یہ کہ ان سب مذکورہ بالا وجوہ کی بناء پر یہ حدیث اُن صحیح احادیث کے معارض و مقابل نہیں بن سکتی جن سے تکبیرات انتقال کا ثبوت ہوتا ہے لہذا اُن احادیث کو ہی اس کے مقابلے میں ترجیح رہے گی۔۔۔۔۔ اس کے علاوہ ابنِ رسلان وغیرہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس حدیث کا مطلب بعض تکبیرات انتقال کو نہ کہنا نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب ہے ان کو زور سے نہ کہنا۔ یا اس طرح کھینچ کر اور لمبا کر کے نہ کہنا کہ انتہائے رکن

پر تکمیل ختم ہو۔ نیز یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ یہ حدیث اگر صحیح ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ایسا بیان جواز کے لئے کیا تھا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

### تعارف رجال حدیث (۸۳۶)

۱۔ محمد بن بشار:۔ یہ محمد بن بشار بن عثمان العبديّ أبو بکر بُندار البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳)۔

۲۔ ابن المثنیٰ:۔ یہ محمد بن المثنیٰ العنزیّ أبو موسیٰ البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷)۔

۳۔ أبو داؤد:۔ یہ أبو داؤد سلیمان بن داؤد الطیالسیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۸۲)۔  
۴۔ شعبۃ:۔ یہ شعبۃ بن الحجاج بن الورد العتکیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵) اور (۲۳)۔

۵۔ الحسن بن عمران:۔ یہ الحسن بن عمران أبو عبد اللہ و یقال أبو علیّ الشامیّ ہیں۔ ابوداؤد نے ان کی صرف ایک یہی حدیث اپنی سنن میں نقل کی ہے۔ حافظ نے ان کو العسقلانی لکھا ہے نیز ان کو لیتن الحدیث لکھ کر ساتویں طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۶۔ قال ابن بشار:۔ یہ محمد بن بشار بن عثمان العبديّ أبو بکر بُندار البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳)۔

۷۔ قال أبو داؤد:۔ ابن رسلان نے لکھا ہے کہ یہ سلیمان بن داؤد أبو داؤد الطیالسی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸۲)۔۔۔ لیکن صاحب المنہل وغیرہ نے یہ لکھا ہے کہ یہ مصنف کتاب سلیمان بن الأشعث أبو داؤد السجستانیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۸۔ أبو عبد اللہ العسقلانی:۔ یہ الحسن بن عمران أبو عبد اللہ و یقال أبو علیّ



الشامی ہیں۔ دیکھیں اسی حدیث میں نمبر (۵) پر۔

۹۔ ابن عبدالرحمن :۔ اس میں ابن سے مراد سعید بن عبدالرحمن بن أبزی الخزاعی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۲۳)۔۔۔۔۔ لیکن واضح رہے کہ ابو عاصم اور تکی بن حماد نے اپنی روایتوں میں عبداللہ بن عبدالرحمن بن أبزی کہا ہے۔ اور ان کا مختصر تعارف کراتے ہوئے حافظؒ نے لکھا ہے کہ یہ عبداللہ بن عبدالرحمن بن أبزی الخزاعی الکوفی ہیں۔ مقبول راوی ہیں اور پانچویں طبقہ میں آتے ہیں۔ یہ بھی واضح رہے کہ ابن رسلان نے بالجزم لکھا ہے کہ یہاں ابن عبدالرحمن سے سعید بن عبدالرحمن بن أبزی الخزاعی ہی مراد ہیں۔

۱۰۔ عن أبيه :۔ اس میں أب سے مراد ہیں حضرت عبدالرحمن بن أبزی الخزاعیؒ مولیٰ نافع بن الحارث۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۲۲)۔

۱۱۔ قال أبو داود :۔ یہ مصنف کتاب سلیمان بن الأشعث أبو داود السجستانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

### (۱۴۲) بَابُ كَيْفَ يَضَعُ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ

(۱۴۲) اپنے گھٹنوں کو (سجدہ کرتے وقت) اپنے ہاتھوں سے پہلے (زمین پر) رکھنے کی کیفیت کا بیان (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ سجدہ میں جاتے وقت زمین پر اپنے گھٹنوں کو اپنے ہاتھوں سے پہلے رکھے۔ چنانچہ بعض نسخوں میں یہ عنوان بَابُ فِي وَضْعِ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ کے الفاظ میں ہے)۔

الحديث / ۸۳۷- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَحُسَيْنُ بْنُ عِيْسَى قَالَا

أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَنَّنَا شَرِيكَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَاِئِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ: ((رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ، وَإِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۳۷ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا حسن بن علی اور حسین بن عیسیٰ نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی یزید بن ہارون نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی شریک نے انہوں نے نقل کیا عاصم بن کلیب سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت وائل بن حجرؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے کہ جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو رکھتے (زمین پر) اپنے گھٹنوں کو اپنے ہاتھوں کو (زمین پر رکھنے سے) پہلے، اور جب آپ ﷺ سجدہ سے اٹھتے تو اٹھاتے اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں (کو اٹھانے سے) پہلے۔

نوٹس :- اس حدیث شریف سے سجدہ میں جاتے وقت ہاتھوں سے پہلے گھٹنوں کو زمین پر رکھنے اور اٹھتے وقت ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے اٹھانے کا ثبوت ہو رہا ہے، اور جمہور اسی کے قائل ہیں۔ اگرچہ مسئلہ مختلف فیہ ہے جس کی تفصیل کے لئے مطولات کی طرف رجوع فرمائیں۔

### تعارف رجال حدیث (۸۳۷)

۱۔ الحسن بن علی :- یہ الحسن بن علی بن محمد الہذلی الخلال الحلوانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷)۔

۲۔ حسین بن عیسیٰ :- یہ حسین بن عیسیٰ بن حمران الطائی أبوعلی البسطامی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۰)۔

۳۔ یزید بن ہارون :- یہ یزید بن ہارون السلمی أبو خالد الواسطی ہیں۔ دیکھیں

حدیث نمبر (۱۳۳)۔

۴۔ شریک:۔ یہ شریک بن عبداللہ بن ابی شریک النخعی الکوفیؓ  
ابو عبداللہ القاضی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۵)۔

۵۔ عاصم بن کلیل:۔ یہ عاصم بن کلیل بن شہاب الجرمی الکوفیؓ ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۷۲۶)۔

۶۔ عن أبیه:۔ اس میں ابؓ سے مراد ہیں عاصم کے والد کلیل بن شہاب الجرمیؓ۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۷۲۶)۔

۷۔ وائل بن حجرؓ:۔ آپؓ وائل بن حجر بن سعد بن مسروق بن وائل بن  
ضمعج الحضرمیؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۲۳)۔

الحديث / ۸۳۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ مَنْهَالٍ  
أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ  
النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ حَدِيثَ الصَّلَاةِ قَالَ: ((فَلَمَّا سَجَدَ وَقَعْنَا رُكْبَتَاهُ إِلَى الْأَرْضِ  
قَبْلَ أَنْ يَقْعَا كَفَاهُ)). قَالَ هَمَّامٌ: وَأَخْبَرَنَا شَقِيقُ حَدَّثَنِي عَاصِمُ بْنُ كَلِيبٍ عَنْ  
أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ هَذَا. وَفِي حَدِيثٍ آخَرِهِمَا، وَأَكْبَرُ عِلْمِي أَنَّهُ فِي  
حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ: ((وَإِذَا نَهَضَ نَهَضَ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَاعْتَمَدَ عَلَى  
فَخِذِهِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۳۸:۔ فرمایا امام البوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن معمر  
نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی حجاج بن منہال نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہمام نے انہوں نے کہا

ہمیں خبر دی محمد بن مجاہد نے انہوں نے نقل کیا عبد الجبار بن وائل سے انہوں نے اپنے والد سے یہ کہہ کریم ﷺ۔ اور۔ (آگے ذکر کیا محمد بن معمر نے نبی کریم ﷺ) کی صفتِ صلاۃ والی حدیث کو (اور اس میں یہ بھی بیان کیا کہ اس حدیث کے اندر حضرت وائل بن حجر نے یہ بھی) بیان فرمایا ہے کہ اور جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو پڑتے (اور ٹکتے) آپ ﷺ کے گھٹنے (زمین پر) آپ ﷺ کے ہاتھوں کے (زمین پر) ٹکے (اور پڑنے سے) پہلے (واضح رہے کہ یہ جو قَعَتًا۔ اور یَقَعًا فعلِ تشبیہ استعمال ہوئے ہیں جبکہ فاعل اسمِ ظاہر ہے اور اس کا تقاضہ یہ ہے کہ یہ دونوں فعل واحد ہونے چاہئیں تھے تو سنئے یہ اُکْلُوْنِی البراغیث کے قبیل سے ہے یعنی اگرچہ قاعدہ وہی ہے جو آپ نے بیان کیا لیکن ایک لغت یہ بھی ہے)۔

اور کہا ہمام نے۔ اور ہمیں خبر دی شقیق نے (یہ کہہ کر) کہ مجھ سے بیان کیا عاصم بن کلیب نے انہوں نے نقل کیا اپنے والد سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اسی کے مثل (یعنی آگے شقیق نے بھی محمد بن مجاہد کی سابقہ روایت کے مثل روایت نقل کی۔ واضح رہے کہ مصنف نے قال ہمام الخ کی عبارت سے یہ بتانا چاہا ہے کہ اس حدیث کو ہمام نے دو سندوں سے روایت کیا ہے ایک محمد بن مجاہد کے طریق سے اور دوسرے شقیق کے طریق سے۔ اور آگے مصنف بیان کر رہے ہیں کہ ہمام نے یہ بھی کہا ہے کہ) اور اُن میں سے ایک کی حدیث میں (یعنی محمد بن مجاہد اور شقیق میں سے کسی ایک کی حدیث میں) اور میرا غالب گمان یہ ہے کہ محمد بن مجاہد کی حدیث میں (یعنی محمد بن مجاہد نے اپنی حدیث میں یہ الفاظ بھی نقل کئے تھے کہ) اور جب آپ ﷺ (سجدہ سے اٹھتے) تو اٹھتے اپنے گھٹنوں پر اور ٹیک و سہارا لگاتے اپنی ران پر (یعنی اپنے ہاتھوں کو اپنی رانوں پر ٹکا کر اٹھنے میں مدد لیتے کیونکہ بعض نسخوں میں علی فخذہ مفرد کی بجائے علی فخذیہ تشبیہ بھی ہے)۔

نوٹس:۔ اس حدیث سے بھی سجدہ سے اٹھتے وقت پہلے ہاتھوں کو اٹھانا اور پھر گھٹنوں کو اٹھانا

ثابت ہو رہا ہے کیونکہ رانوں پر ہاتھوں کو ٹکانا اور اٹھنے میں اس سے مدد لینا جب ہی ہو سکتا ہے جب پہلے زمین سے ہاتھوں کو اٹھایا جائے۔ نیز یہ بھی ثابت ہو رہا ہے کہ سجدہ میں جاتے وقت زمین پر گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے رکھا جائے گا۔

اور واضح رہے کہ اس روایت کو مصنف باب افتتاح الصلاة میں ذکر کر چکے ہیں اور یہاں جو مکرر لائے ہیں تو اس کی وجہ اور مناسبت یہ ہے کہ اس حدیث میں سجدہ کرتے وقت گھٹنوں کو زمین پر ہاتھوں سے پہلے رکھنا اور سجدہ سے اٹھتے وقت ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے اٹھانا بھی مذکور ہے۔

### تعارف رجال حدیث (۸۳۸)

۱۔ محمد بن معمر :- یہ محمد بن معمر بن ربیع القیس البصری المعروف بالبَحْرَانِی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۳۶)۔

۲۔ حجاج بن منہال :- یہ حجاج بن منہال الأنماطی أبو محمد السلمي البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۰۲)۔

۳۔ ہمام :- یہ ہمام بن یحیٰ بن دینار العوذی أبو بکر البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۹)۔

۴۔ محمد بن جُحَادَة :- یہ محمد بن جُحَادَة الأَدَوِی الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۲۳)۔

۵۔ عبد الجبار :- یہ عبد الجبار بن وائل بن حُجْر الحضرمی أبو محمد الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۲۳)۔

۶۔ عن أبیه :- اس میں اَب سے مراد ہیں حضرت وائل بن حُجْر بن سعد بن مسروق بن وائل بن ضَمْعَج الحضرمیؓ۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۲۳)۔

۷۔ قال ہمام:۔ یہ ہمام بن یحییٰ بن دینار العوذی ابو بکر البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۹)۔

۸۔ شقیق:۔ یہ شقیق، ابولث ہیں۔ ابن قطان نے کہا ہے کہ یہ ضعیف ہیں لا یعرف بغیر روایۃ ہمام۔ اور حافظ نے ان کو مجہول راوی لکھ کر چھٹے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۹۔ عاصم بن کلب:۔ یہ عاصم بن کلب بن شہاب الجرمی الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۲۶)۔

۱۰۔ عن أبیه:۔ اس میں اب سے مراد ہیں عاصم کے والد کلب بن شہاب الجرمی۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۲۶)۔

الحديث/ ۸۳۹- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَسَنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَبْرُكْ كَمَا يَبْرُكُ الْبَعِيرُ وَلِيَضَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۳۹:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا سعید بن منصور نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبدالعزیز بن محمد نے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا محمد بن عبداللہ بن حسن نے انہوں نے نقل کیا ابوالزناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے (یہ کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو نہ بیٹھے اونٹ کے بیٹھنے کی طرح (یعنی اپنے گھٹنوں کو اپنے ہاتھوں سے پہلے زمین پر نہ رکھے) بلکہ رکھے (زمین پر) اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں کو (زمین پر رکھنے سے) پہلے۔

نوٹس:- تو ریشتی وغیرہ نے یہاں پر لکھا ہے کہ کسی کو بھی اس حدیث پر یہ اشکال ہو سکتا ہے کہ اونٹ تو بیٹھتے وقت اپنے ہاتھوں ہی کو زمین پر اپنے پاؤں سے پہلے رکھتا ہے تو پھر آپ ﷺ نے یہ کیسے فرمادیا کہ پہلے توبروک بعیر سے منع فرمایا اور پھر ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے زمین پر رکھنے کا حکم دیا یعنی گویا پہلے جملہ میں جس چیز کی نہی ونفی کی دوسرے میں اُسی کا اثبات کر دیا؟ تو سنئے اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کے گھٹنے تو پاؤں ہی میں ہوتے ہیں مگر چار پایوں کے گھٹنے ہاتھوں میں یعنی اگلے پاؤں میں ہوتے ہیں اس لئے کوئی اشکال کی بات نہیں ہے کیونکہ بروک بعیر سے نہی ونفی کا جو مطلب ہے وہی مطلب اور اسی کی وضاحت ہے بعد والے جملے یعنی وَلْيَضَع يَدَيْهِ قَبْلَ رِكْبَتَيْهِ میں بھی۔ (اور واضح رہے کہ یہ حدیث اگرچہ اُن حضرات کی دلیل ہے جو سجدہ میں جاتے ہوئے زمین پر پہلے گھٹنوں کو اور بعد میں ہاتھوں کو رکھنے کے قائل ہیں لیکن چونکہ جمہور کے خلاف ہے نیز دوسری اُن احادیث کے بھی خلاف ہے جن میں سجدہ کو جاتے ہوئے پہلے زمین پر گھٹنوں کو رکھنا منقول ہے اور بعد میں ہاتھوں کو اس لئے اس کے تحت شرح حضرات نے بڑی تفصیلات لکھیں اور جواب دئے ہیں جن کے لئے مطولات ہی کو دیکھ لینا بہتر ہے)۔

## تعارف رجال حدیث (۸۳۹)

۱۔ سعید بن منصور:- یہ سعید بن منصور بن شعبة الخراسانی ابو عثمان المروزی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۰)۔

۲۔ عبدالعزیز:- یہ عبدالعزیز بن محمد بن عبید الدراوردی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۳۔ محمد بن عبداللہ:- یہ محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی

بن ابي طالب الهاشمي أبو عبد الله المدني ہیں۔ نسائی نے ان کی توثیق کی ہے۔ ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے اور حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر ساتویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے نیز وفات بہ عمر تریسٹھ سال ۴۵ھ میں بتائی ہے۔

۴۔ أبو الزناد: یہ عبد اللہ بن ذکوان القرشي أبو عبد الرحمن المدني المعروف بأبي الزناد ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۹)۔

۵۔ الأعرج: یہ عبد الرحمن بن هرمز أبوداؤد المدني المعروف بالأعرج ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۶)۔

۶۔ أبو هريرة: آپؓ مشہور کثیر الراوی صحابی رسول ﷺ حضرت عبد الرحمن بن صخر الدوسي أبو هريرة اليماني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

الحديث / ۸۴۰ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نَافِعٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَسَنٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَعْمَدُ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ يَبْرُكُ كَمَا يَبْرُكُ الْجَمَلُ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۴۰ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا قتیبہ بن سعید نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبد اللہ بن نافع نے انہوں نے روایت کیا محمد بن عبد اللہ بن حسن سے انہوں نے ابو الزناد سے انہوں نے أعرج سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ (کیا) تم میں کوئی ارادہ کرتا ہے اپنی نماز میں اور بیٹھتا ہے اس طرح جس طرح اونٹ بیٹھتا ہے (یعنی تم میں سے کسی کو بھی سجدہ میں جاتے ہوئے اس طرح نہیں



کرنا چاہئے کہ پہلے زمین پر اپنے گھٹنے رکھے اور پھر ہاتھ بلکہ پہلے ہاتھ رکھے اور پھر گھٹنے رکھے۔

نوٹس:- یہ حدیث بھی اُن لوگوں کی دلیل ہے جو سجدہ میں جاتے ہوئے زمین پر پہلے ہاتھوں کے رکھنے اور اس کے بعد گھٹنوں کے رکھنے کے قائل ہیں۔ واضح رہے کہ جیسا اس سے پہلی حدیث کے تحت بتایا جا چکا کہ یہ حدیث جمہور کے قول کے خلاف ہے نیز اُن دیگر احادیث کے بھی خلاف ہے جن سے سجدہ میں جاتے ہوئے زمین پر پہلے گھٹنوں کو اور پھر ہاتھوں کو رکھنا معلوم و ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے شرح حضرات نے ان دونوں حدیثوں کے تحت بڑی تفصیلات لکھی ہیں جن کے لئے مطولات ہی کو دیکھ لینا بہتر ہے۔۔۔ تاہم ایک یہ بات یہاں پر بھی ذہن میں رکھ لیں کہ مصنفؒ اس سے پہلی حدیث یعنی حدیث نمبر (۸۳۹) کے بعد اس حدیث نمبر (۸۴۰) کو کیوں لائے ہیں؟ تو سنئے غالباً مصنفؒ نے اس حدیث نمبر (۸۴۰) کو لا کر اس طرف اشارہ کیا ہے کہ پچھلی حدیث یعنی حدیث نمبر (۸۳۹) میں جو ولیضیع یدیدہ قبل رکبتیہ کے الفاظ کی زیادتی اور اضافہ منقول ہے وہ غیر محفوظ ہے کیونکہ عبداللہ بن نافع ثقہ اور عبدالعزیز بن محمد الدراوردی کے مقابلہ میں اقویٰ راوی ہیں تو گویا عبدالعزیز نے اپنے سے اقویٰ راوی کی مخالفت کی ہے اس اضافہ اور ان الفاظ کو نقل کرنے میں اور جب کوئی راوی اپنے سے اقویٰ راوی کی مخالفت کرتا ہے اور کوئی ایسا اضافہ نقل کرتا ہے جو اُس اقویٰ راوی نے نہ نقل کیا ہو تو اس اضافہ و زیادتی کو غیر محفوظ ہی کہا جاتا ہے لہذا اس روایت کے اندر بھی یہ اضافہ غیر محفوظ ہی کہلائے گا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجال حدیث (۸۴۰)

۱۔ قتیبہ بن سعید:- یہ قتیبہ بن سعید بن جمیل الثقفیؒ ابورجاء البغلانیؒ

ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۵)۔

۲۔ عبد اللہ بن نافع :- یہ عبد اللہ بن نافع بن ابی نافع الصائغ المخزومی  
ابو محمد المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۵۲)۔

۳۔ محمد بن عبد اللہ :- یہ محمد بن عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علی بن  
ابی طالب الهاشمی ابو عبد اللہ المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸۳۹)۔

۴۔ ابوالزناد :- یہ عبد اللہ بن ذکوان القرشی ابو عبد الرحمن المدنی  
المعروف بأبی الزناد ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۹)۔

۵۔ الأعرج :- یہ عبد الرحمن بن هرمز ابوداؤد المدنی المعروف بالأعرج  
ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۶)۔

۶۔ ابو ہریرہؓ :- آپؐ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت عبد الرحمن بن صخر  
الدوسی ابو ہریرہ الیمانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

### (۱۴۳) بَابُ النَّهْضِ فِي الْفَرْدِ

(۱۴۳) فرد (یعنی پہلی اور تیسری رکعت کے دوسرے سجدہ سے فارغ ہو کر)

اٹھنے (کی کیفیت) کا بیان (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ پہلی اور تیسری

رکعت سے اٹھتے ہوئے کیا کیفیت ہونی چاہئے، جلسہ استراحت کرے یا

ڈاکٹ اٹھ جائے)۔

الحديث / ۱ ۴۸ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ

إِبْرَاهِيمَ - عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، قَالَ: ((جَاءَنَا أَبُو سُلَيْمَانَ مَالِكُ بْنُ

الْحُوَيْرِثُ إِلَى مَسْجِدِنَا فَقَالَ: وَاللَّهِ إِنِّي لَا صَلِّي بِكُمْ وَمَا أُرِيدُ الصَّلَاةَ وَلَكِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَرِيكُمْ كَيْفَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي. قَالَ قُلْتُ لِأَبِي قِلَابَةَ: كَيْفَ صَلَّي؟ قَالَ: مِثْلَ صَلَاةِ شَيْخِنَا هَذَا - يَعْنِي عَمْرُو بْنُ سَلَمَةَ إِمَامَهُمْ - وَذَكَرَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ الْآخِرَةِ فِي الرُّكْعَةِ الْأُولَى قَعَدَ ثُمَّ قَامَ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۴۱ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا مسدّد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی اسماعیل - یعنی اسماعیل بن ابراہیم - نے انہوں نے روایت کیا ایوب سے انہوں نے ابو قلابہ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا (کہ ایک مرتبہ) ہمارے یہاں ہماری مسجد میں حضرت مالک بن حویرث ابو سلیمان تشریف لائے اور فرمایا خدا کی قسم میں تم کو نماز پڑھاؤں، اور میں نہیں ارادہ کر رہا ہوں نماز کا، لیکن میرا ارادہ یہ ہے کہ دکھلا دوں تم کو کہ کس طرح دیکھا ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے (اوضح رہے کہ واللہ انہی لأصلي) اور وہاں اريد الصلاة دونوں جملوں کے اندر بظاہر تعارض و تضاد نظر آ رہا ہے مگر ہے نہیں۔ کیونکہ حضرت مالک بن حویرث کے دونوں جملوں کا مطلب یہ ہے کہ میرا ارادہ محض اور اس غرض سے خالی نماز پڑھنے کا نہیں ہے بلکہ میں تم کو نماز پڑھا کر آپ ﷺ کی نماز کی کیفیت دکھانا چاہتا ہوں۔ نیز یہ بھی ذہن میں رہے کہ دیگر روایات سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ انہوں نے یہ کوئی فرض نماز نہیں پڑھائی تھی بلکہ محض ان کو تعلیم دینے کی غرض سے ایک نماز پڑھائی تھی۔ بہر کیف آگے ایوب کا بیان ہے کہ میں نے اس کے بعد (اپنے شیخ) ابو قلابہ سے عرض کیا (کہ ہمیں یہ بھی بتا دیجئے کہ حضرت مالک بن حویرث نے) کس طرح نماز پڑھی (یا پڑھائی تھی، تو ابو قلابہ نے جواب دیتے ہوئے) کہا کہ مثل ہمارے اس شیخ کے (اور ابو قلابہ)

مراد لے رہے تھے ان کے امام عمرو بن سلمہ کو (یعنی ابوقلابہ نے یہ فرمایا کہ حضرت مالک بن حویرثؓ نے بالکل ویسی ہی نماز پڑھا کر دکھائی اور سکھائی تھی جیسی کہ ہمارے یہ شیخ عمرو بن سلمہ پڑھاتے ہیں۔ اور ایوب آگے کہہ رہے ہیں کہ) نیز (ابوقلابہ نے) یہ بھی ذکر کیا (اور بیان کیا) کہ انہوں نے (یعنی حضرت مالک بن حویرثؓ نے) جب اپنا سر پہلی رکعت کے دوسرے سجدہ سے اٹھایا تھا تو (ذرا) بیٹھے تھے اور پھر کھڑے ہوئے تھے (یعنی خفیف سا جلسہ استراحت کرنے کے بعد دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوئے تھے)۔

## تعارف رجال حدیث (۸۴۱)

۱۔ مسدد:۔ یہ مسدد بن مُسرہد بن مُسرہل الأسدی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲)۔

۲۔ إسماعیل:۔ یہ إسماعیل بن إبراهيم المعروف بـ ابن علیہ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۱۰)۔

۳۔ أيوب:۔ یہ أيوب بن أبي تميمة كيسان السخيتاني أبو بكر البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۱)۔

۴۔ أبو قلابة:۔ یہ أبو قلابة عبد الله بن زيد بن عمرو الجرمي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۶۲)۔

۵۔ أبو سليمان:۔ آپ صحابی رسول ﷺ حضرت مالک بن الحویرث بن أشیم اللثیّی أبو سليمان البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۸۹)۔

۶۔ یعنی عمرو بن سلمة:۔ آپ صحابی صغیر حضرت عمرو بن سلمة بن قیس الجرّمي أبو بريد أو أبو يزيد البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۸۵)۔

الحديث / ۸۴۲ - حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، قَالَ: جَاءَنَا أَبُو سُلَيْمَانَ مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ إِلَى مَسْجِدِنَا فَقَالَ: وَاللَّهِ إِنِّي لَا صَلَّيْتُ وَمَا أُرِيدُ الصَّلَاةَ وَلَكِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُرِيَكُمْ كَيْفَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي. قَالَ: فَقَعَدَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى حِينَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ (الْآخِرَةِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۴۲ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا زیاد بن ایوب نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی اسماعیل نے انہوں نے نقل کیا ایوب سے انہوں نے ابوقلابہ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا (کہ ایک مرتبہ حضرت ابوسلیمان مالک بن حویرثؓ ہماری مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا خدا کی قسم بے شک میں نماز پڑھتا ہوں (یا اس کا مطلب ہے کہ پڑھاتا ہوں) اور میرا ارادہ نماز پڑھنے (یا پڑھانے کا) نہیں بلکہ میرا ارادہ یہ ہے کہ تم کو دکھا دوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کس طرح نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے) بہر کیف انہوں نے نماز پڑھ کر دکھائی۔ اور ابوقلابہ نے بتایا کہ (دورانِ نماز) انہوں نے (یعنی مالک بن حویرثؓ نے) جب اپنا سر پہلی رکعت میں دوسرے سجدہ سے اٹھایا (تو دوسری رکعت کیلئے کھڑے ہونے سے پہلے تھوڑا سا) بیٹھے (یعنی جلسہ استراحت کیا)۔

## تعارف رجالِ حدیث (۸۴۲)

۱- زیاد :- یہ زیاد بن ایوب بن زیاد الطوسی ابوہاشم البغدادی ہیں۔

دیکھیں حدیث نمبر (۱۱۵)۔

۲- اسماعیل :- یہ اسماعیل بن ابراہیم المعروف ب ابن علیہ ہیں۔ دیکھیں

حدیث نمبر (۲۱۰)۔

۳۔ ایوب:۔ یہ ایوب بن ابی تمیمہ کیسان السخثانی ابو بکر البصری ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۷۱)۔

۴۔ ابوقلابہ:۔ یہ ابوقلابہ عبداللہ بن زید بن عمرو الجرمی ہیں۔ دیکھیں حدیث  
نمبر (۲۶۲)۔

۵۔ ابوسلیمان:۔ آپ صحابی رسول ﷺ حضرت مالک بن الحویرث بن اشیم  
اللثی ابو سلیمان البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۸۹)۔

الحديث ۳/ ۸۴ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي  
قَلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، ((أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ إِذَا كَانَ فِي وَتْرٍ مِنْ  
صَلَاتِهِ لَمْ يَنْهَضْ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا)).

ترجمہ حدیث نمبر ۳/ ۸۴:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا مسدّد نے  
انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہشیم نے انہوں نے نقل کیا خالد سے انہوں نے ابوقلابہ سے انہوں نے  
حضرت مالک بن حویرث سے (یہ کہ انہوں نے بیان کیا کہ) بے شک انہوں نے دیکھا ہے نبی کریم  
ﷺ کو کہ جب (بھی) آپ ﷺ اپنی نماز کے وتر (یعنی پہلی یا تیسری رکعت) میں ہوتے تو نہ اٹھتے  
یہاں تک کہ سیدھے بیٹھ نہ لیتے (یعنی جلسہ استراحت فرما کر ہی دوسری اور چوتھی رکعت کے لئے  
کھڑے ہوتے)۔

نوٹس:۔ مذکورہ بالا تینوں حدیثوں سے پہلی اور تیسری رکعت کے سجدہ ثانیہ سے فارغ  
ہونے کے بعد اور دوسری و چوتھی رکعت کے لئے کھڑا ہونے سے پہلے جلسہ استراحت کا ثبوت ہو رہا

ہے۔ لیکن واضح رہے کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اس لئے اس کی تفصیلات کے لئے تو مطوّلات ہی کا مطالعہ ضروری ہے تاہم اتنا یہاں پر بھی ذہن میں رکھیں کہ شافعیہ، داؤد، امام احمد ایک روایت کے اعتبار سے، ابوجمید، ابوقنادہ اور صحابہ و تابعین کی ایک بڑی جماعت اس کی یعنی جلسہ استراحت کی قائل ہے۔ لیکن اکثر ائمہ و علماء اس کے یعنی جلسہ استراحت کے قائل نہیں ہیں چنانچہ احمد، حنفیہ، اسحاق، مالک، اوزاعی، ابن عمر، ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ وغیرہ اس کے قائل نہیں ہیں۔

### تعارف رجالِ حدیث (۸۴۳)

- ۱۔ مسدد:۔ یہ مسدد بن مسرہد بن مسر بل الأسدی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲)۔
- ۲۔ ہشیم:۔ یہ ہشیم بن بشیر بن القاسم بن دینار السلمی ابو معاویۃ الواسطی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۷)۔
- ۳۔ خالد:۔ یہ خالد بن مهران الحدّاء ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۳)۔
- ۴۔ ابوقلابہ:۔ یہ ابوقلابہ عبداللہ بن زید بن عمرو الجرمی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۶۲)۔

۵۔ مالک بن الحویرث:۔ آپ صحابی رسول ﷺ حضرت مالک بن الحویرث بن اشیم اللیثی ابو سلیمان البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۸۹)۔

### (۱۴۴) بَابُ الْإِقْعَاءِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

(۱۴۴) دونوں سجدوں کے درمیان اقعاء کرنے کے حکم کا بیان۔

الحديث / ۸۴۴ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ طَاوُوسًا يَقُولُ: ((قُلْنَا لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي

الْفُقَاءَ عَلَى الْقَدَمَيْنِ فِي السُّجُودِ، فَقَالَ: هِيَ السُّنَّةُ. قَالَ قُلْنَا: إِنَّا لَنَرَاهُ جَفَاءً بِالرَّجُلِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هِيَ سُنَّةُ نَبِيِّكَ ﷺ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۴۴ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا تھی بن معین نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی حجاج بن محمد نے انہوں نے نقل کیا ابن جریج سے انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابوالزبیر نے یہ کہ انہوں نے سنا طاؤس کو یہ کہتے ہوئے کہ ہم نے حضرت ابن عباسؓ سے دونوں سجدوں (کے درمیان) میں قدموں پر اقعاء کرنے (یعنی پاؤں کھڑا کر کے ایڑیوں پر بیٹھنے کے) بارے میں (سوال کرتے ہوئے) عرض کیا (اور سوال کیا) تو انہوں نے فرمایا کہ وہ (یعنی اقعاء) سنت ہے (حضرت طاؤس) کہتے ہیں کہ (ہم نے یہ سن کر) عرض کیا کہ ہم تو سمجھتے ہیں اس میں (یعنی اقعاء کرنے میں) آدمی پر ظلم (وزیادتی ہے۔ ہماری یہ بات سن کر حضرت) ابن عباسؓ نے فرمایا کہ وہ (یعنی اقعاء کرنا) تمہارے نبی ﷺ کی سنت ہے۔

نوٹس :- سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ اس حدیث میں جو لفظ بالرجل ہے اس کے بارے میں قاضی عیاض کا کہنا ہے کہ تمام روایتِ مسلم نے اس کو راء کے فتح اور جیم کے ضمہ کے ساتھ الرَّجُل بمعنی آدمی و انسان ضبط و نقل کیا ہے۔ لیکن ابن عبدالبر نے اس کو راء کے کسرہ جیم کے سکون کے ساتھ یعنی بالرجل بمعنی پاؤں ضبط و نقل کیا ہے مگر جمہور نے الرَّجُل بضم الجیم و فتح الراء کو ہی صواب و درست قرار دیا ہے اور الرَّجُل بکسر الراء و سکون الجیم بمعنی پاؤں کو غلط اور غیر صحیح قرار دیا ہے۔

اور واضح رہے کہ یہ مسئلہ اقعاء بھی مختلف فیہ ہے جس کی تفصیل کے لئے تو موطا لات ہی کو دیکھ لیں تاہم اتنا یہاں پر بھی سمجھ لیں کہ اس سلسلہ میں یعنی اقعاء کے بارے میں دو حدیثیں منقول ہیں ایک تو یہی حدیث اور اسی سے استدلال کرتے ہوئے کچھ حضرات جن میں سے شوافع بھی ہیں اس کے یعنی



اقعاء بین السجدتین کے استجاب کے قائل ہیں۔ اور دوسری وہ حدیث ہے جس میں اقعاء کی نہی و ممانعت مذکور ہے اور اسی کی بناء کچھ حضرات جن میں مالکیہ، حنابلہ اور حنفیہ بھی ہیں اس کی یعنی اقعاء کی کراہت کے قائل ہیں اور اس حدیث باب کو یہ حضرات یا تو منسوخ کہتے ہیں یا عذر اور بڑھاپہ کی حالت پر محمول کرتے ہیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

### تعارف رجال حدیث (۸۴۴)

۱۔ یحییٰ بن معین:۔ یہ یحییٰ بن معین الغطفانی الإمام أبوزکریاء البغدادی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۲)۔

۲۔ حجاج بن محمد:۔ یہ حجاج بن محمد الأعمش المصیصی أبو محمد الترمذی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۴)۔

۳۔ ابن جریج:۔ یہ عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج الأموی أبو الولید المکی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۹) اور (۲۴)۔

۴۔ أبو الزبیر:۔ یہ محمد بن مسلم بن تدرُس الأسدی القرشی أبو الزبیر المکی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲)۔

۵۔ طاؤس:۔ یہ طاؤس بن کيسان الیمانی أبو عبد الرحمن الحمیری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۰)۔

۶۔ ابن عباسؓ:۔ آپؓ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب القرشی الهاشمی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

(۱۴۵) بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ

(۱۴۵) باب اس کا جو کہے رکوع سے سر اٹھانے کے وقت (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ نمازی کو رکوع سے سر اٹھاتے وقت یا کہنے کے قومه میں کیا کہنا چاہیے)۔

الحديث / ۸۴۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكَيْعٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ الْحَسَنِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى، يَقُولُ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ يَقُولُ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَوَاتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ)).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَقَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَشُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ عَنْ عُبَيْدِ أَبِي الْحَسَنِ: هَذَا الْحَدِيثُ لَيْسَ فِيهِ بَعْدَ الرُّكُوعِ. قَالَ سُفْيَانُ: لَقِينَا الشَّيْخَ عُبَيْدًا أَبَا الْحَسَنِ بَعْدَ فَلَمْ يَقُلْ فِيهِ بَعْدَ الرُّكُوعِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عَصَمَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُبَيْدٍ قَالَ بَعْدَ الرُّكُوعِ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۴۵ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن عیسیٰ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبد اللہ بن نمیر، ابو معاویہ، وکیع اور محمد بن عبید نے ان سب نے نقل کیا اعمش سے انہوں نے عبید بن الحسن سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنا سر مبارک رکوع سے اٹھاتے تو کہتے

سمع الله لمن حمده، اللهم ربنا لك الحمد ملء السموات وملء الأرض وملء ما شئت من شيء بعد (یعنی جب رکوع سے سر مبارک اٹھانا شروع فرماتے تو فرماتے سمع الله لمن حمده اور جب کھڑے ہو چکے تو بحالت قومہ کہتے اللهم ربنا لك الحمد الخ۔ اور واضح رہے کہ اس میں جو لفظ ملء ہے اس کے بارے میں اکثر حضرات کا خیال یہ ہے کہ یہ منصوب ہے مصدر محذوف کی صفت ہونے کی بناء پر ای حمدًا ملء السموات الخ، اور کچھ حضرات کا کہنا یہ ہے کہ ہے تو یہ منصوب ہی مگر بزعم خافض منصوب ہے أي بمقدار ملء۔ نیز ایک رائے یہ بھی ہے کہ یہ یعنی ملء مرفوع ہے اور صفت ہے ماقبل میں مذکور الحمد مبتدا کی۔ ایک بات یہ بھی ذہن میں رہے کہ اگر کسی کو یہ اشکال ہو کہ یہ یعنی الحمد الخ تو کلمات اور کلام ہیں اور کلمات و کلام نہ تو کسی مکان کو بھرتے ہیں اور نہ کسی برتن کو تو پھر ملء السموات الخ کا کیا مطلب ہے اور یہ کہنا کیوں کر صحیح ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد کثرت ہے اور مطلب یہ ہے اے ہمارے رب تیرے لئے اتنی کثیر حمد و ثناء ہے کہ اگر اس کو جسم دیدیا جائے تو آسمانوں، زمینوں، ان کے مابین، اور اس کے بعد عرش و کرسی ماتحت الثری وغیرہ جن کا علم صرف تجھے ہے اُس سب کو بھر دے اور پُر کر دے)۔

فرمایا امام الہوداؤد نے اور کہا ہے سفیان ثوری اور شعبہ بن حجاج نے عن عبید ابی الحسن (یعنی اس حدیث کو اعمش کے ساتھ ساتھ سفیان ثوری اور شعبہ نے بھی نقل کیا ہے مگر انہوں نے عن عبید ابی الحسن کہہ کر نقل کیا ہے جبکہ اعمش نے عن عبید بن الحسن کہہ کر نقل کیا ہے لیکن واضح رہے کہ اعمش کے قول عن عبید بن الحسن اور ان کے قول عن عبید ابی الحسن میں کوئی منافات نہیں ہے کیونکہ عبید بن الحسن بھی ہیں اس لئے کہ ان کے والد کا نام الحسن ہے اور ابوالحسن بھی ہیں کیونکہ عبید کی کنیت ابو الحسن ہے خلاصہ یہ کہ اعمش نے باپ کے نام کی صراحت کے ساتھ کہہ دیا ہے اور انہوں نے کنیت کی صراحت کے ساتھ بات ایک ہی کہی ہے۔ آگے

مصنفؒ ایک بات اور بتا رہے ہیں) کہ اس حدیث میں رکوع کے بعد کا ذکر بھی نہیں ہے (یعنی عبید سے اعمش نے جو روایت نقل کی ہے اس میں اس دعاء کا محل و وقت یعنی إذا رفع رأسه من الركوع مذکور ہے مگر سفیان و شعبہ نے عبید سے جو روایت نقل کی ہے اس کے اندر اس دعاء کا محل و وقت یعنی إذا رفع الخ کے الفاظ مذکور نہیں ہیں۔ نیز مصنفؒ ایک بات یہ بھی بتا رہے ہیں کہ) سفیان کا یہ بھی بیان ہے کہ بعد میں ہماری ملاقات اپنے شیخ عبید أبو الحسن سے ہوئی تو انہوں نے اس حدیث کے اندر بعد الركوع کا ذکر نہیں کیا (واضح رہے کہ مصنفؒ کی اس عبارت قال سفیان الخ کا مطلب ابن رسلان نے تو یہ لکھا ہے کہ اولاً ہمارے شیخ عبید أبو الحسن نے جب یہ حدیث ہم سے بیان کی تھی تو بعد الركوع کا بھی ذکر کیا تھا لیکن پھر دوبارہ جب ہماری ملاقات ان سے ہوئی اور انہوں نے ہم سے یہ حدیث بیان کی تو اس بعد الركوع کا ذکر نہیں کیا۔ لیکن صاحب المنہل وغیرہ نے اس عبارت کا مطلب یہ لکھا ہے کہ سفیان نے اس حدیث کو پہلے تو ایک واسطہ کے ساتھ عبید أبو الحسن سے نقل کیا اور اس میں بھی بعد الركوع اور اس دعاء کے محل و وقت کا ذکر نہیں کیا اس کے بعد سفیان نے بلا واسطہ اور ڈاکٹر کٹ ان سے ملاقات کر کے اس حدیث کو سنا اور اپنے تلامذہ سے بیان کیا اور یہ بھی بتایا کہ ہمارے شیخ عبید أبو الحسن نے بھی اس حدیث کے اندر اس دعاء کا محل و وقت ذکر نہیں کیا اور بعد الركوع کے الفاظ نہیں کہے)۔

اور فرمایا امام ابوداؤدؒ نے نیز روایت کیا ہے اس حدیث کو شعبہ نے عن أبي عصمة عن الأعمش عن عبید کے طریق سے بھی اور انہوں نے (یعنی شعبہ نے اپنی اس طریق سے نقل کردہ روایت کے اندر) بعد الركوع بھی کہا ہے۔

نوٹس:- واضح رہے کہ ان دونوں قال ابوداؤد کا خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث کی سند اور متن دونوں میں اختلاف ہے سند میں تو یہ اختلاف ہے کہ اس حدیث کے بعض راویوں نے تو عن

عبید بن الحسن کہا ہے اور بعض نے عن عبید ابی الحسن اور دونوں ہی صحیح ہیں جیسا کہ دورانِ ترجمہ بتایا جا چکا۔ اور متن میں یہ اختلاف ہے کہ اس حدیث کے بعض راویوں نے اپنی روایت میں اس دعاء کا محل و وقت ذکر کیا ہے اور بعض نے نہیں کیا نیز بعض نے کبھی اور کسی طریق سے روایت کرتے وقت نہیں کیا۔

### تعارف رجال حدیث (۸۴۵)

۱۔ محمد بن عیسیٰ :- یہ محمد بن عیسیٰ بن نجیح أبو جعفر ابن الطباع البغدادی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۴)۔

۲۔ عبد اللہ :- یہ عبد اللہ بن نمیر الہمدانی أبو ہشام الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۱)۔

۳۔ أبو معاویہ :- یہ أبو معاویہ محمد بن خازم الضریر التمیمی السعدي الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷)۔

۴۔ وکیع :- یہ وکیع بن الجراح الرؤاسی أبو سفیان الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵) اور (۲۰)۔

۵۔ محمد بن عبید :- یہ محمد بن عبید بن ابی امیہ الکوفی أبو عبد اللہ الطنافسی ہیں۔ احمد، نسائی، دارقطنی اور عجلی نے ان کی توثیق کی ہے، ابن سعد نے ان کو ثقہ کثیر الحدیث صاحبُ سنۃ لکھا ہے۔ اور حافظؒ نے ان کا لقب الأحدث بتایا ہے اور ان کے بارے میں ثقہ یحفظ لکھ کر ان کو گیارہویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۲۰۴ھ میں بتائی ہے۔

۶۔ الأعمش :- یہ سلیمان بن مهران الأسدی الکاهلی أبو محمد الکوفی الأعمش ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷)۔

۷۔ عبید بن الحسن:۔ یہ عبید بن الحسن المزنیؓ و یقال الثعلبیؓ أبو الحسن الکوفیؓ ہیں۔ ابوزرعہ، ابن معین اور نسائی نے ان کی توثیق کی ہے، ابوحاتم نے ثقہ صدوق کہا ہے، ابن عبد البر کا کہنا ہے کہ یہ متفق علیہ ثقہ حجة ہیں۔ اور حافظؒ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر پانچویں طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۸۔ عبد اللہ بن ابی اوفیؓ:۔ آپؓ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیؓ بن خالد بن الحارث أبو معاویۃ الأسلمیؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸۰۱)۔

۹۔ قال ابوداؤد:۔ یہ مصنف کتاب سلیمان بن الأشعث ابوداؤد السجستانیؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۱۰۔ سفیان الثوریؓ:۔ یہ سفیان بن سعید بن مسروق الثوریؓ أبو عبد اللہ الکوفیؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۱۱۔ شعبۃ:۔ یہ شعبۃ بن الحجاج بن الورد العتکیؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵) اور (۲۳)۔

۱۲۔ عبید أبو الحسن:۔ یہ عبید بن الحسن المزنیؓ أو الثعلبیؓ أبو الحسن الکوفیؓ ہیں۔ دیکھیں اسی حدیث میں نمبر (۷) پر۔

۱۳۔ قال سفیان:۔ یہ سفیان بن سعید بن مسروق الثوریؓ أبو عبد اللہ الکوفیؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۱۴۔ قال ابوداؤد:۔ یہ مصنف کتاب سلیمان بن الأشعث ابوداؤد السجستانیؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۱۵۔ شعبۃ:۔ یہ شعبۃ بن الحجاج بن الورد العتکیؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵)

اور (۲۳)۔

۱۶۔ أبو عصمة:۔ یہ أبو عصمة نوح بن أبي مريم المروزي القرشي المعروف بنوح الجامع قاضی مرو ہیں۔ ان کے بارے میں احمد کا کہنا ہے کہ یہ منکر احادیث روایت کرتے ہیں، مسلم، ابوحاتم اور دارقطنی نے ان کو متروک الحدیث کہا ہے، ابن حبان کا کہنا ہے کان یقلب الأسانید، بخاری نے ان کو ذاہب الحدیث کہا ہے اور بہت سے لوگوں نے ان کو ضعیف راوی قرار دیا ہے اور حافظ نے لکھا ہے کہ محدثین نے ان کی تکذیب کی ہے، ابن مبارک کا کہنا ہے کہ یہ حدیث وضع کرتے تھے۔ اور ساتویں طبقہ میں شمار کرتے ہوئے ان کی وفات ۳۷ھ میں بتائی ہے۔

۱۷۔ الأعمش:۔ یہ سلیمان بن مهران الأسدي الكاهلي أبو محمد الكوفي الأعمش ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷)۔

۱۸۔ عن عبید:۔ یہ عبید بن الحسن المزني أو الثعلبي أبو الحسن الكوفي ہیں۔ دیکھیں اسی حدیث میں نمبر (۷) پر۔

الحديث/ ٦٤ ٨- حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ

ح. وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا أَبُو مُسْهَرٍ ح. وَأَخْبَرَنَا ابْنُ السَّرْحِ أَخْبَرَنَا  
بِشْرُ بْنُ بَكْرِ ح. وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ كُلُّهُمْ  
عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ عَطِيَّةِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ قَزَعَةَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَعِيدِ  
الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ حِينَ يَقُولُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمَدَهُ:  
اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاءِ. قَالَ مُؤَمَّلٌ: مِلْءَ السَّمَوَاتِ وَمِلْءَ  
الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدَ أَهْلِ الشَّاءِ وَالْمَجْدِ، أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ

وَكُنَّا لَكَ عَبْدًا، لَا مَانِعَ لِمَا أُعْطِيَ. زَادَ مُحَمَّدٌ: وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعَتْ - ثُمَّ اتَّفَقُوا - وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ. وَقَالَ بَشْرٌ: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ لَمْ يَقُلْ مُحَمَّدٌ اللَّهُمَّ قَالَ: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)).

ترجمہ حدیث نمبر ۸۴۶ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا مؤمل بن فضل حرانی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ولید نے - تحویل سند (ایک اور سند) اور فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہمیں خبر دی محمود بن خالد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابومسہر نے - تحویل سند (ایک اور سند) اور فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہمیں خبر دی ابن سرح نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی بشر بن بکر نے - تحویل سند - (ایک اور سند) اور فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہمیں خبر دی محمد بن مصعب نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبداللہ بن یوسف نے - اور ان سب نے (یعنی ولید، ابومسہر، بشر بن بکر اور عبداللہ بن یوسف نے) نقل کیا سعید بن عبدالعزیز سے انہوں نے عطیہ بن قیس سے انہوں نے قزاعہ بن یحییٰ سے انہوں نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے (یہ کہ انہوں نے بیان کیا کہ) رسول اللہ ﷺ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمَدَهُ کہنے کے بعد (یعنی قوم میں) کہا کرتے تھے اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلَّاءَ السَّمَاءِ - مؤمل نے کہا مِلَّاءَ السَّمَوَاتِ (مصنفؒ کہنا یہ چاہر ہے ہیں کہ محمود، ابن سرح اور محمد بن مصعب نے تو مِلَّاءَ السَّمَاءِ یعنی السَّمَاءِ کو مفرد استعمال کرتے ہوئے روایت بیان کی لیکن ہمارے شیخ مؤمل نے اپنی روایت میں مِلَّاءَ السَّمَوَاتِ یعنی لفظ السَّمَوَاتِ جمع کے ساتھ نقل کیا۔ بہر حال آپ ﷺ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمَدَهُ کہنے کے بعد اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلَّاءَ السَّمَاءِ أَوْ مِلَّاءَ السَّمَوَاتِ) و مِلَّاءَ الْأَرْضِ و مِلَّاءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، أَهْلُ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ، أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ، وَكُنَّا لَكَ عَبْدًا، لَا مَانِعَ لِمَا أُعْطِيَ کہا کرتے تھے۔ مزید نقل کیا (اپنی روایت میں لِمَا أُعْطِيَ کے بعد) محمود نے وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعَتْ (کے الفاظ) کو (یعنی اس دعاء کے اندر مؤمل، ابن سرح



اور محمد بن مصعب نے تو لِمَا أعطيت کے بعد ہی ولا ینفع الخ کے الفاظ نقل کئے مگر صرف محمود نے لِمَا أعطيت کے بعد اور ولا ینفع کے بیچ میں ولا معطى لِمَا منعت کے الفاظ بھی نقل کئے اور) پھر سب متفق ہو گئے (یعنی محمود سمیت سب ہی نے متفقاً یہ الفاظ نقل کئے) ولا ینفع ذالجد منك الجد۔ اور کہا بشر نے (اپنی روایت میں) ربنا لک الحمد (یعنی بشر کے علاوہ سب ہی نے تو اپنی روایت میں اللّٰهُمَّ ربنا لک الحمد نقل کیا مگر بشر نے ربنا لک الحمد نقل کیا۔ اور اسی طرح) محمود نے بھی (اپنی روایت میں) اللّٰهُمَّ (کا لفظ نہیں) نقل کیا بلکہ ربنا ولک الحمد نقل کیا (یعنی محمود نے ایک توفیظ اللّٰهُم کو اپنی روایت میں نقل نہیں کیا دوسرے ان سب کے برخلاف ربنا اور لک الحمد کے درمیان واؤ کے اضافہ کے ساتھ ربنا ولک الحمد نقل کیا ہے)۔

نوٹس:۔ اس روایت میں مذکور دعا کے اندر جو اہل الشناء والمجد کے الفاظ ہیں اُن میں جو لفظ اہل ہے اس کے بارے میں شرح حضرات نے لکھا ہے کہ یہ مرفوع ہے مبتدا محذوف ہو یا اُن کی خبر ہونے کی بناء پر، یا منصوب ہے بر بنائے ندایا بر بنائے مدح۔ اسی طرح اُحق ماقال العبد کے الفاظ میں جو لفظ اُحق ہے اس کے بارے میں شرح حضرات نے لکھا ہے کہ یہ ہے تو مرفوع ہی مگر وجہ رفع دو ہو سکتی ہیں (۱) یا تو یہ مبتدا محذوف اُن کی خبر ہے اُی اُنْت اُحق من غیر کہ بما قاله العبد من الشناء والمجد (۲) یا یہ خود مبتدا ہے اور آگے آنے والا جملہ اس کی خبر ہے اور تقدیری عبارت و مطلب یہ ہے اُی اُنْت قول قاله العبد لا مانع لِمَا أعطيت۔ اور یہ جو بیچ میں و کلنا عبد لک ہے یہ مبتدا اور خبر کے درمیان جملہ حالیہ معترضہ ہے۔ اور اُحق ماقال الخ میں جو لفظ ما ہے یہ موصولہ بھی ہو سکتا ہے اور موصوفہ بھی ہو سکتا ہے، اور العبد میں جو الف لام ہے یہ جنس کا بھی ہو سکتا ہے اور عہد کا بھی ہو سکتا ہے اور عہد کا ہونے کی شکل میں معہود نبی کریم ﷺ کی ذات ہوگی۔ اور یہ جو لا ینفع ذالجد منك الجد کے الفاظ ہیں ان میں جو کلمہ من ہے یہ بمعنی من بھی ہو سکتا ہے اُی لا

ينفع صاحب الغنى من عذابك غناه۔ اور بمعنى عند بھی ہو سکتا ہے أي لا ينفع صاحب الغنى عندك غناه وإنما ينفعه العمل بطاعتك۔ واضح رہے کہ یہ دونوں توجیہات اس شکل میں ہوں گی جب الجَد کو لفتح الجیم بمعنی الغنى لیا جائے۔ اس کے علاوہ بعض حضرات نے اس کو یعنی لفظ الجَد کو بکسر الجیم بمعنی الاجتهاد بھی ضبط کیا ہے اور مذکورہ بالا تاویلات و توجیہات کے علاوہ دوسری توجیہات کی ہیں جن کو مطولات میں دیکھا جاسکتا ہے۔

اور صاحب المنہل نے فقہ الحدیث کے عنوان سے لکھا ہے کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ رکوع سے اٹھنے کے بعد حالت اعتدال یعنی قومہ میں اس دعاء کو ہر ایک نمازی کو پڑھنا چاہئے چاہے وہ نفل نماز پڑھ رہا ہو اور چاہے فرض چنانچہ شافعیہ اور حنابلہ اسی کے قائل ہیں لیکن حنفیہ کا یہ کہنا ہے کہ یہ دعاء والی حدیث صرف نفل نماز پڑھنے والے سے تعلق رکھتی ہے فرض نماز پڑھنے والے کو یہ دعاء نہیں پڑھنی چاہئے۔۔

اور یہ بھی واضح رہے کہ حنفیہ میں سے صاحبین کا یہ کہنا ہے کہ امام اور منفرد تو سمع اللہ لمن حمدہ اور ربنا لک الحمد دونوں کلمات کو کہیں اور مقتدی صرف ربنا لک الحمد کہے، اور امام ابوحنیفہ کا قول یہ ہے کہ امام اور منفرد تو صرف سمع اللہ لمن حمدہ کہیں اور مقتدی صرف ربنا لک الحمد کہے۔ امام طحاوی نے صاحبین کے قول کو ترجیح دی ہے۔

### تعارف رجال حدیث (۸۴۶)

۱۔ مؤمل:۔ یہ مؤمل بن الفضل بن مجاہد الحرّانیّ أبو سعید الجزریّ ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۴)۔

۲۔ الولید:۔ یہ الولید بن مسلم القرشیّ أبو العباس الدمشقیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۲)۔

۳۔ محمود بن خالد :- یہ محمود بن خالد بن ابی خالد بن یزید السلمي

أبو عليّ الدمشقيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹۱)۔

۴۔ أبو مُسَہَر :- یہ عبدالاعلیٰ بن مُسَہَر بن عبدالاعلیٰ الغسانیّ أبو مُسَہَر

الدمشقيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۵۰)۔

۵۔ ابن السرح :- یہ أحمد بن عمرو بن عبد اللہ بن عمرو بن السرح

أبو الطاهر المصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۲)۔

۶۔ بشر بن بکر :- یہ بشر بن بکر التّیسیّ أبو عبد اللہ البجليّ الدمشقيّ ہیں۔

حافظ نے ان کے بارے میں ثقہ یغرب لکھا ہے اور نوں طبقہ میں شمار کرتے ہوئے وفات ۲۰۵ھ میں نقل کی ہے نیز ایک قول ۲۰۰ھ کا بھی لکھا ہے۔

۷۔ محمد بن مُصعب :- یہ محمد بن محمد بن مُصعب الصوريّ ہیں۔ ابن ابی

حاتم نے ان کو ثقہ صدوق کہا ہے۔ حافظ نے ان کا لقب وحشی لکھا ہے اور ان کو صدوق راوی لکھ کر

گیارہویں طبقہ میں شمار کیا اور وفات ۲۶۰ھ کے بعد بتائی ہے۔

۸۔ عبد اللہ :- یہ عبد اللہ بن یوسف أبو محمد الکلاعیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۸۲۳)۔

۹۔ سعید :- یہ سعید بن عبد العزیز التنوخیّ أبو محمد الدمشقيّ ہیں۔ دیکھیں

حدیث نمبر (۳۵۰)۔

۱۰۔ عطیة :- یہ عطیة بن قیس الکلابیّ أو الکلاعیّ أبو یحییٰ الحمصیّ ہیں۔ حافظ

نے ان کو ثقہ مُقری لکھا اور تیسرے طبقہ میں قرار دیتے ہوئے وفات سو سال سے زیادہ کی عمر پانے کے

بعد ۱۲۱ھ میں بتائی ہے۔

۱۱۔ قَرعة :- یہ قَرعة بن یحییٰ ويقال بن الأسود البصريّ ہیں۔ عجل نے ان کو ثقہ تابعی

کہا ہے، ابن خراش نے صدوق اور حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۱۲۔ أبو سعید: آپ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت سعد بن مالک بن سنان بن عبید الأنصاری أبو سعید الخدری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵)۔

۱۳۔ زاد محمود: یہ محمود بن خالد بن أبي خالد بن يزيد السلمي أبو عليّ الدمشقي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹۱)۔

۱۴۔ قال بشر: یہ بشر بن بكر التیسی أبو عبد الله البجلي الدمشقي ہیں۔ دیکھیں اسی حدیث میں نمبر (۶) پر۔

۱۵۔ لم يقل محمود: یہ محمود بن خالد بن أبي خالد بن يزيد السلمي أبو عليّ الدمشقي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹۱)۔

الحديث / ۷ ۴ ۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا: اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلَهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۷ ۴ ۸: فرمایا امام الوداد نے کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن مسلمہ نے انہوں نے نقل کیا مالک سے انہوں نے سُمی سے انہوں نے ابو صالح السمان سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم کہو اللہم ربنا لک الحمد کیونکہ واقعہ یہ ہے کہ جس کا قول بھی فرشتوں کے قول سے لڑ جائے گا (یعنی موافق و ساتھ ہو جائے گا) تو اس کے سابقہ گناہوں کو بخش دیا جائے گا (مطلب یہ ہے کہ جب

امام سمع اللہ لمن حمدہ کہتا ہے تو فرشتے اللہم ربنا لک الحمد کہتے ہیں اس لئے اے لوگوں تم بھی اس وقت یہی کہا کرو کیونکہ فرشتوں کے ساتھ ساتھ اور اس وقت جو بھی ان کلمات کو کہے گا تو اس کے گناہ معاف کر دئے جائیں گے۔

نوٹس:- سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ اس حدیث میں جن گناہوں کو بخشے جانے کی بات مذکور ہے وہ صغیرہ گناہ ہیں کیونکہ کبائر کی معافی کے لئے تو توبہ ہی ضروری ہے۔ اور یہ جو فرشتوں کے قول سے موافقت کی بات مذکور ہے تو اس کا مطلب ہے انہیں کلمات کو کہنا اور اسی وقت میں کہنا۔ لیکن ابنِ حبان وغیرہ کا کہنا ہے کہ اس موافقت سے اخلاص و خشوع کی موافقت مراد ہے۔ اور اس حدیث میں جو فرشتوں کا ذکر ہے تو اس سلسلہ میں کئی قول ہیں (۱) اس سے وہ فرشتے مراد ہیں جو اس نماز میں حاضر ہوتے ہیں (۲) اس سے حفظہ فرشتے مراد ہیں (۳) اور کچھ حضرات کا کہنا ہے کہ اس سے تمام فرشتے مراد ہیں۔

واضح رہے کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ امام کو صرف سمع اللہ لمن حمدہ کہنا چاہئے اور مقتدی کو صرف ربنا لک الحمد چنانچہ اسی سے استدلال کرتے ہوئے امام ابوحنیفہ اور امام مالک وغیرہ اسی کے قائل ہیں۔ (یہ مسئلہ نہایت مختلف فیہ ہے اس لئے تفصیلات کے لئے مطوالات ہی کی طرف رجوع فرمائیں)۔

## تعارف رجالِ حدیث (۸۴۷)

۱۔ عبد اللہ:- یہ عبد اللہ بن مسلمہ بن قعب القعنبی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱)۔

۲۔ مالک:- یہ مشہور امام فقہ مالک بن انس الأصبحی الحمیری المدنی

ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲)۔

۳۔ سُمِّيَ:۔ یہ سُمِّيَ مولیٰ ابی بکر بن عبدالرحمن ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۸۶) اور (۳۰۱)۔

۴۔ أبو صالح:۔ یہ أبو صالح ذکوان السَّمان الزَّیَّات الغطفانی المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

۵۔ أبو هريرة:۔ آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت عبدالرحمن بن صخر الدوسی أبو هريرة الیمانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

الحديث/ ۸ ۴ ۸- حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ عَمَّارٍ أَخْبَرَنَا أَسْبَاطُ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عَامِرٍ، قَالَ: ((لَا يَقُولُ الْقَوْمُ خَلْفَ الْإِمَامِ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمَدَهُ، وَلَكِنْ يَقُولُونَ: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۸ ۴ ۸:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا بشر بن عمار نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی اسباط نے انہوں نے نقل کیا مطرف نے عامر سے (یہ کہ انہوں نے) فرمایا نہ کہیں لوگ امام کے پیچھے سمع اللہ لمن حمدہ اور لیکن کہیں وہ (یعنی مقتدی امام کے پیچھے صرف) ربنا لک الحمد۔

نوٹس:۔ واضح رہے کہ یہ اثر موافق ہے اُن لوگوں کے (جن میں سے امام ابوحنیفہؒ بھی ہیں) جو اس بات کے قائل ہیں کہ رکوع سے اٹھتے وقت امام صرف سمع اللہ لمن حمدہ کہے اور مقتدی صرف ربنا لک الحمد کہیں۔ اور یہ تو پہلے ہی بتایا جا چکا ہے کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اسلئے تفصیلات کے لئے مطولات کا مطالعہ فرمائیں۔

## تعارف رجالِ حدیث (۸۴۸)

۱۔ بشر بن عَمَّار :- یہ بشر بن عَمَّار القُھُستَانی ہیں۔ ابنِ حَبَّان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور حافظؒ نے ان کو صدوق راوی لکھ کر دسویں طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۲۔ اَسْبَاط :- یہ اَسْبَاط بن محمد بن عبد الرحمن مولی السائب بن یزید أبو محمد الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۰۰)۔

۳۔ مُطَرَف :- یہ مُطَرَف بن طریف الحارثی أبو بکر أو أبو عبد الرحمن الکوفی ہیں۔ عَجَلی نے ان کے بارے میں صالح الکتاب ثقہ ثبت فی الحدیث ما یدکر عنه إلا الخیر کہا ہے، عثمان بن ابی شیبہ نے ثقہ صدوق و لیس بثبت کہا ہے، احمد، ابو حاتم اور ابنِ مدینی نے ان کی توثیق کی ہے اور حافظؒ نے ان کو ثقہ فاضل محدث لکھ کر صغارِ سادسہ میں سے قرار دیا ہے اور وفات ۱۴۱ھ یا ۱۴۲ھ میں لکھی ہے۔

۴۔ عامر :- یہ عامر بن شراحیل الشعبي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸۵)۔

## (۱۴۶) بَابُ الدُّعَاءِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

(۱۴۶) دونوں سجدوں کے درمیان دعاء کا بیان (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ دونوں سجدوں کے درمیان کونسی دعاء پڑھنی چاہئے)۔

الحديث/ ۹ ۸۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعُودٍ أَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ

أَخْبَرَنَا كَامِلٌ أَبُو الْعَلَاءِ حَدَّثَنِي حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ كَانَ يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي

وَارْحَمْنِي وَعَافِنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۴۹ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن مسعود نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی زید بن جُباب نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابوالعلاء کامل نے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا حبیب بن ابی ثابت نے انہوں نے نقل کیا سعید بن جبیر سے انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان فرمایا کرتے تھے (یعنی یہ دعاء پڑھا کرتے تھے) اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَعَافِنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي۔

نوٹس :- دونوں سجدوں کے درمیان ذکر و دعاء کے سلسلہ میں اور بھی بہت سی احادیث مروی ہیں مثلاً ترمذی شریف میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان یہ دعاء پڑھا کرتے تھے ”اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاجْبُرْنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي“ نسائی اور ابن ماجہ میں حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان یہ دعاء پڑھا کرتے تھے ”رَبِّ اغْفِرْ لِي رَبِّ اغْفِرْ لِي“ اور ابن ماجہ میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ رات کی نماز میں دونوں سجدوں کے درمیان یہ دعاء پڑھا کرتے تھے ”رَبِّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاجْبُرْنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي وَارْفَعْنِي“۔

### تعارف رجالِ حدیث (۸۴۹)

۱۔ محمد :- یہ محمد بن مسعود بن یوسف النیسابوری ابو جعفر العجمیّ نزیل طَرُوسُ والمَصِيصَة ہیں۔ مسلمہ بن قاسم نے ان کو عالم بالحديث کہا ہے، خطیب نے ان کی توثیق کی ہے اور حافظؒ نے ان کو ثقہ عارف لکھ کر گیارہویں طبقہ میں شمار کیا اور وفات ۲۴۲ھ میں بتائی



ہے۔ واضح رہے کہ صاحب المنہل نے ان کی وفات ۲۴۰ھ میں نقل کی ہے۔

۲- زید:۔ یزید بن الحُبَاب بن الرِّیَان أبو الحسین العُکَلِّیّ الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۶)۔

۳- کامل:۔ یہ کامل بن العلاء السعدیّ أبو العلاء التمیمیّ ہیں۔ یعقوب بن سفیان اور ابنِ معین نے ان کی توثیق کی ہے، نسائی نے لیس بالقویّ ولا بأس بہ کہا ہے، ابنِ حبان نے لکھا ہے کہ یہ سندیں الٹ پلٹ دیتے ہیں، مراسیل کو اس طرح مرفوع کر کے بیان کرتے ہیں کہ پتہ نہیں لگ پاتا اس لئے ان کی احادیث سے احتجاج و استدلال باطل و غیر صحیح ہے اور حافظ نے ان کو غلطی کا شکار ہونے والے صدوق راوی لکھ کر ساتویں طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۴- حَبِیب:۔ یہ حَبِیب بن اَبی ثابت قیس بن دینار الأُسَیّیّ أبو یحییٰ الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۷)۔

۵- سعید بن جُبیر:۔ یہ سعید بن جُبیر بن هشام الأُسَیّیّ الوالِیّیّ أبو محمد أو أبو عبد اللہ الکوفیّ الإمام ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۳)۔

۶- ابنِ عَبَّاس:۔ آپ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب القرشیّ الهاشمیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

(۱۴۷) بَابُ رَفْعِ النِّسَاءِ إِذَا كُنَّ مَعَ الْإِمَامِ رُؤُوسَهُنَّ مِنَ السَّجْدَةِ

(۱۴۷) عورتوں کے اپنے سروں کو سجدہ سے اٹھانے کا بیان جب وہ امام کے ساتھ ہوں (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ جب عورتیں مردوں کے ساتھ امام کے پیچھے نماز پڑھ رہی ہوں تو اپنے سروں کو سجدہ سے کب اور کیسے اٹھائیں)۔

الحديث / ۸۵۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَوَكِّلِ الْعَسْقَلَانِيُّ أَخْبَرَنَا

عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَتَانَا مَعْمَرٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسْلِمٍ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنْ مَوْلَى لِأَسْمَاءَ ابْنَةِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَسْمَاءَ ابْنَةِ أَبِي بَكْرٍ، قَالَتْ: ((سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ كَانَ مِنْكُمْ تَوْمِنٌ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا تَرْفَعُ رَأْسَهَا حَتَّى يَرْفَعَ الرَّجُلُ رُؤُوسَهُمْ كَرَاهِيَةً أَنْ يَرَيْنَ مِنْ عَوْرَاتِ الرِّجَالِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۵۰ :- فرمایا امام الہوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن متوکل عسقلانی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبدالرزاق نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی معمر نے انہوں نے نقل کیا زہری کے بھائی عبداللہ بن مسلم سے انہوں نے حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کے آزاد کردہ سے انہوں نے (اپنی آقاء) حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ جو (عورت) تم میں سے اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو (واضح رہے کہ یہ جملہ غالباً آپ ﷺ نے اس کے بعد دئے جانے والے حکم کی اہتمام شان اور ان عورتوں کو اس کی مخالفت نہ کرتے ہوئے اس کی بجا آوری پر آمادہ و براہیجنتہ کرنے کے لئے فرمایا ہے۔ بہر کیف آپ ﷺ نے فرمایا جسے اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان ہو وہ) نہ اٹھائے (سجدہ سے) اپنا سر یہاں تک کہ مرد اپنے سروں کو (سجدہ سے) اٹھا چکیں، اس بات کے ناپسند ہونے (اور کرنے کی) وجہ سے کہ دیکھ لیں وہ (یعنی عورتیں) مردوں کے ستروں کو۔

نوٹس :- واضح رہے کہ یہ جو آخری جملہ ہے یعنی ”کراہیۃ أن یرین من عورات الرجال“ اس کے بارے میں شراح حضرات نے دو باتیں لکھی ہیں (۱) یہ حدیث کا جزء ہے اور آپ ﷺ کا فرمایا ہوا جملہ ہے (۲) یہ حضرت اسماءؓ کا کلام ہے یعنی مُدْرَج فی الحدیث جملہ ہے اور انہوں نے آپ ﷺ کے اس حکم کی علت وجہ کو واضح کرنے کے لئے یہ جملہ فرمایا ہے یعنی آپ ﷺ نے جو

عورتوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ مردوں کے سر اٹھانے سے پہلے سجدہ سے اپنا سر نہ اٹھائیں اس کی وجہ یہ تھی کہ اگر وہ ایسا کریں گی تو مردوں کے ستر پر ان کی نگاہ پڑ سکتی ہے۔

اور صاحبِ المنہل نے فقہ الحدیث کے عنوان سے لکھا ہے کہ اس حدیث سے اس بات کا جواز معلوم ہو رہا ہے کہ عورتیں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں آ سکتی ہیں۔ لیکن واضح رہے کہ اس کے لئے فتنہ و فساد سے امن و امان اور حفاظت ضروری ہے۔۔۔ اور صاحبِ بذل نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں جو عورتوں کے لئے مردوں سے پہلے سر اٹھانے کی نہی و ممانعت مذکور ہے وہ اس زمانہ کے ساتھ مخصوص تھی جب قلتِ ثياب اور ضیقِ مکان کا لوگوں کو سامنا تھا لیکن آج جب حالات بدل چکے ہیں تو یہ حکم باقی نہیں رہا کیونکہ جو حکم کسی عارض و سبب کی بناء پر دیا جاتا ہے وہ حکم اس عارض و سبب کے نہ ہونے اور ختم ہونے پر ختم ہو جاتا ہے لہذا یہ حکم بھی اب نہیں رہا۔ اسی بات کو کچھ شرح حضرات نے اس طرح لکھا ہے کہ حدیث شریف میں مذکور یہ حکم اس وقت کا ہے جب مردوں اور عورتوں کے درمیان کوئی حائل و آڑ نہ ہو اس لئے کہ اس حکم کی علت و وجہ ہے احتمالِ کشفِ ستر اور آڑ اور حائل ہونے کی شکل میں اس کا امکان نہیں ہے لہذا اس وقت یہ حکم بھی نہیں ہوگا۔

### تعارف رجالِ حدیث (۸۵۰)

۱۔ محمد:- یہ محمد بن المتوکل بن عبدالرحمن بن حسان أبو عبد اللہ الهاشمی العسقلانی المعروف بابن أبي السريّ ہیں۔ ابنِ معین نے ان کی توثیق کی ہے، ابوحاتم نے ان کو لیسن الحدیث کہا ہے، ابنِ عدی نے کثیر الغلط، مسلمہ نے کثیر الوهم لا بأس به اور حافظ نے ان کے بارے میں صدوق عارف، له أوہام کثیرہ لکھا ہے نیز دسویں طبقہ میں شمار کرتے ہوئے وفات ۲۳۸ھ میں لکھی ہے۔

۲۔ عبدالرزاق:- یہ عبدالرزاق بن ہمام بن نافع الحِمیری أبو بکر الصنعانی

ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷)۔

۳۔ مَعْمَر:۔ یہ مَعْمَر بن راشد الأزدیّ أبو عروۃ البصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲۷)۔

۴۔ عبد اللہ:۔ یہ عبد اللہ بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب الزہریّ أبو محمد المدنیّ أخو الإمام الزہریّ ہیں۔ ابن سعد نے ان کو ثقہ قلیل الحدیث لکھا ہے، نسائی نے ثقہ ثبت، ابن معین اور عثمان دارمی نے ان کی توثیق کی ہے اور حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر تیسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے نیز لکھا ہے مات قبل أخیه۔

۵۔ مولیٰ لأسماء:۔ زیادہ تر شرح حضرات نے تو ان کو مجہول لکھا ہے مگر حافظ نے لکھا ہے کہ ممکن ہے یہ عبد اللہ بن کیسان التیمیّ أبو عمر المدنیّ مولیٰ أسماء بنت ابی بکر ہوں، نیز ان کو ثقہ راوی لکھ کر تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۶۔ أسماء:۔ آپؓ أسماء بنت ابی بکر الصدیقؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۶۰)۔

(۱۴۸) بَابُ طُولِ الْقِيَامِ مِنَ الرُّكُوعِ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

(۱۴۸) رکوع سے اٹھکر (قومہ میں) طول کرنے اور دونوں سجدوں کے درمیان

(قعود و جلسہ کو طویل کرنے) کا بیان (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ رکوع

سے اٹھکر کتنی دیر کھڑا رہنا اور دونوں سجدوں کے درمیان کس قدر بیٹھنا چاہئے)۔

الحديث / ۸۵۱ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ

عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْبَرَاءِ: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ سُجُودَهُ وَرُكُوعَهُ

وَقُعُودَهُ وَمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَرِيبًا مِّنَ السَّوَاءِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۵۱ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا حفص بن عمر نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی شعبہ نے انہوں نے نقل کیا حکم سے انہوں نے ابن ابی لیلیٰ سے انہوں نے حضرت براء بن عازبؓ سے (یہ کہ انہوں نے بیان کیا کہ) رسول اللہ ﷺ کا سجدہ، رکوع، اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا (یعنی جلسہ) تقریباً (سب) برابر ہوتے تھے (یعنی جتنی دیر میں آپ ﷺ سجدہ، یا رکوع کرتے تقریباً اتنی ہی دیر یا اس سے کچھ کم دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھتے اور جلسہ فرماتے تھے)۔

نوٹس :- اس حدیث شریف میں جو ”وقعودہ اور مابین السجدتین کے درمیان واو“ ہے یہ اکثر نسخوں میں تو ایسے ہی ہے یعنی واو ہے لیکن بعض نسخوں میں یہ واو نہیں ہے۔ اور جن نسخوں میں واو نہیں ہے اس کے اعتبار سے تو مطلب بالکل ظاہر و واضح ہے یعنی قعود سے دونوں سجدوں کے درمیان کا جلسہ مراد ہے۔ لیکن جن نسخوں میں واو ہے ان کے اعتبار سے قعود سے مراد ہوگا تشہد اول کے لئے بیٹھنا یا تسلیم و انصراف کے درمیان جلسہ و قعود۔ اور بعض حضرات کا یہ بھی کہنا ہے کہ یہ واو بعض نسخوں نے بڑھایا ہے بخاری وغیرہ کی روایت کو دلیل بناتے ہوئے۔ (واضح رہے کہ شراح حضرات نے اس حدیث اور آنے والی حدیث کے تحت بڑی تفصیل سے لکھا ہے جس کو وہیں پر دیکھ لینا بہتر ہے)۔

## تعارف رجال حدیث (۸۵۱)

۱- حفص :- یہ حفص بن عمر بن الحارث الأزدي النمري أبو عمرو الحوضي البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۳)۔

۲- شعبہ :- یہ شعبہ بن الحجاج بن الورد العتكي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵)

اور (۲۳)۔

۳۔ الحکم:۔ یہ الحکم بن عتیبہ أبو محمد الکندی الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۷)۔

۴۔ ابن ابی لیلیٰ:۔ یہ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ الأنصاری المدنی أبو عیسیٰ الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱۵)۔

۵۔ البراء:۔ آپؐ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت براء بن عازب بن الحارث الأنصاری أبو عمارۃ أو أبو عمرو الأوسی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۹) اور (۱۸۴)۔

الحديث / ۲ ۵۸ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ أَنَسٍ وَحُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: ((مَا صَلَّيْتُ خَلْفَ رَجُلٍ أَوْ جَزَّ صَلَاةً مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي تَمَامٍ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ قَامَ حَتَّى نَقُولَ قَدْ أَوْهَمَ ثُمَّ يُكَبِّرُ وَيَسْجُدُ، وَكَانَ يَقْعُدُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ حَتَّى نَقُولَ قَدْ أَوْهَمَ))..

ترجمہ حدیث نمبر / ۲ ۵۸:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا موسیٰ بن اسماعیل نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی حماد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ثابت اور حمید نے (اُن دونوں نے نقل کیا) حضرت انس بن مالکؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا نہیں نماز پڑھی میں نے کسی آدمی کے پیچھے تمام (وکمل) ہونے کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ (کی نماز) سے زیادہ مختصر (یعنی آپؐ کی نماز مختصر تو ہوتی مگر اس میں ارکان و سنن کی پوری رعایت ہوتی تھی) اور رسول اللہ ﷺ جب (رکوع سے فارغ ہو کر کھڑے ہوتے اور) سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے تو کھڑے رہتے

(یعنی قومہ میں اتنا طویل قیام فرماتے) کہ ہم سمجھتے کہ آپ ﷺ بھول گئے، پھر آپ ﷺ تکبیر کہتے اور سجدہ فرماتے، اور دونوں سجدوں کے درمیان آپ ﷺ (اتنے اطمینان سے بیٹھتے، دم لیتے اور دعاء کرتے) کہ ہم سمجھتے کہ آپ ﷺ بھول گئے۔

نوٹس:- واضح رہے کہ اس حدیث کے تحت شرح حضرات نے بڑی تفصیل لکھی ہے جس کو مطولات میں دیکھا جاسکتا ہے۔ تاہم اتنا یہاں پر بھی ذہن میں رکھیں کہ اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ نماز کو نہایت اعتدال و اطمینان کے ساتھ ادا کرنا چاہئے۔ نیز ائمہ حضرات کے لئے یہ ہدایت بھی ہو رہی ہے کہ جب وہ نماز پڑھائیں تو مختصر اور چھوٹی چھوٹی سورتوں کی قراءت کر کے نماز پڑھائیں تاکہ نماز مختصر ہو لیکن ارکان و سنن کی رعایت کرنے کا لحاظ بھی ضرور رکھیں۔

### تعارف رجال حدیث (۸۵۲)

۱۔ موسیٰ:- یہ موسیٰ بن اسماعیل المنقری النبوذکی البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۲۔ حماد:- یہ حماد بن سلمة بن دینار أبو سلمة البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث (۳)۔

۳۔ ثابت:- یہ ثابت بن أسلم البنانی أبو محمد البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲۰۱)۔

۴۔ حمید:- یہ حمید بن أبي حمید أبو عبیدة الطویل الخزاعی البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۴)۔

۵۔ أنس بن مالک:- آپؓ مشہور صحابی اور خادمِ رسول ﷺ حضرت أنس بن مالک بن النضر الأنصاری أبو حمزة الخزرجی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴) اور (۱۹)۔

الحديث/ ۸۵۳- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَأَبُو كَامِلٍ - دَخَلَ حَدِيثُ أَحَدِهِمَا

فِي الْآخِرِ - قَالَا أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: ((رَمَقْتُ مُحَمَّدًا ﷺ - وَقَالَ أَبُو كَامِلٍ - رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الصَّلَاةِ فَوَجَدْتُ قِيَامَهُ كَرُكْعَتِهِ وَسَجْدَتِهِ وَاعْتِدَالَهُ فِي الرُّكْعَةِ كَسَجْدَتِهِ وَجَلْسَتَهُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ، وَسَجْدَتَهُ مَا بَيْنَ التَّسْلِيمِ وَالْإِنْصِرَافِ قَرِيبًا مَنِ السَّوَاءِ)).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ مُسَدَّدٌ: ((فَرَكْعَتَهُ وَاعْتِدَالَهُ بَيْنَ الرُّكْعَتَيْنِ فَسَجْدَتَهُ فَجَلْسَتَهُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ فَسَجْدَتَهُ فَجَلْسَتَهُ بَيْنَ التَّسْلِيمِ وَالْإِنْصِرَافِ قَرِيبًا مَنِ السَّوَاءِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۵۳ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا مسدداور

ابو کامل نے۔ داخل ہو گئی ہے ان میں سے ایک کی حدیث دوسرے کی حدیث میں۔ واضح رہے کہ صاحب بذل نے تو اس عبارت کا مطلب یہ لکھا ہے کہ مصنفؒ ان الفاظ میں یہ بتانا چاہ رہے ہیں کہ ان دونوں حضرات کی حدیث کے الفاظ الگ الگ ہمیں محفوظ یاد نہیں ہیں اور آگے جو حدیث ہم ذکر کر رہے ہیں اس میں ان دونوں حضرات کے الفاظ ہیں یعنی کچھ مسدّد کے اور کچھ ابو کامل کے۔ لیکن صاحب المنہل نے اس مطلب کو نہیں مانا ہے چنانچہ لکھا ہے کہ اس کا مطلب ہے من حیث المعنی ایک کی حدیث دوسرے کی حدیث میں داخل ہے کیونکہ الفاظ تو مصنفؒ نے دونوں کی حدیث کے ذکر اور نقل کئے ہی ہیں بہر کیف ان دونوں حضرات نے ہم سے حدیث بیان کرتے وقت (کہا کہ ہمیں خبر دی ابو عوانہ نے انہوں نے نقل کیا عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے انہوں نے حضرت براء بن عازبؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں نے (ایک مرتبہ بالقصد اور بالارادہ) دیکھا محمد ﷺ کو نماز میں (یعنی



آپ ﷺ کو نماز پڑھنے کی حالت میں بالقصد دیکھاتا کہ یہ جان سکوں کہ آپ ﷺ ارکانِ نماز کو کتنی کتنی دیر میں ادا کرتے ہیں) اور کہا ابوکامل نے رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ فِي الصَّلَاةِ (مصنف نے ان الفاظ سے یہ بتایا ہے کہ ہمارے شیخ مسدد نے تو اپنی روایت میں رمقت محمدًا ﷺ فِي الصَّلَاةِ کہا تھا لیکن ہمارے دوسرے شیخ ابوکامل نے رمقت رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ فِي الصَّلَاةِ کہا تھا۔ بہر کیف آگے دونوں ہی نے اپنی روایت میں بیان کیا کہ حضرت براء بن عازبؓ نے فرمایا کہ جب میں نے آپ ﷺ کی حالتِ صلاۃ دیکھی (تو پایا میں نے آپ ﷺ کے قیام (یعنی قراءت کی لئے قیام کی مقدار) کو مثل آپ ﷺ کے رکوع اور سجدہ کے (یعنی رکوع اور سجدہ دونوں جتنی دیر میں فرماتے اتنی دیر قراءت کے لئے قیام فرماتے۔ اور اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ کا قیام للقراءة اتنا ہوتا تھا جتنا کہ رکوع یا سجدہ ہوتا یعنی قیام، رکوع اور سجدہ تینوں تقریباً برابر سرابریں ہوتے تھے۔ آگے حضرت براءؓ بیان کر رہے ہیں کہ) اور (پایا میں نے) آپ ﷺ کے اعتدال کو رکوع میں آپ ﷺ کے سجدہ کی طرح (یعنی آپ ﷺ رکوع سے اٹھنے کے بعد قومہ میں اتنے اعتدال واطمینان سے کھڑے ہوتے اور رہتے جس کی مقدار تقریباً سجدہ کی مقدار کے برابر ہوتی۔ آگے حضرت براءؓ بیان کرتے ہیں) اور (پایا میں نے) آپ ﷺ کے دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کو (یعنی دونوں سجدوں کے بیچ کے جلسہ کو) اور آپ ﷺ کے (دوسرے) سجدہ (کی مقدار) کو (اور) نماز کا سلام پھیرنے اور (نماز کی جگہ سے) منتقل ہونے (اور بیٹھنے) کے درمیان (بیٹھنے) کو تقریباً برابر سرابریں (یعنی آپ ﷺ کا دوسرا سجدہ، دونوں سجدوں کے درمیان کا جلسہ اور سلام پھیرنے کے بعد نماز کی جگہ سے بیٹھنے کا وقفہ تینوں کام تقریباً برابر برابر کے اوقات پر مشتمل ہوتے۔ نیز واضح رہے کہ مابین التسليم والانصراف کا ایک مطلب شراح حضرات نے سجدہ سہو بھی لکھا ہے یعنی دوسرا سجدہ، دونوں سجدوں کے درمیان کا جلسہ اور سجدہ سہو اگر ہوتا تو یہ تینوں کام تقریباً برابر برابر کے وقت میں ہوتے تھے)۔

فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ کہا مسددؒ نے (یعنی مسددؒ نے اپنی روایت میں یہ کہا کہ بیان کیا حضرت براء بن عازبؓ نے کہ میں نے آپ ﷺ کی نماز کو بالقصد اور بغور دیکھا تو پایا میں نے آپ ﷺ کے قیام) اور آپ ﷺ کے رکوع اور رکوع وسجدہ کرنے کے درمیان (یعنی قومہ) میں اعتدال کو نیز آپ ﷺ کے (پہلے) سجدہ اور دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ اور (دوسرے) سجدہ اور سلام پھیرنے اور لوگوں کی طرف متوجہ ہونے (یا نماز کی جگہ سے منتقل ہونے) کے درمیان کے بیٹھنے کو تقریباً برابر سرائے۔

نوٹس:- واضح رہے کہ قال مسدد الخ کی عبارت سے مصنفؒ نے اپنے شیخ ابوکامل اور دوسرے شیخ مسددؒ کی روایت کے درمیان کے اختلاف کو واضح کیا ہے جس کے ذریعہ ابوکامل کی روایت کی تشریح و وضاحت بھی ہو گئی ہے کیونکہ ابوکامل کی روایت میں ”وسجدته مابین التسليم والانصراف“ کے الفاظ ذرا مبہم تھے اور حذف ماننا پڑا تھا مسددؒ کی روایت کے الفاظ سے ان کا ابہام بھی ختم ہو گیا اور جو محذوف ماننا پڑا تھا یعنی وجلسه کے الفاظ کو اس کی تائید بھی ہو گئی۔

اور صاحب المنہل نے اس حدیث کے تحت فقہ الحدیث کے عنوان سے لکھا ہے کہ اس حدیث میں تخفیف قراءت کی دلیل ہے کیونکہ جب ہی تو قیام و رکوع اور سجدہ وغیرہ تقریباً برابر سرائے ہو سکتے ہیں۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی پتہ لگ رہا ہے کہ نمازی کو رکوع وسجدہ خوب اطمینان سے کرنا چاہئے نیز رکوع وسجدہ سے اٹھنے کے بعد یعنی قومہ اور جلسہ میں خوب اچھی طرح اعتدال کرنا چاہئے۔۔۔۔۔

اور نوویؒ نے لکھا ہے کہ یہ حدیث بعض خاص احوال و اوقات پر محمول ہے اس لئے کہ بہت سی احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا قیام طویل ہوتا تھا مثلاً ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ صبح کی نماز میں ساٹھ سے لیکر سو آیتوں تک قراءت فرماتے اور ظہر میں آتم تنزیل السجدة کی قراءت فرماتے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے مغرب میں سورۃ طور اور مرسلات کی قراءت

کی۔ الغرض اس طرح کی تمام احادیث سے چونکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا قیام رکوع وغیرہ کے مقابلہ میں طویل ہوتا تھا اس لئے اس زیرِ تشریح روایت کا تعلق مخصوص احوال اور بعض اوقات سے ہی مانا جائے گا۔ (واضح رہے کہ صاحبِ بذل نے اس حدیث کے تحت بڑی تفصیل لکھی ہے جس کو وہیں دیکھ لیا جائے)۔

### تعارف رجالِ حدیث (۸۵۳)

۱۔ مسدد:۔ یہ مسدد بن مسرہد بن مسرہل الأسدی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲)۔

۲۔ أبو کامل:۔ یہ أبو کامل فضیل بن حسین بن طلحة الجحدري البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۴)۔

۳۔ أبو عوانة:۔ یہ الوضاح بن عبد اللہ الشکري أبو عوانة الواسطي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۳)۔

۴۔ ہلال:۔ یہ ہلال بن أبي حميد ويقال ابن حميد الجهني أبو عمر الكوفي ہیں۔ نسائی اور ابنِ معین نے ان کی توثیق کی ہے، ابوداؤد نے ان کے بارے میں لا بأس بہ کہا ہے اور حافظ نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ ہلال بن أبي حميد أو ابن حميد أو ابن مقلاص أو ابن عبد الله الجهني أبو الجهم الصيرفي الوزان الكوفي ہیں۔ نیز لکھا ہے کہ ان کے باپ کے نام اور ان کی کنیت کے بارے میں مذکورہ اقوال کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں۔ اور ان کو ثقہ راوی لکھ کر چھٹے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۵۔ عبد الرحمن:۔ یہ عبد الرحمن بن أبي ليلى الأنصاري المدني أبو عيسى الكوفي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱۵)۔

۶۔ البراء بن عازب:۔ آپؓ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت البراء بن عازب بن

الحارث الأنصاريّ أبو عمارة أو أبو عمرو الأوسيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۹) اور (۱۸۴)۔

۷۔ قال أبوداؤد: یہ مؤلف کتاب الإمام سليمان بن الأشعث أبوداؤد السجستانيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

(۱۴۹) بَابُ صَلَاةٍ مَنْ لَا يُقِيمُ صَلَاتَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ  
(۱۴۹) اُس شخص کی نماز کا بیان جو اپنی پیٹھ کو ٹھیک نہ کرے رکوع اور سجدہ میں  
(یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ جو شخص اچھی طرح ٹھیر کر پورے طور پر رکوع اور سجدہ نہ کرے تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے)۔

الحديث / ۸۵۴ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ النَّمِرِيُّ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ  
سُلَيْمَانَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ، قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تُجْزَىٰ صَلَاةُ الرَّجُلِ حَتَّىٰ يُقِيمَ ظَهْرَهُ فِي الرُّكُوعِ  
وَالسُّجُودِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۵۴: فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا حفص بن عمر نمری نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی شعبہ نے انہوں نے روایت کیا سلیمان سے انہوں نے عمارہ بن عُمر سے انہوں نے ابو معمر سے انہوں نے حضرت ابو مسعود بدریؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے لا تجزى الخ یعنی نہیں صحیح ہوتی آدمی کی نماز جب تک وہ رکوع اور سجدہ میں اپنی پیٹھ کو سیدھا نہ کرے (یعنی اطمینان کے ساتھ رکوع و سجدہ نہ کرے)۔

نوٹس:- اس حدیث شریف میں تعدیل ارکان کا مسئلہ مذکور ہے اور یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اس لئے تفصیلات تو موطولات میں ہی دیکھیں تاہم اتنا یہاں پر بھی ذہن میں رکھیں کہ ابنِ رسلان نے بحوالہ ابنِ العربی لکھا ہے کہ اسی حدیث کی بناء پر شافعیؒ، احمدؒ، مالکؒ اور اسحاقؒ تعدیل ارکان کو فرض کہتے ہیں، احناف میں سے ابو یوسفؒ بھی اسی کے قائل ہیں لیکن ابو حنیفہؒ اور محمدؒ اس کی فرضیت کے قائل نہیں ہیں، اور یہی اختلاف قومہ اور دونوں سجدوں کے درمیان کے جلسہ میں بھی ہے۔

### تعارف رجال حدیث (۸۵۴)

۱- حفص:- یہ حفص بن عمر بن الحارث الأزدي النمري أبو عمرو الحوذي البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۳)۔

۲- شعبہ:- یہ شعبہ بن الحجاج بن الورد العتکي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵) اور (۲۳)۔

۳- سلیمان:- یہ سلیمان بن مهران الأسدي الكاهلي أبو محمد الکوفي الأعمش ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷)۔

۴- عمارہ:- یہ عمارہ بن عُمیر بن ثعلبة الکوفي التيمي ہیں۔ دیکھیں حدیث (۶۷۴)۔

۵- أبو معمر:- یہ عبد اللہ بن سَخْبَرَة الأزدي أبو معمر الکوفي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۷۴)۔

۶- أبو مسعود:- آپ عقیبة بن عمرو بن ثعلبة الأنصاري أبو مسعود البدری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۹۴)۔

الحديث/ ۸۵۵- حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ أَخْبَرَنَا أَنَسُ - يَعْنِي ابْنَ عِيَّاضٍ - ح.

وَأَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ -وَهَذَا لَقَطُ ابْنِ الْمُثَنَّى- حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَرَدَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهِ السَّلَامَ وَقَالَ: ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ، فَارْجِعَ الرَّجُلُ فَصَلَّى كَمَا كَانَ صَلَّى، ثُمَّ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ، ثُمَّ قَالَ: ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ، حَتَّى فَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ الرَّجُلُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَحْسَنُ غَيْرَ هَذَا فَعَلَّمَنِي. قَالَ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ مَا تيسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَعْتَدِلَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ اجْلِسْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا)).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ قَالَ الْقَعْنَبِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: وَقَالَ فِي آخِرِهِ: ((فَإِذَا فَعَلْتَ هَذَا فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُكَ وَمَا انْتَقَصَتْ مِنْ هَذَا شَيْئًا فَإِنَّمَا انْتَقَصَتْهُ مِنْ صَلَاتِكَ. وَقَالَ فِيهِ: إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوءَ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۵۵ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا تعنی

نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی انس۔ یعنی انس بن عیاض نے۔ تحویل سند (ایک اور سند) اور فرمایا امام

ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا ابنِ شنی نے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا تنکی بن سعید نے انہوں نے نقل کیا عبید اللہ سے۔ اور یہ ابنِ شنی کے الفاظ ہیں (یعنی مصنف جن الفاظ کو نقل و ذکر کریں گے وہ تعنی کے نہیں ہیں بلکہ ابنِ شنی کے ہیں۔ بہر حال عبید اللہ نے کہا کہ) مجھ سے بیان کیا سعید بن ابی سعید نے انہوں نے نقل کیا اپنے والد سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے یہ کہ (انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اتنے میں ایک شخص (بھی مسجد میں) آیا (واضح رہے کہ یہ شخص حضرت خلد بن رافع انصاریؓ تھے۔ اب اگر کسی کو یہ اعتراض ہو کہ یہ توجہ بدر میں شہید ہو چکے تھے یعنی ۲ھ میں تو پھر اس واقعہ کو حضرت ابو ہریرہؓ نے کیسے بیان کر دیا کیونکہ حضرت ابو ہریرہؓ نے تو ۷ھ میں اسلام قبول کیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے اس واقعہ کو ان صحابہؓ سے سنا ہوگا جنہوں نے یہ واقعہ دیکھا ہوگا اور پھر اس کو مرسل بیان کر دیا۔ نیز اگر کسی کو یہ اعتراض ہو کہ ترمذی کی روایت میں تو ردِ جل کی تفسیر کے طور پر کالبدیٰ مذکور ہے تو پھر یہ ردِ جل۔ خلد کیسے ہو سکتے ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ہیں تو خلد ہی اور ترمذی کی روایت میں تو کالبدیٰ کہا گیا ہے وہ اس وجہ سے کہا گیا ہے کہ انہوں نے بہت جلدی جلدی نماز پڑھی تھی یا اس وجہ سے کہا گیا ہے کہ ان کی بیعت ایک بدوی شخص کی سی تھی۔ بہر کیف اس شخص یعنی حضرت خلد بن رافعؓ نے مسجد میں آ کر دو رکعت نماز پڑھی (غالباً تحیۃ المسجد پڑھی ہوگی) اور پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر آپ ﷺ کو سلام کیا (واضح رہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کو سلام کرنے سے پہلے نماز اس لئے پڑھی تھی کیونکہ آپ ﷺ نے یہی حکم دیا تھا اس شخص کو جس نے تحیۃ المسجد پڑھنے سے پہلے آپ ﷺ کو سلام کیا تھا یعنی گویا آپ ﷺ نے حق اللہ کو حق رسول ﷺ پر مقدم رکھنے کا حکم دے رکھا تھا اس وجہ سے انہوں نے بھی ایسا کیا۔ بہر کیف) رسول اللہ ﷺ نے ان کے سلام کا جواب دیا (یعنی وعلیک السلام فرمایا) اور (اس کے بعد) فرمایا: واپس جاؤ اور نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی (یعنی تم نے کامل و مکمل نماز نہیں پڑھی ہے۔ یا

تم نے صحیح نماز نہیں پڑھی ہے) پس وہ شخص واپس گیا اور نماز پڑھی مثل اس کے جیسی کہ پڑھی تھی اور پھر نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر آپ ﷺ کو سلام کیا (یعنی جیسی نماز پہلی مرتبہ جلدی جلدی پڑھی تھی ویسے ہی دوبارہ پڑھ کر واپس آ کر سلام کیا۔ اور آپ ﷺ اس کی نماز کو ملا خطہ فرما رہے تھے) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو وعلیک السلام فرمایا (یعنی سلام کا جواب دیا اور) پھر (وہی) فرمایا واپس جا کر نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی، یہاں تک کہ (اُس شخص) نے وہی کیا تین مرتبہ (یعنی اسی طرح وہ شخص نماز پڑھ کر آیا اور آپ ﷺ کو سلام کیا اور اس کے بعد یعنی تیسری مرتبہ کے بعد) اُس شخص نے عرض کیا قسم اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو دین حق (دیکر اور سچا نبی بنا کر) بھیجا ہے نہیں اچھا کر سکتا میں اس کے علاوہ (یعنی میں اس کے علاوہ کسی اور طرح نماز پڑھنی نہیں جانتا) لہذا آپ ﷺ ہی مجھے سکھلا (اور بتلا) دیجئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا (کہ دیکھ اس طرح نماز پڑھا کر کہ) جب تو کھڑا ہو نماز کے لئے تو تکبیر (تحریمہ) کہہ پھر پڑھ قرآن کریم میں سے اتنا جتنا تجھے آسان ہو (یعنی جتنا تجھے یاد ہو اور تو پڑھ سکے اتنا پڑھ۔ واضح رہے کہ ان الفاظ سے استدلال کیا ہے اُن لوگوں نے جو سورہ فاتحہ پڑھنے کو نماز کا رکن نہیں کہتے۔ بہر کیف اس سے آگے آپ ﷺ نے فرمایا کہ) پھر رکوع کر (اور رکوع میں رہ) یہاں تک کہ تو اطمینان سے ہو جائے بحالت رکوع (یعنی خوب اطمینان و طمانینت کے ساتھ رکوع کر) پھر اٹھا (اپنے سر کو رکوع سے اور سیدھا کر اپنی پیٹھ کو) یہاں تک کہ اعتدال کے ساتھ ہو جائے تو بہ حالت قیام (یعنی قومہ میں بھی اعتدال و طمانینت کو ملحوظ رکھ) پھر سجدہ کر (یعنی سجدہ اولیٰ اور ایسا کر) کہ اطمینان کے ساتھ ہو جائے تو بہ حالت سجدہ (یعنی سجدہ میں بھی اطمینان و طمانینت کا خیال رکھ) پھر بیٹھ تو (دونوں سجدوں کے درمیان اور ایسا بیٹھ) کہ مطمئن ہو جائے تو بہ حالت جلوس (یعنی دونوں سجدوں کے درمیان کے جلسہ کو بھی اطمینان و طمانینت والا کر) پھر کر تو وہی اپنی پوری نماز میں (یعنی جو کچھ قیام و قراءت، رکوع و سجدہ وغیرہ تجھے ایک رکعت میں بتایا گیا ہے وہی تمام رکعتوں



میں کرسوائے تکبیر تحریمہ کے۔۔۔ واضح رہے کہ شوافع نے حدیث شریف کے اس جملہ سے استدلال کرتے ہوئے ہر ایک رکعت کے اندر قراءت کو فرض کہا ہے لیکن احناف یہ کہتے ہیں کہ اگر اس جملہ کے عموم سے آپ استدلال کرتے ہیں تو پھر تو تکبیر تحریمہ بھی ہر رکعت میں فرض ہوگی لیکن آپ اس کا یعنی تکبیر تحریمہ کا اس جملہ کے عموم سے استثناء کرتے ہیں لہذا جب آپ اس جملہ کے عموم سے تکبیر افتتاح کو خارج کر سکتے ہیں تو ہم فرضیت قراءت کو خارج کر سکتے ہیں یعنی آپ کو اس کے عموم کی وجہ سے ہر رکعت میں فرضیت قراءت کو بھی ثابت کرنے کا حق نہیں پہنچتا۔

اور فرمایا امام ابوداؤد نے کہ (ہمارے شیخ) قعنبی نے (ہم سے روایت بیان کرتے وقت سند میں سعید بن ابی سعید عن أبیہ عن أبي هريرة کی بجائے) سعید بن ابی سعید المقبري عن أبي هريرة کہا، نیز (متن کے اندر) اس کے (یعنی حدیث کے) آخر میں (یہ بھی) بیان کیا فإذا فعلت الخ یعنی جب تو یہ (اور ایسا) کر چکے تو تیری نماز مکمل ہوگئی اور جو تو نے اس میں سے کچھ کم کیا تو سمجھ لے کہ بے شک تو نے اپنی نماز میں سے کم کیا، نیز اس میں (یعنی اپنی حدیث میں یہ بھی) کہا کہ جب تو کھڑا ہو اپنی نماز کے لئے (یعنی جب تو نماز پڑھنے کا ارادہ کرے) تو مکمل کر وضوء کو (یعنی وضوء کو اس کے فرائض و سنن و آداب کی رعایت کے ساتھ کر۔۔۔ واضح رہے کہ مصنف نے ان الفاظ قال القعنبی الخ سے اپنے دونوں شیخ یعنی ابن مثنیٰ اور قعنبی کے سند و متن کے اختلاف کو بتانا چاہا ہے چنانچہ بتا دیا کہ ابن مثنیٰ کی سند و متن تو اوپر مذکور ہوگئی لیکن قعنبی نے سند کے اندر ایک تولفظ المقبري کا اضافہ کیا تھا جبکہ ابن مثنیٰ نے نہیں کیا تھا نیز سعید کے بعد ابن مثنیٰ نے عن أبي هريرة سے پہلے عن أبیہ کہا تھا لیکن قعنبی نے بغیر عن أبیہ کے ڈاکٹر عن أبي هريرة کہا تھا۔ اور متن کے اندر یہ فرق ہے کہ قعنبی نے إذا قمت إلى الصلاة کے بعد فأسبغ الوضوء بھی کہا تھا جبکہ ابن مثنیٰ نے یہ نہیں کہا تھا نیز قعنبی نے حدیث کے آخر میں فإذا فعلت الخ کے الفاظ بھی کہے تھے جبکہ ابن مثنیٰ نے نہیں کہے

(تھے۔)

نوٹس:- واضح رہے کہ اس حدیث شریف کے تحت شرح حضرات نے بڑی تفصیل لکھی ہے جس کو مطلوبات ہی سے دیکھ لیں تاہم اتنا یہاں پر بھی ذہن میں رکھ لیں کہ یہاں پر صاحب المنہل نے لکھا ہے کہ اس حدیث شریف میں مذکورہ اعمال کے وجوب اور طمانینت کے وجوب کی دلیل ہے اور اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی چنانچہ شوافع، مالکیہ، احمد، داؤد ظاہری وغیرہ اور احناف میں سے ابو یوسف اسی کے قائل ہیں جبکہ ابو حنیفہ اور محمد اس کی فرضیت کے قائل نہیں ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کے بغیر بھی نماز صحیح ہو جاتی ہے اگرچہ گناہ ہوتا ہے۔

نیز فقہ الحدیث کے عنوان سے لکھا ہے کہ اس حدیث سے اس بات کا پتہ لگ رہا ہے کہ تکرارِ لقاء کے وقت تکرارِ سلام ہونا چاہئے چاہے تھوڑے سے وقت کے بعد ہی تکرارِ ملاقات کیوں نہ ہو، نیز ہر مرتبہ سلام کا جواب دینے کی مشروعیت بھی اس حدیث سے معلوم ہو رہی ہے، اس حدیث سے یہ بھی سبق مل رہا ہے کہ کسی کو تعلیم دیتے وقت رفق و نرمی اختیار کرنی چاہئے اور سختی و شدت سے بچنا چاہئے۔ یہ حدیث آپ ﷺ کے حسنِ اخلاق اور اپنے صحابہؓ کے ساتھ حسنِ معاشرت اور لطف و ملامفت کو بھی بتا رہی ہے۔ اس حدیث میں یہ سبق بھی ہے کہ کوتاہ فی الاحکام شخص کو اپنی کوتاہی و تقصیر کا اعتراف کرنا چاہئے۔ اس حدیث میں یہ سبق بھی ہے کہ عالم کی بات کو ماننا چاہئے اور اس کی اطاعت کرنی چاہئے۔ یہ حدیث یہ بھی بتا رہی ہے کہ اگر نماز کے واجبات و فرائض میں کوتاہی ہو تو اس نماز کو دوبارہ پڑھنا چاہئے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی عالم و مفتی سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے تو اگر اس پوچھی جانے والی چیز اور مسئلہ کے علاوہ کسی اور چیز کا بھی ذکر کرنا وہاں ضروری ہو تو اس عالم و مفتی کو وہ زاید شے بھی ذکر کر دینی اور بتا دینی چاہئے۔ اس حدیث سے یہ بھی پتہ چلا کہ نماز کی شروعات صرف لفظِ اللہ اکبر سے ہی ہونی چاہئے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام ارکانِ صلاۃ کے اندر طمانینت واجب ہے

اسی طرح نماز کی ہر ایک رکعت کے اندر قراءت بھی واجب ہے۔

### تعارف رجال حدیث (۸۵۵)

- ۱۔ القعنبی:۔ یہ عبد اللہ بن مَسْلَمَہ بن قعنب القعنبی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔
- ۲۔ أنس:۔ یہ أنس بن عیاض بن ضمرة المدنی أبو ضمرة اللثبی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸۸) اور (۲۷۶)۔
- ۳۔ ابن المشی:۔ یہ محمد بن المشی العنزی أبو موسی البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷)۔
- ۴۔ یحییٰ:۔ یہ یحییٰ بن سعید بن فروخ القطان التمیمی أبو سعید البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۰)۔
- ۵۔ عبید اللہ:۔ یہ عبید اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب العدوی العمری أبو عثمان المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸۰) اور (۲۳۶)۔
- ۶۔ سعید:۔ یہ سعید بن ابی سعید کیسان المقبری أبو سعد المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۵۱)۔
- ۷۔ عن أبیه:۔ اس میں ابُ سے مراد ہیں حضرت أبو سعید کیسان بن سعد المقبری۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۸۵) اور (۶۳۶)۔
- ۸۔ أبو هريرة:۔ آپؐ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت عبد الرحمن بن صخر الدوسی أبو هريرة الیمانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔
- ۹۔ قال أبوداؤد:۔ یہ مصنف کتاب سلیمان بن الأشعث أبوداؤد السجستانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۱۰۔ قال القعنبی: - یہ عبد اللہ بن مسلمہ بن قعنب القعنبی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱)۔

الحديث ۸۵۶ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَلَّادٍ عَنْ عَمِّهِ: ((أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ، قَالَ فِيهِ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّهُ لَا تَتِمُّ صَلَاةٌ لِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ حَتَّى يَتَوَضَّأَ فَيَضَعُ الْوُضُوءَ - يَعْنِي مَوَاضِعَهُ - ثُمَّ يُكَبِّرُ وَيَحْمَدُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَيُشْيِي عَلَيْهِ وَيَقْرَأُ بِمَا تيسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ يَرْكَعُ حَتَّى تَطْمَئِنَّ مَفَاصِلُهُ، ثُمَّ يَقُولُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَائِمًا، ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ يَسْجُدُ حَتَّى تَطْمَئِنَّ مَفَاصِلُهُ، ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ، وَيَرْفَعُ رَأْسَهُ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا، ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ يَسْجُدُ حَتَّى تَطْمَئِنَّ مَفَاصِلُهُ، ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيُكَبِّرُ، فَإِذَا فَعَلَ ذَلِكَ فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُهُ)).

ترجمہ حدیث نمبر ۸۵۶: - فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا موسیٰ بن اسماعیل نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی حماد نے انہوں نے نقل کیا اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ سے انہوں نے علی بن یحییٰ بن خالد سے انہوں نے انکے (یعنی یحییٰ بن خالد کے) چچا (حضرت رفاعہؓ) سے (یہ کہ انہوں بیان کیا کہ) ایک شخص مسجد میں داخل ہوا۔ اور آگے ذکر کیا انہوں نے بھی اسی کی مانند (واضح رہے کہ اس جملہ یعنی فذکر نحوه کا مطلب صاحب بذل اور صاحب عون نے تو یہ لکھا ہے ”کہ اس کے بعد آگے موسیٰ بن اسماعیل نے بھی تقریباً سابقہ حدیث کے جیسی ہی حدیث بیان کی لیکن صاحب المنہل نے یہ مطلب لکھا ہے کہ ”اس کے بعد آگے ان کے چچا یعنی حضرت رفاعہؓ نے بھی ان کی یعنی حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث کے جیسی ہی حدیث بیان کی۔ بہر کیف آگے مصنفؒ دونوں حدیثوں کے کچھ فرق کو

بیان کرتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ) انہوں نے (یعنی موسیٰ بن اسماعیل نے یا حضرت رفاعہؓ نے) اس میں (یعنی اپنی حدیث میں یہ بیان کیا کہ) اور فرمایا نبی کریم ﷺ نے بے شک لوگوں میں سے کسی کی بھی نماز پوری (وکمل۔ یا صحیح ہی) نہیں ہوتی یہاں تک کہ وہ وضوء کرے اور رکھے وضوء (کے پانی) کو اس کے مقامات پر (یعنی جب تک مکمل اور پورے طور پر وضوء کر کے نماز نہ پڑھے جب تک کسی کی بھی نماز پوری وکمل۔ یا کہنے کے صحیح ہی نہیں ہوتی۔ واضح رہے کہ اس حدیث میں الفاظ غیبوت کا ہونا یعنی بجائے اندازِ مخاطب کے غائبانہ انداز اختیار کیا جانا پہلی حدیث کے مخالف نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے کہ پہلے آپ ﷺ نے اندازِ مخاطب اختیار فرما کر اس خاص شخص کو تنبیہ کی ہو اور اس کو حضرت ابو ہریرہؓ نے نقل کیا ہو۔ اور بعد میں آپ ﷺ نے بے اندازِ عموم تمام حاضرین کو تنبیہ کی ہو اور اسکو حضرت رفاعہؓ نے نقل کیا ہو۔ بہر کیف اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ) پھر (یعنی مکمل وضوء کرنے کے بعد) تکبیر (تحریمہ) کہے اور اللہ عزوجل کی حمد و ثناء کرے (واضح رہے کہ اس حمد کرنے کا مطلب قراءتِ فاتحہ بھی ہو سکتا ہے اور دعائے افتتاح کے اندر حمد و ثناء کرنا بھی ہو سکتا ہے) اور پڑھے قرآن میں سے وہ جو اسے میسر (یعنی یاد) ہو (واضح رہے کہ بعض نسخوں میں بما تیسر کی بجائے بما شاء ہے یعنی قرآن میں سے جو چاہے پڑھے) پھر تکبیر کہے اور رکوع کرے یہاں تک کہ مطمئن ہو جائیں اس کے جوڑ (یعنی اس طرح اطمینان سے رکوع کرے کہ سب جوڑ اپنی جگہ پر آجائیں) پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہے (اور اطمینان سے قومہ کرے) یہاں تک کہ سیدھا ہو جائے بہ حالتِ قیام، پھر اللہ اکبر کہے اور اطمینان سے سجدہ کرے (یعنی پہلا سجدہ اور) پھر اللہ اکبر کہہ کر اپنے سر کو (پہلے سجدہ سے) اٹھائے اور سیدھا بیٹھ جائے، پھر اللہ اکبر کہہ کر اطمینان سے (دوسرا) سجدہ کرے، پھر اپنے سر کو اٹھائے (یعنی دوسرے سجدہ سے) اور اللہ اکبر کہے، پس جب اس کو (یعنی مذکورہ امور کو) وہ کر لے تو (سمجھو) کہ اس کی نماز مکمل (وپوری۔ اور صحیح) ہو گئی ہے۔

نوٹس:- واضح رہے کہ صاحبِ عون المعبود نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ نماز کے تمام ارکان میں تکبیر انتقال اور رکوع سے اٹھتے وقت سمع اللہ لمن حمدہ کہنا واجب ہے۔

”عن عمہ“ اس حدیث کی سند میں جو یہ عن عمہ ہے اس میں عم سے تکی کے چچا رفاعہ بن رافع مراد ہیں نہ کہ علی کے چچا خلاؤد کیونکہ وہ تو مسجد میں داخل ہونے والے وہی شخص ہیں جن کا واقعہ اس حدیث میں مذکور ہے۔ اور منذری نے تو لکھا ہے کہ یہ یعنی سند کے اندر عن علی بن یحییٰ بن خلاد عن عمہ وہم ہے اور صحیح یہ ہے عن علی بن یحییٰ بن خلاد عن أبيه عن عمہ یعنی علی نے اپنے والد تکی سے اور تکی نے اپنے چچا یعنی رفاعہ سے نقل کیا بہر حال عم سے خلاد کے بھائی رفاعہ بن رافع مراد ہیں جیسا کہ اگلی روایت میں صراحت بھی ہے۔ واضح رہے کہ صاحبِ بذل نے اس سند کے بارے میں مزید اور تفصیل بھی لکھی ہے جس کو وہاں پر دیکھا جاسکتا ہے۔

### تعارف رجال حدیث (۸۵۶)

۱۔ موسیٰ:۔ یہ موسیٰ بن اسماعیل المنقری التبوذکی البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۲۔ حماد:۔ یہ حماد بن سلمة بن دینار أبو سلمة البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث (۳)۔

۳۔ إسحاق:۔ یہ إسحاق بن عبد اللہ بن أبي طلحة زید بن سهل الأنصاری النجاری أبو یحییٰ المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۵)۔

۴۔ علی:۔ یہ علی بن یحییٰ بن خلاد بن رافع بن مالک بن عجلان الأنصاری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۹)۔

۵۔ عن عمہ:۔ اس میں ضمیر مجرور تکی کی طرف راجع ہے اور عم سے تکی کے چچا مراد ہیں

یعنی حضرت رفاعہ بن رافع بن مالک بن عجلان أبو معاذ الزرقی۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۶۹)۔

الحديث/ ۸۵۷- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ وَالْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَا أَخْبَرَنَا هَمَامٌ أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَلَادٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمِّهِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ، بِمَعْنَاهُ، قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّهَا لَا تَتِمُّ صَلَاةُ أَحَدِكُمْ حَتَّى يُسْبِغَ الْوُضُوءَ كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ تَعَالَى، فَيَغْسِلُ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، وَيَمْسَحُ بِرَأْسِهِ وَرِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ يُكَبِّرُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَيَحْمَدُهُ، ثُمَّ يَقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا أَدْنَى لَهُ فِيهِ وَتَيَسَّرَ - فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ حَمَادٍ قَالَ - ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيَسْجُدُ فَيَمْكُنُ وَجْهَهُ - قَالَ هَمَامٌ - وَرُبَّمَا قَالَ جَبْهَتُهُ مِنَ الْأَرْضِ، حَتَّى تَطْمِئَنَ مَفَاصِلُهُ وَتُسْتَرَحِيَ، ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيُسْتَوِي قَاعِدًا عَلَى مَقْعَدِهِ وَيُقِيمُ صَلْبَهُ فَوْصَفَ الصَّلَاةِ هَكَذَا أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ حَتَّى فَرَّغَ، لَا تَتِمُّ صَلَاةُ أَحَدِكُمْ حَتَّى يَفْعَلَ ذَلِكَ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۵۷:- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا حسن بن علی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہشام بن عبد الملک اور حجاج بن منہال نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہمام نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے انہوں نے نقل کیا علی بن تکلی بن خلاد سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے (یعنی ان کے والد نے) اپنے چچا حضرت رفاعہ بن رافع سے (اور آگے انہوں نے یعنی حسن بن علی نے بھی) ان کی (یعنی موسیٰ بن اسماعیل کی ہی حدیث کے) مضمون کو (یا ہمام نے حماد کی حدیث کے مضمون کو۔ یا حضرت رفاعہؓ نے حضرت ابو ہریرہؓ کی

حدیث کے مضمون کو بیان کیا۔ بہر کیف اور انہوں نے اپنی حدیث میں یہ بھی بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے (اُس غلط طریقہ سے نماز پڑھنے والے شخص سے) فرمایا کہ بے شک واقعہ یہ ہے کہ تم میں سے کسی کی نماز پوری نہیں ہوتی جب تک وہ پورا وضوء نہ کرے اس طرح جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے (سورہ مائدہ میں) اس کا حکم دیا ہے، یعنی (جب تک) اپنے چہرہ کو اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک نہ دھوئے اور اپنے سر کا مسح نہ کرے اور اپنے دونوں پاؤں کو دونوں ٹخنوں تک (نہ دھوئے) اور پھر (یعنی پورا وضوء کرنے کے بعد نماز کے پورا و مکمل ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ) اللہ عز وجل کی بڑائی بیان کرے (یعنی تکبیر تحریمہ کہے) اور پھر اس کی حمد (و ثناء) کرے (یعنی دعائے افتتاح میں۔ یا اس کا مطلب ہے سورہ فاتحہ پڑھے) پھر جتنا اور جہاں تک ہو سکے قرآن پڑھے۔ اور آگے ذکر کیا انہوں نے بھی (یعنی ہمام نے بھی) حماد کی حدیث کے مثل (یعنی ثم يقول الله اكبر الخ۔ اور آگے بیان کیا کہ اور) فرمایا انہوں نے (یعنی رسول اللہ ﷺ نے۔ یا اسحاق نے یہ کہ) پھر تکبیر کہے اور سجدہ کرے اور (سجدہ میں) اپنا منہ زمین پر لگا دے، ہمام نے کہا اور کبھی کہا انہوں نے کہ سجدہ میں اپنی پیشانی کو زمین پر لگا دے، نکادے (ہمام بتانا یہ چاہر ہے ہیں کہ ہمارے شیخ اسحاق نے اپنی روایت میں کبھی توفیمکن وجہہ من الأرض کے الفاظ کہے اور کبھی فیمكن جہتہ من الأرض کے الفاظ کہے۔ بہر کیف آگے سجدہ کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اتنے اطمینان سے سجدہ کرے کہ) اس کے جوڑ آرام پائیں اور ڈھیلے پڑ جائیں (یعنی خوب اطمینان و طمانینت کے ساتھ سجدہ کرے) پھر (یعنی طمانینت کے ساتھ سجدہ کرنے کے بعد) تکبیر کہے اور سیدھا بیٹھ جائے اپنی مقعد (یعنی بیٹھک پر یا سرین) پر اور سیدھا کرے اپنی پیٹھ کو (یعنی دونوں سجدوں کے درمیان کے جلسہ میں اطمینان سے اپنی پیٹھ کو سیدھا کر کے بیٹھے۔ آگے حضرت رفاعہؓ بیان کر رہے ہیں کہ) پھر آپ ﷺ نے ایسے ہی پوری نماز یعنی چاروں رکعتوں کو بیان کیا یہاں تک کہ آپ ﷺ فارغ ہو گئے (پوری نماز کی کیفیت کے بیان



سے اور پھر فرمایا کہ) نہیں مکمل ہوگی تم میں سے کسی کی نماز یہاں تک کہ کرے وہ اس کو (یعنی آپ ﷺ نے نماز کی اہمیت کو ظاہر کرنے اور اس کے کسی بھی کام میں سستی سے بچنے کو بہت ضروری قرار دیتے ہوئے مکرر یہ فرمایا کہ جو کچھ بھی نماز کے بارے میں میں نے تم سے بیان کیا ہے اگر اس میں سے تم کسی بھی چیز کو چھوڑو اور ترک کرو گے تو تمہاری نماز مکمل و پوری اور صحیح نہیں ہوگی)۔

نوٹس:- واضح رہے کہ اس حدیث میں جوحتی فرغ کے الفاظ ہیں اس کا ایک مطلب تو دورانِ ترجمہ ہی بیان کر دیا گیا ہے۔ لیکن کچھ حضرات نے اس کا مطلب یہ بھی بیان کیا ہے کہ اس کا تعلق وصف سے ہے یعنی آپ ﷺ نے اسی طرح پوری نماز یعنی چاروں رکعتوں کو، فارغ ہونے تک اسی طرح بیان کیا۔ یعنی یہ غایت ہے ماقبل میں مذکور فعل و وصف کی۔۔۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ شراح حضرات نے اس حدیث کے تحت بہت سے مسائل مثلاً ہر ایک رکعت میں قراءت کے فرض و عدم فرض ہونے وغیرہ کو بڑی تفصیل سے لکھا ہے جس کو مطوّلات میں دیکھا جاسکتا ہے۔

### تعارف رجال حدیث (۸۵۷)

۱۔ الحسن:- یہ الحسن بن علی بن محمد الہذلی الخلال الحلوانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷)۔

۲۔ ہشام:- یہ ہشام بن عبد الملک الباہلی البصری أبو الولید الطیالسی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۰)۔ واضح رہے کہ صاحبِ بذل نے ان کو ہشام بن عبد الملک بن عمران لکھا ہے مگر مزنی نے وہی لکھا ہے جو پہلے بتایا گیا۔ بہر کیف ان کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۲۱۳)۔

۳۔ والحجاج:- یہ الحجاج بن منہال الأنماطی أبو محمد السلمي البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۰۲)۔

۴۔ ہمام:- یہ ہمام بن دینار البصری أبو بکر العوذی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۹)۔

۵۔ إسحاق:۔ یہ إسحاق بن عبد اللہ بن أبي طلحة زید بن سهل الأنصاريّ النجاريّ أبو يحيى المدني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۵)۔

۶۔ عليّ:۔ یہ عليّ بن يحيى بن خلّاد بن رافع بن مالک بن عجلان الأنصاريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۹)۔

۷۔ عن أبيه:۔ اس میں أب سے علی کے والد مراد ہیں یعنی يحيى بن خلّاد بن رافع بن مالک بن عجلان الزرقیّ الأنصاريّ۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۹)۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ اس سند کے اندر عن أبيه کا اضافہ ہونے سے پہلی حدیث کا منقطع ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ علی بن تحی نے اپنے والد سے بھی روایت کیا ہے اور اپنے والد کے چچا یعنی اپنے چچیرے دادا حضرت رفاعہ بن رافع سے بھی۔

۸۔ رفاعة:۔ آپ حضرت رفاعة بن رافع بن مالک بن عجلان الزرقیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۹)۔

۹۔ نحو حدیث حمّاد:۔ یہ حمّاد بن سلمة بن دينار أبو سلمة البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۱۰۔ قال همّام:۔ یہ همّام بن دينار البصريّ أبو بكر العوذیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۹)۔

الحديث/ ۸۵۸- حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ عَنْ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدٍ -يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو- عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَلَّادٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رِافِعَةَ بْنِ رَافِعٍ، بِهِذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ: ((إِذَا قُمْتَ فَتَوَجَّهْتَ إِلَى الْقُبْلَةِ فَكَبَّرْتَ ثُمَّ اقْرَأْ بِأَمِّ الْقُرْآنِ وَبِمَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَقْرَأَ إِذَا رَكَعْتَ فَضَعْ رَأْسَكَ عَلَى رُكْبَتَيْكَ وَامْدُدْ ظَهْرَكَ.

وَقَالَ: إِذَا سَجَدْتَ فَمَكِّنْ لِسُجُودِكَ فَإِذَا رَفَعْتَ فَأَقْعُدْ عَلَى فَخْدِكَ  
الْيُسْرَى)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۵۸ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا وہب بن بقیہ نے انہوں نے روایت کیا خالد سے انہوں نے محمد - یعنی محمد بن عمرو - سے انہوں نے علی بن یحییٰ بن خالد سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت رفاعہ بن رافع سے (واضح رہے کہ اکثر نسخوں میں تو عن أبيه مذکور ہے لیکن بعض نسخوں میں عن أبيه نہیں ہے، اور مسند احمد میں نیز مصنف ابن ابی شیبہ میں بھی یہ روایت اسی طریق یعنی محمد بن عمرو کے طریق سے مذکور ہے اور ان میں بھی عن أبيه نہیں ہے لہذا ظاہر و صواب یہ لگتا ہے کہ عن أبيه کا نہ ہونا ہی صحیح ہے۔ بہر کیف آگے وہب بن بقیہ نے - یا کہتے کہ حضرت رفاعہ نے) اسی قصہ (یعنی غلط طریقہ سے نماز پڑھنے والے شخص کے قصہ کو) بیان کیا (اور دورانِ بیان کہا کہ) رسول اللہ ﷺ نے (اُس شخص سے) فرمایا کہ جب تو کھڑا ہو (نماز کے لئے) اور منہ کرے قبلہ کی طرف (یعنی جب تو نماز پڑھنے کا ارادہ کر کے قبلہ رو ہو کر کھڑا ہو) تو تکبیر (تحریمہ) کہہ، پھر پڑھ ام القرآن (یعنی سورہ فاتحہ) کو اور (سورہ فاتحہ کے علاوہ) قرآن میں سے اس کو جو اللہ چاہے کہ تو پڑھے (یعنی سورہ فاتحہ کے بعد جہاں سے تجھے قرآن یاد و آسان ہو اس کو بھی پڑھ) اور جب تو رکوع کرے تو رکھ تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنے دونوں گھٹنوں پر اور پھیلا اپنی پیٹھ کو (یعنی کمر اور سر کو بالکل اعتدال کے ساتھ برابر کر) اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جب تو سجدہ کرے تو ٹکاؤ کر اپنے سجدہ میں (یعنی اپنی پیشانی اور ہاتھوں کو زمین پر رکھ کر خوب اطمینان سے سجدہ کر) اور جب تو (سجدہ سے اپنا سر) اٹھائے تو بیٹھ تو اپنی بائیں ران پر (یعنی دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ میں اس طرح سے بیٹھ کہ بائیں پاؤں کو کھڑا کر اور داہنے پر بیٹھ۔ واضح رہے کہ اس جملہ میں احناف وغیرہ اُن حضرات کی دلیل ہے جو جلسہ میں بائیں پاؤں کو کھڑا کر کے اور داہنے کو بچھا کر اُس پر بیٹھنے کے قائل

(ہیں۔)

نوٹس۔ اس حدیث شریف کے تحت بھی شرح حضرات نے کئی مسائل چھیڑے اور تفصیل سے لکھے ہیں جن کو وہاں پر ہی دیکھنا بہتر ہے تاہم اتنا یہاں پر بھی سمجھ لیں کہ اس حدیث شریف کے جملہ ثم اقرأ بأم القرآن سے شوافع نے یہ استدلال کیا ہے کہ نماز کے اندر قراءت فاتحہ فرض ہے اور پچھلی جو روایات اس سلسلہ میں مجمل تھیں ان کا مطلب اس روایت سے واضح ہو جاتا ہے۔ لیکن حنفیہ کا یہ کہنا ہے کہ جیسے اس جملہ سے قراءت فاتحہ کی فرضیت ثابت ہوتی ہے ویسے ہی اگلے جملہ یعنی وبما شاء الخ سے فاتحہ کے علاوہ مزید کچھ قراءت کی فرضیت بھی ثابت ہوتی ہے جس کو آپ بھی فرض نہیں کہتے۔ خلاصہ یہ کہ بہ اعتبار فرضیت قراءت فاتحہ کے تو یہ حدیث احناف کے خلاف ہے اور بہ اعتبار فرضیت مازاد علی الفاتحة کے شوافع کے خلاف ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجال حدیث (۸۵۸)

۱۔ وہب:- یہ وہب بن بقیۃ بن عثمان أبو محمد الواسطی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۴۳)۔

۲۔ خالد:- یہ خالد بن عبد اللہ الواسطی أبو محمد المزنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۳)۔

۳۔ محمد:- یہ محمد بن عمرو بن علقمة الیشی أبو عبد اللہ المزنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۴۔ علی:- یہ علی بن یحییٰ بن خالد بن رافع بن مالک بن عجلان الأنصاری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۶۹)۔

۵۔ عن ابیہ:- اس میں أب سے علی کے والد مراد ہیں یعنی یحییٰ بن خالد بن رافع بن

مالک بن عجلان الزرقیّ الأنصاریّ۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۶۹)۔

۶۔ رفاعۃ: آپؓ حضرت رفاعۃ بن رافع بن مالک بن عجلان الزرقی ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۷۶۹)۔

الحديث / ۸۵۹ - حَدَّثَنَا مُوَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ  
مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ يَحْيَى بْنِ خَلَادٍ بْنُ رَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمِّهِ  
رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ: ((إِذَا أَنْتَ قُمْتَ فِي  
صَلَاتِكَ فَكَبِّرِ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تيسَّرَ عَلَيْكَ مِنَ الْقُرْآنِ - وَقَالَ فِيهِ -  
فَإِذَا جَلَسْتَ فِي وَسْطِ الصَّلَاةِ فَاطْمَئِنَّ وَافْتَرِشْ فَيُحْذَكِ الْيُسْرَى، ثُمَّ تَشْهَدُ،  
ثُمَّ إِذَا قُمْتَ فَمِثْلَ ذَلِكَ حَتَّى تَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِكَ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۵۹: فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا مومل بن  
ہشام نے انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی اسماعیل نے انہوں نے روایت کیا محمد بن اسحاق سے انہوں  
نے کہا مجھ سے بیان کیا علی بن یحییٰ بن خلاد بن رافع نے انہوں نے نقل کیا اپنے والد سے انہوں نے  
اپنے چچا حضرت رفاعۃ بن رافع سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے (اور آگے مومل نے) - یا کہتے کہ  
حضرت رفاعۃؓ نے (یہی قصہ) بیان کیا۔ اور دوران بیان یہ بھی کہا کہ اُس غلط طریقہ سے نماز پڑھنے  
والے شخص سے نبی کریم ﷺ نے (فرمایا کہ جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو اللہ کی بڑائی بیان کر (یعنی  
تکبیر تحریمہ کہہ اور) پھر قرآن میں سے جو تجھے آسان و میسر ہو پڑھ۔ اور کہا انہوں نے اس میں (یعنی  
محمد بن اسحاق نے اپنی اس روایت کے اندر یہ بھی بیان کیا کہ آپ ﷺ نے اُس سے یہ بھی فرمایا کہ)  
اور جب تو بیٹھے نماز کے درمیان میں (یعنی جب تو قعدہ اولیٰ کرے) تو اطمینان سے بیٹھ اور اپنی بائیں

ران کو بچھا کر (اور داہنے پاؤں کو کھڑا کر کے اُس پر بیٹھ) پھر تشهد (یعنی التحيات الی آخرہ) پڑھ، اور پھر جب تو (قعدہ اولیٰ سے فارغ ہو کر تیسری۔ یا تیسری اور چوتھی رکعت کے لئے) کھڑا ہو (تو باقی نماز کی ہر رکعت میں) مثل اسی کے کر یہاں تک کہ تو اپنے نماز سے فارغ ہو جا (یعنی جو کچھ افعال تجھے بتائے گئے باقی نماز میں بھی ان افعال کو اسی طرح کر کے نماز پوری کر)۔

## تعارف رجالِ حدیث (۸۵۹)

۱۔ مؤمل :- یہ مؤمل بن ہشام الیشکریّ أبو ہشام البصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۹۵)۔

۲۔ إسماعیل :- یہ إسماعیل بن إبراهيم المعروف بابن عُلیّة ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۱۰)۔

۳۔ محمد :- یہ محمد بن إسحاق بن یسار إمام المغازیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۳)۔

۴۔ علیّ بن یحییٰ :- یہ علیّ بن یحییٰ بن خَلاَد بن رافع بن مالک بن عجلان الأنصاریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۶۹)۔

۵۔ عن أبيه :- اس میں اُبّ سے علی کے والد مراد ہیں یعنی یحییٰ بن خَلاَد بن رافع بن مالک بن عجلان الزرقیّ الأنصاریّ۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۶۹)۔

۶۔ رفاعة :- آپ حضرت رفاعة بن رافع بن مالک بن عجلان الزرقیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۶۹)۔

الحديث / ۸۶۰ - حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مُوسَى الْخُتَلِيُّ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ

- يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ - أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ عَلِيٍّ بْنِ خَالِدٍ بْنِ رَافِعِ الزُّرْقِيِّ عَنْ

أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَصَّ هَذَا الْحَدِيثَ قَالَ فِيهِ: - فِتْوَصًا كَمَا أَمَرَكَ اللَّهُ ثُمَّ تَشَهَّدَ فَأَقِمْ ثُمَّ كَبِّرْ، فَإِنْ كَانَ مَعَكَ قُرْآنٌ فَأَقْرَأْ بِهِ وَإِلَّا فَاحْمَدِ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَكَبِّرْهُ وَهَلِّلْهُ - وَقَالَ فِيهِ - وَإِنْ انْتَقَصَتْ مِنْهُ شَيْئًا انْتَقَصَتْ مِنْ صَلَاتِكَ)).

ترجمہ حدیث نمبر ۸۶۰/۱۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عباد بن موسیٰ نخعی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی اسماعیل۔ یعنی اسماعیل بن جعفر۔ نے انہوں نے کہا مجھے خبر دی تکی بن علی بن تکی بن خلاد بن رافع زرقی نے انہوں نے نقل کیا اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا (یعنی تکی بن خلاد) سے انہوں نے حضرت رافع بن رافع سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ۔ اور آگے بیان کیا انہوں نے (یعنی عباد نے۔ یا تکی بن علی نے یا حضرت رافعؓ نے) اسی حدیث کو (یعنی غلط انداز سے نماز پڑھنے والے شخص کے واقعہ کو اور) انہوں نے اس میں یہ بھی بیان کیا کہ (رسول اللہ ﷺ نے اُس شخص سے یہ فرمایا کہ جب تو نماز پڑھنے کا ارادہ کرے) تو وضوء کر ایسے جیسے اللہ تعالیٰ نے (سورہ مائدہ کی آیت میں وضوء کرنے کا) حکم دیا ہے، پھر تشهد پڑھ (یعنی وضوء کرنے کے بعد کلمہ شہادت پڑھ۔ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ پھر تو اذان دے کیونکہ اذان بھی شہادتین پر مشتمل ہے اس لئے اذان کو بھی تشهد سے تعبیر کیا جاتا ہے) اور پھر اقامت (یعنی تکبیر) کہہ، (یہ اقامت کہنے کا حکم اس بات کی طرف مشیر ہے کہ اس سے پہلے جو تشهد ہے وہ اذان دینے کے معنی میں ہے۔ بہر کیف آگے آپ ﷺ نے فرمایا کہ) پھر (یعنی اذان و اقامت کے بعد) تکبیر (تحریمہ) کہہ، پھر اگر تیرے پاس کچھ قرآن ہو تو اس کو پڑھ (یعنی اگر تجھے قرآن کریم میں سے کچھ یاد ہو تو اس کو پڑھ) ورنہ الحمد لله واللہ اکبر ولا إله إلا اللہ کہہ (یعنی اگر تجھے بالکل قرآن یاد نہ ہو تو یہ کلمات ذکر کہہ۔ واضح رہے کہ اس حدیث شریف کے ان الفاظ سے بظاہر یہ معلوم ہو رہا ہے کہ ان کلمات ذکر کو ایک مرتبہ ہی کہنا کافی ہے۔ اگرچہ

بعض حضرات ان کلمات کو تین مرتبہ کہنے کے قائل ہیں) اور انہوں نے اس حدیث کے اندر یہ بھی بیان کیا کہ (رسول اللہ ﷺ نے اُس سے یہ بھی فرمایا کہ) اور اگر تو کم کرے گا اس میں (یعنی جو کچھ میں نے تجھے بتایا ہے اس میں سے) کچھ بھی (تو سمجھ لے کہ) تو کم کرے گا اپنی نماز میں سے (یعنی تیری نماز اس میں سے کچھ کم کرنے کی وجہ سے ناقض و نامکمل یا کہنے کے غیر صحیح ہوگی)۔

نوٹس:- واضح رہے کہ اس حدیث کی شرح میں صاحبِ بذل نے ایک بڑی جامع اور مفصل تقریر لکھی ہے جس کو وہیں دیکھ لینا بہتر ہے۔

## تعارف رجالِ حدیث (۸۶۰)

۱۔ عباد:- یہ عباد بن موسیٰ الخُتَلَبیُّ أبو محمد الأنباری البغدادی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶۰)۔

۲۔ اسماعیل:- یہ اسماعیل بن جعفر الزرقیُّ أبو إسحاق القاری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۵)۔

۳۔ یحیٰ بن علی:- یہ یحیٰ بن علی بن یحیٰ بن خلاد بن رافع الأنصاری الزرقی ہیں۔ حافظ نے انکو مقبول راوی لکھا اور چھٹے طبقہ میں شمار کرتے ہوئے وفات ۹۷ھ میں بتائی ہے۔

۴۔ عن أبیه:- اس میں اُب سے یحیٰ کے والد مراد ہیں یعنی علی بن یحیٰ بن خلاد بن رافع بن مالک بن عجلان الأنصاری۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۶۹)۔

۵۔ عن جدّه:- اس میں جد سے مراد ہیں یحیٰ بن علی کے دادا یعنی یحیٰ بن خلاد بن رافع بن مالک بن عجلان الأنصاری الزرقی۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۶۹)۔



۶۔ رفاعۃ: آپؓ حضرت رفاعۃ بن رافع بن مالک بن عجلان الزرقی ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۷۶۹)۔

الحديث / ۸۶۱ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ  
بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ الْحَكَمِ ح. وَأَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ  
بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ تَمِيمِ بْنِ الْمَحْمُودِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شَبْلٍ، قَالَ:  
(نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ نَقَرَةِ الْغُرَابِ وَافْتِرَاشِ السَّبْعِ وَأَنْ يُوْطَنَ الرَّجُلُ  
الْمَكَانَ فِي الْمَسْجِدِ كَمَا يُوْطَنُ الْبَعِيرُ) وَهَذَا لَفْظُ قُتَيْبَةَ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۶۱: فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا ابوولید  
طیالسی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی لیث نے انہوں نے نقل کیا یزید بن ابی حیب سے انہوں نے جعفر  
بن حکم سے۔ تحویل سند۔ (ایک دوسری سند) اور فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہمیں خبر دی قتیبہ نے انہوں  
نے کہا ہمیں خبر دی لیث نے انہوں نے نقل کیا جعفر بن عبد اللہ قاری سے انہوں نے تميم بن محمود سے  
انہوں نے حضرت عبد الرحمن بن شبلؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا  
ہے کوءے کی طرح ٹھونگ مارنے سے (یعنی رکوع وسجدہ اور قومہ وجلسہ جلدی جلدی کرنے سے) اور  
دردنوں کی طرح بازو بچھانے سے (یعنی سجدہ میں اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر بچھانے اور پیٹ کو  
رانوں سے لگانے سے۔ کیونکہ ایسا کرنا نماز میں سستی اور کسل کا باعث ہوتا ہے جو منافقین کی صفات  
ہیں) نیز (آپ ﷺ نے اس بات سے بھی منع فرمایا کہ نمازی) آدمی مقرر کرے کوئی جگہ مسجد میں جیسے  
کہ اونٹ مقرر کر لیتا ہے (یعنی جس طریقہ سے اونٹ یہ کرتا ہے کہ اپنے لئے باڑہ میں ایک جگہ مقرر  
کر لیتا ہے اور وہیں پر بیٹھتا ہے اس طرح نمازی کو مسجد کے اندر کوئی جگہ مقرر نہیں کرنی چاہئے کہ وہیں

نماز پڑھے اور اس کے علاوہ کسی اور جگہ نماز نہ پڑھے، اور اس ممانعت کی حکمت غالباً یہ ہے کہ اس کی وجہ سے شہرت و ریاء اور دکھلاوے کا خوف و اندیشہ لازمی ہے) اور یہ قتیبہ کے الفاظ ہیں (مصنف کہنا یہ چاہر ہے ہیں کہ یہ حدیث ہمیں دوشیوخ سے پہونچی ہے یعنی ابولولید طلیسی سے اور قتیبہ سے لیکن ہم نے یہاں پر جو الفاظ لکھے اور نقل کئے ہیں وہ ہمارے شیخ قتیبہ کے روایت کردہ ہیں)۔

نوٹس:- اس حدیث شریف میں جو یہ الفاظ ہیں أن یوطّن الرجل الخ تو شرح حضرات نے ان کے تحت کافی تفصیل لکھی ہے جس کو مطوّلات سے دیکھ لیں تاہم اتنا یہاں پر بھی سمجھ لیں کہ یوطّن برون یفعل باب تفعیل سے بھی ہو سکتا ہے اور برون یفعل باب افعال سے بھی ہو سکتا ہے لیکن معنی دونوں شکلوں میں ایک ہی ہوں گے۔

اور یہ جو مصنف نے قتیبہ والی دوسری سند لکھی ہے اس سے ابوالولید اور قتیبہ کی سند کے اختلاف کی طرف اشارہ کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ابولولید نے تولیث اور جعفر کے درمیان یزید بن ابی حبیب کا ذکر کیا ہے لیکن قتیبہ نے نہیں کیا نیز ابولولید نے جعفر کو ان کے دادا یعنی حکم کی طرف منسوب کرتے ہوئے جعفر بن الحکم کہا اور قتیبہ نے باپ کی طرف نسبت کی نیز ان کی ایک صفت الأنصاری بھی ذکر کی یعنی جعفر بن عبد اللہ الأنصاری کہا ہے۔ اب یہ بھی واضح رہے کہ ابولولید کی سند تو متصل ہے لیکن قتیبہ والی سند اگر لیث کا جعفر سے روایت کرنا ثابت ہو جائے تو تو متصل ہوگی اور اگر لیث کا سماع جعفر سے ثابت نہ ہو تو منقطع ہوگی۔ اور واضح رہے کہ صاحب بذل نے منقطع ہونے یا سقوط والی بات ہی کو راجح کہا ہے تفصیلات وہیں دیکھ لیں۔

بہر حال اس حدیث شریف سے بھی اعتدال و اطمینان کے ساتھ اور سنن و آداب کی رعایت کرتے ہوئے نماز پڑھنے کا حکم ثابت ہو رہا ہے۔ نیز ایک خاص بات یہ بھی معلوم ہو رہی ہے کہ انسان کو کوئی بھی ایسا عمل نہیں اختیار کرنا چاہئے جو ریاء و شہرت اور دکھلاوے جیسی آفتوں کو دعوت دینے والا

اور ان کا سبب بننے والا ہو۔

### تعارف رجالِ حدیث (۸۶۱)

۱۔ أبو الولید:- یہ ہشام بن عبد الملک أبو الولید الطیالسی الباہلی البصری ہیں دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۰)۔

۲۔ اللیث:- یہ اللیث بن سعد بن عبد الرحمن الفہمی الإمام أبو الحارث المصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۸)۔

۳۔ یزید:- یہ یزید بن ابی حبیب سُوید الأزدی أبو رجاء المصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷۹)۔

۴۔ جعفر بن الحکم:- یہ جعفر بن عبد اللہ بن الحکم بن رافع بن سنان الأنصاری ہیں۔ حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھا اور آٹھویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔ قتیبہ:- یہ قتیبہ بن سعید بن جمیل الثقفی أبو رجاء البغلانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۵)۔

۶۔ اللیث:- یہ اللیث بن سعد بن عبد الرحمن الفہمی الإمام أبو الحارث المصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۸)۔

۷۔ جعفر بن عبد اللہ:- یہ جعفر بن عبد اللہ بن الحکم بن رافع بن سنان الأنصاری ہیں۔ دیکھیں اسی حدیث میں نمبر (۴) پر۔

۸۔ تمیم:- یہ تمیم بن محمود ہیں۔ عقیلی، دولابی اور ابنِ جارود نے ان کو ضعفاء میں ذکر کیا ہے، بخاری نے ان کے بارے میں فیہ نظر کہا ہے۔ اور حافظ نے ان کے بارے میں فیہ لین لکھا ہے اور چوتھے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۹۔ عبدالرحمن بن شبلؓ: آپؐ عبدالرحمن بن شبل بن عمرو بن زید الأنصاري الأوسي ہیں۔ بخاری کا کہنا ہے کہ ان کو شرف صحابیت حاصل ہے نیز عبدالصمد نے ان کو حمص میں سکونت پذیر ہونے والے صحابہؓ میں ذکر کیا ہے۔ ابنِ رسلان نے لکھا ہے کہ کتبِ ستہ میں ان کی صرف تین روایتیں ہیں۔ حافظؒ نے آپؐ کو واحد النقباء، المدنیؒ نزیل حمص لکھا ہے نیز آپؐ کی وفات ایامِ معاویہؓ میں بتائی ہے۔

۱۰۔ هذا لفظ قتيبة:۔ یہ قتيبة بن سعيد بن جميل الثقفي أبو رجاء البغلاني ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۲۵)۔

الحديث / ۸۶۲ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ سَالِمِ الْبَرَادِ، قَالَ: ((اتَيْنَا عُقْبَةَ بْنَ عَمْرِو الْأَنْصَارِيِّ أَبَا مَسْعُودٍ فَقُلْنَا لَهُ: حَدِّثْنَا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَامَ بَيْنَ أَيْدِينَا فِي الْمَسْجِدِ فَكَبَّرَ، فَلَمَّا رَكَعَ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَجَعَلَ أَصَابِعَهُ أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ وَجَافَى بَيْنَ مِرْفَقَيْهِ حَتَّى اسْتَقَرَّ كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمَدَهُ، فَقَامَ حَتَّى اسْتَقَرَّ كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ، ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى الْأَرْضِ، ثُمَّ جَافَى بَيْنَ مِرْفَقَيْهِ حَتَّى اسْتَقَرَّ كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَجَلَسَ حَتَّى اسْتَقَرَّ كُلُّ شَيْءٍ مِنْهُ، فَفَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ أَيُّضًا، ثُمَّ صَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ مِثْلَ هَذِهِ الرُّكْعَةِ، فَصَلَّى صَلَاتَهُ ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا رَأَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۶۲:۔ فرمایا امام الودادؒ نے کہ ہم سے بیان کیا زہیر بن حرب نے انہوں نے کہا ہمیں جریر نے انہوں نے نقل کیا عطاء بن سائب سے انہوں نے سالم براد نے

سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ ایک مرتبہ ہم حضرت عقبہ بن عمرو ابوسعود انصاریؓ کے پاس گئے اور ہم نے ان سے عرض کیا کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں بیان کیجئے (یعنی ہمیں بتائیے کہ آپ ﷺ کس طرح نماز پڑھا کرتے تھے) تو وہ ہمارے سامنے مسجد میں کھڑے ہوئے (یعنی بجائے زبانی بیان کرنے کے عملاً نماز پڑھ کر دکھانے کے لئے کھڑے ہوئے) اور تکبیر (تحریمہ) کہی، پھر جب رکوع کیا تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھا اور انگلیوں کو ان سے نیچے کیا (یعنی ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھا اور انگلیوں کو گھٹنوں سے نیچے کیا) اور دوری کی اپنی دونوں کہنیوں (اور پہلوؤں کے) درمیان (اور رکوع کرتے رہے) یہاں تک کہ ان کا ہر ایک عضو (اپنے مقام پر) جم گیا (یعنی اطمینان سے رکوع کیا) پھر سمع اللہ لم حمدہ کہا (اور رکوع سے اٹھ کر کھڑے رہے) یہاں تک کہ ان کا ہر ایک عضو (اپنی جگہ و مقام پر) جم گیا (یعنی قومہ بھی اطمینان سے کیا) پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا اور رکھا اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر اور دوری کی اپنی دونوں کہنیوں (اور پہلوؤں اور زمین کے) درمیان (اور سجدہ میں رہے) یہاں تک کہ ان کا ہر عضو (اپنی جگہ و مقام پر) تھم و جم گیا (یعنی اطمینان کے ساتھ سجدہ کیا) پھر (سجدہ سے) اپنے سر کو اٹھایا اور بیٹھے رہے یہاں تک کہ ان کا ہر ایک عضو (اپنی جگہ و مقام پر) آ گیا (یعنی دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھے اور جلسہ کیا) پھر کیا (دوسرا سجدہ بھی) مثل اسی کے (یعنی تکبیر کہی، ہاتھوں کو زمین پر رکھا اور کہنیوں و پہلوؤں اور زمین کے درمیان دوری کرتے ہوئے اطمینان سے دوسرا سجدہ کیا) پھر پڑھیں چاروں رکعتیں مثل اسی رکعت کے اور (پہلی رکعت کے بعد تین رکعتیں مثل پہلی رکعت کے پڑھ کر) اپنی نماز کو مکمل کیا، پھر (نماز سے فراغت کے بعد) فرمایا اسی طرح دیکھا ہے ہم نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے (یعنی میری تمہارے سامنے پڑھی ہوئی یہ نماز آپ ﷺ کی نماز کے مماثل و مشابہ ہے اور ہم نے آپ ﷺ کو اسی طرح نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے اور تم نے جو مجھ سے آپ ﷺ کی نماز کی کیفیت کے بارے میں

پوچھا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ ﷺ کی نماز ایسی ہوتی تھی جیسی میں نے تم کو پڑھ کر دکھائی ہے۔

نوٹس:- اس حدیث سے بھی یہ ثابت ہو رہا ہے کہ نماز کو نہایت اعتدال و اطمینان اور تعدیل ارکان کے ساتھ پڑھنا چاہئے۔۔۔۔۔ کچھ لوگوں نے اس حدیث سے عدمِ رفعِ یدین پر استدلال کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ موقعہ نماز کی تعلیم کا تھا اور اس میں حضرت ابو مسعودؓ نے رفعِ یدین نہیں کیا اس لئے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ رفعِ یدین کا حکم منسوخ ہو چکا تھا ورنہ حضرت ابو مسعودؓ رفعِ یدین ضرور کر کے دکھاتے۔ لیکن واضح رہے کہ اس حدیث سے یہ استدلال کرنا کوئی مضبوط استدلال نہیں ہے کیونکہ اس حدیث میں تو اور بھی بہت سی باتوں کا ذکر نہیں ہے جبکہ ان کو کوئی بھی منسوخ نہیں کہتا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجال حدیث (۸۶۲)

۱۔ زہیر:- یہ زہیر بن حرب بن شداد النسائی أبو خیشمة البغدادی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳) اور (۲۰)۔

۲۔ جریر:- یہ جریر بن عبد الحمید الضبی الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲۱)۔

۳۔ عطاء:- یہ عطاء بن السائب بن مالک الثقفی أبو السائب الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۴۹)۔

۴۔ سالم البراد:- یہ سالم بن عبد اللہ النصری أبو عبد اللہ المدنی البراد ہیں۔ عجل نے ان کو ثقہ تابعی لکھا ہے۔ اور حافظ نے ان کو صدوق راوی لکھ کر تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے نیز ان کی وفات ۱۱۷ھ میں بتائی ہے۔

۵۔ عقبہ بن عمرو: آپؓ عقبہ بن عمرو بن ثعلبۃ الأنصاریؓ أبو مسعود

البدری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۹۴)۔

(۱۵۰) بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ كُلُّ صَلَاةٍ لَا يَتِمُّهَا صَاحِبُهَا تُتِمُّ مِنْ تَطَوُّعِهِ

(۱۵۰) نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کا بیان کہ ہر وہ نماز جس کو اس کا پڑھنے والا مکمل طور

پر نہ پڑھے پوری کی جائے گی اس کی نفلوں سے (یعنی جس نے فرض نمازوں کو ناقص طور

پر ادا کیا ہوگا تو اس کے فرائض کی کمی کو اس کی نفل نمازوں سے پورا کر لیا جائے گا)۔

الحدیث / ۸۶۳ - حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ أَخْبَرَنَا

يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَنَسِ بْنِ حَكِيمٍ الضَّبِّيِّ، قَالَ: خَافَ مِنْ زِيَادٍ أَوْ ابْنِ زِيَادٍ

فَاتَى الْمَدِينَةَ فَلَقِيَ أَبَاهُ رِيْرَةَ، قَالَ فَتَنَسَّبَنِي فَانْتَسَبْتُ لَهُ، فَقَالَ: يَافْتَى أَلَا أَحَدُثُكَ

حَدِيثًا؟ قَالَ قُلْتُ: بَلَى رَحِمَكَ اللَّهُ. قَالَ يُونُسُ: وَأَحْسِبُهُ ذَكَرَهُ عَنِ النَّبِيِّ

ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَوَّلَ مَا يَحَاسِبُ النَّاسُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ أَعْمَالِهِمُ الصَّلَاةَ،

قَالَ يَقُولُ رَبُّنَا عَزَّ وَجَلَّ لِمَلَائِكَتِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ: انْظُرُوا فِي صَلَاةِ عَبْدِي أَتَمَّهَا أَمْ

نَقَصَهَا؟ فَإِنْ كَانَتْ تَامَةً كُتِبَتْ لَهُ تَامَةً وَإِنْ كَانَ انْتَقَصَ مِنْهَا شَيْئًا. قَالَ:

انْظُرُوا هَلْ لِعَبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ؟ فَإِنْ كَانَ لَهُ تَطَوُّعٌ قَالَ: أَتَمُّوا لِعَبْدِي فَرِيضَتَهُ

مِنْ تَطَوُّعِهِ، ثُمَّ تَوَخَّذُوا الْأَعْمَالَ عَلَى ذَلِكَ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۶۳ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا یعقوب بن

ابراہیم نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی اسماعیل نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی یونس نے انہوں نے نقل

کیا حسن سے انہوں نے انس بن حکیم ضعی سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ وہ زیاد یا ابن زیاد کا خوف کھا کر مدینہ منورہ آئے تو ان کی ملاقات حضرت ابو ہریرہؓ سے ہوئی (واضح رہے کہ یہ زیاد أو ابن زیاد میں جو آؤ ہے یہ شک کے لئے ہے اور یہ کسی راوی کا شک ہے لیکن کسی شارح نے یہ واضح نہیں کیا کہ یہ کس راوی کا شک ہے۔ بہر کیف آگے انس بن حکیم کا) بیان ہے (کہ ملاقات ہونے پر حضرت ابو ہریرہؓ نے) مجھ سے میرے نسب کے بارے میں پوچھا تو میں نے اُن سے اپنا نسب بیان کیا، پھر انہوں نے (یعنی حضرت ابو ہریرہؓ نے اس الیک سلیک اور تعارف کے بعد) فرمایا اے جوان! کیا میں تجھ سے ایک حدیث نہ بیان کروں (جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے شاید تمہیں اُس حدیث سے کوئی نفع حاصل ہو۔ انس بن حکیم کا) بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کیوں نہیں اللہ تم پر رحم کرے (ضرور بیان کرو۔ راوی حدیث) یونس کا کہنا ہے اور میرا خیال ہے ان کے (یعنی اپنے شیخ حسن کے) بارے میں کہ انہوں نے ذکر کیا تھا اس (حدیث) کو نبی کریم ﷺ سے (یونس کہنا یہ چاہر ہے ہیں کہ مجھے پکا تو یاد نہیں لیکن میرا گمان غالب یہ ہے کہ ہمارے شیخ حسن نے اُلا احدثک حدیثا کے بعد لفظ عن النبی ﷺ بھی کہا تھا یعنی آنے والی حدیث مرفوع ہے۔ واضح رہے کہ ان کے گمان اور اس حدیث کے مرفوع ہونے کی تائید ابن ماجہ کی روایت سے بھی ہوتی ہے کیونکہ اس میں یہ الفاظ ہیں قال قال لی أبو ہریرۃ إذا أتیت أهل مصرک فأخبرهم أني سمعت رسول الله ﷺ الخ۔ بہر کیف آگے حضرت ابو ہریرہؓ نے حدیث بیان کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے) فرمایا ہے کہ لوگوں کے اعمال میں سے سب سے پہلے جس چیز کا محاسبہ (اور سوال) ہوگا وہ نماز ہے (نیز رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی) فرمایا کہ ہمارا رب عز وجل (اس محاسبہ و سوال کے وقت) اپنے فرشتوں سے کہے گا۔ اور وہ خوب جاننے والا ہے۔ دیکھو میرے اس بندے کی (فرض) نماز کے بارے میں کہ اس نے اس کو مکمل (و کامل طور پر ادا) کیا ہے یا غیر کامل (و ناقص طور پر ادا) کیا ہے (یعنی سنن و آداب اور خشوع و خضوع



وغیرہ کی رعایت کے ساتھ نمازیں پڑھی ہیں یا ان کے بغیر) پس اگر وہ (یعنی اس کی فرض نماز کا معاملہ) تام (وکامل طور پر ادا کیا ہوا) نکلے گا تو وہ اس کے لئے تام (وکامل) لکھ دی جائے گی (یعنی اس کو پورا پورا اور مکمل اجر دیدیا جائے گا) اور اگر اس نے اس میں سے (یعنی فرض نمازوں میں سے) یا اس کے آداب و سنن وغیرہ میں سے (کچھ کم کیا ہوگا) (یعنی اگر اس کی نماز کا معاملہ ناقص نکلے گا) تو (اللہ عزوجل اپنے فرشتوں سے) فرمائے گا دیکھو کیا میرے اس بندے کے پاس نفل (نمازیں) ہیں؟ پس اگر اس کے پاس نفل (نمازیں) ہوں گی تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے کہے گا پوری کر دو میرے اس بندے کی کمی یعنی اس کی فرض نمازوں کی (کمی و نقصان کو اس کی) نفل (نمازوں) سے، پھر اسی طرح تمام فرض اعمال (یعنی زکاۃ، روزہ اور حج وغیرہ کا) حساب لیا اور کیا جائے گا (یعنی مثلاً زکاۃ کا معاملہ ناقص ہوگا تو نفل صدقات سے اور روزہ کا معاملہ ناقص نکلے گا تو نفل روزوں سے اس کی تکمیل کر دی جائے گی)۔

نوٹس:- سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ اس حدیث کے تحت شرح حضرت نے بڑی تفصیلات لکھی ہیں جن کو وہیں دیکھ لینا بہتر ہے تاہم مندرجہ ذیل چند باتیں یہاں پر بھی ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ یہ جو اس حدیث کی سند میں من زیاد أو ابن زیاد شک کے ساتھ ہے یہ بیہقی کی روایت میں بدون شک من زیاد ہے۔

۲۔ فَنَسَبْنِي:- اس میں جو لفظ نَسَبَ ہے یہ باب تفعیل سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے اور زیادہ تر شرح حضرت نے اس کے معنی کئے ہیں سَأَلْنِي عَنْ نَسَبِي جس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ حاکم کی روایت میں وَاسْتَنْسَبْنِي کا لفظ ہے جس کے معنی نسب پوچھنے اور دریافت کرنے ہی کے ہیں۔ لیکن کچھ حضرات صاحبِ عون المعبود وغیرہ نے اس کے معنی یعنی فَنَسَبْنِي کے معنی

فَجَعَلَنِي فِي نَسَبِهِ کے کئے ہیں یعنی جب میں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے اپنا نسب بیان کیا تو انہوں نے مجھے اپنے نسب و رشتہ میں داخل کر لیا۔ اور اس کی دلیل یہ دی ہے کہ نسب پوچھنے اور معلوم کرنے کے لئے نَسَب کا استعمال نہیں ہوتا بلکہ اُسْتَنْسَب لَنَا کہا جاتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)۔

۳۔ وہو أعلم:۔ صاحب المنہل نے لکھا ہے کہ یہ جملہ قول یعنی يقول ربنا الخ اور مقولہ یعنی انظرو الخ کے درمیان جملہ معترضہ ہے۔ اور اس کو یہاں پر اس مقصد و غرض سے لایا گیا ہے تاکہ کسی کو یہ وہم نہ ہو جائے کہ بندوں کے حالات اللہ تعالیٰ پر مخفی ہیں جب ہی تو فرشتوں سے فرمایا کہ اس کی نماز کا حال دیکھو کہ کامل ہے یا ناقص۔ اب رہ جاتی ہے یہ بات کہ پھر آخر فرشتوں سے یہ بات اللہ تعالیٰ کہے گا ہی کیوں جب اسے سب کچھ معلوم ہے؟ تو سنئے اس کی حکمت و مصلحت ہے اپنے بندوں کے سامنے عدل و انصاف کا اظہار اور اپنے نظام و سسٹم کی تکمیل و اتمام۔

۳۔ أول مال يحاسب الخ:۔ اس حدیث شریف کو پڑھ کر یا کہئے کہ اس جملہ کو پڑھ کر کسی کے بھی ذہن میں یہ بات آسکتی ہے کہ یہ حدیث تو اس صحیح حدیث کے خلاف ہے جس میں یہ وارد ہوا ہے، ”أول ما يقضى بين الناس يوم القيامة في الدماء“ تو اس کے شرح حضرت نے بہت سے جوابات دئے ہیں (۱) حدیث باب محمول ہے حقوق اللہ پر یعنی حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز کا محاسبہ ہوگا اور وہ حدیث صحیح متعلق ہے حقوق العباد سے۔ اب اگر کوئی کہنے لگے پہلے حقوق اللہ کا حساب ہوگا یا حقوق العباد کا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تو امر توقیفی ہے لیکن احادیث کا ظاہر اسی پر دال ہے کہ پہلے حقوق اللہ کا محاسبہ ہوگا۔ (۲) اس حدیث میں أول ما يحاسب ہے اور اس حدیث صحیح میں أول ما يقضى ہے لہذا کوئی تعارض نہیں یعنی محاسبہ تو اولاً نماز ہی کا ہوگا لیکن قضاء و فیصلہ اولادماء کا ہوگا (۳) یہ حدیث یعنی حدیث باب ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں انس بن حکیم ضعیف متکلم فیہ راوی ہیں اور وہ حدیث جس میں ”أول ما يقضى بين الناس يوم القيامة في الدماء“ ہے صحیح ہے اس لئے

یہ حدیث باب اُس حدیث صحیح کے معارض نہیں ہو سکتی یعنی وہی صحیح حدیث راجح ہے اور یہ مرجوح ہے کیونکہ تعارض برابر کے درجہ کی احادیث میں ہوا کرتا ہے نہ کہ صحیح اور ضعیف میں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

اور یہ جو اس حدیث شریف میں فرض نمازوں کے نقصان کو نوافل کے ذریعہ پورا کرنے والی بات مذکور ہے اس کے سلسلہ میں علمائے کرام کی دورائے ہیں ایک تو وہی جس کی طرف ترجمہ کے دوران اشارہ کیا گیا یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ فرض نمازوں کا جو نقصان ان کے سنن و آداب اور خشوع و خضوع وغیرہ کا ہوگا وہ نوافل کے ذریعہ پورا کر دیا جائے گا۔ اور دوسری رائے علمائے کرام کی اس سلسلہ میں یہ بھی ہے کہ جو فرض نمازیں سرے سے پڑھی اور ادا ہی نہ کی ہوں گی ان کی تکمیل و پورتنی نفل نمازوں کے ذریعہ کر دی جائے گا کیونکہ اللہ کی مرضی جو چاہے کرے وہ چاہے تو جب بھی معاف کر دے جب نہ اس بندے کے پاس فرض نمازیں ہوں اور نہ ہی نفل ہوں۔ واضح رہے کہ حدیث شریف کے اطلاق و عموم سے بھی اسی والے مطلب کی تائید ہوتی ہے نیز اس حدیث کے آخر میں پائے جانے والے الفاظ ”ثم تؤخذ الأعمال علی ذلک“ بھی اسی کی طرف مشیر ہیں اس لئے کہ مثلاً زکاۃ فرض ہے یا تو ادا ہوتی ہے یا سرے سے ادا ہی نہیں ہوتی اب نفل صدقہ سے زکاۃ کے نقصان کی پورتنی کا مطلب ہے اصلاً نہ ادا کی ہوئی زکاۃ کی پورتنی تو جیسے اصلاً نہ ادا کی ہوئی زکاۃ کی پورتنی نفل صدقہ سے ہو سکتی ہے تو ایسے ہی اصلاً نہ ادا کی ہوئی نماز کی پورتنی بھی نفل نماز سے ہو سکتی ہے اور اللہ کا فضل و کرم تو اس سے بھی زیادہ وسیع و عام ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

اور صاحب المنہل نے اس حدیث کے تحت فقہ الحدیث کے عنوان سے لکھا ہے کہ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ قیامت کے دن اعمال کا حساب ہوگا اور نماز شہادتین کے بعد دین کا سب سے بڑا رکن ہے، اور یہ حدیث اس بات پر تنبیہ کر رہی ہے کہ فرائض میں کوتاہی سے بچنا چاہئے اور بہت احتیاط کرنی چاہئے نیز یہ حدیث اس بات کی ترغیب بھی دے رہی ہے کہ نوافل کا بھی زیادہ سے

زیادہ اہتمام کرنا چاہئے کیونکہ نوافل سے فرائض کا نقصان پورا کیا جائے گا۔

## تعارف رجال حدیث (۸۶۳)

۱۔ یعقوب:۔ یہ یعقوب بن ابراہیم بن کثیر العبديّ أبو یوسف الدورقي ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۲۴۱)۔

۲۔ اسماعیل:۔ یہ اسماعیل بن ابراہیم المعروف بابن علیہ ہیں۔ دیکھیں  
حدیث نمبر (۲۱۰)۔

۳۔ یونس:۔ یہ یونس بن عُبید بن دینار العبديّ أبو عبد اللہ أو أبو عبید  
البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۴)۔

۴۔ الحسن:۔ یہ الحسن بن أبي الحسن البصريّ الزاهد ہیں۔ دیکھیں حدیث  
نمبر (۱۷) اور (۲۷)۔

۵۔ انس:۔ یہ انس بن حکیم الضبیّ البصريّ ہیں۔ ابن حبان نے ان کو ثقات میں  
ذکر کیا ہے، ابن مدینی اور ابن قطان نے ان کو مجہول کہا ہے۔ مزنی نے لکھا ہے کہ ابوداؤد اور ابن ماجہ  
نے ان کی صرف ایک یہی حدیث اپنی سنن میں لی ہے۔ اور اس حدیث کی سند میں بھی اضطراب ہے۔  
اور حافظ نے ان کو مستور راوی لکھا ہے اور تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۶۔ خاف من زیاد:۔ صاحب المنہل نے اس کے یعنی زیاد کے بارے میں لکھا ہے کہ  
اس کو زیاد بن ابي سفیان بھی کہا جاتا ہے، زیاد ابن ابیہ بھی نیز زیاد ابن سمیة بھی لیکن واضح  
رہے کہ نہ یہ صحابی ہے اور نہ اس کی کوئی روایت ہے۔ حضرت معاویہؓ نے اس کو عراق کا والی مقرر کر دیا تھا  
تو اس نے ان کو لکھا تھا کہ عراق کو تو میں نے اپنے بائیں ہاتھ کی گرفت میں لے لیا ہے اور میرا دہنا ہاتھ

خالی ہے اس کا مقصد تھا کہ مجھے بلادِ حجاز کی ذمہ داری بھی دیدیتجئے۔ جب اہل حجاز کو یہ خبر پہونچی تو انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے اس کی شکایت کی اور یہ خدشہ ظاہر کیا کہ اگر زیاد کو حجاز کا بھی والی بنا دیا گیا تو وہ اہل حجاز پر بھی وہی مظالم کرے گا جو اہل عراق پر کر رہا ہے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے قبلہ رو ہو کر زیاد کے لئے بددعاء کی اور لوگوں نے اُس پر آمین کہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زیاد عراق ہی میں مبتلائے طاعون ہو گیا اور نوبت یہاں تک آگئی کہ اس نے قاضی شریح سے اپنے ہاتھ کو کٹوانے کے بارے میں مشورہ کیا تو شریح نے اس سے کہا کہ میں تمہارے لئے اس کو مناسب نہیں سمجھتا کیونکہ اگر تمہاری موت ہی کا وقت قریب ہے تو تم اللہ سے ہاتھ کٹا ہوا ہونے کی حالت میں ملو گے جس کا مطلب یہ ہوگا کہ تم نے اس کی ملاقات کے ڈر سے اپنا ہاتھ کٹوالیا اور اگر ابھی تمہاری زندگی باقی ہے تو تم لوگوں کے درمیان ہاتھ کٹے ہوئے رہو گے اور تمہاری اولاد کو اس سے شرم آئے گی۔ اور جب شریح اس کے پاس سے نکل کر باہر آئے تو لوگ اُن سے ناراض ہوئے اور کہا تم نے اس کو اپنا ہاتھ کیوں نہ کٹوانے دیا تو انہوں نے کہا اُس نے مجھ سے مشورہ کیا تھا اور آپ ﷺ کا فرمان ہے ”المستشار مؤتمن“ اس لئے میں نے اس کو یہ صحیح مشورہ دیا ہے۔

۷۔ ابن زیاد :- یہ عبید اللہ بن زیاد ہے، حضرت معاویہؓ نے اس کو بصرہ کا والی مقرر کیا تھا اور اپنے والد حضرت معاویہؓ کے بعد یزید نے بھی اس کو اس کے عہدہ پر برقرار رکھا نیز بصرہ کے ساتھ ساتھ کوفہ بھی اس کی ولایت میں دیدیا تھا۔

۸۔ فلقي أباه بيرة:۔ آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت عبدالرحمن بن صخر الدوسیؓ ابوہریرۃ الیمانیؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

۹۔ قال یونس :- یہ یونس بن عُبید بن دینار العبديؓ ابو عبد اللہ أو أبو عبید البصريؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۴)۔

الحديث/ ٨٦٤ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ عَنْ  
حُمَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سَلِيطٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ  
النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ.

ترجمہ حدیث نمبر/ ٨٦٤ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا موسیٰ بن اسماعیل نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی حماد نے انہوں نے نقل کیا حمید سے انہوں نے حسن سے انہوں نے بنو سلیط کے ایک شخص سے (اس شخص نے) حضرت ابو ہریرہؓ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اسی کے (یعنی سابقہ حدیث کے) مثل (حدیث) کو (واضح رہے کہ بعض نسخوں میں بنحوہ کی بجائے نحوہ ہے۔ اُی نحو الحدیث المتقدم عن أنس بن حکیم۔ یعنی آگے موسیٰ بن اسماعیل نے یا حماد نے یا حمید نے یا کہنے کہ آگے حسن نے مہم رجل بنو سلیط کے واسطے سے بھی سابقہ حدیث ہی کے جیسی حدیث بیان کی)۔

### تعارف رجال حدیث (٨٦٣)

١- موسیٰ :- یہ موسیٰ بن اسماعیل المنقری أبو سلمة التبوذکی البصری ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (٣)۔

٢- حماد :- یہ حماد بن سلمة بن دینار أبو سلمة البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث (٣)۔

٣- حمید :- یہ حمید بن ابی حمید أبو عبدة الطویل الخزاعی البصری ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (١٤٢)۔

٤- الحسن :- یہ الحسن بن ابی الحسن البصری الزاهد ہیں۔ دیکھیں حدیث  
نمبر (١٤) اور (٢٤)۔

۵۔ رجل من بني سَلِيط :- اس رجل کے بارے میں تقریباً تمام ہی شراح حضرات نے لکھا ہے کہ لم يعرف حاله۔

۶۔ ابوہریرہؓ :- آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت عبدالرحمن بن صخر الدوسی ابوہریرہ الیمانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

الحديث / ۸۶۵ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ تَمِيمِ الدَّارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، بِهَذَا الْمَعْنَى قَالَ: ثُمَّ الزَّكَاةُ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ تَوَخَّذُ الْأَعْمَالُ عَلَى حَسَبِ ذَلِكَ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۶۵ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا موسیٰ بن اسماعیل نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی حماد نے انہوں نے نقل کیا داؤد بن ابی ہند سے انہوں نے زرارہ بن اوفیٰ سے انہوں نے حضرت تميم دارى سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اسی مضمون (یعنی حضرت ابوہریرہؓ والی حدیث کے مضمون) کو (یا کہتے کہ حضرت ابوہریرہؓ والی سابقہ حدیث میں بیان شدہ مضمون کو نیز انہوں نے اپنی حدیث میں یہ بھی) بیان کیا (کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ) پھر زکاۃ (کا بھی محاسبہ و سوال) اسی طرح (یعنی نماز کے) موافق (یعنی جس طریقہ سے نماز کے نقصان کی تکمیل نوافل کے ذریعہ بتائی گئی اسی طریقہ سے تمام اعمال مفروضہ کا نقصان بھی اعمالِ نافلہ اور تطوعات کے ذریعہ پورا کیا جائے گا)۔

تعارف رجال حدیث (۸۶۵)

۱۔ موسیٰ :- یہ موسیٰ بن اسماعیل المنقری أبو سلمة التبوذکی البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۲۔ حماد بن سلمہ بن دینار أبو سلمة البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۳)۔

۳۔ داؤد:۔ یہ داؤد بن أبي هند دینار بن عُذافر القشيريّ أبو محمد البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸۵)۔

۴۔ زُرارة:۔ یہ زُرارة بن أوفى العامريّ الحرشيّ أبو حاجب البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۵)۔

۵۔ تمیم الداريّ:۔ آپؓ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت تمیم بن اوس بن خارجة أبو رقية الداريّ ہیں۔ آپؓ پہلے نصرانی تھے ۹ھ میں مدینہ منورہ آکر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ منقول ہے کہ پہلے مسجد نبوی میں انہوں نے ہی چراغ جلایا تھا، بعد میں حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد یہ فلسطین میں سکونت پذیر ہو گئے تھے، یہ بہت زیادہ تہجد گزار تھے، آپؓ کی وفات ملک شام میں ہوئی ہے اور انکی قبر فلسطین کے ایک شہر بیت جبرین میں ہے۔ اور حافظؒ نے آپؓ کا سن وفات ۴۰ھ نقل کیا ہے۔

(۱۵۱) بَابُ تَفْرِيعِ أَبْوَابِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَوَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ (۱۵۱) (۱۵۱) رکوع اور سجدہ کے احکام کے ابواب (اور رکوع میں) دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھنے کا بیان (یعنی یہاں سے آگے رکوع و سجدہ کے احکام کے بیان کا سلسلہ شروع ہوگا اور رکوع میں ہاتھ کہاں رکھنے چاہئیں یہ بتایا جائے گا۔ چنانچہ بعض نسخوں میں یہاں پر کتاب الرکوع والسجود الخ کا عنوان ہے اور بعض میں باب تفریع الرکوع الخ ہے اور بعض میں باب ماجاء في تفریع الرکوع الخ کے الفاظ ہیں)۔

الحديث/ ۸۶۶- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي يَعْفُورَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: ((صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ أَبِي فَجَعَلْتُ يَدَيَّ بَيْنَ رُكْبَتَيَّ، فَهَنَانِي



عَنْ ذَلِكَ، فَعُدْتُ. فَقَالَ: لَا تَصْنَعْ هَذَا فَإِنَّا كُنَّا نَفْعَلُهُ، فَهَيِّنَا عَنْ ذَلِكَ  
وَأَمْرُنَا أَنْ نَضَعَ أَيْدِينَ عَلَى الرُّكْبِ)).

**ترجمہ حدیث نمبر / ۸۶۶ :-** فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا حفص

بن عمر نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی شعبہ نے انہوں نے نقل کیا ابویعفر سے انہوں نے مصعب بن سعد سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں نے (ایک مرتبہ) اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے پہلو (د برابر) میں نماز پڑھی اور کر لیا اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں گھٹنوں کے بیچ (دورمیان) میں تو انہوں نے مجھے اس سے منع کیا (لیکن چونکہ انہوں نے اس نہی و ممانعت کو آپ ﷺ کی طرف منسوب نہیں کیا تھا) اس لئے میں نے پھر (یعنی اُسی نماز میں) یا پھر کسی اور نماز میں) دہر بارہ ایسا ہی کیا (یعنی تطبیق کی) تو انہوں نے فرمایا: یہ (یعنی تطبیق) نہ کیا کرو کیونکہ ہم بھی اس کو (یعنی تطبیق کو) کیا کرتے تھے (یعنی شروع شروع میں تطبیق کرتے تھے) پس ہمیں اس سے روک دیا گیا اور ہمیں یہ حکم دیا گیا (یعنی آپ ﷺ نے ہمیں یہ حکم دیا کہ) ہم اپنے ہاتھوں (یعنی ہتھیلیوں کو بہ حالت رکوع اپنے) گھٹنوں پر رکھا کریں۔

**نوٹس :-** واضح رہے کہ شرح حضرات نے لکھا ہے کہ اصل میں آپ ﷺ اولاً جب تک کوئی حکم نہ آتا تو اہل کتاب کی موافقت کو پسند فرماتے تھے اور یہ یعنی تطبیق یہود کا عمل تھا اس لئے شروع میں آپ ﷺ نے ایسا کیا جس کو حضرت سعدؓ کہہ رہے ہیں کہ شروع شروع میں ہم بھی ایسا کیا کرتے تھے۔ بعد میں آپ ﷺ نے اس کا حکم دیا کہ یہ عمل نہ کیا جائے بلکہ بہ حالت رکوع اپنی ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھا جائے۔ بہر کیف اس حدیث سے تطبیق کے منسوخ ہونے کا پتہ لگ رہا ہے۔ اور شرح حضرات نے اس سلسلہ میں مزید تفصیلات بھی لکھی ہیں جن کے لئے مطولات کا مطالعہ فرمائیں۔

## تعارف رجالِ حدیث (۸۶۶)

۱۔ حفص :- یہ حفص بن عمر بن الحارث الأزدي النمري أبو عمرو الحوضي البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۳)۔

۲۔ شعبۂ :- یہ شعبۂ بن الحجاج بن الورد العتکي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵) اور (۲۳)۔

۳۔ أبویعفور :- یہ أبویعفور الأكبر و قدان أو واقد العبدي الكوفي ہیں۔ واضح رہے کہ نوویؒ نے ان کو أبویعفور الأصغر لکھا ہے لیکن لوگوں نے اس کو تسلیم نہیں کیا ہے کیونکہ مزی اور ابن عبد البر نے بالجزم لکھا ہے کہ یہ أبویعفور الأكبر ہیں۔ نیز دارمی نے اپنی روایت میں صراحت بھی کی ہے کہ یہ أبویعفور العبدي ہیں۔ اور العبدي بلا اختلاف أبویعفور الأكبر ہی ہیں۔ بہر حال احمد، ابن معین اور ابن مدینی نے ان کی توثیق کی ہے، ابوحاتم نے ان کے بارے میں لا بأس بہ کہا ہے اور حافظؒ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر چوتھے طبقہ میں شمار کیا ہے اور وفات تقریباً ۱۲۰ھ میں نقل کی ہے۔

۴۔ مُصَعَّب :- یہ مُصَعَّب بن سعد بن أبي وقاص الزهري أبوزرارة المدني ہیں۔ عجمی نے ان کو ثقہ تابعی لکھا ہے، ابن سعد نے ثقہ کثیر الحدیث اور حافظؒ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے نیز لکھا ہے کہ انہوں نے حضرت عکرمہؒ بن ابی جہل سے مرسل روایت کیا ہے اور ان کی وفات ۱۰۳ھ میں بتائی ہے۔

۵۔ إلی جنب أبي :- اس میں أب سے مراد ہیں مُصعب کے والد مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت سعد بن أبي وقاص مالک بن أھیب القرشي أبو إسحاق الزهري۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۲۵)۔

الحديث / ٨٦٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: ((إِذَا رَكَعَ أَحَدُكُمْ فَلْيُفْرِشْ ذِرَاعِيَهُ عَلَى فَخْذَيْهِ وَلْيُطَبِّقْ بَيْنَ كَفَيْهِ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى اخْتِلَافِ أَصَابِعِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ٨٦٧ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن عبد اللہ بن نمیر نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابو معاویہ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا اعمش نے انہوں نے نقل کیا ابراہیم سے انہوں نے علقمہ اور اسود سے (ان دونوں نے) حضرت عبد اللہ بن مسعود سے (یہ کہ انہوں نے) فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی رکوع کرے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو (پھیلا کر) اپنی رانوں پر بچھا دے (یعنی لگا دے) اور اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان تطبیق کرے (یعنی دونوں ہتھیلیوں کو ملا کر اور جوڑ کر اپنے گھٹنوں کے درمیان رکھے) اور (آگے اپنے اس قول کے استشہاد کے لئے فرمایا) گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں کے اختلاف کو (اس سے حضرت ابن مسعود کی غرض یہ بتانا ہے کہ تطبیق آپ ﷺ سے ثابت ہے)۔

نوٹس :- سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ اس حدیث میں جو یہ لفظ فلیفرش ہے اس کے بارے میں صاحب عون المعبود نے لکھا ہے کہ یہ بضم الراء یعنی باب نصر سے ہے۔ اور اہل لغت نے اس کو دونوں بابوں یعنی نصر و ضرب دونوں بابوں سے بتایا ہے۔ اس مسئلہ تطبیق کے بارے میں نووی نے شرح المہذب میں لکھا ہے کہ عبد اللہ بن مسعود اور ان کے ان دونوں شاگردوں علقمہ اور اسود کے علاوہ تقریباً تمام جمہور صحابہؓ، تابعین اور بعد کے علماء اس کی یعنی تطبیق کی کراہت ہی کے قائل ہیں اور اب اس کو منسوخ کہتے ہیں لیکن عبد اللہ بن مسعود اور ان کے یہ شاگرد اس کی یعنی بہ حالت رکوع تطبیق کی

سنیت ہی کے قائل ہیں۔

## تعارف رجالِ حدیث (۸۶۷)

۱۔ محمد:- یہ محمد بن عبداللہ بن نُمیر الہمدانیّ أبو عبد الرحمن الکوفیّ ہیں۔ حافظؒ نے ان کو ثقہ، حافظ، فاضل محدث لکھا ہے اور دسویں طبقہ میں شمار کرتے ہوئے وفات ۲۳۴ھ میں بتائی ہے۔

۲۔ أبو معاویۃ:- یہ محمد بن خازم التمیمی السعدیّ أبو معاویۃ الضریر الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷)۔

۳۔ الأعمش:- یہ سلیمان بن مہران الأسدیّ الکاہلیّ أبو محمد الکوفیّ الأعمش ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷)۔

۴۔ إبراہیم:- یہ إبراہیم بن یزید بن قیس بن أسود النخعیّ أبو عمران الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷) اور (۱۷۸)۔

۵۔ علقمة:- یہ علقمة بن قیس بن عبداللہ النخعیّ الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸۵)۔

۶۔ الأسود:- یہ الأسود بن یزید بن قیس النخعیّ أبو عمرو خال إبراہیم النخعیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۴)۔

۷۔ عبد اللہ:- آپؒ عبد اللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب أبو عبد الرحمن الہذلیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۹)۔

(۱۵۲) بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ

(۱۵۲) اُس (ذکر) کا بیان جس کو آدمی اپنے رکوع اور سجدہ میں کہے (یعنی اس

باب میں یہ بیان ہوگا کہ نماز میں رکوع اور سجدہ میں کیا پڑھنا اور کہنا چاہئے۔

نوٹ:- واضح رہے کہ یہ جو الرجل کی قید ہے یہ محض اتفاقی ہے کیونکہ رکوع و سجدہ میں جو ذکر مرد کے لئے ہے عورت کے لئے بھی وہی ہے۔

الحديث/ ۸۶۸- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ وَمُوسَى بْنُ

إِسْمَاعِيلَ الْمَعْنَى قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُوسَى قَالَ أَبُو سَلَمَةَ مُوسَى

بْنِ أَيُّوبَ عَنْ عَمِّهِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: ((لَمَّا نَزَلْتُ ﴿فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ

الْعَظِيمِ﴾ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: اجْعَلُوهَا فِي رُكُوعِكُمْ، فَلَمَّا نَزَلْتُ ﴿سَبِّحْ

اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ قَالَ: اجْعَلُوهَا فِي سُجُودِكُمْ)).

ترجمہ حدیث نمبر ۸۶۸:- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا ابو توبہ ربیع

بن نافع اور موسیٰ بن اسماعیل (دونوں نے ایک ملتے جلتے) مضمون (پر مشتمل حدیث) کو (اور بیان

کرتے وقت اُن دونوں نے) کہا کہ ہمیں خبر دی ابن مبارک نے انہوں نے نقل کیا موسیٰ سے۔ اور

ہمارے شیخ ابوسلمہ یعنی موسیٰ بن اسماعیل نے کہا موسیٰ بن ایوب۔ (مصنف کہنا یہ چاہر ہے ہیں کہ

ہمارے شیخ الربیع نے تو سند کے اندر صرف عن موسیٰ کہا تھا لیکن ہمارے شیخ موسیٰ بن اسماعیل ابوسلمہ

نے ان کے باپ کے نام کا بھی ذکر کیا اور عن موسیٰ بن ایوب کہا۔ بہر کیف انہوں نے یعنی موسیٰ

بن ایوب نے نقل کیا) اپنے چچا سے اور انہوں نے حضرت عقبہ بن عامرؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا

کہ جب (یہ آیت) ”فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ“ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کر لو تم اس کو (یعنی اس آیت کا جو مضمون سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ ہے اس کو) اپنے رکوع میں (یعنی رکوع میں یہ کہا کرو۔ اور) پھر جب (یہ آیت) ”سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى“ اتری تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کر لو تم اس کو (یعنی اس آیت کے مضمون سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى کو) اپنے سجدہ میں (یعنی سجدہ میں یہ کہا کرو)۔

نوٹس:- اس حدیث کے تحت شرح حضرات نے کافی تفصیل لکھی ہے جس کو وہیں دیکھ لیں تاہم اتنا یہاں پر بھی ذہن میں رکھیں کہ بعض حضرات رکوع و سجدہ میں اس تسبیح کی بجائے مستقل ان آیتوں کے پڑھنے ہی کے قائل ہیں لیکن جمہور رکوع و سجدہ میں ان آیتوں کی بجائے تسبیحات مذکورہ ہی کے کہنے کے قائل ہیں کیونکہ رکوع و سجدہ میں قراءت قرآن ممنوع ہے۔ نیز جمہور ان تسبیحات کے رکوع و سجدہ میں کہنے کو سنت کہتے ہیں اور داؤد ظاہری مطلقاً واجب کہتے ہیں یعنی اگر کوئی نمازی رکوع و سجدہ میں ان تسبیحات کو کہنا بھول جائے تو ان کے نزدیک اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے اور سجدہ سہو سے بھی کام نہیں چلتا۔ اور امام احمدؒ کی بھی ایک روایت وجوب ہی کی ہے لیکن اس تفصیل کے ساتھ کہ اگر عمداً کوئی ان کو چھوڑے گا تو نماز باطل ہو جائے گی اور اگر بھول کر چھوڑے گا تو نماز تو باطل نہیں ہوگی لیکن سجدہ سہو کرنا لازمی ہوگا۔

اور رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ۔ اور سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى کہنے کی تخصیص کی حکمت اور وجہ کو بتاتے ہوئے علمائے کرام نے لکھا ہے کہ سجدہ میں بمقابلہ رکوع کے خشوع و تواضع زیادہ ہوتی ہے چنانچہ پیشانی کو جو اشرف الاعضاء ہے سجدہ میں زمین پر رکھا جاتا ہے اس لئے سجدہ کے مناسب تہالفاظِ اعلیٰ اور رکوع میں جو تکمیل و تعظیم ہوتی ہے اور سجدہ کے مقابلہ تواضع کم ہوتی ہے اس لئے اس کے مناسب تہالفاظِ العظیم۔ خلاصہ یہ کہ اس تخصیص کی حکمت ہے لفظِ العظیم کی رکوع سے

مناسبت اور لفظِ الاعلیٰ کی سجدہ سے مناسبت۔

## تعارف رجالِ حدیث (۸۶۸)

۱۔ الربیع :- یہ الربیع بن نافع أبو توبة الحلبي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۳)۔

۲۔ موسیٰ بن إسماعیل :- یہ موسیٰ بن إسماعیل المنقری أبو سلمة التبوذکی البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۳۔ ابن المبارک :- یہ عبداللہ بن المبارک بن واضح الحنظلی أبو عبد الرحمن المروزی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

۴۔ عن موسیٰ :- یہ موسیٰ بن ایوب بن عامر الغافقی المصری ابن أخي یاس بن عامر ہیں۔ ابوداؤد اور ابنِ معین نے ان کی توثیق کی ہے لیکن ساجی نے ان کو منکر الحدیث کہا ہے۔ اور حافظؒ نے ان کو مقبول راوی لکھ کر چھٹے طبقہ میں شمار کیا ہے نیز ان کی وفات ۱۵۳ھ میں بتائی ہے۔

۵۔ قال أبو سلمة :- یہ موسیٰ بن إسماعیل المنقری أبو سلمة التبوذکی البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۶۔ موسیٰ بن ایوب :- یہ موسیٰ بن ایوب بن عامر الغافقی المصری ابن أخي یاس بن عامر ہیں۔ دیکھیں اسی حدیث میں نمبر (۴) پر۔

۷۔ عن عمہ :- اس میں عم سے موسیٰ کے چچا مراد ہیں یعنی یاس بن عامر الغافقی المناری المصری۔ عجل نے ان کے بارے میں لا بأس بہ کہا ہے، ذہبی نے لیس بالقویٰ اور حافظؒ نے ان کو صدوق راوی لکھ کر تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۸۔ عقبہؒ :- آپ عقبہ بن عامر بن عبس الجھنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶۹)۔

الحديث/ ۸۶۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ -يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ- عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى أَوْ مُوسَى بْنِ أَيُّوبَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، بِمَعْنَاهُ. زَادَ قَالَ: ((فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا رَكَعَ قَالَ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ ثَلَاثًا. وَإِذَا سَجَدَ قَالَ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى وَبِحَمْدِهِ ثَلَاثًا)).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذِهِ الزِّيَادَةُ نَخَافُ أَنْ لَا تَكُونَ مَحْفُوظَةً.

ترجمہ حدیث نمبر/ ۸۶۹:- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا احمد بن یونس نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی لیث -یعنی لیث بن سعد- نے انہوں نے نقل کیا ایوب بن موسیٰ سے یا موسیٰ بن ایوب سے (واضح رہے کہ یہ احمد بن یونس کا شک ہے لیکن یہ بھی واضح رہے کہ صحیح موسیٰ بن ایوب ہے جیسا کہ سابقہ روایت میں گزرا۔ بہر کیف انہوں نے) نقل کیا اپنی قوم کے ایک شخص (یعنی اپنے چچا ایاس بن عامر) سے (جیسا کہ سابقہ روایت میں صراحت ہے۔ اور انہوں نے نقل کیا) حضرت عقبہ بن عامرؓ سے (اور آگے احمد بن یونس نے نقل کیا) اسی کے (یعنی سابقہ حدیث ہی کے) مضمون کو (اور) مزید نقل کیا انہوں نے (یعنی احمد نے یا لیث نے اپنی روایت کے اندر یہ بھی کہ) انہوں نے (یعنی لیث نے یا حضرت عقبہؓ نے یہ بھی) بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب رکوع میں جاتے (تو رکوع کے اندر) سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ تین مرتبہ کہتے، اور جب سجدہ میں جاتے (تو سجدہ کے اندر) سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى وَبِحَمْدِهِ تین مرتبہ کہتے۔

فرمایا امام ابوداؤد نے کہ اس اضافہ کے بارے میں ہمیں اندیشہ ہے کہ یہ غیر محفوظ اور شاذ ہے۔

نوٹس:- واضح رہے کہ صاحب المہمل اور صاحب عون المعبود وغیرہ نے تو اس قال ابو داؤد



یا کہئے کہ اس میں موجود وہ ذہ الزیادۃ کے الفاظ کا مطلب یہ لکھا ہے کہ اس سے مراد ہے وبحمدہ کے مزید الفاظ اور اسی کو مصنفؒ نے شاذ و غیر محفوظ کہا ہے۔ لیکن صاحبِ بذل کا خیال ہے کہ لیث نے ابنِ مبارک کے مقابلہ میں اپنی حدیث کے اندر جو کچھ بھی زیادہ نقل کیا ہے یعنی فکان رسول اللہ ﷺ سے لیکر آخر تک اُس سب کو مصنفؒ شاذ اور غیر محفوظ کہہ رہے ہیں۔ تفصیلات کے لئے اصل کی طرف رجوع فرمائیں۔

## تعارف رجالِ حدیث (۸۶۹)

۱۔ أحمد:۔ یہ أحمد بن عبد اللہ بن یونس التمیمی الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۸)۔

۲۔ الليث:۔ یہ الليث بن سعد بن عبد الرحمن الفهمی الإمام أبو الحارث المصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۸)۔

۳۔ أيوب بن موسى أو موسى بن أيوب:۔ واضح رہے کہ درست موسیٰ بن أيوب ہے یعنی یہ موسیٰ بن أيوب بن عامر الغافقی المصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸۶۸)۔

۴۔ عن رجل من قومه:۔ رجل مبہم سے مراد ہیں موسیٰ بن أيوب کے چچا یعنی ایاس بن عامر الغافقی المناری المصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸۶۸)۔

۵۔ عقبۃ:۔ آپؓ عقبۃ بن عامر بن عَبَسُ الجہنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶۹)۔

۶۔ قال أبو داؤد:۔ یہ مصنفِ کتاب الإمام سلیمان بن الأشعث أبو داؤد السجستانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

الحديث / ۸۷۰ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: ((قُلْتُ

لِسَلِيمَانَ: اَدْعُوْنِي الصَّلَاةَ اِذَا مَرَرْتُ بِآيَةٍ تَخَوُّفٍ فَحَدَّثَنِي عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ مُسْتَوْرِدٍ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرٍ عَنْ حُذَيْفَةَ: ((اِنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَكَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ. وَفِي سُجُودِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى، وَمَا مَرَّ بِآيَةٍ رَحْمَةٍ إِلَّا وَقَفَ عِنْدَهَا فَسَأَلَ، وَلَا بِآيَةٍ عَذَابٍ إِلَّا وَقَفَ عِنْدَهَا فَتَعَوَّذَ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۷۰ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا حفص بن عمر نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی شعبہ نے (اور دورانِ خبر) بیان کیا کہ میں نے سلیمان سے عرض کیا کہ میں جب (نماز میں دورانِ قراءت عذاب سے) ڈرانے والی آیت پر سے گزروں تو (کیا میں) نماز کے اندر دعاء مانگ سکتا ہوں (یعنی عذاب سے پناہ و حفاظت کی دعاء۔ غالباً شعبہ یہ سمجھتے ہوں گے کہ شاید ایسا کرنے سے نماز باطل ہو جائے گی اس لئے اس کا حکم جاننے کے لئے سلیمان بن مہران سے دریافت کیا۔ آگے شعبہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نے میری یہ بات سن کر) مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے سعد بن عبیدہ سے سنا ہے کہ انہوں نے مستورہ سے نقل کیا انہوں نے صلہ بن زفر سے انہوں نے حضرت حذیفہؓ سے یہ کہ انہوں نے (یعنی حضرت حذیفہؓ نے) نبی کریم ﷺ کے ساتھ (یعنی آپ ﷺ کے پیچھے) نماز پڑھی (اور دورانِ نماز دیکھا اور سنا) کہ آپ ﷺ رکوع میں (تین مرتبہ) سبحان ربی العظیم کہتے اور سجدہ میں (تین مرتبہ) سبحان ربی الاعلیٰ کہتے، اور نہیں گزرتے کسی بھی آیتِ رحمت سے مگر اس پر ٹھہرتے اور مانگتے (یعنی دورانِ قراءت جب بھی کوئی ایسی آیت آتی جس میں رحمت، جنت یا کسی وعدہ کا ذکر ہوتا تو اس آیت کی تلاوت فرما کر آپ ﷺ ذرا رکتے اور اپنے رب

عزوجل سے اس رحمت و جنت کو دئے جانے اور اُس وعدہ کو پورا کرنے کا سوال کرتے اور دعاء مانگتے (اور ایسے ہی) نہ (گزر تے) کسی بھی آیتِ عذاب سے مگر اُس پر بھی ٹھیرتے اور پناہ مانگتے (یعنی اسی طرح جب دورانِ قراءت کوئی ایسی آیت آتی جس میں دوزخ یا کسی وعید کا ذکر ہوتا تو اس کی تلاوت فرمانے کے بعد ذرا ٹھیرتے اور عذاب و دوزخ اور وعید سے اللہ کی پناہ چاہتے اور مانگتے)۔

نوٹس:- صاحبِ المنہل نے لکھا ہے کہ اس حدیث شریف میں دلیل ہے اس بات کی کہ نماز کے اندر آیتِ رحمت پر سوالِ رحمت کرنا اور آیتِ عذاب پر تعوذ کرنا جائز ہے۔ چنانچہ شوافع اسی کے قائل ہیں کہ فرض و نفل ہر ایک نماز میں امام، مقتدی اور منفرد ہر ایک کے لئے ایسا کرنا جائز ہے۔ اور احناف نفل نماز میں تو اس کو جائز کہتے ہیں لیکن فرض نماز میں اس کو ناجائز کہتے ہیں۔ اور مالکیہ کے یہاں فرض نماز میں امام کے لئے تو اثنائے قراءت دعاء کرنا مکروہ ہے۔ لیکن مقتدی کیلئے وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر قراءتِ امام میں آپ ﷺ کا ذکر آئے تو اس کے لئے درود بھیجنا جائز ہے، اسی طرح امام جب جنت کے ذکر والی آیت پڑھے تو مقتدی کے لئے جنت کا سوال کرنا اور جب دوزخ کے ذکر والی آیت پڑھے تو دوزخ سے پناہ مانگنا جائز ہے۔

اور قارئیٰ نے لکھا ہے کہ احناف اور مالکیہ نے اس زیر تشریح حدیث کو نفل نماز پر محمول کیا ہے یعنی اس حدیث میں جو واقعہ مذکور ہے وہ نفل نماز کا ہے۔ نیز یہ بھی کہا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ اس حدیث میں جو واقعہ مذکور ہے یہ فرض نماز کا ہی ہو مگر ایسا آپ ﷺ نے جواز کو بتانے کے لئے کیا ہو۔ مزید تفصیلات کے لئے اوجز دیکھیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجالِ حدیث (۸۷۰)

۱۔ حفص:- یہ حفص بن عمر بن الحارث الأزديّ النمريّ أبو عمرو

الحوضی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۳)۔

۲۔ شعبۂ: یہ شعبۂ بن الحجاج بن الورد العتکی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵) اور (۲۳)۔

۳۔ قلت لسليمان: یہ سليمان بن مهران الأعمش الأسدي الكاهلي أبو محمد الكوفي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷)۔

۴۔ سعد: یہ سعد بن عبيدة السلمي أبو حمزة (أبو حمزة) الكوفي ہیں۔ عجل نے ان کو ثقہ تابعی کہا ہے۔ ابن سعد نے ثقہ کثیر الحدیث، نسائی اور ابن معین نے ان کی توثیق کی ہے، اور حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے اور ان کی کنیت أبو حمزة لکھی ہے نیز ان کی وفات عراق پر عمر بن ہبیرہ کی ولایت کے زمانہ میں لکھی ہے۔

۵۔ مُسْتَوْرِد: یہ مُسْتَوْرِد بن الأحنف الكوفي ہیں۔ عجل، ابن حبان اور ابن مدینی نے ان کی توثیق کی ہے۔ اور حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۶۔ صلة: یہ صلة بن زفر العبسي أبو العلاء أو أبو بكر الكوفي ہیں۔ عجل، ابن حبان اور ابن خراش نے ان کی توثیق کی ہے۔ اور حافظ نے ان کو تابعی کثیر ثقہ جلیل لکھا ہے اور دوسرے طبقہ میں شمار کرتے ہوئے وفات فی حدود السبعين ۷۰ھ کے آس پاس بتائی ہے۔

۷۔ حذيفه: آپ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت حذيفه بن اليمان العبسي حليف الأنصار ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۳)۔

الحديث / ۸۷۱- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ وَرُكُوعِهِ:

سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۷۱ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا مسلم بن ابراہیم نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہشام نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا قتادہ نے انہوں نے نقل کیا مطرف سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ رکوع اور سجدہ میں سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ کہا کرتے تھے۔

نوٹس :- اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے شرح حضرات نے بڑی تفصیل لکھی ہے جس کو مطولات ہی میں دیکھیں تاہم یہ چند باتیں یہاں پر بھی سمجھ لیں۔ (۱) اس میں جو لفظ سبوح اور قدوس ہیں یہ سین وقاف کے فتح اور ضمہ دونوں کے ساتھ روایت وضبط کئے گئے ہیں۔ فتح قیاس وقاعدہ کے زیادہ مطابق ہے کیونکہ یہ بروزن فَعُول مبالغہ کے صیغے ہیں لیکن استعمال بالضم کثیر ہے (۲) یہ دونوں متبدا محذوف کی خبر ہیں اَنْتَ سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ - اَوْ رَكْعَتِي وَسُجُودِي لِمَنْ هُوَ سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ - واضح رہے کہ صاحب بذل نے اَنْتَ ہی کو مبتداء ماننے کو اولیٰ اور اِنْج کہا ہے (۳) رب الملائكة والروح میں جو الروح کا عطف ہے الملائكة پر یہ عطف خاص علی العام ہے (۴) اور اس میں مذکور الروح کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ (۱) اس سے ملک عظیم ایک عظیم فرشتہ مراد ہے (۲) اس سے جبریل مراد ہیں (۳) اس سے ایسی مخلوق مراد ہے جس کو فرشتے بھی نہیں دیکھ پاتے (۶) اس سے ملائکہ اشرف مراد ہیں (۵) اس سے روح الخلائق مخلوقات کی روح مراد ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجال حدیث (۸۷۱)

۱۔ مسلم :- یہ مسلم بن ابراہیم الأزدي الفراهيدي أبو عمرو البصري ہیں۔

دیکھیں حدیث نمبر (۲۳)۔

۲۔ ہشام:۔ یہ ہشام بن ابی عبد اللہ سَنَبَر الدستوائی ابو بکر البصری ہیں۔

دیکھیں حدیث نمبر (۲۹)۔

۳۔ قتادة:۔ یہ قتادة بن دعامة بن قتادة السدوسی ابو الخطاب البصری ہیں۔ دیکھیں

حدیث نمبر (۶)۔

۴۔ مُطَرَف:۔ یہ مُطَرَف بن عبد اللہ بن الشَّخِیر العامری البصری ہیں۔ دیکھیں

حدیث نمبر (۷۴)۔

۵۔ عائشة:۔ آپ ﷺ ام المؤمنین عائشة بنت ابی بکر الصدیقؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث

نمبر (۱۸) اور (۳۳)۔

الحديث/ ۸۷۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا

مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ عَوْفِ بْنِ

مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، قَالَ: ((قُمْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةً فَقَامَ فَقَرَأَ سُورَةَ

الْبَقَرَةِ لَا يَمُرُّ بِآيَةٍ رَحْمَةٍ إِلَّا وَقَفَ فَسَأَلَ، وَلَا يَمُرُّ بِآيَةٍ عَذَابٍ إِلَّا وَقَفَ فَتَعَوَّذَ.

قَالَ ثُمَّ رَكَعَ بِقَدْرِ قِيَامِهِ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ: سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَائِكُوتِ

وَالْكِبَرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ، ثُمَّ سَجَدَ بِقَدْرِ قِيَامِهِ ثُمَّ قَالَ فِي سُجُودِهِ مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ

قَامَ فَقَرَأَ بِآلِ عِمْرَانَ، ثُمَّ قَرَأَ سُورَةَ سُورَةَ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۷۲:۔ فرمایا امام البوداؤد نے کہ سے بیان کیا احمد بن صالح نے

انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابن وہب نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی معاویہ بن صالح نے انہوں نے

نقل کیا عمرو بن قیس سے انہوں نے عاصم بن حمید سے انہوں نے حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ ایک رات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (نماز کے اندر آپ ﷺ کا مقتدی بنکر) کھڑا ہو گیا تو (آپ ﷺ کی اس رات کی نماز کی تفصیل یہ ہے کہ) آپ ﷺ نے پہلی رکعت میں کھڑے ہو کر (پوری) سورہ بقرہ پڑھی (اور دورانِ قراءت آپ ﷺ کا یہ معمول رہا کہ آپ ﷺ) نہیں گزرتے تھے کسی آیتِ رحمت سے مگر (اس پر) ٹھہرتے اور (اللہ کی رحمت) مانگتے اور نہ گزرتے کسی آیتِ عذاب سے مگر (اس پر) ٹھہرتے اور (عذاب سے) پناہ چاہتے (یعنی ہر ایک آیتِ رحمت پر آپ ﷺ نے دعائے رحمت کی اور ہر ایک عذاب پر مشتمل آیت پر پہونچ کر آپ ﷺ نے عذاب سے اللہ عزوجل کی پناہ چاہی آگے حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ نے) بیان کیا کہ پھر آپ ﷺ نے اپنے (پہلی رکعت میں) قیام کے برابر رکوع کیا (اور آپ ﷺ رکوع میں کہتے (رہے) سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ پھر (یعنی رکوع کے بعد آپ ﷺ نے قومہ کیا اور اس کے بعد سجدہ میں گئے تو) سجدہ کیا اپنی (پہلی رکعت میں) قیام کے بقدر (یعنی جتنی دیر طویل قیام کیا تھا اتنا ہی طویل سجدہ کیا) اور آپ ﷺ نے اپنے سجدہ کے اندر مثل اسی کے کہا (یعنی وہی کلمات جو رکوع میں کہے تھے سجدہ میں بھی کہے) پھر آپ ﷺ (دونوں سجدوں سے فارغ ہو کر دوسری رکعت کے لئے) کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے (اس دوسری رکعت میں) سورہ آل عمران پڑھی پھر (آخر کی دو رکعتوں میں) ایک ایک سورت پڑھی (ابن رسلان وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس کا مطلب غالباً یہ ہے کہ آپ ﷺ نے تیسری رکعت میں سورہ النساء پڑھی اور چوتھی میں سورہ المائدہ پڑھی)۔

### تعارف رجالِ حدیث (۸۷۲)

۱۔ احمد:۔ یہ احمد بن صالح أبو جعفر المصري المعروف بابن الطبري ہیں۔

دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۷)۔

۲۔ ابن وہب :- یہ عبداللہ بن وہب بن مسلم القرشیّ الفہریّ أبو محمد المصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۲)۔

۳۔ معاویہ بن صالح :- یہ معاویہ بن صالح بن حذیر الحضرمیّ أبو عمرو أو أبو عبد الرحمن الحمصیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۵)۔

۴۔ عمرو بن قیس :- یہ عمرو بن قیس بن ثور بن مازن بن خثیمۃ الکندیّ أبو ثور السکونیّ المصريّ الشامیّ ہیں۔ عجلّی، نسائی، ابن حبان نے ان کی توثیق کی ہے، اسماعیل بن عیاش کا کہنا ہے کہ انہوں نے ستر یا اس سے بھی زیادہ صحابہؓ کو پایا ہے، ابن سعد نے انکو صالح الحدیث کہا ہے۔ اور حافظؒ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے نیز ان کی وفات بہ عمر سو سال ۱۴۰ھ میں بتائی ہے۔

۵۔ عاصم :- یہ عاصم بن حمید السکونیّ الحمصیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۲۱)۔

۶۔ عوف بن مالک :- آپؒ عوف بن مالک بن عوف أبو عبد الرحمن أو أبو محمد الأشجعیّ ہیں۔ آپؒ خیر کے سال مشرف بہ اسلام ہوئے۔ منقول ہے کہ آپؒ فتح مکہ میں موجود تھے اور قبیلہ اشجع کا جند انہی کے پاس تھا، آپؐ ﷺ نے ان کے اور حضرت ابودرداءؓ کے درمیان مواخات کرائی تھی۔ آپؒ کی وفات ۳۷ھ میں ہوئی ہے۔

الحديث/ ۸۷۳- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ وَعَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَا أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْثَةَ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ مَوْلَى الْأَنْصَارِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَبْسٍ عَنْ حُذَيْفَةَ، ((أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فَكَانَ يَقُولُ:



اللَّهُ أَكْبَرُ ثَلَاثًا ذُو الْمَلَكُوتِ وَالْجَبْرُوتِ وَالْكَبرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ فَقَرَأَ  
الْبَقْرَةَ، ثُمَّ رَكَعَ فَكَانَ رُكُوعُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ، وَكَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ: سُبْحَانَ  
رَبِّي الْعَظِيمِ، سُبْحَانَ رَبِّي الْعَظِيمِ. ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَكَانَ قِيَامُهُ نَحْوًا  
مِنْ رُكُوعِهِ يَقُولُ لِرَبِّي الْحَمْدُ ثُمَّ يَسْجُدُ فَكَانَ سُجُودُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ، فَكَانَ  
يَقُولُ فِي سُجُودِهِ سُبْحَانَ رَبِّي الْأَعْلَى، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ، وَكَانَ يَقْعُدُ  
فِيمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ نَحْوًا مِنْ سُجُودِهِ، وَكَانَ يَقُولُ: رَبِّ اغْفِرْ لِي رَبِّ  
اغْفِرْ لِي، فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فَقَرَأَ فِيهِنَّ الْبَقْرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ وَالنِّسَاءَ وَالْمَائِدَةَ  
أَوْ الْأَنْعَامَ)) شَكَّ شُعْبَةُ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۷۳ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا ابولید طیاسی  
اور علی بن جعد نے یہ کہہ کر کہ ہمیں خبر دی شعبہ نے انہوں نے نقل کیا عمرو بن مرة سے انہوں نے ابو حمزہ  
مولیٰ انصار سے انہوں نے بنو عبس کے ایک شخص سے اس شخص نے حضرت حذیفہؓ سے (یہ کہ انہوں  
نے بیان کیا) کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو رات میں (تہجد کی) نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے (اور  
اس نماز میں جو دیکھا اس کی) تفصیل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ اللہ اکبر ذُو الْمَلَكُوتِ  
وَالْجَبْرُوتِ وَالْكَبرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ کہا پھر آپ ﷺ نے فاتحہ کی قراءت کی اس کے بعد سورہ بقرہ  
کی قراءت کی (واضح رہے کہ اس جملہ کی شرح میں صاحب بذل نے لکھا ہے کہ اس کا رائج اور قریب  
الی الصحت مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے تکبیر تحریمہ کہنے سے پہلے تو مذکورہ بالا کلمات ذکر کہے پھر  
تکبیر تحریمہ کے ذریعہ نماز کی شروعات کی اور قراءت فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں پوری سورہ بقرہ  
پڑھی۔ لیکن صاحب المنہل نے اگرچہ اس مطلب و احتمال کو بھی لکھا ہے مگر پہلے یہ لکھا ہے کہ آپ ﷺ

نے تکبیر تحریمہ کے بعد مذکورہ بالا کلمات ذکر کو تین مرتبہ کہا پھر سورۃ فاتحہ پڑھی اور پھر پوری سورۃ بقرہ پڑھی۔ نیز ایک احتمال یہ بھی لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے تکبیر تحریمہ کے بعد ان کلمات ذکر کو کہا پھر ثناء، دعائے افتتاح پڑھی پھر سورۃ فاتحہ کو پڑھنے کے بعد پوری سورۃ بقرہ پڑھی۔ اور صاحبِ عون المعبود نے ثم استفتح کے بارے میں ایک احتمال یہ بھی لکھا ہے کہ پھر آپ ﷺ نے بغیر ثناء پڑھے قراءت کی شروعات فرمائی اور سورۃ فاتحہ کے بعد پوری سورۃ بقرہ کو پڑھا۔ بہر کیف آگے راوی بیان کر رہے ہیں کہ) پھر (یعنی قراءت سے فراغت کے بعد) آپ ﷺ نے رکوع کیا پس تھا آپ ﷺ کا رکوع قیام کے مانند (یعنی جتنی دیر آپ ﷺ نے پہلی رکعت میں قیام کیا تھا تقریباً اتنی ہی دیر رکوع کیا واضح رہے کہ میرگ وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ عام طور پر جتنی دیر رکوع میں رہتے اس نماز کے اندر اس سے زیادہ دیر تک رکوع میں رہے) اور آپ ﷺ رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ، سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ کہتے رہے (واضح رہے کہ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے رکوع کے اندر اس تسبیح کو صرف دو مرتبہ کہا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ رکوع میں آپ ﷺ بار بار اس تسبیح کو کہتے رہے اور اس کی دلیل ہے فکان رکوعه نحواً من قیامہ کے الفاظ۔ بہر کیف آگے راوی بیان کرتے ہیں کہ) پھر آپ ﷺ نے رکوع سے اپنا سر مبارک اٹھایا تو رہا آپ ﷺ کا قیام آپ ﷺ کے رکوع کے مانند (یعنی رکوع وسجدہ کے درمیان آپ ﷺ نے جو قومہ کیا وہ بھی تقریباً رکوع کے برابر تھا یعنی عام طور پر آپ ﷺ قومہ میں جتنی دیر کھڑے رہتے اس نماز میں اس کے مقابلہ بہت زیادہ دیر تک کھڑے رہے) اور لَوْ بَيَّ الْحَمْدُ کہتے رہے (یعنی بار بار یہی کلمہ کہتے رہے صاحب المنہل نے لکھا ہے کہ اس کا مطلب غالباً یہ ہے کہ آپ ﷺ نے رکوع سے اٹھتے وقت سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہا اور پھر بہ حالت قیام رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہا اور اس کے بعد قومہ میں بار بار لَرْبِّيَ الْحَمْدُ کہتے رہے) پھر آپ ﷺ نے سجدہ کیا اور تھا آپ ﷺ کا سجدہ آپ ﷺ کے قیام کے قریب قریب (یعنی معمول

سے زیادہ طویل سجدہ کیا) اور کہتے رہے سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى (یعنی بار بار اس تسبیح کو کہتے رہے) پھر آپ ﷺ نے سجدہ سے اپنا سر مبارک اٹھایا اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھے اپنے سجدہ کی مانند (یعنی جتنی دیر میں سجدہ سے اٹھے تھے تقریباً اسی کے برابر دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھے رہے) اور (اس بیٹھنے کے دوران بار بار) رَبِّ اغْفِرْ لِي، رَبِّ اغْفِرْ لِي کہتے رہے، اور (اسی طرح یعنی پہلی رکعت ہی کی طرح آپ ﷺ نے) چار رکعتیں پڑھیں (یعنی مذکورہ بالا اعمال ہی کے ساتھ آپ ﷺ نے تین اور رکعتیں پڑھ کر اپنی چار رکعت کی نماز کو مکمل و تمام کیا) اور قراءت کی آپ ﷺ نے (پہلی رکعت میں) سورۃ بقرہ کی (دوسری میں) سورۃ آل عمران کی (تیسری میں) سورۃ النساء کی (اور چوتھی میں) سورۃ مائدہ کی یا سورۃ انعام کی، شک کیا شعبہ نے (واضح رہے کہ اس جملہ شک شُعبۃ سے مصنف کی غرض یہ بتانا ہے کہ ہمارے شیوخ نے ہم سے بتایا کہ یہ چوتھی رکعت میں شک کے ساتھ جو یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے چوتھی رکعت میں سورۃ مائدہ پڑھی تھی یا سورۃ انعام یہ شک ہمارے شیخ حضرت شعبہ کو ہوا ہے کہ ان کے شیخ نے اُن سے چوتھی رکعت کی قراءت میں سورۃ مائدہ کو پڑھنا بیان کیا تھا یا سورۃ انعام کو۔ یا یہ مطلب ہے کہ شعبہ کے شیخ نے اُن سے اسی طرح بالشک بیان کیا تھا اس لئے شعبہ نے بھی بہ انداز شک ہی نقل و بیان کیا)۔

نوٹس :- واضح رہے کہ ابنِ رسلان نے لکھا ہے کہ ابوداؤد کی اس حدیث سے تو یہ معلوم ہو رہا ہے کہ آپ ﷺ نے چار سو مرتب ایک ایک کر کے چار رکعتوں میں پڑھی تھیں۔ لیکن مسلم شریف کی روایت میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے سورۃ بقرہ، نساء اور آل عمران تینوں ایک ہی رکعت میں پڑھی تھیں۔ اور صاحب المنہل نے لکھا ہے کہ اس حدیث شریف میں اس بات کی دلیل ہے کہ نفل نماز کی ہر ایک رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ضمیمہ سورت کیا جائے گا چاہے دو رکعت کی نماز ہو یا چار رکعت کی نماز

## تعارف رجالِ حدیث (۸۷۳)

۱۔ أبو الوليد:۔ یہ ہشام بن عبد الملک الباہلی البصریّ أبو الولید الطیالسی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۰)۔

۲۔ علی:۔ یہ علی بن الجعد بن عبید الجوہریّ البغدادیّ مولیٰ بنی ہاشم ہیں۔ ابنِ معین نے ان کو ثقہ صدوق کہا ہے۔ ابو زرہ نے کان صدوقاً فی الحدیث، ابو حاتم نے کان مُتَقَنَّاً صدوقاً، نسائی نے صدوق، ابنِ قانع نے ثقہ ثبت، ابنِ عری نے لکھا ہے لیس بحديثه بأس ولم أرفي رواياته إذا حدث عن ثقة حديثنا منكرًا۔ اور حافظ نے ان کے بارے میں ثقہ ثبت، رمی بالتشيع لکھا ہے اور ان کو صغارِ تسعہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۲۳۰ھ میں بتائی ہے۔

۳۔ شعبة:۔ یہ شعبة بن الحجاج بن الورد العتکی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵) اور (۲۳)۔

۴۔ عمرو بن مَرّة:۔ یہ عمرو بن مَرّة الجمليّ أبو عبد اللہ الکوفيّ الأعمری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۲۹)۔

۵۔ أبو حمزة:۔ یہ طلحة بن زيد و قیل طلحة بن يزيد الأيليّ الکوفيّ مولی الأنصار ہیں۔ ابنِ معین کا کہنا ہے کہ ان سے عمرو بن مَرّة کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا۔ نسائی اور ابنِ حبان نے ان کی توثیق کی ہے۔ اور حافظ نے وثقه النسائي لکھ کر ان کو تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۶۔ عن رجل من بني عبس:۔ قاری اور ابنِ رسلان نے بالجزم لکھا ہے کہ یہ صِلَة بن زفر أبو العلاء أو أبو بكر العبسيّ الکوفيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸۷۰)۔

۷۔ حذیفہ: آپؐ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت حذیفہ بن الیمان العبسی حلیف الأنصار ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۳)۔

۸۔ شک شعبۂ: یہ شعبۂ بن الحجاج بن الورد العتکی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵) اور (۲۳)۔

### (۱۵۳) بَابُ فِي الدُّعَاءِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

(۱۵۳) یہ باب ہے رکوع اور سجدہ میں دعاء کرنے کے بیان میں۔

الحديث / ۸۷۴ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ وَأَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالُوا أُنْبَأَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ أَبَانَ عَمْرٍو - يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ - عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ سُمَيِّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا صَالِحٍ ذَكَوَانَ. يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۷۴: فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا احمد بن صالح، احمد بن عمرو بن سرح اور محمد بن سلمہ نے ان تینوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابن وہب نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عمرو بن سرح اور ابن حارث۔ نے انہوں نے نقل کیا عمارہ بن غزیہ سے انہوں نے حضرت ابوبکر کے آزاد کردہ سُمی سے یہ کہ انہوں نے ابوصالح ذکوان کو بواسطہ حضرت ابو ہریرہؓ یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بندہ سب سے زیادہ قریب اپنے رب سے اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدہ میں ہوتا ہے لہذا تم (بہ حالت سجدہ) زیادہ کیا کرو دعاء کو (یعنی حالت سجدہ چونکہ حالت

قُرب ہوتی ہے اور حالتِ قُرب میں دعاء قبول ہوتی ہے اس لئے تم اس حالتِ قُرب میں خوب اور زیادہ سے زیادہ دعاء کیا کرو۔

نوٹس:- اس حدیث کے متعلق تفصیلات کے لئے تو مطولات ہی دیکھ لیں تاہم بطور خلاصہ سمجھ لیں کہ اس حدیث میں اس بات کی ترغیب ہے کہ سجدوں کی کثرت کی جائے اور ان میں خوب دعاء مانگی جائے کیونکہ سجدہ بہت بڑی عبادت ہے اور اس میں انتہاء درجہ کا انکسار اور تواضع ہوتی ہے اس لئے اللہ عزوجل کو یہ عبادت بہت پسند ہے اور اس کو یہ گوارا نہیں کہ یہ عبادت یعنی سجدہ اس کے علاوہ کسی اور کو کیا جائے اور بندہ جب سجدہ کرتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ سے بہت قُرب اور نزدیکی حاصل ہوتی ہے اور ظاہر ہے قُرب و نزدیکی کے وقت کی دعاء قبول ہی ہوگی اس لئے انسان کو چاہئے کہ بہ حالتِ سجدہ اپنے پروردگار سے خوب مانگے اور دعاء کرے۔

اور اس حدیث شریف میں اُن حضرات کی دلیل بھی ہے جو اس بات کے قائل ہیں کہ کثرتِ سجدہ طولِ قیام اور نماز کے باقی دیگر ارکان سے افضل ہے۔ لیکن واضح رہے کہ یہ مسئلہ نہایت مختلف فیہ ہے لہذا تفصیل کے لئے مطولات ہی کو دیکھیں۔

## تعارف رجالِ حدیث (۸۷۴)

۱۔ أحمد:- یہ أحمد بن صالح أبو جعفر المصري المعروف بابن الطبري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۴۷)۔

۲۔ أحمد بن عمرو:- یہ أحمد بن عمرو بن عبد اللہ بن عمرو بن السرح أبو الطاهر المصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۲)۔

۳۔ محمد بن سلمة:- یہ محمد بن سلمة بن عبد اللہ بن أبي فاطمة

المرادی الْجَمَلِیَّ أبو الحارث المصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۵) اور (۲۸۵)۔

۴۔ ابن وهب :۔ یہ عبد اللہ بن وهب بن مسلم القرشيّ الفهريّ أبو محمد المصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۲)۔

۵۔ عمرو :۔ یہ عمرو بن الحارث بن يعقوب الأنصاريّ أبو أيوب المصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۰)۔

۶۔ عُمارة :۔ یہ عُمارة بن غَزِيّة بن الحارث بن عمرو الأنصاريّ المازنيّ المدنيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۲۷)۔

۷۔ سُمَيّ :۔ یہ سُمَيّ مولىّ أبي بكر بن عبد الرحمن بن الحارث بن هشام ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۸۶) اور (۳۰۱)۔

۸۔ أبو صالح ذكوان :۔ یہ أبو صالح ذكوان السّمان الزّيّات الغطفانيّ المدنيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

۹۔ أبو هريرة :۔ آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت عبد الرحمن بن صخر الدوسيّ أبو هريرة اليمانيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

الحديث / ۸۷۵ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ سُهَيْمٍ

عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْبُدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ : (( أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَشَفَ السِّتَارَةَ وَالنَّاسُ صُفُوفٌ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ : يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النَّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تَرَى لَهُ ، وَإِنِّي نَهَيْتُ أَنْ أَقْرَأَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا ، فَأَمَّا الرُّكُوعُ فَعَظَّمُوا الرَّبَّ فِيهِ ، وَأَمَّا السُّجُودُ

فَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ فَقَمِنْ أَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۷۵ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا مسدّد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی سفیان نے انہوں نے نقل کیا سلیمان بن تحیم سے انہوں نے ابراہیم بن عبداللہ بن معبد سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ کہ (ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ آپ ﷺ نے اپنے مرض الوفات میں) پردہ ہٹایا (یعنی حضرت عائشہ کے حجرہ کے دروازہ پر جو پردہ پڑا ہوا تھا وہ ہٹایا کیونکہ اس وقت آپ ﷺ حضرت عائشہ کے یہاں ہی جلوہ افروز تھے۔ بہر کیف یہ پردہ ہٹایا) اس حال میں کہ لوگ حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے صفیں بنائے ہوئے تھے (یعنی نماز پڑھ رہے تھے، پس جب یہ لوگ نماز سے فارغ ہو چکے) تو آپ ﷺ نے فرمایا اے لوگوں (سنو) بے شک واقعہ یہ ہے کہ اب نبوت کی خوشخبری دینے والی چیزوں میں سے (یعنی علامات نبوت میں سے کچھ بھی) باقی نہ رہا سوائے نیک (اور اچھے) خوابوں کے جن کو مسلمان دیکھے یا اس کے لئے دکھایا جائے (یعنی اس کے واسطے کوئی دوسرا مسلمان شخص دیکھے۔ شرح حضرات نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کے اس فرمان میں انقطاع وحی کی اطلاع اور اپنی وفات کے قرب کا اشارہ تھا۔ آگے آپ ﷺ نے فرمایا) اور بے شک مجھے روکا گیا ہے کہ میں (قرآن کریم کو) حالت رکوع یا حالت سجدہ میں پڑھوں (اس بات کو سنکر سامعین یہ کہہ سکتے تھے کہ رکوع اور سجدہ میں جب قراءت کرنا منع ہے تو پھر ہم رکوع اور سجدہ میں کیا کریں؟ تو گویا اس کا جواب دیتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا) پس لیکن رکوع (تو اس کا حکم یہ ہے کہ) تم اس میں اپنے رب کی بڑائی بیان کیا کرو (یعنی اس کی تسبیح و تہنیز اور تمجید کیا کرو) اور رہا سجدہ تو تم (اس میں) دعاء کے اندر خوب کوشش کیا کرو (یعنی خوب گریہ و زاری کے ساتھ بہت زیادہ دعائیں مانگا کرو) کیونکہ (وہ یعنی حالت سجدہ میں مانگی جانے والی دعائیں۔ یا حالت سجدہ) لائق (و قابل) ہے اس کے (کہ اس میں تمہاری دعاؤں کو) تمہارے لئے قبول کیا جائے (یا حالت سجدہ میں کی جانی والی



دعائیں اس لائق اور ایسی ہیں کہ ان کو تمہارے حق میں قبول کیا جائے یعنی ان کی قبولیت کی بہت زیادہ امید ہے۔)

نوٹس:- ”إني نهيت الخ“ یہ جو آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مجھے حالتِ رکوع و سجدہ میں تلاوتِ قرآن سے روک دیا اور منع کر دیا گیا ہے تو یہ نہی صرف آپ ﷺ کے لئے نہیں ہے بلکہ پوری امت کے لئے ہے اور اس کی دلیل ہیں آگے کے الفاظ یعنی فأما الركوع فعظموا الرب فيه کیونکہ اگر یہ نہی پوری امت کے لئے نہ ہوتی تو آپ ﷺ فأما الركوع الخ نہ فرماتے۔ نیز اس کی ایک دلیل مسلم شریف کی وہ روایت بھی ہے جس میں حضرت علیؓ بیان کر رہے ہیں کہ نہانی رسول اللہ ﷺ أن أقرأ القرآن راكعاً أو ساجداً۔ نیز اس کی ایک دلیل اللہ تعالیٰ کا قول ﴿وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ﴾ بھی ہے۔

اور یہ جو حالتِ رکوع و سجدہ میں قراءتِ قرآن کی نہی و ممانعت کی گئی ہے اس کی حکمت و مصلحت کو بتاتے ہوئے علمائے کرام نے لکھا ہے کہ قرآنِ کریم ایک عظیم المرتبت کلام ہے کیونکہ یہ اللہ عز و جل کا کلام ہے اور حالتِ رکوع و سجدہ نہایت تذلل و انکساری کی حالت ہوتی ہے اس لئے اُس حالت میں کلام اللہ کی قراءت مناسب نہیں اس لئے اس حالت میں قرآنِ کریم کو پڑھنے کی نہی و ممانعت کی گئی ہے۔

اور خطابی نے اس کی مصلحت و حکمت یہ بتائی ہے کہ رکوع اور سجدہ میں ذکر و تسبیح ہوتی ہے اب اگر اس میں کلام اللہ کی قراءت بھی کی جائے تو گویا کلامِ الہی اور کلامِ مخلوق ایک ہی مقام و حالت میں ہونے کی وجہ سے گویا کہ برابر سے لگیں گے اس لئے رکوع و سجدہ میں قراءتِ قرآن کی نہی و ممانعت کی گئی ہے۔

اور ابنِ ملک نے اس کی یہ مصلحت بتائی ہے کہ نماز کے ارکان میں سب سے افضل رکن قیام

ہے اور اذکار میں سب سے افضل ذکر قرآن کریم ہے اس لئے قرآن کریم کی قراءت کو حالتِ قیام میں رکھا گیا اور دیگر مواقع یعنی قیام کے علاوہ کسی اور موقعہ رکوع و سجدہ وغیرہ میں اس کو پڑھنے سے روک دیا گیا تاکہ یہ شبہ نہ ہو کہ قرآن کریم کی قراءت بھی دیگر اذکار کے برابر ہی ہے۔

اب یہ بھی سمجھ لیں کہ رکوع و سجدہ میں قرآن کریم کی قراءت کی جو نہی ہے وہ کوئی نہی ہے تو صاحب المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ جمہور کے نزدیک یہ نہی نہی کراہت ہے تحریمی نہیں ہے۔ اور اس نہی میں سورہ فاتحہ بھی داخل ہے یعنی رکوع و سجدہ میں سورہ فاتحہ کی قراءت بھی مکروہ ہے۔

اب اگر کوئی اس نہی کے باوجود سہو یا عمداً رکوع یا سجدہ میں قراءت قرآن کرتا ہے تو اس کی نماز باطل ہوگی یا صحیح ہوگی یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اس کے لئے مطولات کو دیکھیں۔

”فأما الركوع والنخ“ صاحب المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس میں کچھ کلام مقرر ہے ای کأن قائلا يقول إذا نهيت عن القراءة في الركوع والسجود فما أصنع فيها۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا فأمّا الركوع فعظموا الرب فيه أي سبّحوه و نزوه و مجدوه۔ اور تسبیح و تجید کن الفاظ میں کی جائے وہ پچھلی احادیث میں بیان ہو چکا ہے یعنی سبحان ربی العظیم رکوع میں سبحان ربی الاعلیٰ سجدہ میں کہا جائے۔ اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے نوویؒ نے لکھا ہے کہ امام شافعیؒ اور ان کے علاوہ دیگر بہت سے علماء نے اس بات کو مستحب قرار دیا ہے کہ رکوع کے اندر سبحان ربی العظیم کو اور سجدہ کے اندر سبحان ربی الاعلیٰ کو تین تین مرتبہ کہا جائے اور اسکے ساتھ ان کلمات کو بھی ملا لیا جائے جو حضرت علیؑ کی حدیث میں منقول ہیں یعنی اللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ النخ۔ منفرد کے حق میں تو یہی مستحب ہے لیکن اگر امام ہو تو اسکو یہ دیکھنا ہوگا کہ اسکے مقتدی تطویل صلاۃ کو ترجیح دیتے ہیں یا تخفیف صلاۃ کو اب اگر اسے بالیقین یہ معلوم ہو کہ اس کے مقتدی تطویل صلاۃ کو پسند کرتے ہیں تو ایسے امام کے لئے تو تسبیح کے ساتھ اللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ النخ کے الفاظ کو ملانا

مستحب ہوگا اور اگر امام کو اس سلسلہ میں شک ہو یا بالیقین یہ معلوم ہو کہ اس کے مقتدی تطویلِ صلاۃ کو تخفیفِ صلاۃ پر ترجیح نہیں دیتے تو اس امام کے کئے تسبیح کے ساتھ ان کلماتِ مذکورہ بالا کو ملانا غیر مستحب ہے یعنی ایسے امام کو رکوع و سجدہ میں صرف تسبیح پر ہی اکتفاء کرنا چاہئے۔

”فَمَنْ“ :- اس لفظ کی تشریح کرتے ہوئے شرح حضرات نے لکھا ہے کہ یہ قاف کے فتح اور میم کے کسرہ کے ساتھ ہے اُی فَمِنْ اور اس کے معنی ہیں لائق، سزاوار اور مناسب۔ اور نحوی ترکیب کے اعتبار سے یہ یعنی فَمِنْ خبرِ مقدم ہے اور اس کا مابعد اُن یستجاب لکم جملہ بتاویلِ مصدر ہو کر مبتداءِ مؤخر ہے۔ اور اس لفظِ فَمِنْ میں ایک لغت قاف و میم دونوں کے فتح کی بھی ہے معنی وہی ہیں لائق، مناسب، قریب لیکن میم کے فتح والی شکل میں یہ مصدر ہوتا ہے اور واحد، ثنئیہ، جمع اور مذکر و مؤنث سب کے لئے فَمَنْ ہی استعمال ہوتا ہے جبکہ فَمِنْ بکسر المیم صفت ہے لہذا اس میں ثنئیہ، جمع، مفرد، مذکر اور مؤنث کی مطابقت محفوظ رکھی جاتی ہے۔ اور اس میں ایک لغت فَمِنْ بوزن فَعِيل کی بھی ہے تب بھی معنی وہی ہوئے ”یعنی سجدہ کی حالت میں تمہارا دعاء مانگنا قبولیت کے زیادہ مناسب و سزاوار ہے کیونکہ اس وقت تم اپنے رب کے بہت زیادہ قریب و نزدیک ہوتے ہو“۔

اور صاحبِ المنہل نے فقہ الحدیث کے عنوان سے لکھا ہے کہ اس حدیث سے یہ چند باتیں بھی معلوم ہو رہی ہیں (۱) مؤمن کا خواب سچا ہوتا ہے (۲) مؤمن کا خواب علاماتِ نبوت میں سے ہے (۳) رکوع و سجدہ میں قرآن کی قراءت کرنا ممنوع و منہی عنہ ہے (۴) اور اس حدیث میں بہ حالتِ سجدہ زیادہ سے زیادہ دعائیں مانگنے کی ترغیب ہے۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ اس حدیث میں بہ حالتِ سجدہ دعاء مانگنے کی ترغیب دینا اور ابھارنا اُن احادیث کے خلاف و معارض نہیں ہے جن میں سجدہ کے اندر سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى کہنے کا حکم اور ذکر ہے کیونکہ سجدہ میں دعاء مانگنے کی ترغیب دینے والی اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تسبیح بھی کہی جائے اور اس کے بعد دعاء مانگی جائے یا ایسا کیا جائے کہ کسی

سجدہ میں تسبیح کہی جائے اور کسی میں دعاء مانگی جائے تاکہ دونوں طرح کی احادیث پر عمل ہو جائے۔  
اور صاحبِ بذل نے لکھا ہے کہ ہمارے نزدیک یہ اجتہاد فی الدعاء فی السجود والی بات محمول و متعلق ہے نفل نماز سے جبکہ نوویؒ نے جمہور کی طرف نسبت کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ امر استحبائی ہے اور ایسا کرنا مندوب و مستحب ہے یعنی ہر ایک نماز میں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

### تعارف رجالِ حدیث (۸۷۵)

- ۱۔ مسدد:۔ یہ مسدد بن مسرہد بن مُسرَبَل الأُسَدِیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲)۔
- ۲۔ سفیان:۔ یہ سفیان بن عیینہ بن اُبی عمران میمون الہلالیّ أبو محمد الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔
- ۳۔ سلیمان:۔ یہ سلیمان بن سُحَیْم الخَزَاعِیّ أبو ایوب المدنیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۱۳)۔
- ۴۔ ابراہیم:۔ یہ ابراہیم بن عبد اللہ بن مَعْبَد بن العباس بن عبد المطلب القرشیّ الهاشمیّ المدنیّ ہیں۔ ابنِ حبان نے ان کو ثقّات میں ذکر کیا ہے اور حافظؒ نے ان کو صدوق راوی لکھ کر تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے۔
- ۵۔ عن أبیہ:۔ اس میں اَبُّ سے ابراہیم کے والد مراد ہیں یعنی عبد اللہ بن مَعْبَد بن عباس بن عبد المطلب القرشیّ الهاشمیّ المدنیّ۔ ابو زرہ نے ان کی توثیق کی ہے، ابنِ حبان نے ثقّات میں ذکر کیا ہے اور حافظؒ نے ان کو ثقّہ قلیل الحدیث راوی لکھا اور تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے۔
- ۶۔ ابن عباسؓ:۔ آپؓ عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب القرشیّ الهاشمیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۷۔ خلف أبي بكر: آپ امیر المؤمنین ابوبکر الصديقؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۳۲۰)۔

الحديث/ ۸۷۶- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۸۷۶:- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عثمان بن ابی شیبہ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی جریر نے انہوں نے نقل کیا منصور سے انہوں نے ابوالضحیٰ سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ بہت زیادہ کرتے تھے رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع و سجدہ میں سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي کہنے کو (یعنی رکوع و سجدہ میں ان کلمات ذکر کو بہت زیادہ کہا کرتے تھے) اور یہی مطلب لیتے تھے قرآن کریم کا (یعنی قرآن کریم کی آیت ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ﴾ کا مطلب و مراد یہی سمجھتے اور اس پر عمل کرتے ہوئے رکوع و سجدہ میں ان مذکورہ فی الروایہ کلمات کو بہت زیادہ کہا کرتے تھے)۔

نوٹس:- ”يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ“ ابنِ رسلان نے اسکی شرح ان الفاظ میں کی ہے أي يمتثل ما أمر به القرآن۔ اور قاضی نے لکھا ہے کہ یہ جملہ یعنی يتأول الخ ماقبل میں مذکور بقول کی ضمیر فاعل سے حال ہے أي يقول متأولاً للقرآن أي مُبِيناً ما هو المراد من قوله ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ﴾ یعنی قرآن کریم کی اس آیت کا یہ مطلب سمجھتے ہوئے اور اس پر عمل کرتے ہوئے رکوع و سجدہ میں ان کلمات ذکر کو بہت زیادہ کہا کرتے تھے۔۔۔ اور حافظ وغیرہ شرح حضرات

نے لکھا ہے کہ یتَاوَلُ الْقُرْآنَ کے اندر لفظِ الْقُرْآن سے جزءِ قرآن یعنی یہی سورہ نصر بلکہ کہے سورہ نصر کی یہ آیت ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ﴾ مراد ہے کیونکہ اعمش کی روایت میں اسکی صراحت بھی ہے:-

اور صاحبِ المنہل نے لکھا ہے کہ اس حدیث کا تو ظاہری مفہوم و مطلب یہی ہے کہ آپ ﷺ اس ذکر اور ان کلمات کو صرف نماز کے اندر کہا کرتے تھے نہ کہ خارجِ صلاۃ۔ لیکن مسلم شریف میں مذکور حضرت عائشہؓ کی روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اس ذکر اور کلمات کو داخلِ صلاۃ بھی کہا کرتے تھے اور خارجِ صلاۃ بھی۔

اور صاحبِ بذل نے واضح کیا ہے کہ آپ ﷺ اس ذکر اور ان کلمات ذکر کو نفل نمازوں میں کہا کرتے تھے نہ کہ فرض نمازوں میں۔ یا آپ ﷺ اس ذکر کو فرض و نفل ہر نماز میں کیا کرتے تھے مگر یہ آپ ﷺ کی خصوصیت تھی کیونکہ یہ ذکر نماز کے اندر آپ ﷺ نے سورہ نصر کے نزول کے بعد شروع کیا تھا اور اس سورت میں آپ ﷺ کے قرب وفات کی خبر آپ کو دی گئی ہے اور آپ ﷺ کو یہی خاص طور پر اس ذکر کا حکم بھی دیا گیا ہے نہ کہ پوری امت کو۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

### تعارف رجالِ حدیث (۸۷۶)

۱۔ عثمان:- یہ عثمان محمد بن ابی شیبۃ ابراہیم العبسیّ أبو الحسن الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۲۔ جریر:- یہ جریر بن عبد الحمید الضبیّ الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۱)۔

۳۔ منصور:- یہ منصور بن المعتمر بن عبد اللہ السلميّ أبو عتاب الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۱)۔

۴۔ أبو الضحیٰ:- یہ مسلم بن ضبیح أبو الضحیٰ الکوفیّ العطار ہیں۔ دیکھیں

حدیث نمبر (۷۱۰)۔

۵۔ مسروق:۔ یہ مسروق بن الأجدع بن مالک الهمدانی الإمام ہیں۔ دیکھیں

حدیث نمبر (۲۰۴)۔

۶۔ عائشہ:۔ آپ ﷺ ام المؤمنین عائشہ بنت ابی بکر الصديق ہیں۔ دیکھیں حدیث

نمبر (۱۸) اور (۳۳)۔

الحديث / ۸۷۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ ح.

وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ السَّرْحِ أَنَّنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ عُمَارَةَ  
بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ سُمَيِّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ  
ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ، دِقَّةَ وَجِلَّتْهُ، وَأَوَّلَهُ  
وَأَخْرَهُ. زَادَ ابْنُ السَّرْحِ: عَلَانِيَتُهُ وَسِرَّهُ).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۷۷:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا احمد بن صالح

نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابن وہب نے۔ تحویل سند۔ (ایک اور سند) اور فرمایا امام ابوداؤد نے  
کہ ہمیں خبر دی احمد بن سرح نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابن وہب نے انہوں نے کہا مجھے خبر دی تھی  
بن ایوب نے انہوں نے نقل کیا عمارہ بن غزیہ سے انہوں نے سُمی مولى ابی بکر سے انہوں نے ابوصالح  
سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے یہ کہ (انہوں نے بیان کیا کہ) نبی کریم ﷺ اپنے سجدوں میں  
(یہ کلمات) کہا کرتے (اور ان کے ساتھ دعاء مانگا کرتے تھے) اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ، دِقَّةَ  
وَجِلَّتْهُ، وَأَوَّلَهُ وَأَخْرَهُ (یعنی اے اللہ میرے سارے گناہ معاف کر دے چھوٹے بڑے اگلے اور  
پچھلے۔۔) اور (اس دعاء کے اندر) ابن سرح نے مزید اضافہ نقل کیا عَلَانِيَتُهُ وَسِرَّهُ کا (یعنی کھلے اور

چھپے گناہ بھی معاف کر دے۔۔ واضح رہے کہ مصنفؒ اس عبارت وزاد الخ سے بتانا یہ چاہ رہے ہیں کہ ہمارے شیخ احمد نے تو اپنی روایت کے اندر کلماتِ دعاء بس و اولہ و آخرہ تک نقل کئے تھے مگر ہمارے دوسرے شیخ ابنِ سرح نے اس سے آگے مزید و علانیہ و سرہ کو بھی اس دعاء میں نقل کیا) نیز واضح رہے کہ مسلم کی روایت میں بھی یہ اضافہ مذکور ہے۔

نوٹس:- ”دقہ و جملہ“ اس میں جو لفظ دِق ہے یہ بکسر الدال ہے اور اسکے معنی ہوتے ہیں باریک و تھوڑا اور چھوٹا، یہاں پر اس سے صغیرہ گناہ مراد ہیں۔ اور دوسرا جو لفظ ہے یعنی جمل اسکے بارے میں مشہور تو جیم کا کسرہ ہی ہے لیکن ایک لغت بضم الجیم بھی ہے اور یہ بھی یعنی جمل بھی بمعنی جلیل ہے جیسے کہ دِق بمعنی دَقِیق ہے اور اس سے یعنی جل سے مراد ہیں کبیرہ گناہ۔ اور یہ یعنی دقہ و جملہ الخ گویا بیان و تفصیل ہے ما قبل میں مذکور کلام کی۔۔ اب اگر کوئی کہے کہ اس دعاء کے اندر صغیرہ گناہوں کو کبار پر کیوں مقدم کیا گیا جبکہ عقلی تقاضہ تو یہ تھا کہ کبار کی معافی پہلے مانگی جائے اور انکو دعاء کے اندر مقدم رکھا جاتا؟ تو سنئے اسکے شراح حضرات نے دو جواب اور دو مصلحتیں لکھی ہیں (۱) سوال و دعاء میں ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ترقی مناسب ہوتی ہے اسلئے نبی کریم ﷺ نے پہلے صغائر کی معافی کی دعاء مانگی اور پھر کبار کی کیونکہ بحیثیت گناہ کبار اعلیٰ ہیں اور صغائر ادنیٰ (۲) اسکی وجہ و مصلحت یہ ہے کہ کبار، صغائر کے سلسلہ میں لا پرواہی کے نتیجہ وجود میں آتے ہیں یا صغائر پر اصرار کی وجہ سے کبار کا وجود ہوتا ہے یعنی گویا صغائر۔ کبار کا وسیلہ اور سبب ہوتے ہیں اور ظاہر ہے وسائل مقدم ہی ہوا کرتے ہیں اس لئے نبی کریم ﷺ نے اپنی اس دعاء کے اندر صغائر کو کبار پر مقدم رکھا۔

”و علانیہ و سرہ“ واضح رہے کہ یہ جو ظاہر و پوشیدہ والی بات ہے یہ بندوں کے اعتبار سے ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کے اعتبار سے کیونکہ اسکے نزدیک تو ہر ایک چیز ظاہر ہی ہے پوشیدہ ہے ہی نہیں۔۔۔ اس حدیث اور اس دعاء کو پڑھ کر کسی کے بھی ذہن میں یہ بات آسکتی ہے کہ آپ ﷺ معصوم من



الذنب تھے پھر اس دعاء کا کیا مطلب ہے اور آپ ﷺ یہ دعاء کیوں مانگا کرتے تھے؟ تو سنئے آپ کی بات بالکل صحیح ہے لیکن یہ بھی سمجھ لیجئے کہ اس دعاء کا مطلب وہ نہیں ہے جو اس کا ظاہری مفہوم ہے بلکہ اس کا مطلب ہے امت کو تعلیم دینا اور مغفرت مانگنے کا طریقہ اور دعاء سکھانا۔ یا یہ کہو کہ یہ دعاء آپ ﷺ اس لئے نہیں مانگا کرتے تھے کہ آپ ﷺ معصوم من الذنب نہیں تھے بلکہ اسلئے مانگا کرتے تھے تاکہ عبادیت، افتقار اور تواضع کا اظہار اور اللہ تعالیٰ کے حکم ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ﴾ کا امتثال و فرمانبرداری ہو جائے۔

### تعارف رجالِ حدیث (۸۷۷)

۱۔ أحمد:۔ یہ أحمد بن صالح أبو جعفر المصري المعروف بابن الطبري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۷)۔

۲۔ ابن وهب:۔ یہ عبد اللہ بن وهب بن مسلم القرشي الفهري أبو محمد المصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۲)۔

۳۔ أحمد بن السرح:۔ یہ أحمد بن عمرو بن عبد اللہ بن عمرو بن السرح أبو الطاهر المصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۲)۔

۴۔ ابن وهب:۔ یہ عبد اللہ بن وهب بن مسلم القرشي الفهري أبو محمد المصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۲)۔

۵۔ يحيى:۔ یہ يحيى بن أيوب الغافقي أبو أيوب المصري ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۵۸)۔

۶۔ عُمارة:۔ یہ عُمارة بن غَزِيَّة بن الحارث بن عمرو الأنصاري المازني المدني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۲۷)۔

۷۔ سُمي:۔ یہ سُمي مولى أبي بكر بن عبد الرحمن بن الحارث ہیں۔ دیکھیں

حدیث نمبر (۲۸۶) اور (۳۰۱)۔

۸۔ أبو صالح:- یہ ذکوان السَّمَانِ الزَّيَاتِ الغَطَفَانِيّ۔ أبو صالح المدنی ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

۹۔ أبو هريرةؓ:- آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت عبد الرحمن بن صخر  
أبو هريرة الدوسي اليماني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

۱۰۔ زاد ابن السرح:- یہ أحمد بن عمرو بن عبد الله بن عمرو بن السرح  
أبو الطاهر المصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۲)۔

الحديث/ ۸۷۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُهُ

عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ  
أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: ((فَقَدْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ  
لَيْلَةٍ فَلَمَسْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا هُوَ سَاجِدٌ وَقَدَمَاهُ مَنُصُوبَتَانِ وَهُوَ يَقُولُ: أَعُوذُ  
بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَأَعُوذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ  
مِنْكَ، لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۷۸:- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن سلیمان

أنباری نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبدہ نے انہوں نے نقل کیا عبید اللہ سے انہوں نے محمد بن یحییٰ بن  
حبان سے انہوں نے عبد الرحمن أعرج سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ  
سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کو نہ پایا (واضح رہے کہ مسلم  
شریف کی روایت میں لفظ فَقَدْتُ کی بجائے لفظِ افْتُقَدْتُ ہے۔ مطلب دونوں کا ایک ہی ہے)۔ تو

میں نے آپ ﷺ کو مسجد (یعنی گھر میں نماز پڑھنے کی جگہ) ڈھونڈا (یعنی ایسا ہوا کہ جب حضرت عائشہؓ سو گئیں تو آپ ﷺ حجرہ مبارکہ سے نکل کر مسجد میں تشریف لے گئے اور جب حضرت عائشہؓ کی آنکھ کھلی تو آپ ﷺ کو کمرہ میں نہ پا کر حضرت عائشہؓ یہ سمجھیں کہ غالباً آپ ﷺ کسی اور بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہیں چنانچہ حضرت عائشہؓ آپ ﷺ کو ڈھونڈتی اور تلاش کرتی ہوئیں جب مسجد میں پہنچیں تو آپ ﷺ کو وہاں پر سجدہ کرتے ہوئے پایا۔ اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ ٹٹولتے ٹٹولتے حجرہ کے اندر ہی سے جب مسجد کی طرف ہاتھ بڑھا کر دیکھا تو آپ ﷺ کو سجدہ میں یا رکوع میں پایا۔ اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ کمرہ کے اندر ہی جب آپ ﷺ کو ڈھونڈا اور ٹٹولا تو کمرہ کے اندر جو نماز پڑھنے کی جگہ تھی وہاں پر آپ ﷺ کو سجدہ میں پایا۔ چنانچہ صاحبِ مرقاة وغیرہ نے لکھا ہے کہ فلمست المسجد میں جوفظ المسجد ہے یہ فتح الجیم مصدر میمی ہے اور مطلب ہے أي في السجود۔ أو في الموضع الذي كان يصلي فيه في حجرته۔ اور جن نسخوں میں یہ بکسر الجیم ہے انکے اعتبار سے اس سے مسجد بیت بھی مراد ہو سکتی ہے اور مسجد نبوی ﷺ بھی۔ بہر کیف حضرت عائشہؓ کہہ رہی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو مسجد بیت یا مسجد نبوی ﷺ میں ڈھونڈا (تو پایا کہ آپ ﷺ سجدہ کر رہے ہیں اور آپ ﷺ کے دونوں پاؤں کھڑے ہوئے ہیں) واضح رہے کہ حدیث شریف کے اس جملہ وقدماء منصوبتان میں دلیل ہے اس بات کی کہ سجدہ کی حالت میں دونوں پاؤں کو کھڑا کرنا سنت ہے چنانچہ نسائی کی روایت میں یہ بھی ہے ”و صدور قدميه نحو القبلة“ اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے جب سجدہ کی حالت میں دونوں پاؤں کھڑے ہوں گے۔ آگے حضرت عائشہؓ بیان کر رہی ہیں کہ آپ ﷺ اس وقت دونوں پاؤں کو کھڑے کر کے سجدہ کر رہے تھے (اور (اس سجدہ میں یہ ذکر اور کلمات دعاء) فرما رہے تھے ”أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخِطِكَ، وَأَعُوذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ“ یعنی اے

اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تیرے غصہ سے تیری رضامندی کی اور پناہ مانگتا ہوں تیرے عذاب سے تیرے عفو و معاف کرنے کی، اور پناہ مانگتا ہوں تجھ سے تیری، میں تیری تعریف نہیں کر سکتا (اور چونکہ میں تیری ایسی تعریف نہیں کر سکتا جیسی تعریف کا تو مستحق ہے اسلئے کہتا ہوں کہ) تو ایسا ہے جیسی تو نے اپنی تعریف کی ہے۔

نوٹس:- اس حدیث شریف سے بھی سجدہ کی حالت میں دعاء مانگنے کا ثبوت ہو رہا ہے۔

تعارف رجال حدیث (۸۷۸)

۱- محمد:- محمد بن سلیمان بن أبی داؤد أبوہارون الأنباری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۶)۔

۲- عبدة:- یہ عبدة بن سلیمان بن حاجب الکلابی أبو محمد الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۹۲)۔

۳- عبید اللہ:- یہ عبید اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب العدوی العمري أبو عثمان الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸۰) اور (۳۳۶)۔

واضح رہے کہ ابنِ رسلان نے لکھا ہے کہ یہ عبید اللہ بن عمر بن میسرۃ القواریری الجشمی أبو سعید البصری ہیں۔ ان کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۱۵) اور (۲۹)۔ لیکن واضح رہے کہ صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ عبید اللہ بن عمر العمري ہی ہیں کیونکہ عبید اللہ بن عمر بن میسرۃ سے تو ابوداؤد دؤازکٹ روایت کرتے ہیں۔ نیز مزئی نے بھی محمد بن یحییٰ کے تلامذہ میں عبید اللہ بن عمر العمري ہی کو لکھا ہے نہ کہ عبید اللہ بن عمر بن میسرۃ کو۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

۴- محمد بن یحیٰ:- یہ محمد بن یحیٰ بن حبان بن مُنقذ الأنصاری المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲)۔

۵۔ عبدالرحمن:۔ یہ عبدالرحمن بن ہرْمُزْ أبوداؤد المدنی المعروف بالأعرج ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۶)۔

۶۔ أبوهريّة:۔ آپؒ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول ﷺ حضرت عبدالرحمن بن صخر الدوسي أبوهريّة اليماني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

۷۔ عائشة:۔ آپؐ أم المؤمنين عائشة بنت أبي بكر الصديقؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸) اور (۳۳)۔

### (۱۵۴) بَابُ الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ

(۱۵۴) نماز میں دعاء مانگنے کا بیان (واضح رہے کہ بعض نسخوں میں ترجمہ

الباب ”بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ“ ہے)۔

الحديث/ ۸۷۹- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ أَخْبَرَنَا بِقِيَّةُ أَخْبَرَنَا

شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ، أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو فِي صَلَاتِهِ ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ. اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ، فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ: مَا أَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيذُ مِنَ الْمَغْرَمِ، فَقَالَ: إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۷۹:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عمرو بن عثمان

نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی بقیہ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی شعیب نے انہوں نے نقل کیا زہری

سے انہوں نے عروہ سے یہ کہ (انہوں نے بیان کیا کہ) انکو حضرت عائشہؓ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ دعاء مانگا کرتے تھے اپنی نماز میں (حدیث میں مذکور) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ (سے لیکر) مِنَ الْمَآْثِمِ وَالْمَغْرَمِ) تک کے الفاظ کے ساتھ۔ جنکا ترجمہ یہ ہے۔ اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے قبر کے عذاب سے، اور پناہ مانگتا ہوں تیری دجال کے فساد و فتنہ سے، اور پناہ چاہتا ہوں تجھ سے زندگی اور موت کے فتنہ و فساد سے، اے پروردگار میں تیری پناہ مانگتا ہوں گناہ سے اور قرض سے) تو کہا آپ ﷺ سے ایک کہنے والے نے (واضح رہے کہ یہ قائل و سائل خود حضرت عائشہؓ ہی تھیں کیونکہ نسائی کی روایت میں مذکور ہے فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ الْخ۔ الغرض حضرت عائشہؓ نے آپ ﷺ سے عرض کیا) مجھے تعجب ہے آپ ﷺ کے اس قدر کثرت کے ساتھ قرض سے استعاذہ و پناہ مانگنے پر (حضرت عائشہؓ کا جواب دیتے ہوئے آپ ﷺ نے) فرمایا (تعجب کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میں قرض سے بہت زیادہ پناہ اسلئے مانگتا ہوں کہ) یہ حقیقت ہے کہ انسان جب قرضدار ہوتا ہے (تو اس کا حال یہ ہوتا ہے کہ) بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔

نوٹس:- سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ اس حدیث شریف میں جو دعاء مانگنا مذکور ہے اسکا مطلب ہے تشہد کے بعد سلام سے پہلے دعاء مانگنا چنانچہ امام بخاریؒ نے اس حدیث پر ترجمۃ الباب قائم کیا ہے ”باب الدعاء قبل السلام“ اور اسی کی تائید ہوتی ہے مسلم شریف کی اس روایت سے بھی عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ اِذَا فَرَغَ أَحَدُكُمْ مِنَ التَّشْهَادِ الْأَخِيرِ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ أَرْبَعٍ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الْخ۔ نیز اس حدیث سے عذابِ قبر کا اثبات ہو رہا ہے جیسا کہ اہل سنت کا مسلک ہے اور اُن لوگوں کا رد ہو رہا ہے جو عذابِ قبر کے منکر ہیں۔ اور یہ جو اس دعاء کے اندر قرض سے پناہ مذکور ہے تو شرح حضرات نے لکھا ہے کہ اس سے وہ قرض مستثنیٰ ہے جس کو ضرورت و احتیاج کی وجہ سے لیا جائے اور اس کی ادائیگی پر قدرت ہو۔

”ما أكثر ماتستعید من المغرم“ واضح رہے کہ اس میں جو پہلا مآ ہے وہ تہجیہ ہے اور دوسرا مصدر یہ ہے اور مطلب یہ ہے أي أتعجب من كثرة استعاذتک من المغرم۔ اور اس میں جو لفظ المغرم ہے اسکے بارے میں علمائے کرام سے قرض و دین کے علاوہ کچھ اور مراد ہونے کے اقوال بھی مذکور ہیں لیکن آگے حضرت عائشہؓ کا سوال اور پھر آپ ﷺ کی طرف سے اسکا جو جواب منقول ہے اس سے اسی کی تائید ہوتی ہے کہ اس سے دین و قرض ہی مراد ہے۔

اس حدیث اور اس دعاء کو بھی پڑھ کر کسی کے ذہن میں بھی یہ بات آسکتی ہے کہ آپ ﷺ تو معصوم تھے آپ ﷺ ان امور سے استعاذہ اور یہ دعاء کیوں مانگا کرتے تھے تو اسکا جواب یہ ہے کہ امت کو سکھانے اور تعلیم دینے کی غرض سے آپ ﷺ ایسا کرتے اور دعاء مانگا کرتے تھے۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ آپ ﷺ کو تو معلوم تھا کہ دجال کا ظہور آپ ﷺ کے زمانہ میں نہیں ہونا ہے تو پھر آپ ﷺ دجال سے استعاذہ و پناہ کیوں مانگا کرتے تھے؟ تو اسکا جواب یہ ہے کہ آپ ﷺ ایسا اسلئے کرتے تھے تاکہ دجال کی خبر سب کو معلوم ہو جائے اور پوری امت کو اسکے بارے میں جماعت در جماعت خبر پہنچتی رہے۔ یا یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ایسا آپ ﷺ یہ تعلیم دینے کے لئے کیا کرتے تھے کہ شرچاہے کتنے ہی بعد میں آنے والی ہو مگر اُس سے استعاذہ و پناہ مانگتے رہنا چاہئے۔

اور صاحب المنہل نے اس حدیث کے تحت فقہ الحدیث کے عنوان سے لکھا ہے کہ اس حدیث سے یہ چند باتیں بھی سمجھ میں آرہی ہیں (۱) اس حدیث سے عذابِ قبر کا ثبوت ہو رہا ہے (۲) اس حدیث میں ظہورِ دجال کا ثبوت اور اسکے فتنہ کی دلیل ہے (۳) اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ شر و فتن سے استعاذہ و پناہ چاہنا اور اللہ تعالیٰ سے انکے دفعیہ کا سوال و دعاء کرنا شرعی اور مسنون عمل ہے (۴) یہ حدیث یہ بھی بتا رہی ہے کہ قرض و دین قابلِ نفرت شے ہے، اور قرض و دین مدیون و مقروض کو جھوٹ بولنے اور وعدہ خلافی جیسے اعمال کے ارتکاب پر مجبور کر دیتا ہے جو منافقوں کی صفات و

عمل ہیں (۵) اور نماز کے اندر دعاء مانگنے کا ثبوت بھی اس حدیث میں موجود ہے یعنی تشہد کے بعد اور سلام سے پہلے۔

## تعارف رجال حدیث (۸۷۹)

۱۔ عمرو: یہ عمرو بن عثمان بن سعید القرشی ابو حفص الحمصی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸۵)۔

۲۔ بقیہ: یہ بقیہ بن الولید بن صائد بن کعب الکلاعی ابو یحمد الحمصی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۵)۔

۳۔ شعیب: یہ شعیب بن ابی حمزہ الأموی ابو بشر الحمصی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۹۲)۔

۴۔ الزہری: یہ محمد بن مسلم۔ ابن شہاب۔ الزہری ہیں۔ دیکھیں حدیث (۹)۔  
۵۔ عروہ: یہ عروہ بن الزبیر بن العوام الأسدی ابو عبد اللہ المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸)۔

۶۔ عائشہ: آپؓ ام المؤمنین عائشہ بنت ابی بکر الصدیق ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸) اور (۳۳)۔

الحديث / ۸۸۰ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: ((صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي صَلَاةٍ تَطَوُّعٍ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ، وَيُلِّ لَأَهْلِ النَّارِ)).



ترجمہ حدیث نمبر / ۸۸۰ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا مسدّد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبداللہ بن داؤد نے انہوں نے نقل کیا ابن ابی لیلیٰ سے انہوں نے ثابت بنانی سے انہوں نے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے انہوں نے اپنے والد (حضرت ابولیلیٰ) سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں نے (ایک مرتبہ) آپ ﷺ کے پہلو (اور برابر) میں نفل نماز پڑھی تو میں نے آپ ﷺ کو ”أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ، وَيُلِّ لَأَهْلِ النَّارِ“ کہتے ہوئے سنا (یعنی جب بھی آپ ﷺ دورانِ قراءت کسی ایسی آیت پر پہنچتے جس میں جہنم کا ذکر ہوتا تو آپ ﷺ اس حدیث شریف میں مذکور یہ کلمات یعنی أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ، وَيُلِّ لَأَهْلِ النَّارِ کہتے)۔

## تعارف رجال حدیث (۸۸۰)

- ۱۔ مسدد :- یہ مسدد بن مسرہد بن مُسرہل الأسدی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲)۔
- ۲۔ عبداللہ :- یہ عبداللہ بن داؤد بن عامر بن الربیع الہمدانی الشعمی المعروف بالخریبی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۰)۔
- ۳۔ ابن ابی لیلیٰ :- یہ محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ الأنصاری أبو عبدالرحمن الکوفی الفقیہ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۵۲)۔
- ۴۔ ثابت :- یہ ثابت بن أسلم البُنّانی أبو محمد البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲۰۱)۔
- ۵۔ عبدالرحمن :- یہ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ الأنصاری المدنی أبو عیسیٰ الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱۵)۔
- ۶۔ عن أبیه :- اس میں اُبّ سے مراد ہیں عبدالرحمن کے والد یعنی حضرت ابو لیلیٰ الأنصاریؒ اور ان کے بارے میں بہت اختلاف ہے الخلاصۃ میں لکھا ہے کہ ان کا نام بلال ہے یا

داؤد بن بلال بن اُحیحة ہے۔ اور تقریب میں لکھا ہے کہ ان کا نام بلال ہے یا سلیل ہے، نیز کہا جاتا ہے کہ ان کا نام داؤد ہے کچھ حضرات کا کہنا ہے کہ ان کا نام یسار ہے اور کچھ کا کہنا ہے کہ ان کا نام اوس ہے۔ بہر کیف یہ جنگِ اُحد اور اس کے بعد کی جنگوں میں شریک رہے ہیں بعد میں کوفہ منتقل ہو گئے تھے اور حضرت علیؓ کے ساتھ جنگوں میں شریک رہے، جنگِ صفین میں بھی انہی کے ساتھ تھے۔ اور حافظؒ نے لکھا ہے کہ وعاش إلى خلافة عليّ۔

الحديث / ۸۸۱ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ

أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: ((قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الصَّلَاةِ وَقُمْنَا مَعَهُ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ فِي الصَّلَاةِ: اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا أَحَدًا، فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِلْأَعْرَابِيِّ: لَقَدْ تَحَجَّرْتَ وَاسِعًا، يُرِيدُ رَحْمَةَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۸۱ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا احمد بن صالح

نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبد اللہ بن وہب نے انہوں نے کہا مجھے خبر دی یونس نے انہوں نے نقل کیا ابن شہاب سے انہوں نے ابوسلمہ بن عبد الرحمن سے یہ کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان فرمایا کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوئے (یعنی نماز شروع فرمائی) اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ (یعنی آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے کے لئے) کھڑے ہوئے تو (ایسا ہوا کہ) ایک اعرابی نے دورانِ نماز کہا (یعنی یہ دعاء کی) اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا أَحَدًا (یعنی اے اللہ تو مجھ پر اور محمد ﷺ پر رحم کر اور ہمارے ساتھ ہمارے علاوہ کسی پر رحم نہ کر) تو جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا (یعنی نماز سے فارغ ہوئے تو اس) اعرابی سے فرمایا بے شک تو نے تنگ کر دیا ایک وسیع شے کو

(یعنی اللہ تعالیٰ نے جس چیز یعنی اپنی رحمت کو عام و وسیع رکھا ہے تو نے اسکو میرے اور اپنے ساتھ مخصوص کر کے بخل کیا اور اللہ کی وسیع رحمت کو تنگ و محدود اور غیر وسیع کر دیا۔ واضح رہے کہ آپ ﷺ نے ان الفاظ سے یہ بتایا اور تنبیہ کی ہے کہ اس طرح کی دعائیں مانگنی چاہئے بلکہ عمومی انداز میں دعاء مانگنی چاہئے وہی اقرب الی الاجابة والقبول ہوتی ہے۔ آگے برائے وضاحت رواۃ حدیث میں سے کوئی راوی اور غالب و اقرب یہ ہے کہ خود حضرت ابو ہریرہؓ فرما رہے ہیں کہ ان کی یعنی آپ ﷺ کی (مراد (واسعاً سے) اللہ عز و جل کی رحمت تھی۔

### تعارف رجال حدیث (۸۸۱)

۱۔ أحمد:۔ یہ أحمد بن صالح أبو جعفر المصري المعروف بابن الطبري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۷)۔

۲۔ عبد اللہ:۔ یہ عبد اللہ بن وہب بن مسلم القرشي الفهري أبو محمد المصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۲)۔

۳۔ یونس:۔ یہ یونس بن یزید بن أبي النجاد الأيلي أبو یزید مولی معاویہ بن أبي سفیان ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۹)۔

۴۔ ابن شہاب:۔ یہ محمد بن مسلم - ابن شہاب - الزهري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔

۵۔ أبو سلمة:۔ یہ أبو سلمة بن عبد الرحمن بن عوف القرشي الزهري المدني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۶۔ أبو هريرة:۔ آپ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول ﷺ حضرت عبد الرحمن بن صخر الدوسي أبو هريرة اليماني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

الحديث / ۸۸۲ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْرَائِيلَ

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطْنِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا قَرَأَ "سَبَّحَ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى" قَالَ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى)).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: خُوْلِفَ وَكِيعٌ فِي هَذَا الْحَدِيثِ، رَوَاهُ أَبُو وَكِيعٍ وَشُعْبَةُ

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَوْفُوفًا.

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۸۲ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا زہیر بن حرب نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی وکیع نے انہوں نے نقل کیا اسرائیل سے انہوں نے اسحاق سے انہوں نے مسلم بطین سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ کہ (انہوں نے بیان کیا) کہ نبی کریم ﷺ جب ﴿سَبَّحَ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ پڑھتے تو سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى کہتے (واضح رہے کہ اس کی تشریح میں صاحبِ بذل نے لکھا ہے کہ غالباً ایسا آپ ﷺ خارجِ صلاۃ قراءت کی حالت میں کرتے تھے یا نفل نمازوں میں کرتے تھے۔ لیکن صاحبِ المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ اسکا واضح اور ظاہر مطلب یہی ہے کہ آپ ﷺ نماز اور غیر نماز میں جب بھی اس آیت کی تلاوت فرماتے تو اس آیت میں مذکور حکم کی تعمیل و امتثال میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى کہتے تھے۔ اور صاحبِ عون المعبود نے مزید لکھا ہے کہ امام شافعیؒ کا یہی مسلک ہے اور یہی حدیث کا ظاہر و واضح مطلب بھی ہے اور یہ حدیث حنفیہ وغیرہ اُن حضرات کے خلاف ہے جو نماز کے اندر آیت تسبیح و تعوذ و سوال کی تلاوت کے وقت تسبیح و سوال اور تعوذ کو جائز نہیں کہتے۔ واضح رہے کہ تورپشٹی نے امام مالکؒ کا مسلک بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ بھی ایسا کرنے کو نوافل میں تو جائز کہتے ہیں لیکن فرائض میں منع کرتے ہیں۔)

اور فرمایا امام ابوداؤد نے کہ مخالفت کی گئی ہے وکیع کی اس حدیث (کی سند) میں (چنانچہ) روایت کیا ہے اس (حدیث) کو (وکیع کے علاوہ) ابودوکیع اور شعبہ نے عن ابي إسحاق عن سعيد بن جبیر عن ابن عباس کے طریق سے موقوفاً (مصنف بتانا یہ چاہر ہے ہیں کہ وکیع نے تو اس حدیث کو اپنی سند سے مرفوعاً یعنی آپ ﷺ کا قول و عمل کہہ کر ہی بیان کیا ہے لیکن انکے والد یعنی ابودوکیع الجراح بن بلح اور شعبہ نے عن ابي إسحاق الخ ہی کے طریق سے اس حدیث کو موقوفاً اور ابن عباس کا قول کر کے بیان کیا ہے)۔

### تعارف رجال حدیث (۸۸۲)

۱- زہیر:۔ یہ زہیر بن حرب بن شداد النسائي أبو خيثمة البغدادي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۴) اور (۲۰)۔

۲- وکیع:۔ یہ وکیع بن الجراح بن ملیح الرؤاسي أبو سفیان الکوفي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵) اور (۲۰)۔

۳- اسرائیل:۔ یہ اسرائیل بن یونس الهمداني أبو یوسف الکوفي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۰)۔

۴- أبو إسحاق:۔ یہ عمرو بن عبد اللہ الهمداني أبو إسحاق السبيعي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱۶)۔

۵- مسلم:۔ یہ مسلم بن عمران (ویقال ابن ابي عمران) أبو عبد اللہ الکوفي البطين ہیں۔ احمد، ابن معین، نسائی اور ابوحاتم نے ان کی توثیق کی ہے۔ حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر چھٹے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۶- سعید:۔ یہ سعید بن جبیر بن هشام الأسديّ الوالبي أبو محمد أو أبو عبد اللہ

الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۳)۔

۷۔ ابن عباسؓ: آپؐ عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب القرشی الهاشمی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۸۔ قال أبو داؤد: یہ مصنف کتاب سلیمان بن الأشعث أبو داؤد السجستانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۹۔ خُولَف و کِيع: یہ وکیع بن الجراح بن ملیح الرؤاسی ابوسفیان الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵) اور (۲۰)۔

۱۰۔ أبو وکیع: یہ الجراح بن ملیح بن عدی بن فرس بن جمجمة الرؤاسی الکوفی والد وکیع ہیں۔ البوداؤد اور ابوالولید نے ان کی توثیق کی ہے نسائی اور عجلی نے ان کے بارے میں لا بأس بہ کہا ہے اور دارقطنی نے لیس بشیٰ وهو کثیر الوهم۔ ابن عدی نے ان کو صدوق لکھا ہے نیز لکھا ہے لہ احادیث صالحة وروایات مستقیمة و حدیثہ لا بأس بہ ولم أجد فی حدیثہ منکراً۔ ابن حبان کا ان کے بارے میں کہنا ہے کہ یہ سند الٹ پلٹ کرتے ہیں اور مراسیل کو مرفوع کر کے بیان کرتے ہیں۔ اور حافظ نے ان کو وہم کا شکار ہونے والے صدوق راوی لکھا ہے اور ساتویں طبقہ میں شمار کرتے ہوئے وفات ۷۷ھ میں بتائی ہے نیز ایک قول ۷۶ھ کا بھی نقل کیا ہے۔

۱۱۔ شعبۃ: یہ شعبۃ بن الحجاج بن الورد العتکی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵) اور (۲۳)۔

۱۲۔ أبو إسحاق: یہ عمرو بن عبد اللہ الهمدانی أبو إسحاق السبعی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱۶)۔

۱۳۔ سعید بن جبیر:۔ یہ سعید بن جبیر بن ہشام الأسدی الوابی

أبو محمد أو أبو عبد الله الكوفي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۳)۔

۱۴۔ ابن عباس:۔ آپؓ عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب القرشی

الہاشمی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

الحديث / ۸۸۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ

جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ، قَالَ: ((كَانَ رَجُلٌ يُصَلِّي فَوْقَ

بَيْتِهِ وَكَانَ إِذَا قَرَأَ ﴿الَيْسَ ذَلِكَ بِقَادِرٍ عَلَى أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَى﴾ قَالَ:

سُبْحَانَكَ فَبَلَى. فَسَأَلُوهُ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ)).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ أَحْمَدُ يُعْجِبُنِي فِي الْفَرِيضَةِ أَنْ يَدْعُوَ بِمَا فِي الْقُرْآنِ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۸۳:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن مثنیٰ

نے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا محمد بن جعفر نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی شعبہ نے انہوں نے نقل

کیا موسیٰ بن ابی عائشہ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ ایک شخص اپنے گھر پر (یعنی چھت پر)

نماز پڑھا کرتا اور جب دو ارن قراءت (اس آیت) ﴿الَيْسَ ذَلِكَ بِقَادِرٍ عَلَى أَنْ يُحْيِيَ

الْمَوْتَى﴾ کو پڑھتا (یعنی اس پر پہونچتا تو اسکو پڑھنے کے بعد) سُبْحَانَكَ فَبَلَى کہتا (یعنی کیوں

نہیں تو قادر ہے اس پر یعنی مردوں کو زندہ کرنے اور انکو دوبارہ اٹھانے پر اور تیری ذات منزہ و پاک ہے

ہر طرح کے عجز سے۔ واضح رہے کہ یہ یعنی فبلی اکثر نسخوں میں تو لام کے ساتھ ہی ہے اور ما قبل میں

مذکور نفی کی نفی کے لئے ہے اے ہو قادر علی ذلک۔ یعنی یہ بالکل ویسا ہی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے

قول ”اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى“ میں لفظِ بلی نفی نفی کے لئے ہے۔ لیکن بعض نسخوں میں یہ فَبَلَى کافی کے ساتھ بھی ہے جس کا مطلب ہے کہ وہ اس آیت کو پڑھنے کے بعد سب حانک کہتا اور رونے لگتا۔ بہر کیف (انہوں نے) (یعنی لوگوں نے جب اس کا یہ عمل دیکھا) تو اُس سے اس کے بارے میں (یعنی ایسا کرنے کے بارے میں) پوچھا (کہ تو ایسا کیوں کرتا ہے) تو اس نے (لوگوں کا جواب دیتے ہوئے) کہا کہ میں نے (اس آیت کو پڑھنے کے بعد) اس کو (یعنی ”سُبْحَانَکِ فَبَلَى“ کہنے کو) نفی کریم ﷺ سے سنا ہے (اس لئے میں بھی ایسا ہی کرتا ہوں)۔

اور فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ (امام احمدؒ سے پوچھا گیا) تو انہوں نے کہا کہ مجھے پسند ہے فرض نمازوں میں یہ بات کہ (نمازی) دعاء کرے اُن (دعاؤں) کے ساتھ جو قرآن میں نازل ہوئی ہیں (اگرچہ جائز یہ بھی ہے کہ اُن دعاؤں کے ساتھ بھی دعاء کر لے جو احادیث میں وارد ہوئی ہیں)۔

نوٹس:- اس حدیث شریف میں جو ایک صحابی کا عمل چھت پر نماز پڑھنے کا مذکور ہے اس سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ گھر یا مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا جائز ہے چاہے وہ فرض نماز ہو یا نفل نماز ہو۔ یہ بھی واضح رہے کہ غیر منہی عنہ ہر جگہ میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

اور امام ابوداؤدؒ نے جو یہ امام احمدؒ کا قول نقل کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ فرض نمازوں میں سجدہ کے اندر یا قعدہ اخیرہ میں سلام پھیرنے سے پہلے قرآن میں مذکور و وارد دعاؤں کے ساتھ ہی دعاء کرنا اور مانگنا افضل ہے اگرچہ جائز احادیث میں وارد دعاؤں کے ساتھ دعاء کرنا اور مانگنا بھی ہے۔ لیکن صاحبِ عون المعبود نے اس کا ایک مطلب یہ بھی لکھا ہے اور اسی کو زیادہ صحیح کہا ہے کہ جب انسان فرض نمازوں میں آیاتِ رحمت وغیرہ پر سے گزرے تو آیتِ تسبیح پر تسبیح اور آیتِ سوال پر سوال اور آیتِ تعوذ پر تعوذ کرے یعنی نفل نمازوں میں تو ایسا کرے ہی کرے فرض نمازوں میں بھی ایسا کرنا میں پسند کرتا ہوں اور مستحب سمجھتا ہوں۔ واضح رہے کہ امام شافعیؒ بھی اسی کے قائل ہیں۔



اور صاحب المنہل نے لکھا ہے کہ امام احمدؒ کے اس قول سے بہ ظاہر یہ معلوم ہو رہا ہے کہ ان کے نزدیک فرض نمازوں میں قرآنی دعاؤں کے ساتھ ہی دعاء کرنا مستحب و پسندیدہ ہے لیکن نفلوں میں ان کے یہاں اجازت ہے کہ نمازی جو چاہے دعاء کر سکتا اور مانگ سکتا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجال حدیث (۸۸۳)

۱۔ محمد:۔ یہ محمد بن المثنیٰ العنزیؒ أبو موسیٰ البصریؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷)۔

۲۔ محمد بن جعفر:۔ یہ محمد بن جعفر الہذلیؒ أبو عبد اللہ البصریؒ المعروف بغندر ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹۴)۔

۳۔ شعبۃ:۔ یہ شعبۃ بن الحجاج بن الورد العتکیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵) اور (۲۳)۔

۴۔ موسیٰ:۔ یہ موسیٰ بن ابي عائشة الہمدانیؒ أبو الحسن الکوفیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۵)۔

۵۔ کان رجل:۔ اس رجل مبہم کی کسی شارح نے تعین نہیں کی ہے لیکن یہ طے ہے کہ یہ صحابی رسول ﷺ ہیں اور صحابیؒ کی عدم تعین و جہالت سے حدیث پر کسی قسم کا کوئی فرق نہیں پڑتا۔

۶۔ قال أبوداؤد:۔ یہ مصنف کتاب سلیمان بن الأشعث أبوداؤد السجستانیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۷۔ قال أحمد:۔ یہ مشہور امام فقیہ الإمام أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانیؒ أبو عبد اللہ المروزیؒ ثم البغدادیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷) اور (۲۳۸)۔

## (۱۵۵) بَابُ مِقْدَارِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

(۱۵۵) رکوع اور سجدہ کی مقدار کا بیان (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ رکوع اور سجدہ کتنی دیر تک کرنا چاہئے)۔

الحديث / ۸۸۴ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ الْجَرِيرِيُّ عَنِ السَّعْدِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَوْ عَنْ عَمِّهِ، قَالَ: ((رَمَقْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي صَلَاتِهِ، فَكَانَ يَتِمَّكُنْ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ قَدْرَ مَا يَقُولُ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ ثَلَاثًا)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۸۴ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا مسدد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی خالد بن عبد اللہ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی سعید جریری نے انہوں نے نقل کیا سعدی سے انہوں نے اپنے والد سے یا اپنے چچا سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں نے (بالقصد) دیکھا نبی کریم ﷺ کو آپ ﷺ کی نماز میں (یعنی میں نے بالقصد آپ ﷺ کی نماز کی حالت کو بہ حالت نماز غور سے دیکھا) تو (دوران نماز آپ ﷺ کو دیکھا کہ) آپ ﷺ اپنے (یا کہنے کہ نماز کے) رکوع و سجدہ میں اطمینان لیتے (اور ٹھہرتے تھے) تین مرتبہ سبحان اللہ و بحمدہ کہنے کے برابر (یعنی جتنی دیر میں تین مرتبہ سبحان اللہ و بحمدہ کہا جاتا ہے اتنی دیر آپ ﷺ رکوع اور سجدہ میں ٹھہرتے)۔

نوٹس :- سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ مسند احمد کی روایت میں لفظ یتمکن کی بجائے لفظ یمکث منقول ہے۔ نیز مسند احمد کی روایت میں عن السعدی عن ابیہ عن عمہ بغیر کلمہ شک أو

کے ہے لہذا مسند احمد کی سند کے اعتبار سے سعدی اور نبی کریم ﷺ کے درمیان دو واسطے ہوں گے، اور ابوداؤد کی سند کے مطابق ایک واسطہ ہوگا۔

دوسری بات شرح حضرات نے یہاں پر بڑی تفصیل سے یہ سمجھائی ہے کہ رکوع اور سجدہ میں آپ ﷺ سے دس تسبیحات کا ذکر ثابت و مشہور ہے اور حضرت انسؓ، براء بن عازبؓ اور ابوسعید خدریؓ جیسے مشاہیر صحابہ سے یہی منقول ہے لہذا یہ تین تسبیحات کی بقدر آپ ﷺ کا رکوع و سجدہ ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ تفصیلات کے لئے مطوّلات کی طرف رجوع فرمائیں۔

### تعارف رجالِ حدیث (۸۸۴)

- ۱۔ مسدّد:- یہ مسدّد بن مُسرّہد بن مُسرّبل الأسدیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲)۔
- ۲۔ خالد بن عبد اللہ:- یہ خالد بن عبد اللہ الواسطیّ أبو محمد المزیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۳)۔
- ۳۔ سعید الجریّی:- یہ سعید بن ایاس الجریّی أبو مسعود البصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹۶)۔
- ۴۔ السعدی:- یہ مجہول راوی ہیں۔ ابن حبان نے ان کا نام عبد اللہ بتایا ہے۔ حافظ نے لکھا ہے کہ السعدی عن أبیه أو عمه قال رمقت النبیّ ﷺ. لا یعرف ولم یسم۔ اور تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۵۔ عن أبیه أو عمه:- یہ شکِ راوی ہے۔ اتنا طے ہے کہ یہ صحابی مجہول ہیں۔ اور یہ بتایا ہی جا چکا ہے کہ مسند احمد اور تیسیر الوصول میں یہ بغیر کلمہ شکِ او کے عن أبیه عن عمه ہے۔

الحديث/ ۸۸۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ الْأَهْوَازِيُّ أَخْبَرَنَا

أَبُو عَامِرٍ وَ أَبُو دَاوُدَ عَنِ ابْنِ أَبِي ذَنْبٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ يَزِيدَ الْهَذَلِيِّ عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا رَكَعَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ، وَذَلِكَ أَذْنَاهُ، إِذَا سَجَدَ فَلْيَقُلْ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى ثَلَاثًا، وَذَلِكَ أَذْنَاهُ)).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا مُرْسَلٌ، عَوْنٌ لَمْ يُدْرِكْ عَبْدَ اللَّهِ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۸۵ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عبد الملک بن مروان اہوازی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابو عامر اور ابوداؤد نے ابن ابی ذئب سے نقل کرتے ہوئے انہوں نے نقل کیا اسحاق بن یزید ہذلی سے انہوں نے عون بن عبد اللہ سے انہوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی رکوع کرے تو اس کو چاہئے کہ (رکوع میں) تین مرتبہ سبحان ربی العظیم کہے اور یہ (یعنی تین مرتبہ رکوع میں تسبیح کا تکرار) اس کا (یعنی تسبیح کے عدد مسنون کا یا کہئے کہ اس کے مرتبہ کمال کا) ادنیٰ (یعنی کم سے کم) درجہ ہے (واضح رہے کہ اس جملہ سے یا کہئے کہ اس حدیث سے اُن لوگوں نے استدلال کیا ہے جو رکوع و سجدہ میں تسبیح کو واجب کہتے ہیں۔ نیز اس میں اُس قول شاذ کی بھی دلیل ہے کہ رکوع و سجدہ میں تین مرتبہ تسبیح کہنا واجب ہے حتیٰ کہ اگر کوئی اس سے کم کہے گا تو اس کا رکوع و سجدہ ہی نہ ہوگا) اور جب (تم میں سے کوئی بھی) سجدہ کرے تو اس کو چاہئے (کہ سجدہ میں) تین مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ کہے، اور یہ (یعنی سجدہ میں تین مرتبہ تسبیح کہنا) اس کا (یعنی تسبیح مسنون کی تعداد کا) ادنیٰ (یعنی کم سے کم) درجہ ہے۔

اور فرمایا امام ابوداؤد نے کہ یہ (یعنی یہ حدیث نمبر ۸۸۵) مرسل ہے (کیونکہ) عون نے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو نہیں پایا ہے۔

نوٹس:- قال ابوداؤد الخ واضح رہے کہ مصنفؒ نے جو اس حدیث کو مُرسل کہا ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے تقریباً تمام ہی شراح حضرات نے لکھا ہے کہ مصنفؒ نے مُرسل بول کر منقطع کو مراد لیا ہے کیونکہ مُرسل تو وہ روایت ہوتی ہے جس میں تابعی بغیر ذکر صحابی کے کہے قال رسول اللہ ﷺ أَوْفَعَلَ كَذَا أَوْفَعَلَ بِحَضْرَتِهِ كَذَا أَوْ نَحْوِ ذَلِكَ یہاں ایسا نہیں ہے اس لئے یہ روایت مُرسل نہیں ہے، ہاں منقطع اور غیر متصل ضرور ہے کیونکہ غیر متصل اور منقطع وہ روایت ہوتی ہے جس میں سند کے اندر کہیں سے بھی کوئی راوی محذوف و ساقط ہو اور اس میں ایسا ہی ہے یعنی عون اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے درمیان سے ایک راوی ساقط و محذوف ہے چنانچہ ترمذیؒ نے اس روایت کے بارے میں کہا ہے اسنادہ لیس بمتصل۔ اور صاحب المنہل نے لکھا ہے کہ یہ بھی ممکن ہے کہ مصنفؒ نے مُرسل سے خلاف المشہور فیہ مراد لیا ہو وہو ماسقط من سندہ راوٍ واحدٍ أو اکثر سواءاً کان من أولہ أم آخرہ أم بینہما --- نیز فقہ الحدیث کے عنوان سے لکھا ہے کہ یہ حدیث اس بات کو بتا رہی ہے کہ رکوع و سجدہ میں طمأنینہ و سکون کی کم سے کم مقدار اتنی دیر ٹھہرنا ہے جتنی دیر میں تین مرتبہ سبحان ربی العظیم کہا جاسکے نیز اس حدیث سے رکوع و سجدہ میں تین مرتبہ تسبیح کہنے کا وجوب بھی معلوم ہو رہا ہے جیسا کہ ابو مطیعؒ بلخی وغیرہ ایک جماعت کا قول ہے (اگرچہ یہ قول شاذ ہے)۔

## تعارف رجال حدیث (۸۸۵)

۱۔ عبد الملک:- یہ عبد الملک بن مروان بن قارظ و یقال ابن قرظ الأهوازی أبو مروان الحذاء البصری ہیں۔ ابن حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔ اور حافظؒ نے ان کو ثقہ راوی لکھا ہے نیز گیارہویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۲۵۰ھ میں بتائی

ہے۔ اور یہ جوان کو الأھوازِیٰ کہا جاتا ہے یہ نسبت ہے الأھواز کی طرف جو بصرہ اور فارس کے درمیان ایک کورہ (یعنی ضلع) ہے۔

۲۔ أبو عامر :- یہ عبد الملک بن عمرو العقديّ أبو عامر القيسيّ البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۸۷)۔

۳۔ أبو داؤد :- یہ أبو داؤد سلیمان بن داؤد بن الجارود الطيالسيّ البصريّ الحافظ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸۲)۔

۴۔ ابن أبي ذئب :- یہ محمد بن عبد الرحمن بن الحارث بن أبي ذئب القرشيّ العامريّ أبو الحارث المدنيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹۵) اور (۱۴۱)۔

۵۔ إسحاق بن يزيد :- یہ إسحاق بن يزيد الهذليّ المدنيّ ہیں۔ ابن حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور حافظ نے ان کو مجہول راوی لکھ کر چھٹے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۶۔ عون بن عبد الله :- یہ عون بن عبد الله بن عتبة بن مسعود الهذليّ أبو عبد الله الكوفيّ ہیں۔ احمد، ابن معین، نسائی اور عجل نے ان کی توثیق کی ہے۔ اور حافظ نے ان کو ثقہ عابد لکھ کر چوتھے طبقہ میں سے قرار دیا ہے اور وفات ۱۲۰ھ سے پہلے بتائی ہے۔ واضح رہے کہ صاحب المنہل نے ان کی وفات ۱۱۰ھ اور ۱۲۰ھ کے درمیان بتائی ہے۔

۷۔ عبد الله بن مسعود :- آپ عبد الله بن مسعود بن غافل بن حبيب أبو عبد الرحمن الهذليّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۹)۔

۸۔ قال أبو داؤد :- یہ مصنف کتاب سلیمان بن الأشعث أبو داؤد السجستانيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۹۔ عون:۔ یہ عون بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود الہذلی ابو عبد اللہ الکوفی ہیں۔ دیکھیں اسی حدیث میں نمبر (۶) پر۔

۱۰۔ لم یدرک عبد اللہ:۔ آپ عبد اللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب ابو عبد الرحمن الہذلی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۹)۔

الحديث ۸۸۶/۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ قَالَ سَمِعْتُ أَعْرَابِيًّا يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ قَرَأَ مِنْكُمْ بِالتَّيْنِ وَالزَّيْتُونِ فَانْتَهَى إِلَى آخِرِهَا)) أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ ﴿فَلْيَقُلْ: بَلَىٰ وَآنَا عَلَىٰ ذَٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ. وَمَنْ قَرَأَ﴾ لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ -فَانْتَهَىٰ إِلَى - أَلَيْسَ ذَٰلِكَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ ﴿فَلْيَقُلْ: بَلَىٰ. وَمَنْ قَرَأَ وَالْمُرْسَلَاتِ فَبَلَغَ﴾ فَبَايَ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ ﴿فَلْيَقُلْ: آمَنَّا بِاللَّهِ)). قَالَ إِسْمَاعِيلُ: ذَهَبْتُ أَعِيدُ عَلَى الرَّجُلِ الْأَعْرَابِيِّ وَأَنْظُرُ لَعَلَّهُ، فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي أَتَظُنُّ أَنَّي لَمْ أَحْفَظْهُ، لَقَدْ حَجَجْتُ سِتِّينَ حَجَّةً مَا مِنْهَا حَجَّةٌ إِلَّا وَأَنَا أَعْرِفُ الْبَعِيرَ الَّذِي حَجَجْتُ عَلَيْهِ.

ترجمہ حدیث نمبر ۸۸۶/۱:۔ فرمایا امام الودادؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن محمد زہری نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی سفیان نے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا اسماعیل بن امیہ نے (اور دوران بیان) کہا کہ میں نے ایک اعرابی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ کو (یہ) فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص بھی تم میں سے سورہ ﴿وَالَّتَيْنِ وَالزَّيْتُونِ﴾ کو پڑھے اور (پڑھتے پڑھتے) اسکے آخر (یعنی اسکی آخری آیت) ﴿أَلَيْسَ اللَّهُ

بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ ﴿۱﴾ تک پہنچ جائے تو اسکو چاہئے کہ (اس آخری آیت کو پڑھنے کے بعد) بلیٰ (اے نعم کیوں نہیں اور) وَأَنَا عَلَىٰ ذَٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ کہے۔ اور (تم میں سے) جو بھی ﴿۱﴾ لَا أَقْسَمُ بِیَوْمِ الْقِيَامَةِ ﴿۲﴾ پڑھے اور (اس سورہ بلد کو پڑھتے پڑھتے) پہنچ جائے ﴿۱﴾ أَلَيْسَ ذَٰلِكَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ ﴿۳﴾ تک (یعنی آخر تک پوری سورت پڑھ لے) تو (اس آخری آیت کو پڑھنے کے بعد اس کو) بلیٰ (اے نعم کیوں نہیں) کہنا چاہئے۔ اور (تم میں سے) جو بھی (سورہ) وَالْمُرْسَلَاتِ پڑھے اور (پڑھتے پڑھتے اس آخری آیت) (فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ) تک پہنچ جائے (یعنی آخر تک پوری سورت پڑھے) تو (اسکو چاہئے کہ سورت کے اختتام اور اس آخری آیت کو پڑھنے کے بعد) آمَنَّا بِاللّٰهِ کہے (واضح رہے کہ سیاق و سباق کا تقاضہ تو یہ تھا کہ یہاں پر آمَنَّا بِالْقُرْآنِ کہنے کا حکم ہونا چاہئے تھا مگر اسکی بجائے آمَنَّا بِاللّٰهِ کہنے کا حکم دیکر اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ ایمان باللہ مستلزم ہے ایمان بالقُرْآن کو کیونکہ قرآن اللہ کی صفات میں سے ایک صفت ہے)۔

اور کہا اسماعیل نے (کہ ایک عرصہ کے بعد میں اس بدوی کے پاس) گیا (تا کہ) اعادہ کروں (اس حدیث کا) اس اعرابی شخص پر (اور اس سے اس حدیث کو دوبارہ سنوں) اور دیکھوں (اسکے حافظہ کو ایک آزمانے والے کی نظر سے۔ یعنی اسکو آزماؤں) شاید وہ (اعرابی بھول گیا ہو اور اسکو یہ یاد نہ ہو جسکی وجہ سے وہ اسکے بیان کرنے میں غلطی و خطا کرے۔ واضح رہے کہ اسکا ایک مطلب تو یہی ہے یعنی لعلہ کی خبر وہم فیہ یا اخطأ فیہ محذوف ہے۔ لیکن صاحبِ بذل نے یہ بھی لکھا ہے کہ ابوداؤد کے بعض نسخوں میں لعلہ کی بجائے العلة ہے اے و أنظر العلة تو اسکے اعتبار سے مطلب یہ ہوگا کہ تاکہ دیکھوں میں اس کے نسیان و سہو اور خطا و غلطی کی وجہ سے اس حدیث میں کوئی امرِ قاذح اور حدیث کو ضعیف کرنے والی بات۔ بہر کیف اسماعیل کہہ رہے ہیں کہ جب میں اس ارادہ سے اُس اعرابی سے ملا اور اسکے حافظہ کو آزمانا چاہا) تو (اس اعرابی) نے کہا اے میرے بھائی کے بیٹے (یعنی ازروئے



تلف انکو اپنا بھتیجہ کہہ کر یا کہئے کہ اسلامی اعتبار سے انکو اپنا بھتیجہ کہہ کر مخاطب کیا اور کہا اے میرے بھتیجے (کیا تو یہ سمجھ رہا ہے کہ مجھے حدیث یاد نہیں رہی (تو سن تیرا یہ گمان غلط ہے کیونکہ میرا حافظہ تو اتنا قوی ہے کہ) میں نے ساٹھ حج کئے ہیں، نہیں ہے ان میں سے کوئی بھی حج مگر میں پہچانتا ہوں اس اونٹ کو جس پر سوار ہو کر میں نے وہ حج کیا ہے (پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ یہ چونکہ مکہ مکرمہ میں رہتے تھے اسلئے کسی کو ان کے ساٹھ حج کرنے پر کوئی اشکال نہیں ہونا چاہئے۔ اور انہوں نے جو یہ بات کہی ہے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ بیٹا تمکو یہ خیال ہو رہا ہے کہ میرے حافظہ نے ساتھ چھوڑ دیا ہے جسکی وجہ سے مجھے اس حدیث میں سہو یا غلطی ہو رہی ہے تو سنو میرے حافظہ کا یہ عالم ہے کہ میں نے جو ساٹھ حج کئے ہیں مجھے یہاں تک یاد ہے کہ کون سا حج کون سے اونٹ پر سوار ہو کر کیا تھا تو بیٹا جب مجھے اب تک وہ اونٹ یاد ہیں تو میں حدیث کیسے بھول سکتا ہوں یعنی تمہارا گمان غلط ہے اور میں نے تم سے جو حدیث بیان کی ہے یہ بالکل ایسے ہی ہے اور مجھے کچی یاد ہے)۔

نوٹس:- واضح رہے کہ اس حدیث کے بارے میں صاحبِ بذل وغیرہ تقریباً سب ہی حضرات نے لکھا ہے کہ اس حدیث کا تعلق و مناسبت اس باب یعنی باب مقدار الركوع والسجود سے بالکل نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے باب یعنی باب الدعاء في الصلاة سے ہے اس لئے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ غالباً نسخ سے یہاں غلطی ہوئی ہے اور غلطی سے انہوں نے اس حدیث کو اس باب میں رکھ دیا ہے۔

اور صاحب المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہو رہا ہے کہ ان سورتوں کے ختم پر حدیث میں مذکور کلمات کو ہر ایک شخص کے لئے اور ہر ایک وقت کہنا مستحب ہے نماز سے باہر بھی نماز کے اندر بھی، امام کے لئے بھی، مقتدی کے لئے بھی منفرد کے لئے بھی چنانچہ ابن عباسؓ اور نوویؒ کا یہی قول ہے۔ لیکن ایک جماعت اس کی قائل ہے کہ اس حدیث اور ان کلمات کا تعلق نماز کے

باہر سے ہے یعنی اگر نماز میں کوئی ان آیات کی تلاوت کرے تو اسکو حدیث میں مذکور یہ کلمات نہیں کہنے چاہئیں لیکن اتنا یہ جماعت بھی کہتی ہے کہ اگر کوئی نماز کے اندر بھی ان کلمات کو کہہ لے گا تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ ﴿وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ بِالْصَّوَابِ﴾۔

### تعارف رجالِ حدیث (۸۸۶)

۱۔ عبد اللہ:۔ یہ عبد اللہ بن محمد بن عبد الرحمن بن مسور الزہری البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۹۱)۔

۲۔ سفیان:۔ یہ سفیان بن عیینہ بن ابی عمران میمون الہلالی أبو محمد الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔

۳۔ اسماعیل:۔ یہ اسماعیل بن أمیة بن عمرو بن سعید بن العاص الأموی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۸۹)۔

۴۔ سمعت أعرابياً:۔ ان اعرابی کے بارے میں تقریباً سب ہی شرح حضرات نے لکھا ہے کہ یہ مجہول راوی ہیں اور ان کا نام نہیں معلوم ہو سکا ہے۔ اور حافظؒ نے لکھا ہے کہ اسماعیل بن أمیة عن أعرابی عن أبي هريرة لا يعرف یعنی اس میں جو اعرابی ہیں یہ غیر معروف اور مجہول ہیں نیز لکھا ہے کہ یزید بن عیاض نے ان اعرابی کا نام أبو الیسع بتایا ہے یعنی اس حدیث کو اسماعیل بن أمیة سے یزید بن عیاض نے بھی روایت کیا ہے اور انہوں نے عن اسماعیل بن أمیة عن أبي الیسع عن أبي هريرة کہا ہے۔ لیکن واضح رہے کہ یہ بھی یعنی أبو الیسع بھی غیر معروف اور مجہول روات ہی میں سے ہیں۔ بہر کیف یہ حدیث ان اعرابی کی جہالت کی وجہ سے ضعیف ہے۔

۵۔ أبو هريرةؓ:۔ آپ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول ﷺ حضرت عبد الرحمن بن صخر الدوسی أبو هريرة الیمانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

۶۔ قال إسماعيل: - یہ إسماعيل بن أمية بن عمرو بن سعيد بن العاص الأموي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۸۹)۔

الحديث / ۸۸۷ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ وَابْنُ رَافِعٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنُ عُمَرَ بْنِ كَيْسَانَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ وَهْبِ بْنِ مَانُوسٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: ((مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ أَحَدٍ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَشْبَهَ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ هَذَا الْفَتَى - يَعْنِي عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ - قَالَ: فَحَزَرْنَا فِي رُكُوعِهِ عَشْرَ تَسْبِيحَاتٍ، وَفِي سُجُودِهِ عَشْرَ تَسْبِيحَاتٍ)).

قال أَبُو دَاوُدَ: قَالَ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قُلْتُ لَهُ: مَانُوسٌ أَوْ مَابُوسٌ؟ فَقَالَ: أَمَّا عَبْدُ الرَّزَّاقِ فَيَقُولُ: مَابُوسٌ، وَأَمَّا حَفْظِي: فَمَانُوسٌ. وَهَذَا الْفُظُّ ابْنُ رَافِعٍ. قَالَ أَحْمَدُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۸۷: - فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا احمد بن صالح اور ابن رافع نے یہ کہہ کر کہ ہمیں خبر دی عبد اللہ بن ابراہیم بن عمر بن کیسان نے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا میرے والد نے انہوں نقل کیا وہب بن مانوس سے انہوں نے کہا کہ میں نے سعید بن جبیر کو سنا ہے کہ وہ فرما رہے تھے کہ میں نے حضرت انس بن مالک کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی بھی ایسے شخص کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جو نماز کے اعتبار سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس نوجوان یعنی عمر بن عبد العزیز سے زیادہ مشابہ ہو (یعنی آپ ﷺ کے بعد میں نے جتنے بھی لوگوں کے پیچھے نماز پڑھی ہے اُن میں رسول اللہ ﷺ کی نماز سے سب سے زیادہ مشابہ اور ملتی جلتی نماز عمر بن

عبدالعزیز کی ہوتی ہے۔ آگے حضرت انسؓ مزید وضاحت کے طور پر فرما رہے ہیں کہ ہم نے اندازہ لگایا انکے رکوع میں دس تسبیحات کا اور انکے سجدہ میں بھی دس تسبیحات کا (واضح رہے کہ اس میں جو رکوعہ اور سجودہ کی ضمیر مجرور ہے اس کے بارے میں ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ اس کا مرجع رسول اللہ ﷺ ہیں یا عمر بن عبد العزیز ہیں۔ اور صاحب عون المعبود نے لکھا ہے کہ ظاہر و انسب یہ ہے کہ اس ضمیر مجرور کا مرجع عمر بن عبد العزیز ہیں۔ بہر کیف مطلب ایک ہی ہے یعنی حضرت انسؓ نے حضرت عمر بن عبد العزیز کی نماز کے رسول اللہ ﷺ کی نماز سے بہت مشابہ ہونے کی وضاحت کرتے ہوئے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بھی رکوع و سجدہ میں دس تسبیحات کے بقدر ٹھہرتے تھے اور عمر بن عبد العزیز بھی اتنا ہی بڑا رکوع و سجدہ کرتے ہیں اس لئے عمر بن عبد العزیز کی نماز آپ ﷺ کی نماز سے سب سے زیادہ مشابہ اور ملتی جلتی ہے)۔

اور فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ احمد بن صالح نے ہمیں یہ بھی بتایا کہ میں نے اُن سے (یعنی اپنے شیخ عبد اللہ بن ابراہیم سے دریافت کرتے ہوئے) عرض کیا کہ (اس حدیث کی سند میں جو وہب بن مانوس میں مانوس ہے یہ) مانوس (بالنون) ہے یا مابوس (بالباء) ہے تو انہوں نے (یعنی ہمارے شیخ عبد اللہ بن ابراہیم نے اسکا جواب دیتے ہوئے) کہا کہ (ہمارے ساتھی عبد الرزاق بن ہمام) تو (سند بیان کرتے وقت) مابوس (بالباء ہی) کہتے ہیں لیکن میری یاد (یعنی مجھے یہ یاد ہے کہ ہمارے شیخ نے جب سند بیان کی تھی تو انہوں نے) مانوس (بالنون) بیان کیا تھا۔ آگے امام ابوداؤدؒ یہ بھی بتا رہے ہیں کہ اور یہ (یعنی میں نے جو یہ الفاظ حدیث نقل و بیان کئے ہیں یہ) ابن رافع کے ہیں (یعنی یہ حدیث ہمیں اگرچہ احمد بن صالح اور محمد بن رافع دونوں شیوخ سے ملی اور پہونچی ہے مگر ہم نے یہاں پر الفاظ اپنے شیخ محمد بن رافع کے نقل و بیان کئے ہیں۔ آگے امام ایک بات اور بتا رہے ہیں کہ) احمد نے عن سعید بن جبیر عن أنس بن مالک کہا ہے (یعنی ہمارے ان دونوں شیخ کی سند میں ایک فرق یہ

ہے کہ ابنِ رافع نے تو اس حدیث کو لفظ السماع کے ساتھ ہم سے نقل کیا تھا جیسا ہم بیان کر چکے یعنی سمعت سعید بن جبیر یقول سمعت أنس بن مالک کہا تھا لیکن ہمارے دوسرے شیخ احمد بن صالح نے اس جگہ پر عنعنہ کا انداز اختیار کیا تھا یعنی عن سعید بن جبیر عن أنس بن مالک کہا تھا۔

نوٹس:- واضح رہے کہ اس حدیث کے تحت صاحبِ النیل وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں اُن لوگوں کی دلیل ہے جو رکوع و سجدہ میں کمالِ تسبیح اور مکمل ادائیگی سنت دس مرتبہ تسبیح کہنے کو کہتے ہیں۔ اور اسکے بعد لکھا ہے کہ اصح بات اس سلسلہ میں یہ ہے کہ منفرد کے لئے تو اولیٰ و بہتر یہ ہے کہ جتنی چاہے رکوع و سجدہ میں تسبیحات کہے اور جتنا لمبا چاہے رکوع و سجدہ کرے کیونکہ بہت سی احادیث صحیحہ دال ہیں اس بات پر کہ آپ ﷺ رکوع و سجدہ کو طویل و لمبا کیا کرتے تھے لیکن امام کے لئے اگر اس کے مقتدی طوالت سے تکلیف محسوس کریں اور اس کو اچھا نہ سمجھیں تو اس کے لئے بہتر و اولیٰ یہ ہے کہ ایسا نہ کرے اور خفیف و ہلکی نماز پڑھائے لیکن اگر مقتدی بھی راضی ہوں اور طویل نماز ہی کو پسند کرتے ہوں تو امام کے لئے بھی طوالتِ رکوع و سجدہ ہی، بہتر ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجالِ حدیث (۸۸۷)

۱۔ أحمد:- یہ أحمد بن صالح أبو جعفر المصري المعروف بابن الطبري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۴۷)۔

۲۔ ابن رافع:- یہ محمد بن رافع بن أبي زيد سابور القشيري أبو عبد الله النيسابوري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶۳)۔

۳۔ عبد الله:- یہ عبد الله بن إبراهيم بن عمر بن كيسان أبو يزيد الصنعاني

ہیں۔ نسائی نے ان کو لا بأس بہ کہا ہے، ابوحاتم نے صالح الحدیث اور حافظ نے ان کو صدوق راوی لکھ کر نویں طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۴۔ أبی:۔ اس میں اَبُّ سے مراد عبد اللہ کے والد ابراہیم بن عمر بن کیسان الصنعانی ابو اسحاق الیمانی ہیں۔ ابن معین نے ان کی توثیق کی ہے، ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کان من العباد۔ نسائی نے ان کے بارے میں لا بأس بہ کہا ہے اور حافظ نے ان کو مستور راوی لکھ کر دسویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔ وہب:۔ یہ وہب بن مانوس أو مابوس أو ماہنوس العدنیّ و یقال البصریّ ہیں۔ ابن قطن نے ان کو مجہول الحال کہا ہے اور حافظ نے ان کو مستور راوی لکھ کر چھٹے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۶۔ سعید:۔ یہ سعید بن جبیر بن ہشام الأسدیّ الوالبیّ أو أبو عبد اللہ الکوفیّ الإمام ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۳)۔

۷۔ أنس بن مالک:۔ آپ مشہور کثیر الراوی صحابی اور خادم رسول ﷺ حضرت انس بن مالک بن النضر الأنصاریّ أبو حمزة الخزرجیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴) اور (۹)۔

۸۔ عمر بن عبد العزیز:۔ آپ امیر المؤمنین عمر بن عبد العزیز بن مروان القرشیّ أبو حفص الأمویّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۹۴)۔

۹۔ قال ابوداؤد:۔ یہ مصنف کتاب الإمام سلیمان بن الأشعث ابوداؤد السجستانیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۱۰۔ قال أحمد بن صالح:۔ یہ أحمد بن صالح أبو جعفر المصريّ المعروف بابن الطبریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۴۷)۔

۱۱۔ اُمّ عبد الرزاق :- یہ عبد الرزاق بن ہمام بن نافع الحمیری أبو بکر الصنعانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷)۔

۱۲۔ هذا لفظ ابنِ رافع :- یہ محمد بن رافع بن أبي زيد سابور القشيري أبو عبد الله النيسابوري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶۳)۔

۱۳۔ قال أحمد :- یہ أحمد بن صالح أبو جعفر المصري المعروف بـ ابن الطبري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۴۷)۔

۱۴۔ عن سعيد بن جبیر :- یہ سعيد بن جبیر بن هشام الأسدي الوالي أو أبو عبد الله الكوفي الإمام ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۳)۔

۱۵۔ عن أنس بن مالك :- آپ مشہور کثیر الروی صحابی اور خادمِ رسول ﷺ حضرت انس بن مالک بن النضر الأنصاري أبو حمزة الخزر جي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴) اور (۹)۔

(۱۵۶) بَابُ الرَّجُلِ يُدْرِكُ الْإِمَامَ سَاجِدًا كَيْفَ يَصْنَعُ

(۱۵۶) اس آدمی کا بیان جو امام کو سجدہ میں پائے تو کیا کرے (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ اگر کوئی شخص ایسے وقت نماز میں حاضر ہو کہ امام سجدہ کر رہا ہو تو وہ شخص کیا کرے۔ واضح رہے کہ بعض نسخوں میں ساجدًا کی بجائے راکعًا کا لفظ ہے یعنی رکوع میں امام کو پائے تو کیا کرے)۔

الحديث/ ۸۸۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْحَكَمِ حَدَّثَهُمْ أَنَّ نَافِعَ بْنَ يَزِيدَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي

الْعَتَابِ وَابْنِ الْمُقْبَرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا جِئْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ وَنَحْنُ سُجُودٌ فَاسْجُدُوا وَلَا تَعُدُّوْهَا شَيْئًا، وَمَنْ أَدْرَكَ الرَّكْعَةَ فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ)).

ترجمہ حدیث نمبر ۸۸۸/- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ بن فارس نے یہ کہ سعید بن حکم نے اُن سے بیان کیا یہ کہہ کر کہ ہمیں خبر دی نافع بن یزید نے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا یحییٰ بن ابی سلیمان نے انہوں نے نقل کیا یزید بن ابی العتاب اور ابن مقبری سے (ان دونوں نے نقل کیا) حضرت ابو ہریرہؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تم آؤ نماز کے لئے اس حال میں کہ ہم سجدہ میں ہوں (یعنی جب تم نماز میں شامل ہونے کے لئے ایسے وقت پہنچو کہ نماز کھڑی ہو چکی ہو اور میں اور میرے پیچھے نماز پڑھنے والے مقتدی سجدہ کر رہے ہوں) تو تم بھی سجدہ کر لیا کرو اور اسکو کچھ نہ شمار کیا کرو (یعنی اس وقت تم انتظار نہ کرو بلکہ فوراً تم بھی امام کے ساتھ سجدہ میں شریک ہو جاؤ لیکن باعتبار دنیا کے تم اس سجدہ کو کچھ شمار نہ کرو یعنی یہ مت سمجھو کہ تمہیں یہ رکعت مل گئی بلکہ تمہیں یہ رکعت امام کے سلام پھیرنے کے بعد پوری پڑھنی ہوگی، لیکن واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اس سجدہ کا بھی ثواب ملے گا۔ اور آگے آپ ﷺ نے فرمایا کہ) جو شخص (امام کے ساتھ) رکوع پالے گا تو وہ رکعت پالے گا (یعنی جو شخص امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہو جائے گا تو اُسے یہ رکعت امام کے سلام پھیرنے کے بعد نہیں پڑھنی ہوگی جیسے کہ سجدہ میں شریک ہونے کے وقت پڑھنی پڑتی ہے)۔

نولس:- ”من أدرك الركعة فقد أدرك الصلاة“ واضح رہے کہ حدیث شریف

میں لفظ الركعة سے مجازاً رکوع مراد ہے اور لفظ الصلاة سے رکعت۔۔۔۔۔ یہ بھی واضح رہے کہ اس



حدیث کے تحت صاحبُ المنہل اور صاحبُ عون المعبود وغیرہ نے بڑی تفصیلات لکھی ہیں جن کے لئے وہیں دیکھ لینا بہتر ہے تاہم چند باتیں بطور خلاصہ یہاں بھی ذکر کی جاتی ہیں۔

جمہور ائمہ اسی کے قائل ہیں کہ اگر امام کے ساتھ رکوع مل جائے تو اس کو رکعت ملنا کہا جائے گا اور یہ رکعت اُس مقتدی کو امام کے سلام پھیرنے کے بعد دوبارہ نہیں پڑھنی پڑے گی۔ لیکن اس میں اختلاف ہے کہ رکوع کا ملنا کیا ہے؟ تو مالکیہ کا یہ کہنا ہے کہ اگر مقتدی امام کے رکوع سے سر اٹھانے سے پہلے اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھ چکے اگرچہ اطمینان و طمانینت اس کو امام کے سر اٹھانے کے بعد حاصل ہو تو سمجھا جائے گا کہ مقتدی کو رکوع مل گیا، حنابلہ بھی اس کے قائل ہیں اور یہی احناف کے ظاہر کلام سے بھی معلوم ہوتا ہے، شوافع کا یہ کہنا ہے کہ مقتدی رکعت و رکوع پانے والا جب ہوگا جب اس کو اطمینان و طمانینت بھی امام کے رکوع سے سر اٹھانے سے پہلے ہی حاصل ہو۔ اور سلف کی ایک جماعت سے یہ بھی منقول ہے کہ اگر مقتدی اُس وقت تکبیر تحریمہ کہہ چکے جب امام رکوع میں ہو تو یہ مقتدی رکعت کو پانے والا ہوگا اگرچہ اس نے امام کو رکوع میں نہ پایا ہو بلکہ اسکے رکوع سے سر اٹھانے کے بعد رکوع کیا ہو۔۔۔ اور شععی کا قول یہ ہے کہ مقتدی مدرک رکعت ہوگا اس وقت تک جب تک مقتدیوں نے رکوع سے اپنا سر نہ اٹھایا ہو چاہے امام نے اٹھالیا ہو۔ نیز ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ اگر آخری صف میں پہونچے اس حال میں کہ ابھی مقتدیوں نے اپنا سر رکوع سے نہ اٹھایا ہو یا اُن میں سے کسی ایک نے بھی نہ اٹھایا ہو جبکہ امام اپنا سر رکوع سے اٹھا چکا ہو تو مقتدی کو چاہئے کہ رکوع کر لے اور یہ مقتدی مدرک رکعت اور رکعت پانے والا ہوگا۔۔۔ ابن ابی لیلیٰ، زُفر اور ثوری کا یہ کہنا ہے کہ اگر مقتدی امام کے رکوع سے سر اٹھانے سے پہلے تکبیر کہہ لے تو مدرک رکعت ہوگا۔ ابن سیرین کا قول ہے کہ اگر مقتدی تکبیر تحریمہ کہہ لے اور اس کے بعد رکوع میں جانے کے لئے تکبیر کہہ لے امام کے رکوع سے سر اٹھانے سے پہلے تو یہ مدرک رکعت ہوگا۔۔۔ اور ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ جو مقتدی امام کو رکوع میں پائے اور امام کے

ساتھ قراءت نہ پائے تو وہ مدرک رکعت نہ ہوگا اور یہی قول ہے حضرت ابو ہریرہؓ کا اور بقول امام بخاریؒ اُن تمام لوگوں کا جو قراءت خلف الامام کو واجب کہتے ہیں نیز شوافع محدثین میں سے ابن خزیمہ اور طبری وغیرہ کا بھی یہی مختار قول ہے۔۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

### تعارف رجالِ حدیث (۸۸۸)

۱۔ محمد:- یہ محمد بن یحیٰ بن فارس بن عبد اللہ بن خالد الذہلیؒ ابو عبد اللہ النیسابوریؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱)۔

۲۔ سعید بن الحکم:- یہ سعید بن الحکم بن محمد الجمحیؒ ابو محمد المصریؒ المعروف بـ ابن اُبی مریم ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۶)۔

۳۔ نافع:- یہ نافع بن یزید الکلاعیؒ ابو یزید المصریؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲۶)۔

۴۔ یحیٰ:- یہ یحیٰ بن اُبی سلیمان أبو صالح المدنیؒ ہیں۔ ابن حبان اور حاکم نے ان کی توثیق کی ہے، بخاری نے ان کو منکر الحدیث کہا ہے، ابو حاتم نے مضطرب الحدیث نیز لکھا ہے لیس بالقویٰ یکتب حدیثہ اور ابن خزیمہ کا قول ہے لا أعرف یحیٰ بن اُبی سلیمان بعدالة و جرح لیکن میں نے ان کی حدیث تخریج کی ہے لہٰذا نہ لم یختلف فیہ العلماء۔ اور حافظؒ نے ان کو لین الحدیث راوی لکھ کر چھٹے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۵۔ زید:- یہ زید بن اُبی العتّاب مولیٰ اُم حبیبہ و یقال مولیٰ اُخیہا معاویہ ہیں۔ ابن معین اور ابن حبان نے ان کی توثیق کی ہے اور حافظؒ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۶۔ وابن المقبریؒ:- یہ سعید بن اُبی سعید کیسان المقبریؒ ابو سعد المدنیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۵۱)۔

۷۔ ابوہریرہؓ: آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول ﷺ حضرت عبدالرحمن بن صخر الدوسیؓ ابوہریرہ الیمانیؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

### (۱۵۷) بَابُ أَعْضَاءِ السُّجُودِ

(۱۵۷) سجدہ کے اعضاء کا بیان (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ نمازی کو سجدہ کرتے ہوئے کن کن اعضاء کو زمین سے لگانا چاہئے۔ واضح رہے کہ بعض نسخوں میں یہ عنوان بَابُ فِي أَعْضَاءِ السُّجُودِ کے الفاظ میں ہے)۔

الحديث / ۸۸۹ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَ سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَاوُوسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((أُمِرْتُ - قَالَ حَمَّادٌ - أُمِرَ نَبِيِّكُمْ ﷺ أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةٍ وَلَا يَكْفَ شَعْرًا وَلَا ثَوْبًا)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۸۹: - فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا مسدّد اور سلیمان بن حرب نے یہ کہہ کر کہ ہمیں خبر دی حماد بن زید نے انہوں نے نقل کیا عمرو بن دینار سے انہوں نے طاووس سے انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے یہ کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے۔ کہا حماد نے اُمِرَ نَبِيِّكُمْ ﷺ (واضح رہے کہ مصنفؒ نے جو یہ قال حماد اُمِرَ نَبِيِّكُمْ ﷺ کے الفاظ بڑھائے ہیں اس سے کیا مراد ہے؟ تو شراب حضرات نے اس پر بڑی تفصیل لکھی ہے جسکو وہیں دیکھ لیں بہر حال آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم دیا گیا ہے) سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا (اور وہ سات اعضاء پیشانی، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں

پاؤں ہیں۔ اور حکم دیا گیا ہے بہ حالتِ صلاۃ (بالوں کو نہ اکٹھا کرنے اور کپڑوں کے نہ جوڑنے کا۔  
 نوٹس:- یہ تو بتایا ہی جا چکا کہ اس حدیث پر شرح حضرات نے بڑی تفصیل لکھی ہے جس کو  
 وہیں پر دیکھ لینا بہتر ہے تاہم اتنا یہاں پر بھی سمجھ لیں کہ ایک جماعت اور امام شافعیؒ ایک قول کے  
 مطابق اس حدیث کی بناء پر ان ساتوں اعضاء پر سجدہ کرنے کے وجوب کے قائل ہیں اور نوویؒ اور  
 حنابلہ نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے اگرچہ انہوں نے کہا ہے کہ ان ساتوں اعضاء میں سے ہر ایک کے  
 بعض حصہ کو زمین پر لگا دینا سجدہ کے لئے کافی ہوگا۔۔۔ حنفیہ، امام شافعیؒ ایک قول کے مطابق، مالکیہ  
 اور اکثر فقہاء کا یہ کہنا ہے کہ سجدہ کرنا واجب تو صرف پیشانی پر ہے باقی اعضاء پر سجدہ کرنا سنت  
 ہے۔۔۔ یہ بھی واضح رہے کہ صرف پیشانی پر بغیر ناک کو زمین پر لگائے ہوئے سجدہ کرنا اگرچہ  
 بالاجماع جائز ہے لیکن بغیر عذر کے ایسا کرنا مکروہ ہے۔ اور اگر کوئی شخص پیشانی کو زمین پر نہ رکھے اور  
 صرف ناک پر سجدہ کرے تو یہ بھی عذر کی وجہ سے تو جائز ہے یعنی اس کا سجدہ ہو جائے گا لیکن اگر کوئی بغیر  
 عذر کے ایسا کرے گا تو صاحبِ بذل نے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک تو بلا عذر ایسا کرنا مکروہ ہوگا  
 اگرچہ سجدہ ہو جائے گا لیکن صاحبینؒ کے نزدیک بلا عذر ایسا کرنے والے کا سجدہ ہی نہیں ہوگا، اور اگر  
 کوئی شخص سجدہ میں اپنے رخسار یا ٹھوڑی کو زمین پر رکھے تو بالاجماع اس شخص کا سجدہ نہیں ہوگا۔  
 اور یہ جو حدیث شریف میں کپڑوں اور بالوں کو زمین پر نہ لگنے دینے اور اوپر کواٹھانے سے منع  
 ونہی مذکور ہے اس کی مصلحت و حکمت کو بتاتے ہوئے شوکانیؒ وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس میں متکبرین کی  
 مشابہت سے بچانا اور حفاظت کرنا مقصود ہے کیونکہ عبارت میں تو امتہان و تذلل مقصود ہوتا ہے اور یہ  
 اعمال تکبر کی علامت ہیں۔

تعارف رجال حدیث (۸۸۹)

۱۔ مسدد:- یہ مسدد بن مسرہد بن مسرہل الأسدیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲)۔

۲۔ وسليمان:- یہ سليمان بن حرب بن بُجیل الأسديّ الأزديّ الواسحيّ  
أبوأيوب البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۴)۔

۳۔ حماد بن زيد:- یہ حمّاد بن زيد بن درهم الأسديّ أبوإسماعيل البصريّ  
ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴)۔

۴۔ عمرو:- یہ عمرو بن دينار المكيّ أبو محمد الأثرم الجمحيّ ہیں۔ دیکھیں  
حدیث نمبر (۶۰۰)۔

۵۔ طاؤس:- یہ طاؤس بن كيسان اليمانيّ أبو عبد الرحمن الحميريّ ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۲۰)۔

۶۔ ابن عباس:- آپ عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب القرشيّ الهاشميّ ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۷۔ قال حمّاد:- یہ حمّاد بن زيد بن درهم الأسديّ أبوإسماعيل البصريّ ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۴)۔

الحديث / ۸۹۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَنبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ  
دِينَارٍ عَنْ طَاوُوسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((أُمِرْتُ -وَرُبَّمَا قَالَ-  
أُمِرَ نَبِيُّكُمْ أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ آرَابٍ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۹۰:- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن کثیر  
نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی شعبہ نے انہوں نے نقل کیا عمرو بن دینار سے انہوں نے طاؤس سے  
انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے (یہ کہ آپ ﷺ نے) فرمایا کہ مجھے حکم

دیا گیا ہے۔ اور کبھی انہوں نے (یعنی شعبہ نے اپنی روایت میں) کہا اُمرو نبیکم یعنی تمہارے نبی ﷺ کو حکم دیا گیا ہے۔ یہ کہ سجدہ کریں وہ سات اعضاء پر۔

نوٹس:- ”ربما قال الخ“ یعنی شعبہ نے کبھی تو اپنی روایت میں اُمرو کے لفظ کو نقل کیا اور کبھی اس کی یعنی لفظ اُمرو کی بجائے اُمرو نبیکم ﷺ کے الفاظ کو کہا۔ مطلب دونوں کا ایک ہی ہے۔ اور اس میں جو یہ لفظ آرا ب ہے یہ جمع ہے اِدْب بکسر الباء وسکون الراء کی اور اسکے معنی ہوتے ہیں عضو۔ اور یہ جو آگے اُن یسجد ہے اسکے بارے میں صاحب المنہل نے لکھا ہے کہ اُمرو نبیکم ﷺ والے الفاظ کی روایت کے حساب سے تو یہ اسی طرح یاء کے ساتھ یعنی صیغہ واحد مذکر غائب کے ساتھ ہی بالکل مناسب صحیح ہے مگر اُمرو یعنی صیغہ متکلم والی روایت کے حساب سے اسکو اُن اُسجد صیغہ متکلم کے ساتھ ہونا چاہئے۔

## تعارف رجالِ حدیث (۸۹۰)

۱۔ محمد:- یہ محمد بن کثیر العبديّ أبو عبد اللہ البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۴)۔

۲۔ شعبۃ:- یہ شعبۃ بن الحجاج بن الورد العتکيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵) اور (۲۳)۔

۳۔ عمرو:- یہ عمرو بن دینار المکيّ أبو محمد الأثرم الجمحيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۰۰)۔

۴۔ طاؤوس:- یہ طاؤوس بن کيسان اليمانيّ أبو عبد الرحمن الحميريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۰)۔

۵۔ ابن عباسؓ: آپؓ عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب القرشی الهاشمی ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

الحديث / ۸۹۱ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا بَكْرٌ - يَعْنِي ابْنَ مُضَرَ - عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ سَجْدًا مَعَهُ سَبْعَةُ أَرَابٍ وَجْهَهُ وَكَفَّاهُ وَرُكْبَتَاهُ وَقَدَمَاهُ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۹۱: فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا قتیبہ بن سعید نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی بکر یعنی بکر بن مضر نے انہوں نے نقل کیا ابن ہاد سے انہوں نے محمد بن ابراہیم سے انہوں نے عامر بن سعد سے انہوں نے حضرت عباس بن عبد المطلبؓ سے یہ کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو سجدہ کرتے ہیں اسکے ساتھ (اسکے) سات اعضاء (واضح رہے کہ یہ خبر بمعنی امر ہے یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ جب بندہ سجدہ کرے تو چاہئے کہ اسکے ساتھ اسکے سات اعضاء سجدہ کریں یعنی) اس کا چہرہ (واضح رہے کہ یہاں پر چہرہ سے بعض چہرہ یعنی پیشانی اور ناک مراد ہے کیونکہ مسلم شریف کی روایت میں صراحةً الوجه والأنف یعنی ناک اور پیشانی کا لفظ موجود ہے۔ اور اُن سات اعضاء میں سے باقی کا بیان یہ ہے کہ) اور اسکے دونوں ہاتھ اور اسکے دونوں گھٹنے اور اسکے دونوں پاؤں (واضح رہے کہ و قدماء پاؤں سے مراد انکی انگلیوں کے سرے ہیں کیونکہ مسلم شریف کی روایت میں وأطراف القدمین کی صراحت ہے)۔

نوٹس:۔ صاحبِ بذل نے لکھا ہے کہ اس حدیث شریف میں جو سجدہ مذکور ہے یہ ہمارے نزدیک مکمل اور علی وجہ الکمال سجدہ ہے یعنی اس طرح پر سجدہ کرنا واجب و فرض نہیں ہے۔ اور امام شافعیؒ

کے نزدیک سجدہ میں وضع الکفین والركبتین علی الأرض واجب وفرض ہے۔  
 اور صاحبِ عون المعبود نے لکھا ہے کہ اوزاعی، احمد اور اسحاق وغیرہ پیشانی اور ناک دونوں پر  
 سجدہ کو واجب کہتے ہیں اور یہی امام شافعیؒ کا قول بھی ہے۔ اور جمہور کا یہ قول ہے کہ صرف پیشانی پر سجدہ  
 کرنا واجب ہے نہ کہ پیشانی اور ناک دونوں پر۔ امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے کہ صرف ناک کو زمین پر رکھ کر  
 سجدہ کرنے سے سجدہ ہو جائے گا۔ اور منذری نے صحابہؓ کا اجماع اس بات پر نقل کیا ہے کہ صرف ناک  
 پر سجدہ کرنے سے سجدہ ادا نہ ہوگا۔ اور اس کے بعد اقرب الی الصواب سب سے پہلے قول یعنی اوزاعی  
 وغیرہ کے قول کو قرار دیا ہے۔

### تعارف رجالِ حدیث (۸۹۱)

۱۔ یقیتیہ:- یہ یقیتیہ بن سعید بن جمیل الشقفیؒ ابور جاء البغلانیؒ ہیں۔ دیکھیں  
 حدیث نمبر (۲۵)۔

۲۔ بکّر:- یہ بکّر بن مُضر بن محمد بن حکیم أبو محمد أو أبو عبد الملك  
 المصريؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۹)۔

۳۔ ابن الہاد:- یہ یزید بن عبد اللہ بن أسامة بن الہاد اللیثیؒ أبو عبد اللہ  
 المدنیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۳۱)۔

۴۔ محمد:- یہ محمد بن إبراهيم بن الحارث بن خالد التیمیؒ القرشیؒ ہیں۔  
 دیکھیں حدیث نمبر (۴۷) اور (۳۴۳)۔

۵۔ عامر:- یہ عامر بن سعد بن أبي العاص الزهريؒ المدنیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث  
 نمبر (۵۲۵)۔

۶۔ العباسؒ:- آپؒ العباس بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف القرشیؒ



الہاشمی ابو الفضل المکی ہیں۔ آپؐ نبی کریم ﷺ کے چچا جان ہیں، نبی کریم ﷺ سے دو سال یا تین سال بڑے تھے۔ اسلام لانے سے پہلے ہی بیعت عقبہ میں شریک ہوئے تھے، جنگ بدر میں مجبوراً مشرکین کی طرف سے شریک ہوئے تھے چنانچہ قید ہو کر آئے اور فدیہ دے کر مکہ مکرمہ لوٹ گئے تھے۔ فتح مکہ سے پہلے ہجرت کر کے مدینہ پہنچ گئے تھے اور فتح مکہ میں آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ حافظ نے آپؐ کی وفات بہ عمر اٹھاسی سال ۳۲ھ میں لکھی ہے نیز اس کے بعد ایک قول او بعدھا کا بھی نقل کیا ہے۔

الحديث / ۸۹۲ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ - يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ - عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَفَعَهُ، قَالَ: ((إِنَّ الْيَدَيْنِ تَسْجُدَانِ كَمَا يَسْجُدَانِ الْوَجْهَ، فَإِذَا وَضَعَ أَحَدُكُمُ وَجْهَهُ فَلْيَضَعْ يَدَيْهِ، وَإِذَا رَفَعَهُ فَلْيَرْفَعْهُمَا)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۹۲ :- فرمایا امام الودادؒ نے کہ ہم سے بیان کیا احمد بن حنبل نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی اسماعیل - یعنی اسماعیل بن ابراہیم - نے انہوں نے نقل کیا ایوب سے انہوں نے نافع سے انہوں نے حضرت ابن عمرؓ سے (اور انہوں نے) مرفوع کیا اسکو (یعنی اس حدیث کو نبی کریم ﷺ تک - یعنی مرفوعاً بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے) فرمایا ہے کہ بے شک دونوں ہاتھ بھی سجدہ کرتے ہیں جیسے منہ سجدہ کرتا ہے لہذا جب تم میں سے کوئی (سجدہ کرنے کے لئے زمین پر) اپنا منہ (یعنی پیشانی یا کہنے کہ ناک و پیشانی) رکھے تو چاہئے کہ اپنے ہاتھوں کو بھی (زمین پر) رکھے اور جب اٹھائے اس کو (یعنی چہرہ کو) تو ان کو بھی (یعنی ہاتھوں کو بھی) اٹھائے۔

نوٹس :- سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ بعض نسخوں میں اس حدیث کے اندر فإذا وضع کی

بجائے واؤ کے ساتھ واذا وضع ہے۔

”إن الیدین“ صاحب المہمل نے لکھا ہے کہ یہ جملہ تعلیل ہے مابعد میں مذکور فلیضع یدیہ کی یعنی ہاتھوں کو کیوں رکھے اسلئے کیونکہ وہ بھی سجدہ کرتے ہیں۔ اور الیدین سے مراد ہیں الکفین اسلئے کہ اگر ایسا نہ مانیں تو منہی عنہ یعنی افتراش السبع والکلب لازم آئے گا۔۔۔ اور یہ جو فلیضع یدیہ ہے اس میں اُن لوگوں کی دلیل ہے جو نماز کے لئے سجدہ کے اندر ہاتھوں کو زمین پر رکھنے کے وجوب کے قائل ہیں لیکن جمہور اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ امر وجوب کے لئے نہیں ہے بلکہ مذہب و استحباب کے لئے ہے۔

”فلیرفعہما“ یہ جو امر ہے اکثر کے نزدیک یہ امر وجوبی ہے اور ان کے نزدیک سجدہ سے اٹھتے ہوئے ہاتھوں کو زمین سے اٹھانا فرض ہے اسلئے کہ اعتدال جب ہی ہوگا جب نمازی ہاتھوں کو زمین سے اٹھائے گا اور رکوع و سجدہ اور اُن سے اٹھنے میں اعتدال جمہور کے نزدیک فرض ہے کیونکہ آپ ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے اور اس کو کیا ہے۔

### تعارف رجالِ حدیث (۸۹۲)

- ۱۔ احمد:- یہ مشہور امام فقہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی أبو عبد اللہ المروزی ثم البغدادی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷) اور (۲۳۸)۔
- ۲۔ إسماعیل:- یہ إسماعیل بن إبراهيم المعروف بابن علیہ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۱۰)۔

- ۳۔ ایوب:- یہ ایوب بن أبي تمیمہ کیسان السخیتیانی أبو بکر البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۱)۔

- ۴۔ نافع:- یہ نافع أبو عبد اللہ المدنی مولی ابن عمر ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۶)۔

۵۔ ابن عمر: آپؓ عبد اللہ بن عمر بن الخطاب القرشی العدوی ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۱۱) اور (۱۲)۔

## (۱۵۸) بَابُ السُّجُودِ عَلَى الْأَنْفِ وَالْجَبْهَةِ

(۱۵۸) ناک اور پیشانی پر سجدہ کرنے کا بیان۔

الحديث/ ۸۹۳ - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى أَخْبَرَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى  
أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ:  
(أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَوَى وَعَلَى جَبْهَتِهِ وَعَلَى أَرْبَتِهِ أَثَرُ طِينٍ مِنْ صَلَاةٍ  
صَلَّاهَا بِالنَّاسِ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۸۹۳ :- فرمایا امام الوداءؓ نے کہ ہم سے بیان کیا ابن شنی نے  
انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی صفوان بن عیسیٰ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی معمر نے انہوں نے نقل کیا  
تھی بن ابی کثیر سے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ کو  
دیکھا گیا اس حال میں کہ آپ ﷺ کی پیشانی اور ناک پر مٹی (کیچڑ) کا اثر (نشان) تھا اس نماز (کے  
سجدہ کی وجہ) سے جو آپ ﷺ نے لوگوں کو پڑھائی تھی۔

نوٹس :- سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ اس حدیث میں جس نماز کا تذکرہ ہے وہ وہ فجر کی نماز  
ہے جو آپ ﷺ نے اکیس رمضان کی صبح کو پڑھائی تھی جس میں مسجد کے ٹپکنے کی وجہ سے آپ ﷺ نے مٹی  
اور پانی یعنی کیچڑ پر سجدہ کیا تھا اور اس کا اثر آپ ﷺ کی پیشانی اور ناک پر باقی رہ گیا تھا اُس کو صحابہؓ نے  
دیکھا تھا۔۔ واضح رہے کہ ابنِ رسلان نے لکھا ہے کہ اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ اس طرح کے مٹی و پانی

کے اثر کو صاف نہ کرنا مستحب ہے۔ اور نوویؒ کا کہنا ہے کہ یہ حدیث محمول ہے اُس حالت پر جبکہ وہ اثر معمولی اور تھوڑا سا ہو لیکن اگر زائد ہوگا تو شوافع کے نزدیک اُس کے ہوتے ہوئے دوبارہ اُس پر سجدہ کرنا جائز نہ ہوگا۔

صاحب المہمل نے اس حدیث کے تحت بڑی تفصیل لکھی ہے جسکو وہیں دیکھ لینا بہتر ہے تاہم کچھ باتیں یہاں پر بھی سمجھ لیں۔۔۔۔۔ اس حدیث شریف سے پیشانی اور ناک دونوں پر سجدہ کرنے کی مشروعیت ثابت ہو رہی ہے اگرچہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے لیکن اتنی بات متفق علیہ ہے کہ ناک و پیشانی دونوں پر سجدہ کرنا مستحب ہے۔۔۔ اور اختلاف کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ احمد، اوزاعی، اسحاق، محمد، ابویوسف، سعید بن جبیر، نخعی اور مالکیہ میں سے ابن حبیب اس بات کے قائل ہیں کہ ناک و پیشانی دونوں پر سجدہ کرنا واجب ہے چنانچہ اگر کوئی ان میں سے ایک پر سجدہ کرے گا تو اس کا سجدہ نہ ہوگا۔۔۔ امام ابوحنیفہؒ کا یہ قول ہے کہ بلا عذر ایسا کرنے والے کا سجدہ تو ہو جائے گا مگر ایسا کرنا مکروہ ہے جبکہ محمد اور ابویوسف کا یہ کہنا ہے کہ بلا عذر صرف ناک پر سجدہ کرنے سے سجدہ ہی نہیں ہوگا۔۔۔ مالکیہ اور شوافع کا یہ قول ہے کہ سجدہ میں واجب تو زمین پر صرف پیشانی کا رکھنا ہے۔۔۔ اور پھر رائج کہہ کر لکھا ہے کہ ناک و پیشانی دونوں پر سجدہ کرنے کو جو حضرات واجب کہتے ہیں انہی کا قول رائج ہے۔ اور احناف جو ان میں سے کسی ایک پر اکتفاء کو جائز کہتے ہیں وہ غیر مسلم ہے کیونکہ سجدہ کا مقصد ہے تذلل و خشوع اور صرف ناک پر سجدہ کرنے میں یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا نیز آپ ﷺ سے سجدہ میں صرف ناک پر اکتفاء نہ تو فعلاً ثابت ہے اور نہ قولاً۔ اور ابن منذر نے تو صحابہؓ کا اجماع نقل کیا ہے اس بات پر کہ صرف ناک پر سجدہ کرنے سے سجدہ ہی نہیں ہوگا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجال حدیث (۸۹۳)

۱۔ ابن المثنیٰ:۔ یہ محمد بن المثنیٰ العنزیؒ أبو موسیٰ البصریؒ ہیں۔ دیکھیں

حدیث نمبر (۱۷)۔

۲۔ صفوان:۔ یہ صفوان بن عیسٰی القرشیّ الزہریّ أبو محمد البصریّ القسّام ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱)۔

۳۔ معمر:۔ یہ معمر بن راشد الأزديّ أبو عروۃ البصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲۷)۔

۴۔ یحیٰ:۔ یہ یحیٰ بن ابي كثير الطائيّ أبو نصر الیماميّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵) اور (۳۱)۔

۵۔ أبوسلمة:۔ یہ أبوسلمة بن عبد الرحمن بن عوف القرشيّ الزہریّ المدنیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۶۔ أبوسعيد الخدريّ:۔ آپ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت سعد بن مالک بن سنان بن عبید الأنصاريّ أبوسعيد الخدريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵)۔

الحديث/ ۸۹۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، نَحْوَهُ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۹۴:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبدالرزاق نے انہوں نے نقل کیا معمر سے اسی کے مثل (یعنی جس طرح صفوان بن عیسٰی نے معمر سے نقل کیا ہے اور جو ابوداؤد کی حدیث نمبر (۸۹۳) ہے بالکل اسی سے ملتی جلتی حدیث معمر سے عبدالرزاق نے بھی نقل کی ہے۔ واضح رہے کہ صاحب المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ جس حدیث کی طرف ابوداؤد نے اشارہ کیا ہے ہمیں نہیں معلوم ہو سکا کہ اس حدیث کی تخریج کس نے کی ہے)۔

## تعارف رجالِ حدیث (۸۹۴)

۱۔ محمد:۔ یہ محمد بن یحییٰ بن عبد اللہ بن خالد بن فارس الذہلیّ  
أبو عبد اللہ النیسابوریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱)۔

۲۔ عبد الرزاق:۔ یہ عبد الرزاق بن ہمام بن نافع الحمیریّ أبو بکر الصنعانیّ  
ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷)۔

۳۔ معمر:۔ یہ معمر بن راشد الأزديّ أبو عروۃ البصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲۷)۔

## (۱۵۹) بَابُ صِفَةِ السُّجُودِ

(۱۵۹) سجدہ کی کیفیت کا بیان (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ سجدہ کس  
طرح اور کس کیفیت سے کرنا چاہئے۔ واضح رہے کہ بعض نسخوں میں یہ عنوان  
بَابُ كَيْفِيَةِ السُّجُودِ كَيْفِيَةِ السُّجُودِ کے الفاظ میں مکتوب ہے)۔

الحديث / ۸۹۵ - حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو تَوْبَةَ أَخْبَرَنَا شَرِيكَ عَنْ  
أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: ((وَصَفَ لَنَا الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ فَوَضَعَ يَدَيْهِ وَاعْتَمَدَ عَلَى  
رُكْبَتَيْهِ وَرَفَعَ عَجِيزَتَهُ وَقَالَ: هَكَذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسْجُدُ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۹۵:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے ابوتوبہ ربیع بن نافع  
نے بیان کیا انہوں نے کہا ہمیں خبر دی شریک نے انہوں نے نقل کیا ابواسحاق سے (یہ کہ انہوں نے)  
بیان کیا کہ (ایک مرتبہ حضرت) براء بن عازبؓ نے ہمارے (سامنے سجدہ) بیان کیا (یعنی ہمیں سجدہ

کرنے کی کیفیت اور اس کا طریقہ بتایا۔ واضح رہے کہ نسائی کی روایت میں وصف کے بعد لفظ السجود صراحتاً ہے اس لئے یہ ترجمہ کیا گیا ہے کہ ہمیں سجدہ بتایا اور کر کے دکھایا۔ بہر کیف اس بتانے اور کر کے دکھانے میں انہوں نے یعنی حضرت براء بن عازبؓ نے رکھا اپنے دونوں ہاتھوں کو (یعنی پہونچوں کو زمین پر) اور ٹیکا دیا اپنے گھٹنوں پر (یعنی بہ حالت سجدہ گھٹنوں کو زمین پر ٹکایا) اور اونچا کیا اپنی سرین کو (واضح رہے کہ عجیزۃ اگرچہ عورت کے ساتھ مخصوص ہے مگر یہاں پر اس کو مجازاً مرد کے لئے استعمال کیا گیا ہے اور عجیزۃ کے معنی ہوتے ہیں مؤخر الشئ اور یہاں پر یہ بمعنی سرین ہے۔ بہر کیف حضرت براء بن عازبؓ نے اس طرح سجدہ کر کے بتایا) اور پھر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اس طرح سجدہ فرمایا کرتے تھے (یعنی اپنے اس طرح سجدہ کر کے بتانے پر بطور دلیل فرمایا کہ میں نے آپ ﷺ کو اسی طرح سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے)۔

## تعارف رجال حدیث (۸۹۵)

۱۔ الربیع:۔ یہ الربیع بن نافع أبو توبة الحلبي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۳)۔

۲۔ شریک:۔ یہ شریک بن عبد اللہ بن ابي شريك النخعي الکوفي أبو عبد اللہ القاضی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۵)۔

۳۔ أبو إسحاق:۔ یہ عمرو بن عبد اللہ السبيعي أبو إسحاق الهمداني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱۶)۔

۴۔ البراء بن عازبؓ:۔ آپ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت البراء بن عازب بن الحارث الأنصاري أبو عمارۃ أو أبو عمرو الأوسي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۹) اور (۱۸۴)۔

الحديث/ ۸۹۶- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اعْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ وَلَا يَفْتَرِشْ أَحَدُكُمْ ذِرَاعِيهِ افْتِرَاشَ الْكَلْبِ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۸۹۶:- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا مسلم بن ابراہیم نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی شعبہ نے انہوں نے نقل کیا قتادہ سے انہوں نے حضرت انس بن مالکؓ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (ہے) اعتدال کرو سجدہ کرنے میں (واضح رہے کہ یہاں پر اعتدال سے اعتدال حسی یعنی گردن و کمر کو برابر رکھنا مراد نہیں ہے جیسا کہ رکوع میں رکھا جاتا ہے بلکہ یہاں پر اعتدالوا بمعنی توسطوا ہے یعنی سجدہ اس طرح پر کرو کہ افتراش قبض کے درمیان کی شکل ہو، پہونچے زمین پر رکھے ہوں، کہنیاں زمین اور پہلو سے الگ ہوں اور پیٹ ران سے الگ ہو اور ان سب چیزوں میں متوسط و درمیانی انداز ہو) اور (بحالت سجدہ) نہ بچھائے تم میں سے کوئی اپنے ذراع (یعنی بازوؤں کو زمین پر) کتے کے بچھانے کی طرح۔

نوٹس:- ”افتراش الکلب“ اس میں جو لفظ افتراش ہے یہ منصوب ہے کیونکہ تقدیری عبارت ہے اُی مثل افتراش الکلب۔ اور بہ حالت سجدہ افتراش ذراعین کو جو افتراش کلب کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اس کا مقصد ہے اس فعل و عمل سے تنفیر و نفرت دلانا۔ اور یہ جو نبی ہے یہ کراہت پر محمول ہے کیونکہ یہ متفق علیہ مسئلہ ہے کہ اگر کوئی افتراش ذراعین کر کے بھی سجدہ کرے گا تو نماز اسکی تب بھی صحیح ہو جائے گی اگرچہ یہ اس کا عمل برا سمجھا جائے گا۔ اور قرطبیؒ نے لکھا ہے کہ سجدہ میں افتراش ذراعین کی کراہت میں اور عدم افتراش ذراعین کے استحباب میں کوئی شک ہی نہیں ہے۔ اور اس حدیث میں جو یہ افتراش ذراعین کی نہیں مذکور ہے اسکی حکمت یہ ہے کہ رفع ذراعین عن



الارض اقرب الی التواضع ہے، اس طرح کرنے میں سجدہ کے اندر ناک اور پیشانی زمین پر خوب اچھی طرح ٹک اور لگ جاتی ہے نیز اس ہیئت سے سجدہ کرنا کسالت و سستی کی ہیئت سے پاک و البعد ہے کیونکہ جو آدمی ذرا عین کوزمین پر بچھا کر سجدہ کرے گا تو اس کی حالت سے ایسا لگے گا اور معلوم ہوگا کہ یہ بڑی لاپرواہی اور سستی کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

### تعارف رجال حدیث (۸۹۶)

۱۔ مسلم:۔ یہ مسلم بن إبراهيم الأزدي الفراهيدي أبو عمرو البصري ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۲۳)۔

۲۔ شعبۃ:۔ یہ شعبۃ بن الحجاج بن الورد العتکی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵)  
اور (۲۳)۔

۳۔ قتادة:۔ یہ قتادة بن دعامة بن قتادة السدوسي أبو الخطاب البصري ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۶)۔

۴۔ أنس:۔ آپ مشہور صحابی اور خادم رسول اللہ ﷺ حضرت أنس بن مالک بن النضر  
الأنصاري أبو حمزة الخزرجي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴) اور (۱۹)۔

الحديث / ۸۹۷- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ  
اللَّهِ عَنْ عَمِّهِ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ عَنْ مِمْوْنَةَ: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا سَجَدَ  
جَافَى بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى لَوْ أَنَّ بِهِمَةَ أَرَادَتْ أَنْ تَمُرَّ تَحْتَ يَدَيْهِ مَرَّتْ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۹۷:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا قتیبہ نے  
انہوں نے کہا ہمیں خبر دی سفیان نے انہوں نے نقل کیا عبید اللہ بن عبد اللہ سے انہوں نے اپنے چچا

یزید بن اَصَم سے انہوں نے حضرت میمونہؓ سے (یہ کہ انہوں نے بیان کیا کہ) نبی کریم ﷺ (کا یہ معمول تھا کہ) جب سجدہ میں جاتے تو اپنے ہاتھوں (اور اس کے مقابل یعنی پہلوؤں کے یا کہنے زمین کے) درمیان دوری (و کشادگی) رکھتے (اور) یہاں تک (اور اتنی کشادگی و فاصلہ رکھتے) کہ اگر کوئی بھمہ (یعنی بکری کا بچہ) آپ ﷺ کے ہاتھوں کے نیچے سے گزرنے کا ارادہ کرتا (اور چاہتا) تو گزر جاتا۔

نوٹس:- واضح رہے کہ حدیث شریف میں جو یہ بکری کے بچہ کے گزرنے والی بات مذکور ہے تو اسکے بارے میں کچھ حضرات کا خیال ہے کہ یہ مبنی بر مبالغہ ہے یعنی اس کا مطلب یہ ہے آپ ﷺ بہ حالت سجدہ اپنے ہاتھوں کو زمین سے بہت زیادہ اوپر کواٹھا کر رکھتے اور اپنے پہلوؤں سے جُدا اور الگ رکھا کرتے تھے۔

## تعارف رجالِ حدیث (۸۹۷)

۱۔ قتیبة:- یہ قتیبة بن سعید بن جمیل الثقفیّ أبو رجاء البغلانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۵)۔

۲۔ سفیان:- یہ سفیان بن عیینہ بن اُبی عمران میمون الہلالیّ أبو محمد الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔

۳۔ عبید اللہ:- یہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن الأَصَم العامریّ ہیں۔ ابنِ حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور حافظ نے ان کو مقبول راوی لکھ کر چھٹے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۴۔ یزید:- یہ یزید بن الأَصَم بن عبید بن معاویة أبو عوف البکائی الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۳۸)۔

۵۔ میمونہ: آپؐ أم المؤمنین حضرت میمونہ بنت الحارث ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۸) اور (۲۴۵)۔

الحديث / ۸۹۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ أَخْبَرَنَا زُهَيْرٌ أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ التَّمِيمِيِّ الَّذِي يُحَدِّثُ بِالتَّفْسِيرِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ((أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مِنْ خَلْفِهِ فَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطِئِهِ وَهُوَ مُجَحِّحٌ قَدْ فَرَّجَ يَدَيْهِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۸۹۸: فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عبداللہ بن محمد نفیلی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی زہیر نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابواسحاق نے اُن تیمی سے نقل کرتے ہوئے جو ابن عباسؓ سے تفسیر کو نقل کرتے ہیں (یعنی ابواسحاق نے اُردۃ یا اربد تمیمی سے نقل کیا اور انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ کہ حضرت ابن عباسؓ نے) بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) میں آپ ﷺ کے پیچھے سے (آپ ﷺ کے پاس پہنچا آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور سجدہ میں تھے) تو میں نے دیکھا آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی کو اور آپ ﷺ اپنے دونوں بازوؤں کو اپنے پہلوؤں سے جدا کئے ہوئے تھے یعنی اپنے دونوں ہاتھوں میں سے ہر ایک کو اسکے ساڈ والے پہلو سے ہٹائے ہوئے تھے۔

نوٹس:- سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ اس حدیث میں جو لفظ مُجَحِّح ہے یہ میم کے ضمہ، جیم کے فتح اور خاء مشد و مسور کے ساتھ اسم فاعل ہے جو اصل میں مُجَحِّحٌ تھا صرف کے اس قاعدہ کے مطابق کہ جو لفظ بھی ای کے وزن پر آئے گا اسکو اِڑھا جائے گا جیسے قاضی سے قاض اور راعی سے راع ایسے ہی مُجَحِّحٌ سے مُجَحِّح پڑھا گیا۔ اور اسکی تفسیر کرتے ہوئے اکثر حضرات نے لکھا ہے کہ اپنے بازوؤں کو اپنے پہلوؤں سے ذرا کھولے ہوئے اور پہلوؤں سے جدا والگ کئے ہوئے تھے نیز

لکھا ہے کہ آگے جو قد فرّج بین یدیدہ کے الفاظ ہیں وہ اسی کی تفسیر و وضاحت ہیں۔ مگر خطابیؒ نے لکھا ہے کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ اپنی سُرین کو اوپر کو اٹھائے اور ذرا ایک طرف کو جھکائے ہوئے تھے۔ اور صاحب نہایہ نے لکھا ہے کہ اسکے معنی ہیں بازوؤں کو کھول کر پہلوؤں سے علیحدہ کرنا اور پیٹ کو زمین سے اوپر کو اٹھائے رکھنا۔

اور یہ جو اس حدیث شریف میں ”فرأیت بياض إبطیه“ ہے اس پر سب سے پہلے تو شرح حضرات نے یہ سمجھایا ہے کہ شاید اس وقت آپ ﷺ اوپر کی چادر اوڑھے ہوئے نہیں تھے یا وہ چادر چھوٹی تھی جسکی وجہ سے آپ ﷺ کی بغلین مبارکین کھل گئیں تھیں اور نظر آرہی تھیں۔ اور اسکے بعد یہ تفصیل بھی لکھی ہے کہ بياض إبطین کا کیا مطلب ہے؟ تو بعض حضرات نے تو اس کا ظاہری مطلب لیتے ہوئے یہ استدلال کیا ہے اور یہ مطلب بتایا ہے کہ آپ ﷺ کی بغلین مبارکین بھی باقی جسم کی طرح ہی تھیں اور ان میں بال نہ اُگے تھے اور یہ آپ ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے۔ اور بعض حضرات نے اس کے علاوہ کچھ اور مطالب بھی بتائے اور بیان کئے ہیں جن کو مطوّلات ہی میں دیکھ لینا بہتر ہے۔

### تعارف رجال حدیث (۸۹۸)

۱۔ عبد اللہ:- یہ عبد اللہ بن محمد بن علی بن نفیل النّفیلّیّ أبو جعفر الحرّانیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

۲۔ زہیر:- یہ زہیر بن معاویہ بن حُدیج الجُعفیّ أبو خیشمة الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۸)۔

۳۔ أبو إسحاق:- یہ عمرو بن عبد اللہ السّبیعیّ أبو إسحاق الهمدانیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱۶)۔

۴۔ التیمی:۔ یہ اُرْبُدَة أو اُرْبُد التیمی البصری صاحب التفسیر ہیں۔ انہوں نے صرف ابن عباسؓ سے اور ان سے صرف ابواسحاق السبعی نے روایت کیا ہے۔ عجل نے ان کو ثقتاً لایا ہے، ابن البرقی نے مجہول، ابوالعرب الصقلی حافظ القیروان نے ان کو ضعیف میں ذکر کیا ہے اور حافظ نے ان کو صدوق راوی لکھا اور تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۵۔ ابن عباسؓ:۔ آپؓ عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب القرشی الهاشمی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

الحديث/ ۸۹۹- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ رَاشِدٍ أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ أَخْبَرَنَا أَحْمَرُ بْنُ جَزْءٍ صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَجَدَ جَافَى عَضْدِيهِ عَنْ جَنْبِيهِ حَتَّى نَأْوِيَ لَهُ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۸۹۹:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا مسلم بن ابراہیم نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عباد بن راشد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی حسن نے انہوں نے کہا کہ ہمیں صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت احمر بن جزء صاحب رسول اللہ ﷺ جب سجدہ فرماتے تو اپنے بازوؤں کو اپنے پہلوؤں سے اتنا جدا (اور علیحدہ) رکھتے کہ ہمیں آپ ﷺ پر رحم آنے لگتا (یعنی آپ ﷺ کے اپنے بازوؤں کو بہت زیادہ مبالغہ کے ساتھ اپنے پہلوؤں سے جدا رکھنے میں جو مشقت و تکلیف آپ ﷺ کو ہوتی تھی ہم اُسے دیکھ کر آپ ﷺ پر رحم و ترس کھانے لگتے تھے)۔

نوٹس:۔ ”حتی نأوی له“ اس میں جو یہ لفظ نأوی ہے یہ اوی یا وی از ضرب کا صیغہ مضارع جمع متکلم ہے بروزن نَضْرِبُ اور اس کے یعنی اوی از ضرب کے معنی ہوتے ہیں رَقَّ وَتَرَحَّمَ یعنی رحم و ترس آنا۔

## تعارف رجالِ حدیث (۸۹۹)

۱۔ مسلم:- یہ مسلم بن ابراہیم الأزديّ الفراهيديّ أبو عمرو البصريّ ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۲۳)۔

۲۔ عَبَّاد:- یہ عَبَّاد بن راشد التميمي البصريّ البزار ہیں۔ احمد نے ان کو ثقہ صادق کہا ہے، عجلّی اور ابو بکر بزار نے ان کی توثیق کی ہے، ساجی نے ان کو صدوق بتایا ہے، نسائی نے لیس بالقويّ کہا ہے، ابنِ معین اور ابوداؤد نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے، ابنِ حبان نے ان کے بارے میں لکھا ہے کان ممن یأتی بالمناکیر عن المشاہیر حتی یسبق إلى القلب أنه کان المتعمد فبطل الإحتجاج به اور حافظ نے ان کے بارے میں صدوق لہ اُوہام لکھ کر انہیں ساتویں طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۳۔ الحسن:- یہ الحسن بن أبي الحسن الزاهد البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷) اور (۲۷)۔

۴۔ أَحْمَر بن جَزْء:- آپ صحابی رسول ﷺ حضرت أَحْمَر بن جَزْء و یقال بن شہاب بن جَزْء بن ثعلبة بن زید بن مالک بن سنان السدوسيّ الربעיّ ہیں۔ ان سے صرف حسن بصری ہی نے روایت کیا ہے اور انہوں نے بھی آپ ﷺ سے صرف یہی ایک روایت نقل کی ہے۔

الحديث / ۹۰۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبٍ بْنُ اللَّيْثِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ دَرَّاجِ ابْنِ هُجَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَفْتَرِشْ يَدَيْهِ افْتَرِشَ الْكَلْبِ وَلْيُضْمَّ فِخْذَيْهِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۰۰ :- فرمایا امام ابو داؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عبد الملک بن شعیب بن الیث نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابن وہب نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی لیث نے انہوں نے نقل کیا دَرَّ اَج سے انہوں نے ابنِ جُبَیرہ سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے (یہ کہ آپ ﷺ نے) فرمایا (ہے کہ) جب تم میں سے کوئی بھی سجدہ کرے تو نہ بچھائے اپنے ہاتھوں کو کتے کے بچھانے کی طرح اور چاہئے کہ ملائے اپنی دونوں رانوں کو۔

نولس :- اس حدیث شریف میں جو دوسری بات مذکور ہے یعنی رانوں کو بہ حالتِ سجدہ ملانے اور قریب قریب کرنے کا حکم تو اس کی وجہ سے صاحبِ عون المعبود نے تو لکھا ہے کہ یہ حدیث حضرت ابو حمیدؓ کی صفتِ صلاۃ رسول ﷺ کے بارے میں جو روایت ہے اسکے خلاف ہے اور معارض ہے کیونکہ آئیں یہ ہے کہ ”اِذَا سَجَدَ فَارْجُ بَيْنَ فَخْذَيْهِ غَيْرَ حَامِلٍ بَطْنُهُ عَلَى شَيْءٍ مِنْ فَخْذَيْهِ۔۔۔۔۔“ لیکن دوسرے حضرات نے اس مخالفت و معارضت بین الاحادیث والی بات کو تسلیم نہیں کیا ہے چنانچہ ابنِ رسلان نے لکھا ہے کہ بہت ممکن ہے اس زیرِ تشریح حدیث کا تعلق عورتوں سے ہو اور حضرت ابو حمیدؓ والی حدیثِ صفتِ صلاۃ رسول ﷺ کا تعلق مردوں سے ہو اس لئے کوئی مخالفت نہیں ہے۔۔۔۔۔ اور صاحبِ بذل نے لکھا ہے کہ کوئی معارضت نہیں ہے کیونکہ حضرت ابو حمیدؓ کی حدیث میں جو اِذَا سَجَدَ فَارْجُ بَيْنَ فَخْذَيْهِ ہے اس کا مطلب ہے اُی باعد بین فَخْذَيْهِ و بین بطنہ اور پھر اسی بات کو مؤکد و واضح کر دیا ہے اپنے قول غیر حامل بطنہ علی شئیء من فَخْذَيْهِ سے۔ نیز لکھا ہے کہ شوکانی کا اس حدیث سے یعنی فرج بین فَخْذَيْهِ الخ والی حضرت ابو حمیدؓ کی حدیث سے تفریق بین القدمین والفخذین والرکبتین پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ اس حدیث سے زیادہ سے زیادہ تفریق بین الفخذین ثابت ہو رہا ہے نہ کہ تفریق قدین و رکبتین بھی۔

اور صاحب المنہل نے بھی معارضت کو تسلیم نہیں کیا ہے کیونکہ انہوں نے اس حدیث کے تحت لکھا ہے کہ اس میں جو ولیضّم فخذیہ کا امر و حکم ہے یہ ندب و استحباب پر محمول ہے اور حضرت ابو حمیدؓ کی روایت میں جو تنفر یح بین الفخذین آپ ﷺ کا عمل مذکور ہے وہ بیان جواز کے لئے تھا مستحب بہ حالت سجدہ یہی یعنی ضمّ فخذین والا حکم ہی ہے جو اس زیر تشریح حدیث میں مذکور ہے۔ نیز لکھا ہے کہ یہ ضمّ فخذین والا جو حکم ہے یہ تو مرد و عورت دونوں کے لئے ہے اور وہ جو تنجافی فی السجود کا حکم ہے وہ صرف مردوں کے لئے ہے کیونکہ عورت کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ بہ حالت سجدہ اپنے ہاتھوں اور پہلوؤں کے درمیان تنجافی اور علیحدگی نہیں رکھے گی کیونکہ اسکے لئے بہ حالت سجدہ یہ حکم ہے کہ بعض اجزاء جسم کو بعض سے یعنی بازوؤں کو پہلوؤں سے اور پیٹ کو ران سے ملائے گی اور اس کی دلیل ہے وہ حدیث جس کو ابوداؤد نے المراسیل میں بہ ایس الفاظ نقل کیا ہے ”عن یزید بن حبیب أنه ﷺ مرّ علی امرأتین تصلیان فقال إذا سجدتما فضّما بعض اللحم إلى الأرض فإن المرأة فی ذلک لیست کالرجل“۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجال حدیث (۹۰۰)

۱۔ عبد الملک:- یہ عبد الملک بن شعیب بن اللیث بن سعد الفہمیّ أبو عبد اللہ المصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۰۶)۔

۲۔ ابن وُہب:- یہ عبد اللہ بن وُہب بن مسلم القرشیّ الفہریّ أبو محمد المصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۲)۔

۳۔ اللیث:- یہ اللیث بن سعد بن عبد الرحمن الفہمیّ الإمام أبو الحارث المصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۸)۔



۴۔ درّاج:۔ یہ درّاج بن سَمْعَانُ الْقُرَشِيُّ السَّهْمِيُّ أَبُو السَّمْحِ الْمَصْرِيُّ الْقَاص

ہیں۔ احمد اور نسائی نے ان کو منکر الحدیث کہا ہے۔ ابن عدی کا قول ہے عامۃ الأحادیث التی اُملیتها عن درّاج ممالا یتابع علیہا۔ دارقطنی اور ابوحاتم نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اور حافظؒ نے لکھا ہے کہ ان کا نام عبدالرحمن ہے اور درّاج لقب ہے، اور ان کو صدوق راوی لکھا ہے مگر لکھا ہے فی حدیثہ عن ابي الهيثم ضعف اور چوتھے طبقہ میں شمار کرتے ہوئے وفات ۱۲۶ھ میں نقل کی ہے۔

۵۔ ابن حُجيرة:۔ یہ عبدالرحمن الخولاني أبو عبد الله المصري (ابن حُجيرة الأكبر) ہیں۔ نسائی، دارقطنی اور عجمی نے ان کی توثیق کی ہے، اور حافظؒ نے انکو ثقہ راوی لکھ کر تیسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے اور ان کی وفات ۱۸۳ھ میں نقل کی ہے نیز لکھا ہے وقيل بعدها۔

۶۔ أبو هريرة:۔ آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت عبدالرحمن بن صخر الدوسي أبو هريرة اليماني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

### (۱۶۰) بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ

(۱۶۰) اس میں رخصت و اجازت کا بیان (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ بہ حالتِ سجدہ ہاتھوں کو پہلوؤں سے جدا نہ رکھنے کی بھی رخصت و اجازت ہے۔ واضح رہے کہ بعض نسخوں میں یہ عنوان باب الرخصة في ذلك للضرورة کے الفاظ کے ساتھ ہے یعنی ضرورت کی وجہ سے بہ حالتِ سجدہ عدم تفریحِ یدین عن الجنین بھی جائز ہے)۔

الحديث / ۹۰۱ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ

عَجْلَانَ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: (( اَشْتُكِي أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مَشَقَّةَ السُّجُودِ عَلَيْهِمْ إِذَا انْفَرَجُوا فَقَالَ: اسْتَعِينُوا بِالرُّكْبِ )).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۰۱ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا قنیمہ بن سعید نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی لیث نے انہوں نے نقل کیا ابن عجلان سے انہوں نے سُمی سے انہوں نے ابوصالح سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ اصحاب نبی ﷺ نے آپ ﷺ سے شکایت کی اپنے اوپر سجدہ کی مشقت کی جب وہ پھیل کر سجدہ کریں (یعنی صحابہؓ نے آپ ﷺ سے یہ عرض کیا کہ جب ہم اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے دور جدا کر کے اور اپنے پیٹوں کو اپنی رانوں سے اوپر کواٹھا کر سجدہ کرتے ہیں تو ہمیں مشقت و تکلیف ہوتی ہے) تو (انکی بات سن کر نبی کریم ﷺ نے) ارشاد فرمایا کہ گھٹنوں سے مدد لے لیا کرو (یعنی اپنی کہنیوں کو گھٹنوں پر ٹکا لیا اور رکھ لیا کرو)۔

نوٹس :- واضح رہے کہ حاکم اور احمد نے اپنی روایت میں یہ بھی نقل کیا ہے کہ ”قال ابن عجلان وذلک أن یضع مرفقیہ علی رکتیہ إذا أطال السجود وأعیاه“۔ بہر کیف یہ روایت ابوداؤد اگرچہ مطلق ہے مگر حاکم و احمد کی روایت نے اسکی تفصیل کردی کہ ایسا کرنے کی اجازت ضرورت کی وجہ سے ہے اور یہ حکم آپ ﷺ نے بہ حالت ضرورت دیا ہے اور ابنِ سلمان نے لکھا ہے کہ ابنِ حبان نے اس حدیث پر باب قائم کیا ہے ”ذکر الإباحة للمراء أن یستعین بالركب فی الاعتماد بالمرفقین علیہما عند ضعف أو کبر سن“ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کا تعلق اسی طرح تفرق و تجانی کی تمام احادیث کا تعلق مردوں سے ہے نہ کہ عورتوں سے کیونکہ عورتیں تو

بہ حالتِ سجدہ بغیر عذر کے بھی اپنے بعض اجزاء جسم کو بعض سے ملا کر ہی رکھیں گی نہ کہ کھول کر۔  
 اور صاحبِ المنہل نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں دلیل ہے بہ حالتِ سجدہ ضرورت کی بناء پر  
 ترکِ تجانی و تباعد کی نیز یہ حدیث اور اس سے معلوم ہونے والا مسئلہ اس بات کا بھی قرینہ ہے کہ جن  
 احادیث میں بہ حالتِ سجدہ آپ ﷺ کا تفرج و تجانی کرنا مذکور ہے یا جن احادیث میں بہ حالتِ سجدہ  
 ”وارفع مرفقیك“ کا حکم ہے یعنی تفرج و تجانی حکماً مذکور ہے وہ تمام احادیث ندب و استحباب پر  
 محمول ہیں نہ کہ وجوب پر۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجال حدیث (۹۰۱)

۱۔ قتیبہ:۔ یہ قتیبہ بن سعید بن جمیل الثقفیّ أبو رجاء البغلانیّ ہیں۔ دیکھیں  
 حدیث نمبر (۲۵)۔

۲۔ اللّیث:۔ یہ اللّیث بن سعد بن عبدالرحمن الفہمیّ الإمام أبو الحارث  
 المصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۸)۔

۳۔ ابن عجلان:۔ یہ محمد بن عجلان القرشیّ أبو عبد اللہ المدنیّ ہیں۔  
 دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

۴۔ سُمیّ:۔ یہ سُمیّ القرشیّ المخزومیّ أبو عبد اللہ المدنیّ مولیٰ ابی بکر بن  
 عبدالرحمن بن الحارث ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۸۶) اور (۳۰۱)۔

۵۔ أبو صالح:۔ یہ ذکوان السمان الزیات الغطفانیّ أبو صالح المدنیّ ہیں۔  
 دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

۶۔ أبو ہریرۃ:۔ آپ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول ﷺ حضرت عبدالرحمن بن صخر

الدوسى أبوهريرة اليمانيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

### (۱۶۱) بَابُ التَّخْصُّرِ وَالْإِقْعَاءِ

(۱۶۱) تَخْصُرُ واقعاء کا بیان (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ پہلو، کوخ اور کمر پر بہ حالتِ صلاۃ ہاتھ رکھنا منع ہے، واضح رہے کہ بعض نسخوں میں یہ ترجمہ بَابُ فِي التَّخْصُّرِ وَالْإِقْعَاءِ کے الفاظ میں ہے۔ نیز شراح حضرات نے لکھا ہے کہ اس ترجمہ میں الْإِقْعَاءُ کا لفظ غیر مناسب ہے کیونکہ اس باب کے تحت آنے والی حدیث میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے، اور اس کا یعنی الْإِقْعَاءُ کا ذکر و بیان گزشتہ ابواب میں ہو بھی چکا ہے)۔

الحديث/ ۲۰۹ - حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ وَكِيعٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ صُبَيْحٍ الْحَنْفِيِّ، قَالَ: ((صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ فَوَضَعْتُ يَدَيَّ عَلَى خَاصِرَتَيَّ، فَلَمَّا صَلَّيْتُ قَالَ: هَذَا الصَّلْبُ فِي الصَّلَاةِ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْهَى عَنْهُ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۲۰۹ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا ہناد بن سري نے انہوں نے نقل کیا وکیع سے انہوں نے سعید بن زیاد سے انہوں نے زیاد بن صبیح حنفی سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) میں نے حضرت ابن عمرؓ کے پہلو میں نماز پڑھی تو (دورانِ نماز حالتِ قیام میں) میں نے اپنے ہاتھوں کو اپنی کوخوں پر رکھ لیا پس جب وہ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو

فرمایا: یہ صلب ہے نماز میں (یعنی نماز کے اندر حالتِ قیام میں کوخوں پر ہاتھ رکھنے کی ہیئت مشابہ ہے اس شخص کی ہیئت و حالت کے جس کو سولی دی جاتی ہے) اور نبی کریم ﷺ اس سے (یعنی نماز کے اندر اس ہیئت و کیفیت سے) منع فرمایا کرتے تھے۔

نوٹس:- صاحب المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ نماز کے اندر کوخوں پر ہاتھوں کا رکھنا ممنوع ہے۔۔۔ اور اس کے بارے میں یعنی نماز کے اندر کوخوں پر ہاتھ رکھنے کے حکم کے بارے میں اہل علم کے درمیان اختلاف ہے چنانچہ اہل ظاہر اسکی حرمت کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ حدیث میں جو نہی مذکور ہے وہ اپنی حقیقت پر محمول ہے۔۔۔ اور ابن عباسؓ، ابن عمرؓ، عائشہؓ، مجاہدؓ، ابراہیم نخعیؓ، ابو مجلزؓ، مالکؓ، اوزاعیؓ، شافعیؓ، حنفیہؓ اور حنابلہؓ وغیرہ اس کو مکروہ کہتے ہیں۔۔۔ اور صاحب النیل کا کہنا ہے کہ ظاہر و نسب وہی ہے جو اہل ظاہر کہتے ہیں کہ تخصّر فی الصلاة حرام ہے کیونکہ حدیث شریف میں جو نہی ہے اسکو اسکے حقیقی معنی یعنی حرمت و تحریم سے ہٹا کر اہت کے معنی میں لینے کا کوئی قرینہ نہیں ہے۔۔۔ وقال الترمذی و کرہ بعضهم أن یمشی الرجل مختصراً۔ ویروی أن إبلیس إذا مشی مشی مختصراً۔

## تعارف رجال حدیث (۹۰۲)

۱۔ ہناد:- یہ ہناد بن السری بن مصعب التمیمی أبو السری الکوفی ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۲۰)۔

۲۔ وکیع:- یہ وکیع بن الجراح الرؤاسی أبو سفیان الکوفی ہیں۔ دیکھیں  
حدیث نمبر (۵) اور (۲۰)۔

۳۔ سعید:- یہ سعید بن زیاد الشیبانی المکی ہیں۔ ابن معین اور بخاری نے ان کی

توثیق کی ہے، نسائی نے ان کے بارے میں لیس بہ بأس کہا ہے اور دارقطنی کا کہنا ہے یعتبر بہ ولا یحتج بہ، لا أعرف له إلا حدیث التصلیب اور حافظؒ نے ان کو مقبول راوی لکھ کر چھٹے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۴۔ زیاد بن صبیح :- یہ زیاد بن صبیح الحنفیؒ ابو مریم البصریؒ ثم المکیؒ ہیں۔ نسائی، بخاری اور اسحاق بن راہویہ نے ان کی توثیق کی ہے اور حافظؒ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر چوتھے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۵۔ ابن عمرؓ :- آپؓ عبد اللہ بن عمر بن الخطاب القرشی العدویؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱) اور (۱۲)۔

### (۱۶۲) بَابُ فِي الْبُكَاءِ فِي الصَّلَاةِ

(۱۶۲) یہ باب ہے نماز میں رونے کے بیان میں (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ نماز میں رونا کیسا ہے)۔

الحدیث / ۹۰۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ - يَعْنِي ابْنَ هَارُونَ - أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ - يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ - عَنْ ثَابِتٍ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي وَفِي صَدْرِهِ أَزِيْرٌ كَأَزِيْرِ الرَّحَى مِنْ الْبُكَاءِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۰۳ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عبد الرحمن بن محمد بن سلام نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی یزید - یعنی یزید بن ہارون - نے انہوں نے کہا ہمیں خبر

دی حماد۔ یعنی حماد بن سلمہ۔ نے انہوں نے نقل کیا ثابت سے انہوں نے مطرف سے انہوں نے اپنے والد سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اس حال میں کہ آپ ﷺ کے سینہ میں (سے) رونے کی وجہ سے آواز (آ رہی تھی) مثل چکی (کے چلنے کے وقت کی) آواز کے (یعنی جس طریقہ سے جب چکی چلتی ہے اور ایک آواز ہوتی ہے اسی طرح کی آواز بہ حالتِ صلاۃ رونے کی وجہ سے آپ ﷺ کے سینہ مبارک سے آ رہی اور محسوس ہو رہی تھی)۔

نوٹس:۔ اس حدیث میں جو لفظ اُذِیْزُ ہے یہ ہمزہ کے فتح اور زاء کے کسرہ کے ساتھ ہے اور اس کے معنی ہوتے ہیں آواز۔ اور ابوداؤد کے بعض نسخوں میں نیز احمد و نسائی کی روایت میں کأذیز الرحی کی بجائے کأذیز المرجل ہے یعنی رونے کی وجہ سے آپ ﷺ کے سینہ سے ایسی آواز آ رہی تھی جیسی آواز ہانڈی کے جوش مارنے کے وقت ہوتی ہے۔ اور یہ جو من البكاء میں لفظ البكاء ہے یہ بالمد ہے اور اس کے معنی ہوتے ہیں خروج الدمع مع رفع الصوت۔ اور یہ جب بالقصر یعنی البكاء استعمال ہوتا ہے تو معنی ہوتے ہیں خروج الدمع مع الحزن۔

اور صاحب المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے یہ پتہ چل رہا ہے کہ نماز میں رونا جائز ہے اور نماز میں رونے کی وجہ سے نماز باطل نہیں ہوتی اور اسی کی تائید ہوتی ہے اس روایت سے جس کو ابن حبان نے روایت کیا ہے ”بسندہ إلى علي بن أبي طالب قال ما كان فينا فارس يوم بدر غير المقداد بن الأسود ولقد رأيتنا وما فينا قائم إلا رسول الله ﷺ تحت شجرة يصلی ویبکی حتی أصبح“ اور ابن حبان نے اس روایت پر باب قائم کیا ہے ”ذكر الإباحة للمراء أن يبکی من خشية الله“۔

لیکن واضح رہے کہ اہل علم کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف ہے چنانچہ حنفیہ کا قول ہے کہ اگر

یہ رونا جنت و دوزخ کے ذکر یا اللہ تعالیٰ کی خشیت و خوف کی وجہ سے ہو تو غیر مبطلِ صلاۃ ہے کیونکہ یہ رونا تو زیادتِ خشوع کی علامت و دلیل ہے جو نماز کا مقصود ہے لہذا یہ رونا تو گویا بمعنی تسبیح و دعاء ہے۔ لیکن اگر یہ رونا کسی اور وجہ مثلاً درد و تکلیف اور کسی مصیبت کی وجہ سے ہو تو مبطلِ صلاۃ ہوگا کیونکہ پھر تو یہ رونا گویا کہ اظہارِ اسف و جزع ہے اور گویا عینونی فانی متوجع کہنے کے مترادف ہے اور ظاہر ہے یہ کہنا مبطلِ صلاۃ ہے ہی۔ اور مالکیہ کا یہ کہنا ہے کہ اگر یہ رونا خوفِ خدا اور آخرت کو یاد کرنے کی وجہ سے ہو تو غیر مبطلِ صلاۃ ہے چاہے آواز کے ساتھ ہی ہو اور اگر اس کے علاوہ کسی اور وجہ سے ہو تو اگر بغیر آواز کے ہو تو معاف ہے اور اگر آواز کے ساتھ ہو تو ایسا ہے جیسا کہ کلام و تکلم لہذا اگر عہد ہوگا تو ایسا تھوڑا اور زیادہ ہر طرح کا رونا نماز کو باطل کر دے گا اور اگر سہواً ہوگا تو زیادہ رونا تو نماز کو باطل کر دے گا مگر تھوڑے سے رونے سے نماز باطل نہیں ہوگی۔۔۔ اور شوافع کا کہنا ہے کہ اگر رونے سے دو حرف ظاہر ہو جائیں تو مطلقاً مبطلِ صلاۃ ہوگا چاہے خشیتِ خداوندی کی وجہ سے ہو یا کسی اور وجہ سے ہو۔ اور حنابلہ کا یہ کہنا ہے کہ اگر یہ رونا خشیتِ خداوندی کی وجہ سے ہو تو غیر مبطلِ صلاۃ ہے چاہے اُس رونے سے دو حرف ظاہر ہوں یا نہ ہوں اور اگر خشیتِ خدا کے علاوہ کسی اور وجہ سے یہ رونا ہو تو فان ظہر منه حر فان أبطل مالم یکن غلبة وإلا فلا۔

### تعارف رجالِ حدیث (۹۰۳)

۱۔ عبد الرحمن بن محمد بن سلام بن ناصح أبو القاسم البغدادی مولیٰ بنی ہاشم ہیں۔ دارقطنی اور نسائی نے ان کی توثیق کی ہے اور حافظ نے ان کے بارے میں لا بأس بہ لکھا ہے اور ان کو گیارہویں طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۲۔ یزید بن ہارون السلمی أبو خالد الواسطی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۳۳)۔

۳۔ حماد بن سلمة بن دینار أبو سلمة البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث (۳)۔



۴۔ ثابت:- یہ ثابت بن أسلم البنانی ابو محمد البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲۰۱)۔

۵۔ مطرف:- یہ مطرف بن عبد اللہ بن الشخیر العامری البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۴)۔

۶۔ عن أبيه:- اس میں اب سے مراد ہیں مطرف کے والد یعنی حضرت عبد اللہ بن الشخیر بن عوف بن کعب العامریؓ۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۸۳)۔

(۱۶۳) بَابُ كَرَاهِيَةِ الْوُسُوسَةِ وَحَدِيثِ النَّفْسِ فِي الصَّلَاةِ  
(۱۶۳) دورانِ نماز دل میں وسوسہ اور خیال آنے کی کراہت کا بیان۔

الحديث/ ۴، ۹۰ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ حَنْبَلٍ أَخْبَرَنَا  
عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرِو أَخْبَرَنَا هِشَامٌ - يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ - عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ  
عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَوَضَّأَ  
فَأَحْسَنَ وَضُوءَهُ ثُمَّ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ لَا يَسْهُوُ فِيهِمَا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۴، ۹۰:- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا احمد بن محمد بن حنبل نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبد الملک بن عمرو نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہشام۔ یعنی ہشام بن سعد۔ نے انہوں نے نقل کیا زید بن اسلم سے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے حضرت زید بن خالد جہنیؓ سے (یہ کہ انہوں نے بیان کیا) کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (ہے) کہ جو شخص وضوء کرے اور اچھا کرے اپنے وضوء کو (یعنی جو شخص شروط و ارکان اور سنن و آداب و مستحبات کی رعایت کرتے ہوئے اچھی طرح وضوء کرے اور) پھر دو رکعت نماز پڑھے (یعنی تحیۃ الوضوء کی دو

رکعت پڑھے اور اس طرح پر پڑھے کہ) نہ غافل ہو اُن میں (یعنی امورِ دنیا میں دل کے مشغول ہونے کی وجہ سے اعمالِ صلاۃ میں سے کوئی عمل بھی نہ بھولے بلکہ اس پوری دو رکعت کی نماز میں کوئی بھی وسوسہ و خیال اس کو نہ آئے اور یہ شخص ہر چیز سے منقطع ہو کر اپنے رب سے مناجات کرتا رہے) تو اس کے سارے پچھلے گناہ معاف کر دئے جائیں گے (یعنی ایسی دو رکعت نماز سوائے کبار اور حقوق العباد کے تمام گناہوں کی معافی کا سبب بن جاتی ہے)۔

نوٹس:- صاحبِ بذل وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث کو پڑھ کر اگر کسی کو یہ اشکال ہو کہ وساوس و خیالات تو غیر اختیاری شے ہیں اور غیر اختیاری شے پر کوئی حکم نہیں لگایا جاتا تو پھر ان پر اور انکے ساتھ کوئی حکم کیسے متعلق ہو سکتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وساوس و خیالات کا دل میں آنا تو یقیناً غیر اختیاری شے ہے مگر سلسلہ وساوس و خیالات کو باقی رکھنا اور منقطع کرنا اختیاری شے ہے اور حکم جو لگایا گیا اور متعلق کیا گیا ہے وہ وساوس و خیالات پر نہیں لگایا گیا بلکہ سلسلہ وساوس و خیالات کے ابقاء و قطع پر لگایا گیا ہے اسلئے آپ کو یہ اشکال اپنے ذہن سے نکال دینا چاہئے۔۔۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ حدیث میں جن وساوس کا تذکرہ ہے اُن سے مراد وساوسِ امورِ دنیا ہیں نہ کہ وساوسِ امورِ آخرت چنانچہ حضرت عمرؓ کا یہ قول ”وأجهز جيشي وأنا في الصلاة“ اسی کی تائید کرتا ہے۔ اور یہ تو معلوم ہو ہی چکا کہ اس حدیث میں جن گناہوں کی مغفرت کا ذکر ہے وہ گناہِ صغیرہ ہیں نہ کہ کبیرہ کیونکہ کبار کی معافی کے لئے تو توبہ ضروری ہے۔

## تعارف رجالِ حدیث (۹۰۴)

۱۔ احمد:- یہ مشہور امام فقہ احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد الشیبانی ابو عبد اللہ المروزی ثم البغدادی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷) اور (۲۳۸)۔

۲۔ عبد الملک:۔ یہ عبد الملک بن عمرو العقديّ أبو عامر القيسيّ البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۸۷)۔

۳۔ هشام:۔ یہ هشام بن سعد المدنيّ أبو عبّاد أو أبو سعد القرشيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۷)۔

۴۔ زید:۔ یہ زید بن أسلم العدويّ أبو أسامة أو أبو عبيد الله المدنيّ الفقيه ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۷)۔

۵۔ عطاء:۔ یہ عطاء بن یسار الهلاليّ أبو محمد المدنيّ مولیٰ أم المؤمنین میمونۃؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۷)۔

۶۔ زید بن خالدؓ:۔ آپؓ حضرت زید بن خالد الجهنیّ أبو عبد الرحمن المدنيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۷)۔

الحديث / ۹۰۵ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ أَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحَسِّنُ الْوُضُوءَ وَيُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ يُقْبَلُ بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ عَلَيْهِمَا إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۰۵:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عثمان بن ابی شیبہ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی زید بن حباب نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی معاویہ بن صالح نے انہوں نے نقل کیا ربیعہ بن یزید سے انہوں نے ابوداؤد خولانی سے انہوں نے جبیر بن نفیر

حضرمی سے انہوں نے حضرت عقبہ بن عامر جہنیؓ سے یہ کہ (انہوں نے بیان کیا کہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ہے) کہ جو آدمی بھی وضوء کرے اور اچھا کرے وضوء کو (یعنی شروط و ارکان اور سنن و آداب کی رعایت کے ساتھ اچھی طرح سے وضوء کرے) اور (پھر) دو رکعت (تحتیہ الوضوء کی) نماز پڑھے اس حال میں کہ اپنے دل اور منہ کو انہیں پر متوجہ رکھے (یعنی ان دو رکعتوں کے دوران اپنے دل کو نماز کے علاوہ کسی بھی خیال و سوسہ میں نہ لگنے دے اور اپنے چہرہ کو غیر جہتِ صلاۃ کی طرف نہ متوجہ ہونے دے الغرض خوب توجہ و خشوع کے ساتھ یہ دو رکعتیں پڑھے) تو واجب (و ثابت) ہو جائے گی اس کے لئے جنت (یعنی ایسے شخص کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حصولِ جنت کا وعدہ ہے بشرطیکہ اسکی طرف سے کوئی ایسا عمل سرزد نہ ہو جو حصولِ جنت سے مانع ہو)۔

## تعارف رجالِ حدیث (۹۰۵)

۱۔ عثمان:۔ یہ عثمان بن محمد بن ابی شیبۃ ابراہیم العسبیؒ ابو الحسن الکوفیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۲۔ زید:۔ یہ زید بن الحُبَاب بن الرِّیَان ابو الحسن العکلیؒ الکوفیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۶)۔

۳۔ معاویۃ:۔ یہ معاویۃ بن صالح بن حُبیر الحضرمیؒ ابو عمرو و ابو عبد الرحمن الحمصیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۵)۔

۴۔ ربیعۃ:۔ یہ ربیعۃ بن یزید الإیادیؒ ابو شعیب الدمشقیؒ القصیرؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶۹)۔

۵۔ ابو إدريس:۔ یہ عائذ اللہ العوذیؒ ابو إدريس الخولانیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث

نمبر (۱۶۹)۔

۶۔ جُبیر:۔ یہ جُبیر بن نَفیر بن مالک الحضرمیّ أبو عبد الرحمن الشامیّ الحمصیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶۹)۔

۷۔ عقبہ:۔ آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ حضرت عقبہ بن عامر بن عبس الجہنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶۹)۔

### (۱۶۴) بَابُ الْفَتْحِ عَلَى الْإِمَامِ فِي الصَّلَاةِ

(۱۶۴) نماز میں امام کو بتانے اور لقمہ دینے کا بیان (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ نماز کے اندر مقتدی کے لئے اپنے امام کو لقمہ دینا جائز ہے)۔

الحديث/ ۹۰۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَسَلِيمَانُ بْنُ

عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدِّمَشْقِيُّ قَالَا أَخْبَرَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ يَحْيَى الْكَاهِلِيِّ عَنِ الْمُسَوَّرِ بْنِ يَزِيدَ الْمَالِكِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ يَحْيَى - وَرَبَّمَا قَالَ: ((شَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ فَتَرَكَ شَيْئًا لَمْ يَقْرَأْهُ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ تَرَكْتَ آيَةً كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: هَلَا أَذْكَرْتَيْهَا (ذَكَرْتَيْهَا؟)). قَالَ سُلَيْمَانُ فِي حَدِيثِهِ قَالَ: كُنْتُ أَرَاهَا نُسِخَتْ. وَقَالَ سُلَيْمَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ الْأَسَدِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي الْمُسَوَّرُ بْنُ يَزِيدَ الْأَزْدِيُّ الْمَالِكِيُّ.

ترجمہ حدیث نمبر/ ۹۰۶:۔ فرمایا امام البوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن علاء

اور سلیمان بن عبد الرحمن دمشقی نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی مروان بن معاویہ نے انہوں نے نقل کیا تھی کاہلی سے انہوں نے حضرت مسور بن یزید ماکلی سے (یہ کہ انہوں نے بیان کیا) کہ رسول اللہ ﷺ - تکی کا بیان ہے۔ اور کبھی کہا (مسور بن یزید نے) کہ میں حاضر تھا رسول اللہ ﷺ کے پاس (قال یحییٰ) ورمافال الخ اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ تکی یہ بتانا چاہ رہے ہیں کہ حضرت مسور بن یزید نے کبھی تو یہ روایت یہ کہہ کر بیان کی ان رسول اللہ ﷺ کان یقرأ الخ اور کبھی ان الفاظ میں بیان کی شہد رسول اللہ ﷺ یقرأ الخ۔ اور صاحب المنہل نے اسکا مطلب یہ لکھا ہے کہ تکی کو شک ہے کہ حضرت مسور نے ان رسول اللہ ﷺ کان یقرأ الخ کے الفاظ میں روایت بیان کی تھی یا شہد رسول اللہ ﷺ یقرأ الخ کے الفاظ میں۔ بہر کیف تمام ہی شرح حضرات نے لکھا ہے کہ دوسری والی عبارت یعنی شہد الخ کے الفاظ والی روایت اس بات کو ثابت کر رہی ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کو دیکھا ہے اور آپ ﷺ سے سماع بھی کیا ہے اور اس سے انکا صحابی ہونا ثابت ہوتا ہے جبکہ پہلی عبارت یعنی ان رسول اللہ ﷺ کان یقرأ الخ والے الفاظ حضرت مسور کی صحابیت اور ان کے آپ ﷺ سے سماع پر دال نہیں ہیں۔ بہر حال انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ (نماز کے اندر قراءت فرما رہے تھے پس آپ ﷺ نے کچھ چھوڑ دیا اس کو پڑھا نہیں (یعنی سہواً اور بھولے سے آپ ﷺ سے کوئی آیت رہ گئی اور چھوٹ گئی) تو (نماز سے فراغت کے بعد) ایک شخص (یعنی حضرت اُبی بن کعب) نے آپ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے (دوران قراءت) فلاں فلاں آیت چھوڑ دی تھی (ان کی بات سنی) تو آپ ﷺ نے فرمایا تو نے مجھے یاد کیوں نہ دلا دی (یعنی جب میں نے وہ آیت چھوڑی تھی تو تو نے مجھے لقمہ دے کر وہ چھوڑی ہوئی آیت یاد کیوں نہ دلا دی تھی۔ واضح رہے کہ بعض نسخوں میں یہ ہلا اذکر تنبیہا کی بجائے ہلا ذکر تنبیہا ہے مطلب دونوں کا ایک ہی ہے)۔ کہا سلیمان نے اپنی حدیث میں (کہ اُس شخص نے آپ ﷺ کی یہ بات سکر آپ

ﷺ سے) عرض کیا کہ میں سمجھ رہا تھا اُس آیت کے بارے میں کہ وہ منسوخ کر دی گئی ہے (یعنی میں نے آپ ﷺ کو اس لئے لقمہ نہیں دیا کیونکہ میں یہ سمجھ رہا تھا کہ وہ آیت اللہ تعالیٰ کی طرف سے منسوخ ہو چکی ہے۔ واضح رہے کہ ابنِ حبان کی روایت میں اسکے بعد یہ بھی ہے کہ اُس شخص کی یہ بات سکر آپ ﷺ نے فرمایا وہ منسوخ نہیں ہوئی ہے۔ بہر کیف قال سلیمان الخ کے الفاظ سے مصنف نے یہ بتانا چاہا ہے کہ یہ مزید الفاظ ہمارے شیخ سلیمان نے تو اپنی حدیث میں بیان کئے تھے لیکن ہمارے شیخ محمد بن علاء نے نہیں بیان کئے تھے (اور کہا سلیمان نے) (کہ) کہا انہوں نے (یعنی ہمارے شیخ مروان بن معاویہ نے) (أخبرنا يحيى بن كثير الأزدي قال حدثني المسور بن يزيد الأزدي المالكي) (واضح رہے کہ مصنف اس عبارت و قال سلیمان قال الخ سے اپنے شیخ محمد بن علاء اور سلیمان کی حدیث کا ایک اور فرق بیان کرنا چاہتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے شیخ محمد بن علاء نے تو اپنی روایت میں مروان بن معاویہ کے بعد عن يحيى الكاهلي عن المسور بن يزيد المالكي کہا تھا مگر ہمارے شیخ سلیمان نے مروان بن معاویہ کے بعد بجائے عن عنہ کے انداز کے تحدیث و اخبار کا انداز اختیار کیا ہے نیز يحيى الكاهلي کی بجائے انکے باپ کا نام بھی ذکر کیا اور بنو کابل کی طرف نسبت کی بجائے بنو اسد کی طرف نسبت ذکر کی اور اسی طرح حضرت مسور کے ساتھ المالكي کے ساتھ ساتھ الأزدي نسبت کا بھی ذکر کیا)۔

نوٹس:- ”وقال سلیمان الخ“ واضح رہے کہ اس کی ایک وضاحت تو اوپر ہو ہی چکی ہے مگر یہ بھی ذہن میں رہے کہ اسکے بارے میں صاحب المنہل نے لکھا ہے کہ بعض نسخوں میں یہ عبارت اس طرح بھی ہے ”وقال سلیمان قال نايحي بن كثير“ أي قال سلیمان بن عبد الرحمن في روايته قال مروان حدثنا يحيى بن كثير جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سلیمان اور محمد بن علاء کی روایت میں یہ فرق ہے کہ سلیمان نے تو سند کے اندر مروان کے بعد حدثنا يحيى کہا ہے نیز یحییٰ کے

بعد ان کے باپ کا نام ذکر کیا ہے اور ان کے قبیلہ کی طرف نسبت کو ترک کیا ہے جبکہ محمد بن علاء نے عن یحییٰ کہا ہے اور ان کے باپ کا نام ذکر نہیں کیا ہے ہاں ان کے قبیلہ کی طرف نسبت کا ذکر کیا ہے جیسا کہ اوپر سند حدیث میں نقل کیا ہوا ہے عن یحییٰ الکاهلی۔

واضح رہے کہ اس حدیث شریف سے مقتدی کی طرف سے اپنے امام کو لقمہ دئے جانے کی مشروعیت ثابت ہو رہی ہے۔ لیکن اس لقمہ دینے کی حیثیت اور حکم کیا ہے اس کے بارے میں شرح حضرات نے اختلاف نقل کیا ہے چنانچہ لکھا ہے کہ منصور باللہ اس کے وجوب کے قائل ہیں، زید بن علی اس کی کراہت کے قائل ہیں اور ان کے علاوہ ائمہ اربعہ اور تقریباً پوری امت اس کے استحباب کی قائل ہے۔ اور صاحب المہمل نے یہ بھی لکھا ہے کہ مقتدی کی طرف سے لقمہ دیا جانا مستحب جب ہے جب امام کو اسکی ضرورت فاتحہ کے علاوہ میں پڑے لیکن اگر فاتحہ میں ضرورت پڑ جائے تو پھر مقتدیوں میں سے کسی کا امام کو لقمہ دینا واجب ہے۔

### تعارف رجال حدیث (۹۰۶)

۱۔ محمد:۔ یہ محمد بن العلاء بن کریب الہمدانی ابو کریب الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸)۔

۲۔ سلیمان:۔ یہ سلیمان بن عبدالرحمن بن عیسیٰ بن میمون التمیمی ابو ایوب الدمشقی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۸۱)۔

۳۔ مروان:۔ یہ مروان بن معاویہ الفزاری ابو عبد اللہ الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸۵)۔

۴۔ یحییٰ:۔ یہ یحییٰ بن کثیر الأسدی الکاهلی الکوفی ہیں۔ ابن حبان اور ابن شاہین نے ان کی توثیق کی ہے، نسائی نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے اور حافظ نے ان کو لین الحدیث راوی



لکھا اور پانچویں طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۵۔ الْمُسَوَّرُ: آپ صحابی رسول ﷺ حضرت الْمُسَوَّر بن یزید الْأَسَدِي الْمَالَكِي ہیں۔ حافظؒ نے لکھا ہے کہ یہ صحابیؓ ہیں بعد میں انہوں نے کوفہ میں سکونت اختیار کر لی تھی و ضبطہ الأمير بتشدید الواو۔ اور صاحب المنہل نے لکھا ہے کہ یہ میم کے کسرہ اور سین کے سکون کے ساتھ ہے لیکن ابن ماکولا نے اس کو میم کے ضمہ، سین کے فتح اور واؤ مشدودہ مفتوحہ کے ساتھ بتایا ہے یعنی الْمُسَوَّر۔ اور ان سے صرف تکی بن کثیر کاہلی نے روایت کیا ہے۔

۶۔ قال يحيى:۔ یہ يحيى بن كثير الْأَسَدِي الْكَاهِلِي الْكُوفِي ہیں۔ دیکھیں اسی حدیث میں نمبر (۴) پر۔

۷۔ فقال له رجل:۔ صاحب بذل نے صراحت کی ہے کہ یہ رجل مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت أَبِي بن كعب بن قيس الْأَنْصَارِي أَبُو الْمَنْذَرِ الْمَدَنِي سيد القراءؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۱۴)۔

۸۔ قال سليمان:۔ یہ سليمان بن عبد الرحمن بن عيسى بن ميمون التميمي أَبُو أَيُّوب الدَّمَشْقِي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۸۱)۔

۹۔ وقال سليمان:۔ یہ سليمان بن عبد الرحمن بن عيسى بن ميمون التميمي أَبُو أَيُّوب الدَّمَشْقِي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۸۱)۔

۱۰۔ يحيى بن كثير:۔ یہ يحيى بن كثير الْأَسَدِي الْكَاهِلِي الْكُوفِي ہیں۔ دیکھیں اسی حدیث میں نمبر (۴) پر۔

الحديث/ ۷۰ ۹- حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّمَشْقِيُّ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ

إِسْمَاعِيلَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ أَنَّنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ زُبَيْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى صَلَاةً فَقَرَأَ فِيهَا فَلَبِسَ عَلَيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لِأَبِيٍّ: أَصَلَّيْتَ مَعَنَا؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَمَا مَنَعَكَ)).

ترجمہ حدیث نمبر ۹۰۷:- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا زید بن محمد دمشقی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہشام بن اسماعیل نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی محمد بن شعیب نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبد اللہ بن علاء بن زبیر نے انہوں نے روایت کیا سالم بن عبد اللہ سے انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے (یہ کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ) نبی کریم ﷺ نے ایک نماز پڑھائی اور اسمیں قراءت کی (یعنی جہری قراءت کی) تو آپ ﷺ پر قراءت ملتبس و مختلط ہوگئی (یعنی آپ ﷺ پڑھتے پڑھتے بھول گئے واضح رہے کہ منذری نے تو اسکو لبس بضم اللام و کسر الباء المخففة ضبط کیا ہے لیکن ابنِ رسلان نے کہا ہے کہ یہ لام کے فتح کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے اے لبس بمعنی التبس و اختلط) پس جب آپ ﷺ (نماز سے) فارغ ہو چکے تو (حضرت) اُبی (بن کعبؓ) سے فرمایا کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے؟ تو انہوں نے جواب میں عرض کیا جی ہاں (یا رسول اللہ ﷺ) تو آپ ﷺ نے فرمایا پھر کس چیز نے تمہیں روکا (مجھے لقمہ دینے سے)۔

نوٹس:- اس حدیث میں بھی اس بات کی دلیل ہے کہ ضرورت پڑنے پر مقتدی کا امام کو لقمہ دینا جائز ہے۔ اور صاحبِ عون المعبود نے مزید لکھا ہے کہ یہ حدیث اس بات کو بھی بتا رہی ہے کہ امام چاہے واجب قراءت کر چکا ہو تب بھی لقمہ دینا جائز ہے الغرض اس حدیث سے مطلقاً امام کو بتانا اور لقمہ دینا درست معلوم ہو رہا ہے چاہے سری نماز ہو اور چاہے جہری لہذا اگر امام جہری قراءت میں کوئی

آیت بھول جائے تو اسکو وہ آیت بتا کر لقمہ دیا جائے گا اور اگر قراءت کے علاوہ کسی اور رکن میں اس کو بھول ہو تو سبحان اللہ کہہ کر اسکو لقمہ دیا اور متنبہ کیا جائے گا۔

## تعارف رجالِ حدیث (۹۰۷)

۱۔ یزید:۔ یزید بن محمد بن عبد الصمد بن عبد اللہ الهاشمیّ أبو القاسم الدمشقیّ ہیں۔ نسائی نے ان کو صدوق کہا ہے، ابن ابی حاتم اور ابن یونس نے ان کی توثیق کی ہے اور حافظ نے ان کو صدوق راوی لکھ کر گیارہویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے نیز ان کی وفات بہ عمر انیاسی (۷۹) سال ۲۷۷ھ میں بتائی ہے۔

۲۔ ہشام:۔ یہ ہشام بن اسماعیل بن یحییٰ بن سلیمان بن عبد الرحمن الحنفیّ العطار أبو عبد الملك الدمشقیّ العابد ہیں۔ عجل نے ان کو شیخ، کیس، ثقہ صاحب سنۃ لکھا ہے نیز لکھا ہے کہ ان کے زمانہ میں دمشق میں ان سے افضل کوئی نہ تھا، نسائی نے ان کی توثیق کی ہے اور حافظ نے ان کو ثقہ فقیہ عابد لکھا ہے اور دسویں طبقہ میں شمار کرتے ہوئے ان کی وفات ۲۱۶ھ میں بتائی ہے۔

۳۔ محمد:۔ یہ محمد بن شعیب بن شاپور الدمشقیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۳۷)۔

۴۔ عبد اللہ:۔ یہ عبد اللہ بن العلاء بن زُبُر الربعیّ أبو عبد الرحمن الدمشقیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۴)۔

۵۔ سالم:۔ یہ سالم بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب القرشیّ العدویّ أبو عمر أو أبو عبد اللہ المدنیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۸۱)۔

۶۔ عبد اللہ بن عمرؓ: آپؐ حضرت عبد اللہ بن عمر بن الخطاب القرشی العدوی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱) اور (۱۲)۔

۷۔ قال لأبي: آپؐ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت اُبی بن کعب بن قیس الخزرجی الأنصاری سید القراء أبو المنذر المدني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۱۴)۔

### (۱۶۵) بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّلْقِينِ

(۱۶۵) تلقین (یعنی مقتدی کی طرف سے امام کو لقمہ دے جانے) کی ممانعت کا بیان۔

الحديث/ ۸، ۹۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ نَجْدَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفَرِّيَّابِيُّ عَنْ يُوسُفَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا عَلِيُّ لَا تَفْتَحْ عَلَى الْإِمَامِ فِي الصَّلَاةِ)). قَالَ أَبُو دَاوُدَ: أَبُو إِسْحَاقَ لَمْ يَسْمَعْ مِنَ الْحَارِثِ إِلَّا أَرْبَعَةَ أَحَادِيثَ لَيْسَ هَذَا مِنْهَا.

ترجمہ حدیث نمبر/ ۸، ۹۰: فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عبد الوہاب بن نجدہ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا محمد بن یوسف فریابی نے انہوں نے نقل کیا یونس بن ابی اسحاق سے انہوں نے ابو اسحاق سے انہوں نے حارث سے انہوں نے حضرت علیؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ نے (مجھے مخاطب کر کے) فرمایا اے علی نہ لقمہ دے تو امام کو نماز میں۔

فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ابو اسحاق نے حارث سے صرف چار حدیثیں روایت کی ہیں اور یہ

حدیث (یعنی حدیث نمبر ۹۰۸) اُن (چار) میں سے نہیں ہے (یعنی یہ حدیث منقطع ہے)۔

نوٹس:- یہ حدیث مقتدی کی طرف سے امام کو لقمہ دئے جانے کے ناجائز ہونے کے بارے میں صریح ہے اور زید بن علی جو امام کو نماز میں مقتدی کی طرف سے لقمہ دئے جانے کی کراہت کے قائل ہیں اس میں ان کی حجت ودلیل ہے۔۔۔ لیکن واضح رہے کہ یہ حدیث چونکہ اُن احادیث کے خلاف ہے جو اسکی یعنی لقمہ دئے جانے کی مشروعیت پر دال ہیں اور ثابت کر رہی ہیں اسلئے اس مخالفت بین الاحادیث کو دور کرنے کے لئے شرح حضرات نے بہت سی باتیں لکھی ہیں (۱) ابوداؤد نے اس کو منقطع بتایا ہے لہذا نہ تو اس سے احتجاج صحیح ہے اور نہ ہی یہ حدیث مشروعیت فتح پر دال احادیث سے معارضہ و مخالفت کے لائق ہے یعنی اس کو چھوڑ دیا جائے گا اور اُن پر عمل کیا جائے گا (۲) خطابی کا کہنا ہے کہ یہ حدیث حضرت علیؑ کے اس اثر ”إذا استطعمک الإمام فأطعمه“ کے بھی خلاف ہے جبکہ اس اثر علیؑ کی صحت کی حافظ نے صراحت کی ہے اور اس زیر تشریح حدیث کا حال یہ ہے کہ ایک تو اس کی سند منقطع ہے نیز اس کی سند میں جو حارث اعور ہیں ان کو بہت سے لوگوں نے ضعیف کہا ہے الغرض یہ زیر تشریح حدیث ضعیف و منقطع ہے اس لئے اُن احادیث سے معارضہ و مخالفت کا سوال ہی نہیں ہوتا لہذا اس کو چھوڑ کر اُن پر عمل کیا جائے گا۔۔۔ اور صاحب بذل نے ایک بات اس معارضہ و مخالفت کو ختم کرنے کی بہ اندازِ تطبیق بھی لکھی ہے چنانچہ لکھا ہے کہ کوئی مخالفت نہیں ہے کیونکہ اس ممانعت والی روایت کا تعلق ہے عدم ضرورت کی حالت سے یعنی بلا ضرورت لقمہ دینا جائز نہیں ہے اور اُن روایتوں کا تعلق ہے ضرورت کی حالت سے یعنی ضرورت پڑنے پر امام کو مقتدی کی طرف سے لقمہ دیا جانا جائز ہے۔

تعارف رجال حدیث (۹۰۸)

۱۔ عبد الوہاب:- یہ عبد الوہاب بن نَجْدَة الحوْطیّ الجبلیّ الشامیّ ہیں۔ دیکھیں

حدیث نمبر (۶۵۵)۔

۲۔ محمد:- یہ محمد بن یوسف الضبیّ أبو عبد اللہ الفریابی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۸)۔

۳۔ یونس:- یہ یونس بن أبی إسحاق السبیعیّ أبو إسرائيل الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۱)۔

۴۔ عن أبی إسحاق:- یہ عمرو بن عبد اللہ السبیعیّ أبو إسحاق الهمدانیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱۶)۔

۵۔ الحارث:- یہ الحارث بن عبد اللہ الهمدانیّ الحوتیّ أبو زہیر الکوفیّ ہیں۔ دارقطنی نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے، ابن عدی کا کہنا ہے عامۃ ما یروہ غیر محفوظ۔ ابن حبان نے ان کو غالی فی التشیع واهی فی الحدیث بتایا ہے۔ ابو حاتم نے لکھا ہے لیس بالقویّ ولا ممن یحتج بحدیثہ، ابو زرہ نے ان کے بارے میں لا یحتج بہ کا فیصلہ دیا ہے، اور بہت سے لوگوں نے ان کو کذب کہا ہے اور حافظ نے لکھا ہے صاحب علیّ، کذبہ الشعبيّ فی رأیہ ورمی بالفرض وفي حدیثہ ضعف، لیس له عند النسائیّ سوى حدیثین نیز ان کی وفات خلافت ابن زبیر کے زمانہ میں لکھی ہے۔

۶۔ علی:- آپؑ امیر المؤمنین علی بن أبی طالب الهاشمیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۱)۔

۷۔ یا علی:- آپؑ امیر المؤمنین علی بن أبی طالب الهاشمیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۱)۔

۸۔ قال أبو داؤد:- یہ مصنف کتاب سلیمان بن الأشعث أبو داؤد السجستانیّ

ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۹۔ أبو إسحاق :- یہ عمرو بن عبد اللہ السبعیّ أبو إسحاق الهمدانی ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۱۱۶)۔

۱۰۔ من الحارث :- یہ الحارث بن عبد اللہ الهمدانی الحوتیّ أبو زہیر الکوفیّ  
ہیں۔ دیکھیں اسی حدیث میں نمبر (۵) پر۔

## (۱۶۶) بَابُ الْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ

(۱۶۶) نماز میں ادھر ادھر (گردن موڑ کر دیکھنے کی اور) متوجہ ہونے کی

کراہت کا بیان۔

نوٹ :- صاحبِ بذل نے لکھا ہے کہ یہ التفات فی الصلاة تین طرح کا ہوتا ہے (۱) چہرہ  
کو پھیر کر اور گھما کر یہ تو مکروہ ہے (۲) آنکھ پھیر کر اور گھما کر یہ جائز ہے لا بأس به (۳) اس طرح  
پر کہ سینہ قبلہ سے پھر جائے اور گھوم جائے اس سے بالاتفاق نماز باطل ہو جاتی ہے (۴) وقیل من  
التفت یمیناً و شمالاً ذهب عنه الخشوع المتوقف علیہ کمال الصلاة عند اکثر  
العلماء أو صحتها عند بعضهم۔

الحديث/ ۹۰۹ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي

يُونُسُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْأَخْوَصِ يُحَدِّثُنَا فِي مَجْلِسِ سَعِيدِ بْنِ  
الْمُسَيَّبِ قَالَ قَالَ أَبُو ذَرٍّ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَزَالُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مُقْبِلًا  
عَلَى الْعَبْدِ وَهُوَ فِي صَلَاتِهِ مَا لَمْ يَلْتَفِتْ، فَإِذَا التَفَتَ انْصَرَفَ عَنْهُ)).

**ترجمہ حدیث نمبر / ۹۰۹ :-** فرمایا امام ابو داؤد نے کہ ہم سے بیان کیا احمد بن صالح نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابن وہب نے انہوں نے کہا مجھے خبر دی یونس نے انہوں نے نقل کیا ابن شہاب سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں نے ابوالاحوص سے سنا (اس وقت جب وہ) ہم سے بیان کر رہے تھے سعید بن مسیب کی مجلس میں (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ حضرت ابوذرؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ عز وجل برابر بندے کی طرف متوجہ رہتا ہے جب وہ نماز میں ہوتا ہے (یعنی جب بندہ نماز پڑھتا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت، احسان و اعطاء ثواب کا سلسلہ برابر اسکی طرف کو جاری رہتا ہے اور یہ سلسلہ جب تک منقطع نہیں ہوتا) جب تک وہ (نماز پڑھنے والا بندہ ادھر ادھر) التفات (و توجہ) نہ کرے پس جب وہ ادھر ادھر التفات کر لیتا ہے (یعنی دوران نماز دائیں بائیں ادھر ادھر منہ پھیر لیتا ہے) تو وہ بھی اس کی طرف سے منہ پھیر لیتا اور اعراض کر لیتا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی اس رحمت کا سلسلہ بھی منقطع ہو جاتا ہے)۔

**نوٹس :-** ابن ملک نے لکھا ہے کہ انصرف عنہ کا مطلب ہے قلتِ ثواب یعنی اُس نماز کا ثواب اب کم ہو جاتا اور گھٹ جاتا ہے۔۔۔ اور صاحب المنہل نے لکھا ہے کہ یہ جو حدیث شریف میں انصراف و انقطاع ثواب والی بات مذکور ہے اس کا تعلق اُس التفات سے ہے جو بلا حاجت و ضرورت ہو لیکن اگر یہ التفات کسی حاجت و ضرورت کی وجہ سے ہوگا تو پھر التفات اس انقطاع ثواب کا سبب نہیں بنے گا اور اسکی تائید ہوتی ہے آپ ﷺ کے عمل سے کیونکہ روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نے ضرورت کی وجہ سے مقتدیوں کی طرف التفات فرمایا ہے و أشار بیدہ أن اجلسوا۔۔۔۔۔ اور ائمہ حضرات کا بھی یہی قول ہے کہ ضرورت کی وجہ سے دوران نماز التفات بالعتق کرنا بلا کراہت جائز ہے بشرطیکہ سیدہ قبلہ ہی کی طرف رہے اور بلا ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔



## تعارف رجالِ حدیث (۹۰۹)

۱۔ أحمد:۔ یہ أحمد بن صالح أبو جعفر المصري المعروف بابن الطبري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۴۷)۔

۲۔ ابن وهب:۔ یہ عبد اللہ بن وهب بن مسلم القرشي الفهري أبو محمد المصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۲)۔

۳۔ یونس:۔ یہ یونس بن یزید بن أبي النجاد الأيلي أبو یزید مولى معاوية بن أبي سفيان ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۴۹)۔

۴۔ ابن شهاب:۔ یہ محمد بن مسلم۔ ابن شهاب۔ الزهري ہیں۔ دیکھیں حدیث (۹)۔

۵۔ أبو الأحوص:۔ یہ أبو الأحوص مولى بنی لیث و يقال مولى بنی غفار ہیں۔ نسائی کا کہنا ہے لم نقف على اسمه ولا نعرفه اور ہم یہ بھی نہیں جانتے کہ ابن شهاب زہری کے علاوہ ان سے کسی نے روایت کیا ہو۔ ابن معین نے ان کو لیس بشیء کہا ہے اور حاکم نے لیس بالمتین عندهم، ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے، ابنِ رسلان کا کہنا ہے کہ ترمذی نے ان کی حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ اور حافظ نے ان کو مقبول راوی لکھ کر تیسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۶۔ سعید:۔ یہ سعید بن المسيّب بن حزن بن أبي وهب القرشي المخزومي الإمام ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۶)۔

۷۔ أبو ذر:۔ آپ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت جندب بن جنادة أبو ذر الغفاري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۳۲)۔

الحديث / ۹۱۰ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنِ الْأَشْعَثِ

-يَعْنِي ابْنُ سُلَيْمٍ - عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ التَّفَاتِ الرَّجُلِ فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ: إِنَّمَا هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ الْعَبْدِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۱۰ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا مسدّد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابوالاحوص نے انہوں نے نقل کیا اشعث - یعنی اشعث بن سلیم - سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں نے (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا نماز کے اندر ہوتے ہوئے (یعنی بہ حالت نماز) آدمی کے التفات (یعنی سیدہ کو قبلہ کی طرف رکھتے ہوئے گردن کے دائیں بائیں گھمانے) کے بارے میں تو آپ ﷺ نے (اسکا جواب دیتے ہوئے) فرمایا کہ یہ (یعنی دوران نماز التفات) اچک لیجانا ہے (یعنی بندہ کے اس فعل التفات اور غفلت کی وجہ سے) شیطان اچک لیجاتا ہے بندہ کی نماز میں سے (یعنی اس کے کمال نماز اور ثواب میں سے)۔

نوٹس :- اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ جس طریقہ سے ایک اچکا کسی کو غافل پا کر اسکا مال اور کوئی شے اچک لیجانے میں کامیاب ہو جاتا ہے ایسے ہی شیطان بھی بندہ کو بہ حالت نماز اس التفات الی الیمین أو الشمال کی وجہ سے غافل پاتا ہے تو اس کی نماز کا کمال اور خشوع اچکنے میں کامیاب ہو جاتا ہے چنانچہ پھر اس نمازی سے غلطی اور سہو ہوتا ہے کیونکہ اسکا دل اب نماز میں حاضر نہ رہ کر کسی اور شے میں مشغول ہو جاتا ہے۔۔۔ اور طبی نے لکھا ہے کہ اسکو اختلاس کا جو نام دیا گیا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ نمازی جب نماز پڑھتا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کی طرف متوجہ رہتی ہے اور شیطان اس تاک میں لگا رہتا ہے کہ کس طرح یہ سلسلہ رحمت ختم ہوا اور اس کے لئے کیا کیا جائے پس جب وہ

نمازی ادھر ادھر التفات کرتا ہے تو شیطان موقع غنیمت جان کر اس حالت کو چھین لیتا ہے اور اس سلسلہ رحمت کو منقطع کرانے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور اختلاس کا مطلب بھی یہی ہوتا ہے کہ اچھا موقع پاتے ہی لے اڑتا ہے۔ بہر کیف اس حدیث سے بھی التفات فی الصلاة کی مذمت و کراہت معلوم ہو رہی ہے مگر یاد رہے کہ اس حدیث میں مذکور مذمت و کراہت التفات کا تعلق بھی بلا ضرورت والے التفات سے ہے جیسا کہ پہلی حدیث کے تحت واضح کیا جا چکا ہے۔

## تعارف رجال حدیث (۹۱۰)

۱۔ مسدد:۔ یہ مسدد بن مُسرہد بن مُسر بل الأسدی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲)۔

۲۔ أبو الأحوص:۔ یہ أبو الأحوص سلام بن سلیم الحنفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۸)۔

۳۔ الأشعث:۔ یہ الأشعث بن سلیم بن أسود المحاربی الکوفی المعروف بابن أبي الشعثاء ہیں۔ نسائی، ابن معین، ابوحاتم، ابوداؤد اور بزار نے ان کی توثیق کی ہے، عجل نے لکھا ہے إنه من ثقات شیوخ الکوفیین و لیس بکثیر الحدیث۔ اور حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر چھٹے طبقہ میں شمار کیا ہے اور وفات ۱۲۵ھ میں بتائی ہے۔

۴۔ عن أبيه:۔ اس میں أب سے أشعث کے والد مراد ہیں یعنی سلیم بن أسود بن حنظلة المحاربی أبو الشعثاء الکوفی۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۳۶)۔

۵۔ مسروق:۔ یہ مسروق بن الأجدع بن مالک الهمدانی الإمام ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۰۴)۔

۶۔ عائشة:۔ آپؓ ام المؤمنین عائشة بنت أبي بکر الصديق ہیں۔ دیکھیں حدیث

نمبر (۱۸) اور (۳۳)۔

(۱۶۷) بَابُ السُّجُودِ عَلَى الْأَنْفِ - (۱۶۷) ناک پر سجدہ کرنے کا بیان۔

الحديث / ۹۱۱ - حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا عِيسَى عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَوَى عَلَى جَبْهَتِهِ وَعَلَى أَرْبَتِهِ أَثْرُ طَيْنٍ مِنْ صَلَاةٍ صَلَّاهَا بِالنَّاسِ)). قَالَ أَبُو عَلِيٍّ: هَذَا الْحَدِيثُ لَمْ يَقْرَأْهُ أَبُو دَوْدَ فِي الْعُرْضَةِ الرَّابِعَةِ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۱۱ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا مؤمل بن فضل نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عیسیٰ نے انہوں نے نقل کیا معمر سے انہوں نے تکلی بن ابی کثیر سے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے (یہ کہ انہوں نے بیان کیا کہ) بے شک رسول اللہ ﷺ کی پیشانی اور ناک پر دیکھا گیا مٹی کا نشان اُس نماز کی وجہ سے جو آپ ﷺ نے لوگوں کو پڑھائی تھی۔ (واضح رہے کہ یہ حدیث باب السجود علی الأنف والجبهة میں حدیث نمبر / ۸۹۳ پر گزر چکی ہے لہذا شرح وہاں پر دیکھ لیں)۔

کہا ابوعلیٰ نے کہ اس حدیث کو امام ابوداؤد نے عرضہ رابعہ میں نہیں پڑھا (مصنف کے شاگرد محمد بن عمر لؤلؤی ابوعلی بصری کہنا یہ چاہر ہے ہیں کہ مصنف نے اپنی اس کتاب السنن لأبی داؤد کو ہم لوگوں کے سامنے چار مرتبہ پڑھا ہے اور اس حدیث کو تین مرتبہ تو یہاں پر اس موقع پر پڑھا تھا مگر چوتھی مرتبہ نہیں پڑھا اور اس حدیث کو یہاں سے ہٹا دیا۔ اور غالباً اسکی وجہ یہ رہی ہوگی کہ یہ حدیث پیچھے آچکی ہے لہذا یہاں پر اس کا ذکر محض تکرار ہی ہوتا اس لئے مصنف نے چوتھی مرتبہ اپنے شاگردوں کے سامنے جب اپنی سنن کو پڑھا تو اس حدیث کو یہاں نہ پڑھا اور اس کو یہاں سے ہٹا دیا اور حذف کر دیا)۔

## تعارف رجالِ حدیث (۹۱۱)

۱۔ مؤمل :- یہ مؤمل بن الفضل بن مجاهد الحرّانیّ أبو سعید الجوزیّ ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۴)۔

۲۔ عیسیٰ :- یہ عیسیٰ بن یونس بن أبی إسحاق السبیعیّ أبو عمرو الکوفیّ  
ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲)۔

۳۔ معمر :- یہ معمر بن راشد الأزديّ أبو عروۃ البصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲۷)۔  
۴۔ یحییٰ :- یہ یحییٰ بن أبی کثیر الطائیّ أبو نصر الیمامیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث  
نمبر (۱۵) اور (۳۱)۔

۵۔ أبوسلمة :- یہ أبوسلمة بن عبد الرحمن بن عوف القرشيّ الزهريّ  
المدنیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۶۔ أبو سعید الخدریّ :- آپ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت سعد بن مالک بن  
سنان بن عبید الأنصاریّ الخدریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵)۔

۷۔ قال أبو علي :- یہ الإمام الحافظ محمد بن أحمد بن عمر اللؤلؤیّ  
أبو عليّ البصریّ ہیں۔ یہ مصنف کے شاگرد اور مصنف سے ان کی سنن کو روایت کرنے والوں میں  
سے ایک ہیں۔ اور یہ جو نسخہ ہند اور بلاد مشرق میں عام طور سے پایا جاتا اور پڑھا جاتا ہے وہ انہی  
أبو عليّ اللؤلؤیّ البصریّ ہی کا نسخہ ہے۔

۸۔ لم یقرأ أبوداؤد :- یہ مصنف کتاب سلیمان بن الأشعث أبوداؤد  
السجستانیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

### (۱۶۸) بَابُ النَّظَرِ فِي الصَّلَاةِ

(۱۶۸) نماز میں (کسی طرف) دیکھنے کا بیان (واضح رہے کہ التفات اور نظر میں فرق یہ ہے کہ التفات یمن و شمال کی طرف ہوتا ہے اور نظر یعنی محض دیکھنا یمن و شمال کے ساتھ ساتھ آگے اور اوپر کو بھی ہوتا ہے)۔

الحديث / ۹۱۲ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح. وَأَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ - وَهَذَا حَدِيثُهُ وَهُوَ أَثَمٌ - عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرْفَةَ الطَّائِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ عُثْمَانُ، قَالَ: ((دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَسْجِدَ فَرَأَى فِيهِ نَاسًا يُصَلُّونَ رَافِعِي أَيْدِيهِمْ إِلَى السَّمَاءِ - ثُمَّ اتَّفَقَا - فَقَالَ: لَيْسَتْ هِيَ رِجَالٌ يَشْخَصُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ. قَالَ مُسَدَّدٌ: فِي الصَّلَاةِ. أَوْ لَا تَرْجِعْ إِلَيْهِمْ أَبْصَارُهُمْ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۱۲ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا مسدّد نے انہوں نے خبر دی ابومعاویہ نے تحویل سند (ایک دوسری سند) اور فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہمیں خبر دی عثمان بن ابی شیبہ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی جریر نے - اور بیان کی حدیث ہے اور یہ حدیث زیادہ مکمل و مفصل ہے - (واضح رہے کہ اس کا یعنی و هذا حدیثہ و هو اثم کا مطلب صاحبِ بذل نے تو یہ لکھا ہے کہ یہ کتاب میں مذکور الفاظ حدیث جریر کے ہیں نہ کہ ابومعاویہ کے اور یہ یعنی جریر کی حدیث ابومعاویہ کی حدیث سے زیادہ تفصیلی ہے - لیکن صاحبِ عون المعبود وغیرہ نے اس کا مطلب یہ لکھا ہے کہ مصنف آگے جو الفاظ ذکر کریں گے وہ عثمان کی حدیث کے ہیں نہ کہ مسدّد کی حدیث کے اور یہ یعنی

عثمان کی حدیث مسدّد کی حدیث سے زیادہ تفصیلی ہے۔ بہر کیف جریر اور ابو معاویہ دونوں نے نقل کیا) اعمش سے انہوں نے مسیب بن رافع سے انہوں نے تمیم بن طرفہ طائی سے انہوں نے حضرت جابر بن سمرہ سے (آگے مصنف ایک فرق بتا رہے ہیں کہ ہمارے شیخ عثمان نے (اپنی روایت کے دوران) کہا (کہ حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو کچھ لوگوں کو مسجد میں دیکھا کہ نماز پڑھ رہے ہیں (اور) اپنی نگاہوں کو آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے ہیں (ابوداؤد کہنا یہ چاہ رہے ہیں کہ یہ دخل سے لیکر اِلٰی السماء تک کے الفاظ ہمارے شیخ عثمان نے تو اپنی روایت میں نقل کئے لیکن دوسرے شیخ مسدّد نے نقل نہیں کئے۔ یہ بھی واضح رہے کہ صاحبِ بذل نے اس کا مطلب یہ لکھا ہے قال عثمان خاصة قال شيوخی جریر دخل الخ ولم يذكر هذا الكلام أبو معاوية بهر کیف مصنف آگے بتا رہے ہیں کہ) پھر وہ دونوں متفق ہو گئے (یعنی آگے کے الفاظ حدیث ہمارے شیخ عثمان اور مسدّد دونوں نے بیان کئے ہیں۔ واضح رہے کہ صاحبِ بذل کے مطابق اس کا مطلب ہو گا ثم اتفقا أبو معاوية وجریر وقالوا۔ بہر حال ان دونوں حضرات نے بالاتفاق کہا کہ جب آپ ﷺ نے مسجد میں لوگوں کو دورانِ نماز آسمان کی طرف نظر اٹھائے ہوئے دیکھا) تو فرمایا چاہئے کہ وہ لوگ جو اپنی نگاہوں کو آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں (اس عمل سے یعنی رفعِ ابصار اِلٰی السماء سے) باز آجائیں ورنہ (بہت ممکن ہے کہ ایسا ہو کہ) انکی نگاہیں انکی طرف لوٹ کر ہی نہ آئیں۔ مسدّد نے کہافی الصلاة۔ (مصنف ان الفاظ سے یہ بتانا چاہ رہے ہیں کہ عثمان نے تو اپنی روایت میں اِلٰی السماء کے بعد فی الصلاة کا لفظ نہیں کہا تھا مگر مسدّد نے یہ لفظ یعنی فی الصلاة بھی کہا تھا)۔

نوٹس:- ”رافعی أیديهم إلى السماء“ واضح رہے کہ اس حدیث شریف میں پائے جانے والے ان الفاظ کی شرح تقریباً تمام ہی شراح حضرات نے رافعی أبصارهم إلى السماء

سے کی ہے جیسا کہ دورانِ ترجمہ بھی اسی کو اختیار کیا گیا ہے مگر چونکہ ظاہری الفاظ کا یہ مطلب نہ تھا اسلئے میں نے اس کے بارے میں حضرت شیخ مولانا محمد یونس صاحب سے دریافت کیا تو حضرت نے بڑے مشفقانہ انداز میں فرمایا کہیں کہیں جب سب ایک ہی بات لکھیں تو اسی کو مان لیا کرو اور فرمایا کہ اس کا مطلب رافعی أَبْصَارُهُم إِلَى السَّمَاءِ ہی ہے۔ حضرت شیخ کی بات سُر آنکھوں پر مگر پھر بھی میں نے تلاش و جستجو کی تو ابنِ رسلان کے یہاں لکھا ہوا مل گیا کہ ابوداؤد کے بعض نسخوں میں رافعی أَبْدِيَهُمْ کی بجائے رافعی أَبْصَارُهُم إِلَى السَّمَاءِ بھی ہے۔ الغرض اسی حدیث میں آگے کے الفاظ یعنی يَشْخُصُونَ أَبْصَارَهُمْ اور أَوْ لَا تَرْجِعْ إِلَيْهِمْ أَبْصَارَهُمْ۔ حضرت شیخ کا حکم تمام شرح کی شرح اور بہت سی دیگر جگہوں پر حدیث کا سیاق و سباق اسی کو بتا رہا ہے کہ اس زیرِ تشریح حدیث میں مذکور الفاظ رافعی أَبْدِيَهُمْ کا مطلب بھی رافعی أَبْصَارُهُم ہی ہے۔ اور اسی حدیث میں جَوْ لَفِظِ يَشْخُصُونَ ہے یہ خاء کے فتح کے ساتھ ہے یعنی بابِ فتح سے جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے بروزن يَفْتَحُونَ اور یہ یعنی شَخْصٌ کبھی متعدی بنفسہ ہوتا ہے اور کبھی بالباء یعنی شَخْصَ الرَّجُلُ بصرہ بھی کہا جاتا ہے اور شَخْصَ الرَّجُلِ ببصرہ بھی اور یہاں پر حدیث شریف میں متعدی بنفسہ کے طور پر استعمال ہوا ہے یعنی يَشْخُصُونَ أَبْصَارَهُمْ کہا گیا ہے۔

بہر حال اس حدیث شریف میں بڑی سخت وعید ہے اس عمل پر اور اندازِ وعید سے تو یہی معلوم ہو رہا ہے کہ نماز کی حالت میں آسمان کی طرف نظر اٹھانا اور دیکھنا حرام ہونا چاہئے کیونکہ اندھے پن اور بینائی چھینے جانے کی عقوبت و سزا کسی حرام عمل پر ہی ہو سکتی ہے چنانچہ ابنِ حزم نے تو اور آگے بڑھ کر کہا ہے کہ ایسا کرنے سے نماز ہی باطل ہو جاتی ہے جبکہ ائمہ اربعہ اور ان کے علاوہ حضرات کا کہنا یہ ہے کہ ایسا کرنا مکروہ ہے لیکن اس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

اور صاحبِ المنہل نے فقہ الحدیث کے عنوان سے لکھا ہے کہ اس حدیث میں بہ حالتِ نماز



آسمان کی طرف نگاہ اٹھانے کی تذیروممانعت ہے نیز بہ حالتِ صلاۃ خشوع و خضوع پر ابھارنا بھی اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے۔ اور اس حدیث میں یہ اشارہ بھی موجود ہے کہ اگر کوئی شخص کسی منکر و برائی کو دیکھے تو اس کو چاہئے کہ جلد سے جلد اس کے ازالہ اور مٹانے کی کوشش کرے۔

### تعارف رجال حدیث (۹۱۲)

- ۱۔ مسدد:۔ یہ مسدد بن مسرہد بن مسرہل الأسدی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲)۔
- ۲۔ أبو معاویۃ:۔ یہ أبو معاویۃ محمد بن خازم التیمی السعدی الکوفی الضری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷)۔
- ۳۔ عثمان:۔ یہ عثمان بن محمد بن ابی شیبۃ ابراہیم العبسی أبو الحسن الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔
- ۴۔ جریر:۔ یہ جریر بن عبد الحمید الضبی الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲۱)۔
- ۵۔ الأعمش:۔ یہ سلیمان بن مہران الأعمش الأسدی کاہلی أبو محمد الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷)۔
- ۶۔ المسیب:۔ یہ المسیب بن رافع الأسدی کاہلی أبو العلاء الکوفی الأعمی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۲)۔
- ۷۔ تمیم:۔ یہ تمیم بن طرفة الطائی المسلمی الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۶۶۱)۔
- ۸۔ جابرؓ:۔ آپؓ حضرت جابر بن سمرۃ بن جنادۃ السؤائی أبو عبد اللہ أو أبو خالد الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۰۳)۔
- ۹۔ قال عثمان:۔ یہ عثمان بن محمد بن ابی شیبۃ ابراہیم العبسی أبو الحسن

الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۱۰۔ قال مسدد: - یہ مسدد بن مسرہد بن مسرہل الأسدی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲)۔

الحديث / ۹۱۳ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، حَدَّثَهُمْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ فِي صَلَاتِهِمْ، فَاشْتَدَّ قَوْلُهُ فِي ذَلِكَ فَقَالَ: لِيُنْتَهَيْنَ عَنْ ذَلِكَ أَوْ لَتُخْطَفَنَّ أَبْصَارُهُمْ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۱۳ :- فرمایا امام الوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا مسدد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی تھی نے انہوں نے نقل کیا سعید بن ابی عروبہ سے انہوں نے قتادہ سے (یہ کہ انہوں نے بیان کیا) کہ حضرت انس بن مالکؓ نے اُن سے حدیث بیان کرتے ہوئے کہا (کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ کو نماز پڑھائی اور جب نماز سے فارغ ہو چکے) تو رسول اللہ ﷺ نے (لوگوں کی طرف کو متوجہ ہو کر) فرمایا: کیا حال ہے (یعنی کیا ہو گیا ہے) اُن لوگوں کو جو اپنی نمازوں کے دوران اپنی نگاہوں کو (آسمان کی طرف) اٹھاتے ہیں، پھر سخت ہو گیا آپ ﷺ کا قول اس بارے میں (یعنی آپ ﷺ نے مزید سختی اور شدت اختیار فرمائی) اور فرمایا یا تو وہ لوگ اس سے باز آ جائیں ورنہ اچک لی جائیں گی انکی نگاہیں (یعنی اگر وہ اپنی اس حرکت سے باز نہ آئے تو اندھے ہو جائیں گے)۔

نوٹس :- سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ صاحب المُنہل نے لکھا ہے کہ اس حدیث نمبر (۹۱۳) اور اس سے پہلے کی حدیث نمبر (۹۱۲) کے انداز سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ ان لوگوں نے اپنی نگاہوں کو آسمان کی طرف اسکی ممانعت و نہی کے بعد اٹھایا تھا۔۔۔۔۔ نیز لکھا ہے کہ یہ نماز کے اندر رفع بصر الی

السماء کی نہی و ممانعت مطلق ہے چاہے بہ حالتِ دعاء ہو یا دعاء کے علاوہ کسی اور وقت ہو اور وہ جو مسلم کی روایت میں حالتِ دعاء کی قید ہے وہ قیدِ اتفاقی ہے نہ کہ احترازی۔ اور اس ممانعت و نہی کی حکمت یا تو یہ ہے کہ اعراض عن القبلة اور خروج عن ہیئته الصلاة نہ ہو یا یہ ہے کہ ایسا کرنے سے اندیشہ ہے کہ نمازی کی آنکھوں کو اُن انوار کی وجہ سے نقصان ہو جن کے ساتھ فرشتے نمازیوں کے پاس آتے اور اترتے ہیں۔

”لینتھین“ اس کے بارے میں حافظؒ وغیرہ نے لکھا ہے کہ مستملی اور حموی کی روایت نسخہ میں تو یہ لفظ یاء کے ضمہ، نون کے سکون اور تاء و یاء کے فتح کے ساتھ صیغہ مجہول ہے یعنی لَیْسْتَهِنَّ اور جارو مجرور اس کا نائب فاعل ہے۔ اور ان کے علاوہ اکثر حضرات کی روایت میں یہ یاء کے فتح، ہاء کے ضمہ اور حذف یاء کے ساتھ صیغہ معروف ہے یعنی لَیْسَتْهِنَّ۔ اور صاحب المنہل نے لکھا ہے کہ یہ اور اسکے بعد کا لفظ یعنی لَتُخْطَفَنَّ دونوں مجہول کے صیغے ہیں۔

### تعارف رجال حدیث (۹۱۳)

۱۔ مسدد:۔ یہ مسدد بن مسرہد بن مسر بل الأسدی أبو الحسن البصری ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۲)۔

۲۔ یحییٰ:۔ یہ یحییٰ بن سعید بن فروخ التیمی أبو سعید البصری القطن ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۱۲)۔

۳۔ سعید:۔ یہ سعید بن ابی عروبۃ الیشکری أبو النضر البصری ہیں۔ دیکھیں  
حدیث نمبر (۱۷) اور (۳۳)۔

۴۔ قتادہ:۔ یہ قتادہ بن دعامة بن قتادہ السدوسی أبو الخطاب البصری ہیں۔ دیکھیں  
حدیث نمبر (۶)۔

۵۔ انس بن مالک: آپؐ مشہور خادمِ رسول ﷺ حضرت انس بن مالک بن النضر الأنصاری أبو حمزة الخزرجی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴) اور (۱۹)۔

الحديث / ۹۱۴ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي خَمِيصَةٍ لَهَا أَغْلَامٌ، فَقَالَ: شَغَلْتَنِي أَغْلَامُ هَذِهِ، اذْهَبُوا بِهَا إِلَى أَبِي جَهْمٍ وَأَتُونِي بِأَنْبِجَانِيَّتِهِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۱۴ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عثمان بن ابی شیبہ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی سفیان بن عیینہ نے انہوں نے نقل کیا زہری سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسی چادر میں نماز پڑھی جس میں نقش بنے ہوئے تھے پس (نماز سے فراغت کے بعد) آپ ﷺ نے (فرمایا کہ اس کے نقش و اعلام نے مجھے نماز میں مشغول کر دیا) (یعنی اس کے نقش و اعلام قریب تھے کہ مجھے نماز میں بھلا دیں اور کمال خشوع سے نکال دیں اور غافل کر دیں۔ مطلب یہ کہ شغلتنی کا لفظ آپ ﷺ نے بطریق مبالغہ استعمال فرمایا ہے یعنی قرب وقوع فعل کو وقوع فعل سے تعبیر فرمایا ہے۔ ویسے اگر یہ نہ بھی کہیں اور یہ تاویل نہ کر کے شغلتنی کو اپنے حقیقی معنی میں رکھیں تو بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ آپ ﷺ بھی ایک بشر ہیں اور اس حیثیت سے آپ ﷺ پر بھی وہ امور اثر انداز ہو سکتے ہیں جو دوسروں پر ہوتے ہیں ہاں اُن امور کے اثر انداز ہونے سے آپ ﷺ بالکل محفوظ تھے جو آپ ﷺ کے مرتبہ و مقام کے نقص کا سبب بنتے۔ خیر اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ) اس کو (یعنی اس نقش دار چادر کو) ابوجہم کے پاس لے جاؤ اور میرے پاس اس کا انجانہ (کمبل و چادر) لے آؤ۔

نوٹس:- واضح رہے کہ یہ نقوش و اعلام والی چادر حضرت ابو جہمؓ نے ہی آپ ﷺ کو ہدیہ کی تھی چنانچہ اسی وجہ سے یہ چادر آپ ﷺ نے ان کے پاس واپس بھجوائی اور تاکہ ہدیہ کے واپس کئے جانے سے ان کا دل نہ ٹوٹے اسلئے ان سے انکی آنجانی چادر منگائی۔۔ اب اگر کوئی یہ کہے کہ جب آپ ﷺ نے اُس چادر کو اپنے لئے ناپسند فرمایا تھا تو پھر ابو جہمؓ کے پاس کیوں بھیجا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے ان کے پاس بھیجنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ ﷺ نے یہ چادر ان کو استعمال کے لئے اور اس میں نماز پڑھنے کے لئے بھیجی تھی اس لئے کوئی اشکال کی بات نہیں ہے۔

”بأنبجانیته“ صاحب المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس میں جو لفظ أنبجانیۃ ہے یہ ہمزہ کے فتح، نون کے سکون اور باء کے کسرہ کے ساتھ ہے اور اس کے معنی ہیں کساء غلیظ له حمل ولا علم له اور ثعلب نے اس میں ہمزہ کا کسرہ بھی جائز لکھا ہے اور لکھا ہے کہ یہ أنبجان نامی شہر کی طرف نسبت ہے۔

اور صاحب المنہل نے اس حدیث کے تحت فقہ الحدیث کے عنوان سے لکھا ہے کہ نقوش و اعلام والے کپڑے کا پہننا اگرچہ مناسب نہیں ہے لیکن جائز ہے اور اس میں پڑھی جانے والی نماز بھی صحیح ہو جاتی ہے کیونکہ آپ ﷺ نے اس نماز کا اعادہ نہیں کیا تھا۔ یہ حدیث یہ بھی بتا رہی ہے کہ انسان کو نماز نہایت خشوع و خضوع اور مکمل توجہ اور حضور قلب کے ساتھ پڑھنی چاہئے اور بہ حالت نماز ہر ایسی چیز سے بچنا اور اسکو ترک کرنا چاہئے جو بھی حضور قلب کے لئے مانع ہو۔ زینت دنیا اور اس میں پھسنے سے بچنے اور اس سے اعراض کرنے میں مبادرت و جلدی کرنی چاہئے۔ ہدیہ کو قبول کرنا جائز ہے اور اپنے اصحاب و ملنے والوں کی طرف سے پیش کیا جانے والا ہدیہ قبول کرنا چاہئے۔ یہ حدیث یہ بھی بتا رہی ہے کہ اگر کسی وجہ سے ہدیہ اس کے دینے والے کی طرف واپس کیا جائے تو اسکو اسکا قبول کرنا بغیر کسی کراہت کے جائز ہے۔

## تعارف رجالِ حدیث (۹۱۴)

۱- عثمان:- یہ عثمان بن محمد بن ابی شیبہؓ ابراہیم العسّیؓ ابو الحسن الکوفیؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۲- سفیان:- یہ سفیان بن عیینہ بن ابی عمران میمون الہلالیؓ ابو محمد الکوفیؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔

۳- الزہری:- یہ محمد بن مسلم۔ ابن شہاب۔ الزہریؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۹)۔  
۴- عروہ:- یہ عروہ بن الزبیر بن العوام الأسدیؓ ابو عبد اللہ المدنیؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸)۔

۵- عائشہ:- آپؐ ام المؤمنین عائشہ بنت ابی بکر الصدیقؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸) اور (۳۳)۔

۶- ابی جہم:- آپؐ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت عامر و قیل عبید بن حذیفہ بن غانم بن عامر بن عبد اللہ القرشیؓ ابو جہم العدویؓ ہیں۔ آپؐ مشائخ قریش میں سے ہیں تعمیر کعبہ میں دو مرتبہ شریک رہے ہیں یعنی ایک تو اُس تعمیر میں جو قریش نے کی تھی اور ایک اس میں جو ابن زبیرؓ نے کی تھی۔ منقول ہے کہ آپؐ کی وفات حضرت معاویہؓ کے دورِ امارت میں ہوئی تھی۔

الحديث/ ۵ ۱ ۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ أَخْبَرَنَا أَبِي أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ -يَعْنِي ابْنَ أَبِي الزِّنَادِ - قَالَ سَمِعْتُ هِشَامًا يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ، بِهَذَا الْخَبَرِ قَالَ: ((وَأَخَذَ كُرْدِيًّا كَانَ لِأَبِي جَهْمٍ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ الْحَمِيصَةُ كَانَتْ خَيْرًا مِنَ الْكُرْدِيِّ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۱۵ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عبید اللہ بن معاذ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی میرے والد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبد الرحمنؓ - یعنی عبد الرحمن بن ابی الزناد - نے انہوں نے کہا کہ میں نے ہشام کو بواسطہ اپنے والد حضرت عائشہؓ سے اسی خبر کو بیان کرتے ہوئے سنا ہے (یعنی زہری کی اس سے پہلے مذکور حدیث نمبر (۹۱۴) کو - ہاں زہری اور ہشام کی روایت میں اتنا فرق ہے کہ ہشام نے اپنی روایت میں یہ بھی بیان کیا (ابو جہمؒ کو اس خمیصہ کو واپس بھیج دیا) اور لیا حضرت ابو جہمؒ کی گردی (یعنی گرد کی بنی ہوئی) چادر کو (صاحب المنہل نے لکھا ہے کہ یہ لفظ کُردِ دِیَا کاف کے فتح کے ساتھ ہے اور اسکے معنی ہیں کساء سازج لیس له أعلام بغیر نقوش و اعلام والی سادی چادر - بہر کیف جب آپ ﷺ نے انکی یہ چادر منگوائی یا لی) تو عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ خمیصہ (اس) گردی سے بہتر (اور اچھی) تھی -

## تعارف رجال حدیث (۹۱۵)

۱- عبید اللہ :- یہ عبید اللہ بن معاذ بن معاذ بن نصر بن حسان العنبری البصری ابو عمرو الحافظ ہیں - دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۳) -

۲- اُبی :- اس میں اُب سے مراد ہیں عبید اللہ کے والد حضرت معاذ بن معاذ بن نصر بن حسان العنبری ابو المثنی البصری - دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۳) -

۳- عبد الرحمن :- یہ عبد الرحمن بن ابی الزناد عبد اللہ بن ذکوان القرشی المدنی ہیں - دیکھیں حدیث نمبر (۱۶۱) -

۴- ہشام :- یہ ہشام بن عروہ بن الزبیر بن العوام الأسدی ہیں - دیکھیں حدیث نمبر (۴۱) -

۵۔ عن أبيه :- اسمیں اُب سے مراد ہیں ہشام کے والد حضرت عروق بن الزبیر بن العوام الأسدي أبو عبد الله المدني۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸)۔

۶۔ عائشةؓ :- آپؐ ام المؤمنین عائشہ بنت اُبی بکر الصديقؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸) اور (۳۳)۔

### (۱۶۹) بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ

(۱۶۹) اس میں رخصت و اجازت کا بیان (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ ضرورت کی وجہ سے دورانِ نماز بغیر گردن موڑے ادھر ادھر دیکھنا اور التفات کرنا جائز ہے)۔ نوٹ :- واضح رہے کہ بعض نسخوں میں لعذر کا لفظ صراحةً مذکور موجود بھی ہے۔ اور صاحب عون المعبود نے لکھا ہے کہ في ذلك میں مشارالیه لفظاً تو النظر ہی کا ہونا زیادہ مناسب ہے لیکن اگر الالتفات کو مانا جائے تو زیادہ اقرب و اظہر ہے کیونکہ اس باب میں آنے والی حدیث کے اندر التفات کا تذکرہ صراحةً موجود ہے۔

الحديث/ ۹۱۶ - حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ - يَعْنِي ابْنَ سَلَامٍ - عَنْ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي السَّلُولِيُّ - هُوَ أَبُو كُبْشَةَ - عَنْ سَهْلِ بْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ، قَالَ: ((تَوَبَّ بِالصَّلَاةِ - يَعْنِي صَلَاةَ الصُّبْحِ - فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي وَهُوَ يَلْتَفِتُ إِلَى الشَّعْبِ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَكَانَ أَرْسَلَ فَارِسًا إِلَى الشَّعْبِ مِنَ اللَّيْلِ يَحْرُسُ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۹۱۶ :- فرمایا امام البوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا ربیع بن نافع



نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی معاویہ۔ یعنی معاویہ بن سلام نے۔ انہوں نے نقل کیا زید سے یہ کہ انہوں نے (بیان کیا کہ انہوں نے) ابوسلام سے سنا ہے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ مجھ سے بیان کیا سَلُو لِي نے (آگے مصنف وضاحت کر رہے ہیں کہ) یہ (یعنی سَلُو لِي) أَبُو كَبْشَةَ (السلولي الشامي) ہیں، انہوں نے (یعنی سَلُو لِي نے) نقل کیا حضرت سہل بن خطیبہؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا (کہ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ) نماز۔ یعنی فجر کی نماز۔ کی اقامت کہی گئی اور (اقامت کے بعد) رسول اللہ ﷺ نماز پڑھانے لگے اور آپ ﷺ (نماز پڑھاتے جاتے اور) گھاٹی کی طرف التفات فرماتے (اور دیکھتے جاتے) تھے۔

(اور اس التفات کا سبب بتاتے ہوئے) فرمایا ابوداؤدؒ نے اور بھیجا تھا آپ ﷺ نے رات میں نگہبانی کرنے کے لئے ایک سوار (یعنی حضرت انس بن ابی مرثد غنویؓ) کو گھاٹی کی طرف (یعنی آپ ﷺ کو اپنے اُس سوار کی واپسی کا انتظار و اشتیاق تھا اس لئے دورانِ نماز بھی بار بار گھاٹی کی طرف التفات و نظر اور توجہ فرما رہے تھے)۔

نوٹس:- اس حدیث کو ابوداؤدؒ مفصل و مطول کتاب الجہاد / باب فضل الحرس فی سبیل اللہ میں لائے ہیں جس میں یہ بھی مذکور ہے کہ یہ سفرِ حنین کا واقعہ ہے اور یہ بھی مذکور ہے کہ جس فارس و سوار کو آپ ﷺ نے حرس و نگہبانی کے لئے روانہ فرمایا تھا ان کا نام حضرت انس بن ابی مرثد غنویؓ تھا۔

صاحبِ عون المعبود نے لکھا ہے کہ بعض اہل علم عطاء، مالک، حنفیہ اور اوزاعی وغیرہ اسی کے قائل ہیں کہ دورانِ نماز التفات میں کوئی حرج نہیں ہے جب تک اس التفات کی وجہ سے گردن نہ مڑے۔ اور صاحبِ المنہل نے فقہ الحدیث کے عنوان سے لکھا ہے کہ اس حدیث سے عذر و ضرورت کے وقت دورانِ نماز التفات کا جواز معلوم ہو رہا ہے نیز لکھا ہے کہ اس حدیث اور اس سے پہلے کی کراہیت

التفات پر دال احادیث کے درمیان کوئی منافات و تضاد نہیں ہے کیونکہ اُن احادیث کا تعلق دورانِ نماز بلا عذر و ضرورت التفات سے ہے اور اس حدیث کا ضرورت و عذر کے وقت التفات سے۔

اور صاحبِ بذل نے اس بات کو مزید واضح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان احادیث کے درمیان کوئی منافات و تضاد نہیں ہے کیونکہ اس حدیث میں جو واقعہ مذکور ہے اس میں دورانِ نماز التفات کا وقوع ہی نہ ہوا ہو اس لئے کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ جس گھاٹی کی طرف التفات کا ذکر اس میں مذکور ہے وہ گھاٹی سمتِ قبلہ میں ہو اور آپ ﷺ نے اس کی طرف سامنے کو نظر ڈال کر دیکھ لیا ہو اور ظاہر ہے یہ التفات نہیں کہلائے گا۔ اور اسکے بعد موصوف نے لکھا ہے کہ اولیٰ و بہتر یہی ہے کہ یہ کہا جائے کہ سابقہ حدیثوں میں جو کراہت التفات مذکور ہے اس سے وہ التفات مراد ہے جو بغیر عذر و ضرورت کے ہو اور اس حدیث میں جو التفات فرمایا ہے یہ عذر و ضرورت کی وجہ سے فرمایا ہے یعنی کراہت التفات پر دال احادیث کا تعلق بلا ضرورت والے التفات سے ہے اور اس جوازِ التفات پر دال حدیث کا تعلق عذر و ضرورت کی وجہ سے کئے جانے والے التفات سے ہے اس لئے احادیث میں تضاد و منافات کی کوئی بات نہیں ہے۔ اخیر میں یہ بھی ذہن میں رہے کہ اس حدیث میں جو لفظ الشعب ہے یہ بکسر الشین و سکون العین ہے یعنی الشعب ہے اور اس کے معنی ہیں الطريق فی الجبل یعنی گھاٹی اور اس کی جمع شعاب استعمال ہوتی ہے۔

### تعارف رجال حدیث (۹۱۶)

۱۔ الربیع :- یہ الربیع بن نافع أبو توبة الحلبی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۳)۔

۲۔ معاویہ :- یہ معاویہ بن سلام بن ابي سلام الحبشی أبو سلام الدمشقی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۴۰)۔

۳۔ زید :- یہ زید بن سلام بن ابي سلام ممتور الحبشی الدمشقی ہیں۔ نسائی،

ابوزرعہ، دارقطنی نے ان کی توثیق کی ہے، یعقوب بن شبہ نے ان کو ثقہ صدوق کہا ہے اور حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھا اور چھٹے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۴۔ أبوسلام: یہ أبوسلام مَمطور الأسود الأعرج الحبشي ہیں۔ دارقطنی اور عجلی نے ان کی توثیق کی ہے۔ حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھا ہے مگر لکھا ہے کہ یہ ارسال کرتے ہیں نیز ان کو تیسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

۵۔ السُّلُوِّي: یہ أبو كبشة السُّلُوِّي الشامي ہیں۔ حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر دوسرے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۶۔ سَهْل: آپ سَهْل بن الحنظلية الأنصاري الأوسي الصحابي ہیں۔ الحنظلية ان کی والدہ کا نام ہے اور ان کے والد کے نام کے بارے میں اختلاف ہے اور کئی قول ہیں (۱) ان کے باپ کا نام عمرو ہے (۲) الربيع ہے (۳) عقیب ہے۔ بہر کیف آپ بیعتِ رضوان میں شریک صحابہ میں سے ہیں۔ نہایت متعبد و متوحد شخص تھے لوگوں سے اختلاط کم رکھتے اور یکسوئی کو پسند فرماتے تھے بعد میں دمشق میں سکونت اختیار فرمائی تھی۔ اور آپ نے حضرت معاویہؓ کے دورِ امارت کی ابتداء میں وفات پائی ہے۔

۷۔ قال أبو داؤد: یہ مصنف کتاب سلیمان بن الأشعث أبو داؤد السجستانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۸۔ وکان أرسل فارساً: یہ فارس حضرت أنس بن أبي مرثد الغنوي تھے۔ آپ اور ان کے والد حضرت ابو مرثد دونوں صحابی ہیں اور یہ اپنے والد سے صرف بیس سال چھوٹے تھے۔ جب یہ اس رات کی اپنی چوکیداری اور نگہبانی سے فارغ ہو کر آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تھے تو ان کے لئے آپ ﷺ نے فرمایا تھا ”فقد أوجبت، فلا عليك أن لا تعمل بعدها“۔

## (۱۷۰) بَابُ الْعَمَلِ فِي الصَّلَاةِ

(۱۷۰) نماز میں عمل کا بیان (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ جو کام اعمالِ صلاۃ میں سے نہ ہو اور اس کو نمازی دورانِ نماز کر لے تو اس کا حکم کیا ہے۔ یعنی دورانِ نماز اس طرح کے کون کون سے اعمال کرنا مباح و جائز ہیں اور کون کون سے غیر مباح و ناجائز)۔

الحديث / ۹۱۷ - حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةً بِنْتُ زَيْنَبَ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۱۷ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا قعنبی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی مالک نے انہوں نے نقل کیا عامر بن عبد اللہ بن زبیر سے انہوں نے عمرو بن سلیم سے انہوں نے حضرت ابوقتادہ سے یہ کہ (انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ) آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اس حال میں کہ آپ ﷺ (اپنے کاندھے پر) زینب بنت رسول اللہ ﷺ کی بیٹی اُمَامَہ کو اٹھائے ہوئے تھے اور (نماز اس طرح پڑھ رہے تھے) کہ جب سجدہ (میں جانے کا ارادہ) فرماتے تو اس کو (یعنی اُمَامَہ کو) رکھ دیتے (یعنی اپنے کاندھے سے اتار کر زمین پر بٹھا دیتے) اور جب کھڑے ہوتے (یعنی سجدہ سے فارغ ہو کر کھڑے ہونے کا ارادہ فرماتے) تو اس کو (یعنی اُمَامَہ کو) اٹھا لیتے (اور اپنے کاندھے پر پھر سے بٹھا لیتے)۔

نوٹس :- سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ حدیث شریف میں جو یہ ”وہو حامل اُمَامَہ الخ“

کے الفاظ ہیں اِن میں واؤِ حالیہ ہے اور یہ جملہ حال ہے ماقبل میں مذکور یصلیٰ کی ضمیر فاعل ہو سے۔ اور اس میں جوفظِ حامل ہے یہ دو طرح سے منقول و مروی ہے (۱) اضافت کے ساتھ یعنی بدون تنوین اللہ تعالیٰ کے قول ﴿اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِہٖ﴾ بالاضافہ والی قراءت کی طرح اَب طاہر ہے اس شکل میں امامۃ کو مجرور پڑھا جائے گا (۲) تنوین کے ساتھ اور لفظِ امامۃ کے نصب کے ساتھ اور حافظ نے اسی کو مشہور و معروف بھی کہا ہے۔ اَب اگر کسی کو یہ اشکال ہو کہ نحو یوں کا کہنا ہے کہ جب اسم فاعل للماضی اور بمعنی ماضی ہو تو اس کو بالاضافہ ہی پڑھنا واجب ہے اور یہاں پر حامل کی حیثیت یہی ہے تو پھر آپ اس پر تنوین کیسے پڑھوا سکتے ہیں یا اس پر تنوین کیوں مروی و منقول ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کی بات بالکل صحیح ہے لیکن جناب یہ بھی تو قاعدہ ہے کہ اگر کہیں حکایتِ حالِ ماضی کے لئے ایسے اسم فاعل کا استعمال کیا جائے تو اس کو بدونِ اضافت اور تنوین کے ساتھ دونوں طرح ہی پڑھنا نحوی حضرات جائز کہتے ہیں اور یہاں پر ایسا ہی ہے اسلئے آپ کو اس کے بالتنوین حامل پڑھے جانے اور مروی و منقول ہونے پر کوئی اشکال نہیں ہونا چاہئے۔

اور اس حدیث میں جو زینب بنت رسول اللہ ﷺ کی بیٹی امامۃ کو انکے باپ ابوالعاص کی طرف منسوب کرنے کی بجائے انکی والدہ حضرت زینبؓ کی طرف منسوب کیا گیا ہے تو اسکی وجہ یہ ہے کہ اس وقت انکے باپ ابوالعاص مشرک تھے اور یہ قاعدہ ہے کہ اولاد کی نسبت والدین میں سے اسکی طرف کی جاتی ہے جو دین و نسب کے اعتبار سے اشرف و افضل ہو اور ظاہر ہے حضرت زینب بنت رسول اللہ ﷺ دونوں اعتبار سے اشرف و افضل تھیں بمقابلہ ابوالعاص کے۔ اَب اگر کوئی کہے کہ اسکے بعد آنے والی حدیث میں تو انکے باپ ابوالعاص ہی کی طرف نسبت ہے تو یوں سمجھ لیجئے کہ بیانِ حقیقتِ نسب کے لئے ایسا کیا گیا ہے خلاصہ یہ کہ بعض احادیث میں اشرفیت و فضیلت کو مد نظر رکھا گیا ہے اور بعض میں بیانِ حقیقتِ نسب کو۔

اور صاحبِ عون المعبود وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ اگر لڑکا یا لڑکی تنگ کرے اور نماز نہ پڑھنے دے تو اسکو گود میں اٹھا کر یا کندھے پر بٹھا کر نماز پڑھنا جائز و درست ہے اور چونکہ آنے والی حدیث میں نماز پڑھانے اور امام ہونے کے وقت ایسا کرنے کی صراحت بھی موجود ہے اسلئے کہا جائے گا کہ ایسا کرنا نفل اور فرض دونوں نمازوں میں نیز منفرد و مقتدی اور امام سب کے لئے جائز ہے۔ لیکن واضح رہے کہ مالکیہ صرف نفل نماز میں اسکے جواز کے قائل ہیں اور فرض میں منع کرتے ہیں۔ اور صاحبِ بذل نے اس حدیث کے تحت لکھا ہے کہ دورانِ نماز عملِ قلیل تو جائز اور غیر مفسدِ صلاۃ ہے لیکن عملِ کثیر ناجائز اور مفسدِ صلاۃ ہے۔ باقی تفصیلات کے لئے مطولات کی طرف رجوع کریں۔

### تعارف رجال حدیث (۹۱۷)

۱۔ القعنی:۔ یہ عبد اللہ بن مَسَلَمَہ بن قعنب القعنی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱)۔

۲۔ مالک:۔ یہ مشہور امام فقہ مالک بن انس الأصبحی الحمیری المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲)۔

۳۔ عامر:۔ یہ عامر بن عبد اللہ بن الزبیر بن العوام القرشی الأسدی أبو الحارث المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۶۷)۔

۴۔ عمرو بن سُلیم:۔ یہ عمرو بن سُلیم بن خلدۃ الأنصاری الزرقی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۴۴)۔

۵۔ أبوقَتَادَة:۔ آپ صحابی رسول ﷺ حضرت الحارث بن ربیع السُلَمی أبوقَتَادَة الأنصاری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۱)۔

۶۔ زینبؓ: آپؐ زینب بنت رسول اللہ ﷺ ہیں۔ آپؐ رسول اللہ ﷺ کی سب سے بڑی بیٹی تھیں۔ ان کی پیدائش اس وقت ہوئی تھی جب آپؐ کی عمر مبارک تیس سال تھی اور ان کی وفات آپؐ کی حیات ہی میں ۸ھ میں ہوئی ہے۔ ان کا نکاح ابوالعاصؓ سے ہوا تھا جو کافی بعد میں مسلمان ہوئے تھے اور پھر ان کے اسلام قبول کرنے کے بعد آپؐ نے حضرت زینبؓ کو انہی کے نکاح میں لوٹا دیا تھا۔

۷۔ اُمَامَہؓ: آپؓ حضرت زینبؓ کی بیٹی، آپؐ کی نواسی اور حضرت فاطمہؓ کی بھانجی اُمَامَہ بنت اُبی العاص بن الربیع ہیں۔ حضرت فاطمہؓ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ نے ان سے نکاح کیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ خود حضرت فاطمہؓ نے یا ان کے والد حضرت ابوالعاصؓ نے اس کی وصیت کی تھی اور اس کے بعد بہ حکم علیؓ ان سے حضرت المغیرہ بنت نوفل بن الحارث نے نکاح کیا تھا۔ اور ان سے حضرت اُمَامَہ بنت زینبؓ کو ایک لڑکا ہوا جس کا نام تکلی تھا اور اسی کی وجہ سے ان کی کنیت اُمّ یحییٰ ہوئی۔

الحديث/ ۱۸۹ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ - يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ - حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرْقِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا قَتَادَةَ، يَقُولُ: ((بَيْنَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ جُلُوسًا خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَحْمِلُ أُمَامَةَ بِنْتَ أَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ. وَأُمُّهَا زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهِيَ صَبِيَّةٌ يَحْمِلُهَا عَلَى عَاتِقِهِ، فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهِيَ عَلَى عَاتِقِهِ، يَضَعُهَا إِذَا رَكَعَ وَيُعِيدُهَا إِذَا قَامَ حَتَّى قَضَى صَلَاتَهُ يَفْعَلُ ذَلِكَ بِهَا)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۱۸۹: فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا قتیبہؒ - یعنی

قتیبہ بن سعید نے۔ انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا لیث نے انہوں نے نقل کیا سعید بن ابی سعید سے انہوں نے عمرو بن سلیم زُرقی سے یہ کہ انہوں نے (بیان کیا کہ انہوں نے) حضرت ابو قتادہؓ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ (ایک مرتبہ) جب ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے (آپ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے کہ آپ ﷺ آ کر ہم کو نماز پڑھائیں گے) تو رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس (مسجد میں) تشریف لائے اس حال میں کہ آپ ﷺ امامۃ بنتِ ابی العاص کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے تھے۔ (واضح رہے کہ) انکی (یعنی امامۃ کی) ماں حضرت زینب بنت رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اور (جس وقت کا یہ واقعہ ہے اس وقت) وہ (یعنی امامۃ) بچی (تھیں۔ اور منقول ہے کہ اس وقت تک انکا دودھ نہیں چھڑایا گیا تھا یعنی دودھ پیتی چھوٹی سی بچی تھیں۔ بہر کیف آپ ﷺ انکو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے مسجد میں تشریف لائے) اور نماز پڑھائی رسول اللہ ﷺ نے اس حال میں کہ وہ آپ ﷺ کے کندھے پر ہیں (ہاں دورانِ نماز آپ ﷺ ایسا کرتے کہ) جب رکوع کرتے تو انکو (کندھے سے اتار کر زمین پر) رکھ دیتے (اور بٹھا دیتے۔ اسی طرح جب سجدہ کرتے تب بھی کندھے سے اتار کر زمین پر بٹھا دیتے) اور دوبارہ (بٹھا لیتے) انکو (اپنے کندھے پر) جب اٹھتے (سجدہ سے فارغ ہو کر۔ اور آپ ﷺ اسی طرح نماز پڑھاتے رہے اور اسی طرح اٹھاتے بٹھاتے رہے) یہاں تک کہ پورا کر لیا اپنی نماز کو (اور) کرتے رہے اس (عمل) کو انکے ساتھ (یعنی پوری نماز اسی طرح سے پڑھی)۔

نوٹس:- اس حدیث شریف سے اگرچہ صاف صاف یہ معلوم ہو رہا ہے کہ اس بچی کو کندھے پر بٹھانا اور کندھے سے اتارنا خود آپ ﷺ کا فعل تھا مگر صاحبِ المنہل وغیرہ نے بحوالہ خطابی اس حدیث کے تحت لکھا ہے کہ شاید ایسا ہوا ہوگا کہ یہ بچی آپ ﷺ سے بہت زیادہ مانوس و مالوف ہوگی اور آپ ﷺ جب سجدہ میں جاتے ہوں گے تو یہ آپ ﷺ سے چٹ جاتی ہوگی اور آپ ﷺ اسی طرح سجدہ سے اٹھ جاتے ہوں گے لہذا یہ بچی رکوع میں جانے تک اسی طرح آپ ﷺ کے کندھے پر ہوتی



ہوگی اور جب آپ ﷺ رکوع میں جاتے ہوں گے تو اس کو اپنے کندھے سے اتار دیتے ہوں گے۔۔۔ اور لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے جو یہ عمل کیا تھا اس کی وجہ یا تو یہ تھی کہ اس وقت آپ ﷺ کے علاوہ اس بچی کی حفاظت و دیکھ ریکھ کرنے والا کوئی نہ تھا یا اس لئے کیا تھا تاکہ اس فعل کے جواز کا بیان ہو جائے اور لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ فعل مفسدِ صلاۃ نہیں ہے۔۔۔ اور صاحبِ بذل نے مزید لکھا ہے کہ آج بھی ہم میں سے کسی کے لئے دورانِ نماز آپ ﷺ کی طرح اس جیسا عمل کرنا ضرورت و حاجت کے وقت تو مکروہ نہیں ہے لیکن بلا ضرورت و حاجت ایسا کرنا مکروہ ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجالِ حدیث (۹۱۸)

۱۔ قتیبة:۔ یہ قتیبة بن سعید بن جمیل الثقفیّ أبورجاء البغلانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۵)۔

۲۔ الیث:۔ یہ الیث بن سعد بن عبد الرحمن الفہمیّ الإمام أبو الحارث المصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۸)۔

۳۔ سعید:۔ یہ سعید بن أبی سعید کیسان المقبریّ أبو سعد المدنیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۵۱)۔

۴۔ عمرو:۔ یہ عمرو بن سُلم بن خُلدة الزرقیّ الأنصاریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۴۳)۔

۵۔ أبو قتادة:۔ آپ صحابی رسول ﷺ حضرت الحارث بن ربیع السُلَمیّ أبو قتادة الأنصاریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۱)۔

۶۔ زینب:۔ آپ زینب بنت رسول اللہ ﷺ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹۱۷)۔

۷۔ امامت: آپ حضرت زینبؓ کی بیٹی، آپ ﷺ کی نواسی اور حضرت فاطمہؓ کی بھانجی امامت بنت ابی العاص بن الربیع ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹۱۷)۔

۸۔ أبو العاصؓ: آپ دامادِ رسول ﷺ حضرت أبو العاص بن الربیع بن عبد العزیٰ القرشی العشمی ہیں۔ ان کے نام کے بارے میں کئی قول ہیں (۱) ان کا نام لقیط ہے (۲) مقسم ہے (۳) قاسم ہے اور اس کے علاوہ بھی اقوال ہیں۔ زینب بنت رسول اللہ ﷺ سے ان کا نکاح بعثت سے پہلے ہوا تھا۔ یہ بدر میں قید ہو کر آئے تھے اور ان کو بغیر فدیہ کے رہا کیا گیا تھا پھر فتح مکہ سے کچھ پہلے یہ مسلمان ہوئے اور سچے پکے مسلمان ہوئے۔ اور ۱۲ھ میں آپؓ کی وفات ہوئی ہے۔

الحديث ۹۱۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَخْرَمَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرْقِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيَّ، يَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي لِلنَّاسِ وَأُمَامَةُ بِنْتُ أَبِي الْعَاصِ عَلَى عُنُقِهِ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا)).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: لَمْ يَسْمَعْ مَخْرَمَةَ مِنْ أَبِيهِ إِلَّا حَدِيثًا وَاحِدًا.

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۱۹ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن سلمہ مرادی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابنِ وہب نے انہوں نے نقل کیا مخرمہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عمرو بن سلیم زرقی سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں نے حضرت ابوقتادہ انصاریؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ دیکھا ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو لوگوں کو نماز پڑھاتے ہوئے اس حال میں کہ حضرت امامتِ ابی العاص آپ ﷺ کی گردن پر (سوار تھیں) پس جب آپ ﷺ سجدہ (میں جانے کا ارادہ) فرماتے تو انکو (زمین پر) رکھ دیتے (اور اتار کر بٹھا دیتے)۔

فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ خرمہ نے نہیں سنا اپنے والد سے مگر ایک حدیث کو (اور شرح حضرات نے لکھا ہے کہ وہ حدیث حدیث وتر ہے۔ غالباً ابوداؤدؒ یہ کہنا چاہر ہے ہیں کہ یہ مذکورہ بالا حدیث منقطع ہے)۔

## تعارف رجال حدیث (۹۱۹)

۱۔ محمد:- یہ محمد بن سلمة بن عبد اللہ بن أبي فاطمة المرادي أبو الحارث المصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۵) اور (۲۸۵)۔

۲۔ ابن وهب:- یہ عبد اللہ بن وهب بن مسلم القرشي الفهري أبو محمد المصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۲)۔

۳۔ مخرمة:- یہ مخرمة بن بُكير بن عبد اللہ بن الأشج القرشي المدني أبو مسور المخزومي ہیں۔ احمد، ابوحاتم نے ان کی توثیق کی ہے، نسائی نے ان کے بارے میں ليس به بأس کہا ہے، ابوحاتم نے صالح الحدیث، ابن سعد نے ثقہ کثیر الحدیث لیکن ابن معین نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے اور ساجی نے ان کو مدلس صدوق راوی بتایا ہے اور حافظ نے ان کو صدوق راوی لکھ کر ساتویں طبقہ میں شمار کرتے ہوئے وفات ۱۵۹ھ میں بتائی ہے۔ واضح رہے کہ احمد، ابن معین وغیرہ کا کہنا ہے کہ انکا سماع اپنے باپ سے نہیں ہے یہ اپنے والد کی کتاب سے وجادۃً روایت کرتے ہیں جبکہ ابن مدینی کا قول یہ ہے سمع من أبيه قليلاً۔

۴۔ عن أبيه:- اس میں أب سے مراد ہیں مخرمة کے والد بُكير بن عبد اللہ بن الأشج القرشي المخزومي۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۸۰)۔

۵۔ عمرو:- یہ عمرو بن سليم بن خَلْدَة الزرقی الأنصاري ہیں۔ دیکھیں حدیث

نمبر (۳۴۳)۔

۶۔ ابوقتادہ: آپؐ صحابی رسول ﷺ حضرت الحارث بن ربیع السلمي ابوقتادہ الأنصاری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۱)۔

۷۔ قال ابوداؤد: یہ مصنف کتاب سلیمان بن الأشعث ابوداؤد السجستانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

الحديث / ۹۲۰ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ - يَعْنِي ابْنَ إِسْحَاقَ - عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرْقِيِّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَمَا نَحْنُ نَنْتَظِرُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لِلصَّلَاةِ، فِي الظُّهْرِ أَوْ الْعَصْرِ وَقَدْ دَعَاهُ بَلَالٌ لِلصَّلَاةِ، إِذْ خَرَجَ إِلَيْنَا وَأَمَامَهُ بِنْتُ أَبِي الْعَاصِ بِنْتُ ابْنَتِهِ عَلَى عُنُقِهِ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي مِصْلَاهُ وَقُمْنَا خَلْفَهُ وَهِيَ فِي مَكَانِهَا الَّذِي هِيَ فِيهِ، قَالَ: فَكَبَّرَ فَكَبَّرْنَا، قَالَ: حَتَّى إِذَا أَرَادَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَرْكَعَ أَخَذَهَا فَوَضَعَهَا ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْ سُجُودِهِ ثُمَّ قَامَ أَخَذَهَا فَرَدَّهَا فِي مَكَانِهَا فَمَا زَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصْنَعُ بِهَا ذَلِكَ فِي كُلِّ رُكْعَةٍ حَتَّى فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ ﷺ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۲۰: فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا یحیی بن خلف نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبد الاعلیٰ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی محمد یعنی محمد بن اسحاق نے انہوں نے نقل کیا سعید بن ابی سعید مقبری سے انہوں نے عمرو بن سلیم زرقی سے انہوں نے صحابی

رسول ﷺ حضرت ابوقادہؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ جس وقت ہم نماز کے لئے ظہر یا عصر (کے وقت) آپ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے اور حضرت بلالؓ آپ ﷺ کو نماز کے لئے بلا چکے تھے (یعنی یہ انتظار آپ ﷺ کو نماز کی اطلاع دینے اور نماز کے لئے بلانے کے بعد ہو رہا تھا۔ اور یہ جو ظہر یا عصر کے وقت کا بالشک ذکر ہے یہ شکِ راوی ہے اب شک کس کو ہوا ہے تو صاحبِ بذل نے لکھا ہے کہ ظاہر تو یہی ہے کہ یہ شک حضرت ابوقادہؓ کو ہوا ہے اور ممکن یہ بھی ہے کہ یہ شک کسی اور راوی کا ہو اور مطلب یہ ہو کہ میرے شیخ نے فی الظہر کہا تھا فی العصر کہا تھا۔ یہ بھی واضح رہے کہ طبرانی کی روایت میں ظہر و عصر کی بجائے صبح کی نماز یعنی فجر کا ذکر ہے۔ بہر کیف آگے راوی بیان کر رہے ہیں کہ ہم انتظار کر رہے تھے کہ) آپ ﷺ ہمارے پاس (مسجد میں) اس حال میں تشریف لائے کہ اُمامۃ بنتِ ابی العاص یعنی آپ ﷺ کی صاحبزادی زینبؓ کی بیٹی آپ ﷺ کی گردن پر (سوار تھیں۔ اور اسی کیفیت کے ساتھ) رسول اللہ ﷺ (آکر) اپنے مصلے پر کھڑے ہو گئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے پیچھے (صفیں بنا کر) کھڑے ہو گئے اور وہ (یعنی آپ ﷺ کی نواسی اُمامۃ) اپنی اُسی جگہ پر رہیں جہاں وہ تھیں (یعنی آپ ﷺ انکو اپنی گردن پر بٹھائے بٹھائے نماز پڑھانے کے لئے مصلے پر کھڑے ہو گئے۔ آگے راوی حدیث حضرت ابوقادہؓ نے بیان کیا کہ پھر آپ ﷺ نے تکبیر (تحریمہ) کہی اور ہم نے بھی تکبیر (تحریمہ) کہی (آگے حضرت ابوقادہؓ نے بیان کیا کہ) آپ ﷺ نے نماز شروع فرمائی اور اُمامہؓ آپ ﷺ کی گردن پر ہی سوار رہیں (یہاں تک کہ جب آپ ﷺ نے رکوع کرنے کا ارادہ فرمایا تو انکو (یعنی اُمامہؓ کو) پکڑا (اور اپنی گردن سے اتار کر زمین پر) رکھ دیا (اور بٹھا دیا) اور پھر رکوع کیا اور سجدہ کیا (اور اُمامہؓ گوزمین پر ہی بٹھائے رکھا) یہاں تک کہ جب آپ ﷺ سجدہ سے فارغ ہوئے (اور) پھر کھڑے ہونے لگے تو انکو (یعنی اُمامہؓ کو) لیا (اور اٹھا کر) انکو انکی جگہ پر لوٹا دیا (یعنی پھر انکو اپنی گردن مبارک پر بٹھا لیا اور سوار کر لیا) اور پھر آپ ﷺ برابر ان کے ساتھ ہر ایک رکعت میں

یہی عمل کرتے رہے (یعنی جب کھڑے ہوتے تو گردن پر بٹھالیتے اور جب رکوع وسجود کا ارادہ فرماتے تو ان کو زمین پر بٹھا دیتے) یہاں تک کہ آپ ﷺ اپنی نماز سے فارغ ہو گئے (یعنی پوری نماز اسی طرح پر پڑھائی)۔

نوٹس:- اس حدیث کے تحت صاحب المنہل نے بڑی تفصیل لکھی ہے جسکو وہیں دیکھ لیا جائے تاہم چند باتیں یہاں پر بھی ذہن نشین کر لیں۔ اس حدیث میں اور اس سے پہلے کی احادیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ اس جیسا عمل نماز کے اندر معاف ہے اور اس سے نماز پر کوئی فرق نہیں پڑتا چاہے نماز فرض ہو اور چاہے نفل، اس جیسے عمل کا کرنے والا چاہے امام ہو، چاہے مقتدی اور چاہے منفرد۔ شوافع کا یہی قول ہے اور انکا یہ بھی کہنا ہے کہ لڑکے، لڑکی اور اسی طرح کسی پاک جانور مثلاً پرندے اور بکری وغیرہ کو نماز کے اندر اٹھا لینا جائز ہے۔ اور نماز کے اندر نماز کی جنس کے علاوہ قلیل اعمال و افعال تو نماز کو باطل کرتے ہی نہیں ہیں لیکن متفرق اور بدون توالی عمل کثیر بھی نماز کو باطل نہیں کرتا۔ احناف کے نزدیک عمل کثیر مفسدِ صلاۃ ہے اور عمل قلیل غیر مفسدِ صلاۃ ہے اور حنابلہ کے نزدیک عمل کثیر بالتوالی مفسدِ صلاۃ ہے اور عمل قلیل اور عمل کثیر بدون توالی اگر ضرورت کی وجہ سے ہو تو جائز ہے ورنہ مکروہ ہے۔

اور صاحب المنہل نے فقہ الحدیث کے عنوان سے لکھا ہے کہ اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ آپ ﷺ کتنے متواضع اورضعفاء پر کتنے شفیق و مہربان تھے، یہ بھی اس حدیث میں دلیل ہے کہ اگر کوئی نمازی دوران نماز کسی بچہ کو اٹھالے تو اسکی نماز صحیح رہتی ہے۔

لیکن واضح رہے کہ ان احادیث کی تاویل و تفسیر مالکیہ نے یہ بتائی ہے کہ آپ ﷺ کی طرف سے اس عمل کا قصد و نفل نماز میں تھا نہ کہ فرض میں۔

## تعارف رجالِ حدیث (۹۲۰)

۱۔ یحییٰ:۔ یہ یحییٰ بن خلف الباہلیّ أبو سلمة البصریّ الجوباریّ ہیں۔ ابنِ حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور حافظؒ نے ان کو صدوق راوی لکھ کر دسویں طبقہ میں شمار کیا اور وفات ۲۴۲ھ میں بتائی ہے۔

۲۔ عبد الاعلیٰ:۔ یہ عبد الاعلیٰ بن عبد الاعلیٰ أبو محمد البصریّ أبو ہمام السامیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷)۔

۳۔ محمد:۔ یہ محمد بن إسحاق بن یسار إمام المغازیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳)۔

۴۔ سعید:۔ یہ سعید بن أبی سعید کیسان المقبریّ أبو سعد المدنیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۵۱)۔

۵۔ عمرو:۔ یہ عمرو بن سُلم بن خَلْدَة الزرقیّ الأنصاریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۴۴)۔

۶۔ أبو قتادة:۔ آپؓ صحابی رسول ﷺ حضرت الحارث بن ربیع السُلَمیّ أبو قتادة الأنصاریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۱)۔

۷۔ أمّامة:۔ آپؓ زینبؓ کی بیٹی، آپؓ کی نواسی اور حضرت فاطمہؓ کی بھانجی أمّامة بنت أبی العاص بن الربیع ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹۱۷)۔

الحديث / ۹۲۱ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ ضَمُضَمَ بْنِ جَوْسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُولُ

اللہ ﷺ: ((اَقْتُلُوا الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ: الْحَيَّةَ وَالْعُقْرَبَ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۲۱ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا مسلم

بن ابرہیم نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی علی بن مبارک نے انہوں نے نقل کیا تکی بن ابی کثیر سے انہوں نے ضَمُصَم بن جُوس سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے مار ڈالو تم دو کالوں کو (یعنی) سانپ اور بچھو کو نماز میں۔

نوٹس :- سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ الحیة والعقرب بیان ہے ماقبل میں مذکور الأسودین کا۔ اب اگر کسی کے ذہن میں یہ بات آئے کہ اصل لغت کے اعتبار سے الحیة سانپ کو تو الأسود کہا جاتا اور نام دیا جاتا ہے تو پھر یہاں پر العقرب بچھو کو بھی الأسود کیوں کہا گیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ من باب تغليب ہے بالکل القمرین وغیرہ کی طرح۔

اس حدیث شریف میں دلیل ہے اس بات کی کہ نماز میں سانپ و بچھو کو قتل کرنا اور مارنا بلا کراہت جائز ہے چاہے یہ مارنا ایک ہی وار میں ہو جائے یا زیادہ میں ہو۔ اور ابن قدامہ نے اس کے جواز پر ائمہ اربعہ کا اجماع نقل کیا ہے اور صاحب المنہل نے یہ تفصیل لکھی ہے کہ مالکیہ کے یہاں نماز کے دوران انکا قتل کرنا تب تو بلا کراہت جائز ہے جب یہ نمازی کو تکلیف و ایذا کا ارادہ کریں ورنہ بہ کراہت جائز ہے اور یہی ایک روایت امام ابو حنیفہؒ سے بھی منقول ہے۔ جبکہ احناف کا مذہب مبسوط میں یہ منقول ہے کہ دوران نماز ان کو قتل کرنا بلا کراہت جائز ہے چاہے عمل کثیر سے ہو اور چاہے عمل قلیل سے کیونکہ یہ شارع کی طرف سے رخصت ہے۔ اور شوافع کا یہ کہنا ہے کہ اگر انکو مارنے میں عمل کثیر کا صدور ہوگا تو نماز باطل ہو جائے گی۔ اور حنابلہ کے کلام کا ظاہر یہی ہے کہ انکو قتل کرنا دوران نماز جائز ہے اور عمل قلیل و کثیر میں کوئی فرق نہیں ہے۔



اور فقہ الحدیث کے عنوان سے لکھا ہے کہ اس حدیث سے دورانِ نماز سانپ و بچھو کو قتل کرنے کا جواز معلوم ہو رہا ہے لہذا نماز کے علاوہ میں تو ان کا قتل کرنا بہ طریقہ اولی جائز ہوگا۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ اگر ضرورت پڑے تو دورانِ نماز عمل کثیر کرنا بھی جائز ہے۔ اور یہ حدیث یہ بھی بتا رہی ہے کہ ضرورت نقصان کو دفع کرنا انسان کے ذمہ ضروری ہے چاہے حالتِ صلاۃ ہی میں کیوں نہ ہو۔

### تعارف رجال حدیث (۹۲۱)

۱۔ مسلم:۔ یہ مسلم بن ابراہیم الأسدی الفراهیدی أبو عمرو البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۳)۔

۲۔ علی:۔ یہ علی بن المبارک الہنائی البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث (۵۳۹)۔

۳۔ یحییٰ:۔ یہ یحییٰ بن ابي كثير الطائي أبو نصر الیمامي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵) اور (۳۱)۔

۴۔ ضَمُضَم:۔ یہ ضَمُضَم بن جَوْس و قیل جَوْش و یقال ضَمُضَم بن الحارث بن جَوْش الیمامي ہیں۔ ابن معین، عجل نے ان کی توثیق کی ہے۔ احمد نے ان کے بارے میں لا بأس بہ کہا ہے اور حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۵۔ أبو هريرة:۔ آپ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول ﷺ حضرت عبد الرحمن بن صخر الدوسی أبو هريرة الیماني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

الحديث / ۹۲۲ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَمُسَدَّدٌ - وَهَذَا لَفْظُهُ - قَالَ أَخْبَرَنَا بِشْرٌ - يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ - حَدَّثَنَا بُرْدٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ - قَالَ أَحْمَدُ - يُصَلِّي وَالْبَابُ عَلَيْهِ

مُغْلَقٌ، فَجِئْتُ فَاسْتَفْتَحْتُ، قَالَ أَحْمَدُ: فَمَشَى فَفَتَحَ لِي ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مُصَلَّاهُ، وَذَكَرَ أَنَّ الْبَابَ كَانَ فِي الْقُبْلَةِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۲۲: فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا احمد بن حنبل اور مسدد نے۔ اور یہ (جو الفاظ آگے ہم نقل و ذکر کر رہے ہیں) انکے (یعنی مسدد کے نقل کردہ) الفاظ ہیں۔ (بہر کیف ان دونوں یعنی احمد و مسدد میں سے ہر ایک نے) کہا کہ ہمیں خبر دی بشر۔ یعنی بشر بن مفضل۔ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا بُرد نے انہوں نے نقل کیا زہری سے انہوں نے عروہ بن زبیر سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے) کہا احمد نے یصلی۔ (مصنفؒ کہنا یہ چاہر ہے ہیں کہ لفظ یصلی ہمارے شیخ احمد کی روایت کا ہے شیخ مسدد کی روایت میں یہ لفظ نہ تھا۔ اور یہ بھی واضح رہے کہ ترمذی کی روایت میں یصلی فی البیت ہے اور نسائی کی روایت میں یصلی تطوعاً کے الفاظ ہیں۔ بہر کیف حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ آپ ﷺ گھر میں نفل نماز پڑھ رہے تھے) اور آپ ﷺ پر دروازہ بند تھا (یعنی آپ ﷺ گھر کا دروازہ بند کر کے نماز میں مشغول تھے کہ) اچانک میں آئی اور میں نے دروازہ کھولنے کو کہا (یعنی کھٹکھٹایا کسی اور طرح دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ واضح رہے کہ شراح حضرات نے یہاں پر لکھا ہے کہ غالباً حضرت عائشہؓ نے یہ سمجھا تھا کہ آپ ﷺ نماز میں نہیں ہیں اسلئے انہوں نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا کیونکہ اُنکے علم و ادب کا تقاضہ یہی تھا کہ اگر آپ ﷺ کے نماز میں ہونے کا علم اُنکو ہوتا تو وہ کبھی بھی دروازہ کھولنے کو نہ کہتیں بلکہ انتظار کرتیں۔ خیر آگے مصنفؒ کہہ رہے ہیں کہ) احمد نے (اپنی روایت میں) کہا فَمَشَى پس آپ ﷺ چلے (مصنفؒ کہنا یہ چاہر ہے ہیں کہ فَمَشَى کا لفظ ہمارے شیخ احمد نے تو اپنی روایت میں نقل کیا ہے لیکن ہمارے دوسرے شیخ مسدد نے یہ لفظ اپنی روایت میں نہیں کہا تھا۔ بہر حال آگے حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ) اور آپ ﷺ نے میرے لئے

(دروازہ) کھولا اور پھر (الٹے پاؤں) اپنے مصلے (اور نماز پڑھنے کی جگہ) کو لوٹ گئے۔ اور ذکر کیا انہوں نے (یعنی عروہ نے) یہ (بھی) کہ دروازہ قبلہ کی سمت میں تھا۔

نوٹس:- اس حدیث شریف کے تحت شرح حضرات نے یہ چند باتیں لکھی ہیں (۱) اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر دروازہ قبلہ کی جانب ہو تو مستحب یہ ہے کہ اسکو بند کر کے نماز پڑھی جائے تاکہ سترہ ہو جائے اور اس لئے بھی کہ دروازہ بند کر کے نماز پڑھنے میں زیادہ خشوع کی کیفیت پیدا ہوتی ہے یعنی چاہے دروازہ کسی طرف بھی ہو نماز اسکو بند کر کے ہی پڑھنا مستحب ہے (۲) اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ کسی ضرورت کی بناء پر نفل نماز میں چلنا جائز ہے (۳) اور ابنِ رسلان نے لکھا ہے کہ اس حدیث شریف میں جو آپ ﷺ کے دوران نماز چلنے کا ذکر ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ ایک یا دو قدم چلے تھے۔ جبکہ ابنِ ملک نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کا دوران نماز چلنا، دروازہ کھولنا اور پھر واپس مصلے پر لوٹ کر جانا یہ بتا رہا ہے کہ دوران نماز نمازی کی طرف سے افعال کثیر کا پے درپے بالتوالی ضد و بھی نماز کو باطل نہیں کرتا اور ابنِ رسلان کی بات کو یہ کہہ کر رد کیا ہے کہ جناب آپ مطلق حدیث کو محض اپنے مسلک کی بناء پر مقید کر رہے ہیں اسلئے آپ کی بات قابلِ تسلیم نہیں ہے۔

”وذكر أن الباب الخ“ واضح رہے کہ یہ الفاظ اس بات کی دلیل ہیں کہ اس دروازہ کھولنے اور واپس مصلے پر آنے کے دوران آپ ﷺ کا رخ قبلہ سے نہیں پھرا تھا کیونکہ دروازہ قبلہ کی سمت میں تھا اور آپ ﷺ واپس الٹے پاؤں ہوئے تھے کیونکہ دارقطنی کی روایت میں ولا يستدبر القبلة کی صراحت بھی موجود ہے۔ واضح رہے کہ جو حضرات دوران نماز استدبار قبلہ کو آپ ﷺ کے اسی فعل اور اسی واقعہ کی بناء پر مطل نماز نہیں مانتے اس میں انکا جواب ورد بھی موجود ہے۔۔۔ واضح رہے کہ اگر کسی کو یہ اشکال ہو کہ محقق بات تو یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ کے گھر کا دروازہ قبلہ کی سمت میں نہ تھا بلکہ قبلہ کی

طرف کو رخ کرنے اور نماز پڑھنے کی حالت میں داہنی طرف کو تھا تو پھر حضرت عروہ نے یہ کیسے کہہ دیا کہ **إِنَّ الْبَابَ كَانَ فِي الْقِبْلَةِ؟** تو سنئے اس کا جواب یہ ہے کہ اگر دروازہ کے بارے میں واقعی محقق بات وہی ہے جو آپ نے کہی تو سنئے جہاں اسکے بہت سے جوابات ہو سکتے ہیں وہیں ایک جواب یہ بھی ہے کہ حضرت عروہ کا مطلب **كَانَ فِي الْقِبْلَةِ** سے **كَانَ فِي جِدَارِ الْقِبْلَةِ** نہیں ہے بلکہ ان کا مطلب ہے **كَانَ قَدَامَهُ وَأَمَامَهُ** یعنی **لَمْ يَكُنْ خَلْفَهُ** لہذا آپ ﷺ نے ایسا کیا ہوگا کہ آگے چل کر جب دروازہ کے برابر ہوئے ہوں گے تو ذرا داہنی طرف کو مائل ہو کر دروازہ کھول دیا ہوگا استدبار قبلہ کئے بغیر۔ خلاصہ یہ کہ آپ کو یہ اشکال اپنے ذہن سے نکال دینا چاہئے کیونکہ لفظ **الْقِبْلَةِ** کے معنی جس طرح سمت قبلہ اور جدار قبلہ کے ہو سکتے ہیں ویسے ہی قدام اور امام کے بھی ہو سکتے ہیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجالِ حدیث (۹۲۲)

۱۔ **أحمد:**۔ یہ مشہور امام فقہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد الشیبانی ابو عبد اللہ المروزی ثم البغدادی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷) اور (۲۳۸)۔

۲۔ **مسدد:**۔ یہ مسدد بن مسرہد بن مسرہل الأسدی أبو الحسن البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲)۔

۳۔ **بشر:**۔ یہ بشر بن المفضل الرقاشی أبو إسماعیل البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۶)۔

۴۔ **بُرْد:**۔ یہ بُرد بن سنان أبو العلاء الدمشقی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۲۶)۔

۵۔ **الزہری:**۔ یہ محمد بن مسلم۔ ابن شہاب۔ الزہری ہیں۔ دیکھیں حدیث (۹)۔

۶۔ **عروہ:**۔ یہ عروہ بن الزبیر بن العوام الأسدی أبو عبد اللہ المدنی ہیں۔

دیکھیں حدیث نمبر (۱۸)۔

۷۔ عائشہ: آپؓ ام المؤمنین عائشہ بنت ابی بکر الصدیقؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸) اور (۳۳)۔

۸۔ قال أحمد:۔ یہ مشہور امام فقہ احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد الشیبانی ابو عبد اللہ المروزی ثم البغدادی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷) اور (۲۳۸)۔

### (۱۷۱) بَابُ رَدِّ السَّلَامِ فِي الصَّلَاةِ

(۱۷۱) نماز میں سلام کا جواب دینے کا بیان (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ دورانِ نماز سلام کے جواب دینے کا حکم کیا ہے)۔

الحدیث / ۹۲۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ فَضِيلٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: ((كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا، فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا وَقَالَ: إِنَّ فِي الصَّلَاةِ لَشُغْلًا)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۲۳:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن عبد اللہ بن نمیر نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابن فضیل نے انہوں نے نقل کیا اعمش سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے حضرت عبد اللہ (بن مسعود) سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا کرتے تھے جب آپ ﷺ نماز میں (ہوتے تھے) اور آپ ﷺ ہمارے (سلام کا) جواب دیتے تھے (یعنی جب ہم مکہ مکرمہ میں آپ ﷺ کے ساتھ تھے اور نماز میں

سلام و کلامِ مباح و جائز تھا تو ہم آپ ﷺ کے دورانِ نماز ہونے کے وقت بھی آپ ﷺ کو سلام کیا کرتے اور آپ ﷺ ہمارے سلام کا جواب دیا کرتے تھے (لیکن جب ہم نجاشی کے پاس سے (یعنی حبشہ کی ہجرت کر کے اور وہاں کچھ دن قیام کے بعد جب ہم مکہ مکرمہ یا بقول بعض محققین مدینہ منورہ آپ ﷺ کی خدمت میں واپس آئے) تو ہم نے پہلے ہی کی طرح آپ ﷺ کو سلام کیا (یعنی دورانِ نماز پہلے ہی کی طرح ہم نے آپ ﷺ کو سلام کیا) مگر آپ ﷺ نے ہمارے (سلام کا) جواب نہیں دیا اور (نماز سے فراغت کے بعد آپ ﷺ نے) فرمایا بے شک نماز میں ایک شغل (وکام ہوتا) ہے (جو کلام سے مانع ہوتا ہے)۔

نوٹس:- اس حدیث شریف میں مذکور مسئلہ یعنی دورانِ نماز کلام کے جواز اور نسخ کے مسئلہ کے بارے میں تفصیلات کیلئے تو مطولات ہی کو دیکھ لیں۔ اور کچھ تفصیل آنے والی حدیث کے تحت بھی لکھی ہوئی ہے۔ لیکن ایک بات یہاں پر یہ سمجھ لیں کہ یہ جو حبشہ سے رجوع ہوا تھا تو یہ کب اور کہاں ہوا تھا۔ ابنِ رسلان نے لکھا ہے کہ صحابہؓ کی حبشہ سے یہ واپسی مکہ مکرمہ ہی میں ہوئی تھی یعنی ہجرتِ مدینہ سے پہلے اور دورانِ نماز کلام کا نسخ مکہ مکرمہ ہی میں ہو چکا تھا اور واقعہ لیلۃ الجن اور اسلام جنات کی روایت اسی کی دلیل ہے کہ ان حضراتِ صحابہؓ کی واپسی حبشہ سے مکہ مکرمہ ہی میں ہوئی تھی۔۔۔ اور صاحبِ المنہل نے یہ تفصیل لکھی ہے کہ یہ واپسی سہ میں ہوئی ہے جب آپ ﷺ غزوہ بدر کی تیاری فرما رہے تھے۔ اور ہوا یہ تھا کہ جب آپ ﷺ مکہ مکرمہ ہی میں تھے تو یہ حضرات مشرکین مکہ کی ایذا رسانی سے بچنے کے لئے حبشہ کو ہجرت کر کے چلے گئے تھے اور وہیں رہتے ہوئے جب ان حضرات نے سنا کہ آپ ﷺ مکہ مکرمہ سے نکل کر مدینہ منورہ کے لئے ہجرت فرما چکے ہیں تو یہ حضرات بھی حبشہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہو گئے اور جب مدینہ منورہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو آپ ﷺ کو دورانِ نماز پایا اور انہوں نے معمول کے مطابق آپ ﷺ کو دورانِ نماز ہی سلام

کیا جیسا کہ حبشہ کو ہجرت کر کے جانے سے پہلے کیا کرتے تھے لیکن آپ ﷺ نے انکے سلام کا جواب نہیں دیا اور نماز سے فراغت کے بعد فرمایا کہ بیشک نماز میں ایک مانع عن الکام شغل و کام ہوتا ہے۔۔۔ اور ابن عبد البر کا کہنا ہے کہ صحیح بات یہ ہے کہ عبد اللہ بن مسعودؓ مدینہ منورہ ہی میں تھے اور یہ حدیث انہی کا بیان ہے لہذا معلوم ہوا کہ یہ واپسی اور نسخِ کلام فی الصلاة مدینہ منورہ ہی میں ہوا ہے۔ اور عینیؒ نے بھی اسی کو رائج بتایا ہے کہ نسخِ کلام فی الصلاة مدینہ منورہ میں ہوا ہے۔

”إن فی الصلاة لشغلا“ اس میں جو لشغلا ہے اسکی تشریح میں شرح حضرات نے لکھا ہے کہ اس میں لام لام تاکید ہے واضح رہے کہ بخاری کی روایت میں یہ بغیر لام تاکید کے ہے اور شغلا میں شین اور میم دونوں مضموم ہیں اور ایک لغت شین کے ضمہ اور غین کے سکون کی بھی ہے اور اس پر جو تنوین ہے یہ تنوین تعظیم ہے اُی شغلا عظیماً کیونکہ نماز گویا کہ اللہ تعالیٰ سے مناجات ہے لہذا دورانِ نماز کسی اور کام میں مشغول ہونا مناسب و جائز نہیں ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ تنوین۔ تنوین تنکیر للتولیع ہو اور مطلب یہ ہو کہ بے شک نماز میں ایک کام ہوتا ہے قراءتِ قرآن اور ذکر و دعاء کا اسلئے اس میں سلام کا جواب وغیرہ نہیں دیا جاسکتا ہے۔ اور نوویؒ نے اسکا مطلب یہ لکھا ہے کہ نمازی کا وظیفہ اور ذمہ داری یہ ہے کہ صرف اپنی نماز اور جو نماز میں پڑھ رہا ہے اسکے تدبر و تفکر ہی میں مشغول رہے لہذا یہ مناسب و جائز نہیں ہے کہ اسکے علاوہ دورانِ نماز کوئی اور کام یعنی سلام کا جواب وغیرہ دے۔ اور اسکے ایک مطلب کی طرف دورانِ ترجمہ بھی اشارہ کر ہی دیا گیا ہے یعنی لفظ شغلا موصوف ہے اور اسکی صفت محذوف ہے اور مطلب یہ ہے اُی إن فی الصلاة شغلا مانعا عن الکلام۔

### تعارف رجال حدیث (۹۲۳)

۱۔ محمد:۔ یہ محمد بن عبد اللہ بن نمیر الہمدانیؒ أبو عبد الرحمن الکوفیؒ ہیں۔ نسائی نے ان کو ثقہ مامون بتایا ہے اور ابن حبان نے ان کو اہل ورع فی الدین اور حفاظِ متقنین میں

سے بتایا ہے، ابن جنید کا ان کے بارے میں کہنا ہے کہ میں نے کوفہ میں ابن نمیر جیسا شخص نہیں دیکھا  
وکان رجلاً نبیلاً قد جمع العلم والفہم والسنة والزہد، عجل نے ان کو ثقہ راوی لکھا ہے نیز  
لکھا ہے ویعد من أصحاب الحدیث، ابو حاتم کا کہنا ہے کہ یہ ثقہ راوی ہیں یحتج بحدیثہ۔ اور  
حافظ نے ان کو ثقہ، حافظ، فاضل راوی لکھا ہے اور دسویں طبقہ میں شمار کرتے ہوئے ان کی وفات  
۲۳۴ھ میں بتائی ہے۔

۲۔ ابن فضیل :- یہ محمد بن فضیل بن غزوان الضبیّ أبو عبد الرحمن  
الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۷)۔

۳۔ الأعمش :- یہ سلیمان بن مہران الأسدیّ الکاہلیّ أبو محمد  
الکوفیّ الأعمش ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷)۔

۴۔ إبراہیم :- یہ إبراہیم بن یزید بن قیس بن أسود النخعیّ أبو عمران  
الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷) اور (۱۷۸)۔

۵۔ علقمة :- یہ علقمة بن قیس بن عبد اللہ النخعیّ الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث  
نمبر (۸۵)۔

۶۔ عبد اللہ :- آپ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت عبد اللہ بن مسعود بن غافل بن  
حبیب أبو عبد الرحمن الہذلیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۹)۔

الحديث / ۹۲۴ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَخْبَرَنَا أَبَانُ أَخْبَرَنَا  
عَاصِمٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: ((كُنَّا نُسَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ وَنَأْمُرُ  
بِحَاجَتِنَا، فَقَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ



عَلَيَّ السَّلَامَ، فَأَخَذَنِي مَا قَدَّمَ وَمَا حَدَّثَ، فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الصَّلَاةَ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ يُحَدِّثُ مِنْ أَمْرِهِ مَا يَشَاءُ، وَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ أَحْدَثَ مِنْ أَمْرِهِ أَنْ لَا تَكَلَّمُوا فِي الصَّلَاةِ، فَرَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۲۴ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا موسیٰ بن اسماعیل نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابان نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عاصم نے انہوں نے نقل کیا ابوداؤد نے انہوں نے حضرت عبداللہ (بن مسعود) سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ ہم دورانِ نماز (بھی) سلام کر لیا کرتے تھے (یعنی آپ ﷺ کو جبہ حالتِ نماز سلام کرتے اور آپ ﷺ ہمارے سلام کا جواب دیتے تھے۔ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم دورانِ نماز بھی ایک دوسرے کو سلام کیا کرتے اور سلام کا جواب دیا کرتے تھے) اور (اگر ہم میں سے کسی کو دورانِ نماز کوئی ضرورت پیش آ جاتی) تو ہم (یعنی ہم میں سے کوئی بھی) حکم دیدیا کرتے اپنی ضرورت کا (واضح رہے کہ یہ جو حاجت و ضرورت حدیث میں مذکور ہے اس کے بارے میں صاحبِ بذل نے لکھا ہے کہ ظاہر و غالب یہ ہے کہ اس سے وہ حاجت و ضرورت مراد ہے جس کا تعلق نماز سے ہوتا تھا جیسا کہ حضرت معاذؓ کے قصہ پر مشتمل اُس حدیث سے معلوم ہوتا ہے جس میں یہ بھی مذکور ہے کہ ”كَانَ الرَّجُلُ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَوَجَدَهُمْ يَصْلُونَ سَأَلَ الَّذِي إِلَى جَنْبِهِ فَيُخْبِرُهُ بِمَا فَاتَهُ فَيَقْضِي ثُمَّ يَدْخُلُ مَعَهُمْ حَتَّى جَاءَ مَعَاذُ“ - الحدیث بہر کیف آگے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کر رہے ہیں کہ) پس میں (حبشہ سے واپسی کے بعد) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا اس حال میں کہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور میں نے (پہلے کی طرح معمول کے مطابق) آپ ﷺ کو سلام کیا لیکن آپ ﷺ نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا (نہ الفاظ میں اور نہ اشارہ سے) پس مجھے آلیائی اور پرانی نے (یعنی مجھے آپ ﷺ کے جواب نہ دینے کی وجہ سے نئی اور پرانی باتوں کی فکر ہوئی کہ آیا مجھ سے کیا قصور ہوا ہے کہ آپ ﷺ نے

میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔ اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ مجھے ماضی میں تکلم فی الصلاة کے ہونے اور اب تکلم فی الصلاة نہ ہونے کے مسئلہ کی فکر ہوئی کہ آیا اس کی کیا وجوہات ہیں۔ یہاں یہ بھی واضح رہے کہ ما حدث میں دال کا فتح ہے لیکن للمشا کلہ دال کا ضمہ بھی پڑھا جاسکتا ہے أي ماقدم وما حدث۔ آگے راوی بیان کرتے ہیں کہ) پھر جب رسول اللہ ﷺ نماز کو پورا فرما چکے تو فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نیا کر دیتا ہے اپنے احکامات میں سے جسکو چاہتا ہے (یعنی پہلے حکم کو منسوخ کر کے ایک نیا اور جدید حکم اتار دیتا ہے) اور بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک نیا حکم اتارا ہے (یا کہئے پچھلے حکم کو منسوخ کر کے ایک نیا حکم اتارا اور دیا ہے) یہ کہ تم نماز میں کلام نہ کیا کرو اور پھر آپ ﷺ نے میرے سلام کا جواب دیا۔

نوٹس:- اس حدیث کے تحت بھی شرح حضرات نے بڑی تفصیلات لکھی ہیں جن کو وہیں دیکھ لیا جائے تاہم چند باتیں یہاں بھی پیش کی جاتی ہیں۔

اس حدیث میں دلیل ہے اس بات کی کہ اگر کسی کو دورانِ نماز کوئی سلام کرے تو اس کو اس کا جواب نماز سے فراغت کے بعد ہی دینا چاہئے۔ اور ابنِ رسلان نے لکھا ہے کہ اس سلسلہ میں امام شافعیؒ اور جمہور کا مسلک یہ ہے کہ دورانِ نماز ہی اشارہ سے سلام کا جواب دینا چاہئے۔ اور ابنِ ملک کا کہنا ہے کہ یہ حدیث دلیل ہے اس بات کی کہ نماز سے فراغت کے بعد سلام کا جواب دینا مستحب ہے اسی طرح اگر کوئی شخص قضاے حاجت یا تلاوتِ کلام پاک میں مشغول ہو اور اس کو کوئی سلام کرے تو اسے بھی قضاے حاجت اور تلاوت سے فراغت کے بعد سلام کا جواب دینا مستحب ہے۔ اس حدیث میں دورانِ نماز کلام کے منسوخ ہونے اور پھر نماز میں اس کے حرام ہونے کی دلیل ہے نیز دورانِ نماز کلام کے جواز پر دال تمام احادیث کے نسخ کی بھی یہ حدیث دلیل ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ یہ مسئلہ تو متفق علیہ ہے کہ اگر کوئی شخص دورانِ نماز جان بوجھ کر کلام کرے گا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی لیکن

اگر کوئی شخص بھول کر، سہو یا جہالت و عدم واقفیت کی بناء پر دورانِ نماز کلام کرے گا تو اس میں اختلاف ہے لیکن واضح رہے کہ امام ابوحنیفہ، ثوری، ابنِ مبارک، نخعی اور حماد بن ابی سلیمان وغیرہ تو ناسی، ساہی اور جاہل کے بھی دورانِ نماز تھوڑا یا زیادہ کلام کرنے کو مطلقاً صلاۃ ہی کہتے ہیں۔

اور صاحبِ المنہل نے فقہ الحدیث کے عنوان سے لکھا ہے کہ یہ حدیث صاف صاف اس بات کو بتا رہی ہے کہ احکامِ شریعت میں وقوعِ نسخ ہوا ہے۔ اور اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ اگر کسی کو دورانِ نماز کوئی شخص سلام کرے تو اسے اسکے سلام کا جواب نماز سے فراغت کے بعد ہی دینا چاہئے۔

### تعارف رجالِ حدیث (۹۲۴)

۱۔ موسیٰ:۔ یہ موسیٰ بن اسماعیل المنقریؒ أبو سلمة التبوذکی البصریؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۲۔ أبان:۔ یہ أبان بن یزید العطار أبو یزید البصریؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۱)۔

۳۔ عاصم:۔ یہ عاصم بن بھدلة الأسدیؒ الکوفیؒ أحد السبعة القراء ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۲) اور (۳۲)۔

۴۔ أبو وائل:۔ یہ شقیق بن سلمة الأسدیؒ أبو وائل الکوفیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۲)۔

۵۔ عبد اللہ:۔ آپؒ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت عبد اللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب أبو عبد الرحمن الہذلیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۹)۔

الحديث/ ۹۲۵ - حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ مَوْهَبٍ وَفَتِيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَنَّ

الَّتِي حَدَّثَهُمْ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ نَابِلٍ صَاحِبِ الْعَبَاءِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ صُهَيْبٍ، أَنَّهُ قَالَ: ((مَرَرْتُ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ إِشَارَةً. قَالَ: وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ إِشَارَةً بِإِصْبَعِهِ)). وَهَذَا لَفْظُ حَدِيثِ قُتَيْبَةَ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۲۵ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا یزید بن خالد بن موہب اور قتیبہ بن سعید نے یہ کہ لیث نے ان سے (یعنی یزید اور قتیبہ سے) یعنی حدیث میں جمع سے مافوق الواحد مراد ہے یا یہ مطلب ہے کہ ان دونوں سے اور ان سب سے جو بھی اس وقت مجلسِ تحدیث میں موجود تھے)۔ بیان کیا بکیر سے نقل کرتے ہوئے (بکیر نے نقل کیا) صاحبِ عبائیل سے انہوں نے نقل کیا حضرت ابنِ عمرؓ سے انہوں نے حضرت صہیبؓ سے یہ کہ انہوں نے بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا (یا اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک مرتبہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا) اس حال میں کہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے پس میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا اور آپ ﷺ نے (میرے سلام کا) اشارہ سے جواب دیا۔ اور کہا انہوں نے (یعنی لیث نے کیونکہ طحاوی اور دارمی میں صراحۃً قال لیث ہے۔ واضح رہے کہ صاحبِ عون المعبود وغیرہ جس نے بھی اس قال کا فاعل نابل بتایا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ بہر کیف لیث نے کہا) اور نہیں جانتا ہوں میں ان کے بارے میں مگر یہ کہ انہوں نے لفظِ إِشَارَةَ کے بعد کہا تھا بِإِصْبَعِهِ (یعنی اپنے شیخ بکیر کے بارے میں میرا غالب گمان یہی ہے کہ انہوں نے بِإِصْبَعِهِ بھی کہا تھا یعنی آپ ﷺ نے میرے سلام کا جواب اپنی انگلی کے اشارہ سے دیا۔ یہاں بھی واضح رہے کہ جن لوگوں نے لَا أَعْلَمُهُ کی ضمیر کا مرجع ابنِ عمرؓ کو اور اسی طرح اسکے بعد کے قال کا فاعل بھی ابنِ عمرؓ کو قرار دیا ہے اُسکو بھی صاحبِ بذل نے قلتِ تتبع پر مبنی بتایا ہے۔۔۔ اور آگے مصنفؒ کہہ رہے ہیں کہ) اور یہ قتیبہ کی حدیث کے الفاظ ہیں (یعنی یہ حدیث اگرچہ ہمیں یزید اور قتیبہ دو شیخ سے پہونچی ہے مگر ہم نے جو الفاظ یہاں پر نقل و ذکر کئے ہیں وہ قتیبہ کی روایت

کے ہیں۔)

نوٹس:- ”قال ولا أعلمه الخ“ صاحب المنہل نے اس عبارت کا مطلب یہ لکھا ہے کہ قتیبہ نے کہا کہ میرا غالب گمان اپنے شیخ خلیث کے بارے میں یہی ہے کہ انہوں نے اپنی روایت میں فرد إشارة کے بعد باصبعة بھی کہا تھا۔ واضح رہے کہ اسکے دیگر دو مطلب دوران ترجمہ ہی بتادئے گئے ہیں۔

اس حدیث کی شرح میں شرح حضرات نے بہت تفصیل لکھی ہے جسکو مطولات ہی میں دیکھیں تاہم یہ کچھ باتیں یہاں پر بھی سمجھ لیں۔

اس حدیث کو پڑھ کر اگر کسی کے ذہن میں یہ اشکال ہو کہ یہ حدیث تو اس سے پہلی حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث (یعنی حدیث نمبر (۹۲۴)) کے خلاف و منافی ہے کیونکہ اُس سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ اگر کوئی شخص نمازی کو سلام کرے تو نمازی کو اسکے سلام کا جواب نماز سے فراغت کے بعد دینا چاہئے اور اس حدیث سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ دوران نماز ہی اشارہ سے سلام کا جواب دیدینا چاہئے خلاصہ یہ کہ یہ تو منافات و مخالفت بین الاحادیث ہو رہی ہے جبکہ یہ ناممکن ہے تو پھر کیوں ہو رہی ہے؟ تو سنئے اس کا جواب یہ ہے کہ کوئی منافات و مخالفت نہیں ہے اس لئے کہ پہلی حدیث میں افضل طریقہ مذکور ہے اور دوسری میں غیر افضل و جائز طریقہ۔

اور اس حدیث شریف میں اس بات کی دلیل ہے کہ غیر مصلیٰ کا مصلیٰ کو سلام کرنا اور مصلیٰ کا اشارہ سے غیر مصلیٰ کے سلام کا جواب دینا بلا کسی کراہت کے جائز ہے لیکن علماء و فقہاء کے درمیان یہ دونوں ہی مسئلے مختلف فیہ ہیں چنانچہ شوافع اور مالکیہ کا کہنا ہے کہ غیر مصلیٰ کا مصلیٰ کو سلام کرنا بلا کراہت جائز ہے اور یہی حضرت ابن عمرؓ اور احمدؓ کا بھی قول ہے، حنفیہ کا کہنا ہے کہ غیر مصلیٰ کا مصلیٰ کو سلام کرنا مکروہ (تزیہی) ہے اور یہی جابر، عطاء، شععی، ابو مجلز اور اسحاق بن راہویہ کا بھی قول ہے نیز ایک قول

مالکیہ کا بھی یہی ہے۔۔۔ اور نمازی کی طرف سے سلام کا جواب دئے جانے کے بارے میں مالکیہ، شوافع اور حنابلہ کا یہ کہنا ہے کہ اشارہ سے سلام کا جواب دیا جائے یعنی یہی مستحب ہے اور یہی ابن عمرؓ، ابن عباسؓ اور اسحاقؓ کا بھی قول ہے اور اکثر علماء سے بھی یہی منقول ہے۔ اور عطاء، نخعی اور ثوری وغیرہ کا یہ کہنا ہے کہ اگرچہ جائز یہ بھی ہے مگر مستحب یہی ہے کہ نمازی اپنی نماز سے فراغت کے بعد ہی سلام کا جواب دے۔ اور امام ابوحنیفہؒ کا یہ قول ہے کہ نمازی دورانِ نماز نہ تو لفظوں سے سلام کا جواب دے اور نہ ہی اشارہ سے چنانچہ اگر کوئی نمازی دورانِ نماز لفظوں میں سلام کا جواب دے گا تو اس کی نماز ہی باطل ہو جائے گی اور اگر اشارہ سے جواب دے گا تو ایک عملِ مکروہ کا مرتکب ہوگا۔ اخیر میں یہ بھی واضح رہے کہ ابن منذر نے جو حضرت ابو ہریرہؓ، سعید بن مسیبؓ، حسن بصری اور قتادہ سے یہ نقل کیا ہے کہ یہ لوگ دورانِ نماز نمازی کے لئے لفظوں میں سلام کا جواب دینے کو بھی جائز و مباح کہتے تھے تو یہ مردود اور غیر قابلِ تسلیم ہوگا کیونکہ صحیح احادیث اس کے نسخ پر دال ہیں اب رہا ان حضرات کا اس کے جواز کا قائل ہونا تو ہو سکتا ہے ان حضرات کو اس کے نسخ کی اطلاع اور احادیث نہ پہنچی ہوں اس لئے یہ حضرات اس کے جواز کے قائل رہے ہوں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

### تعارف رجالِ حدیث (۹۲۵)

۱- یزید:۔ یہ یزید بن خالد بن یزید بن عبد اللہ بن مویب الہمدانیؒ ابو خالد الرملی الزاہد ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۶)۔

۲- قتیبہ:۔ یہ قتیبہ بن سعید بن جمیل الثقفیؒ ابورجاء البغلانیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۵)۔

۳- أن اللیث:۔ یہ اللیث بن سعد بن عبد الرحمن الفہمیؒ الإمام أبو الحارث المصریؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۸)۔

۴۔ بُکیر:۔ یہ بُکیر بن عبد اللہ بن الأشج القرشیّ المخزومی ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۲۸۰)۔

۵۔ نابل:۔ یہ نابل صاحب العباء ويقال صاحب الشمال الحجازي ہیں۔ نسائی اور ابن حبان نے ان کی توثیق کی ہے اور حافظؒ نے ان کو مقبول راوی لکھ کر تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے۔  
۶۔ ابن عمرؓ:۔ آپؓ عبد اللہ بن عمر بن الخطاب القرشیّ العدوی ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۱۱) اور (۱۲)۔

۷۔ ضہیبؓ:۔ آپؓ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت ضہیب بن سنان بن مالک بن عمرو النمريّ أبو يحيى الرومي ہیں۔ آپؓ کو الرومي اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ ان کے والد کسریٰ کی طرف سے ایلہ کے گورنر تھے۔ اور جب یہ بچہ ہی تھے کہ رومیوں نے حملہ کیا اور حضرت ضہیبؓ اسی میں قید ہو کر روم گئے اور وہیں روم میں ان کا نشوونما ہوا پھر ان کو رومیوں میں سے ایک کُلب نامی شخص نے خریدا اور ان کو مکہ مکرمہ لے کر آیا اور مکہ مکرمہ میں ان کو عبد اللہ بن جدعان التميمی نے خریدا اور آزاد کر دیا مگر یہ ان کے ساتھ مکہ مکرمہ ہی میں رہتے رہے یہاں تک کہ عبد اللہ بن جدعان مر گیا اور آپؓ ﷺ کی بعثت ہوئی اور آپؓ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ حافظؒ نے لکھا ہے کہ یہ بھی منقول ہے کہ ان کا نام تو عبد الملک ہے اور ضہیب ان کا لقب ہے، آپؓ کی وفات مدینہ منورہ میں ۳۸ھ میں ہوئی اور ایک قول اس سے پہلے کا بھی ہے۔

۸۔ وهذا لفظٌ حديث قتيبة:۔ یہ قتيبة بن سعيد بن جميل الثقفي أبو رجاء البغلاني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۵)۔

الحديث/ ۶ ۹۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ أَخْبَرَنَا زُهَيْرٌ

أَخْبَرَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: ((أُرْسِلَنِي نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ إِلَى بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ يُصَلِّي عَلَى بَعِيرِهِ فَكَلَّمْتُهُ، فَقَالَ لِي بِيَدِهِ هَكَذَا، ثُمَّ كَلَّمْتُهُ، فَقَالَ لِي بِيَدِهِ هَكَذَا وَأَنَا أَسْمَعُهُ يَقْرَأُ وَيَوْمِي بِرَأْسِهِ. قَالَ: فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: مَا فَعَلْتَ فِي الَّذِي أُرْسَلْتُكَ فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَكَلِّمَكَ إِلَّا أَنِّي كُنْتُ أَصِلِّي)).

ترجمہ حدیث نمبر ۹۲۶:- فرمایا امام الودادؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن محمد نفیلی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی زہیر نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابو الزہیر نے انہوں نے نقل کیا حضرت جابرؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے (کسی ضرورت سے) بنو مصطلق کی طرف بھیجا (غالباً یہ واقعہ جب کا ہے جب آپ ﷺ بھی بنو مصطلق کی طرف ہی جا رہے تھے اور آپ ﷺ نے ان کو اپنے سے آگے ان کی خبر لانے یا کسی اور ضرورت کی وجہ سے بھیجا تھا جیسا کہ مسلم شریف کی روایت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ بہر کیف حضرت جابرؓ آگے بیان کر رہے ہیں کہ میں گیا) اور (وہاں سے فارغ ہو کر) آپ ﷺ کے پاس اس حال میں پہنچا کہ آپ ﷺ اپنے اونٹ پر (نفل) نماز پڑھ رہے تھے پس میں نے (آپ ﷺ کے پاس پہنچ کر) آپ ﷺ سے کلام کیا (یعنی آپ ﷺ کو سلام کیا کیونکہ نسائی و مسلم کی روایت میں سلامت علیہ کی صراحت ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ انہوں نے سلام کے علاوہ آپ ﷺ سے کوئی اور بات بھی کی ہو بہر کیف آگے حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں) پس آپ ﷺ نے مجھے اپنے ہاتھ سے اس طرح (زمین کی طرف) اشارہ کیا میں نے پھر (دوبارہ) آپ ﷺ سے بات کی تو آپ ﷺ نے (پھر) ایسے (ہی) اپنے ہاتھ سے (زمین کی طرف) مجھے اشارہ کیا۔ اور میں سُن رہا تھا کہ آپ ﷺ (قرآن) پڑھ رہے تھے اور (رکوع و سجدہ کے لئے) اپنے سر مبارک سے اشارہ فرما رہے تھے (آگے حضرت جابرؓ یا کسی اور راوی نے) بیان کیا کہ پھر جب آپ ﷺ (نماز سے) فارغ ہو چکے تو فرمایا (یعنی حضرت جابرؓ سے دریافت کیا کہ) کیا



کیا تم نے اُس کام کے سلسلہ میں (جس کام کے لئے) میں نے تمکو بھیجا تھا؟ (اَب ظاہر ہے حضرت جابرؓ نے آپ ﷺ کے سوال کا جواب دیا ہوگا اور اس کے بعد ہی آپ ﷺ نے حدیث میں آگے مذکور کلام فرمایا ہوگا۔ یعنی) بے شک واقعہ یہ ہے کہ مجھے تم سے بات کرنے سے (یعنی تمہاری بات کا۔ یا تمہارے سلام کا جواب دینے سے) نہیں روکا مگر اس بات نے کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔

نوٹس:- سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ صاحبِ بذل نے اس حدیث کے تحت یہ ثابت واضح کیا ہے کہ یہ آپ ﷺ کا اشارہ فرمانا سلام کا جواب دینے کے لئے نہ تھا بلکہ انکو ٹھیرنے، رکارہنے اور ابھی کلام و گفتگو سے منع کرنے اور روکنے کے لئے تھا کیونکہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشارہ آپ ﷺ نے نحو الارض اور زمین کی طرف نیچے کو کیا تھا اور سلام کے جواب کا اشارہ اوپر کو کیا جاتا ہے نہ کہ نیچے زمین کی طرف کو۔ نیز مسلم کی روایت کے یہ الفاظ ”فلما انصرف قال اما إنه لم يمعني أن أردد عليك إلا أني كنت أصلي“ گویا کہ صراحت کر رہے ہیں اس بات کی کہ آپ ﷺ نے ان کے سلام کا جواب نہ تو الفاظ میں دیا تھا اور نہ اشارہ سے۔۔۔ اسی طرح بخاری کی روایت میں حضرت جابرؓ کا یہ بیان کہ آپ ﷺ کے میرے سلام کا جواب نہ دینے سے مجھے بڑا صدمہ اور رنج ہوا الی آخرہ۔ بھی اس بات کی تائید کر رہا ہے کہ آپ ﷺ نے ان کے سلام کا جواب دورانِ نماز نہ الفاظ میں دیا تھا اور نہ اشارہ سے اور یہ جو اشارہ کیا تھا یہ مذکورہ بالا مقصد کے لئے ہی کیا تھا اسلئے کہ اگر سلام کے جواب کے لئے کیا ہوتا تو حضرت جابرؓ کو صدمہ اور رنج نہ ہوتا۔ خلاصہ یہ کہ صاحبِ بذل نے اس تقریر سے یہ ثابت کر دیا کہ نماز کے اندر اشارہ سے سلام کا جواب آپ ﷺ نے نہیں دیا اسلئے ہم کہتے ہیں کہ اشارہ سے نماز کے اندر سلام کا جواب دینا مکروہ ہی ہے۔

اور صاحبِ المنہل وغیرہ نے اس حدیث کے تحت یہ تفصیل و تقریر لکھی ہے کہ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ ضرورت کی وجہ سے نماز کے اندر اشارہ کرنا جائز ہے چنانچہ اسی کے قائل ہیں

مالکیہ، حنابلہ اور صحیح قول کے مطابق شوافع بھی لیکن ان حضرات نے یہ قید بھی لگائی ہے کہ اشارہ لیسیر اور معمولی ہونا چاہئے چنانچہ اشارہ کثیرہ کو یہ حضرات بھی مطلق صلاۃ مانتے ہیں۔ اور احناف دورانِ نماز اشارہ کرنے کو مکروہ کہتے ہیں۔ اس کے بعد صاحبِ المنہل لکھتے ہیں کہ احادیثِ احناف کے خلاف ہیں کیونکہ اس حدیثِ باب کے علاوہ بھی کئی احادیث میں ضرورۃً دورانِ نماز آپ ﷺ کا اشارہ فرمانا منقول ہے مثلاً حضرت عائشہؓ اور حضرت جابرؓ کی وہ حدیث جس میں آپ ﷺ کی بیماری اور دورانِ نماز لوگوں کو بیٹھنے کے لئے اشارہ کرنا مذکور ہے جس کی تخریج شیخینؒ نے بھی کی ہے۔ اسی طرح حضرت ام سلمہؓ کی وہ حدیث جس میں عصر کے بعد دو رکعتوں کی نہی و ممانعت اور اشارہ فرمانا مذکور ہے۔

اور فقہ الحدیث کے عنوان سے صاحبِ المنہل لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ چند باتیں بھی معلوم ہو رہی ہیں (۱) اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ جب رئیس و سردار کسی قوم سے قتال و جنگ کا ارادہ کرے تو اپنے پہونچنے سے پہلے اپنا ایک ایسا آدمی اپنے آگے ان کی طرف روانہ کرے جو انکی خبر اور حالات کا جائزہ لیکر آئے تاکہ یہ سرداران کے معاملہ سے باخبر ہو کر بصیرت کے ساتھ اقدام کرے (۲) اس حدیث سے نفل نماز کو سواری پر سوار ہو کر پڑھنے کا جواز بھی معلوم ہو رہا ہے (۳) یہ حدیث یہ بھی بتا رہی ہے کہ سواری پر نماز پڑھنے کے دوران رکوع و سجدہ کے لئے اشارہ ہی کافی ہوگا (۴) یہ حدیث یہ بھی بتا رہی ہے کہ غیر مصلیٰ کا نمازی کو سلام کرنا جائز ہے اور نمازی کے لئے اسکے سلام کا اشارہ سے جواب دینا جائز ہے (۵) اس حدیث میں اس بات کی بھی تعلیم ہے کہ اگر سلام کرنے والا شخص مصلیٰ اور نمازی کے اشارہ سے جواب دینے کو نہ سمجھ پائے تو نمازی کو نماز سے فراغت کے بعد اُس سے معذرت کر دینی اور وضاحت کر دینی چاہئے (۶) اور واضح رہے کہ اس سلسلہ میں نمازی اور مصلیٰ ہی جیسا حکم ہے ہر اُس شخص کا جو سلام کا جواب دینے سے مانع کسی کام میں لگا ہوا ہو مثلاً اذان کہنے یا تلبیہ پڑھنے یا قضاے حاجت وغیرہ میں مشغول ہو۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجالِ حدیث (۹۲۶)

۱۔ عبد اللہ:۔ یہ عبد اللہ بن محمد بن علی بن نفیل النفیلی ابو جعفر الحرّانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

۲۔ زہیر:۔ یہ زہیر بن معاویہ بن حدیج الجعفی ابو خیشمة الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۸)۔

۳۔ ابو الزبیر:۔ یہ محمد بن مسلم بن تدّرس الأسدی القرشی ابو الزبیر المکی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲)۔

۴۔ جابرؓ:۔ آپؓ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت جابر بن عبد اللہ الأنصاری الخزرجی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲) اور (۱۳)۔

الحديث/ ۹۲۷- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيْسَى الْخُرَاسَانِيُّ الدَّامِغَانِيُّ أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا نَافِعٌ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: ((خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى قُبَاءَ يُصَلِّي فِيهِ. قَالَ: فَجَاءَتْهُ الْأَنْصَارُ فَسَلَّمُوا عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي قَالَ فَقُلْتُ لِبَلَالٍ: كَيْفَ رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ حِينَ كَانُوا يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي؟ قَالَ يَقُولُ هَكَذَا، وَبَسَطَ كَفَّهُ وَبَسَطَ جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ كَفَّهُ وَجَعَلَ بَطْنَهُ أَسْفَلَ وَجَعَلَ ظَهْرَهُ إِلَى فَوْقٍ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۹۲۷:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا حسین بن عیسیٰ

خراسانی دِماغانی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی جعفر بن عون نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہشام بن سعد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی نافع نے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ (مسجد) قباء کے لئے نکلے (تاکہ) اس میں نمازیں پڑھیں (واضح رہے کہ صاحبِ بذل نے لکھا ہے کہ ظاہر و اغلب یہی ہے کہ اس حدیث میں جو یہ آپ ﷺ کا مسجد قباء میں نماز پڑھنے کے لئے تشریف لے جانا مذکور ہے یہ واقعہ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں سکونت پذیر ہو جانے کے بعد کا ہے۔ بہر کیف آگے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے) بیان کیا (واضح رہے کہ یہ حدیث مرسلات ابن عمرؓ میں سے ہے کیونکہ حضرت ابن عمرؓ اس واقعہ کے وقت موجود نہ تھے بلکہ انہوں نے یہ واقعہ یا تو حضرت بلالؓ سے یا حضرت صہیبؓ سے یا انکے علاوہ کسی اور ایسے صحابیؓ سے سنا ہے جو اس وقت آپ ﷺ کے ساتھ موجود تھے۔ بہر کیف حضرت ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ) پس آگئے آپ ﷺ کے پاس کچھ انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم اور آپ ﷺ کو سلام کیا آپ ﷺ کو نماز پڑھتا ہوا ہونے (ہی) کی حالت میں (آگے حضرت ابن عمرؓ نے) بیان کیا کہ میں نے حضرت بلالؓ سے پوچھا کیسے دیکھا تم نے آپ ﷺ کو ان کا جواب دیتے ہوئے جب انہوں نے آپ ﷺ کو نماز پڑھتا ہوا ہونے کی حالت میں سلام کیا تھا (غالباً یہاں تھوڑا سا حذف ہے یعنی حضرت بلالؓ نے فسلموا علیہ وهو یصلی کے بعد ان سے یہ یعنی فیرد علیہم بھی بیان کیا ہوگا اور جب ہی حضرت ابن عمرؓ نے اُن سے یعنی حضرت بلالؓ سے آپ ﷺ کے جواب دینے کی کیفیت کو جاننے کے لئے دریافت کیا ہوگا کہ آپ ﷺ نے ان کا جواب کس طرح دیا تھا۔ بہر حال آگے حضرت ابن عمرؓ کا بیان ہے کہ میرے سوال کا جواب دیتے ہوئے حضرت بلالؓ نے) فرمایا کہ (آپ ﷺ کے سلام کا جواب دینے کی کیفیت یہ تھی کہ آپ ﷺ) اس طرح اشارہ فرما رہے تھے اور (آپ ﷺ کے اس اشارہ کی کیفیت کو شکل و صورت بتانے اور واضح کرنے کے لئے حضرت بلالؓ نے) پھیلایا (اور دراز کیا) اپنے ہاتھ کو (اور

حسین بن عیسیٰ نے بیان کیا کہ ہمارے شیخ (جعفر بن عون نے) اپنے شیوخ کے واسطے سے پہونچی ہوئی حضرت بلالؓ کے اُس اشارہ کی کیفیت کو بتانے اور واضح کرنے کے لئے ہمارے سامنے) اپنے ہاتھ کو پھیلایا (بچھایا، کشادہ اور دراز کیا) اور (اس بسط کی کیفیت یہ رکھی کہ) کیا اپنے ہاتھ کے باطنی حصے (یعنی ہتھیلی کو) نیچے (کی جانب) کو اور کیا اس کے ظہر (ظاہری حصے یعنی پشت) کو اوپر (کی جانب) کو (یعنی اشارہ کے وقت ہاتھ کی کیفیت یہ تھی کہ ہتھیلی زمین کی طرف کو تھی اور ہاتھ کی پشت اوپر ہی کو تھی)۔

نوٹس:- صاحب المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ اگر اس حدیث میں مذکور اشارہ کی کیفیت کو پڑھ کر یہ اشکال ہو کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث میں انگلی کے اشارہ سے سلام کا جواب دینا مذکور ہے اور نبہتی میں مذکور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ہی حدیث میں سر مبارک سے اشارہ کرنا مذکور ہے تو یہ تو منافات و مخالفت بین الأحادیث ہو رہی ہے جبکہ ہونی نہیں چاہئے تو کیوں ہو رہی ہے؟ تو سنئے اس کا جواب یہ ہے کہ کوئی منافات و مخالفت نہیں ہے کیونکہ آپ ﷺ نے بیان جواز کے لئے اشارہ کرنے کے وقت ان تمام طریقوں سے اشارہ کیا ہوگا اب جس راوی نے جیسے دیکھا ویسے ہی نقل کر دیا لہذا آپ کو اپنے دہن سے منافات و مخالفت کا اشکال نکال دینا چاہئے اور یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ آپ ﷺ نے ایسا کر کے گویا یہ آسانی کر دی ہے کہ ضرورت پڑنے پر نمازی ان مذکورہ اشاروں میں سے کوئی سا اشارہ بھی کر سکتا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

### تعارف رجال حدیث (۹۲۷)

۱۔ الحسنین:- یہ الحسنین بن عیسیٰ بن حُمران الطائیّ أبو علیّ البسطامیّ الخراسانیّ الدامغانیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۰)۔

۲۔ جعفر:- یہ جعفر بن عون بن جعفر بن عمرو بن حُرِیث القرشیّ

المخزومی ابو عون الکوفی ہیں۔ ابن معین نے ان کو ثقہ کہا ہے ابوحاتم نے صدوق۔ اور حافظ نے ان کو صدوق راوی لکھ کر نویں طبقہ میں شمار کیا ہے اور ان کی وفات ۲۰۶ھ یا ۲۰۷ھ میں نقل کی ہے اور پیدائش ۱۲۰ھ یا ۱۳۰ھ میں۔

۳۔ هشام:۔ یہ هشام بن سعد المدنی ابو عبّاد أو أبو سعد القرشی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۷)۔

۴۔ نافع:۔ یہ نافع ابو عبد اللہ المدنی مولیٰ ابن عمر ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۶)۔

۵۔ عبد اللہ بن عمر:۔ آپ عبد اللہ بن عمر بن الخطاب القرشی العدوی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱) اور (۱۲)۔

۶۔ فقلت لبّال:۔ آپ حضرت بلال بن رباح مؤذن الرسول ﷺ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۳)۔

۷۔ وجعفر بن عون:۔ یہ جعفر بن عون بن جعفر بن عمرو بن حُرَیث القرشی المخزومی ابو عون الکوفی ہیں۔ دیکھیں اسی حدیث میں نمبر (۲) پر۔

الحديث / ۹۲۸ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ

مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا غَرَارَ فِي صَلَاةٍ وَلَا تَسْلِيمٍ)). قَالَ أَحْمَدُ: يَعْنِي فِيمَا أَرَى أَنْ لَا تُسَلِّمَ وَلَا يُسَلِّمَ عَلَيْكَ وَيُغَرِّرُ الرَّجُلُ بِصَلَاتِهِ فَيَنْصَرِفَ وَهُوَ فِيهَا شَاكٌ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۲۸:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا احمد بن حنبل

نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبدالرحمن بن مہدی نے انہوں نے نقل کیا سفیان سے انہوں نے

ابو مالک اشجعی سے انہوں نے ابو حاتم سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے (یہ کہ آپ ﷺ نے) فرمایا (ہے) کہ نہیں (جائز و مناسب) ہے کوئی نقص نماز میں اور نہ سلام میں۔ فرمایا احمدؒ نے (یعنی اس حدیث کی تفسیر و ضاحت کرتے ہوئے امام احمدؒ نے فرمایا کہ) میرے خیال کے مطابق (یعنی اس حدیث کے مطلب و مفہوم کے بارے میں جو میں یہ بیان کر رہا ہوں یہ میری اپنی رائے ہے۔ بہر حال امام احمدؒ فرما رہے ہیں کہ اسکا) مطلب یہ ہے کہ نہ سلام کرے تو (بہ حالتِ صلاۃ کسی کو) اور نہ سلام کیا جائے تجھ کو (یعنی جب تو نماز پڑھ رہا ہو تو تجھے بھی کوئی سلام نہ کرے۔ واضح رہے کہ یہ تو امام احمدؒ نے تفسیر کی اور مطلب بتایا ہے آپ ﷺ کے قول ولا تسلیم کا۔ اور آگے امام آپ ﷺ کے قول ولا غرار فی صلاۃ کا مطلب بتاتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی (اپنی نماز میں کمی کرے اور پھر جائے (یعنی فارغ ہو جائے نماز سے) اس حال میں کہ وہ اس میں شک کرنے والا ہو (یعنی مثلاً یہ شک ہو کہ چار رکعت پڑھی ہیں یا تین اور اس کے باوجود اپنی نماز کا سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہو جائے یہ ہے غرار فی الصلاۃ)۔

نوٹس:- ”لا غرار فی صلاۃ“ اُی لا نقص فی صلاۃ۔ واضح رہے کہ صاحب نہایہ نے غرار فی الصلاۃ کا مطلب لکھا ہے نماز کی ہیئت اور اس کے ارکان میں نقصان و کمی ہونا۔ اور ایک یہ لکھا ہے کہ غرار فی الصلاۃ کا مطلب ہے نماز میں سو جانا۔ اور خطابی نے غرار فی الصلاۃ کا مطلب یہ بتایا ہے کہ غرار فی الصلاۃ دو طرح پر ہوتا ہے (۱) اس طرح پر کہ نماز کے رکوع و سجدہ کو مکمل و کامل طور پر نہ کرے بلکہ ناقص و جلدی جلدی کرے (۲) نمازی کو شک ہو کہ تین رکعت پڑھی ہیں یا چار اور وہ چار والے خیال کو لے اور شک کے ہوتے ہوئے نماز کا سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہو جائے۔۔ ”ولا تسلیم“ سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ اس میں جو لفظ تسلیم ہے یہ جر کے ساتھ اور نصب کے ساتھ دونوں طرح مروی ہے۔ اب یہ سمجھیں کہ جن لوگوں نے اس کو جر کے ساتھ روایت کیا

ہے انکے مطابق اور جر والی روایت کے مطابق اسکا عطف ہوگا ماقبل میں مذکور لفظ صلاة پر اور مطلب ہوگا اے لا غرار والنقص فی صلاة ولا فی تسلیم۔ اور سلام و تسلیم میں غرار و نقص یہ ہے کہ جواب دینے والا جواب میں بجائے و علیک السلام کے صرف و علیک کہے۔ اور خطابی نے الغرار فی الصلاة کا مطلب یہ لکھا ہے کہ کوئی شخص کسی کو السلام علیکم ورحمة اللہ کے الفاظ کے ساتھ سلام کرے اور یہ اسکا جواب دینے میں بخل سے کام لے اور اسکے سلام کے جیسا جواب نہ دے بلکہ صرف و علیکم کہہ دے یا و علیکم السلام کہہ دے۔۔۔ اور جن لوگوں نے اس لفظ تسلیم کو نصب کے ساتھ روایت کیا ہے انکے نزدیک یا کہنے کے نصب والی روایت کے اعتبار سے اس لفظ تسلیم کا عطف ہوگا ماقبل میں مذکور لفظ غرار پر اور مطلب یہ ہوگا اے لا نقص فی الصلاة ولا تسلیم فیہا یعنی نہ نمازی دوران نماز کسی کو سلام کرے اور نہ ہی کوئی اور شخص اس نمازی کو اسکے نماز پڑھتا ہوا ہونے کی حالت میں سلام کرے اور یہی تفسیر اسکی وہ ہے جو مصنف نے امام احمد سے بھی نقل کی ہے۔ اور شرح حضرات نے لکھا ہے کہ یہ مطلب اور یہ نصب والی روایت ہی مصنف کے قائم کردہ ترجمۃ الباب باب رد السلام فی الصلاة کے بھی مناسب ہے۔ اور صاحب عون المعبود نے مزید لکھا ہے کہ اس حدیث سے لوگوں نے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ دوران نماز نمازی کی طرف سے کسی سلام کرنے والے کو جواب دینا جائز نہیں ہے لیکن یہ استدلال مضبوط نہیں ہے کیونکہ اس حدیث میں ولا تسلیم ہے جسکا مطلب ظاہر تو صرف سلام کرنا ہے لہذا اتنا استدلال تو کیا جاسکتا ہے کہ نمازی کو بہ حالت نماز سلام کا جواب دینا جائز نہیں ہے لیکن یہ استدلال نہیں کیا جاسکتا کہ جواب دینا بھی ناجائز ہے نیز لکھا ہے کہ اگر مان بھی لیا جائے کہ تسلیم میں سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا دونوں معنی و مفہوم ہیں تو پھر بھی صرف اتنا کہا جاسکتا ہے کہ اس حدیث سے لفظوں کے ساتھ سلام کے جواب دینے کا عدم جواز معلوم ہو رہا ہے نہ کہ اشارہ سے بھی سلام کے جواب دینے کا عدم جواز۔ اور پھر اخیر میں لکھا



ہے کہ یہ آخری والی بات ماننا واجب و ضروری ہے تاکہ مخالفت بین الأحادیث نہ ہو اور جمع بین الأحادیث ہو جائے کیونکہ احادیث میں صراحةً اشارہ سے سلام کے جواب دینے کا جواز موجود و مذکور اور منقول ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجالِ حدیث (۹۲۸)

- ۱۔ أحمد:۔ یہ مشہور امام فقہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی أبو عبد اللہ المروزی ثم البغدادی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷) اور (۲۳۸)۔
- ۲۔ عبد الرحمن:۔ یہ عبد الرحمن بن مہدی بن حسان العنبری أبو سعید البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵)۔
- ۳۔ سفیان:۔ یہ سفیان بن سعید بن مسروق الثوری أبو عبد اللہ الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔
- ۴۔ أبو مالک:۔ یہ أبو مالک سعد بن طارق الأشجعی الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۰۰)۔
- ۵۔ أبو حازم:۔ یہ أبو حازم سلمان الأشجعی الکوفی مولیٰ عزة الأشجعیہ ہیں۔ ابوداؤد، ابن معین، احمد اور عجل نے ان کی توثیق کی ہے۔ ابن سعد نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کا ثقہ و لہ احادیث صالحہ۔ وقال ابن عبد البر أجمعنا على أنه ثقة اور حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے اور وفات ۱۰۰ھ کے شروع میں بتائی ہے۔
- ۶۔ أبو هريرة:۔ آپ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول ﷺ حضرت عبد الرحمن بن صخر الدوسی أبو هريرة الیمانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

۷۔ قال أحمد :- یہ مشہور امام فقہ احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد الشیبانی ابو عبد اللہ المروزی ثم البغدادی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷) اور (۲۳۸)۔

## الحديث / ۹۲۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَنَّنَا مُعَاوِيَةُ

بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي مَالِكٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَرَاهُ رَفَعَهُ. قَالَ: ((لَا غَرَارَ فِي تَسْلِيمٍ وَلَا صَلَاةٍ)).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ ابْنُ فَضِيلٍ عَلَى لَفْظِ ابْنِ مَهْدِيٍّ وَلَمْ يَرْفَعَهُ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۲۹ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمد

بن علاء نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی معاویہ بن ہشام نے انہوں نے نقل کیا سفیان سے انہوں نے ابومالک سے انہوں نے ابو حازم سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے۔ کہا انہوں نے کہ میرا خیال ہے انکے بارے میں کہ انہوں نے اسکو مرفوعاً بیان کیا تھا۔ (واضح رہے کہ اس قال آراہ رفعہ کا مطلب صاحب بذل نے تو اس طرح بیان کیا ہے کہ فرمایا معاویہ بن ہشام نے کہ میرا خیال سفیان کے بارے میں یہ ہے کہ انہوں نے اس حدیث کو مرفوعاً اور آپ ﷺ کا قول کہہ کر بیان کیا تھا۔ اور صاحب المنہل نے اس کا مطلب ان الفاظ میں بیان کیا ہے اے قال معاویہ فی روایتہ اظن أن أبا هريرة رفع الحديث إلى الرسول ﷺ - بہر کیف آپ ﷺ نے) فرمایا کہ نہیں (جائز و مناسب) ہے کوئی غرار (ونقص اور کمی) سلام (کا جواب دینے) میں اور نہ نماز میں (واضح رہے کہ غرار کی تفصیل پچھلی حدیث میں بتائی جا چکی ہے)۔

فرمایا امام ابوداؤد نے اور روایت کیا ہے اس (حدیث) کو ابن فضیل نے (بھی) ابن مہدی

کے الفاظ کے ساتھ اور نہیں مرفوع کیا انہوں نے اس کو (مصنفؒ اپنی اس عبارت و رواہ الخ سے یہ بتانا چاہ رہے ہیں کہ اس حدیث کو سفیان سے محمد بن فضیل نے بھی روایت کیا ہے اور انہوں نے بالجزم اسکو موقوف علیٰ ابي هريرة یعنی حضرت ابو ہریرہؓ کا قول کر کے بیان کیا اور الفاظ وہ بیان کئے ہیں جو عبدالرحمن بن مہدی نے بیان کئے ہیں یعنی لا غرار فی صلاة ولا تسلیم نہ کہ وہ الفاظ جو معاویہ بن ہشام نے بیان کئے ہیں یعنی لا غرار فی تسلیم ولا صلاة مطلب یہ کہ ابن فضیل نے اپنی روایت میں الفاظ میں تو عبدالرحمن بن مہدی کی موافقت کی مگر اس حدیث کو مرفوع کرنے میں انکی مخالفت کی اور بالجزم اسکو موقوفاً بیان کیا اور معاویہ بن ہشام کی الفاظ میں بھی مخالفت کی اور بالشک اسکو مرفوعاً بیان کرنے میں بھی بلکہ اسکو بالجزم موقوفاً بیان کیا۔

نوٹس:- واضح رہے کہ اس قال ابوداؤد الخ کی وضاحت اگرچہ اوپر ہو چکی ہے مگر مزید وضاحت کے لئے سمجھ لیجئے کہ اس لا غرار الخ والے الفاظ پر مشتمل حدیث کو سفیان ثوری سے تین لوگوں نے روایت کیا ہے ایک تو عبدالرحمن بن مہدی نے اور انہوں نے اس کو بالیقین مرفوع کر کے بیان کیا ہے اور انکے الفاظ ہیں لا غرار فی صلاة ولا تسلیم - دوسرے معاویہ بن ہشام نے اور انہوں نے اس کو بالتردد اور علی الظن مرفوع کر کے بیان کیا ہے اور انکے الفاظ ہیں لا غرار فی تسلیم ولا صلاة - تیسرے محمد بن فضیل نے اور انہوں نے اسکو بالیقین موقوف علیٰ ابي هريرة کر کے بیان کیا ہے اور ان کے الفاظ وہی ہیں جو ابن مہدی کے ہیں یعنی لا غرار فی صلاة ولا تسلیم۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجال حدیث (۹۲۹)

۱۔ محمد:- یہ محمد بن العلاء بن کرب الہمدانیؒ ابو کرب الکوفیؒ

ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸)۔

۲۔ معاویہ:- یہ معاویہ بن ہشام الأزدي القصار أبو الحسن الکوفي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۴)۔

۳۔ سفیان:- یہ سفیان بن سعید بن مسروق الثوري أبو عبد الله الکوفي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۴۔ أبو مالک:- یہ أبو مالک سعد بن طارق الأشجعي الکوفي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۰۰)۔

۵۔ أبو حازم:- یہ أبو حازم سلمان الأشجعي الکوفي مولیٰ عزة الأشجعية ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹۲۸)۔

۶۔ أبو هريرة: آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول ﷺ حضرت عبد الرحمن بن صخر الدوسي أبو هريرة اليماني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

۷۔ قال أبو داؤد:- یہ مصنف کتاب سلیمان بن الأشعث أبو داؤد السجستاني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۸۔ ابن فضیل:- یہ محمد بن فضیل بن غزوان الضبي أبو عبد الرحمن الکوفي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۷)۔

۹۔ ابن مهدي:- یہ عبد الرحمن بن مهدي بن حسان العنبري أبو سعيد البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵)۔

## (۱۷۲) بَابُ تَشْمِيتِ الْعَاطِسِ فِي الصَّلَاةِ

(۱۷۲) نماز میں (ہوتے ہوئے) چھینکنے والے کو جواب دینے کا بیان (یعنی اس باب میں یہ بھی بیان ہوگا کہ کیا نمازی دوران نماز کسی کی چھینک کے جواب میں اس کو دعاء دے سکتا اور یرحمک اللہ کہہ سکتا ہے یا نہیں؟)۔

الحديث / ۹۳۰ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَخْبَرَنَا يَحْيَى ح. وَأَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ

أَبِي شَيْبَةَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْمَعْنَى عَنْ حَجَّاجِ الصَّوَّافِ حَدَّثَنِي  
يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ هَلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ  
الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ، قَالَ: ((صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَعَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ،  
فَقُلْتُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ، فَرَمَانِي الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ، فَقُلْتُ: وَائْكَلَ أُمِّيَاهُ، مَا  
شَأْنُكُمْ تَنْظُرُونَ إِلَيَّ. قَالَ: فَجَعَلُوا يَضْرِبُونَ بِأَيْدِيهِمْ عَلَى أَفْخَادِهِمْ فَعَرَفْتُ  
أَنَّهُمْ يُصَمِّتُونِي. قَالَ عُثْمَانُ: فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ يُسَكِّتُونِي لِكِنِّي سَكْتُ. فَلَمَّا صَلَّى  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِأَبِي وَأُمِّي مَا ضَرَبَنِي وَلَا كَهَرَنِي وَلَا سَبَّنِي، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ هَذِهِ  
الصَّلَاةُ لَا يَحِلُّ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ هَذَا إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ  
الْقُرْآنِ، أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا قَوْمٌ حَدِيثُو عَهْدٍ  
بِجَاهِلِيَّةٍ، وَقَدْ جَاءَنَا اللَّهُ بِالْإِسْلَامِ، وَمِنَّا رِجَالٌ يَأْتُونَ الْكُفَّانَ. قَالَ: فَلَا تَأْتِيهِمْ.  
قَالَ قُلْتُ وَمِنَّا رِجَالٌ يَنْطَيَّرُونَ. قَالَ: ذَاكَ شَيْءٌ يَجِدُونَهُ فِي صُدُورِهِمْ فَلَا  
يَصُدُّهُمْ قَالَ قُلْتُ: وَمِنَّا رِجَالٌ يَخْطُونَ. قَالَ: كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ يَخْطُ فَمَنْ

وَأَفَقَ خَطَّهُ فَذَاكَ. قَالَ قُلْتُ جَارِيَةٌ لِي كَانَتْ تَرَعِي غُيَمَاتٍ قَبْلَ أُحَدٍ  
وَالْجَوَانِيَّةِ إِذْ أَطْلَعْتُ عَلَيْهَا إِطْلَاعًا فَإِذَا الدِّثْبُ قَدْ ذَهَبَ بِشَاةٍ مِنْهَا وَأَنَا مِنْ  
بَنِي آدَمَ آسَفُ كَمَا يَأْسِفُونَ لِكُنْيِ صَكَّتْهَا صَكَّةً فَعَظَمَ ذَاكَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ  
ﷺ، فَقُلْتُ: أَفَلَا أُعْتِقُهَا؟ قَالَ: ائْتِنِي بِهَا، قَالَ فَجِئْتُهَ بِهَا، فَقَالَ: أَئِنَّ اللَّهَ؟  
قَالَتْ: فِي السَّمَاءِ، قَالَ: مَنْ أَنَا؟ قَالَتْ: أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ، قَالَ: أُعْتِقُهَا فَإِنَّهَا مُؤَمَّنَةٌ).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۳۰ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا مسدّد نے  
انہوں نے کہا ہمیں خبر دی تھی نے تحویل سند۔ (ایک دوسری سند) اور فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہمیں  
خبر دی عثمان بن ابی شیبہ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی اسماعیل بن ابراہیم نے (اور ان دونوں یعنی تکی  
اور اسماعیل نے ملتا جلتا ایک ہی) مضمون نقل کیا حجاج صوّاف سے (اور حجاج نے کہا کہ) مجھ سے بیان  
کیا تکی بن ابی کثیر نے انہوں نے نقل کیا ہلال بن ابی میمونہ سے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں  
نے حضرت معاویہ بن حکم سلمیٰ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ  
نماز پڑھی (یعنی میں ایک مرتبہ آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا کہ) دفعتاً لوگوں (یعنی مقتدیوں)  
میں سے ایک شخص نے چھیدکا (اور چھینکنے کے بعد الحمد للہ کہا) تو میں نے (اس کے جواب میں) کیر  
حمک اللہ کہا پس (میرا جواب دینا اور کیر حمک اللہ کہنا سنکر) لوگوں نے اپنی نگاہوں کے تیر  
مجھ پر مارے (واضح رہے کہ یہ استعارہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ لوگوں نے مجھے گھورا جس سے ان کا  
مقصد یہ تھا کہ میں نماز میں کلام نہ کروں۔ انکا یہ گھورنا دیکھا) تو میں نے (اپنے دل میں) کہا گم کرے  
تجھے تیری ماں (یعنی میں نے سوچا تو تو ہلاک ہو گیا اور میں نے اپنے آپ کو دل ہی دل بددعا دی کہ گم  
کرے تجھے تیری ماں اور تجھے روئے۔ یہ بھی واضح رہے کہ یہ جو اٹکل میں جو لفظِ ٹکل ہے یہ ثناء

کے ضمہ اور کاف کے سکون کے ساتھ ہے اور ایک لغت اس میں ثاء اور کاف دونوں کے فتح کی بھی ہے اور اس میں جو واؤ ہے یہ واؤ ندبہ ہے اور اس کے بعد جو امیہا ہے آئیں لفظِ اُمِیم کے کسرہ کے ساتھ ہے اور یائے متکلم مفتوحہ کی طرف مضاف ہے اور الف - الف ندبہ ہے اور ہاء ہائے سکتہ ہے۔ بہر کیف راوی کہہ رہے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں اپنے آپ کو یہ بدو عادی اور کہا) تمہارا کیا حال ہے (یعنی کیا ہوا جو) تم مجھے (اس طرح گھور کر) دیکھ رہے ہو۔ (آگے راوی حدیث حضرت معاویہؓ کا بیان ہے (کہ میری یہ بات سنکر) لوگوں نے اپنے ہاتھوں کو اپنی رانوں پر مارنا شروع کیا (یعنی مزید مجھے سمجھایا کہ نماز میں کلام کرنا صحیح نہیں ہے کیوں بول رہے ہو۔ واضح رہے کہ یہ رانوں پر ہاتھ مارنے والی بات ایسے موقع پر تسبیح کو مشروع و جائز کئے جانے سے پہلی کی ہے۔ بہر حال آگے راوی کہہ رہے ہیں کہ۔) پس میں سمجھ گیا (یعنی انکے غضبناک نظر سے دیکھنے اور رانوں پر اپنے ہاتھوں کو مارنے سے میری سمجھ میں یہ بات آگئی کہ) یہ لوگ مجھے خاموش (وچپ) کر رہے ہیں (واضح رہے کہ یہ الفاظ یعنی فعرفت أنہم یصمتونی کے الفاظ تو مسدد کے ہیں مگر عثمان نے اپنی روایت میں یہاں پر دوسرے الفاظ اپنی روایت میں نقل کئے ہیں اور وہ ہیں فلما رأیتہم الخ اسی کو مصنف کہہ رہے کہ) کہا عثمان نے کہ پس جب دیکھا میں نے انکو کہ وہ مجھے خاموش کر رہے ہیں (تو مجھے غصہ تو آیا) لیکن میں خاموش ہو گیا (یعنی چونکہ وہ مجھ سے زیادہ جاننے والے تھے اسلئے میں نے ان سے اسکی وجہ بھی نہ پوچھی اور اپنے غصہ کو پیتے ہوئے اور ان کے اشارہ کی تعمیل کرتے ہوئے میں خاموش ہو گیا۔ واضح رہے کہ یہ مطلب جب ہے جب لکن کو استدراک کے لئے مانیں لیکن بعض شراح نے اس لکن کو محض تاکید کے لئے بھی بتایا ہے اور مطلب یہ بتایا ہے کہ جب میں نے دیکھا کہ وہ مجھے خاموش کرنا چاہتے ہیں تو میں خاموش ہو گیا۔ بہر کیف آگے حضرت معاویہؓ بیان کرتے ہیں کہ) پس جب آپ ﷺ نماز پڑھ چکے (یعنی نماز سے فارغ ہو چکے تو) فدا ہوں میرے ماں باپ آپ ﷺ پر نہ آپ ﷺ نے مجھے مارا، نہ مجھے جھڑکا

(وڈاٹھا) اور نہ ہی مجھے برا کہا (بلکہ) پھر (یعنی نماز سے فراغت کے بعد مجھے اپنے پاس بلایا اور مارے، ڈانٹے اور بُرا کہے بغیر بڑی نرمی و شفقت سے مجھے سمجھاتے ہوئے) فرمایا بے شک یہ نماز (یعنی نفل نماز ہو یا فرض نماز) اس میں جائز نہیں ہے لوگوں کے کلام میں سے کچھ بھی (یعنی اس کے اندر کوئی بھی ایسا کلام کرنا جائز نہیں جس میں لوگ مخاطب ہوں۔ واضح رہے کہ یہ جو الناس اور لوگوں کی قید ہے یہ اسلئے ہے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ تسبیح، ذکر اور دعاء وغیرہ اس سے خارج ہیں چنانچہ آگے کے جملہ هذا إنما السخ میں اسی کا بیان بھی ہے) یہ تو (یعنی فعلِ صلاۃ تو) صرف تسبیح، تکبیر اور قراءتِ قرآن (وغیرہ کا نام) ہے (اس میں کوئی بھی ایسا کلام کرنا جائز نہیں ہے جو لوگوں سے کیا جاتا اور جس میں لوگوں کو مخاطب بنایا جاتا ہے۔ اور اس سے آگے حضرت معاویہؓ بطورِ شک فرما رہے ہیں کہ آپ ﷺ نے یا تو بعینہ یہی الفاظ فرمائے تھے جو میں نے بیان کئے) یا (میرے بیان کردہ الفاظ آپ ﷺ کے) فرمودہ الفاظ کے جیسے ہیں (ابنِ رسلان نے لکھا ہے کہ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ یہ روایت بالمعنی ہے۔ بہر کیف آگے حضرت معاویہؓ بیان کر رہے ہیں کہ آپ ﷺ کی یہ بات سنکر) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم ایسے لوگ ہیں جو جاہلیت (وکفر) کے ساتھ قریب زمانے والے ہیں اور بے شک (کفر سے نجات دیکر) اللہ تعالیٰ ہمارے پاس اسلام لایا ہے (یعنی ہم معذرت چاہتے ہیں اور ہمارے نماز کے اندر اس عمل کو کرنے اور کلام کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ہم نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں ابھی ابھی کفر سے نجات دے کر اسلام کی دولت عطا فرمائی ہے اور ابھی دین کے احکام سے ہم واقف نہیں ہیں۔ اور یا رسول اللہ ﷺ ہمیں یہ تو معلوم ہو گیا کہ نماز کے اندر لوگوں سے بات نہیں کرنی چاہئے۔ اب ہمیں آپ ﷺ سے یہ باتیں بھی معلوم کرنی ہیں) ہم میں سے بعض لوگ کاہنوں (اور نجومیوں) کے پاس جاتے ہیں (تو یہ کام کیسا ہے) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تو (اور تیرے علاوہ کوئی بھی) ان کے پاس مت جانا (یعنی شرعاً کاہن و نجومی کے پاس جانے کی کسی کو اجازت نہیں ہے)



حضرت معاویہؓ کہتے ہیں کہ پھر میں نے عرض کیا کہ ہم میں سے بعض لوگ شگون بد لیتے ہیں (تو یہ عمل کیسا ہے۔ آپ ﷺ نے) ارشاد فرمایا یہ ایک ایسی چیز ہے جس کو وہ اپنے دلوں میں پاتے ہیں (یعنی یہ انکے دل کا وہم اور شیطانی وسوسہ و خیال ہے) لہذا (یہ انکے دل کا وہم اور شیطانی وسوسہ) نہ روکے انکو (یعنی اس خیال و وہم کے ڈر سے وہ اپنے ارادہ سے باز نہ رہیں اور جو کام کرنا چاہتے ہوں اسکو کریں۔ اسکے بعد حضرت معاویہؓ کا بیان ہے کہ میں نے) (ایک اور بات معلوم کرتے ہوئے) عرض کیا کہ اور ہم میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو لکیر کھینچتے ہیں (یعنی علم جفر اور علم رمل کے ذریعہ آئندہ کے احوال دریافت کرتے ہیں تو یہ عمل کیسا ہے۔ اسکا جواب دیتے ہوئے آپ ﷺ نے) ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء میں سے ایک نئی (یعنی ادریسؑ یا دانیالؑ) خط کھینچا کرتے تھے (یعنی یہ ان کا معجزہ تھا) پس جس شخص کا خط ان کے خط کے موافق ہوگا تو وہ (تو سچا ہو سکتا ہے۔ اور یہ ہو نہیں سکتا لہذا یہ عمل بھی نہیں کرنا چاہئے اور یہ بھی حرام ہے۔ آگے حضرت معاویہؓ نے) بیان کیا کہ میں نے آپ ﷺ سے یہ بھی عرض کیا کہ (یعنی یہ بات بھی پوچھی کہ) میری ایک باندی اُحد (پہاڑ) اور جو انیہ کے مقام پر بکریاں چرایا کرتی تھی میں ایک مرتبہ اسکی خبر لینے (اور حالات معلوم کرنے) کے لئے اسکے پاس گیا تو پایا کہ بھیڑ یا اُن بکریوں میں سے ایک بکری کو لے گیا ہے اور میں بھی ایک انسان ہوں مجھے بھی رنج و غم ہوتا ہے جیسے انکو (یعنی انسانوں اور آدمیوں کو) ہوتا ہے (لہذا مجھے بھی بکری کا دکھ ہوا اور میں صبر نہ کر سکا) بلکہ میں نے (اس باندی کو برا بھلا کہنے کے بعد) اسکو تھپڑ بھی مارا (اور خوب کُٹا) پس غظیم قرار دیا اسکو مجھ پر رسول اللہ ﷺ نے (یعنی میرے اس باندی کے منہ پر تھپڑ مارنے اور اس کو کوٹنے کو بہت بڑا اور بُرا امر قرار دیا۔ میں نے جب یہ محسوس کیا اور جانا) تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا میں (اپنے اس عمل کا تدارک کرنے اور اسکی معافی کے لئے) اسکو آزاد کر دوں (یہ سنکر آپ ﷺ نے) ارشاد فرمایا جاؤ اس باندی کو میرے پاس لے کر آؤ۔ میں گیا اور اسکو آپ ﷺ کی خدمت میں لے کر آیا (جب وہ آگئی تو)

آپ ﷺ نے اس سے فرمایا (بتاؤ) اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا آسمان میں ہے (پھر آپ ﷺ نے دوسرا سوال کرتے ہوئے) فرمایا (بتاؤ) میں کون ہوں؟ اس نے جواب دیا آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول (پیغمبر) ہیں (اس باندی سے ان دونوں سوالوں کے یہ جواب سننے کے بعد آپ ﷺ نے حضرت معاویہؓ سے) فرمایا کہ اسکو آزاد کر دو کیونکہ بے شک یہ مومن ہے (اور مومن کو تطوعاً ویسے ہی بغیر کسی کفارہ وغیرہ کی وجہ سے آزاد کرنا بہت بڑا فضیلت والا عمل و کام ہے)۔

نوٹس:- اس حدیث کے تحت صاحب المنہل وغیرہ شرح حضرات نے فقہ الحدیث اور فوائد الحدیث کے عنوان سے بہت سی باتیں لکھی ہیں جن میں سے چند یہ بھی ہیں۔

(۱) اس حدیث سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ چھینکنے والے کا جواب دینا ایسا کلام ہے جو نماز کے اندر جائز نہیں ہے (۲) نماز کے اندر عملِ قلیل نماز کو باطل نہیں کرتا ہے (۳) اس حدیث سے آپ ﷺ کے بلند اخلاق، جاہل و ناواقف لوگوں کے ساتھ آپ ﷺ کی نرمی اور پوری امت کے ساتھ آپ ﷺ کی شفقت و محبت کا بھی پتہ لگ رہا ہے (۴) یہ حدیث کاہنوں اور نجومیوں کے پاس جانے کی ممانعت، تشاؤم و بدشگونگی کی ممانعت اور علمِ جفر و علمِ رمل کی بھی دال ہے (۵) اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ آقاء کے لئے اپنی باندی اور خادمہ سے بکریاں وغیرہ چروانے کی خدمت لینا جائز ہے (۶) یہ حدیث اپنے خادموں کے ساتھ نرمی و شفقت کرنے کی ترغیب دے رہی ہے اسی طرح انکی اہانت و تذلیل کی ممانعت کر رہی ہے (۷) اور یہ حدیث اس بات کو بھی بتا رہی ہے کہ شریعت مؤمن کی تعظیم اور اس کے اکرام کا مطالبہ کرتی ہے اور اسکے ساتھ احسان و سلوک کرنے کا حکم دیتی ہے۔

## تعارف رجال حدیث (۹۳۰)

۱- مسدد:- یہ مسدد بن مسرہد بن مسرہل الأسدی أبو الحسن البصری

ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲)۔

۲۔ یحییٰ:۔ یہ یحییٰ بن سعید بن فروخ التمیمیٰ أبو سعید البصری القطن ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۷۰)۔

۳۔ عثمان:۔ یہ عثمان بن محمد بن أبي شبة إبراهيم العبسی أبو الحسن الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۴۔ إسماعیل:۔ یہ إسماعیل بن إبراهيم المعروف بابن علیہ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۱۰)۔

۵۔ حجاج:۔ یہ حجاج بن أبي عثمان ميسرة الصوّاف الکندی أبو الصلت البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۳۹)۔

۶۔ یحییٰ بن أبي كثير:۔ یہ یحییٰ بن أبي كثير الطائي أبو نصر الیمامي ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۱۵) اور (۳۱)۔

۷۔ هلال:۔ یہ هلال بن أبي ميمونة علي بن أسامة العامري المدني ہیں۔ کبھی کبھی ان کو ان کے دادا کی طرف نسبت کرتے ہوئے هلال بن أسامة بھی کہا جاتا ہے، اور ابن رسلان نے لکھا ہے کہ انہی کو هلال بن ميمونة بھی کہا جاتا ہے۔ دارقطنی اور مسلم بن قاسم نے ان کی توثیق کی ہے۔ ابو حاتم نے ان کے بارے میں شیخ یکتب حدیثہ لکھا ہے، نسائی نے ان کے بارے میں لا بأس به کہا ہے اور حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر پانچویں طبقہ میں شمار کیا ہے اور وفات کچھ اوپر ۱۱۰ھ میں بتائی ہے۔

۸۔ عطاء:۔ یہ عطاء بن يسار الهالبي أبو محمد المدني مولی ميمونة أم المؤمنين ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۷)۔

۹۔ معاویہ: آپ حضرت معاویہ بن الحکم السلمي صحابی رسول ﷺ ہیں۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے صرف ایک یہی حدیث نقل کی ہے۔ یہ جب مدینہ منورہ آتے تھے تو بنو سلیم میں اتر کر تے اور قیام کیا کرتے تھے چنانچہ بعض لوگوں نے ان کا شمار مدنی صحابی میں کیا ہے۔

۱۰۔ قال عثمان بن محمد بن أبي شيبة إبراهيم العسبي أبو الحسن الكوفي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

الحديث / ۹۳۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ النَّسَائِيُّ أَخْبَرَنَا

عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرِو أَخْبَرَنَا فُلَيْحٌ عَنْ هَلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ، قَالَ: ((لَمَّا قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلِمْتُ أُمُورًا مِنْ أُمُورِ الْإِسْلَامِ، فَكَانَ فِيهَا عَلِمْتُ أَنْ قِيلَ لِي إِذَا عَطَسْتَ فَاحْمَدِ اللَّهَ وَإِذَا عَطَسَ الْعَاطِسُ فَحَمِدَ اللَّهَ فَقُلْ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ. قَالَ: فَبَيْنَمَا أَنَا قَائِمٌ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الصَّلَاةِ إِذْ عَطَسَ رَجُلٌ فَحَمِدَ اللَّهَ فَقُلْتُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ رَافِعًا بِهَا صَوْتِي، فَرَمَانِي النَّاسُ بِأَبْصَارِهِمْ حَتَّى احْتَمَلَنِي ذَلِكَ، فَقُلْتُ: مَا لَكُمْ تَنْظُرُونَ إِلَيَّ بِأَعْيُنٍ شُرُرٍ، قَالَ: فَسَبَّحُوا، فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ الصَّلَاةَ قَالَ: مَنْ الْمُتَكَلِّمُ؟ قِيلَ: هَذَا الْأَعْرَابِيُّ فَدَعَانِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لِي: إِنَّمَا الصَّلَاةُ لِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَذِكْرِ اللَّهِ، فَإِذَا كُنْتَ فِيهَا فَلْيَكُنْ ذَلِكَ شَأْنَكَ، فَمَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَطُّ أَرْفَقَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۳۱: فرمایا امام الودادؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن یونس

نسائی نے انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی عبد الملک بن عمرو نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی فلیح نے انہوں نے نقل کیا ہلال بن علی سے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے حضرت معاویہ بن حکم سلمیٰ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو مجھے احکام سلام میں سے چند احکام سکھائے گئے (یعنی میں نے دین اسلام کی چند باتیں سیکھیں) اور تھی انہی باتوں میں جو مجھے سکھائی گئی تھیں یہ بات بھی کہ مجھ سے کہا گیا (یعنی آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اور یہ بات سکھائی یا بعض صحابہؓ نے مجھ سے یہ بات بتائی کہ) جب تجھے چھینک آئے تو الحمد للہ کہہ اور جب کوئی (دوسرا) چھینکنے والا چھینکے اور الحمد للہ کہے تو (تو اسکے جواب کے طور پر) یرحمک اللہ کہہ (آگے حضرت معاویہؓ) بیان کرتے ہیں کہ پھر (ایک مرتبہ ایسا ہوا) کہ جس وقت میں آپ ﷺ کے ساتھ نماز میں کھڑا ہوا تھا (یعنی آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا کہ) اچانک ایک آدمی نے چھینکا اور الحمد للہ کہا (اور چونکہ میں نے یہی سیکھا تھا کہ چھینک کر الحمد للہ کہنے والے کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا چاہئے) چنانچہ میں نے (اسکے جواب میں) یرحمک اللہ کہا بلند کرتے ہوئے اس میں اپنی آواز کو (یعنی میں نے یرحمک اللہ بلند آواز سے اور زور سے کہا) تو لوگوں نے مجھ پر اپنی نگاہیں ڈالیں (اور میری طرف کو اتنا اور ایسا دیکھا) کہ اُس نے (یعنی انکے اس طرح دیکھنے اور انکے اس فعل نے) مجھے برا بھلا سمجھ کر دیا (اور غصہ دلا دیا) تو میں نے کہا کیا ہو گیا تم کو تم مجھے (اور میری طرف اس طرح) کنکھیوں سے دیکھ رہے ہو، حضرت معاویہؓ کہتے ہیں (کہ جب انہوں نے میرا یہ غصہ بھرا جملہ سنا) تو انہوں نے سبحان اللہ کہا (واضح رہے کہ اس روایت میں تو سبحان اللہ کہنے کا ذکر ہے اور اس سے پچھلی روایت میں اس وقت اپنے ہاتھوں کو اپنی رانوں پر مارنے کا ذکر ہے تو بظاہر تو یہ منافات و مخالفت بین الاحادیث ہے لیکن حقیقت میں کوئی منافات و مخالفت نہیں ہے اسلئے کہ ہوا یہ ہوگا کہ پہلے تو ان لوگوں نے سبحان اللہ کہا ہوگا اور پھر مزید اپنی رانوں پر اپنے ہاتھ بھی مارے ہوں گے اسلئے حضرت معاویہؓ نے ایک مرتبہ ایک بات بیان کر دی

اور دوسری مرتبہ دوسری بات۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اُن میں سے بعض نے اس وقت سبحان اللہ کہا ہو اور بعض لوگوں نے اپنے ہاتھوں کو اپنی رانوں پر مارا ہو اور ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ نے بعض کے قول کو بیان کر دیا ہو اور ایک مرتبہ بعض کے عمل کو۔ بہر کیف آگے حضرت معاویہؓ بیان کر رہے ہیں کہ) پھر جب نبی کریم ﷺ نماز سے فارغ ہو گئے تو فرمایا کون (تھا نماز میں) بات کرنے والا (یعنی نماز میں بات کسی نے کی تھی) تو کہا گیا (یعنی آپ ﷺ کے سوال کا جواب دیتے ہوئے صحابہؓ نے یا کسی ایک صحابیؓ نے کہا کہ) اس اعرابی نے (صحابہؓ کا یہ جواب سن کر) رسول اللہ ﷺ نے مجھے (اپنے پاس) بلایا اور (بڑی شفقت و نرمی کے ساتھ) مجھ سے فرمایا (سنو) بیشک نماز جو ہے یہ قرآنِ کریم پڑھنے اور اللہ کی یاد کے لئے ہے (یعنی اس میں کلام اللہ پڑھا اور اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے اور لوگوں سے کی جانی والی باتیں اس میں نہیں کی جاتیں یعنی دورانِ نماز باتیں کرنا جائز نہیں ہے) لہذا جب بھی تم اس میں ہو (یعنی نماز پڑھ رہے ہو) تو تمہارا حال یہی ہونا چاہئے (یعنی تمہیں نماز کے اندر صرف قراءتِ قرآن اور ذکر اللہ ہی کرنا چاہئے نہ کہ باتیں اور کلامِ ناس۔ یہ تفصیل بیان کرنے کے بعد حضرت معاویہؓ کہتے ہیں کہ) پس میں نے کبھی نہیں دیکھا کوئی ایسا معلم (اور سکھانے والا) جو رسول اللہ سے زیادہ نرمی (اور شفقت) والا ہو (سکھانے اور تعلیم دینے میں)۔

### تعارف رجالِ حدیث (۹۳۱)

۱۔ محمد:- یہ محمد بن یونس النسائی ہیں، ائمہ ستہ میں سے ان سے صرف ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور ان کو ثقہ بتایا ہے لیکن ذہبی نے ان کے بارے میں لایسکاد یعرف لکھا ہے اور حافظؒ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر گیارہویں طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۲۔ عبد الملک:- یہ عبد الملک بن عمرو العقديّ أبو عامر القيسيّ البصريّ

ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۸۷)۔

۳۔ فُلَیح:۔ یہ فُلَیح بن اَبی المَغِیرَة الخَزَاعِیُّ اَبُو یَحٰی المدَنِی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۳۴)۔

۴۔ هَلال بن عَلِی:۔ یہ هَلال بن اَبی مِیْمُونَة عَلِی بن اَسَامَة العامری المدَنِی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹۳۰)۔

۵۔ عطاء:۔ یہ عطاء بن یسار الهَلالیُّ اَبُو مُحَمَّد المدَنِی مولی مِیْمُونَة اُم المؤمنین ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۷)۔

۶۔ معاویة:۔ آپ حضرت معاویة بن الحکم السَلَمِی صحابی رسول ﷺ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹۳۰)۔

### (۱۷۳) بَابُ التَّائِمِينَ وَرَاءَ الْإِمَامِ

(۱۷۳) امام کے پیچھے (مقتدیوں کے) آمین کہنے کا بیان۔

نوٹ:۔ لفظ آمین کے بارے میں کئی لغتیں ہیں جن میں سے سب سے مشہور لغت ہے ہمزہ کے مد اور میم کے تخفیف کے ساتھ یعنی۔ آمین۔ اور یہ اسم فعل مبني علی الفتح ہے اور جمہور کے نزدیک اس کے معنی ہوتے ہیں اَسْتَجِبْ۔ اَللّٰهُمَّ اَسْتَجِبْ۔ اگرچہ اس کے معنی کے بارے میں اور بھی اقوال ہیں مگر ان کا مفہوم بھی تقریباً یہی نکلتا ہے۔ اور واحدی کا قول اس کے بارے میں یہ ہے کہ یہ اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے لیکن ان کا یہ قول اس معنی کو غیر صحیح ہے کہ اگر یہ اسم ہوتا تو مبني علی الضم ہوتا نیز اس معنی کو بھی یہ قول صحیح نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام نام تو قیفی ہیں اور یہ ثابت نہیں ہے کہ آمین بھی ان میں سے ایک ہے۔

یہ بات تو متفق علیہ ہے کہ نہ یہ یعنی آمین جزء قرآن ہے اور نہ ہی جزء فاتحہ۔ اور مقتدی، امام، منفرد اور خارج صلاۃ قاری قرآن کے لئے اس کا کہنا مسنون ہے۔ ہاں یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ دوران نماز

آمین آہستہ کہنا چاہئے یا زور سے جسکی تفصیل تو مطولات ہی میں دیکھنی بہتر ہے تاہم اتنا یہاں پر بھی سمجھ لیں کہ امام شافعیؒ، احمدؒ اور اکثر ائمہ حدیث اس بات کے قائل ہیں کہ جب امام ولا الصّالین کہے تو مقتدیوں اور امام دونوں کو زور سے آمین کہنا چاہئے اور احناف اس بات کے قائل ہیں کہ امام مقتدی دونوں کو آمین آہستہ کہنا چاہئے۔ امام مالکؒ سے امام کے سلسلہ میں ایک روایت تو یہ ہے کہ امام نہ سرّی نماز میں آمین کہے گا اور نہ ہی جہری نماز میں اور ایک روایت یہ ہے کہ دونوں میں کہے گا اور ایک یہ ہے کہ سرّی میں تو کہے گا لیکن جہری میں نہیں کہے گا۔

الحديث / ۹۳۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَنبَأَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ حُجْرٍ أَبِي الْعَنْبَسِ الْخَضْرَمِيِّ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَرَأَ وَلَا الصَّائِلِينَ قَالَ آمِينَ وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۳۲ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن کثیر نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی سفیان نے انہوں نے نقل کیا سلمہ سے انہوں نے حُجْر ابوالعنبس خضرمی سے انہوں نے حضرت وائل بن حجرؒ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب (نماز میں قراءت کرتے کرتے سورۃ فاتحہ کے آخری لفظ) وَلَا الصَّائِلِينَ کو پڑھتے (تو اسکے بعد) آمین کہتے اور بلند کرتے اس میں اپنی آواز کو (یعنی بلند آواز سے زور سے آمین کہتے)۔

نوٹس :- واضح رہے کہ یہ حدیث اُن حضرات کی دلیل ہے جو اس بات کے قائل ہیں کہ امام کو بھی آمین کہنا چاہئے اور زور سے کہنا چاہئے، اور اُن لوگوں کے خلاف ہے جو یہ کہتے ہیں کہ امام کو آمین نہیں کہنا چاہئے واضح رہے کہ امام ابوحنیفہؒ سے بھی ایک روایت یہی ہے کہ امام کو آمین نہیں کہنا چاہئے نیز یہ روایت اُن کے بھی خلاف ہے جو اس بات کے قائل ہیں کہ آمین کو آہستہ کہنا چاہئے۔



(تفصیلات کے لئے بذل الجمہود اور عون المعبود کا مطالعہ بہت بہتر رہے گا)۔ اور آپ سے ایک درخواست یہ بھی ہے کہ اس باب اور اس حدیث میں مطابقت کس طرح کی جائے مجھے بھی سمجھا دیں۔ محمد یامین قاسمی فون نمبر (۵۲۸) ۰۹۳۵۸۱۶۔

### تعارف رجالِ حدیث (۹۳۲)

۱۔ محمد:- یہ محمد بن کثیر العبديّ أبو عبد اللہ البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۴)۔

۲۔ سفیان:- یہ سفیان بن سعید بن مسروق الثوريّ أبو عبد اللہ الکوفيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۳۔ سلمة:- یہ سلمة بن کھیل بن حصین الحضرميّ أبو يحيى الکوفيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۲۲)۔

۴۔ حُجْر:- یہ حُجْر أبو العنْبَس و يقال حُجْر بن العنْبَس الحضرميّ أبو العنْبَس و يقال أبو السکن الکوفيّ ہیں۔ ابنِ معین نے ان کو مشہور ثقہ راوی لکھا ہے، خطیب نے بھی ان کی توثیق کی ہے، دارقطنی نے ان کی حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، ابنِ حبان نے ان کو ثقات تابعین میں ذکر کیا ہے اور ایک قول ابنِ حبان کا ان کے بارے میں اتباع تابعین میں سے ہونے کا بھی ہے اور حافظ نے ان کے بارے میں صدوق مخضرم لکھا اور ان کو سرے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۵۔ وائل بن حُجْر:- آپ جلیل القدر صحابی رسول ﷺ حضرت وائل بن حُجْر بن سعد بن مسروق بن وائل بن ضَمْعَج الحضرميّ الکنديّ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۷۲۳)۔

الحديث/ ۹۳۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ الشَّعْبِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ

أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ صَالِحٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كَهَيْلٍ عَنْ حُجْرِ بْنِ عَنَسٍ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ: ((أَنَّهُ صَلَّى خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَجَهَرَ بِأَمِينٍ وَسَلَّم عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ حَتَّى رَأَيْتُ بَيَاضَ خَدِّهِ)).

ترجمہ حدیث نمبر/۳۳۹:- فرمایا امام الوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا مغلہ بن خالد شعیری نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابن نمیر نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی علی بن صالح نے انہوں نے نقل کیا سلمہ بن کھیل سے انہوں نے حجر بن عنس سے انہوں نے حضرت وائل بن حجرؓ سے یہ کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو (سنا کہ آپ ﷺ نے سورۃ فاتحہ کے اختتام یعنی ولا الضالین پر پہونچ کر) زور سے (یعنی بلند آواز سے) آمین کہا (اور قعدۃ اخیرہ سے فراغت کے بعد نماز سے باہر ہونے کے لئے پہلے) اپنی داہنی جانب کو سلام پھیرا اور (پھر) اپنی بائیں جانب کو (اور اس سلام پھیرنے کے وقت آپ ﷺ نے اپنا چہرہ مبارک اتنا گھمایا اور پھیرا) کہ میں نے آپ ﷺ کے رخسار مبارک کی سفیدی کو دیکھ لیا۔

نوٹس:- اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہو رہا اور ثابت ہو رہا ہے کہ امام کو دائیں اور بائیں دونوں طرف کو سلام پھیرنا چاہئے یعنی پہلے داہنی طرف کو اور پھر بائیں طرف کو اور سلام پھیرتے وقت اپنے چہرہ کو اتنا گھمانا اور موڑنا چاہئے کہ مقتدیوں کو اسکے رخسار نظر آنے لگیں۔ نیز یہ حدیث بھی اُن لوگوں کی دلیل ہے جو اس بات کے قائل ہیں کہ امام کو بلند آواز سے آمین کہنا چاہئے اور ان لوگوں کے خلاف ہے جو یہ کہتے ہیں کہ امام کو آمین نہیں کہنا چاہئے یا یہ کہتے ہیں کہ کہنا تو چاہئے مگر آہستہ آواز سے کہنا چاہئے۔

تعارف رجال حدیث (۹۳۳)

۱۔ مغلہ:- یہ مغلہ بن خالد بن یزید الشعمیریؒ ابو محمد العسقلانیؒ نزیل

طُرُسُوس ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۳۵)۔

۲۔ ابنِ نُمَیر :- یہ عبد اللہ بن نُمَیر الہمدانی ابوہشام الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۱)۔

۳۔ علی :- یہ علی بن صالح بن صالح بن حی الہمدانی ابو محمد الکوفی ہیں۔ نسائی، ابنِ معین اور عجمی نے ان کی توثیق کی ہے۔ ابنِ سعد نے ان کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ صاحبِ قرآن ثقة قليل الحديث۔ اور حافظ نے ان کو ثقة عابد لکھا اور ساتویں طبقہ میں شمار کرتے ہوئے وفات ۱۵۱ھ میں نقل کی ہے اور ایک قول اس کے بعد کا بھی لکھا ہے۔ واضح رہے کہ صاحبِ بذل نے نقل کیا ہے کہ قال الحافظ في التهذيب في ترجمة العلاء۔ العلاء بن صالح التميمي ويقال الأسدي الكوفي وسماه أبو داؤد في روايته علي بن صالح وهو وهم۔ اور ان کے یعنی العلاء بن صالح کے لئے دیکھیں حدیث نمبر (۷۴)۔

۴۔ سلمة :- یہ سلمة بن كهيل بن حُصين الحضرمي أبو يحيى الكوفي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۲۲)۔

۵۔ حُجْر :- یہ حُجْر أبو العنْبَس ويقال حُجْر بن العنْبَس الحضرمي أبو العنْبَس ويقال أبو السكن الكوفي ہیں۔ دیکھیں حدیث (۹۳۲)۔

۶۔ وائل بن حُجْر :- آپ جلیل القدر صحابی رسول ﷺ حضرت وائل بن حُجْر بن سعد بن مسروق بن وائل بن ضَمْعَج الحضرمي الکندی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۷۲۳)۔

الحديث / ۹۳۴ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ أَنبَأَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى عَنْ

بِشْرِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَمِّ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: ((كَانَ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا تَلَا ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ قَالَ آمِينَ حَتَّى يَسْمَعَ مَنْ يَلِيهِ مِنَ الصَّفِّ الْأَوَّلِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۳۴ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا نصر بن علی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی صفوان بن عیسیٰ نے انہوں نے نقل کیا حضرت ابو ہریرہؓ کے چچا کے بیٹے ابو عبد اللہ سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب (سورہ فاتحہ کی آخری آیت) ”غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ“ کی تلاوت فرما چکے تو آمین کہتے (اور اتنی بلند آواز سے کہتے) کہ سن لیتے (اسکو) پہلی صف والوں میں سے وہ لوگ جو آپ ﷺ کے متصل (اور نزدیک) ہوتے۔

نوٹس :- واضح رہے کہ یہ حدیث بھی اُن لوگوں کی دلیل ہے جو امام کے لئے بھی آمین کہنے کے قائل ہیں اور زور سے کہنے کے قائل ہیں اور انکے خلاف ہے جو یہ کہتے ہیں کہ امام کو آمین نہیں کہنا چاہئے نیز اُن لوگوں کے بھی خلاف ہے جو آمین کو آہستہ کہنے کے قائل ہیں۔ واضح رہے کہ ابن ماجہ نے اس حدیث کو اپنی سند سے اس طرح نقل کیا ہے ”عن أبي هريرة قال ترك الناس التامين وكان رسول الله ﷺ إذا قال - ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ قال آمين۔

اور یہ جو اس حدیث میں حتی یسمع من یلیہ الخ میں لفظ یسمع ہے اس کے بارے میں شرح حضرات نے لکھا ہے کہ یہ ثلاثی مجرد سے بھی صیغہ مضارع ہو سکتا ہے یعنی یاء کے فتح کے ساتھ بروزن یَفْعَلُ / السَّمْعُ بمعنی سنا سے۔ اور باب افعال سے بھی ہو سکتا ہے یعنی یاء کے ضمہ کے ساتھ بروزن یُفْعَلُ / الإِسْمَاعُ بمعنی سنانا سے۔

## تعارف رجالِ حدیث (۹۳۴)

۱۔ نصر:۔ یہ نصر بن علی بن نصر بن علی بن صہبان الأزدی الجہضمی ہیں۔  
دیکھیں حدیث (۱۹)۔

۲۔ صفوان:۔ یہ صفوان بن عیسیٰ القرشی الزہری أبو محمد البصری  
القسم ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱)۔

۳۔ بشر:۔ یہ بشر بن رافع الحارثی أبو الأسباط النجرائی ہیں۔ ابنِ رسلان نے  
لکھا ہے کہ قواہ ابن معین وابن عدی۔ باقی احمد، ترمذی اور نسائی نے ان کی تضعیف کی ہے  
وقال البخاري لا يتابع في حديثه، ابو حاتم نے ان کو منکر الحدیث کہا ہے اور حافظ نے ان کو فقیہ  
ضعیف الحدیث لکھا اور ساتویں طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۴۔ أبو عبد اللہ:۔ یہ عبد الرحمن بن الصامت و يقال ابن هضاض و يقال ابن  
الهضاض و يقال ابن الهضاب أبو عبد الله الدوسي ہیں۔ ان کے بارے میں ایک قول تو یہ  
ہے کہ یہ حضرت ابو ہریرہؓ کے چچا زاد بھائی ہیں اور ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ حضرت ابو ہریرہؓ کے بھتیجے  
ہیں۔ ابنِ حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے، ابنِ قطن نے ان کے بارے میں لا یعرف کہا ہے  
اور حافظ نے ان کو مقبول راوی لکھ کر تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۵۔ أبو هريرة:۔ آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول ﷺ حضرت عبد الرحمن بن  
صخر الدوسی أبو هريرة اليماني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

الحديث / ۹۳۵ - حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ  
عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَالَ الْإِمَامُ:

غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ. فَقُولُوا آمِينَ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلَهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۳۵ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا تعنی نے انہوں نے نقل کیا مالک سے انہوں سکی مولیٰ ابی بکر سے انہوں نے ابوصالح سمان سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (ہے) کہ جب امام (سورہ فاتحہ کی آخری آیت پر پہنچے اور) کہے ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ تو تم (بھی) کہو آمین۔ کیونکہ وہ شخص جس کا (آمین) کہنا فرشتوں کے (آمین) کہنے کے موافق ہو جائے گا اسکے اگلے (اور سارے پچھلے) گناہ بخش دئے جائیں گے (یعنی جب تم آمین کہتے ہو تو فرشتے بھی آمین کہتے ہیں لہذا تمہارا آمین کہنا انکے آمین کہنے کے ساتھ ہوگا اور یہ اللہ کا قانون ہے کہ جو فرشتوں کے ساتھ آمین کہے لے گا اسکے اگلے پچھلے تمام صغیرہ گناہ معاف کر دئے جائیں گے لہذا تم امام کے ولا الضالین کہنے پر آمین ضرور کہا کرو)۔

نوٹس :- اس حدیث سے اُن حضرات مالکیہ نے استدلال کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ امام آمین نہیں کہے گا لیکن صاحب المہمل وغیرہ شراح حضرات نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے یہ استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ اس حدیث میں اسکی کوئی دلیل نہیں ہے اسلئے کہ اس حدیث سے زیادہ سے زیادہ یہ پتہ لگ رہا ہے کہ اس میں امام کے آمین کہنے کا ذکر نہیں ہے اور عدم ذکر شے عدم شے کی دلیل نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ حدیث و قرآن میں قاعدہ یہ ہے کہ ایک حدیث اور ایک آیت کی تفسیر و وضاحت دوسری حدیث و آیت سے ہوا کرتی ہے۔ اور حضرت وائلؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث میں یہ بات مذکور ہے کہ آپ ﷺ نماز پڑھانے کی حالت میں یعنی امام ہونے کے وقت آمین کہتے اور اتنی زور سے کہتے

تھے کہ آپ ﷺ کے نزدیک اور پاس میں کھڑے لوگ اسکو سنتے۔ خلاصہ یہ کہ اس حدیث میں امام کے آمین کہنے کا ذکر نہ ہونا اسکی دلیل نہیں بن سکتا کہ امام کو آمین نہیں کہنا چاہئے کیونکہ دوسری احادیث میں صراحتہً امام کا آمین کہنا اور بالجہر کہنا مذکور موجود ہے۔

اور کچھ حضرات نے اس حدیث سے بھی یہ استدلال کیا ہے کہ مقتدی کو جہراً اور زور سے آمین کہنا چاہئے کیونکہ آپ ﷺ نے مطلقاً ”فقلوا آمین“ فرمایا ہے اور لفظ قول جب مطلق استعمال کیا جاتا ہے تو اسکا مطلب ہوتا ہے زور سے کہنا اور بلند آواز سے کہنا اور جب قول بول کر آہستہ سے بولنا اور کہنا مراد ہوتا ہے تو اسکے ساتھ اسکی قید لگائی اور ذکر کی جاتی ہے۔

بہر حال اس مسئلہ کی تفصیلات تو مطوالات ہی سے دیکھی جائیں تاہم اتنا یہاں پر بھی سمجھ لیا جائے کہ اس مسئلہ میں شافعیہ اور حنابلہ کا یہ کہنا ہے کہ مقتدی کو جہری نماز میں تو جہراً اور زور سے آمین کہنا چاہئے اور سرّی نماز میں آہستہ اور سرّاً کہنا چاہئے اور مالکیہ اور حنفیہ کا یہ کہنا ہے کہ مقتدی کو جہری اور سرّی دونوں طرح کی نمازوں میں آہستہ اور سرّاً ہی آمین کہنا چاہئے۔

### تعارف رجال حدیث (۹۳۵)

- ۱۔ القعنبی:۔ یہ عبد اللہ بن مسلمۃ بن قعنب القعنبی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔
- ۲۔ مالک:۔ یہ مشہور امام فقہ مالک بن انس المدنی الاصبہی الحمیری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲)۔
- ۳۔ سُمی:۔ یہ سُمی القرشی المخزومی ابو عبد اللہ المدنی مولیٰ ابی بکر بن عبد الرحمن بن الحارث ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۸۶) اور (۳۰۱)۔
- ۴۔ ابو صالح:۔ یہ ابو صالح ذکوان السمان الزیات الغطفانی المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

۵۔ ابوہریرہؓ: آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت عبدالرحمن بن صخر الدوسی ابوہریرہ الیمانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

الحديث/ ۹۳۶ - حَدَّثَنَا الْقُعْبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِنُوا فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)).

قَالَ ابْنُ شَهَابٍ: وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ آمِينَ.

ترجمہ حدیث نمبر/ ۹۳۶ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا قعنبی نے انہوں نے نقل کیا مالک سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے سعید بن مسیب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے یہ کہ اُن دونوں نے (یعنی سعید بن مسیب اور ابوسلمہ نے) انکو حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کرتے ہوئے یہ خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب امام آمین کہے تو تم (بھی) آمین کہو کیونکہ (یہ حقیقت ہے کہ) جس کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کے موافق ہو جائے گا (یعنی جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے لڑ جائے گی اور انکی آمین کے ساتھ ساتھ ہوگی یا کہنے کے فرشتوں کی ہی طرح حالۃً لہ ہوگی) تو اسکے تمام پچھلے (صغیرہ) گناہ معاف کر دئے (اور بخش دئے) جائیں گے (اور فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہمیں اپنی سند سے یہ بات بھی پہونچی ہے کہ) ابن شہاب کا بیان ہے (یعنی انہوں نے مرسل یہ روایت کیا ہے کہ) اور رسول اللہ ﷺ (بھی) آمین کہا کرتے تھے۔

نوٹس :- ”إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ الْخ“ حدیث شریف کا یہ جملہ اس بات کی دلیل ہے کہ امام کو بھی مقتدی کی طرح آمین کہنا چاہئے۔۔۔ لیکن یہاں پر ایک اشکال ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ اس میں کلمہ إِذَا



کا استعمال ہے یعنی یہ قضیہ شرطیہ اور جملہ شرطیہ ہے اور جملہ شرطیہ میں یا کہنے کے کلمہ إذا کے بعد جو شے مذکور ہوتی ہے اس کے لئے لازم نہیں ہوتا کہ اس کا وقوع وجود بھی ہوا ہو تو اس سے یہ استدلال کیسے کیا جاسکتا ہے کہ امام کو بھی آمین کہنا چاہئے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جناب آپ کہہ تو صحیح رہے ہیں لیکن آپ یہ بھول رہے ہیں کہ یہاں پر ادوات شرط میں سے إذا کا استعمال ہوا ہے اور إذا جیسے شرط کے لئے آتا ہے ویسے ہی تحقیق وقوع وجود کے لئے بھی آتا ہے اور یہاں پر تحقیق وقوع ہی کے لئے ہے اور اسکی دلیل ہیں وہ روایات جن میں صراحۃً آپ ﷺ کا یہ حالت امامت آمین کہنا مذکور ہے۔

”إذا أمن الإمام فأمنوا“ اس حدیث شریف سے بظاہر یہ معلوم ہو رہا ہے کہ مقتدی کو آمین امام کے آمین کہنے کے بعد کہنا چاہئے کیونکہ اس میں فأمنوا کے اندر جو فاء ہے یہ تعقیبہ ہے جبکہ اس سے پہلی روایت نیز اسکے علاوہ اور بھی دیگر روایات سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ مقتدی کو امام کے ساتھ ہی آمین کہنا چاہئے تو یہ تو روایات میں تضاد و تعارض ہو رہا ہے جو ہونا نہیں چاہئے تو کیوں ہو رہا ہے؟ تو اس کا جواب دیتے ہوئے شرح حضرات نے لکھا ہے کہ کوئی تضاد نہیں ہے کیونکہ اس روایت میں جو إذا أمن الإمام ہے اس کا مطلب ہے إذا أراد الإمام أن يؤمن۔ اور بعض حضرات نے اس اشکال کا جواب دیتے ہوئے یہ بھی کہا ہے کہ کوئی تضاد نہیں ہے کیونکہ دونوں طرح کی روایات سے یہ بتانا مقصود ہے کہ مقتدی کو اختیار ہے چاہے امام کے ساتھ آمین کہہ لے اور چاہے امام کے آمین کہنے کے بعد آمین کہے۔

اور یہ جو حدیث کے اندر أَمَّنُوا صِغَةُ امر ہے اس کو بعض اہل علم نے ظاہر پر محمول کیا ہے اور کہا ہے کہ مقتدی پر آمین کہنا واجب ہے اور اہل ظواہر تو یہ کہتے ہیں کہ ہر نماز پڑھنے والے کو سورۃ فاتحہ کے اختتام پر آمین کہنا واجب ہے لیکن جمہور نے اس امر کو ندب و استحباب کے لئے لیا ہے اور کہا ہے کہ آمین کہنا مستحب ہے۔

”قال ابن شهاب الخ“ اس عبارت کو لا کر مصنفؒ نے اُن لوگوں کا رد کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ امام کو آمین نہیں کہنا چاہئے کیونکہ آپ ﷺ کے قول إذا أمن الإمام کا مطلب ہے إذا أراد الإمام اور ارادہ کے اندر بالفعل آمین کہنا نہیں آتا لہذا مصنفؒ نے ابن شہاب کے اس قول کو لا کر بتا دیا کہ اس کا مطلب آپ غلط سمجھ رہے ہیں اور آپ کا استدلال غلط ہے کیونکہ آپ ﷺ تو امام ہی ہوتے تھے اور آپ ﷺ بھی سورہ فاتحہ کے اختتام پر آمین کہا کرتے تھے۔ اب اگر کوئی کہے کہ یہ تو مراسیل ابن شہاب میں سے ہے اس سے استدلال کیسے کیا جاسکتا ہے؟ تو اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ مصنفؒ نے اگرچہ اس کو مرسلاً ذکر کیا ہے مگر دارقطنی نے اس کی تخریج موصولاً کی ہے۔ اور دوسرا جواب اس کا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مصنفؒ نے جو اس سے پہلے روایات نقل کی ہیں اُن میں صراحۃً یہ مذکور ہے کہ آپ ﷺ بھی سورہ فاتحہ کے اختتام پر آمین کہا کرتے تھے اور ظاہر ہے آپ ﷺ امام ہی ہوا کرتے تھے۔ خلاصہ یہ کہ دارقطنی کا موصولاً اس کی تخریج کرنا اور مصنفؒ کی بیان کردہ سابقہ روایات سے صراحۃً امام کے آمین کہنے کا معلوم ہونا مصنفؒ کی نقل کردہ ابن شہاب کی اس مرسل روایت کو قابلِ احتجاج و استدلال بنانا رہا ہے لہذا آپ کو اپنا یہ اشکال اپنے ذہن سے نکال دینا چاہئے۔

### تعارف رجالِ حدیث (۹۳۶)

- ۱۔ القعنبی:۔ یہ عبد اللہ بن مَسْلَمَہ بن قعنب القعنبی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔
- ۲۔ مالک:۔ یہ مشہور امام فقہ مالک بن انس المدنی الأصبہی الحمیری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲)۔
- ۳۔ ابن شہاب:۔ یہ محمد بن مسلم۔ ابن شہاب۔ الزہری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔

۴۔ سعید بن المسیب:۔ یہ سعید بن المسیب بن حزن بن ابی وہب القرشی

المخزومی الإمام ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۶)۔

۵۔ أبوسلمة:۔ یہ أبوسلمة بن عبد الرحمن بن عوف القرشيّ الزهريّ المدنيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۶۔ أخبرہ:۔ اس میں أخبر اکی ضمیر مرفوع کا مرجع سعید بن مسیب اور أبوسلمة ہیں اور ضمیر منصوب کا مرجع ابن شہاب ہیں۔

۷۔ أبو هريرة:۔ آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت عبد الرحمن بن صخر الدوسيّ أبو هريرة الیمانيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

۸۔ قال ابن شہاب:۔ یہ محمد بن مسلم۔ ابن شہاب۔ الزهريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔

الحديث/ ۹۳۷ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ رَاهَوِيَةَ أَنبَأَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ بِلَالٍ: ((أَنَّه قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا تَسْبِقْنِي بِأَمِينٍ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۹۳۷:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا اسحاق بن ابراہیم راہوی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی وکیع نے انہوں نے نقل کیا سفیان سے انہوں نے عاصم سے انہوں نے ابو عثمان سے انہوں نے حضرت بلالؓ سے یہ کہ (ایک مرتبہ انہوں نے آپ ﷺ سے) عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھ سے سبقت نہ کیا کیجئے آمین (کہنے) میں۔

نوٹس:۔ واضح رہے کہ شرح حضرات نے اس حدیث کے تین مطلب لکھے ہیں (۱) اسکا مطلب یہ ہے کہ غالباً حضرت بلالؓ آپ ﷺ کے دو سکتوں میں سے پہلے سکتہ میں سورۃ فاتحہ پڑھا

کرتے تھے تو بسا اوقات ایسا ہو جاتا تھا کہ آپ ﷺ سورہ فاتحہ کی قراءت سے فارغ ہو جاتے اور انکی سورہ فاتحہ کی قراءت کی تکمیل ابھی باقی ہوتی اسلئے انہوں نے آپ ﷺ سے یہ درخواست کی کہ آپ ﷺ مجھے اتنی مہلت دیدیا کریں کہ میں اپنی باقی ماندہ سورہ فاتحہ کو پورا کر لیا کروں اور پھر آمین کہنا کریں تاکہ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ ہی آمین کہنے کا شرف و برکت حاصل کر سکوں (۲) یا اسکا مطلب یہ ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ چونکہ آپ ﷺ مجھ سے پہلے قراءت فاتحہ سے فارغ ہو جاتے ہیں اور آمین کہہ چکتے ہیں لہذا میں آپ ﷺ کے ساتھ آمین کہنے کی برکت سے محروم ہو جاتا ہوں اس لئے میری آپ ﷺ سے درخواست ہے کہ مجھے اس بات کی اجازت دیدیں کہ میں باقی ماندہ سورہ فاتحہ کو پڑھ کر اگر آپ ﷺ کے بعد بھی آمین کہوں تو بھی مجھے آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ آمین کہنے کی برکت حاصل ہو جایا کرے (۳) اور تیسرا مطلب جس کو تقریباً اکثر حضرات نے زیادہ انسب اور اقرب الی الصحت بتایا ہے یہ ہے کہ حضرت بلالؓ چونکہ مسجد کے بالکل آخر میں تمام صفوں کے پیچھے اور اپنے اذان دینے کی جگہ پر یا اسی جگہ کے قریب کھڑے ہو کر اقامت و تکبیر کہا کرتے تھے اور آپ ﷺ قدامت الصلاة پر نماز شروع فرمادیا کرتے تھے جسکی وجہ سے سورہ فاتحہ کا کچھ حصہ آپ ﷺ پہلے پڑھ چکتے تھے اسلئے حضرت بلالؓ نے آپ ﷺ سے یہ درخواست کی کہ آمین کہنے میں ذرا اتنی مہلت اور تاخیر فرمالیا کریں جتنی دیر میں میں فاتحہ کے اس حصہ کو پڑھتا ہوں تاکہ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہی آمین کہنے کی برکت حاصل کر لیا کروں۔ یا غائباً ایسا ہوتا ہوگا کہ حضرت بلالؓ اقامت سے فارغ ہو کر چل کر آگے نماز کی صف میں دیر سے شامل ہوتے ہوں گے کیونکہ کبھی تو یہ اقامت کے بعد صفوں کو درست کرتے ہوئے بھی صف میں آکر شامل ہوا کرتے تھے اس لئے ان کو یہ خطرہ ہوتا تھا کہ میں آپ ﷺ کے ساتھ آمین نہیں کہہ سکتا ہوں لہذا انہوں نے آپ ﷺ سے یہ درخواست کی کہ ذرا مہلت و تاخیر سے آمین کہا کریں تاکہ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ آمین کہنے کی برکت سے

محروم نہ ہوا کروں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

بہر حال اس حدیث سے بھی مقتدی کے آمین کہنے اور امام کے ساتھ ساتھ آمین کہنے کا ثبوت ہو رہا ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو حضرت بلالؓ آپ ﷺ سے یہ درخواست نہ کرتے اور اگر کرتے بھی تو آپ ﷺ ان کی اس درخواست پر نکیر فرماتے۔

واضح رہے کہ حافظؒ نے اس حدیث کے بارے میں لکھا ہے کہ اس حدیث کو موصولاً اور مرسلً دونوں طرح روایت کیا گیا ہے مگر دارقطنیؒ وغیرہ نے اس کے مرسل ہونے کو ہی موصول ہونے پر ترجیح دی ہے۔ اور یہ جو سند یہاں پر مذکور ہے یعنی عن ابی عثمان عن بلال یہ مرسل (یعنی منقطع) ہی ہے اس لئے کہ منقول ہے کہ ابو عثمان کی ملاقات و سماع حضرت بلالؓ سے ثابت نہیں ہے۔

### تعارف رجال حدیث (۹۳۷)

۱۔ اسحاق:۔ یہ اسحاق بن ابراہیم بن مَخْلَد بن ابراہیم الحنظلیؒ ابو محمد المروزیؒ المعروف بابن راہویہ ہیں۔ ان کے بارے میں امام احمدؒ کا قول ہے کہ میں عراق میں ائمہ مسلمین میں سے ان کے جیسا کوئی امام نہیں جانتا یعنی میرے نزدیک یہ عراق میں مسلمانوں کے بے نظیر امام تھے۔ نسائی نے ان کو ثقہ مامون أحد الأئمة کہا ہے۔ ابن حبان کا کہنا ہے کہ یہ اپنے زمانہ کے بڑے فقہاء، علماء اور حفاظ میں سے تھے اور انہوں نے بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ الغرض بہت سے حفاظ حدیث نے ان کی تعریف کی ہے۔ اور حافظؒ نے ان کو ثقہ حافظ مجتہد لکھا ہے اور بحوالہ ابوداؤد نقل کی ہے کہ اُنہ تغیر قبل موتہ بیسیسیر۔ اور ان کی وفات بہ عمر (۷۲) سال ۲۳۸ھ میں نقل کی ہے۔ لیکن واضح رہے کہ صاحب المنہل نے لکھا ہے کہ ان کی پیدائش ۱۶۱ھ یا ۱۶۶ھ میں ہوئی ہے اور وفات ۲۳۷ھ یا ۲۳۸ھ میں نقل کی ہے۔

۲۔ وکیع:۔ یہ وکیع بن الجراح الرؤاسیؒ ابوسفیان الکوفیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث

نمبر (۵) اور (۲۰)۔

۳۔ سفیان:۔ یہ طبرانی کی صراحت کے مطابق سفیان بن سعید بن مسروق الثوری  
 أبو عبد اللہ الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔ لیکن تحفة الأشراف میں یہ اشارہ ملتا ہے کہ  
 یہ سفیان بن عیینہ بن اُبی عمران میمون الہلالی أبو محمد الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث  
 نمبر (۹)۔

۴۔ عاصم:۔ یہ عاصم بن سلیمان الأحول أبو عبد الرحمن البصری ہیں۔  
 دیکھیں حدیث نمبر (۸۲)۔

۵۔ أبو عثمان:۔ یہ عبد الرحمن بن مُلّ (بتثلیث المیم) بن عمرو أبو عثمان  
 النهدی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۵۷)۔

۶۔ بلال:۔ آپؓ بلال بن رباح مولیٰ اُبی بکر مؤذن الرسول ﷺ ہیں۔ دیکھیں  
 حدیث نمبر (۱۵۳)۔

الحديث/ ۹۳۸- حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ عُتْبَةَ الدِّمَشْقِيُّ وَمَحْمُودُ بْنُ  
 خَالِدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا الْفَرْيَابِيُّ عَنْ صُبَيْحِ بْنِ مُحَرَّرٍ الْحِمَصِيِّ حَدَّثَنِي أَبُو مُصْبِحٍ  
 الْمَقْرَائِيُّ، قَالَ: ((كُنَّا نَجْلِسُ إِلَى أَبِي زُهَيْرٍ النُّمَيْرِيِّ، وَكَانَ مِنَ الصَّحَابَةِ،  
 فَيَتَحَدَّثُ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ فَإِذَا دَعَا الرَّجُلُ مِنَّا بِدُعَاءٍ قَالَ: اخْتِمُهُ بِأَمِينٍ، فَإِنَّ  
 آمِينَ مِثْلَ الطَّابِعِ عَلَى الصَّحِيفَةِ. قَالَ أَبُو زُهَيْرٍ: أَخْبَرَكُمْ عَنْ ذَلِكَ، خَرَجْنَا  
 مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَاتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ قَدْ أَلَحَّ فِي الْمَسْأَلَةِ، فَوَقَفَ  
 النَّبِيُّ ﷺ يَسْتَمِعُ مِنْهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَوْجَبَ إِنْ خَتَمَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ

الْقَوْمَ: بِأَيِّ شَيْءٍ يَخْتُمُ، فَقَالَ: بِأَمِينٍ، فَإِنَّهُ إِنْ خَتَمَ بِأَمِينٍ فَقَدْ أُوجِبَ، فَانْصَرَفَ الرَّجُلُ الَّذِي سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ، فَاتَى الرَّجُلَ فَقَالَ: اخْتِمُ يَا قُلَانُ بِأَمِينٍ وَأَبْشِرْ) وَهَذَا لَفْظٌ مَحْمُودٌ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَالْمَقْرَأِيُّ قَبِيلٌ مِنْ حِمِيرَ.

ترجمہ حدیث نمبر ۹۳۸:- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا ولید بن عتبہ دمشقی اور محمود بن خالد نے انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی فریابی نے انہوں نے نقل کیا صبح بن حُر جصی سے انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا ابو مصبح مقرائی نے (اور دوران بیان) کہا کہ ہم حضرت ابوزہیر میری کے پاس بیٹھا کرتے تھے اور وہ (یعنی حضرت ابوزہیر رسول اللہ ﷺ کے) صحابہ نہیں سے تھے (اور جب یہ مجلس ہوتی تھی) تو وہ اچھی اچھی حدیثیں بیان کیا (اور سنایا) کرتے تھے (غالباً حضرت ابوزہیر ان حضرات کو کتاب و سنت کی تعلیم اور درس دیا کرتے تھے) پس (ایک بار ایسا ہوا کہ) ہم میں سے ایک شخص نے (کوئی) دعاء کی تو انہوں نے (یعنی حضرت ابوزہیر نے) اُس شخص کو مخاطب کر کے فرمایا ختم کر اس کو (یعنی اپنی دعاء کو) آمین پر (اور پھر اپنے اس قول کی یعنی آمین پر ختم کرنے کا حکم دینے کی علت و دلیل بیان کرتے ہوئے فرمایا) کیونکہ آمین مثل مہر کے ہے کتاب (ورسالہ) پر (یعنی جس طریقہ سے کوئی قیمتی شے سیل اور مہر کے ذریعہ محفوظ ہو جاتی ہے اسی طرح آمین بھی دعاء کے لئے سیل و مہر کا کام کرتا ہے اور اس کی وجہ سے دعاء محفوظ ہو جاتی اور بارگاہِ خداوندی میں بہ حفاظت پہنچ جاتی ہے۔ اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح مختوم و سیل بند خط و تحریر لائق قبول ہوتی ہے اُسی طرح آمین پر ختم ہونے والی دعاء بھی اجدروالین بالقبول ہو جاتی ہے۔ بہر کیف اس کے بعد اپنی پوری بات کو فرمانِ رسول اللہ ﷺ سے مدلل کرنے کے لئے) حضرت ابوزہیر نے فرمایا (سنو) میں تمکو اسکے بارے میں بتاتا ہوں (یعنی میں نے جو تم سے آمین کے سلسلہ میں کہا ہے کہ اسکی حیثیت خط پر مثل مہر

کے ہے تو میں نے یہ بات اپنی طرف سے اور اپنی رائے سے نہیں کہی ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ سے سن کر کہی ہے لہذا میں تم کو اس کا پورا واقعہ سناتا ہوں۔ ایسا ہوا کہ ہم ایک رات (یعنی کسی رات کے کسی وقت میں) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تو ہمارا گزر ایک ایسے شخص کے پاس سے ہوا جو مانگنے میں نہایت اصرار (و مبالغہ) کر رہا تھا (یعنی نہایت عاجزی و انکساری کے ساتھ دعا مانگ رہا تھا) تو رسول اللہ ﷺ اس کو (یعنی اس کی دعا کو) سننے کے لئے رک کر (کھڑے) ہو گئے اور (اس کی اس پر مبالغہ و اصرار والی دعا کو سن کر) فرمایا واجب کر لے گا یہ اگر مہر لگائے گا (یعنی اگر یہ شخص اپنی دعا کے اختتام پر آمین کہے گا تو اس کی دعا کی قبولیت لازم و ضروری ہو جائے گی۔ اور اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر یہ شخص دعا کے آخر میں آمین کہہ لے گا تو اس کے لئے جنت و مغفرت کا استحقاق اور دوزخ سے چھٹکارا واجب و ضروری ہو جائے گا۔ بہر کیف آپ ﷺ کی یہ بات سن کر ہم) لوگوں میں سے (جو آپ ﷺ کے ساتھ تھے) ایک شخص نے درخواست کی (یا رسول اللہ ﷺ) کسی چیز پر ختم کرنے سے (یہ ہوگا) تو آپ ﷺ نے فرمایا آمین پر (ختم کرنے سے۔ اور پھر مزید وضاحت کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا) بے شک یہ حقیقت ہے کہ اگر وہ (دعا مانگنے والا اپنی دعا کو) آمین پر ختم کرے گا تو بے شک وہ (اپنی دعا کی قبولیت کو) واجب (و ضروری) کر لے گا (جب آپ ﷺ یہ پوری بات فرما چکے) تو وہ شخص جس نے آپ ﷺ سے دریافت کیا تھا چلا اور اُس (دعا مانگنے والے) شخص کے پاس پہنچا اور (اُس سے) کہا اے فلاں (اپنی دعا کو) ختم کر آمین پر اور بشارت لے (اور خوش ہو جا اپنی دعا کی قبولیت پر)۔

اور یہ الفاظ محمود کے ہیں (مصنف کہنا یہ چاہر ہے ہیں کہ یہ مفہوم تو ہم سے ہمارے دونوں ہی شیخ ولید بن عتبہ اور محمود بن خالد نے بیان کیا ہے مگر ہم نے یہاں پر یہ جو الفاظ نقل کئے ہیں یہ ہمارے شیخ محمود بن خالد کے بیان کردہ ہیں۔ نیز) ابوداؤد نے فرمایا کہ اور مقرائی/حمیر کی ایک شاخ ہے



(یعنی یہ جو سند میں مذکور أبو مُصْبِح کی نسبت المَقْرَئِیِّ بیان کی گئی ہے یہ قبیلہ حَمِیر کی ایک شاخ المَقْرَء کی طرف نسبت ہے)۔

نوٹس:- واضح رہے کہ صاحبِ عون المعبود وغیرہ نے اس حدیث کی تحت بہت اچھی اور پُر تحقیق تفصیل لکھی ہے جس کو وہیں دیکھ لینا بہتر ہے تاہم اتنا یہاں پر بھی ملاحظہ کر لیں کہ مصنف اس باب یعنی باب التَّائِمِین وراء الإمام میں سات حدیثیں لائے ہیں جن میں سے چوتھی، پانچویں اور چھٹی حدیث کی مناسبت تو اس باب سے بالکل ظاہر ہے اور پہلی، دوسری نیز تیسری حدیث کی مناسبت اس باب سے یہ ہے کہ ان میں امام کے آمین کہنے کا ذکر ہے اور مقتدی کے لئے نماز کے اندر سوائے منہی عنہ چیزوں کے ہر چیز میں امام کی اتباع ضروری ہے کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے ”صَلُّوا کَمَا رَأَيْتُمُونِی“ لہذا جب آپ ﷺ نے یہ حالتِ امامت آمین کہا ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ مقتدی کو بھی آمین کہنا چاہئے اور صحابہؓ نے کہا ہوگا۔ اور اس آخری ساتویں حدیث کی مناسبت اس باب سے یہ ہے کہ اس میں دعاء کے بعد آمین کہنا مذکور ہے اور سورۃ فاتحہ بھی ایک دعاء ہے لہذا جو بھی اس کو پڑھے اس کو آمین کہنا چاہئے یعنی اگر کوئی اس کو خارجِ صلاۃ پڑھے اس کو بھی آمین کہنا چاہئے اور جو اس کو داخلِ صلاۃ پڑھے اس کو بھی آمین کہنا چاہئے چاہے وہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد اور ظاہر ہے مقتدی امام کے پیچھے ہی ہوتا ہے لہذا اس حدیث میں امام کے پیچھے آمین کہنے کا ذکر بھی کسی نہ کسی طرح ہے اور اس لئے اس حدیث کی مناسبت اس باب سے ہو جاتی ہے۔ لیکن واضح رہے کہ جو لوگ مقتدی کیلئے فاتحہ پڑھنے کے قائل نہیں ہیں ان کے اعتبار سے اس حدیث کی اس باب سے مناسبت کرنا بڑا مشکل مسئلہ ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

تعارف رجال حدیث (۹۳۸)

۱۔ الولید:- یہ الولید بن عتبۃ الدمشقی أبو العباس الأشجعی ہیں۔ امام بخاریؒ کا

کہنا ہے کہ یہ معروف الحدیث ہیں اور محمد بن عون نے ان کی تعریف کی ہے۔ حافظؒ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر دسویں طبقہ میں شمار کیا ہے اور وفات بہ عمر چونتیس سال ۲۴۰ھ میں بتائی ہے۔

۲۔ محمود:- یہ محمود بن خالد بن أبي خالد یزید السَلَمیّ ابوعلیّ الدمشقی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹۱)۔

۳۔ الفریابی:- یہ محمد بن یوسف بن واقد الضبیّ أبو عبد اللہ الفریابی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷۸)۔

۴۔ صُبَیح:- یہ صُبَیح بن مُحْزَر المَقْرَئِیّ الحمصیّ ہیں۔ انہوں نے صرف عمرو بن قیس اور ابو مُصْبَح مَقْرَائِیّ سے اور ان سے صرف محمد بن یوسف فریابی نے روایت کیا ہے۔ ابن حبان نے ان کو ثقّات میں ذکر کیا ہے اور حافظؒ نے ان کو مقبول راوی لکھ کر ساتویں طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۵۔ أبو مُصْبَح:- یہ أبو مُصْبَح الرویانیّ الأوزاعیّ الحمصیّ المَقْرَئِیّ ہیں۔ ابو زرہ نے ان کے بارے میں ثقہ لا أعرِف اسمہ کہا ہے۔ ابن حبان نے ثقّات میں ذکر کیا ہے اور حافظؒ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۶۔ إلیٰ أبی زهیرؒ:- آپؒ ابو زهیر و يقال أبو الأَزهَر الأَهمَاریّ الصّحابیؓ ہیں۔ زیادہ تر حضرات کا خیال یہ ہے کہ ان کا نام معلوم نہیں لیکن ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کا نام یحیٰ بن نفیر ہے۔

### (۱۷۴) بَابُ التَّصْفِيقِ فِي الصَّلَاةِ

(۱۷۴) نماز میں (کسی ضرورت کی وجہ سے) دستک مارنے کا بیان (یعنی اس باب

میں یہ بیان ہوگا کہ دورانِ نماز کسی ضرورت کی بناء پر دستک مارنا جائز ہے یا نہیں)۔

نوٹ:- صاحبِ قاموس نے التصفیق کے معنی لکھے ہیں الضرب بباطن الراحة علی

الأخرى یعنی ہتھیلی سے تالی بجانایا ایک ہاتھ کی ہتھیلی کو دوسرے ہاتھ پر مارنا۔ اور صاحبِ المجمع نے اس کی تفسیر ضرب إحدى الیدین علی الأخری سے کی ہے یعنی ایک ہاتھ کو دوسرے پر مارنے کا نام التصفیق ہے۔

الحديث/ ۹۳۹ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۹۳۹: فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا قتیبہ بن سعید نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی سفیان نے انہوں نے نقل کیا زہری سے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ہے کہ اگر دورانِ نماز کوئی ضرورت پیش آجائے مثلاً کسی نابینا آدمی کو متنبہ کرنے کی ضرورت پیش آجائے تو) مردوں کے واسطے تسبیح (یعنی سبحان اللہ کہنا سنت) ہے اور عورتوں کے واسطے تصفیق (یعنی دستک مارنا سنت) ہے۔

نوٹس:- نوویؒ نے اس حدیث شریف کا مطلب واضح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اگر دورانِ نماز کوئی ضرورت پیش آجائے تو اگر مرد کو ضرورت پیش آئی ہے تو اس کے لئے مسنون یہ ہے کہ سبحان اللہ کہے اور اگر یہ ضرورت عورت کو پیش آئے تو اسکے لئے سنت یہ ہے کہ وہ اپنے داہنے ہاتھ کے اندرونی حصہ کو اپنے بائیں ہاتھ کے باہری حصہ پر مار کر ایک آواز کرے اور علی وجہ اللہو واللعب اپنے ایک ہاتھ کا اندرونی حصہ دوسرے ہاتھ کے اندرونی حصہ پر نہ مارے یعنی تالی نہ بجائے اور اگر وہ عورت ایسا کرے گی تو اسکی نماز باطل ہو جائے گی کیونکہ یہ عمل علی جہۃ اللعب منافی نماز

ہے۔۔۔ اور حافظؒ نے لکھا ہے کہ عورتوں کو ایسے موقع پر تسبیح سے اسلئے منع کیا گیا ہے کیونکہ فتنہ و فساد سے بچاؤ کی خاطر عورتوں کو مطلقاً نماز کے اندر اپنی آواز کو پست کرنے کا حکم ہے اور تسبیح میں بھی آواز ہوتی ہے اسلئے اس موقع پر عورتوں کو تسبیح سے بھی روکا گیا ہے۔ اور مردوں کو ایسے موقع پر تصفیق سے اسلئے روکا گیا ہے کیونکہ تصفیق عورتوں ہی کی شایانِ شان ہے اور مردوں کی شان کے خلاف ہے۔

ابن العربي کا بیان ہے کہ فقہاء میں سے شوافع وغیرہ کا یہی کہنا ہے کہ ایسے موقع پر مردوں کے لئے تسبیح مسنون ہے اور عورتوں کے لئے تصفیق اور ابنِ رسلان نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ منٹ کے لئے بھی تصفیق ہی مسنون ہے کیونکہ احتمال و امکان ہے کہ وہ عورت ہی ہو۔۔۔ اور صاحبِ المنہل نے یہ تفصیل لکھی ہے کہ اسی حدیث کے ظاہر پر عمل کرتے ہوئے شوافع و حنابلہ کا کہنا ہے کہ مردوں کو ایسے موقع پر تسبیح کہنی چاہئے اور عورتوں کو تصفیق۔ نیز انکا یہ قول بھی ہے کہ تسبیح سے نماز میں کوئی نقصان نہیں آئے گا چاہے کئی مرتبہ کیوں نہ کہی جائے کیونکہ اسکا کہنا جنسِ صلاۃ ہی میں سے ہے برخلاف تصفیق کے کیونکہ وہ ایک ایسا عمل ہے جو جنسِ صلاۃ میں سے نہیں ہے لہذا اگر تصفیق کا عمل کثیر اور کئی مرتبہ ہو جائے تو وہ نماز کو باطل کر دے گا۔۔۔ مالکیہ اور حنفیہ کا یہ کہنا ہے کہ ایسے موقع پر مردوں اور عورتوں سب ہی کو تسبیح ہی کہنی چاہئے اور انہوں نے استدلال کیا ہے آپ ﷺ کے قول من نابہ شیء فی الصلاة فلیسبح کے عموم سے اور حنفیہ تو مزید یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر عورت تصفیق کرے گی تو اسکی نماز باطل ہو جائے گی۔ اور قرطبیؒ نے لکھا ہے کہ عورتوں کے لئے ایسے موقع پر تصفیق ہی مسنون ہے اور خبر و نظر اور عقل کے اعتبار سے یہی صحیح ہے اب رہی مذکورہ روایت اور اسکا عموم تو اس عموم کی تخصیص و تشریح ہو جاتی ہے اُن احادیث سے جن میں عورتوں کے لئے صراحۃً التصفیق للنساء اور ولیصفح النساء کے الفاظ موجود ہیں۔ واضح رہے کہ صاحبِ المنہل نے تو احناف کی طرف سے یہی نقل کیا ہے لیکن میں نے ایک حنفی مفتی صاحب سے اس سلسلہ میں معلوم کیا تو انہوں نے کہا کہ احناف کا یہ مسلک

نہیں ہے مصنف سے نقل کرنے میں سہو ہوا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

### تعارف رجال حدیث (۹۳۹)

۱۔ قتیبة:۔ یہ قتیبة بن سعید بن جمیل الشقفیؒ ابورجاء البغلانیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۵)۔

۲۔ سفیان:۔ یہ سفیان بن عیینة بن ابي عمران ميمون الهالبيؒ ابومحمد الکوفيؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔

۳۔ الزهري:۔ یہ محمد بن مسلم۔ ابن شهاب۔ الزهريؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۹)۔  
۴۔ أبوسلمة:۔ یہ أبوسلمة بن عبد الرحمن بن عوف القرشيؒ الزهريؒ المدنيؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۵۔ أبو هريرةؓ:۔ آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت عبد الرحمن بن صخر الدوسيؒ أبو هريرة اليمانيؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

الحديث / ۹۴۰ - حَدَّثَنَا الْقُعَيْبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ذَهَبَ إِلَى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ، وَحَانَتِ الصَّلَاةُ، فَجَاءَ الْمُؤَدِّنُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ: أَتُصَلِّي بِالنَّاسِ فَأُقِيمُ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَصَلَّى أَبُو بَكْرٍ، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالنَّاسُ فِي الصَّلَاةِ فَتَخَلَّصَ حَتَّى وَقَفَ فِي الصَّفِّ، فَصَفَّقَ النَّاسُ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي الصَّلَاةِ، فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِيقَ التَفَتَ فَرَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَّ امْكُثْ مَكَانَكَ، فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ يَدَيْهِ

فَحَمِدَ اللَّهُ عَلَى مَا أَمَرَهُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ ذَلِكَ، ثُمَّ اسْتَأْخَرَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى اسْتَوَى فِي الصَّفِّ، وَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَصَلَّى، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَتَّبِعَ إِذْ أَمَرْتُكَ؟ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا كَانَ لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَالِي رَأَيْتُكُمْ أَكْثَرْتُمْ مِنَ التَّصْفِيحِ، مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيُسَبِّحْ فَإِنَّهُ إِذَا سَبَّحَ انْتَفَتَ إِلَيْهِ وَإِنَّمَا التَّصْفِيحُ لِلنِّسَاءِ)).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا فِي الْفَرِيضَةِ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۴۰ :- فرمایا امام الودادؒ نے کہ ہم سے بیان کیا تعنی نے انہوں نے نقل کیا مالک سے انہوں نے ابو حازم بن دینار سے انہوں نے حضرت سہل بن سعدؓ سے یہ کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ بنو عمر بن عوف کے یہاں تشریف لے گئے تاکہ انکے درمیان صلح کرادیں (واضح رہے کہ بنو عمر بن عوف انصار کا ایک قبیلہ ہے جو بقاء میں رہا کرتا تھا ایک مرتبہ ان میں جھگڑا ہو گیا آپ ﷺ کو اسکی خبر پہونچی تو آپ ﷺ بہت سے لوگوں کے ساتھ جن میں حضرت ابی بن کعبؓ بھی تھے ان جھگڑنے والے لوگوں کے درمیان صلح کرانے کی غرض سے بقاء میں بنو عمر کے یہاں تشریف لے گئے) اور (وہاں پر اتنی تاخیر ہو گئی کہ عصر کی) نماز کا وقت ہو گیا (اور چونکہ آپ ﷺ جاتے وقت حضرت بلالؓ سے یہ فرما کر گئے تھے کہ اگر نماز کا وقت ہو جائے اور میں واپس نہ آسکوں تو حضرت ابوبکرؓ سے کہنا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھادیں) پس مؤذن (یعنی حضرت بلالؓ نے) حضرت ابوبکرؓ کے پاس آ کر عرض کیا، کیا آپ لوگوں کو (ابھی) نماز پڑھائیں گے کہ میں تکبیر کہوں (یا کچھ دیر آپ ﷺ کے تشریف لانے کا انتظار فرمائیں گے؟ حضرت بلالؓ کی بات سکر حضرت ابوبکرؓ نے) فرمایا

ہاں (میں ابھی نماز پڑھا دوں گا تم اقامت کہو یہ جواب سکر حضرت بلالؓ نے اقامت کہی) اور حضرت ابوبکرؓ نے نماز پڑھانی شروع کر دی، اور رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اس حال میں کہ لوگ نماز میں تھے (یعنی ابھی لوگ نماز کی پہلی ہی رکعت میں تھے کہ آپ ﷺ تشریف لے آئے) اور صفوں کو چیرتے ہوئے آگے آئے یہاں تک کہ صف میں کھڑے ہو گئے (یعنی صفوں کو چیرتے ہوئے صفِ اول تک پہنچے اور پھر اُس صفِ اول میں حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے نماز میں شامل ہو گئے) پس (جب لوگوں نے آپ ﷺ کو حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے نماز میں کھڑا ہوا دیکھا تو اس امر کو بڑا عجیب و عظیم امر سمجھا لہذا حضرت ابوبکرؓ کو اسکی اطلاع و خبر دینے کے لئے) لوگوں نے دستک ماری شروع کی اور (چونکہ حضرت) ابوبکرؓ نماز میں (ادھر ادھر) متوجہ نہیں ہوتے تھے (یعنی اتنے خشوع و خضوع اور استغراق و استحضار کے ساتھ نماز پڑھتے تھے کہ دورانِ نماز انکو ادھر ادھر کا پتہ ہی نہیں رہتا تھا اسلئے انکو لوگوں کی اس ابتدائی تصفیق و دستک مارنے کا پتہ ہی نہ چلا لہذا لوگوں نے برابر کئی باری عمل کیا) لہذا جب لوگوں نے بہت کیا عمل تصفیق کو تو وہ متوجہ ہوئے (یعنی جب بہت زیادہ لوگوں نے دستک ماری تو حضرت ابوبکرؓ نے ذرا مڑ کر دیکھا کہ لوگ ایسا کیوں کر رہے ہیں) تو دیکھا رسول اللہ ﷺ کو (اپنے پیچھے صف میں کھڑا ہوا لہذا انہوں نے امام کی جگہ سے پیچھے ہٹ کر صف میں آ کر کھڑے ہونے کا ارادہ کیا) پس (جب آپ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کا یہ ارادہ یا کہنے کہ پیچھے ہٹنے کا عمل دیکھا تو) رسول اللہ ﷺ نے اپنی جگہ پر کھڑے رہنے کا اشارہ کیا (یعنی اشارہ سے یہ فرمایا کہ اپنی جگہ کھڑے رہو اور نماز پڑھاتے رہو۔ آپ ﷺ کا یہ اشارہ یہ حکم پایا) تو حضرت ابوبکرؓ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اللہ کی حمد کی اُس پر جو حکم رسول اللہ ﷺ نے انکو دیا تھا (یعنی آپ ﷺ کے اس حکم سے کہ تم امام بن کر نماز پڑھاتے رہو اور میں تمہارے پیچھے ہی نماز پڑھتا رہوں گا حضرت ابوبکرؓ کو چونکہ ایک عظیم مقام و مرتبہ حاصل ہوا تھا اسلئے انہوں نے آسمان کی طرف اپنا سر اٹھایا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اس کی حمد کی) پھر یعنی اللہ

تعالیٰ کا شکر اور اس کی حمد کرنے کے بعد حضرت ابوبکرؓ استدبارِ قبلہ اور انحراف عن القبلة کے بغیر اٹھ پاؤں) پیچھے کو ہٹے یہاں تک کہ (اپنے سے متصل یعنی پہلی) صف میں آکر کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ آگے بڑھ کر (امام کی جگہ پر جا کر کھڑے ہو گئے) اور (لوگوں کو باقی ماندہ) نماز پڑھائی۔ پھر جب (آپ ﷺ نماز سے) فارغ ہو چکے تو فرمایا اے ابوبکر جب میں نے تمہیں (اپنی جگہ پر یعنی امام کی جگہ پر) کھڑا رہنے سے (یعنی تم نے ایسا کیوں کیا کہ میرے حکم دینے کے باوجود بھی تم اپنی جگہ سے ہٹ کر پیچھے آئے اور صف میں آکر کھڑے ہو گئے آپ ﷺ کی طرف سے یہ معاتبانہ بات سن کر حضرت) ابوبکرؓ نے (اپنی معذرت و عذر پیش کرتے ہوئے) عرض کیا ابو قحافہ کے بیٹے کے لئے ہر گز یہ مناسب نہیں تھا (یعنی اس کا یہ درجہ و مقام نہیں ہو سکتا کہ) وہ رسول اللہ ﷺ کے آگے نماز پڑھے (یعنی رسول اللہ ﷺ کی امامت کرے۔ حضرت ابوبکرؓ کا یہ جواب سن کر آپ ﷺ نے ان کی اس مخالفت امر و حکم والی بات پر کوئی پکڑ نہ کی اور نہ ہی کسی شدت و ناراضگی کا اظہار فرمایا جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا آپ ﷺ نے ان کے عذر و معذرت کو قبول فرمالیا تھا۔ بہر کیف اسکے بعد آپ ﷺ نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے) فرمایا کیا ہوا مجھے کہ دیکھا میں نے تم کو کہ تم نے بہت زیادہ کیا تصفیح (یعنی تصفیق و دستک مارنے) کو (یعنی تم نے اتنی زیادہ دستک کیوں ماری۔ یا دستک کیوں ماری یعنی تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا اسلئے آئندہ کے لئے سن رکھو کہ) جس کسی کو بھی اسکی نماز کے دوران کوئی شے (حادثہ) پیش آئے (اور وہ اسکی خبر و اطلاع اپنے امام کو دینا چاہے) تو سبحان اللہ کہے کیونکہ وہ جب سبحان اللہ کہے گا تو اسکی طرف توجہ کی جائے گی (یعنی جب وہ سبحان اللہ کہے گا تو لازمی بات ہے کہ ہر ایک شخص امام سمیت اسکی طرف متوجہ ہوگا اور اسکی خبر و اطلاع امام کو ہو جائے گی۔ اور سنو) تصفیح (یعنی دستک مارنا) تو صرف عورتوں کے لئے ہے (یعنی چونکہ عورتوں کو یہ حکم ہے کہ وہ اپنی آواز کو پست



رکھیں اسلئے دورانِ نماز اگر کوئی ضرورت پیش آئے تو وہ اس وقت بھی اسکا لحاظ کریں اور سبحان اللہ کہنے کی بجائے تصفیق کریں اور دستک ماریں۔

اور فرمایا ابوداؤد نے اور یہ (حکم کہ اگر کسی کو دورانِ نماز کوئی ضرورت و حادثہ پیش آئے تو مرد تو سبحان اللہ کہے اور عورت تصفیق کرے اور دستک مارے) فرض نماز میں ہے (یعنی اس حکم کا تعلق فرض نماز سے ہے۔ لیکن واضح رہے کہ جب فرض نماز کے لئے یہ حکم اور گنجائش ہے تو نفل نماز کے لئے تو یہ حکم بطریقِ اولیٰ ہوگا)۔

نوٹس:۔ ”أتصلی بالناس فأقیم“ سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ اس جملہ میں جو یہ لفظ فأقیم ہے یہ منصوب بھی ہو سکتا ہے اور مرفوع بھی منصوب تو اس وجہ سے کہ یہ جوابِ استفہام ہوا اور ظاہر ہے جوابِ استفہام منصوب ہی ہوا کرتا ہے اور اس کو مرفوع اس وجہ سے پڑھ سکتے ہیں کہ اس کو مبتدا محذوف کی خبر مانیں اور تقدیری عبارت یہ ہو فنا أقیم۔ اور حدیث شریف کے اس جملہ سے یہ ارشاد مل رہا ہے کہ اقامت کو متصلاً ہونا چاہئے یعنی اقامت و نماز میں فصل نہیں ہونا چاہئے کیونکہ حضرت بلالؓ کا استفہام و استفسار اسی کو بتا رہا ہے یعنی اگر وہ ان کو جواب دیتے ہاں تو وہ تکبیر کہتے جیسا کہ انہوں نے کیا اور اگر جواب دیتے کہ نہیں بلکہ آپ ﷺ کا انتظار کروں گا اور بعد میں نماز پڑھاؤں گا تو وہ تکبیر و اقامت نہ کہتے۔۔۔ اور اس جملہ یا کہتے کہ اس حدیث کو پڑھ کر کسی کے بھی ذہن میں یہ بات آ سکتی ہے کہ اس حدیث میں یہ مذکور ہے کہ حضرت بلالؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے معلوم کیا اور استفسار کیا کہ کیا آپ نماز پڑھائیں گے اور دوسری روایت سے جو اس کے بعد ابوداؤد شریف کی بھی حدیث نمبر (۹۴۱) ہے اُس سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ آپ ﷺ حضرت بلالؓ کو یہ حکم دیکر گئے تھے کہ اگر نماز کا وقت ہو جائے اور میں نہ آسکوں تو حضرت ابوبکرؓ کو میری طرف سے یہ حکم دینا کہ وہ نماز پڑھادیں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کو حکم دیا اور انہوں نے نماز پڑھائی شروع کر دی۔ خلاصہ کلام یہ کہ ان

دونوں حدیثوں میں تضاد کیوں ہو رہا ہے اور حضرت بلالؓ نے حکم کے بعد بھی یہ استفہامی انداز کیوں اختیار کیا؟ تو سنئے اس کا جواب یہ ہے کہ کوئی تضاد نہیں ہے بلکہ آپ کے سمجھنے کا فرق ہے کیونکہ حضرت بلالؓ نے جو یہ استفہامی انداز اختیار کیا تھا اس میں بھی حضرت ابوبکرؓ کو آپ ﷺ کے حکم کی اطلاع ہی دی تھی اور نماز پڑھانے کا حکم ہی دیا تھا کیونکہ استفہام سے تو ان کا مقصد صرف رعایتِ ادب اور یہ معلوم کرنا تھا کہ ابھی نماز پڑھائیں گے یا کچھ تاخیر کر کے پڑھائیں گے اگر ابھی پڑھائیں تو میں تکبیر کہہ دوں اور اگر تاخیر کر کے پڑھائیں تو ابھی تکبیر نہ کہوں۔

”اکثرتم من التصفیح“ واضح رہے کہ یہ جو لفظ التصفیح ہے اس کی تشریح کرتے ہوئے صاحب المنہل وغیرہ تقریباً تمام ہی شراح حضرات نے لکھا ہے کہ تصفیح اور تصفیق دونوں ایک ہی چیز ہیں یعنی الضرب بالكفین مطلقاً اور عینی کا کہنا ہے کہ التصفیح کا مطلب ہے الضرب بظاہر إحدى الکفین علی باطن الأخریٰ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ تصفیح نام ہے انداز و تنبیہ کے مقصد سے دہاتے ہاتھ کی دو انگلیوں کو علی باطن کف الیسریٰ مارنے کا اور تصفیق نام ہے ویسے ہی لہو و لعب کے طور پر دونوں ہاتھوں کو ایک دوسرے پر مارنے یعنی تالی بجانے کا۔۔۔۔ اور ابنِ رسلان نے اس سلسلہ میں یہ تفصیل لکھی ہے کہ جو تصفیح دو انگلیوں سے ہوتی ہے وہ تو انداز و تنبیہ کے لئے ہوتی ہے اور جو تمام انگلیوں یا پورے ہاتھوں سے ہوتی ہے وہ لہو و لعب کے لئے ہوتی ہے۔ اور یہ بھی منقول ہے کہ تصفیح نام ہے ایک ہاتھ کے ظاہری حصہ کو دوسرے پر مارنے کا اور تصفیق نام ہے دونوں ہاتھوں کے اندرونی حصہ کو ایک دوسرے پر مارنے کا یعنی تالی بجانے کا نیز لکھا ہے کہ شوافع کے نزدیک مشہور یہ ہے کہ تصفیق و تصفیح نام ہے ایک ہاتھ کے باطنی و اندرونی حصہ کو دوسرے ہاتھ کے ظاہری حصہ اور پشت پر مارنے کا۔

”من نابہ شیئ فی صلاتہ فلیسبح“ سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ یہ جو صیغہ امر

فلیسبح ہے جمہور کے نیز دیک یہ ندب واستحباب پر محمول ہے نیز جمہور نے اس جملے یعنی من نابہ شیئ الخ کا مطلب بتایا ہے أي من حدث له من الرجال شیئ فی صلاتہ فلیقل سبحان اللہ یعنی ایسے موقعہ پر یہ سبحان اللہ کہنے کا حکم مخصوص ہے مردوں کے لئے اور اس کی دلیل جمہوریہ دیتے ہیں کہ یہی روایت حماد بن زید عن ابی حازم کے طریق سے مروی ہے اور اس میں صراحۃً یہ مذکور ہے فلیسبح الرجال ویصفق النساء۔۔۔ نیز اسی زیر تشریح حدیث میں آگے انما التصفیح للنساء کے الفاظ بھی اسی کی دلیل ہیں۔۔۔ لیکن امام مالک کا کہنا یہ ہے کہ حکم تصفیق منسوخ ہے اور اب سب ہی کے لئے یعنی مردوں اور عورتوں سب کے لئے ایسے موقعہ پر صرف سبحان اللہ ہی کہنے کا حکم ہے چنانچہ موصوف امام اس جملے ”من نابہ شیئ فی صلاتہ فلیسبح“ کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ اپنے عموم پر ہے اور اس کے عموم میں عورتیں بھی داخل ہیں یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا موقعہ پڑنے پر مردوں اور عورتوں سب کے لئے یہی حکم ہے کہ وہ سبحان اللہ کہیں۔ اور یہی الفاظ ”انما التصفیح للنساء“ اس کا مطلب وہ نہیں ہے جو آپ نے بیان کیا بلکہ اس کا مطلب ہے اس فعل کی مذمت بیان کرنا یعنی یہ عمل ایک نسوانی عمل ہے جو وہ خارج صلاۃ کرتی ہیں لہذا اسی عمل کا نماز کے اندر کرنا نہ تو عورتوں کے لئے مناسب ہے اور نہ مردوں کے لئے بلکہ مردوں اور عورتوں سب کو ایسے موقعہ پر سبحان اللہ ہی کہنا چاہئے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

اور صاحب المنہل وغیرہ نے اس حدیث کے تحت فقہ الحدیث کے عنوان سے لکھا ہے کہ اس حدیث سے بہت سی باتیں معلوم ہو رہی ہیں جن میں سے چند یہ بھی ہیں (۱) اس حدیث سے لوگوں کے درمیان صلح و صفائی کرانے کی ترغیب معلوم ہو رہی ہے (۲) اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ امام وقت کو خود بنفس نفیس بھی کچھ دعووں اور مقدمات کو سننے کے لئے جانا چاہئے (۳) اگر نماز کا وقت ہو جائے اور امام موجود نہ ہو تو امام کے علاوہ کسی اور کو آگے بڑھ کر نماز پڑھا دینی چاہئے (۴) امام کی

عدم موجودگی میں نماز پر ہانے کے لئے لوگوں میں سے سب سے افضل و صالح شخص کو آگے بڑھنا چاہئے (۵) باقاعدہ اور مقررہ امام کے انتظار کی وجہ سے نماز کو مؤخر کر کے پڑھنے کے مقابلے میں کسی دیگر افضل و صالح شخص کے پیچھے اس کے اول وقت میں پڑھنا افضل ہے (۶) پہلی صف تک پہنچنے کی غرض سے صفوں کو چیرنا اور ان کے درمیان سے چل کر جانا جائز ہے۔ لیکن واضح رہے کہ حافظ نے لکھا ہے کہ ایسا کرنا صرف ان لوگوں کے لئے جائز ہے جن کو اس کی ضرورت ہو مثلاً امام کے لئے، اُس شخص کے لئے جس کی امام کو استخلاف کے وقت ضرورت پڑے اور اس کے لئے جو پہلی صف میں یا کسی بھی اگلی صف میں موجود خلا و کشادگی کو پُر کرنا چاہے اور ایسا کرنے سے کسی کو تکلیف و اذیت بھی نہ ہو (۷) یہ حدیث یہ بھی بتا رہی ہے کہ دورانِ نماز عملِ قلیل کرنے کی وجہ سے نماز باطل نہیں ہوتی (۸) نماز کے اندر کسی ضرورت کی وجہ سے اشارہ کرنا نیز دورانِ نماز التفات اور ادھر ادھر کو مڑنا و متوجہ ہونا جائز ہے (۹) اگر کسی کو کوئی نعمت ملے تو اس کو اللہ کا شکر اور حمد کرنا مستحب ہے چاہے وہ نعمت نماز ہی میں کیوں نہ ملے (۱۰) اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ اگر مقررہ امام کی عدم موجودگی کی وجہ سے کوئی دیگر افضل و صالح شخص نماز پڑھانی شروع کر دے اور پھر دورانِ نماز مقررہ امام آجائے تو اُب اُس امام کو اختیار ہے چاہے تو اسی دیگر شخص کے پیچھے مقتدی بکر نماز میں شامل ہو جائے اور چاہے امامت کے لئے آگے بڑھ جائے اور باقی نماز کو خود پڑھائے (۱۱) اور اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ اگر دورانِ نماز مردوں کو کوئی حاجت و شے پیش آئے تو ان کو سبحان اللہ کہنا چاہئے اور اگر ایسا موقعہ عورتوں کو پیش آئے تو انہیں تصفیق و تصفیح کا عمل کرنا یعنی دستک مارنی چاہئے۔

### تعارف رجال حدیث (۹۴۰)

۱۔ القعنی:۔ یہ عبد اللہ بن مسلمة بن قعنب القعنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۲۔ مالک:۔ یہ مشہور امام فقہ مالک بن انس الأصبھی المدنی الحمیری ہیں۔

دیکھیں حدیث نمبر (۱۲)۔

۳۔ ابو حازم:۔ یہ ابو حازم سلمة بن دينار الأعرج الأفرج التمار المدني ہیں۔

دیکھیں حدیث نمبر (۴۰)۔

۴۔ سہل بن سعد:۔ آپ سہل بن سعد بن مالک الساعدي الأنصاري

أبو العباس الخزرجي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۹) اور (۲۱۴)۔

۵۔ بنو عمرو بن عوف:۔ صاحب بزل نے تو اس کی شرح میں صرف یہ لکھا ہے قبيلة من

الأنصار تسكن قباء لیکن صاحب المنہل نے لکھا ہے ہم بطن من الأوس فيه عدة أحياء

منهم بنو أمية بن زيد بن مالك بن عوف ومنهم بنو الضبيعة بن زيد وبنو ثعلبة بن

عمرو بن عوف۔ خلاصہ اس کا بھی یہی ہے کہ یہ انصار کا ایک قبیلہ تھا۔

الحديث / ۱ ۴ ۹ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَنَّنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ

أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: ((كَانَ قِتَالٌ بَيْنَ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، فَبَلَغَ

ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ، فَاتَاهُمْ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ بَعْدَ الظُّهْرِ، فَقَالَ لِبَلَالٍ: إِنَّ حَضْرَتَ

صَلَاةِ الْعَصْرِ وَلَمْ آتِكَ فَمُرْ أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَلَمَّا حَضَرَتِ الْعَصْرُ أَذَّنَ

بَلَالٌ ثُمَّ أَقَامَ ثُمَّ أَمَرَ أَبَا بَكْرٍ فَتَقَدَّمَ. قَالَ فِي آخِرِهِ: إِذَا نَابَكُمْ شَيْءٌ فِي الصَّلَاةِ

فَلْيُسَبِّحِ الرَّجَالُ وَلْيُصَفِّحِ النِّسَاءُ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۱ ۴ ۹:۔ فرمایا امام الہوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عمرو بن عون

نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی حماد بن زید نے انہوں نے نقل کیا ابو حازم سے انہوں نے حضرت سہل

بن سعد سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) بنو عمرو بن عوف کے درمیان کچھ لڑائی ہو گئی اور

وہ (یعنی اُس لڑائی کی خبر) نبی کریم ﷺ کو پہونچی تو آپ ﷺ انکے درمیان صلح کرانے کے لئے ظہر کے بعد تشریف لے گئے اور (روانہ ہونے سے پہلے اپنے مؤذن حضرت بلالؓ سے فرمایا کہ اگر عصر کی نماز (کا وقت) ہو جائے اور میں تمہارے پاس (واپس) نہ پہونچ سکوں تو تم ابو بکرؓ کو (میری طرف سے یہ) حکم دینا کہ لوگوں کو (امام بکر) نماز پڑھا دیں چنانچہ جب عصر (کی نماز) کا وقت ہو گیا (اور آپ ﷺ واپس تشریف نہ لاسکے تو حضرت بلالؓ نے اذان دی پھر اقامت کہی اور حضرت ابو بکرؓ کو (آپ ﷺ کی طرف سے نماز پڑھانے کا) حکم دیا پس وہ آگے بڑھے (یعنی آگے بڑھ کر لوگوں کے امام بنے اور ان کو نماز پڑھانی شروع کر دی۔ آگے مصنفؒ بتا رہے ہیں کہ ہم سے ہمارے شیخ عمرو بن عون نے یہ بھی بیان کیا کہ ان کے شیخ حماد بن زید نے) اس کے (یعنی اس حدیث کے) آخر میں إذا نابکم شئ الخ بیان کیا (یعنی جب تم کو دورانِ صلاۃ کوئی شے (وحادثہ اور ضرورت) پیش آئے تو مرد سبحان اللہ کہیں اور عورتیں عملِ تصفیح کریں اور دستک ماریں)۔

نوٹس:- سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ مصنفؒ نے اس سند سے اس حدیث کو لا کر مالک اور حماد بن زید کی روایت کے الفاظ کے اختلاف کو بیان کیا ہے یعنی مالک نے اپنی روایت میں جہاں من نابہ شئ فی صلاتہ فلیسبح وإنما التصفیح للنساء نقل فرمایا تھا وہاں پر حماد بن زید نے مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے صیغہ امر کو نقل کیا ہے یعنی إذا نابکم شئ فی الصلاة فلیسبح الرجال ویصفح النساء کہا ہے۔

اور صاحب المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ یہ حدیث اس سند سے اس سے پہلی حدیث کی وضاحت ہونے کے ساتھ ساتھ اُن حضرات جمہور کی صریح اور کھلی ہوئی دلیل ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ایسے موقع پر مردوں کو سبحان اللہ کہنا چاہئے اور عورتوں کو عملِ تصفیح و تصفیق کرنا یعنی دستک مارنی چاہئے، نیز اُن حضرات مالکیہ کے خلاف حجت ہے جو یہ کہتے ہیں کہ مردوں اور عورتوں سب کو ایسے موقع پر سبحان

اللہ ہی کہنا چاہئے۔ اسی طرح یہ حدیث اس بات کو بھی ثابت کر رہی ہے کہ إنما التصفیح للنساء کا مطلب ولیصفح النساء ہی ہے نہ کہ وہ جو حضرات مالکیہ بیان کرتے ہیں کہ یہ علی وجہ المذمہ اور برائی کے طور پر فرمایا گیا ہے نہ کہ یہ حکم بیان کرنے کے لئے کہ ایسے موقعہ پر عورتوں کو عملِ تصفیح و تصفیق کرنا یعنی دستک مارنی چاہئے۔

اور ایک خاص اشارہ اس حدیث میں یہ بھی موجود ہے کہ آپ ﷺ کے بعد خلافت کے مستحق اول حضرت ابوبکرؓ ہی تھے کیونکہ شہادتیں کے بعد نماز دین کا سب سے اہم اور سب سے بڑا عظیم الشان مسئلہ و معاملہ ہے اور اس میں اپنی نیابت کے لئے آپ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کو منتخب کیا اور چنا لہذا معلوم ہوا کہ اس کے علاوہ باقی امور دینیہ اور دنیویہ میں آپ ﷺ کا نائب و خلیفہ بننے کے لئے تو حضرت ابوبکرؓ بطریق اولیٰ مستحق و حقدار ہیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

### تعارف رجال حدیث (۹۴۱)

۱۔ عمرو:۔ یہ عمرو بن عون بن اوس بن الجعد الواسطی أبو عثمان البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۲)۔

۲۔ حماد:۔ یہ حماد بن زید بن درہم الأسدی أبو اسماعیل البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴)۔

۳۔ ابو حازم:۔ یہ ابو حازم سلمۃ بن دینار الأعرج الأفرج التمار المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۰)۔

۴۔ سہل بن سعد:۔ آپؓ سہل بن سعد بن مالک الساعدی الأنصاری أبو العباس الخزرجی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۹)۔ اور (۲۱۴)۔

۵۔ أذن بلال:۔ آپؐ مؤذن رسول ﷺ حضرت بلال بن رباحؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث

نمبر (۱۵۳)۔

الحديث/ ۲ ۹۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ عَنْ

عِيسَى بْنِ أَيُّوبَ، قَالَ: ((قَوْلُهُ التَّصْفِيحُ لِلنِّسَاءِ تَضْرِبُ بِأَصْبَعَيْنِ مِنْ يَمِينِهَا عَلَى كَفِّهَا الْيُسْرَى)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۲ ۹۴ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمود بن خالد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ولید نے انہوں نے نقل کیا عیسیٰ بن ایوب سے (یہ کہ انہوں نے) فرمایا کہ آپ ﷺ کے قول التصفیح للنساء (کا مطلب اور اس کی ترکیب و کیفیت یہ ہے کہ) مارے (عورت) اپنے داہنے ہاتھ کی دو انگلیوں کو اپنے بائیں ہاتھ (کی تھیلی) پر۔

نوٹس :- واضح رہے کہ تصفیح و تصفیق کے بارے میں قدرے تفصیل تو پیچھے نقل کی جا چکی ہے۔ لیکن یہاں پر صاحب عون المعبود نے کچھ خلاصہ لکھا ہے اس کو بھی سمجھ لیں۔ لکھا ہے کہ اس حدیث سے یہ پتہ لگ رہا ہے کہ تصفیح اور تصفیق الگ الگ ہیں کیونکہ تصفیق کا مطلب ہے الضرب بباطن الراحة علی الأخریٰ اگرچہ زیادہ تر حضرات کا کہنا اور مشہور قول یہی ہے کہ تصفیق اور تصفیح دونوں ایک ہی چیز ہیں اور دونوں کے ایک ہی معنی ہیں چنانچہ ابن حزم کا تو یہاں تک کہنا ہے کہ اس میں کوئی اختلاف ہی نہیں ہے کہ تصفیق اور تصفیح ایک ہی شے ہیں اور دونوں کے ایک ہی معنی ہیں اور وہ ہیں الضرب بإحدى صفتي الكف علی الأخریٰ۔ لیکن زین الدین عراقی کا کہنا ہے کہ ان کے معنی میں عدم اختلاف کا دعویٰ صحیح نہیں ہے کیونکہ ان کے مختلف المعنی ہونے کے دو قول صاحب الکمال اور صاحب مفہم نے نقل کئے ہیں (۱) التصفیح کے معنی ہیں الضرب بظاهر إحداهما علی الأخریٰ اور التصفیق کے معنی ہیں الضرب بباطن إحداهما



علی باطن الأخریٰ (۲) التصفیح کے معنی ہیں الضرب بإصبعین للإنداز والتنبیہ اور التصفیق نام ہے الضرب بالجمع للهو و اللعب کا۔۔۔۔۔۔ علمائے کرام اور شراح عظام سب کی تحقیق سر آنکھوں پر لیکن احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ لغت اگرچہ اختلاف ہو مگر اصطلاحاً اور دورانِ نماز عورتوں کے اس عمل کو التصفیق اور التصفیح دونوں سے تعبیر کیا جاسکتا ہے کیونکہ اس عمل کے لئے احادیث میں دونوں لفظ منقول و مذکور ہیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجال حدیث (۹۴۲)

۱۔ محمود :- یہ محمود بن خالد بن اُبی خالد یزید السَلَمیّ ابو علی الدمشقیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹۱)۔

۲۔ الولید:- یہ الولید بن مسلم القرشیّ أبو العباس الدمشقیّ ہیں۔ دیکھیں  
حدیث نمبر (۱۲۲)۔

۳۔ عیسیٰ: - یہ عیسیٰ بن ایوب الأزديّ أبوہاشم الدمشقی ہیں۔ حافظ نے ان کو صدوق، زاہد لکھا اور ساتویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے۔

(١٧٥) بَابُ الْإِشَارَةِ فِي الصَّلَاةِ

(۱۷۵) دورانِ نماز (کسی حاجت و ضرورت کی بناء پر) اشارہ کرنے کا بیان۔

الحديث/ ٣٤٩ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ شَبُوبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُشِيرُ فِي الصَّلَاةِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۴۳: فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا احمد بن شیبہؒ اور محمد بن رافعؒ نے یہ کہہ کر کہ ہمیں خبر دی عبدالرزاقؒ نے انہوں نے کہا، ہمیں خبر دی عمر نے انہوں نے نقل کیا زہریؒ سے انہوں نے حضرت انس بن مالکؓ سے یہ کہہ کر نبی کریم ﷺ (کسی حاجت و ضرورت کے پیش آنے پر) دوران نماز اشارہ فرمایا کرتے تھے۔

نوٹس:- صاحب بذل نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں مذکور اشارہ سے اگرچہ یہ ممکن ہے کہ تشہد میں شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنے کو مراد لیا جائے لیکن مصنفؒ نے چونکہ آگے چل کر الإشارة فی التشہد کا باب و عنوان مستقل طور پر قائم کیا ہے اس لئے یہ بات متعین ہو جاتی ہے کہ اس حدیث میں جو اشارہ مذکور ہے وہ وہی اشارہ ہے جو ضرورت و حاجت کے وقت دوران نماز کیا جائے مثلاً اشارہ کر کے سلام کا جواب دینا وغیرہ۔

### تعارف رجال حدیث (۹۴۳)

۱- أحمد:- یہ أحمد بن محمد بن ثابت بن عثمان بن مسعود بن یزید الخزاعیؒ أبو الحسن بن شیبہؒ المروزیؒ الماخونیؒ ہیں۔ نسائیؒ، ابن وضاحؒ، عجلؒ، عبد الغنی بن سعید اور ابن حبانؒ نے انکی توثیق کی ہے وقال الإدريسي: إنه كان فاضلاً حافظاً ثبتاً متقناً في الحديث۔ اور حافظؒ نے انکو ثقہ راوی لکھ کر دسویں طبقہ میں شمار کیا ہے نیز وفات ۲۳۰ھ میں بتائی ہے۔

۲- محمد:- یہ محمد بن رافع بن زید سابور القشيريؒ أبو عبد الله النيسابوريؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶۳)۔

۳- عبد الرزاق:- یہ عبد الرزاق بن همام بن نافع الحميريؒ أبو بكر الصنعانيؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷)۔

۴۔ معمر:۔ یہ معمر بن راشد الأزدي أبو عروة البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲۷)۔

۵۔ الزہری:۔ یہ محمد بن مسلم۔ ابن شہاب۔ الزہری ہیں۔ دیکھیں حدیث (۹)۔

۶۔ انس بن مالک:۔ آپ مشہور کثیر الروایہ خادمِ رسول ﷺ حضرت انس بن مالک بن النضر الأنصاری أبو حمزۃ الخزرجی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴) اور (۱۹)۔

الحديث/ ۹ ۴ ۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ

مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ الْأَخْنَسِ عَنْ أَبِي غُطَفَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((التَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ - يَعْنِي فِي الصَّلَاةِ، وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ، مَنْ أَشَارَ فِي صَلَاتِهِ إِشَارَةً تَفْهَمُ عَنْهُ فَلْيُعِدْ لَهَا - يَعْنِي الصَّلَاةَ)).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: هَذَا الْحَدِيثُ وَهُمْ.

ترجمہ حدیث نمبر/ ۹ ۴ ۴:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن

سعید نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی یونس بن بکر نے انہوں نے نقل کیا محمد بن اسحاق سے انہوں نے یعقوب بن عتبہ بن اخنس سے انہوں نے ابو غطفان سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ہے) کہ سبحان اللہ کہنا مردوں کے لئے ہے۔ یعنی دورانِ نماز (ضرورت و حاجت کے پیش آنے پر انداز و تنبیہ کے لئے مردوں کو سبحان اللہ کہنا چاہئے) اور تصفیق (دستک مارنا) عورتوں کے لئے ہے (یعنی ایسے موقع پر عورتیں عمل تصفیق کریں اور دستک ماریں اور) جو شخص اپنی نماز میں (یعنی دورانِ نماز) ایسا اشارہ کرے جو اسکی طرف سے سمجھا جائے (یعنی ایسا اشارہ کرے جس سے کوئی مضمون اور بات سمجھ میں آجائے) تو

وہ شخص اس کو یعنی اپنی نماز کو لوٹا دے (اور دوبارہ پڑھے)۔

فرمایا امام الوداءؒ نے کہ یہ حدیث وہم (اور خطاء) ہے۔

نوٹس:۔ من أشار فی صلاته الخ اس میں جو لفظ تفہم ہے یہ بضم التاء مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب مجہول ہے۔ اور عنہ کی ضمیر مجرور کا مرجع من أشار میں جو کلمہ من ہے وہ ہے۔ اور یہ جو فلیعد ہے یہ بضم الیاء الإعادة سے امر کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے اور لہا میں جو لام ہے وہ زائدہ ہے اور مطلب یہ ہے أي فلیعد الصلاة اور اسی کا اشارہ ملتا ہے بیہقی کی روایت کے الفاظ سے کیونکہ اسکے الفاظ یہ ہیں۔ ومن أشار فی صلاته إشارة تفہم عنہ فلیعدھا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ لہا میں جو لام ہے یہ لام اجلیہ ہو اور ہا کی ضمیر کا مرجع الإشارة ہو اور یعد کا مفعول مقدر و محذوف لفظ الصلاة ہو اور مطلب یہ ہو أي فلیعد الصلاة من أجل تلك الإشارة۔ واضح رہے کہ ایک امکان یہ بھی ہے کہ فلیعد بفتح الیاء یعنی العود سے ہو اور مطلب یہ ہو فلیعد إلى الصلاة ثانیاً اور یہ حقیقت میں پہلے والا ہی مطلب ہے۔

”هذا الحديث وهم“ واضح رہے کہ مصنفؒ کی مراد هذا الحديث سے من أشار فی صلاته الخ کے الفاظ ہیں۔ اور مصنفؒ نے جو اس پر وہم کا حکم لگایا ہے یہ غالباً اس وجہ سے لگایا ہے کہ اس کی سند میں ابن اسحاق ہیں اور وہ بطریق عنعنہ روایت کر رہے ہیں نیز سند کے اندر جو ابو غطفان ہیں یہ مجہول روای ہیں اور حدیث کے آخر میں جو یہ من أشار الخ کے الفاظ ہیں یہ یا تو ابن اسحاق کا قول ہیں یا ابو غطفان کا نقل کردہ اضافہ ہے، امام احمدؒ اور ابن جوزیؒ نے بھی اس کی سند کو لیس بشیئ اور معلول قرار دیا ہے۔ بہر کیف یہ حدیث ان لوگوں کے دلائل میں سے ہے جو نماز کے اندر سلام کا جواب دینے کے نہ طقاً قائل ہیں اور نہ ہی اشارہ سے۔

لیکن واضح رہے کہ صاحب المنہل وغیرہ شراح حضرات نے اس حدیث کے بارے میں

مصنفؒ کے اس فیصلے هذا الحدیث وہم کو تسلیم نہیں کیا ہے چنانچہ لکھا ہے کہ عراقی وغیرہ نے ابو غطفان کو معروف کہا ہے چنانچہ مسلمؒ نے بھی اپنی صحیح میں اُن سے روایت نقل کی ہے نیز نسائی، ابنِ حبان اور ابنِ معین نے ان کی توثیق کی ہے اور مصنفؒ کے فیصلہ کی بنیاد ان کی جہالت ہی تھی۔

اور مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے منقول ہے کہ اصل میں جب ابوداؤدؒ نے یہ دیکھا کہ بہت سی صحیح روایات سے تو نماز کے اندر اشارہ کا ثبوت ملتا ہے اور اس حدیث میں اشارہ کی وجہ سے نماز کے اعادہ کا حکم معلوم ہو رہا ہے یعنی اشارہ کے جواز کی نفی ثابت ہو رہی ہے تو اس کا سیدھا مطلب یہ ہے کہ یہ حدیث بہت سی صحیح روایات کے مخالف و معارض ہے لہذا مصنفؒ نے اس زیر تشریح حدیث پر وہم کا حکم لگادیا اور کہہ دیا کہ هذا الحدیث وہم۔ حالانکہ اس تعارض کو اس طرح پر بھی ختم کیا جاسکتا ہے کہ یہ حدیث بھی اپنی جگہ صحیح ہے اب اس حدیث میں جو اشارہ کرنے کی بناء پر نماز کے اعادہ اور دہرانے کا ذکر ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اشارہ کی وجہ سے نماز فاسد ہو جاتی ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسی شکل میں مندوب و مستحب نماز کا دہرا لینا اور اعادہ کر لینا ہی ہے۔ نیز یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ حدیث یہ بھی اپنی جگہ پر صحیح ہے اور دیگر احادیث صحیحہ کے بالکل معارض و مخالف نہیں ہے کیونکہ اس حدیث میں جس اشارہ کا ذکر ہے اور جس اشارہ کی وجہ سے نماز کو دہرانے کا حکم مذکور ہے اُس سے مفسدِ صلاۃ والا اشارہ مراد ہے یعنی بلا ضرورت یا سلام کے جواب کے علاوہ کسی اور کام کے لئے اشارہ کرنا اور اُن احادیث میں جو اشارہ مذکور ہے وہ اشارہ غیر مفسدِ صلاۃ ہے یعنی ضرورت یا سلام کے جواب کے لئے اشارہ کرنا۔ دیکھئے اس مذکورہ بالا وضاحت کے بعد تعارض بالکل ختم ہو جاتا ہے اور هذا الحدیث وہم کہنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

### تعارف رجال حدیث (۹۴۴)

۱۔ عبد اللہ:۔ یہ عبد اللہ بن سعید بن حُصین أبو سعید الأشج الکوفی الکندی

ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۹۲)۔

۲۔ یونس:- یہ یونس بن بُکیر بن واصل الشیبانیّ أبو بکر أو أبو بُکیر الجمال الکوفیّ الحافظ ہیں۔ ابنِ معین کا کہنا ہے کہ یہ ثقہ صدوق راوی ہیں قد کتبت عنه۔ ابنِ حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ احمد بن حنبل کا کہنا ہے کان أزهّد الناس وقد کتبت عنه۔ ابوحاتم کا قول ہے محله الصدوق، ابوداؤد سے منقول ہے لیس عندي بحجة، وقال الساجي: کان صدوقاً إلا أنه کان يتبع السلطان وکان مرجئاً اور نسائی کا ان کے بارے میں ایک قول لا بأس به کا ہے اور ایک ضعیف ہونے کا۔ اور حافظ نے ان کو صدوق بخطی لکھا اور نویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۱۹۹ھ میں بتائی ہے۔

۳۔ محمد:- یہ محمد بن إسحاق بن یسار إمام المغازی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳)۔

۴۔ یعقوب:- یہ یعقوب بن عتبة بن المغيرة بن الأخنس الثقفيّ المدني ہیں۔ نسائی، دارقطنی، ابنِ معین، ابوحاتم اور ابنِ سعد نے ان کی توثیق کی ہے اور ان کو عالم حدیث اور عالم سیرت لکھا ہے۔ اور حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر چھٹے طبقہ میں شمار کیا ہے نیز ان کی وفات ۱۲۸ھ میں بتائی ہے۔

۵۔ أبو غطفان:- یہ أبو غطفان سعد بن طريف المُرِّي المدني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۴۱)۔

۶۔ أبو هريرةؓ:- آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول ﷺ حضرت عبد الرحمن بن صخر الدوسيّ أبو هريرة اليمانيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

۷۔ قال أبو داؤد:- یہ مصنف کتاب الإمام سليمان بن الأشعث أبو داؤد

السجستانى ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

### (۱۷۶) بَابُ مَسْحِ الْحَصَى فِي الصَّلَاةِ

(۱۷۶) نماز کے اندر کنکریاں ہٹانے کا بیان (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ دورانِ نماز سجدہ کی جگہ سے یا نماز پڑھنے کی کسی بھی جگہ یعنی اپنے مُصلّے سے کنکریوں کو ہٹانا مکروہ ہے)۔  
 الحديث ۹۴۵ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ - شَيْخٍ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ - أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا ذَرٍّ يَرْوِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَإِنَّ الرَّحْمَةَ تَوَاجَّهُ فَلَا يَمْسَحُ الْحَصَا)).

ترجمہ حدیث نمبر ۹۴۵ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا مسدد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی سفیان نے انہوں نے نقل کیا زہری سے انہوں نے ایک مدنی شیخ ابوالاحوص سے یہ کہ انہوں نے سنا حضرت ابوذرؓ سے (اور وہ یعنی حضرت ابوذرؓ) اس کو نقل کر رہے تھے نبی کریم ﷺ سے (یعنی ان مدنی شیخ نے حضرت ابوذرؓ کو مرفوعاً آپ ﷺ سے یہ نقل کرتے ہوئے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے) جب تم میں سے کوئی (بھی) نماز کو کھڑا ہو (یعنی نماز کو شروع کر دے)۔ واضح رہے کہ قام إلى الصلاة کا مطلب یہی شرع فی الصلاة ہے کیونکہ آگے مذکور مسحِ حصا کی نہی و ممانعت کا تعلق دورانِ نماز سے ہی ہے نہ کہ نماز شروع کرنے سے پہلے سے۔ بہر کیف آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ جب کوئی بھی نماز شروع کر دیتا ہے اور نماز میں کھڑا ہوتا ہے (تو بے شک رحمتِ خداوندی) اس کے سامنے ہوتی (اور اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے) لہذا اس کو چاہئے کہ وہ (محلِ سجدہ یا محلِ صلاۃ سے) کیکریاں نہ ہٹائے۔

نوٹس :- ”شیخ من أهل المدينة“ واضح رہے کہ روای نے اس جملہ سے یہ کہنا چاہا ہے

کہ اس شیخ کا نام یاد اور معلوم نہیں ہے۔ واضح رہے کہ نسائی میں بجائے اس کے یہ الفاظ ہیں اُنہ سمع شیخاً يحدث فی مجلس سعید بن المسیب خلاصہ یہ کہ ان شیخ کا نام معلوم نہیں ہے۔

”فإن الرحمة تواجہة“ یہ جملہ مابعد میں مذکور مسحِ حُصی کی نہی ومانعت کی تعلیل و علت ہے یعنی مسحِ حُصی سے کیوں باز رہنا چاہئے اس لئے کہ انسان جب خشوع و خضوع، اہتمام اور توجہ کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس پر مسلسل رحمتوں کا نزول ہوتا رہتا ہے اب اگر وہ اپنے سجدہ وغیرہ کی جگہ سے کنکریاں ہٹانے میں لگے گا تو وہ سلسلہ رحمت منقطع ہو جائے گا اس لئے ایسا نہیں کرنا چاہئے۔۔۔ اب اگر کوئی کہے کہ کسی بھی چیز اور حکم کی تعلیل و علت تو بعد میں بیان ہوا کرتی ہے پھر آپ ﷺ نے یہاں پر مسحِ حُصی کی علت و تعلیل کو مقدم کیوں کیا اور حکم سے پہلے کیوں بیان کیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ رحمتِ خداوندی ایک عظیم اور مہتم بالشان شے ہے اس لئے اس کو پہلے اور مقدم کر کے ذکر کیا گیا ہے۔۔۔ اب اگر کوئی یہ کہنے لگے کہ حدیث شریف میں تو صرف مسحِ حُصی اور کنکریوں کا ذکر ہے جس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ مانعت صرف مسحِ حُصی کی ہے نہ کہ مٹی یا ریت یا اُس جیسی کسی بھی چیز کو دورانِ نماز ہٹانے اور صاف کرنے کی جبکہ مسئلہ یہ ہے کہ ان میں سے کسی بھی چیز کو دورانِ نماز سجدہ کی جگہ سے یا اپنے مُصلّے کی کسی بھی جگہ سے ہٹانا اور صاف کرنا مکروہ اور ممنوع ہے تو یہ تو مسئلہ اور حدیث میں تضاد و تعارض ہو رہا ہے جبکہ ہونا نہیں چاہئے تو کیوں ہو رہا ہے؟ تو سنئے اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث شریف میں مسحِ حُصی اور کنکریوں کا ذکر قیدِ احترازی کے طور پر نہیں ہے بلکہ اغلیبیت و اکثریت کا اعتبار کرتے ہوئے ویسے ہی محض قیدِ اتفاقی کے طور پر اس کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ مساجد میں بلکہ کہئے کہ آپ ﷺ کے زمانہ کی مساجد اور اکثر کنکریاں ہی بچھی اور پڑی ہوتی تھیں۔

خلاصہ یہ کہ اس حدیث شریف سے یہ پتہ لگ رہا ہے کہ دورانِ نماز نمازی کی طرف اللہ تعالیٰ کی ایک مزید اور خاص رحمت متوجہ رہتی اور نازل ہوتی رہتی ہے نیز ایک مسئلہ یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ



نمازی کو بہ حالتِ صلاۃ اپنے سجدہ کی جگہ سے کنکریاں ہٹانا اور صاف کرنا مکروہ ہے اسی طرح دورانِ نماز اعمالِ صلاۃ کے علاوہ کسی اور کام میں مشغول ہونا اور لگنا بھی مکروہ ہے۔

### تعارف رجالِ حدیث (۹۴۵)

۱۔ مسدد:۔ یہ مسدد بن مسرہد بن مُسرِبِل الأسدیّ أبو الحسن البصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲)۔

۲۔ سفیان:۔ یہ سفیان بن عیینہ بن اُبی عمران میمون الہلالیّ أبو محمد الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹)۔

۳۔ الزہریّ:۔ یہ محمد بن مسلم۔ ابن شہاب۔ الزہریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۹)۔

۴۔ أبو الأحوص:۔ یہ أبو الأحوص شیخ من أهل المدينة ہیں۔ منذری کا کہنا ہے کہ ان شیخ ابو الاحوص کا نام کسی کو معلوم نہیں ہو سکا ہے اور یحییٰ بن معین وغیرہ نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے۔ اور حافظؒ نے لکھا ہے کہ یہ أبو الأحوص مولیٰ بنی لیث أو غفار ہیں۔ اور ان کو مقبول راوی بتاتے ہوئے تیسرے طبقہ میں سے قرار دیا ہے نیز لکھا ہے کہ ان سے زہری کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا ہے۔

۵۔ ابوذرؓ:۔ آپؓ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت جُنْدُب بن جنادۃ ابوذر الغفاری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۳۲)۔

الحديث/ ۶ ۹۴۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ مُعَيْقِبٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَمَسُّحُ وَأَنْتَ تُصَلِّي فَإِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَأَعْلًا فَوَاحِدَةً تَسْوِيَةً الْحَصَا)).

ترجمہ حدیث نمبر ۶/ ۹۴ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا

مسلم بن ابراہیم نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہشام نے انہوں نے نقل کیا تھی سے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے حضرت معقیبؓ سے یہ کہ (انہوں نے بیان کیا کہ) نبی کریم ﷺ نے فرمایا (ہے) مت ہٹاؤ کنکریاں اس حال میں کہ تو نماز پڑھ رہا ہو (یعنی بہ حالتِ صلاۃ برابر و ہموار کرنے کی غرض سے کنکریوں کو مت ہٹا۔ واضح رہے کہ اس بہ حالتِ صلاۃ کی قید سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے ایسا کرنا جائز ہے اور اس میں کوئی حرج و کراہت نہیں ہے۔ بہر حال آگے راوی حدیث نقل کر رہے ہیں کہ اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ) پس اگر ایسا کرنا ضروری ہی ہو تو کنکریوں کو ہموار و برابر کرنے کے لئے ایک مرتبہ کر لے (یعنی اگر سجدہ کرنے کے لئے کنکریوں کو ہموار و برابر کرنا نہایت ضروری ہو اور بغیر ایسا کرے سجدہ کرنے میں ایذا و تکلیف ہو تو پھر اس اذیت و تکلیف سے بچاؤ کے لئے ایک مرتبہ ایسا کرنا یعنی کنکریوں کو ادھر ادھر کرنا اور ہٹانا مباح و جائز ہے لیکن ایک مرتبہ سے زیادہ صحیح نہیں ہے)۔

نولس :- ”فإن كنت لا بد فاعلا فواحدة“ واضح رہے کہ اس میں جو لفظ

واحدة ہے اسکے بارے میں صاحب المنہل وغیرہ شراح حضرات نے دو باتیں لکھی ہیں (۱) یہ منصوب ہے اور تقدیری عبارت اس طرح ہے ای إن كنت ماسحاً ولا بد لك من المسح فامسح مرة واحدة یعنی لا نافیہ ہے اور بُدُّ اس کا اسم ہے اور اس کی خبر محذوف ہے یعنی فامسح یا فاعل یا تکفیک اور یہ یعنی لفظ واحدة اُسی فعل محذوف خبر کے مفعول محذوف یعنی مرة یا فاعلة منصوب موصوف کی صفت ہونے کی بناء پر منصوب ہے (۲) یہ مرفوع ہے یا تو مبتداء محذوف کی خبر ہونے کی بناء پر اور تقدیری عبارت ہے فالجائز والمشروع واحدة۔ یا فعل محذوف کے فاعل محذوف کی

صفت ہونے کی بناء پر اور تقدیری عبارت اس طرح ہے اے فیکفیک مرۃ واحدة۔  
 ”تسوية الحصا“ واضح رہے کہ صاحب المنہل اور صاحب عون المعبود نے تو ان الفاظ کی  
 وضاحت کرتے ہوئے صرف اتنا لکھا ہے کہ یہ ما قبل میں مذکور حکم یعنی ایک مرتبہ مسح حصاء کے حکم  
 اباحت و جواز کی تعلیل و علت ہے اے اے ابیح لہ المسح مرۃ واحدة لأجل تسوية الحصا۔۔۔  
 لیکن صاحب بذل نے مزید یہ بھی لکھا ہے کہ ابوداؤد شریف کے ہمارے پاس جتنے بھی نسخے ہیں اُن  
 سب میں تو یہ لفظ موجود ہے لیکن ابوداؤد کے علاوہ جتنے بھی محدثین نے اس حدیث کی تخریج کی ہے  
 انہوں نے حدیث شریف کے اندر یہ لفظ ذکر نہیں کیا ہے اس لئے ایسا لگتا ہے کہ یہ لفظ یا تو خود امام  
 ابوداؤد کی طرف سے مسح کی تفسیر ہے یا امام ابوداؤد کے علاوہ کسی دیگر راوی نے اس لفظ کے ذریعہ  
 حدیث شریف میں مذکور مسح حصا کی تفسیر کی ہے اور تقدیری عبارت اس طرح ہے اے المسح  
 تسوية الحصا أو يقال المراد بالمسح تسوية الحصا۔ واضح رہے کہ صاحب بذل کی تقریر  
 کے مطابق لفظ تسوية کو مرفوع پڑھیں گے جبکہ دیگر شراح حضرات کی تقریر کے مطابق اس کو منصوب  
 پڑھا جائے گا۔

اور صاحب المنہل نے اس حدیث کے تحت یہ چند باتیں بھی لکھی ہیں (۱) اس باب میں  
 مذکور دونوں حدیثوں سے یہ پتہ لگ رہا ہے کہ بہ حالتِ صلاۃ نمازی کا کنکریوں کو ہٹانا اور صاف کرنا  
 مکروہ ہے ہاں شدید ضرورت کی بناء پر ایک مرتبہ ایسا کرنے کی رخصت و اجازت ہے (۲)  
 جمہور علماء تو یہی کہتے ہیں لیکن اہل ظاہر نے ان احادیث کے ظاہری الفاظ سے استدلال کرتے  
 ہوئے بلا ضرورت یا بہ ضرورت ایک مرتبہ سے زائد بار مسح حصا کرنے کو حرام قرار دیا ہے (۳)  
 اور یہ جو مسح حصاء کی ممانعت ہے اس کی حکمت یا تو یہ ہے کہ ایسا کرنے پر نمازی اپنی طرف  
 متوجہ رحمتِ خداوندی کے کسی نہ کسی حصّہ سے ضرور محروم ہو جاتا ہے یا اس لئے کہ ایسا کرنا تواضع کے

منافی ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجالِ حدیث (۹۴۶)

۱۔ مسلم:۔ یہ مسلم بن ابراہیم الأزدي الفراهيدي أبو عمرو البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۳)۔

۲۔ هشام:۔ یہ هشام بن أبي عبد الله سنبر الدستوائي أبو بكر البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۹)۔

۳۔ يحيى:۔ یہ يحيى بن أبي كثير الطائي أبو نصر اليمامي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵) اور (۳۱)۔

۴۔ أبو سلمة:۔ یہ أبو سلمة بن عبد الرحمن بن عوف القرشي الزهري المدني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۵۔ مُعَيْقِبُ:۔ آپؓ مُعَيْقِبُ و يقال مُعَيْقِبُ بن أبي فاطمة الدوسي ہیں۔ آپؓ مکہ مکرمہ میں مشرف بہ اسلام ہونے والے قدیم الاسلام صحابی ہیں، آپؓ نے دونوں ہجرتیں کی ہیں، بیعت رضوان میں شریک تھے نیز بدر رسمیت تمام جنگوں میں شامل رہے ہیں، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ دونوں کے زمانہ خلافت میں بیت المال کے ذمہ دار رہے ہیں آپؓ کی وفات حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں ہوئی ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ آپؓ ﷺ کی وفات حضرت علیؓ کے زمانہ خلافت میں ۴۰ھ میں ہوئی ہے۔

## (۱۷۷) بَابُ الرَّجُلِ يُصَلِّي مُخْتَصِرًا

(۱۷۷) کوکھ پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے والے شخص کا بیان (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ بہ حالتِ صلاۃ کوکھوں پر ہاتھ رکھنا اور اس طرح نماز پڑھنا کیسا ہے۔ واضح رہے کہ بعض نسخوں میں عنوان کے الفاظ بَابُ الْإِخْتِصَارِ فِي الصَّلَاةِ ہیں)۔

الحديث ۹۴۷۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ كَعْبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: ((نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ الْإِخْتِصَارِ فِي الصَّلَاةِ)).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يَعْنِي يَضَعُ يَدَهُ عَلَى خَاصِرَتِهِ.

ترجمہ حدیث نمبر ۹۴۷:- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا یعقوب بن کعب نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا محمد بن سلمہ نے انہوں نے نقل کیا ہشام سے انہوں نے محمد سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے دورانِ صلاۃ کوکھ پر ہاتھ رکھنے سے (یعنی کوکھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے نماز پڑھنے سے)۔

فرمایا امام ابوداؤد نے یعنی (آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے اس بات سے) کہ وہ (یعنی نمازی بہ حالتِ صلاۃ) اپنے ہاتھ کو اپنی کوکھ پر رکھے (واضح رہے کہ مصنفؒ نے اپنے ان الفاظ سے حدیث میں مذکور لفظِ الإِخْتِصَارِ کی تفسیر و وضاحت کی ہے)۔

نوٹس:- واضح رہے کہ الاختصار کی بہت سی تفسیریں کی گئی ہیں مگر سب سے واضح و مناسب اور مشہور تفسیر وہی ہے جو مصنفؒ نے کی ہے یعنی وضع المصلي يده على خاصرته۔

صاحبِ بذل نے لکھا ہے کہ اس مسئلہٴ خصر فی الصلاة میں علماء کے درمیان اختلاف ہے امام ابو حنیفہؒ، مالکؒ، شافعیؒ، اوزاعیؒ الغرض جمہور علماء اس کو مکروہ کہتے ہیں۔ جبکہ اہلِ ظاہر نے ظاہر حدیث کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کو حرام قرار دیا ہے۔

اور صاحبِ المنہل نے اس حدیث کے تحت بہ عنوانِ فقہ الحدیث لکھا ہے کہ اس حدیث سے دورانِ نماز نمازی کے اپنی کوکھ پر ہاتھ رکھنے کی کراہت معلوم ہو رہی ہے نیز یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ شرعاً تشبہ بالخلفین بھی مکروہ و ممنوع ہے۔ (واضح رہے کہ اس حدیث کے تحت صاحبِ عون المعبود نے ایک جامع تفصیل نقل کی ہے جس کو وہاں پر دیکھا جاسکتا ہے)۔

## تعارف رجالِ حدیث (۹۴۷)

- ۱۔ یعقوب :- یہ یعقوب بن کعب بن حامد الأنطاکی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۲۲)۔
- ۲۔ محمد بن سلمة :- یہ محمد بن سلمة بن عبد اللہ الباہلی أبو عبد اللہ الحرانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۷)۔
- ۳۔ هشام :- یہ هشام بن حسان الأزدي القردوسی أبو عبد اللہ البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۹)۔

- ۴۔ محمد :- یہ محمد بن سیرین الأنصاری أبو بکر البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۹)۔

- ۵۔ أبو ہریرةؓ :- آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول ﷺ حضرت عبد الرحمن بن صخر الدوسی أبو ہریرة الیمانی ہی۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

- ۶۔ قال ابوداؤد :- یہ مصنف کتاب الإمام سلیمان بن الأشعث ابوداؤد

السجستانى ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

### (۱۷۸) بَابُ الرَّجُلِ يَعْتَمِدُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى عَصَا

(۱۷۸) آدمی کے نماز کے اندر لکڑی پر ٹیکا لگانے کا بیان (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ اگر کوئی شخص نماز کے اندر لاٹھی یا لکڑی پر ٹیک و سہارا لگا کر نماز پڑھے تو یہ کیسا ہے؟)۔

الحدیث / ۹۴۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْوَابِصِيُّ أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ شَيْبَانَ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ هَلَالِ بْنِ يَسَافٍ، قَالَ: ((قَدِمْتُ الرَّقَّةَ فَقَالَ لِي بَعْضُ أَصْحَابِي: هَلْ لَكَ فِي رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ قُلْتُ غَنِيمَةً. فَدَفَعْنَا إِلَى وَابِصَةَ، قُلْتُ لِصَاحِبِي: نَبْدًا فَنَنْظُرُ إِلَى دَلِّهِ، فَإِذَا عَلَيْهِ قَلَنْسُوءَةٌ لَا طِيَّةَ ذَاتُ أَذْنَيْنِ وَبُرْنُسُ خَزٍّ أَغْبَرُ وَإِذَا مُعْتَمِدٌ عَلَى عَصَا فِي صَلَاتِهِ، فَقُلْنَا بَعْدَ أَنْ سَلَّمْنَا، قَالَ حَدَّثَنِي أُمُّ قَيْسٍ بِنْتُ مُحْصَنٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا أَسَنَّ وَحَمَلَ اللَّحْمَ اتَّخَذَ عَمُودًا فِي مُصَلَّاهُ يَعْتَمِدُ عَلَيْهِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۴۸: فرمایا امام الوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عبدالسلام بن عبدالرحمن وابصی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی میرے والد نے شیبان سے نقل کرتے ہوئے (شیبان نے نقل کیا) حصین بن عبدالرحمن سے انہوں نے ہلال بن یساف سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ (میں ایک مرتبہ دریائے فرات کے کنارہ پر آباد) رقہ (نامی بستی) میں گیا تو مجھ سے میرے ایک ساتھی

(ودوست زیاد بن ابی الجعد) نے کہا کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے کسی شخص میں (رغبت ہے۔ یعنی کیا تمہیں کسی صحابی سے ملنے کی خواہش و آرزو ہے۔ حضرت ہلال بن سیاف) کہتے ہیں (کہ میں نے اپنے دوست کی یہ بات سنکر) عرض کیا (کیوں نہیں ضرور کیونکہ یہ یعنی کسی صحابی کی ملاقات و دیدار تو ایک بہت بڑی غنیمت (و نعمت) ہے (واضح رہے کہ غنیمۃ کے اصل معنی تو مشرکین پر فتح پا کر حاصل ہونے والے مال یعنی مالِ غنیمت ہی کے ہوتے ہیں لیکن یہاں پر یہ لفظ مطلق فائدے اور نعمت کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ بہر کیف آگے راوی بیان کر رہے ہیں کہ) پھر ہم (دیدار و ملاقات کی غرض سے صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت) وابصہ (بن معبد بن الحارث) کے پاس گئے (جب ہم ان کے یہاں پہنچ گئے تو) میں نے اپنے دوست سے کہا کہ پہلے ہم ان کی وضع (قطع اور سیرت کو) دیکھیں گے چنانچہ جب ہم ان کے پاس پہنچے اور ہم نے یہ کام کیا (تو دیکھا کہ اُن پر ایک دوکانوں والی چپٹی ٹوپی ہے (یعنی وہ سر سے چپکی ہوئی دوکانوں والی ایک ٹوپی اوڑھے ہوئے تھے) اور ایک خز کا خاکی رنگ کا باران پوش پہنے ہوئے تھے، نیز ہم نے (یہ بھی دیکھا کہ) وہ اپنی نماز میں (یعنی بہ حالتِ صلاۃ) ایک لکڑی پر ٹیکا (وسہارا) لگائے ہوئے ہیں (جب وہ نماز سے فارغ ہو گئے) تو ہم نے انکو سلام کرنے کے بعد عرض کیا (یعنی بہ حالتِ صلاۃ لکڑی پر ٹیکا لگانے کے سلسلہ میں ہم نے اُن سے گفتگو کی اور اس کے بارے میں دریافت کیا تو) انہوں نے (ہماری بات سنکر) بیان فرمایا کہ مجھ سے ام قیس بنتِ محسن نے یہ بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی عمر زیادہ ہو گئی اور آپ ﷺ کا گوشت بڑھ گیا (یعنی جب آپ ﷺ کبیر لسن اور کثیر اللحم ہو گئے) تو آپ ﷺ نے اپنے مصلے پر ایک ستون کھڑا کر لیا تھا جس پر آپ ﷺ ٹیکا (اور سہارا) لگایا کرتے تھے (یعنی بہ حالتِ صلاۃ۔ صاحبِ بذل نے لکھا ہے کہ اس حدیث کا تعلق غالباً تہجد کی نماز سے ہے کیونکہ آپ ﷺ نوافل تہجد میں طویل قراءت کیا کرتے تھے اس وجہ سے آپ ﷺ نے اپنے مصلے پر ایک ستون کھڑا کیا



ہوا تھا جس پر ٹیکا لگا کر نماز پڑھا کرتے تھے)۔

نوٹس:- صاحب المنہل نے لکھا ہے کہ اس حدیث شریف میں اس بات کی دلیل ہے کہ ضعف وغیرہ کسی عذر کی وجہ سے ٹیک اور سہارا لگا کر نماز پڑھنا جائز ہے اور ائمہ اربعہ اسی کے قائل ہیں۔ لیکن اس میں اختلاف ہے کہ ایسی حالت میں ٹیکا لگا کر قیام اور کھڑا ہونا لازم ہے یا نہیں چنانچہ حنفیہ، حنابلہ اور شوافع کی ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ ایسی حالت میں مستنداً قیام کرنا واجب ہے جبکہ مالکیہ ایسی حالت میں مستنداً قیام کو واجب نہیں کہتے بلکہ مستحب کہتے ہیں شوافع میں سے قاضی حسین بھی اسی کے قائل ہیں۔۔۔۔۔ واضح رہے کہ یہ حالت صلاۃ یہی اعتماد اور ٹیکا لگانا بلا عذر کے ہو تو مالکیہ، حنابلہ اور جمہور شوافع کا یہ کہنا ہے کہ اگر ٹیکا اور سہارا اس انداز کا اور اتنا قوی لگایا ہو کہ اگر اسکو ہٹالیا جائے تو نمازی گر جائے تو نماز باطل ہوتی ہے جبکہ حنفیہ ایسی شکل میں نماز کو صحیح مع الکرہت کہتے ہیں۔

## تعارف رجال حدیث (۹۴۸)

۱۔ عبد السلام:- یہ عبد السلام بن عبد الرحمن بن صخر بن عبد الرحمن بن وابصة الأسديّ أبو الفضل الرّقیّ ہیں۔ حافظ نے ان کو مقبول راوی لکھ کر گیارہویں طبقہ میں شمار کیا ہے اور وفات ۲۴۲ھ یا ۲۴۸ھ میں بتائی ہے۔

۲۔ أبی:- اس میں أبّ سے عبد السلام کے والد مراد ہیں یعنی عبد الرحمن بن صخر بن عبد الرحمن بن وابصة بن معبد الأسديّ الرّقیّ۔ حافظ نے ان کو مجہول راوی لکھ کر نویں طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۳۔ شیبان:- یہ شیبان بن عبد الرحمن التمیمیّ أبو معاویة البصريّ النحویّ المؤدب ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۵۲)۔

۴۔ حُصَيْن:۔ یہ حُصَيْن بن عبدالرحمن السلمي أبو الهذيل الکوفي ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۵۴)۔

۵۔ هلال:۔ یہ هلال بن يساف الأشجعي الکوفي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹۷)۔

۶۔ بعض أصحابی:۔ مسند احمد کی روایت میں صراحت ہے کہ یہ زیاد بن أبي الجعد ہیں۔ یعنی زیاد بن أبي الجعد رافع الأشجعي الکوفي۔ اور حافظ نے ان کو مقبول راوی لکھ کر چوتھے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۷۔ وابصة:۔ آپ صحابی رسول ﷺ حضرت وابصة بن معبد بن عتبة الأسدي ہیں۔  
آپؓ ۹ھ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور پھر اپنے وطن کو لوٹ گئے تھے۔

۸۔ أم قيس:۔ آپ مشہور قدیم الاسلام صحابیہ رسول ﷺ حضرت أم قيس بنت محصن الأسدية ہیں۔ حافظ نے لکھا ہے کہ آپؓ کا نام آمنہ ہے۔ آپؓ نے مکہ مکرمہ میں اسلام قبول کیا اور آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی اور پھر مدینہ منورہ کو ہجرت کی۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۶۳)۔

## (۱۷۹) بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ

(۱۷۹) نماز میں کلام و بات کرنے کی ممانعت کا بیان۔

الحديث ۹/ ۴۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ أَنبَأَنَا  
إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ شُبَيْلٍ عَنْ أَبِي عَمْرِو الشَّيْبَانِيِّ عَنْ زَيْدِ  
بْنِ أَرْقَمٍ، قَالَ: ((كَانَ أَحَدُنَا يُكَلِّمُ الرَّجُلَ إِلَى جَنْبِهِ فِي الصَّلَاةِ، فَنَزَلَتْ  
{وَقَوْمُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ} فَأَمَرْنَا بِالسُّكُوتِ وَنَهَيْنَا عَنِ الْكَلَامِ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۹۴۹ :- فرمایا امام الوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن عیسیٰ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی شمیم نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی اسماعیل بن ابی خالد نے انہوں نے نقل کیا حارث بن شُبیل سے انہوں نے ابو عمرو شیبانی سے انہوں نے حضرت زید بن ارقمؒ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ ہم میں سے کوئی بھی شخص نماز میں ہوتے ہوئے اپنے برابر والے سے بات کر لیا کرتا تھا پھر نازل ہوئی (یہ آیت) ﴿وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾ یعنی کھڑے ہوا کرو اللہ کے واسطے چُپ چاپ۔ پس حکم دیا گیا ہم کو سکوت کا اور روک دیا ہم کو بات کرنے سے (یعنی اس آیت کے نزول کے بعد نبی کریم ﷺ نے ہم کو نماز کے اندر بات کرنے سے روک دیا اور خاموش و چپ چاپ رہنے کا حکم دیدیا)۔

نوٹس :- واضح رہے کہ مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ آیت مدنی ہے لہذا معلوم ہوا کہ نماز کے اندر بات کرنے کا جواز ہجرت کے بعد منسوخ ہوا ہے۔ اور اس کی تائید ترمذی شریف کی اُس روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں حضرت زید بن ارقمؒ نے صراحتاً یہ بیان کیا ہے کہ ہم آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے کے دوران باتیں بھی کر لیا کرتے تھے کیونکہ حضرت زیدؒ مدنی ہیں۔ اب اگر کسی کو یہ اشکال ہو کہ حضرت ابن مسعودؓ کی اُس حدیث سے تو جس میں یہ ہے ”فلما رجعنا من عند النجاشي سلمنا على النبي ﷺ فلم يرَدْ علينا“ یہ معلوم ہو رہا ہے کہ کلام في الصلاة کی ممانعت وہی مکہ مکرمہ میں ہو چکی تھی کیونکہ حضرت ابن مسعودؓ کی نجاشی کے پاس سے واپسی مکہ مکرمہ میں ہوئی تھی (یعنی خلاصہ کلام یہ کہ حضرت زید بن ارقمؒ کی حدیث اور حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث میں تضاد و تعارض اور منافات و مخالفت ہو رہی ہے جبکہ ہونی نہیں چاہئے پھر کیوں ہو رہی ہے؟ تو سنئے اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں حضرات کی حدیث میں نہ کوئی تضاد و تعارض ہے اور نہ ہی منافات و مخالفت ہے کیونکہ حضرت ابن مسعودؓ کی نجاشی کے پاس سے دو مرتبہ واپسی ہوئی ہے ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں اور ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں اور جس حدیث میں حضرت ابن مسعودؓ نے کلام في الصلاة کی ممانعت کا ذکر کیا ہے

اور اس کا وقت نجاشی کے پاس سے واپسی کو بتایا ہے اُس واپسی سے ان کی مراد وہ والی واپسی ہے جو مدینہ منورہ میں ہوئی ہے۔ خلاصہ یہ کہ حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت زید بن ارقمؓ دونوں کی حدیث میں مدینہ منورہ ہی میں کلام فی الصلاة کی ممانعت مذکور ہے اسلئے دونوں کی حدیث میں کوئی منافات و مخالفت نہیں ہے لہذا آپ کو اپنے ذہن سے یہ منافات و مخالفت بین الاحادیث کا اشکال نکال دینا چاہئے۔ بہر حال اس حدیث سے جہاں یہ معلوم ہو رہا ہے کہ نماز کے اندر باتیں کرنا حرام ہے وہیں یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ احکام شرعیہ کا نزول و نفاذ بہ تدریج ہوا ہے اور بہت سے احکام شرعیہ میں نسخ بھی واقع ہوا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجال حدیث (۹۴۹)

۱۔ محمد:- یہ محمد بن عیسیٰ بن نجیح أبو جعفر ابن الطباع البغدادی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۴)۔

۲۔ ہشیم:- یہ ہشیم بن بشیر بن القاسم بن دینار السلمی أبو معاویہ الواسطی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۷)۔

۳۔ اسماعیل:- یہ اسماعیل بن ابی خالد البجلي أبو عبد اللہ الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۲۸)۔

۴۔ الحارث:- یہ الحارث بن شُبیل بن عوف أبو الطفیل البجلي ہیں۔ حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھا اور پانچویں طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۵۔ أبو عمرو:- یہ سعد بن ایاس الکوفی أبو عمرو الشیبانی ہیں، ابن معین، عجل اور ابن سعد نے ان کی توثیق کی ہے۔ حافظ نے ان کو ثقہ راوی اور خضر م تابعی لکھا ہے اور دوسرے طبقہ

میں سے قرار دیتے ہوئے وفات بہ عمر ایک سو بیس سال ۹۵ھ یا ۹۶ھ میں نقل کی ہے۔

۶۔ زید بن ارقمؓ: آپؐ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت زید بن ارقم بن زید بن قیس

الأنصاري الخزرجي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶)۔

### (۱۸۰) بَابُ فِي صَلَاةِ الْقَاعِدِ

(۱۸۰) یہ باب ہے بیٹھ کر نماز پڑھنے کے بیان میں۔

الحديث / ۹۵۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ بْنِ أَعْيَنَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ

مَنْصُورٍ عَنْ هِلَالٍ - يَعْنِي ابْنَ يَسَافٍ - عَنْ أَبِي يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو،

قَالَ: ((حَدَّثْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: صَلَاةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا نِصْفُ الصَّلَاةِ،

فَأَتَيْتُهُ فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي جَالِسًا، فَوَضَعْتُ يَدَيَّ عَلَى رَأْسِي، فَقَالَ مَا لَكَ يَا عَبْدَ

اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو؟ قُلْتُ: حَدَّثْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَّكَ قُلْتَ: صَلَاةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا

نِصْفُ الصَّلَاةِ، وَأَنْتَ تُصَلِّي قَاعِدًا. قَالَ: أَجَلٌ، وَلَكِنِّي لَسْتُ كَأَحَدٍ مِنْكُمْ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۵۰:- فرمایا امام الوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن قدامہ بن

اعین نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی جریر نے انہوں نے نقل کیا منصور سے انہوں نے ہلال۔ یعنی ہلال

بن یساف۔ سے انہوں نے ابو یحییٰ سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرو سے (یہ کہ انہوں نے) بیان

کیا کہ مجھ سے بیان کیا گیا یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ آدمی کی نماز بیٹھ کر آدھی نماز ہے (یعنی

اگر کوئی شخص باوجود قدرت علی القیام کے بیٹھ کر نفل نماز پڑھتا ہے تو اس کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے

کے ثواب کے مقابلے آدھا ثواب ملتا ہے، آگے حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کر رہے ہیں کہ اس حدیث

کو سننے کے بعد) میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ ﷺ کو بیٹھ کر نماز پڑھتے

ہوئے دیکھا تو میں نے (تعجب کرتے ہوئے) اپنے ہاتھوں کو اپنے سر پر رکھا (یعنی میں نے چونکہ آپ ﷺ کی مذکورہ بالا حدیث سن رکھی تھی اس لئے مجھے آپ ﷺ کو بیٹھ کر نماز پڑھتا ہوا دیکھ کر تعجب ہوا جس کی وجہ سے طبعاً میں نے اپنے ہاتھوں کو اپنے سر پر مارا اور رکھا۔ جب آپ ﷺ نے میرا یہ عمل دیکھا تو فرمایا اے عبد اللہ بن عمر تمہیں کیا ہوا (آپ ﷺ کی بات کا جواب دیتے ہوئے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھ سے تو یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ آدمی کی بیٹھ کر پڑھی جانے والی نماز (کا ثواب کھڑے ہو کر پڑھی جانے والی) نماز کا آدھا (ثواب) ہے اور (میں دیکھ رہا ہوں کہ) آپ ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں (میری یہ بات سن کر آپ ﷺ نے) فرمایا ہاں (یعنی یہ بات جو تم سے بیان کی گئی ہے میں نے ہی فرمائی ہے اور یہ بالکل سچ ہے) لیکن (یہ بھی یاد رہے کہ) میں تمہارے میں سے کسی کے مثل نہیں ہوں (یعنی اس معاملہ میں میرا معاملہ تمہاری طرح نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ خصوصیت عطاء کی ہے کہ میری قدرت علی القیام کے باوجود بھی بیٹھ کر پڑھی جانے والی نفل نماز تمہاری کھڑے ہو کر پڑھی جانے والی نفل نماز کے برابر ہے یعنی میرا ثواب کم نہیں ہوتا بلکہ بیٹھ کر پڑھنے پر بھی مجھے پورا ثواب ہی دیا جاتا ہے)۔

نوٹس:- واضح رہے کہ جمہور کے نزدیک یہ حدیث محمول ہے قدرت علی القیام کے باوجود بیٹھ کر پڑھی جانے والی نفل نماز پر کیونکہ قدرت علی القیام کے باوجود فرض نماز تو بیٹھ کر پڑھنا سرے سے صحیح ہی نہیں ہے بلکہ ایسا کرنے والا شرعاً گناہگار ہوتا ہے۔ نیز عاجز اور غیر قادر علی القیام شخص اگر نفل نماز بیٹھ کر پڑھتا ہے تو اس کا ثواب آدھا نہیں ہوتا بلکہ پورا ہی رہتا ہے۔

بہر حال اس حدیث سے ایک تو یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ قدرت علی القیام کے باوجود کوئی شخص نفل نماز کو بیٹھ کر پڑھے گا تو اگرچہ اس کی نماز تو ہو جائے گی مگر کھڑے ہو کر پڑھی جانے والی نفل نماز کے مقابلے اس کو آدھا اجر و ثواب ملے گا۔ اس کے علاوہ صاحب المنہل وغیرہ نے اس حدیث سے یہ تین

باتیں بھی مستنبط کی ہیں (۱) اگر کسی کو کوئی حکم و مسئلہ معلوم ہو اور وہ اپنے سے بڑے کسی عالم کو اُس کے خلاف عمل کرتے ہوئے دیکھے تو اس کو اُس بڑے عالم سے اس کا سبب اور اس کی وجہ معلوم کرنی چاہئے (۲) ایسی حالت میں اُس بڑے عالم کی ذمہ داری ہے کہ اُس سائل کا جواب نہایت لطف و مہربانی کے ساتھ دیکر اسکی تشفی کرے (۳) اس حدیث سے یہ پتہ بھی لگا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یہ خصوصیت عطا کی تھی کہ اگر آپ ﷺ بیٹھ کر بھی نماز پڑھیں تو آپ ﷺ کو مکمل اور پورا پورا ہی اجر دیا جائے گا۔

### تعارف رجال حدیث (۹۵۰)

۱۔ محمد:- یہ محمد بن قدامة بن أعین القرشي أبو عبد الله المصيصي ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۴۳۳)۔

۲۔ جریر:- یہ جریر بن عبد الحمید الضبی الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲۱)۔  
۳۔ منصور:- یہ منصور بن المعتمر بن عبد الله السلمي أبو عتاب الکوفي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۱)۔

۴۔ ہلال:- یہ ہلال بن یساف الأشجعی الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹۷)۔  
۵۔ أبویحي:- یہ أبویحي مصدع الأعرج المعرقب ہیں۔ دیکھیں حدیث (۹۷)۔  
۶۔ عبد الله بن عمرو:- آپ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت عبد الله بن عمرو بن العاص السهمي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۷)۔

الحديث / ۹۵۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، ((أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ صَلَاةِ الرَّجُلِ قَاعِدًا، فَقَالَ: صَلَاتُهُ قَائِمًا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهِ قَاعِدًا، وَصَلَاتُهُ قَاعِدًا

عَلَى النَّصْفِ مِنْ صَلَاتِهِ قَائِمًا، وَصَلَاتُهُ نَائِمًا عَلَى النَّصْفِ مِنْ صَلَاتِهِ قَاعِدًا)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۵۱ :- فرمایا امام ابو داؤد نے کہ ہم سے بیان کیا مسدود

نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی تھی نے انہوں نے نقل کیا حسین معلم سے انہوں نے عبد اللہ بن بریدہ سے انہوں نے حضرت عمران ہصینؓ سے (یہ کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ) انہوں نے نبی کریم ﷺ سے بیٹھ کر (نماز پڑھنے والے) شخص کی نماز کے بارے میں پوچھا (واضح رہے کہ یہ جو حدیث شریف میں لفظ الرجل مرد کا ذکر ہے یہ محض اتفاقی ہے کیونکہ حدیث میں مذکور حکم کے سلسلہ میں مرد و عورت دونوں داخل ہیں۔ بہر کیف حضرت عمرانؓ آگے بیان کرتے ہیں کہ میری بات سن کر) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنا بیٹھ کر نماز پڑھنے سے افضل ہے اور اس کی (یعنی نمازی کی) بیٹھ کر پڑھی جانے والی نماز اس کی کھڑے ہو کر پڑھی جانے والی نماز کے مقابلے میں آدھے پر ہے (یعنی قدرت علی القیام کے باوجود بیٹھ کر نفل نماز پڑھنے والے کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کے مقابلے آدھا ثواب ملتا ہے) اور اس کی لیٹ کر پڑھی جانے والی نماز بیٹھ کر پڑھی جانے والی نماز کے مقابلے میں آدھے پر ہے (یعنی جو شخص قدرت علی الجلوس کے باوجود لیٹ کر نفل نماز پڑھتا ہے اس کو کھڑے ہو کر پڑھی جانے والی نماز کے مقابلے میں ایک چوتھائی ثواب ملتا ہے)۔

نوٹس :- واضح رہے کہ اس حدیث سے ایک مسئلہ تو یہ معلوم ہو رہا ہے کہ اگر کسی کو کوئی

مسئلہ معلوم نہ ہو تو اس کو چاہئے کہ اس کے جاننے والے سے اس کو دریافت کرے۔ نیز اس حدیث سے قدرت علی الجلوس کے باوجود لیٹ کر نفل نماز کے پڑھنے کا جواز بھی معلوم ہو رہا ہے لیکن واضح رہے کہ اس سلسلہ میں شرح حضرات نے اس موقع پر بڑی تفصیلات لکھی ہیں جن کے لئے مطوعات ہی کو دیکھیں۔



## تعارف رجالِ حدیث (۹۵۱)

- ۱۔ مسدد:۔ یہ مسدد بن مسرہد بن مُسر بل الأسدی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲)۔
- ۲۔ یحیٰ:۔ یہ یحیٰ بن سعید بن فروخ التمیمیّ أبو سعید البصریّ القُطّان ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۰)۔
- ۳۔ حسین المعلم:۔ یہ الحسین بن ذکوان المعلم العوذیّ البصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۹۳)۔
- ۴۔ عبد اللہ:۔ یہ عبد اللہ بن بُریدہ بن الحُصیب الأسلمیّ أبو سهل المروزیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۵)۔
- ۵۔ عمران بن حصین:۔ آپؐ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت عمران بن حصین بن عبید بن خلف أبو نجید الخزاعیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۴۳)۔
- الحديث/ ۹۵۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ: ((كَانَ بِي النَّاصُورُ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: صَلِّ قَائِمًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبٍ)).
- ترجمہ حدیث نمبر/ ۹۵۲:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن سلیمان انباری نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی وکیع نے انہوں نے نقل کیا ابراہیم بن طہمان سے انہوں نے حسین معلم سے انہوں نے ابنِ بریدہ سے انہوں نے حضرت عمران بن حصینؓ سے (یہ کہ انہوں نے)

بیان کیا کہ مجھے ناصور ہو گیا تھا (واضح رہے کہ ایک نسخہ میں یہ باسور بالباء ہے اور اس کی تائید بخاری کی روایت میں مذکور وکان بی بواسیر کے الفاظ سے بھی ہوتی ہے۔ بہر کیف الناصور بالصاد کے معنی اہل لغت نے بتائے ہیں وہ بیماری جو آنکھوں کے کوپوں میں ہوتی ہے اور کبھی کبھی مقعد کے ارد گرد بھی ہوتی ہے اور الباسور جس کی جمع البواسیر ہوتی ہے وہ تو مشہور بیماری ہے جو مقعد کے اندر ہوتی ہے اور کبھی کبھی ناک کے اندر بھی ہوتی ہے۔ واضح رہے کہ یہاں پر بواسیر کی بیماری ہی مراد ہے کیونکہ روای حدیث حضرت عمرانؓ کو یہی بیماری تھی۔ بہر حال حضرت عمرانؓ آگے بیان کر رہے ہیں کہ میں نے اپنی اس بیماری کی وجہ سے) نبی کریم ﷺ سے یہ دریافت کیا کہ (ایسی حالت میں نماز کس طرح اور کیسے کیسے پڑھ سکتا ہوں واضح رہے کہ ظاہر یہی ہے کہ انہوں نے فرض نماز کے بارے میں پوچھا تھا) تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ (جب تک تمہیں قیام وکھڑے ہونے پر قدرت ہو تو) کھڑے ہو کر نماز پڑھو (کیونکہ نماز کے اندر قیام فرض ہے اور بغیر قیام کے نماز ہی نہیں ہوتی الا یہ کہ کسی عذر ومرض کی وجہ سے قیام کی استطاعت نہ ہو) اور اگر تمہیں استطاعت نہ ہو (یعنی مرض و عذر کی وجہ سے تمہیں قدرت علی القیام نہ ہو) تو بیٹھ کر (نماز پڑھ لیا کرو یعنی رکوع وسجدہ کے ساتھ اور اگر رکوع وسجدہ کی طاقت نہ ہو تو پھر بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھ لیا کرو) اور اگر نہ استطاعت ہو تمہیں (یعنی نہ قیام کی اور نہ بیٹھنے کی) تو پھر (دہنی) کروٹ پر (لیٹ کر نماز پڑھ لیا کرو)۔

نوٹس :- یہ تو معلوم ہو ہی چکا کہ حضرت عمرانؓ کا سوال اور آپ ﷺ کا جواب جو اس حدیث میں مذکور ہے یہ غالباً فرض نماز کے بارے میں ہے۔ نیز اس حدیث کے تحت شرح حضرات نے بڑی تفصیلی فقہی بحث نقل کی ہے جس کے لئے مطوّلات ہی کی طرف رجوع بہتر ہے تاہم (اتنی بات یہاں پر بھی سمجھ لیں کہ اس حدیث سے نماز کی عظمتِ شان کا پتہ بھی لگ رہا ہے نیز یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ مکلف کے ذمہ اس کی ادائیگی ضروری ہے حسبِ استطاعت یعنی کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر یا

لیٹ کر۔۔ اور حافظؒ نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں اُن جمہور حضرات کی دلیل و حجت ہے جو یہ کہتے ہیں کہ جو شخص بیٹھ کر بھی نماز پڑھنے کی طاقت نہ رکھے اس کو کروٹ پر لیٹ کر نماز پڑھنی چاہئے نہ کہ کمر کے بل چت لیٹ کر۔ اور یہ حدیث حنفیہ اور اُن بعض شوافع کے خلاف حجت ہے جو ایسے شخص کے لئے یہ کہتے ہیں کہ اس کو کمر کے بل چت لیٹ کر اور اپنے پاؤں کو قبلہ کی طرف کو پھیلا کر نماز پڑھنی چاہئے۔

### تعارف رجال حدیث (۹۵۲)

۱۔ محمد:۔ یہ محمد بن سلیمان بن ابی داؤد ابوہارون الأنباری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۱)۔

۲۔ وکیع:۔ یہ وکیع بن الجراح الرؤاسی أبو سفیان الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵) اور (۲۰)۔

۳۔ ابراہیم:۔ یہ ابراہیم بن طہمان بن شعبہ أبو سعید الخراسانی ہیں۔ حافظؒ نے ان کو ثقہ راوی لکھا ہے نیز لکھا ہے یُغرب وتُکلم فیہ للإرجاء لیکن منقول ہے کہ انہوں نے ارجاء سے رجوع کر لیا تھا۔ اور ان کو ساتویں طبقہ میں شمار کرتے ہوئے وفات ۱۶۸ھ میں بتائی ہے۔

۴۔ حسین المعلم:۔ یہ الحسین بن ذکوان المعلم العوذی البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۹۳)۔

۵۔ ابن بريدة:۔ یہ عبد اللہ بن بريدة بن الحُصیب الأسلمی أبو سهل المروزی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۵)۔

۶۔ عمران بن حصین:۔ آپؓ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت عمران بن حصین بن عُبید بن خلف أبو نجید الخزاعی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۴۳)۔

الحديث/ ۹۵۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يُونُسَ أَخْبَرَنَا زُهَيْرٌ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ، قُلْتُ: ((مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ جَالِسًا قَطُّ حَتَّى دَخَلَ فِي السِّنِّ فَكَانَ يَجْلِسُ فِيهَا فَيَقْرَأُ حَتَّى إِذَا بَقِيَ أَرْبَعُونَ أَوْ ثَلَاثُونَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَهَا ثُمَّ سَجَدَ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۹۵۳:- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا احمد بن عبد اللہ بن یونس نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی زہیر نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہشام بن عروہ نے انہوں نے نقل کیا عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ نہیں دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی بھی رات کی کسی نماز میں بیٹھ کر (قرآن) پڑھتے ہوئے (یعنی آپ ﷺ ہمیشہ رات کی نماز میں قراءت کھڑے ہو کر ہی کرتے اور کھڑے ہو کر ہی نماز پڑھتے تھے) یہاں تک کہ آپ ﷺ عمر میں داخل ہو گئے (یعنی آپ ﷺ کا بوڑھے اور کبیر السن ہونے تک یہی معمول رہا اور جب آپ ﷺ کبیر السن ہو گئے تو یہ معمول بنایا کہ) اس میں بیٹھتے (یعنی بیٹھ کر نماز پڑھتے) اور قراءت فرماتے (یعنی بیٹھ کر ہی قراءت فرماتے) یہاں تک کہ جب چالیس یا تیس آیتیں باقی رہ جاتیں تو کھڑے ہو جاتے اور ان کی (یعنی باقی ماندہ آیتوں کی کھڑے ہو کر) قراءت فرماتے پھر (یعنی ان باقی ماندہ آیتوں کی قراءت سے فارغ ہو کر رکوع اور) سجدہ فرماتے۔

نوٹس:- ”حتیٰ إذا بقي أربعون أو ثلاثون الخ“ واضح رہے کہ صاحب المنہل وغیرہ شرح حضرات نے لکھا ہے کہ جن نسخوں میں یہ یعنی أربعون اور ثلاثون واؤ کے ساتھ ہے اُن میں تو کوئی بحث ہی نہیں بالکل قاعدہ کے موافق ہے لیکن اکثر نسخوں میں یہ اربعین اور ثلاثین ہے یعنی یاء کے ساتھ تو اس پر یہ اشکال ہوگا کہ یہ تو قاعدہ کے خلاف ہے کیونکہ یہ جمع مذکر سالم ہے اور ماقبل میں

مذکور بقیٰ فعل کا فاعل ہونے کی بناء پر حالتِ رفعی میں ہے اور جمع مذکر سالم کی حالتِ رفعی واؤ کے ساتھ ہوتی ہے نہ کہ یاء کے ساتھ تو یہاں پر یاء کے ساتھ کیوں ہے؟ تو اس کا جواب دیتے ہوئے شرح حضرات نے لکھا ہے کہ کوئی اشکال کی بات نہیں ہے کیونکہ یہ یعنی اربعین اور ثلاثین یہاں پر حالتِ رفعی میں نہیں ہیں بلکہ حالتِ جری میں ہیں کیونکہ تقدیری عبارت ہے حتیٰ اذا بقی مقدار اربعین او ثلاثین آیت اور ظاہر ہے جمع مذکر سالم کی حالتِ جری یاء ماقبل کسرہ کے ساتھ ہی ہوتی ہے جیسا کہ یہاں پر ہے لہذا اشکال کی کوئی بات نہیں ہے۔ اب رہی یہ بات کہ تقدیری عبارت یہ ہے اس کی کیا دلیل ہے؟ تو سنئے اس کی دلیل ہے بخاری شریف کی روایت کیونکہ اس میں اس طرح پر ہے ”فـاذا بقی من قراءتہ نحو من ثلاثین آیتہ أو اربعین آیتہ الخ۔“

”ثم سجد“ صاحب المنہل نے لکھا ہے کہ یہ سجد بمعنی رکع ہے اور اس سے رکوع مراد ہے اور صاحب بزل نے اس کی تشریح ان الفاظ میں کی ہے ای ثم رکع ثم سجد اور لکھا ہے کہ اس کی دلیل ہے بخاری شریف کی روایت کیونکہ اس میں یہ الفاظ ہیں ”حتىٰ اذا اراد أن یرکع قام فقراً نحواً من ثلاثین آیتہ أو اربعین آیتہ ثم یرکع“ اور بخاری کی ہی ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں ”فـاذا بقی من قراءتہ نحو من ثلاثین آیتہ أو اربعین آیتہ فقام فقراً و هو قائم ثم رکع ثم سجد۔“

اور صاحب المنہل نے اس حدیث کے تحت فقہ الحدیث کے عنوان سے لکھا ہے کہ اس حدیث سے طاعتِ خداوندی کے سلسلہ میں آپ ﷺ کی علوہمتی کا پتہ لگ رہا ہے نیز یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ نفل نماز کی ایک رکعت کا کچھ حصہ کھڑے ہو کر اور کچھ حصہ بیٹھ کر پڑھنا بھی جائز ہے اور یہ حدیث یہ بھی بتا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے انسان کو اعلیٰ سے اعلیٰ طریقہ اختیار کرنا چاہئے اور جب تک اُس اعلیٰ طریقہ کو نہیں چھوڑنا چاہے جب تک اُس کے اختیار کرنے سے عاجز نہ ہو جائے جیسا کہ آپ

ﷺ نے کیا یعنی کبیر السن ہونے تک کھڑے ہو کر ہی نماز پڑھی۔

## تعارف رجالِ حدیث (۹۵۳)

۱۔ أحمد:۔ یہ أحمد بن عبد اللہ بن یونس التمیمی الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۸)۔

۲۔ زہیر:۔ یہ زہیر بن معاویہ بن حُدیج الجعفی أبو خیشمة الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۸)۔

۳۔ هشام:۔ یہ هشام بن عروہ بن الزبیر بن العوام الأسدی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۱)۔

۴۔ عروہ:۔ یہ عروہ بن الزبیر بن العوام الأسدی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸)۔  
۵۔ عائشة:۔ آپؐ ام المؤمنین عائشة بنت ابی بکر الصدیقؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸) اور (۳۳)۔

الحديث/ ۹۵۴۔ حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ وَآبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي جَالِسًا فَقَرَأَ وَهُوَ جَالِسٌ، فَإِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَاءَتِهِ قَدْرُ مَا يَكُونُ ثَلَاثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَهَا وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ يَفْعَلُ فِي الرُّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذَلِكَ)).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ عَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۵ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا تعنبی نے انہوں نے نقل کیا مالک سے انہوں نے عبداللہ بن یزید اور ابوالنضر سے (ان دونوں نے نقل کیا) ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے انہوں نے نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہؓ سے یہ کہ (انہوں نے بیان کیا) کہ نبی کریم ﷺ (اپنی آخری عمر شریف میں) بیٹھ کر (نفل نماز) پڑھا کرتے تھے (اور دوران نماز آپ ﷺ کا طریقہ کار یہ ہوتا تھا کہ) بیٹھ کر قراءت (یعنی قراءت طویلہ) کرتے تھے اور جب آپ ﷺ کی (اُس) قراءت (یعنی اُس مقدار قراءت میں سے جس کا آپ ﷺ نے ارادہ کیا ہوتا) تیس یا چالیس آیتوں کے بقدر باقی رہ جاتی تو آپ ﷺ کھڑے ہو جاتے اور اُس (باقی ماندہ قراءت) کو بہ حالت قیام کرتے پھر پہلی رکعت کا) رکوع فرماتے اور پھر (یعنی رکوع سے فراغت کے بعد قومہ کر کے اُس پہلی رکعت) کا سجدہ فرماتے اور پھر دوسری رکعت میں (بھی) اسی کے مثل کرتے (یعنی طویل قراءت بیٹھ کر کرتے اور جب آپ ﷺ کی ارادہ فرمودہ قراءت میں سے تیس یا چالیس آیتیں باقی رہ جاتیں تو کھڑے ہوتے اور ان باقی ماندہ آیتوں کی قراءت بہ حالت قیام فرماتے پھر اس کے بعد دوسری رکعت کا رکوع و سجدہ وغیرہ فرماتے)۔

فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ روایت کیا ہے اس کو (یعنی اس حدیث کو یا کہنے کہ اسی مضمون پر مشتمل حدیث کو) علقمہ بن وقاص نے بھی (یعنی ابوسلمہ کی طرح حضرت عائشہؓ سے اس مضمون کو علقمہ بن وقاص نے بھی نقل کیا ہے اور دوران نقل انہوں نے کہا) عن عائشة عن النبی ﷺ (اور اس کے آگے انہوں نے بھی یعنی علقمہ نے بھی) انہیں کے جیسا (یعنی ابوسلمہ کے جیسا ہی مضمون نقل کیا)۔

نوٹس :- واضح رہے کہ امام ابوداؤدؒ نے ورواہ علقمہ بن وقاص الخ سے جس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے اس کو امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں حدثنا ابن نمیر قال حدثنا محمد بن بشر الخ کے طریق سے موصولاً اور سند متصل کے ساتھ نقل کیا ہے۔ بہر کیف مصنفؒ نے اس تعلیق کو

لاکراس حدیث نمبر (۹۵۴) کو قوی کرنا اور مضبوط کرنا چاہا ہے۔۔۔

واضح رہے کہ صاحب المہمل نے یہاں پر ایک بڑی خاص بات کی طرف توجہ دلائی ہے اور وہ بات یہ ہے کہ مصنفؒ نے جو اس تعلیق کے اندر نحوہ کے الفاظ استعمال کئے ہیں اُس سے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ علقمہ بن وقاص کی روایت کے اندر اگرچہ مضمون تو یہی منقول ہے مگر اس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ پوری قراءت کو ہی بیٹھے بیٹھے کرتے تھے اور پھر کھڑے ہو کر رکوع و سجدہ فرماتے تھے جبکہ اس حدیث نمبر (۹۵۴) یعنی ابوسلمہ کی روایت میں یہ مذکور ہے کہ آپ ﷺ طویل قراءت تو بیٹھ کر فرماتے تھے لیکن جب مقصودہ قراءت میں سے تیس یا چالیس آیتیں باقی رہ جاتیں تو کھڑے ہو جاتے اور ان باقی ماندہ آیتوں کی تلاوت کو کھڑے ہو کر فرماتے اور پھر رکوع و سجدہ کرتے۔ خلاصہ کلام یہ کہ ان دونوں حضرات یعنی ابوسلمہ اور علقمہ بن وقاص کی روایتوں کے درمیان کے اس فرق کی طرف اشارہ کرنے کے لئے مصنفؒ نے نحوہ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجالِ حدیث (۹۵۴)

- ۱۔ القعنی:۔ یہ عبداللہ بن مسلمۃ بن قعنب القعنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔
- ۲۔ مالک:۔ یہ مشہور امام فقہ مالک بن انس الأصبحی الحمیری المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲)۔

- ۳۔ عبداللہ:۔ یہ عبداللہ بن یزید القرشی المخزومی المدنی المقرئ الأعور مولیٰ الأسود بن سفیان ہیں۔ احمد، ابن معین، نسائی، ابوحاتم اور علی نے ان کی توثیق کی ہے۔ اور حافظؒ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر چھٹے طبقہ میں شمار کیا ہے اور وفات ۱۴۸ھ میں بتائی ہے۔

- ۴۔ أبونضر:۔ یہ أبونضر سالم بن أبي أمية مولیٰ عمر بن عبیداللہ التیمی



المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۰۷)۔

۵۔ أبوسلمة:۔ یہ أبوسلمة بن عبد الرحمن بن عوف الزهري القرشي

المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۶۔ عائشة:۔ آپؐ ام المؤمنین عائشة بنت أبي بكر الصديقؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث

نمبر (۱۸) اور (۳۳)۔

۷۔ قال أبوداؤد:۔ یہ مصنف کتاب الإمام سليمان بن الأشعث أبوداؤد

السجستاني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۸۔ علقمة:۔ یہ علقمة بن وقاص بن محصن بن كلدة الليثي المدنی ہیں۔

نسائی اور ابن حبان نے ان کی توثیق کی ہے اور ابن سعد کا کہنا ہے کہ یہ کان قلیل الحدیث۔ اور حافظ نے ان کو ثقہ، ثبت راوی لکھ کر دوسرے طبقہ میں شمار کیا ہے نیز لکھا ہے کہ جن لوگوں نے ان کو صحابی کہا ہے ان سے غلطی ہوئی ہے۔ ہاں یہ منقول ہے کہ ان کی پیدائش آپ ﷺ کے عہد میں ہو چکی تھی۔ اور صاحب المنہل نے لکھا ہے کہ ان کی وفات عبدالملک بن مروان کے زمانہ خلافت میں مدینہ منورہ میں ہوئی ہے۔

الحديث/ ۹۵۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَخْبَرَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ

بُدَيْلَ بْنِ مَيْسَرَةَ وَأَيُّوبَ يُحَدِّثَانِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ

((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي لَيْلًا طَوِيلًا قَائِمًا وَلَيْلًا طَوِيلًا قَاعِدًا، فَإِذَا صَلَّى

قَائِمًا رَكَعَ قَائِمًا، وَإِذَا صَلَّى قَاعِدًا رَكَعَ قَاعِدًا)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۹۵۵:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا مسدّد نے

انہوں نے کہا ہمیں خبر دی حماد بن زید نے انہوں نے کہا میں نے سنا بديل بن ميسره اور ايوب کو حديث بيان کرتے ہوئے عبد اللہ بن شقيق سے (عبد اللہ بن شقيق نے نقل کیا) حضرت عائشہؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا (ہے) کہ رسول اللہ ﷺ بڑی رات تک کھڑے ہو کر نماز پڑھتے اور بڑی رات تک بیٹھ کر، اور کھڑے ہو کر جب نماز پڑھتے تو رکوع بھی کھڑے ہو کر ہی کرتے (یعنی رکوع سے پہلے بیٹھتے نہ تھے) اور جب بیٹھ کر نماز پڑھتے تو رکوع بھی بیٹھ کر ہی کرتے (یعنی رکوع کے لئے کھڑے نہ ہوتے)۔

نوٹس:- ”کان رسول اللہ ﷺ ليلا طويلا قائما الخ“ صاحب بذل نے حديث شريف کے اس جملے کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں (۱) آپ ﷺ ایک ہی رات میں رات کے ایک بڑے حصے تک کھڑے ہو کر نماز پڑھتے اور اُسی رات میں رات کے ایک بڑے حصے تک بیٹھ کر نماز پڑھتے یعنی ایک ہی رات میں کچھ نماز بیٹھ کر پڑھتے اور کچھ کھڑے ہو کر (۲) دوسرا اس جملہ کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک رات کے اندر تو آپ ﷺ رات کا ایک بہت بڑا حصہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں گزارتے اور اگلی یا کہنے کے دوسری رات میں بہت دیر تک بیٹھ کر نماز پڑھتے۔۔۔ اور ملا علی قاریؒ نے بھی تقریباً یہی مطلب بتایا ہے کیونکہ انہوں نے اس جملہ کا مطلب بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کا مطلب یا تو یہ ہے کہ آپ ﷺ رات کو بہت زیادہ قیام و قعود والی نماز پڑھا کرتے تھے۔ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ رات کو طویل رکعتوں والی نماز پڑھا کرتے تھے کسی رات میں از روئے قیام طویل رکعتیں پڑھتے تھے اور کسی میں از روئے قعود طویل رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

”فإذا صلى قائماً الخ“ حديث شريف کے اس جملے یا کہنے کے اس حديث سے مالکيہ میں سے اشہب نے اور بعض حنفیہ نے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ جو شخص نفل نماز کھڑے ہو کر شروع کرے تو اس کو رکوع بھی کھڑے ہو کر ہی کرنا چاہئے اور جو بیٹھ کر نفل نماز شروع کرے اس کو رکوع بھی

بیٹھ کر ہی کرنا چاہئے اور اس کے برخلاف کرنا جائز نہیں ہے، یہ نقل کرنے کے بعد صاحب المنہل نے لکھا ہے کہ ان حضرات کا یا کہتے کہ ان کے قول کا رد اور جواب ہے اسی باب کی پہلی حدیث یعنی حدیث نمبر (۹۵۴)۔۔۔۔۔ ہاں اب کسی کے بھی ذہن میں یہ بات آسکتی ہے کہ پھر تو ان دونوں حدیثوں کے درمیان تضاد و تعارض اور منافات و مخالفت ہے جبکہ ہونی چاہئے پھر کیوں ہے؟ تو سنئے اس کا جواب یہ ہے کہ کوئی تضاد و تعارض نہیں ہے کیونکہ تضاد و تعارض جب ہوتا جب یہ دونوں حدیثیں یا کہتے کہ ان دونوں حدیثوں میں مذکور فعل و عمل ایک ہی وقت کا ہوتا اور ایک ہی حال کا ہوتا یعنی ایک حدیث میں آپ ﷺ کا ایک وقت کا عمل اور ایک حالت کا ذکر ہے اور ایک وقت میں ایک دوسرے وقت کے عمل کا اور دوسری حالت کا لہذا آپ کو اپنے ذہن سے یہ منافات و مخالفت بین الاحادیث والی بات نکال دینی چاہئے اور ہمارے بتائے ہوئے انداز سے جمع بین الروایات کرنا چاہئے۔۔۔۔۔ اور ابن خزیمہ نے اس اشکال کا یہ جواب لکھا ہے کہ میرے نزدیک ان دونوں حدیثوں میں کوئی مخالفت و تضاد نہیں ہے کیونکہ پہلی حدیث یعنی حدیث نمبر (۹۵۴) کا تعلق یا کہتے کہ اس میں آپ ﷺ کی اُس نماز کا بیان ہے جس میں آپ ﷺ زیادہ قراءت بیٹھ کر کرتے اور کچھ تھوڑی سی کھڑے ہو کر بھی کرتے تھے اور اس دوسری حدیث یعنی حدیث نمبر (۹۵۵) کا تعلق یا کہتے کہ اس میں آپ ﷺ کی اُس نماز کا بیان ہے جس میں آپ ﷺ پوری کی پوری قراءت بیٹھ کر کرتے یا پوری کی پوری کھڑے ہو کر الغرض ان حدیثوں کے درمیان کوئی تضاد و تعارض اور منافات و مخالفت نہیں ہے اس لئے آپ بھی اپنے ذہن سے یہ اشکال نکال دیں۔

### تعارف رجال حدیث (۹۵۵)

۱۔ مسدد:۔ یہ مسدد بن مسرہد بن مُسرہل الأسدی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲)۔

۲۔ حماد:۔ یہ حماد بن زید بن درہم الأسدی أبو اسماعیل البصری ہیں۔

دیکھیں حدیث نمبر (۴)۔

۳۔ بُدیل :- یہ بُدیل بن مِیسرة العقیلی البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۹۶)۔

۴۔ ایوب :- یہ ایوب بن ابی تمیمہ کیسان السخثانی ابوبکر البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۱)۔

۵۔ عبد اللہ :- یہ عبد اللہ بن شقیق العقیلی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۶۷)۔

۶۔ عائشہ :- آپؓ ام المؤمنین عائشہ بنت ابی بکر الصدیقؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸) اور (۳۳)۔

الحديث/ ۹۵۶۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَنَّنَا كَهْمَسُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: ((سَأَلْتُ عَائِشَةَ: أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَفْرَأُ السُّورَةَ فِي رَكْعَةٍ؟ قَالَتْ: الْمَفْصَلُ. قَالَ قُلْتُ: فَكَانَ يُصَلِّي قَاعِدًا، قَالَتْ: حِينَ حَطَمَهُ النَّاسُ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۹۵۶ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عثمان بن ابی شیبہ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی یزید بن ہارون نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی کہمَس بن حسن نے انہوں نے نقل کیا عبد اللہ بن شقیق سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں نے (ایک مرتبہ) حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کیا رسول اللہ ﷺ پڑھتے تھے کئی سورتیں ایک رکعت میں (واضح رہے کہ بعض نسخوں میں السور جمع کی بجائے السورة واحد ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے یہ پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ ایک پوری سورت ایک رکعت میں پڑھا کرتے تھے۔ صاحب بذل وغیرہ شراح حضرات نے لکھا ہے کہ اولیٰ اور اصح یہی ہے کہ یہ جمع یعنی السور ہو کیونکہ اس کی تائید بیہقی

اور طحاوی کی روایت سے بھی ہوتی ہے کیونکہ ان کی روایت میں یقرن بین السور۔ اور یقرن بین السورتین ہے۔ بہر کیف عبد اللہ بن شقیق آگے بیان کر رہے ہیں کہ میری اس بات کا جواب دیتے ہوئے حضرت عائشہؓ نے (فرمایا) (ہاں رسول اللہ ﷺ پڑھتے تھے) (مفصل میں سے کئی سورتوں کو یا ایک مکمل سورت کو ایک رکعت میں۔ واضح رہے کہ المفصل سورۃ الحجرات یا سورۃ ق سے آخر قرآن تک کی سورتوں کو کہا جاتا ہے۔ آگے حضرت عبد اللہ بن شقیق کا بیان ہے کہ میں نے (ایک اور سوال کرتے ہوئے) عرض کیا اور (کیا رسول اللہ ﷺ نفل) نماز بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے تو (حضرت عائشہؓ نے میری بات کا جواب دیتے ہوئے) فرمایا (پہلے تو نہیں پڑھتے تھے ہاں) جب آپ ﷺ کو بوڑھا کر دیا لوگوں نے (تو نفل نماز بیٹھ کر پڑھتے تھے)۔

نؤس:- ”حين حطمه الناس“ واضح رہے کہ بعض نسخوں میں الناس کی بجائے البأس ہے جس کا مطلب تعب و شدت اور مشقت ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ ایک روایت میں اس کی بجائے بعد ما حطمه الناس ہے اور ایک میں بعد ما حطموه ہے مطلب سب کا ایک ہی ہے۔ اور الحطم کے معنی ہوتے ہیں الکسر توڑنا۔ نوویؒ نے بحوالہ الہروی اس جملہ کی تفسیر میں لکھا ہے یقال حطم فلانا اهلہ اذا کبر فیہم یعنی گویا انہوں نے اپنے اعمال و مصالح کا بوجھ اُس پر اتاڑا کہ اس کی کمزوری اور اس کو بوڑھا کر دیا۔ لہذا اس اعتبار سے حدیث کے اس جملہ کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ ﷺ نفل نماز بھی کھڑے ہو کر ہی پڑھا کرتے تھے مگر جب لوگوں کے اعمال و معاملات اور عمر کے زیادہ ہونے نے آپ کو ضعیف و کمزور کر دیا تو آپ ﷺ نفل نماز بیٹھ کر پڑھنے لگے تھے۔

اور صاحب المنہل نے اس حدیث کے تحت بہ عنوان فقہ الحدیث لکھا ہے کہ اس حدیث سے یہ دو باتیں بھی معلوم ہو رہی ہیں (۱) جب آدمی کمزور ہو جائے اور کھڑا نہ ہو سکے تو اس کے لئے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے یعنی فرض نماز بھی کیونکہ نفل نماز تو قدرت علی القیام کے باوجود بھی بیٹھ کر پڑھنی جائز ہے

(۲) نمازی کے لئے یہ بھی جائز ہی نہیں بلکہ مسنون ہے اور آپ ﷺ کے عمل سے ثابت ہے کہ نفل نماز کی ایک رکعت میں مفصل کی ایک مکمل سورت یا کئی اور متعدد سورتوں کی قراءت کرے۔

## تعارف رجالِ حدیث (۹۵۶)

۱۔ عثمان:۔ یہ عثمان بن محمد بن ابی شیبۃ ابراہیم العبسیّ أبو الحسن الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۲۔ یزید:۔ یہ یزید بن ہارون السلمیّ أبو خالد الواسطی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۳۳)۔

۳۔ گھمّس:۔ یہ گھمّس بن الحسن التیمیّ أبو الحسن البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۴۳)۔

۴۔ عبد اللہ:۔ یہ عبد اللہ بن شقیق العقیلیّ أبو عبد الرحمن أو أبو محمد البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۶۷)۔

۵۔ عائشہ:۔ آپ ﷺ ام المؤمنین عائشہ بنت ابی بکر الصدیق ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸) اور (۳۳)۔

## (۱۸۱) بَابُ كَيْفِ الْجُلُوسِ فِي التَّشَهُّدِ

(۱۸۱) یہ باب ہے اس بارے میں کہ تشہد (یعنی قعدہ) میں کس طرح بیٹھنا (چاہئے)۔

الحديث/ ۹۵۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، قَالَ: ((قُلْتُ لَا نَظُرَنَّ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَيْفَ يُصَلِّي. قَالَ: فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، فَكَبَّرَ

فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَادَتَا بِأُذُنَيْهِ، ثُمَّ أَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذَلِكَ، قَالَ: ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى وَحَدَّ مِرْفَقَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى وَقَبَضَ ثَنْتَيْنِ وَحَلَّقَ حَلَقَةً وَرَأَيْتُهُ يَقُولُ هَكَذَا، وَحَلَّقَ بَشْرَ الْإِبْهَامِ وَالْوُسْطَى وَأَشَارَ بِالسَّبَابَةِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۵۷ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا مسدّد

نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی بشر بن مفضل نے انہوں نے نقل کیا عاصم بن غلب سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت وائل بن حجرؓ سے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے کہا (یعنی میں نے یہ سوچا اور ارادہ کیا کہ) رسول اللہ ﷺ کی نماز کو ضرور دیکھوں گا (یعنی یہ دیکھوں گا کہ آپ ﷺ کس طرح نماز پڑھتے ہیں) (بہر حال انہوں نے دیکھا اور اپنی اُس دیکھی ہوئی کیفیت کو بیان کرنے کے دوران) کہا کہ رسول اللہ ﷺ (نماز کے ارادہ سے) کھڑے ہوئے تو اپنا منہ قبلہ کی طرف کیا پھر تکبیر (تحریمہ) کہی اور اپنے دونوں ہاتھوں کو (اتنا) اٹھایا کہ وہ آپ ﷺ کے کانوں کے مقابل اور برابر ہو گئے (یعنی کانوں تک ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہی) پھر اپنے بائیں کو پکڑا اپنے دائیں سے (یعنی دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے اوپر کر کے نیت باندھی) پھر جب (قراءت سے فارغ ہو کر) رکوع کرنے کا ارادہ فرمایا تو بھی اٹھایا ان دونوں کو اسی کے مثل (یعنی رکوع میں جانے سے پہلے بھی اسی طرح ہاتھ کانوں تک اٹھائے اور رفع یدین کیا۔ اور دوران بیان حضرت وائل بن حجرؓ نے یہ بھی) بیان کیا کہ پھر (جب دو رکعتوں سے فارغ ہو کر آپ ﷺ تشہد کے لئے) بیٹھے تو اپنے بائیں پاؤں کو بچھایا (اور اُس پر بیٹھے) اور (تشہد میں) رکھا اپنے بائیں ہاتھ کو اپنی بائیں ران پر اور اٹھا ہوا رکھا اپنی دہنی کہنی کو اپنی

دہنی ران سے اور بند کر لیا دو (انگلیوں یعنی چھنگلیا اور اس کے پاس کی انگلی) کو اور حلقہ بنایا (بیچ کی انگلی اور انگوٹھے سے) اور میں نے دیکھا ان کو (یعنی رسول اللہ ﷺ کو) اس طرح (اشارہ) کرتے ہوئے (اور مسد د کا یا بحوالہ مسد ابوداؤد کا بیان ہے کہ اس پوری حدیث کو بیان کرنے کے بعد) بشر (بن مفضل) نے انگوٹھے اور بیچ کی انگلی سے حلقہ بنایا اور اشارہ کیا سبابہ (یعنی شہادت کی انگلی) سے۔

نوٹس:- سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ یہ حدیث یہاں پر مکرر آئی ہے کیونکہ اس سے پہلے یہ حدیث باب رفع الیدین میں حدیث نمبر (۷۲۶) پر گزر چکی ہے اس لئے اس کی تفصیلی شرح تو وہیں دیکھ لیں تاہم اتنا یہاں پر بھی سمجھ لیں کہ صاحب المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں چونکہ تشہد اور قعدہ کے ساتھ اول یا ثانی کی کوئی قید نہیں ہے اس لئے اور اس اطلاق کی وجہ سے اس حدیث میں مذکور کیفیتِ جلوس کا تعلق دونوں ہی قعدوں سے سمجھا جائے گا چنانچہ اسی حدیث اور اسی اطلاق کی بناء پر حنفیہ، ثوری، ہادی، قاسم اور مؤید باللہ وغیرہ کا کہنا ہے کہ دونوں قعدوں میں اسی طرح یعنی بائیں پاؤں کو بچھا کر اور داہنے پاؤں کو کھڑا کر کے بیٹھا جائے گا۔ واضح رہے کہ ان حضرات نے اس حدیث کے علاوہ درج ذیل احادیث سے بھی استدلال کیا ہے۔

۱۔ روی أحمد بسنده عن رفاعۃ بن رافع أنه صلی اللہ علیہ وسلم قال للأعرابی إذا جلست فاجلس علی رجلک الیسری۔

۲۔ روی الترمذی بسندہ عن أبي حمید أنه صلی اللہ علیہ وسلم جلس - یعنی للتشہد - فافتش رجله الیسری وأقبل بصدر الیمنی علی قبلته۔

۳۔ وروی مسلم وأحمد بسندھما عن عائشۃ رض وفیہ - کان یفتش رجله الیسری وینصب رجله الیمنی۔

خلاصہ حدیث باب اور ان دیگر احادیث سے ان حضرات کے استدلال کرنے کا یہ ہے کہ ان



احادیث کے روات نے اپنی احادیث میں تشہد و قعدہ میں جلوس کی کیفیت بیان کی ہے اور مطلق بیان کی ہے یعنی پہلے یا دوسرے کی قید نہیں لگائی ہے جس کا تقاضہ اور جس سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ دونوں قعدوں کی کیفیت جلوس یہی ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ حضرات دوسرے اور آخری قعدہ کی کیفیت جلوس کو بھی بیان کرتے اور مستقل بیان کرتے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا لہذا معلوم ہوا کہ دونوں قعدوں کی کیفیت جلوس یہی ہے جو انہوں نے بیان کی ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجالِ حدیث (۹۵۷)

۱۔ مسدد:۔ یہ مسدد بن مسرہد بن مسر بل الأسدی أبو الحسن البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲)۔

۲۔ بشر:۔ یہ بشر بن المفضل بن لاحق الرقاشی أبو اسماعیل البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۶)۔

۳۔ عاصم:۔ یہ عاصم بن کلب بن شہاب الجریمی الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۲۶)۔

۴۔ عن أبیہ:۔ اس میں اب سے عاصم کے والد مراد ہیں یعنی کلب بن شہاب الجریمی۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۲۶)۔

۵۔ وائل:۔ آپ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت وائل بن حُجر بن سعد بن مسروق الحضرمی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۲۳)۔

۶۔ وحلق بشر:۔ یہ بشر بن المفضل بن لاحق الرقاشی أبو اسماعیل البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۶)۔

الحديث/ ٩٥٨ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: ((سُنَّةُ الصَّلَاةِ أَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ الْيُمْنَى وَتُثْبِتَ رِجْلَكَ الْيُسْرَى)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ٩٥٨ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن مسلمہ نے انہوں نے نقل کیا مالک سے انہوں نے عبد الرحمن بن قاسم سے انہوں نے عبد اللہ بن عبد اللہ سے انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے (یہ کہ انہوں نے) فرمایا کہ نماز کی سنت (یعنی نماز کے اندر قعدہ میں بیٹھنے کا طریقہ جو آپ ﷺ کی سنت سے ثابت ہے) یہ ہے کہ کھڑا کرے تو اپنے دائیں پاؤں کو اور موڑ دے تو (یعنی بچھائے تو) اپنے بائیں پاؤں کو (اور پھر اسی یعنی بائیں پاؤں پر بیٹھے۔ دیکھئے اس حدیث سے بھی قعدہ کا وہی طریقہ معلوم ہو رہا ہے جس کے احناف وغیرہ قائل ہیں)۔

### تعارف رجال حدیث (٩٥٨)

- ١- عبد اللہ: یہ عبد اللہ بن مسلمہ بن قعنب القعنبي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (١)۔
- ٢- مالک: یہ مشہور امام فقہ مالک بن أنس الأصبحي الحميري المدني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (١٢)۔

٣- عبد الرحمن: یہ عبد الرحمن بن القاسم بن محمد بن أبي بكر الصديق ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (٢٨١)۔

٤- عبد اللہ بن عبد اللہ: یہ عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب القرشي العدوي أبو عبد الرحمن المدني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (٢٨)۔

٥- عبد اللہ بن عمر: آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول ﷺ حضرت عبد اللہ بن عمر

بن الخطاب القرشي العدوي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱) اور (۱۲)۔

الحديث/ ۹۵۹۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يَقُولُ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: (مِنْ سُنَّةِ الصَّلَاةِ أَنْ تُضْجَعَ رِجْلُكَ الْيُسْرَى وَتَنْصَبَ الْيَمْنَى)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۹۵۹:- فرمایا امام البوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا ابن معاذ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عبدالوہاب نے انہوں نے کہا میں نے سنا یحییٰ سے (یہ کہ انہوں نے) کہا کہ میں نے سنا قاسم کو یہ کہتے ہوئے کہ مجھے خبر دی عبداللہ بن عبداللہ نے یہ کہ انہوں نے سنا حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو یہ فرماتے ہوئے کہ نماز کی سنت میں سے (یعنی آپ ﷺ کے نماز پڑھنے کی صفت و کیفیت اور طریقہ و سنت میں سے) یہ (بھی) ہے کہ توجھائے اپنے بائیں پاؤں کو (اور اُس پر بیٹھے) اور کھڑا کرے تو اپنے داہنے پاؤں کو (واضح رہے کہ اس حدیث سے بھی احناف وغیرہ کے قول کی تائید ہوتی ہے)۔

### تعارف رجال حدیث (۹۵۹)

۱۔ ابن معاذ:- یہ عبيد الله بن معاذ بن معاذ بن نصر بن حسان العنبري البصري أبو عمرو والحافظ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۳)۔

۲۔ عبدالوہاب:- یہ عبدالوہاب بن عبدالمجید بن الصلت الثقفی أبو محمد البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۴۱)۔

۳۔ یحییٰ:- یہ یحییٰ بن سعید بن قیس بن عمرو الأنصاري ہیں۔ دیکھیں حدیث

نمبر (۱۲)۔

۴۔ القاسم:۔ یہ القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۴)۔

۵۔ عبداللہ بن عبداللہ:۔ یہ عبداللہ بن عمر بن الخطاب القرشی

العدوی ابو عبدالرحمن المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۸)۔

۶۔ عبداللہ بن عمر:۔ آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول ﷺ حضرت عبداللہ بن عمر

بن الخطاب القرشی العدوی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱) اور (۱۲)۔

الحديث / ۹۶۰۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ يَحْيَىٰ

بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَىٰ، أَيْضًا ((مِنَ السُّنَّةِ)) كَمَا قَالَ

جَرِيرٌ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۶۰:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عثمان بن ابی

شیبہ نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا جریر نے انہوں نے نقل کیا تھی سے (اور تھی نے آگے بیان

کی) اسی کی (یعنی سابقہ حدیث کی) سند کے ساتھ اسی (سابقہ حدیث کے) جیسی (اور ملتی جلتی

حدیث)۔

فرمایا امام ابوداؤد نے کہ حماد بن زید نے بھی بواسطہ تھی بیان کیا ہے ”من السنة“ جریر کے

بیان کرنے کی مانند (دیکھئے یہ حدیث بھی احناف وغیرہ کے مذہب کی دلیل و مستدل ہے)۔

تعارف رجال حدیث (۹۶۰)

۱۔ عثمان:۔ یہ عثمان بن محمد بن ابی شیبہ ابراہیم العیسیٰ ابو الحسن

الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۲۔ جریر :- یہ جریر بن عبد الحمید الضبی الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲۱)۔

۳۔ یحییٰ :- یہ یحییٰ بن سعید بن قیس بن عمرو الأنصاری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲)۔

۴۔ قال ابوداؤد :- یہ مصنف کتاب سلیمان بن الأشعث ابوداؤد السجستانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۵۔ حماد :- یہ حماد بن زید بن درهم الأسدی أبو اسماعیل البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴)۔

۶۔ عن یحییٰ :- یہ یحییٰ بن سعید بن قیس بن عمرو الأنصاری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲)۔

۷۔ كما قال جریر :- یہ جریر بن عبد الحمید الضبی الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۱)۔

الحديث / ۹۶۱ - حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، أَرَاهُمُ الْجُلُوسَ فِي التَّشَهُدِ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ .

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۶۱ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا تعنبی نے

انہوں نے نقل کیا مالک سے انہوں نے یحییٰ بن سعید سے یہ کہ قاسم بن محمد نے دکھایا ان کو جلوس فی التشہد (یعنی قعدہ میں بیٹھنے کا طریقہ بیٹھ کر دکھایا) اور (اس کے بعد یعنی اراہم الجلوس فی التشہد کے بعد آگے تعنبی نے) ذکر (وبیان) کیا (اسی سابقہ من السنة الخ والی) حدیث کو۔

## تعارف رجالِ حدیث (۹۶۱)

۱۔ القعنبی:۔ یہ عبد اللہ بن مسلمہ بن قعنب القعنبی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۲۔ مالک:۔ یہ مشہور امام فقہ مالک بن انس الأصبحی الحمیری المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲)۔

۳۔ یحییٰ:۔ یہ یحییٰ بن سعید بن قیس بن عمرو الأنصاری ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۲)۔

۴۔ القاسم:۔ یہ القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۴)۔

الحديث / ۹۶۲۔ حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ وَكِيعٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ افْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى حَتَّى اسْوَدَّ ظَهْرُ قَدَمِهِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۶۲:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا ہناؤد بن سری نے انہوں نے نقل کیا وکیع سے انہوں نے سفیان سے انہوں نے زبیر بن عدی سے انہوں نے ابراہیم سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب نماز میں بیٹھتے (یعنی تشہد کے لئے) تو بچھالیتے اپنے بائیں پاؤں کو (اور اُس پر بیٹھتے اور اس طرح بیٹھتے بیٹھتے کالی سی ہو گئی تھی آپ ﷺ کے (بائیں) پاؤں کی پشت) واضح رہے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور مزئی نے اس روایت کو کتاب المراسیل میں ذکر کیا ہے)۔

## تعارف رجالِ حدیث (۹۶۲)

۱۔ ہناد:۔ یہ ہناد بن سری بن مُصعب التمیمی أبو السری الکوفی ہیں۔

دیکھیں حدیث نمبر (۲۰)۔

۲- وکیع:- یوکیع بن الجراح الرؤاسیّ ابوسفیان الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵) اور (۲۰)۔

۳- سفیان:- یہ سفیان بن سعید بن مسروق الثوریّ ابو عبد اللہ الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۴- الزبیر:- یہ الزبیر بن عدیّ الهمدانیّ الیامیّ ابو عدیّ الکوفی ہیں۔ حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر پانچویں طبقہ میں سے قرار دیا ہے نیز وفات ۱۳۱ھ میں بتائی ہے۔

۵- ابراہیم:- یہ ابراہیم بن یزید بن قیس بن أسود النخعیّ ابو عمران الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷) اور (۱۷۸)۔

## (۱۸۲) بَابُ مَنْ ذَكَرَ التَّوْرَكَ فِي الرَّابِعَةِ

(۱۸۲) اُن لوگوں کے دلائل کا بیان جو چوتھی رکعت میں (تشہد کے لئے بیٹھتے وقت) تورک (یعنی سرین پر بیٹھنے کے) قائل ہیں۔

الحدیث/ ۹۶۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ أَنَّنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ - يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ - ح. وَأَخْبَرَنَا مُسَدَّدٌ أَخْبَرَنَا يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ - يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ سَمِعْتُهُ فِي عَشْرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. وَقَالَ أَحْمَدُ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو بْنُ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ فِي عَشْرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْهُمْ أَبُو فَتَادَةَ.

قَالَ أَبُو حَمِيدٍ: ((أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالُوا: فَأَعْرِضْ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ قَالَ: وَيَفْتَحُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ إِذَا سَجَدَ، ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَيَرْفَعُ وَيَبْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا، ثُمَّ يَصْنَعُ فِي الْأُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ؟ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ قَالَ: حَتَّى إِذَا كَانَتِ السَّجْدَةُ الَّتِي فِيهَا التَّسْلِيمُ آخَرَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَقَعَدَ مُتَوَرِّكًا عَلَى شِقِّهِ الْيُسْرَى. زَادَ أَحْمَدُ: قَالُوا صَدَقْتَ، هَكَذَا كَانَ يُصَلِّي، وَلَمْ يَذْكُرَا فِي حَدِيثِهِمَا الْجُلُوسَ فِي الشَّتَيْنِ كَيْفَ جَلَسَ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۶۳ :- فرمایا امام البوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا احمد بن حنبل نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابو عاصم ضحاک بن مخلد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبد الحمید - یعنی عبد الحمید بن جعفر - نے - تحویل سند (ایک دوسری سند) اور فرمایا امام البوداؤد نے کہ خبر دی ہمیں مسدد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی یحییٰ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبد الحمید - یعنی عبد الحمید بن جعفر - نے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا محمد بن عمرو نے حضرت ابو حمید ساعدیؓ سے نقل کرتے ہوئے (نیز دوران بیان) کہا کہ میں نے اس (حدیث کو یا اس بیان) کو اُن سے (یعنی حضرت ابو حمید ساعدیؓ سے) دس اصحاب رسول ﷺ کی موجودگی میں سنا ہے۔ اور کہا احمد نے (یہاں سے آگے مصنف اپنے شیخ مسدد اور احمد کی حدیث کا فرق بیان کر رہے ہیں کہ مسدد نے تو مذکورہ بالا انداز میں بیان کیا یعنی عبد الحمید کے بعد حدیثی محمد بن عمرو عن ابی حمید الساعدي قال سمعته في عشرة من أصحاب رسول الله ﷺ کہا لیکن ہمارے شیخ احمد نے حدیث بیان کرتے وقت عبد الحمید کے بعد یہ کہا) قال أخبرني محمد بن عمرو بن عطاء قال سمعت أبا حميد الساعدي في عشرة من أصحاب رسول الله ﷺ منهم أبو قتادة یعنی عبد الحمید بن جعفر



نے کہا کہ مجھے خبر دی محمد بن عمرو بن عطاء نے اور دورانِ خبر کہا کہ میں نے (یہ حدیث) حضرت ابو حمید ساعدیؓ سے دس صحابہؓ کی موجودگی میں سنی ہے جن میں سے ایک حضرت ابوقحافہؓ بھی تھے (بہر کیف آگے مصنفؒ اپنی اسی سند سے پوری حدیث نقل و بیان کر رہے ہیں چنانچہ کہہ رہے ہیں کہ اُن دس صحابہؓ کی موجودگی میں حضرت) ابو حمیدؓ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز (کی کیفیت) کو تم سب سے زیادہ جاننے (اور یاد رکھنے والا) ہوں (لوگوں نے یہ بات سنی) تو کہا (کہ اگر ایسا ہے) تو جناب پیش کیجئے (یعنی آپ ﷺ کی نماز کی کیفیت بتائیے اور بیان کیجئے) پس انہوں نے (یعنی ابو حمیدؓ نے آپ ﷺ کی نماز کی کیفیت پر مشتمل پوری) حدیث بیان کی (اور اُس حدیث کو بیان کرنے کے دوران یہ بھی) کہا کہ اور آپ ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنے پیروں کی انگلیوں کو کھلا (اور کشادہ) رکھا کرتے تھے۔ پھر (یعنی سجدہ سے فراغت کے بعد) اللہ اکبر کہتے اور (اپنا سر مبارک سجدہ سے) اٹھاتے اور اپنے بائیں پاؤں کو موڑتے (اور بچھاتے) پھر اُس پر بیٹھتے (یعنی دو سجدوں کے درمیان) پھر کرتے دوسری (رکعت) میں مثل اُس کے (یعنی جیسے اور جو کچھ پہلی رکعت میں کرتے وہی اور ویسے ہی دوسری رکعت میں بھی کرتے) پھر ذکر کیا انہوں نے (یعنی احمد بن حنبل نے یا حضرت ابو حمید ساعدیؓ نے پوری حدیث کو اور دورانِ بیان حدیث یہ بھی) کہا یہاں تک جب ہوتی وہ رکعت (یا وہ سجدہ) جس کے بعد سلام ہے (یعنی جب آخری رکعت ہوتی یا آخری رکعت کا دوسرا سجدہ ہوتا اور آپ ﷺ اُس سے فارغ ہو جاتے) تو آپ ﷺ (قعدہ اخیرہ اس طرح پر کرتے کہ) اپنا بائیں پاؤں ایک طرف کو کر لیتے (یعنی بائیں پاؤں کی پٹنڈی کے نیچے سے) اور بیٹھتے تو رک کرتے ہوئے اپنی بائیں ساندھ پر (یعنی اپنی بائیں سُرین کو زمین پر ٹکا کر اُس پر بیٹھتے تھے) زیادہ کیا احمد نے (واضح رہے کہ مصنفؒ زاد احمد کے الفاظ سے یہ بتانا چاہ رہے ہیں کہ ہمارے شیخ مسدد نے تو یہ آگے آنے والے الفاظ روایت میں نہیں بیان کئے تھے لیکن ہمارے شیخ احمد نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ حضرت ابو حمید ساعدیؓ کی یہ تفصیلی حدیث سنکر

حاضرین صحابہؓ نے) کہا تم نے سچ کہا (اور صحیح بیان کیا اے ابو حمید یقیناً آپ ﷺ) ایسے ہی نماز پڑھا کرتے تھے (اور آگے مصنفؒ کہہ رہے ہیں کہ) اور نہیں ذکر کیا دونوں ہی نے (یعنی نہ مسدّد نے اور نہ احمد نے) اپنی (اپنی) حدیث میں دو رکعتوں پر (یعنی قعدہ اولیٰ میں) بیٹھنے کو کہ کس طرح پر آپ ﷺ بیٹھا کرتے تھے (قعدہ اولیٰ میں)۔

نوٹس:- واضح رہے کہ یہ حدیث مطول و مفصل طریقہ پر اسی سند کے ساتھ باب افتتاح الصلاة میں بھی گزر چکی ہے اس لئے تفصیلات کے لئے تو وہیں یعنی حدیث نمبر (۷۳۰) پر ہی رجوع فرمائیں۔ ہاں یہاں پر اتنا سمجھ لیں کہ مصنفؒ نے جو باب قائم کیا تھا یعنی آخری قعدہ میں تورک کرنا اور متورک کا بیٹھنا وہ اس حدیث سے ثابت ہو رہا ہے اور یہ حدیث احناف وغیرہ اُن لوگوں کے خلاف ہے جو کسی بھی قعدہ میں تورک کے قائل نہیں ہیں اور مالکیہ وغیرہ اُن لوگوں کے بھی خلاف ہے جو پہلے قعدہ میں بھی تورک ہی کو افضل کہتے ہیں۔ ہاں شوافع کے بالکل موافق اور ان کی دلیل ہے کیونکہ یہ حضرات پہلے قعدہ میں افتراش کے قائل ہیں اور آخری قعدہ میں تورک کے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجال حدیث (۹۶۳)

- ۱۔ أحمد:- یہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانیّ أبو عبد اللہ المروزیّ ثم البغدادیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷) اور (۲۳۸)۔
- ۲۔ أبو عاصم:- یہ أبو عاصم ضحاک بن مخلد النبیل ہیں۔ دیکھیں حدیث (۳۵)۔
- ۳۔ عبد الحمید:- یہ عبد الحمید بن جعفر بن عبد الحکم بن رافع بن سنان الأوسیّ أبو الفضل الأنصاریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۳۰)۔
- ۴۔ مسدّد:- یہ مسدّد بن مسرہد بن مسربل الأسدیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲)۔

۵۔ یحییٰ:۔ یحییٰ بن سعید بن فروخ القطن التمیمی أبو سعید البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۰)۔

۶۔ عبد الحمید:۔ یہ عبد الحمید بن جعفر بن عبد الحکم بن رافع بن سنان الأوسی أبو الفضل الأنصاری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۰)۔

۷۔ محمد:۔ یہ محمد بن عمرو بن عطاء بن عباس العامری أبو عبد اللہ القرشی المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۰)۔

۸۔ أبو حمید:۔ آپؐ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت ابو حمید المُنذر أبو عبد الرحمن بن سعد بن المنذر الساعدي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۶۵)۔

۹۔ وقال أحمد:۔ یہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی أبو عبد اللہ المروزی ثم البغدادی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷) اور (۲۳۸)۔

۱۰۔ أبو قتادة:۔ آپؐ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت الحارث بن ربیع السلمي الأنصاری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۱)۔

۱۱۔ قال أبو حمید:۔ آپؐ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت ابو حمید المُنذر أبو عبد الرحمن بن سعد بن المنذر الساعدي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۶۵)۔

۱۲۔ زاد أحمد:۔ یہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی أبو عبد اللہ المروزی ثم البغدادی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷) اور (۲۳۸)۔

الحديث/ ۶ ۴ ۹۔ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْمِصْرِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيِّ وَيَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ مُحَمَّدٍ

بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ نَفَرٍ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَلَمْ يَذْكُرْ أَبَاقَتَادَةَ قَالَ: ((فَإِذَا جَلَسَ فِي الرُّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلَى رِجْلِهِ الْيُسْرَى، فَإِذَا جَلَسَ فِي الرُّكْعَةِ الْآخِرَةِ قَدَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَجَلَسَ عَلَى مَقْعَدَتِهِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۶۴ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عیسیٰ بن

ابراہیم مصری نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابن وہب نے انہوں نے نقل کیا لیث سے انہوں نے یزید بن محمد قرشی اور یزید بن ابی حبیب سے (اور ان دونوں نے روایت کیا) محمد بن عمرو بن حلقہ سے انہوں نے محمد بن عمرو بن عطاء سے (یہ کہ انہوں نے بیان کیا) یہ کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے (اور آگے بیان کیا محمد بن عمرو بن عطاء نے۔ اور بہ قول صاحب المنہل محمد بن عمرو بن حلقہ نے) اسی حدیث (یعنی حضرت ابو حمید ساعدیؓ والی حدیث) کو لیکن نہیں ذکر کیا انہوں نے (یعنی محمد بن عمرو بن عطاء نے یا محمد بن عمرو بن حلقہ نے) ابوقتادہ کو (یعنی انہوں نے اپنی حدیث کے اندر و منہم أبوقتادة کے الفاظ ذکر نہیں کئے جیسا کہ احمد اور مسدد نے اپنی روایت میں ذکر کئے ہیں۔ بہر کیف انہوں نے یعنی محمد بن عمرو نے اپنی روایت میں یہ بھی) بیان کیا کہ اور جب آپ ﷺ دو رکعتوں پر (یعنی دوسری رکعت پر تشہد کے لئے) بیٹھتے تو (اپنے بائیں پاؤں کو بچھاتے اور پھر) اپنے اُسی بائیں پاؤں پر بیٹھتے اور جب آپ ﷺ آخری رکعت میں (یعنی قعدۂ اخیرہ کے لئے) بیٹھتے تو اپنے بائیں پاؤں کو باہر نکال دیتے اور اپنی سرین پر بیٹھتے (یعنی قعدۂ اخیرہ میں تو رک فرماتے)۔

نوٹس :- واضح رہے کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے لیکن یاد رہے کہ یہ اختلاف صرف فضیلت کا ہے نہ کہ جواز و عدم جواز کا بہر حال تفصیلات کے لئے تو مطولات ہی کو دیکھیں تاہم مختصر طور پر اتنا یہاں پر

بھی سمجھ لیں کہ احناف تو دونوں قعدوں میں افتراش کے قائل ہیں۔ مالکیہ دونوں میں تورک کے۔ شوافع قعدہ اولیٰ میں افتراش کے اور قعدہ اخیرہ میں تورک کے اور حنابلہ دو رکعت والی نماز میں افتراش کے اور چار اور تین رکعت والی نماز میں پہلے قعدہ میں افتراش کے اور دوسرے میں تورک کے۔

### تعارف رجالِ حدیث (۹۶۴)

۱۔ عیسیٰ :- یہ عیسیٰ بن ابراہیم بن عیسیٰ الغافقیّ الأحمدیّ أبو موسیٰ المصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۶۶)۔

۲۔ ابن وہب :- یہ عبداللہ بن وہب بن مسلم القرشیّ الفہریّ أبو محمد المصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۲)۔

۳۔ الیث :- یہ الیث بن سعد بن عبدالرحمن الفہمیّ الإمام أبو الحارث المصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۸)۔

۴۔ یزید بن محمد :- یہ یزید بن محمد بن قیس بن مخرمۃ القرشیّ المدنیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۳۲)۔

۵۔ یزید :- یہ یزید بن ابی حبیب سُوید الأزدیّ أبو رجاء المصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷۹)۔

۶۔ محمد بن عمرو :- یہ محمد بن عمرو بن حلّحۃ الدیلیّ المدنیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۸۶)۔

۷۔ محمد :- یہ محمد بن عمرو بن عطاء بن عباس العامریّ أبو عبداللہ القرشیّ المدنیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۳۰)۔

۸۔ لم يذكر أبا قتادة: آپؐ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت الحارث بن ربیع السلمي الأنصاري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۱)۔

الحديث/ ۹۶۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ أَخْبَرَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو الْعَامِرِيِّ، قَالَ: ((كُنْتُ فِي مَجْلِسٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ فِيهِ: فَإِذَا قَعَدَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَعَدَ عَلَى بَطْنِ قَدَمِهِ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْيُمْنَى، فَإِذَا كَانَتِ الرَّابِعَةُ أَفْضَى بَوْرِكَ الْيُسْرَى إِلَى الْأَرْضِ وَأَخْرَجَ قَدَمَيْهِ مِنْ نَاحِيَةٍ وَاحِدَةٍ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۹۶۵:- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا قتیبہ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابن لہیعہ نے انہوں نے نقل کیا یزید بن ابی حبیب سے انہوں نے محمد بن عمرو بن حلحہ سے انہوں نے محمد بن عمرو عامری سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں ایک مجلس میں تھا (اور آگے ابن لہیعہ نے یا محمد بن عمرو عامری نے بیان کیا) اسی (سابقہ) حدیث کو (اور ابن لہیعہ نے یا محمد عمرو نے) بیان کیا اس میں (یعنی اس حدیث میں یہ بھی) کہ اور جب آپ ﷺ دو رکعتوں پر بیٹھتے (یعنی قعدہ اولیٰ فرماتے) تو اپنے بائیں پاؤں کے اندرونی حصہ (یعنی تلوے) پر بیٹھتے اور دائیں (پاؤں) کو کھڑا کر کے رکھتے۔ اور جب ہوتی چوتھی رکعت (یعنی قعدہ اخیرہ فرماتے) تو لگا دیتے اپنی بائیں سُرین زمین سے اور نکال دیتے اپنے دونوں پاؤں کو ایک طرف کو (یعنی دہنی طرف کو)۔

نوٹس:- سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ اس حدیث کے اندر شوافع وغیرہ اُن حضرات کی دلیل ہے جو قعدہ اولیٰ میں افتراش کے اور قعدہ اخیرہ میں تورک کے قائل ہیں۔ لیکن حنفیہ وغیرہ جو حضرات دونوں قعدوں میں افتراش ہی کے قائل ہیں ان کا کہنا یہ ہے کہ اس حدیث کا تعلق حالتِ عذر

سے ہے۔ نیز وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور غیر قابلِ احتجاج ہے کیونکہ اس کی سند میں ابنِ لہیعہ ایسے راوی ہیں جو متکلم فیہ ہیں۔

اور یہ جو اس حدیث میں تورک کی شکل مذکور ہے یعنی ایک جانب (دہنی جانب) کو دونوں پاؤں کو نکال لینا اس کے بارے میں کچھ حضرات کا تو یہ کہنا ہے کہ یہ بھی تورک ہی کی ایک شکل ہے۔ جبکہ ملا علی قاریؒ نے یہ لکھا ہے کہ اس میں اخراج یعنی نکالنے کا اطلاق داہنے پاؤں پر تغلیباً کر دیا گیا ہے کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ اخراج صرف بائیں پاؤں کا ہی ہوتا ہے نہ کہ داہنے کا اور نہ دونوں کا۔

## تعارف رجال حدیث (۹۶۵)

۱۔ قتیبہ:۔ یہ قتیبہ بن سعید بن جمیل الثقفیؒ ابورجاء البغلانیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۵)۔

۲۔ ابن لہیعہ:۔ یہ عبداللہ بن لہیعہ بن عقبہ الحضرمیؒ ابو عبدالرحمن المصریؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۴۸)۔

۳۔ یزید:۔ یہ یزید بن ابی حبيب سويد الأزديؒ ابورجاء المصریؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷۹)۔

۴۔ محمد بن عمرو:۔ یہ محمد بن عمرو بن حَلْحَلَة الدیلیؒ المدنیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۸۶)۔

۵۔ محمد بن عمرو العامریؒ:۔ یہ محمد بن عمرو بن عطاء بن عباس العامریؒ ابو عبداللہ القرشیؒ المدنیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۳۰)۔

الحديث/ ۹۶۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا أَبُو بَدْرٍ

أَخْبَرَنَا زُهَيْرُ أَبُو خَيْثَمَةَ أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ الْحَرِّ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عَبَّاسٍ، أَوْ عِيَّاشِ بْنِ سَهْلٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ كَانَ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ أَبُوهُ فَذُكِرَ فِيهِ قَالَ: ((فَسَجَدَ فَانْتَصَبَ عَلَى كَفِّهِ وَرُكْبَتَيْهِ وَصُدُورِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ جَالِسٌ فَتَوَرَّكَ وَنَصَبَ قَدَمَهُ الْأُخْرَى ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَقَامَ وَلَمْ يَتَوَرَّكَ، ثُمَّ عَادَ فَارْكَعَ الرَّكْعَةَ الْأُخْرَى فَكَبَّرَ كَذَلِكَ، ثُمَّ جَلَسَ بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ حَتَّى إِذَا هُوَ أَرَادَ أَنْ يَنْهَضَ لِلْقِيَامِ قَامَ بِتَكْبِيرٍ ثُمَّ رَكَعَ الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ، فَلَمَّا سَلَّمَ سَلَّمَ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ)).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَلَمْ يَذْكُرْ فِي حَدِيثِهِ مَا ذَكَرَ عَبْدُ الْحَمِيدِ فِي التَّوَرُّكِ وَالرَّفْعِ إِذَا قَامَ مِنْ ثِنْتَيْنِ.

ترجمہ حدیث نمبر/ ۹۶۶: فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا علی بن حسین بن ابراہیم نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابودر نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابوخیثمہ زہیر نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی حسن بن حر نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عیسیٰ بن عبد اللہ بن مالک نے انہوں نے روایت کیا عباس یا عیاش بن سہل ساعدی سے (یہ کہ انہوں نے بیان کیا) کہ وہ ایک مرتبہ ایک ایسی مجلس میں موجود تھے جس میں ان کے والد (سہل بن سعد ساعدی اور ابوحمید وغیرہ) بھی تھے پس ذکر کیا گیا اس میں (یعنی اُس مجلس میں ابوحمید ساعدی نے آپ ﷺ کی صفتِ صلاۃ پر مشتمل طویل حدیث بیان کی اور دورانِ بیان یہ بھی) کہا کہ اور آپ ﷺ نے سجدہ کیا تو اعتماد کیا اپنی ہتھیلیوں، گھٹنوں اور اپنے دونوں پاؤں کے سروں پر بہ حالتِ سجدہ (واضح رہے کہ یہ بہ حالتِ سجدہ کا ترجمہ اس لئے کیا گیا ہے کیونکہ سب ہی شراح حضرات نے لکھا ہے کہ وہو جالس نساخ کی غلطی ہے اور صحیح وہو ساجد



ہے۔ بہر حال اس طرح سجدہ کیا اور جب آپ ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھے) تو توڑک کیا (یعنی سرین پر بیٹھے) اور اپنے دوسرے (یعنی دانے) پاؤں کو کھڑا کیا پھر تکبیر کہی اور (دوسرا) سجدہ کیا پھر تکبیر کہی (یعنی دوسرے سجدہ سے فراغت کے بعد) اور کھڑے ہو گئے (یعنی سجدہ سے سیدھے قیام میں چلے گئے) اور توڑک نہیں کیا (یعنی جب بیٹھے ہی نہیں تو توڑک کیا کرتے بہر کیف) پھر اسی طرح دوبارہ کیا اور دوسری رکعت پڑھی اور ایسے ہی تکبیر کہی اور پھر (دوسری رکعت سے فراغت کے بعد یعنی) دو رکعتوں کے بعد (قعدہ اولی کے لئے) بیٹھے (اور تشہد پڑھی) یہاں تک کہ جب قیام کے لئے اٹھنے کا ارادہ فرمایا (یعنی تیسری رکعت کے لئے) تو تکبیر کہتے ہوئے اٹھے پھر دوسری دو رکعتیں پڑھیں اور جب سلام پھیرنے کا ارادہ فرمایا تو (پہلے) اپنی داہنی جانب کو سلام پھیرا (اور پھر) اپنی بائیں جانب کو۔ اور فرمایا امام ابوداؤد نے کہ نہیں ذکر کیا انہوں نے (یعنی عیسیٰ بن عبداللہ نے) اپنی (اس) حدیث میں وہ جو ذکر کیا ہے عبدالحمید نے (اپنی اُس روایت میں جو بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ میں حدیث نمبر ۳۰۱ پر گزر چکی ہے یعنی عبدالحمید نے جو اپنی روایت میں قعدہ اخیرہ میں) توڑک اور دو رکعتوں سے (یعنی قعدہ اولیٰ سے فارغ ہو کر تیسری کے لئے) اٹھنے کے وقت رَفْعِ يَدَيْنِ (کو ذکر کیا ہے عیسیٰ بن عبداللہ نے اپنی اس زیر بحث روایت میں اس کو نہیں ذکر کیا)۔

### تعارف رجال حدیث (۹۶۶)

۱۔ علیؓ: یہ علی بن الحسین بن ابراہیم بن الحرّ العامری ابو الحسن البغدادی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۳۳)۔

۲۔ ابوبدرؓ: یہ شجاع بن الولید بن قیس السکونی الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۶۰)۔

۳۔ زُہیرؓ: یہ زُہیر بن مُعاویہ بن حُدیج الجعفی ابو خثیمۃ الکوفی ہیں۔

دیکھیں حدیث نمبر (۲۸)۔

۴۔ الحسن:۔ یہ الحسن بن الحر بن الحکم النخعی ابو محمد الکوفی ہیں۔

دیکھیں حدیث نمبر (۷۳۳)۔

۵۔ عیسیٰ:۔ یہ عیسیٰ بن عبداللہ بن مالک بن عیاض مولیٰ عمر بن

الخطاب ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۳۳)۔

۶۔ عباس أو عیاش:۔ یہ عباس بن سعد الأنصاری الساعدي المدنی ہیں۔

دیکھیں حدیث نمبر (۷۳۳)۔

۷۔ أبوه:۔ اس میں اب سے عباس کے والد مراد ہیں یعنی حضرت سہل بن سعد بن

مالک الساعدي الأنصاري أبو العباس الخزرجي۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۹)

اور (۲۱۴)۔

۸۔ قال أبوداؤد:۔ یہ مصنف کتاب الإمام سلیمان بن الأشعث أبوداؤد

السجستاني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۹۔ عبد الحميد:۔ یہ عبد الحمید بن جعفر بن عبد الحکم بن رافع الأوسي

أبو الفضل الأنصاري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۳۰)۔

الحديث/ ۶۷ ۹۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ

عَمْرٍو أَخْبَرَنِي فُلَيْحٌ أَخْبَرَنِي عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ، قَالَ: اجْتَمَعَ أَبُو حَمِيدٍ وَأَبُو أُسَيْدٍ

وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ، فَذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ، لَمْ يَذْكُرِ الرَّفْعَ إِذَا

قَامَ مِنْ نِتْنَيْنِ وَلَا الْجُلُوسَ، قَالَ: حَتَّى فَرَّغَ ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى

وَأَقْبَلَ بِصَدْرِ الْيُمْنَى عَلَى قِبْلَتِهِ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۶۷ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا احمد بن حنبل نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبد الملک بن عمرو نے انہوں نے کہا مجھے خبر دی فلیح نے انہوں نے کہا مجھے خبر دی عباس بن سہل نے (اور عباس بن سہل نے دوران بیان) کہا کہ (ایک مرتبہ) حضرت ابو حمید، ابو اسید، سہل بن سعد اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اکٹھے (ایک مجلس میں) جمع (و موجود) تھے پس (اسی مجلس میں حضرت ابو حمید نے) اس حدیث کا ذکر کیا (اور اس کو بیان) کیا (اور انہوں نے یعنی حضرت ابو حمید ساعدی نے اپنی حدیث کے اندر) دو رکعتوں سے (یعنی پہلے قعدہ سے تیسری رکعت کے لئے اٹھتے وقت) رفع (یدین کرنے کا) ذکر نہیں کیا اور نہ ہی (قعدہ اولیٰ میں یا دونوں سجدوں کے درمیان) بیٹھنے کی کیفیت کا (واضح رہے کہ صاحب المنہل نے تو لا الجلسوس کی یہی شرح کی ہے مگر صاحب بذل نے اس سے یعنی لا الجلسوس سے قعدہ اخیر کو مراد لیا ہے اور کہا ہے کہ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ انہوں نے اپنی روایت میں نہ تو رک کا ذکر کیا اور نہ ہی قعدہ اخیرہ کا۔ بہر کیف آگے راوی حدیث نے) بیان کیا یہاں تک کہ فارغ ہوئے آپ ﷺ (بقول صاحب بذل دو رکعتوں سے اور بقول صاحب المنہل وغیرہ پوری نماز سے) پھر (یعنی فراغت عن الصلاة کے بعد یا دو رکعتوں سے فراغت کے بعد) آپ ﷺ بیٹھے (یعنی قعدہ اولیٰ کے لئے یا قعدہ اخیرہ کے لئے) تو بچھایا اپنے بائیں پاؤں کو اور کیا اپنے داہنے پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ کی طرف کو (اور اس طرح پر قعدہ اولیٰ یا قعدہ اخیرہ کیا)۔

نوٹس :- اس حدیث کے تحت صاحب عون المعبود نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے اُن لوگوں نے استدلال کیا ہے جو قعدہ اخیرہ میں بھی افتراش کے قائل ہیں یعنی احناف وغیرہ لیکن ان حضرات کا یہ استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ اس حدیث میں قعدہ اولیٰ کا ذکر ہے نہ کہ قعدہ اخیرہ کا لہذا اس سے قعدہ

اخیرہ میں بھی افتراش کے قول پر استدلال نہیں کیا جاسکتا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

### تعارف رجالِ حدیث (۹۶۷)

۱۔ أحمد:۔ یہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی أبو عبد اللہ المروزی ثم البغدادی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷) اور (۲۳۸)۔

۲۔ عبد الملک:۔ یہ عبد الملک بن عمرو العقدي أبو عامر القيسي المصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۸۷)۔

۳۔ فلیح:۔ یہ فلیح بن سلیمان بن أبي المغيرة الخزاعي أبو يحيى المدني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۳۴)۔

۴۔ عباس:۔ یہ عباس بن سعد الأنصاري الساعدي المدني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۳۳)۔

۵۔ أبو حميد:۔ آپؓ أبو حميد المنذر أو عبد الرحمن بن سعد بن المنذر الساعدي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۶۵)۔

۶۔ أبو أسيد:۔ آپؓ أبو أسيد مالک بن ربيعة الساعدي الأنصاري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۶۵)۔

۷۔ سهل:۔ آپؓ حضرت سهل بن سعد بن مالک الساعدي الأنصاري أبو العباس الخزرجي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۹) اور (۲۱۴)۔

۸۔ محمد:۔ آپؓ حضرت محمد بن مسلمة بن سلمة بن خالد بن عدي الأوسي أبو عبد الرحمن الأنصاري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۳۴)۔

## بَابُ التَّشْهَدِ (۱۸۳)

(۱۸۳) تشہد کا بیان (واضح رہے کہ بعض نسخوں میں بَابُ مَا يَقُولُ فِي التَّشْهَدِ کا عنوان ہے یعنی تشہد و قعدہ میں کیا پڑھا جائے گا اس کا بیان)۔

الحديث/ ۹۶۸ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ حَدَّثَنِي شَقِيقُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: ((كُنَّا إِذَا جَلَسْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الصَّلَاةِ قُلْنَا: السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ قَبْلَ عِبَادِهِ، السَّلَامُ عَلَى فَلَانٍ وَفُلَانٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا تَقُولُوا السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلَامُ، وَلَكِنْ إِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، فَإِنَّكُمْ إِذَا قُلْتُمْ ذَلِكَ أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَوْ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، ثُمَّ لِيُخَيَّرَ أَحَدُكُمْ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ فَيَدْعُو بِهِ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۹۶۸ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا مسدد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی تھی نے انہوں نے نقل کیا سلیمان اعمش سے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا شقیق بن سلمہ نے انہوں نے نقل کیا حضرت عبداللہ بن مسعود سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ جب ہم آپ ﷺ کے ساتھ (یعنی آپ ﷺ کے مقتدی ہوتے ہوئے) نماز میں تشہد کے لئے بیٹھے تو کہتے السلام علی اللہ قبل عبادہ (یعنی سلام ہے اللہ پر اس کے بندوں سے پہلے یا اس کے بندوں کی

طرف سے اور کہتے) سلام ہو (فرشتوں میں سے) فلاں اور فلاں پر پس (نماز سے فراغت کے بعد) رسول اللہ ﷺ نے (ہماری طرف متوجہ ہو کر) فرمایا تم مت کہا کرو والسلام علی اللہ یعنی سلامتی ہو اللہ پر اس لئے کہ اللہ ہی تو سلام ہے (یعنی یہ کہنے کا مطلب ہے آفات و نقائص سے سلامت ہونے کی دعاء دینا اور اللہ تعالیٰ آفات و نقائص سے منزہ و مبرا ہے بلکہ مخلوقات میں سے کسی پر بھی یہ چیزیں اُسی کے حکم سے طاری ہوتی ہیں اس لئے السلام علی اللہ کہنا غلط ہے لہذا تم یہ نہ کہا کرو) ہاں لیکن جب تم میں سے کوئی (تشہد کے لئے) بیٹھے تو یہ کہا کرے ”التحيات لله والصلوات والطيبات، السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته، السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين“ کیونکہ جب تم یہ کہہ دو گے تو پہونچے گا ہر نیک بندے کو (اس کا ثواب) چاہے وہ (نیک بندہ) آسمان میں ہو یا زمین میں یا آسمان و زمین کے درمیان (واضح رہے کہ آپ ﷺ نے یہ جملہ بقیہ تشہد سے پہلے اس لئے کہا ہے تاکہ اس کی اہمیت معلوم ہو جائے اور یہ حضرات جو السلام علی فلان و فلان کہتے اور فرشتوں کا شمار کرتے تھے اس کا انکار اور نکیر ہو جائے بہر حال آگے بقیہ تشہد یہ ہے) أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔ پھر (یعنی اس مکمل تشہد کو پڑھنے کے بعد) اختیار کر لے کوئی بھی دعاء جو اُسے پسند ہو اور اس کے ساتھ دعاء مانگے۔

نوٹس:- واضح رہے کہ اس حدیث کے تحت شرح حضرات نے بڑی تفصیلات لکھی ہیں جن کو وہیں دیکھ لیا جائے تاہم اتنا یہاں پر بھی سمجھ لیں کہ اس حدیث سے اس بات کی نہی و ممانعت معلوم ہو رہی ہے کہ کوئی شخص السلام علی اللہ کہے، نیز یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ نماز کے اندر قعدہ میں حدیث میں مذکورہ تشہد کو پڑھنا چاہئے اس کے علاوہ یہ حدیث یہ بھی بتا رہی ہے کہ دعاء مانگنے کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ بندہ پہلے خود اپنے لئے دعاء کرے اور پھر باقی سب کے لئے اسی طرح یہ حدیث یہ بھی بتا رہی ہے کہ سلام پھیرنے سے پہلے اور تشہد کے بعد نمازی کو دعاء کرنی اور مانگنی چاہئے۔

## تعارف رجالِ حدیث (۹۶۸)

۱۔ مسدد:۔ یہ مسدد بن مسرہد بن مسرہل الأسدی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲)۔  
 ۲۔ یحییٰ:۔ یہ یحییٰ بن سعید بن فروخ القطان التمیمیٰ أبوسعید البصری ہیں۔  
 دیکھیں حدیث نمبر (۷۰)۔

۳۔ سلیمان:۔ یہ سلیمان بن مہران الأعمش الأسدی الکاهلی أبو محمد الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷)۔

۴۔ شقیق:۔ یہ شقیق بن سلمة الأسدی أبو وائل الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲۲)۔  
 ۵۔ عبد اللہ:۔ آپ عبد اللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب أبو عبد الرحمن الہذلی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۹)۔

الحديث/ ۹۶۹۔ حَدَّثَنَا تَمِيمُ بْنُ الْمُنتَصِرِ أَنْبَأَنَا إِسْحَاقُ -يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ- عَنْ شَرِيكَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: ((كُنَّا لَا نَذَرِي مَا نَقُولُ إِذَا جَلَسْنَا فِي الصَّلَاةِ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَدْ عَلِمَ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ)).

قَالَ شَرِيكَ: وَأَخْبَرَنَا جَامِعٌ -يَعْنِي ابْنَ شَدَّادٍ- عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بِمِثْلِهِ قَالَ: ((وَكَانَ يُعَلِّمُنَا كَلِمَاتٍ وَلَمْ يَكُنْ يُعَلِّمُنَا هُنَّ كَمَا يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ: اللَّهُمَّ أَلْفَ بَيْنَ قُلُوبِنَا وَأَصْلَحْ ذَاتَ بَيْنِنَا وَاهْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَجَنِّبْنَا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَبَارِكْ لَنَا فِي

أَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُلُوبِنَا وَأَرْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ، وَاجْعَلْنَا شَاكِرِينَ لِنُعْمَتِكَ، مُشْنِينَ بِهَا، قَابِلِينَهَا وَاتِمِّمَهَا عَلَيْنَا)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۶۹: فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا تمیم بن منصر نے انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی اسحاق۔ یعنی اسحاق بن یوسف۔ نے انہوں نے نقل کیا شریک سے انہوں نے ابو اسحاق سے انہوں نے ابوالاحوص سے انہوں نے حضرت عبداللہؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ ہم نہیں جانتے تھے کہ کیا پڑھیں نماز میں جب (تشہد کے لئے) بیٹھیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ جانتے تھے اور (اس کے بعد آگے ابوالاحوص نے بھی) انہیں کے جیسی (یعنی شقیق بن سلمہ کے جیسی۔ یا اس کا مطلب ہے کہ آگے تمیم بن منصر نے بھی مسدّد کے جیسی ہی حدیث) بیان (و ذکر) کی۔

اور شریک نے ایسے بھی کہا ہے کہ خبر دی ہمکو جامع۔ یعنی جامع بن شداد۔ نے (واضح رہے کہ مصنفؒ کی غرض ان الفاظ سے یہ بیان کرنا ہے کہ اس حدیث کو شریک نخعی نے جیسے عن ابی اسحاق کے طریق سے روایت کیا ویسے ہی جامع بن شداد کے طریق سے بھی روایت کیا ہے۔ بہر حال جامع بن شداد نے) ابو وائل سے نقل کیا ابو وائل نے حضرت عبداللہؓ سے انہی کے جیسی (یعنی ابوالحکم سے ملتی جلتی حدیث بیان کی۔ اور شریک نے اسی طریق سے اپنی روایت میں یہ بھی) بیان کیا کہ اور آپ ﷺ ہم کو سکھاتے تھے اور بھی چند کلمات (دعاء) لیکن وہ کلمات (دعاء) ہمکو اس طرح (اور اتنے اہتمام سے) نہیں سکھاتے تھے جس طرح (اور جتنے اہتمام سے) ہمکو تشہد سکھاتے تھے (اور وہ کلمات دعاء یہ ہیں) ”اللَّهُمَّ آلفَ بَيْنَ قُلُوبِنَا وَأَصْلَحْ ذَاتَ بَيْنِنَا وَاهْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَجَنِّبْنَا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَبَارِكْ لَنَا فِي أَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُلُوبِنَا وَأَرْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ، وَاجْعَلْنَا



شَاكِرِينَ لِنِعْمَتِكَ، مُثْنِينَ بِهَا، قَابِلِيَهَا وَآتِمَّهَا عَلَيْنَا“۔

نوٹس:- ”وكان رسول الله ﷺ قد علم“ اس میں جو لفظ علم ہے یہ بابِ سمع کے مصدر العلم سے ماضی کا صیغہ معروف بھی ہو سکتا ہے اور اس شکل میں مطلب وہی ہوگا جو دورانِ ترجمہ ذکر کیا گیا یعنی حالانکہ آپ ﷺ جان چکے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتا دیا تھا لیکن ابھی ہم نہیں جانتے تھے۔ اور اس میں ایک احتمال یہ بھی ہے کہ یہ بابِ تفعیل کے مصدر التعليم سے ماضی کا صیغہ مجہول ہو یعنی قد عِلِّمَ بروزن فِعْلٍ اور مطلب اس شکل میں بھی تقریباً وہی ہوگا یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے سکھایا جا چکا تھا آپ ﷺ کو وہ جو ہم نہیں جانتے تھے یعنی اتحیات کا پڑھنا۔

اور صاحبِ المنہل نے اس حدیث کے تحت فقہ الحدیث کے عنوان سے لکھا ہے کہ اس حدیث سے جہاں اور باتیں معلوم ہو رہی ہیں وہیں یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ نماز کے اندر سلام سے پہلے اور تشہد کے بعد حدیث میں مذکورہ کلمات کے ساتھ دعاء مانگنا مشروع و مستحب ہے۔

## تعارف رجال حدیث (۹۶۹)

۱۔ تمیم:- یہ تمیم بن المنتصر بن تمیم بن الصلت الهاشمی الواسطی ہیں۔ ابنِ حبان اور نسائی نے ان کی توثیق کی ہے۔ حافظ نے ان کو ثقہ، ضابط لکھا ہے اور وفات بہ عمر چھیتر ۷۶۱ سال ۲۳۳ھ یا ۲۳۵ھ میں لکھی ہے۔

۲۔ إسحاق:- یہ إسحاق بن یوسف بن مرداس المخزومی الواسطی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۵۵)۔

۳۔ شریک:- یہ شریک بن عبد اللہ بن ابی شریک النخعی الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۵)۔

۴۔ أبو إسحاق:۔ یہ عمرو بن عبد اللہ السبعیّ أبو إسحاق الهمدانی ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۱۱۶)۔

۵۔ أبو الأحوص:۔ یہ أبو الأحوص عوف بن مالک بن نضلة الجشمیّ  
الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۵۰)۔

۶۔ عبد اللہ:۔ آپ عبد اللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب أبو عبد الرحمن  
الہذلی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۹)۔

۷۔ قال شریک:۔ یہ شریک بن عبد اللہ بن أبي شریک النخعیّ الکوفی  
ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۵)۔

۸۔ جامع:۔ یہ جامع بن شداد المحاربی أبو صخرة الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث  
نمبر (۱۸۸)۔

۹۔ أبو وائل:۔ یہ شقیق بن سلمة الأسديّ أبو وائل الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲۲)۔

۱۰۔ عبد اللہ:۔ آپ عبد اللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب أبو عبد الرحمن  
الہذلی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۹)۔

الحديث / ۹۷۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ أَخْبَرَنَا زُهَيْرٌ  
أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ الْحَرِّ عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ، قَالَ: ((أَخَذَ عَلْقَمَةُ بِيَدِي  
فَحَدَّثَنِي أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ أَخَذَ بِيَدِهِ، وَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَخَذَ بِيَدِ  
عَبْدِ اللَّهِ فَعَلَّمَهُ التَّشَهُّدَ فِي الصَّلَاةِ، فَذَكَرَ مِثْلَ دُعَاءِ حَدِيثِ الْأَعْمَشِ: إِذَا  
قُلْتَ هَذَا أَوْ قَضَيْتَ هَذَا فَقَدْ قَضَيْتَ صَلَاتَكَ، إِنْ شِئْتَ أَنْ تَقُومَ فَقُمْ وَإِنْ

شِئْتُ أَنْ تَفْعُدَ فَأَقْعُدُ).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۷۰ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عبداللہ بن محمد نفیلی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی زہیر نے انہوں نے کہا ہمیں خبری حسن بن حُر نے انہوں نے نقل کیا قاسم بن مخیرہ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ علقمہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھ سے بیان کیا یہ کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے (جب اُن سے آگے آنے والی حدیث بیان کی تھی تو) ان کا ہاتھ پکڑا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ہاتھ پکڑا تھا اور (پھر) ان کو نماز میں پڑھی جانے والی تشہد (یعنی التحیات الخ) سکھائی تھی۔ اور آگے ذکر کیا انہوں نے (یعنی حسن بن حُر نے بھی۔ یا عبداللہ بن محمد نے بھی) اعمش کی حدیث (میں مذکور) دعاء کے مثل (نیز انہوں نے اپنی حدیث میں مزید یہ بھی ذکر کیا) اور جب تو کہہ چکے اس کو یا (انہوں نے کہا کہ) جب تو پورا کر چکے اس کو (یعنی تشہد اور دعاء کو) تو (سمجھ لے کہ) پورا کر چکا تو اپنی نماز کو اب اگر تو کھڑا ہونا چاہے تو کھڑا ہو جا اور اگر بیٹھنا چاہے تو بیٹھا رہ (یعنی نماز مکمل ہو چکی اب تو جو چاہے کر نماز کی قیودات و پابندیوں سے آزاد ہے)۔

نوٹس :- ”فذكر مثل دعاء حدیث الأعمش“ واضح رہے کہ صاحب المنہل نے اس جملہ کے بارے میں لکھا ہے کہ شاید صحیح و درست فذكر مثل حدیث الأعمش ہے کیونکہ اعمش کی حدیث میں کوئی دعاء مذکور نہیں ہے۔ اور اگر اس جملہ میں لفظ دعاء صحیح مانیں تو یہ تاویل کرنی ہوگی کہ اعمش کی حدیث میں چونکہ ثم لیتخیر أحدکم الخ کے الفاظ ہیں جن میں گویا کسی دعاء کی رہنمائی ہے اسلئے اس رہنمائی ہی کو دعاء کا نام دیدیا گیا اور کہہ دیا گیا مثل دعاء الأعمش۔

”إذا قلت هذا الخ“ سب سے پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ یہاں سے آگے کی عبارت اعمش کی حدیث پر زیادتی و اضافہ ہے اس لئے صاحب بذل نے لکھا ہے کہ مصنفؒ کو اس زیادتی سے پہلے وزاد کے الفاظ لکھنے مناسب تھے۔ دوسری بات اس کلام و عبارت کے بارے میں یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ

دارقطنی نے ایک جماعت کی طرف سے لکھا ہے کہ یہ ابن مسعودؓ کا کلام ہے اور نوویؒ نے اسی پر حفاظ کا اتفاق لکھا ہے۔ لیکن عینیؒ نے کہا ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو ابوداؤد اپنی عادت کے مطابق خاموش نہ رہتے بلکہ اس پر ضرور تنبیہ فرماتے لیکن انہوں نے کچھ نہیں کہا لہذا معلوم ہوا کہ یہ کلام وعبارت حضرت ابن مسعودؓ کا نہیں ہے بلکہ آپ ﷺ کا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

اور صاحب المنہل نے اس حدیث کے تحت فقہ الحدیث کے عنوان سے لکھا ہے کہ اس حدیث سے جہاں اور باتیں معلوم ہو رہی ہیں وہیں یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ نماز میں درود شریف پڑھنا واجب نہیں ہے اور نماز سے نکلنا صرف سلام ہی کے ساتھ نکلنے میں منحصر نہیں ہے۔ (واضح رہے کہ اس حدیث کے تحت صاحب بذل وعون المعبود نے تفصیلی بحث کی ہے)۔

## تعارف رجال حدیث (۹۷۰)

۱۔ عبد اللہ:۔ یہ عبد اللہ بن محمد بن علی بن نفیل النفیلیؒ أبو جعفر الحرّانیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

۲۔ زہیر:۔ یہ زہیر بن معاویہ بن حُدیج الجعفیؒ أبو خیشمة الکوفیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۸)۔

۳۔ الحسن:۔ یہ الحسن بن الحرّ بن الحکم النخعیؒ أبو محمد الکوفیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۳۳)۔

۴۔ القاسم:۔ یہ القاسم بن مُخیمرة الہمدانیؒ أبو عروة الکوفیؒ ہیں۔ عجل، ابن خراش، ابن معین اور ابن سعد نے ان کی توثیق کی ہے، ابوحاتم نے ان کو ثقہ، صدوق کہا ہے اور حافظ نے ان کو ثقہ، فاضل لکھا ہے اور تیسرے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۱۰۷ھ میں لکھی ہے۔

۵۔ اخذ علقمة:۔ یہ علقمة بن قیس بن عبد اللہ النخعی الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸۵)۔

۶۔ أن عبد الله:۔ آپ عبد اللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب ابو عبد الرحمن الہذلی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۹)۔

۷۔ مثل دعاء حدیث الأعمش:۔ یہ سلیمان بن مهران الأعمش الأسدی الکاهلی ابو محمد الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷)۔

الحديث / ۹۷۱۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنِي أَبِي أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَشِيرٍ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فِي التَّحِيَّاتِ لِلَّهِ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ: زِدْتُ فِيهَا وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. قَالَ ابْنُ عُمَرَ: زِدْتُ فِيهَا وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ. وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۷۱:۔ فرمایا امام البوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا نصر بن علی نے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا میرے والد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی شعبہ نے انہوں نے نقل کیا ابوہریرہ سے انہوں نے کہا میں نے سنا مجاہد کو کہ وہ بواسطہ حضرت ابن عمرؓ رسول اللہ ﷺ سے تشہد کے بارے میں (یہ نقل کر رہے تھے یعنی یہ بتا رہے تھے کہ آپ ﷺ نے تشہد ان الفاظ میں سکھایا ہے) التحیات لِلَّهِ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ (یعنی بغیر واو عطف کے) السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ (آگے مجاہد نے) کہا کہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ (یہ لفظ) و برکاتہ

(تشہد میں) میں نے بڑھایا ہے (آپ ﷺ کی طرف سے سکھایا ہوا نہیں ہے۔ واضح رہے کہ صاحب بزل نے تو ان زِدَتِ الخ کے الفاظ کا یہی مطلب لکھا ہے مگر صاحب المنہل نے لکھا ہے کہ اگرچہ یہ ظاہر تو ان الفاظ کا یہی مطلب نکلتا ہے لیکن حقیقت میں ان الفاظ کا مطلب یہ نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ حضرت ابن عمرؓ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ تشہد کو جتنے لوگوں نے بھی روایت کیا ہے میں نے ان کے مقابلے میں تشہد کے اندر مزید یہ لفظ بھی روایت و نقل کیا ہے۔ بہر کیف آگے تشہد کے بقیہ الفاظ حضرت ابن عمرؓ نے یہ نقل کئے) السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين أشهد أن لا إله إلا الله (مجاہد کا بیان ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے یہاں پر بھی یہ) فرمایا کہ بڑھایا میں نے اس میں (یعنی تشہد میں اپنی طرف سے لا إله إلا الله کے بعد) وحدہ لا شریک لہ کے الفاظ کو (واضح رہے کہ یہاں پر بھی صاحب بزل اور صاحب المنہل کے درمیان مطلب کو بتانے میں وہی مذکورہ بالا اختلاف ہے یعنی صاحب المنہل کا یہی کہنا ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے ان الفاظ سے یہ بتانا چاہا ہے کہ باقی روایت تشہد کے تمام صحابہؓ کے مقابلے میں نے اپنی روایت میں لا إله إلا الله کے بعد مزید وحدہ لا شریک لہ کے الفاظ بھی نقل و روایت کئے ہیں جبکہ صاحب بزل نے ان زِدَتِ الخ کے الفاظ کا مطلب یہی لیا ہے کہ لا إله إلا الله کے بعد وحدہ لا شریک لہ کے الفاظ کا تشہد کے اندر اضافہ میں نے خود اپنی طرف سے کیا ہے۔۔۔۔۔ بہر حال آگے حضرت ابن عمرؓ نے تشہد کے بقیہ الفاظ اس طرح نقل کئے) وأشهد أن محمداً عبده ورسوله۔

### تعارف رجالِ حدیث (۹۷۱)

۱۔ نصر:۔ یہ نصر بن علی بن نصر بن علی بن صُہبان الأزديّ الجهميّ

ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۹)۔

۲۔ أبي:۔ اس میں اَبُّ سے مراد نصر کے والد ہیں یعنی علی بن نصر بن علی الأزديّ

الجهضميَّ أبو الحسن البصريَّ الصغير۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۲۸)۔ واضح رہے کہ صاحب المنہل نے تو یہی بات لکھی ہے مگر جب میں نے تہذیب الکمال دیکھی تو مجھے کچھ شک ہوا لہذا میں نے حضرت مولانا محمد یونس صاحب سے اس سلسلہ میں دریافت کیا تو حضرت نے بتایا کہ یہ سہو ہے کیونکہ شعبہ سے یہ روایت نہیں کرتے بلکہ علی بن نصر بن علی الجھضمیَّ أبو الحسن البصريَّ الكبير روایت کرتے ہیں جو امام ابوداؤد کے شیخ نصر کے والد ہیں اور علی بن نصر بن علی الأزديَّ الجھضميَّ أبو الحسن البصريَّ الصغير کے دادا ہیں۔ اور ان کے بارے میں حافظ نے لکھا ہے کہ یہ ثقہ راوی ہیں کبارِ تاسعہ میں آتے ہیں اور ان کی وفات ۸۷ھ میں ہوئی ہے۔

۳۔ شعبۃ:۔ یہ شعبۃ بن الحجاج بن الورد العتکی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵) اور (۲۳)۔

۴۔ أبوبشر:۔ یہ أبوبشر جعفر بن أبي وحشية إياس الواسطيَّ الشكري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۸۱)۔

۵۔ مجاہد:۔ یہ مجاہد بن جبر المخزوميَّ أبو الحجاج المكيَّ المقرئ الإمام ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳)۔

۶۔ ابنُ عمر:۔ آپ عبد اللہ بن عمر بن الخطاب القرشيَّ العدوي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱) اور (۱۲)۔

الحديث/ ۹۷۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَنبَأَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ ح. وَأَنبَأَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ حِطَّانِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الرَّقَاشِيِّ، قَالَ: ((صَلَّى بِنَا أَبُو مُوسَى

الْأَشْعَرِيُّ، فَلَمَّا جَلَسَ فِي آخِرِ صَلَاتِهِ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَقَرَّتِ الصَّلَاةُ بِالْبَرِّ  
وَالزَّكَاةِ، فَلَمَّا انْفَتَلَ أَبُو مُوسَى أَقْبَلَ عَلَى الْقَوْمِ فَقَالَ: أَيُّكُمْ الْقَائِلُ كَلِمَةً كَذَاوَكَذَا؟  
قَالَ: فَأَرَمَ الْقَوْمُ. قَالَ: أَيُّكُمْ الْقَائِلُ كَلِمَةً كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ: فَأَرَمَ الْقَوْمُ. قَالَ:  
فَلَعَلَّكَ يَا حِطَّانُ أَنْتَ قُلْتَهَا؟ قَالَ: مَا قُلْتُهَا، وَلَقَدْ رَهَبْتُ أَنْ تَبْكَعَنِي بِهَا. فَقَالَ  
لَهُ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَنَا قُلْتُهَا وَمَا أَرَدْتُ بِهَا إِلَّا الْخَيْرَ. فَقَالَ أَبُو مُوسَى: أَمَا  
تَعْلَمُونَ كَيْفَ تَقُولُونَ فِي صَلَاتِكُمْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَطَبَنَا فَعَلَّمَنَا وَبَيَّنَ لَنَا  
سُنَّتَنَا وَعَلَّمَنَا صَلَاتَنَا، فَقَالَ: إِذَا صَلَّيْتُمْ فَأَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ، ثُمَّ لِيَوْمَكُمْ أَحَدُكُمْ،  
فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَرَأَ "غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ" فَقُولُوا آمِينَ  
يُجِبْكُمْ اللَّهُ، وَإِذَا كَبَّرَ وَرَكَعَ فَكَبِّرُوا وَارْكَعُوا فَإِنَّ الْإِمَامَ يَرْكَعُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ  
قَبْلَكُمْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((فَتِلْكَ بِتِلْكَ)). وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ  
حَمِدَهُ فَقُولُوا: اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، يَسْمَعُ اللَّهُ لَكُمْ، فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ  
عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ: ((سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)). وَإِذَا كَبَّرَ وَسَجَدَ فَكَبِّرُوا  
وَاسْجُدُوا، فَإِنَّ الْإِمَامَ يَسْجُدُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:  
((فَتِلْكَ بِتِلْكَ، فَإِذَا كَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ فَلْيُكِّنْ مِنْ أَوَّلِ قَوْلٍ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقُولَ  
التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ  
السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ  
مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، لَمْ يَقُلْ أَحْمَدُ وَبَرَكَاتُهُ وَلَا قَالَ وَأَشْهَدُ قَالَ وَأَنَّ  
مُحَمَّدًا)).



ترجمہ حدیث نمبر / ۹۷۲ :- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عمرو بن عون نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابو عوانہ نے انہوں نے نقل کیا قتادہ سے - تحویل سند - (ایک اور سند) نیز فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہمیں خبر دی احمد بن حنبل نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی یحییٰ بن سعید نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہشام نے انہوں نے نقل کیا قتادہ سے انہوں نے یونس بن جُبیر سے انہوں نے حِطّان بن عبد اللہ رقاشی سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) حضرت ابو موسیٰ اشعرئؓ نے ہمیں نماز پڑھائی، پس جب اخیر نماز میں (یعنی قعدۂ اخیرہ کے لئے) بیٹھے تو لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا اقْرَتِ الصَّلَاةَ بِالْبُرِّ وَالزَّكَاةِ نماز مقرر کی گئی ہے نیکی اور پاکی کے ساتھ (یعنی ایک شخص نے نماز کی تعریف کرتے ہوئے یہ کلمات کہے کہ نماز اپنے پڑھنے والے کے لئے خیر و نیکی اور گناہوں سے پاکی کو واجب کرتی ہے) پس جب حضرت ابو موسیٰؓ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا تم میں سے کون ہے فلاں فلاں کلمہ کو کہنے والا (یعنی یہ جملہ اور کلام تم میں سے کس نے کہا اور کیا تھا۔ راوی کا) بیان ہے کہ سب لوگ چپ رہے۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے پھر پوچھا کہ تم میں سے کس نے یہ کلام کیا تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ لوگ تب بھی خاموش رہے تو حضرت ابو موسیٰؓ نے خود ہی کہا اے حِطّان شاید تم نے ہی کہے ہیں یہ کلمات (یہ سنکر حِطّان نے) کہا نہیں میں نے نہیں کہا اسکو اور میں تو ڈر رہا ہوں کہ آپ مجھے اس کی وجہ سے (کہیں) سزا نہ دیں۔ پس اتنے میں لوگوں میں سے ایک شخص نے ان سے (یعنی حضرت ابو موسیٰؓ سے) کہا کہ میں نے کہے ہیں یہ کلمات اور میں نے ان کلمات سے صرف خیر و بھلائی (یعنی مدحِ صلاۃ کا ہی) ارادہ کیا ہے (یہ سنکر حضرت ابو موسیٰؓ نے) فرمایا کیا نہیں جانتے تم کہ کیا کہتے ہو اپنی نماز میں (یعنی تمہیں اس طرح کا کلام نماز کے اندر نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ اسکے بعد حضرت ابو موسیٰؓ نے بیان فرمایا کہ) بے شک رسول اللہ ﷺ نے (ایک مرتبہ) ہمارے سامنے تقریر کی (اور دورانِ تقریر) ہمیں سکھایا اور ہمارے سامنے

ہمارے (یعنی اپنے) طریقہ و سنت کو بیان کیا اور ہمیں ہماری نماز سکھائی (یعنی اس کے فرائض و واجبات اور سنن و مستحبات سکھائے) چنانچہ فرمایا جب تم نماز پڑھو (یعنی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ارادہ کرو اور اس کے لئے کھڑے ہو) تو اپنی صفوں کو سیدھا کرو پھر چاہئے کہ تم میں کا کوئی ایک تمہاری امامت کرے، پھر جب وہ امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ (سورۃ فاتحہ کی آخری آیت) غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ پڑھے تو تم آمین کہو اللہ تعالیٰ تمہاری دعاء کو قبول کرے گا (واضح رہے کہ بعض نسخوں میں یہ یُجِبْکُم اللہ کی بجائے حاء کے ساتھ یُجِبْکُم اللہ ہے اور محبت سے مراد ہے رحمت و مغفرت یعنی اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہو کر تم پر اپنی رحمت کرے گا۔ بہر حال اس جملہ میں امام کے پیچھے مقتدی کے لئے آمین کہنے کی ترغیب ہے۔ آگے حضرت ابو موسیٰؓ نے اپنی حدیث میں مزید بیان کیا) اور جب امام تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے تو تم بھی تکبیر کہہ کر رکوع میں جاؤ اور (سنو) بے شک یہ جو امام تم سے پہلے رکوع کرے گا اور تم سے پہلے (رکوع سے اپنا سر) اٹھائے گا (تو اسکے بارے میں) رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے ”فسلک بتلک“ (یعنی تمہارا رکوع کے لئے امام سے ذرا بعد میں جھکنا تمہارے رکوع سے سر کو اٹھانے میں ذرا تاخیر کے مقابلہ میں ہے یعنی اس تاخیر کے نتیجہ میں تمہارا اور تمہارے امام کا رکوع بالکل مساوی و برابر ہوگا تمہیں اس کی فکر کی ضرورت نہیں ہے) اور امام جب سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللھم ربنا لک الحمد کہو اللہ تعالیٰ تمہاری سنے گا (یعنی تمہاری دعاء قبول کرے گا اور تمہاری حمد کو قبولیت سے نوازے گا) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبانی کہلوا یا ہے (اور خبر دلوائی ہے کہ) اللہ سنتا ہے اس کی جو اس کی حمد و تعریف کرے (واضح رہے کہ یہ جو یسمع اللہ میں لفظ یسمع ہے یہ جواب امر ہونے کی بناء پر مجزوم پڑھا جائے گا) اور جب امام تکبیر کہہ کر سجدہ میں جائے تو تم بھی تکبیر کہہ کر سجدہ میں جاؤ اور (سنو) بے شک امام تم سے پہلے سجدہ میں جائے گا اور تم سے پہلے (اپنے سر کو) سجدہ سے اٹھائے گا (تو تمہیں اس کی پروا کی ضرورت نہیں ہے

کیونکہ (رسول اللہ ﷺ نے (اس کے بارے میں) یہ فرمایا ہے ”فسلک بسلک“ (یعنی تمہارا ذرا بعد میں سجدہ میں جانا اور بعد میں سر کو اٹھانا امام کے پہلے جانے اور ذرا پہلے سر کو اٹھانے کے بدلہ میں ہو جائے گا اور تم سب کا سجدہ بھی امام کے سجدہ کے مساوی و برابر ہی ہو جائے گا)۔ اور جب ہو وہ (یعنی نمازی) قعدہ میں (یعنی جب قعدہ اولیٰ یا قعدہ ثانیہ کے لئے بیٹھے) تو ہوتم میں سے ہر ایک کی پہلی بات یہ کہ کہے (یعنی قعدہ اولیٰ یا قعدہ اخیرہ میں بیٹھنے کے بعد نمازی کو ہر چیز اور ہر بات سے پہلے حدیث میں مذکور تشہد کے ان کلمات) ”التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ“ کو کہنا چاہئے۔

(اور فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہمارے شیخ) احمد نے اپنی روایت کے اندر (تشہد کے کلمات میں) و برکاتہ کو نہیں بیان کیا اور نہ ہی و أشہد (أن محمدًا) کہا بلکہ وأن محمدًا کہا (واضح رہے کہ ابوداؤد نے اس عبارت کے ذریعہ اپنے شیخ احمد اور عمرو کی روایت کا فرق بیان کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ عمرو نے تو اپنی روایت میں السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ کے بعد و برکاتہ بھی بیان کیا تھا لیکن احمد نے و برکاتہ کو نہیں بیان کیا اسی طریقہ سے عمرو نے تو اپنی روایت میں و أشہد أن محمدًا بیان کیا تھا لیکن احمد نے لفظ أشہد کے بغیر صرف وأن محمدًا کہا ہے)۔

### تعارف رجال حدیث (۹۷۲)

۱۔ عمرو:- یہ عمرو بن عون بن أوس بن الجعد الواسطي أبو عثمان البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۲)۔

۲۔ أبو عوانة:- یہ أبو عوانة الوضاح بن عبد اللہ الیشکری الواسطي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۳)۔

۳۔ قتادة:۔ یہ قتادة بن دعامة بن قتادة السدوسیّ أبو الخطاب البصریّ ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۶)۔

۴۔ أحمد:۔ یہ مشہور امام فقہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانیّ أبو عبد اللہ المروزیّ ثم البغدادیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷) اور (۲۳۸)۔

۵۔ یحیٰ:۔ یہ یحیٰ بن سعید بن فروخ القطن التمیمیّ أبو سعید البصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۰)۔

۶۔ هشام:۔ یہ هشام بن أبی عبد اللہ سَنَبَر الدستوائیّ أبو بکر البصریّ ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۲۹)۔

۷۔ قتادة:۔ یہ قتادة بن دعامة بن قتادة السدوسیّ أبو الخطاب البصریّ ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۶)۔

۸۔ یونس:۔ یہ یونس بن جُبیر الباہلیّ أبو غلاب البصریّ ہیں۔ ابنِ معین، نسائی، عجلّی اور ابنِ سعد نے ان کی توثیق کی ہے حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر تیسرے طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۹۰ھ کے بعد لکھی ہے نیز لکھا ہے کہ انہوں نے یہ وصیت کی تھی کہ ان کی نماز جنازہ حضرت انس بن مالکؓ پڑھائیں۔

۹۔ حطّان:۔ یہ حطّان بن عبد اللہ الرقاشیّ البصریّ ہیں، ابنِ مدینی نے ان کو ثبت کہا ہے، عجلّی، ابنِ حبان اور ابنِ سعد نے ان کی توثیق کی ہے اور حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر دوسرے طبقہ میں شمار کیا ہے نیز وفات ۷۷ھ کے بعد لکھی ہے۔

۱۰۔ أبو موسیٰ:۔ آپؓ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت عبد اللہ بن قیس أبو موسیٰ الأشعریؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۱۱۔ لم یَقُلْ أَحْمَدُ:۔ یہ مشہور امام فقہ احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد الشیبانی ابو عبد اللہ المروزی ثم البغدادی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷) اور (۲۳۸)۔

الحديث/ ۹۷۳۔ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: ((سَمِعْتُ أَبِي أَخْبَرَنَا قَتَادَةَ عَنْ أَبِي غَلَابٍ يُحَدِّثُهُ عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الرَّقَاشِيِّ بِهَذَا الْحَدِيثِ. زَادَ: فَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا. وَقَالَ فِي التَّشْهِدِ بَعْدَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، زَادَ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ)).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَوْلُهُ ((فَأَنْصِتُوا)) لَيْسَ بِمَحْفُوظٍ، وَلَمْ يَجِءْ بِهِ إِلَّا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ.

ترجمہ حدیث نمبر/ ۹۷۳:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عاصم بن نصر نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی معتمر نے انہوں نے کہا میں نے سنا اپنے والد سے یہ کہ انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی قتادہ نے انہوں نے نقل کیا ابو غلاب سے (اور ابو غلاب نے) اُن سے (یعنی قتادہ سے) بیان کیا بواسطہ حطان بن عبد اللہ رقاشی (اور آگے سلیمان التیمی نے بھی نقل کیا) اسی حدیث کو (یعنی ہشام دستوائی کی ہی حدیث کو لیکن سلیمان نے اپنی روایت میں آپ ﷺ کا یہ قول) مزید نقل کیا کہ جب امام پڑھے (یعنی قراءت کرے) تو تم خاموش رہو۔ اور (انہوں نے یعنی سلیمان نے اپنی روایت کے اندر بمقابلہ ہشام کے تشہد کے اندر) أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے بعد مزید وحده لا شریک له (کے الفاظ کو بھی) نقل کیا (اور بیان کیا)۔

اور فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ان کا (یعنی سلیمان تیمی کا) قول ”فَأَنْصِتُوا“ محفوظ نہیں ہے (کیونکہ) اس کو (یعنی فَأَنْصِتُوا کو) اس حدیث کے اندر صرف سلیمان تیمی نے نقل کیا ہے (واضح رہے

کہ امام ابوداؤد کا مقصد اپنی اس عبارت سے سلیمان تیمی کے نقل کردہ اس اضافہ ”فَإِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ فَأَنْصِتُوا“ کا انکار کرنا ہے۔ مگر واضح رہے کہ مصنف کا یہ کلام شرح و علماء کو تسلیم نہیں ہے جس کی قدرے تفصیل ”بَابُ الْإِمَامِ يَصْلِي مِنْ قَعُودٍ“ میں بھی گزر چکی ہے۔

### تعارف رجالِ حدیث (۹۷۳)

۱۔ عاصم:۔ یہ عاصم بن النضر أو عاصم بن محمد بن النضر بن المنتشر الأحول التیمیّ أبو عمر البصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۱۳)۔

۲۔ المعتمر:۔ یہ المعتمر بن سلیمان بن طرخان التیمیّ أبو محمد البصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۲)۔

۳۔ أبي:۔ اس میں أب سے معتمر کے والد مراد ہیں یعنی سلیمان بن طرخان التیمیّ أبو المعتمر البصریّ۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۰)۔

۴۔ قتادة:۔ یہ قتادة بن دعامة بن قتادة السدوسيّ أبو الخطاب البصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶)۔

۵۔ أبو غلاب:۔ یہ یونس بن جُبیر الباهلیّ أبو غلاب البصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹۷۲)۔

۶۔ حطّان:۔ یہ حطّان بن عبد اللہ الرقاشی البصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۹۷۲)۔

۷۔ قال ابوداؤد:۔ یہ مصنف کتاب الإمام سلیمان بن الأشعث ابوداؤد السجستانیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۸۔ إلا سلیمان:۔ یہ سلیمان بن طرخان التیمیّ أبو المعتمر البصریّ ہیں۔

دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۰)۔

الحديث / ۹۷۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَطَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ قَالَ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا الْقُرْآنَ وَكَانَ يَقُولُ: التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۷۴:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا قتیبہ بن سعید نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی لیث نے انہوں نے نقل کیا ابوالزبیر سے انہوں نے سعید بن جبیر اور طاؤس سے اور ان دونوں نے حضرت ابن عباسؓ سے یہ کہ انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ ہمیں تشہد اس طرح سکھاتے تھے کہ جس طرح ہمیں قرآن کریم (کی کوئی سورت) سکھاتے تھے اور (ہمیں تشہد سکھاتے وقت آپ ﷺ) فرماتے تھے (یعنی یہ اس الفاظ تشہد سکھاتے تھے۔ ”التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ“۔

نوٹس:۔ واضح رہے کہ اس حدیث میں مذکور تشہد کو تشہد ابن عباس بھی کہا جاتا ہے اور امام شافعیؒ نے اسی تشہد ابن عباس کو مختار و پسند کیا ہے اور اسی کو باقی تشہدات پر ترجیح دی ہے۔ اور نوویؒ نے اس کی وجہ ترجیح یہ بتائی ہے کہ اس میں لفظ المبارکات کا اضافہ ہے جس کی وجہ سے یہ تشہد اللہ تعالیٰ

کے قول ﴿تَحِيَّۃٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبَارَكَةٌ طَيِّبَةٌ﴾ کے موافق ہے۔ اور ایک وجہ ترجیح یہ بھی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے اس کو نقل کرنے سے پہلے کَمَا يَعْلَمُنَا الْقُرْآنُ کہا ہے اور پھر اس تشہد کو نقل کیا ہے۔

### تعارف رجالِ حدیث (۹۷۴)

۱۔ قتیبة:۔ یہ قتیبة بن سعید بن جمیل الثقفیؒ ابورجاء البغلانیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۵)۔

۲۔ اللیث:۔ یہ اللیث بن سعد بن عبدالرحمن الفہمیؒ ابوالحارث المصریؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۸)۔

۳۔ ابوالزبیر:۔ یہ محمد بن مسلم بن تدرُس الأسدیؒ القرشیؒ ابوالزبیر المکیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲)۔

۴۔ سعید:۔ یہ سعید بن جبیر بن ہشام الأسدیؒ الوابیؒ ابو محمد أو أبو عبد اللہ الکوفیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۳)۔

۵۔ طاؤوس:۔ یہ طاؤوس بن کيسان الیمانیؒ ابو عبدالرحمن الحمیریؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۰)۔

۶۔ ابن عباسؓ:۔ آپؓ عبد اللہ بن عباس بن عبدالمطلب القرشیؒ الهاشمیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

الحديث/ ۹۷۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ سُفْيَانَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانٍ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى أَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ سَمُرَةَ بْنِ



جُنْدُبٌ حَدَّثَنِي حُبَيْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ سَمُرَةَ عَنْ أَبِيهِ سُلَيْمَانَ بْنِ سَمُرَةَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ: ((أَمَّا بَعْدُ، أَمْرًا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا كَانَ فِي وَسْطِ الصَّلَاةِ أَوْ حِينَ انْقِضَائِهَا فَأَبْدَأُوا قَبْلَ التَّسْلِيمِ فَقُولُوا: التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ وَالصَّلَوَاتُ وَالْمُلُكُ لِلَّهِ، ثُمَّ سَلِّمُوا عَنِ الْيَمِينِ، ثُمَّ سَلِّمُوا عَلَى قَارِئِكُمْ وَعَلَى أَنْفُسِكُمْ)).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى كُوفِي الْأَصْلِ كَانَ بِدِمَشْقَ.

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَدَلَّتْ هَذِهِ الصَّحِيفَةُ عَلَى أَنَّ الْحَسَنَ سَمِعَ مِنْ سَمُرَةَ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۷۵ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن داؤد بن سفیان نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی تھی بن حسان نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی سلیمان بن موسیٰ ابوداؤد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی جعفر بن سعد بن سمرہ بن جندب نے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا غیب بن سلیمان بن سمرہ نے انہوں نے نقل کیا اپنے باپ سلیمان بن سمرہ سے انہوں نے حضرت سمرہ بن جندب سے (یہ کہ انہوں نے لکھا تھا اپنے اُس خط میں جو انہوں نے اپنے بیٹے سلیمان کو لکھا تھا) اَمَّا بَعْدُ (یعنی بعد حمد و صلاۃ کے تمہیں واضح ہو کہ) رسول اللہ ﷺ نے ہم کو یہ حکم دیا تھا کہ جب ہو وہ (یعنی نمازی یا ہم میں سے کوئی بھی) بیچ نماز میں (یعنی چار رکعت یا تین رکعت والی کے قعدہ اولیٰ میں) یا نماز کے آخر میں (یعنی کسی بھی نماز کے قعدہ اخیرہ میں بیٹھے۔ یعنی اے نمازیوں تم جب قعدہ اولیٰ یا قعدہ اخیرہ میں بیٹھو) تو سلام سے (یعنی السلام علیک ایہا النبی الخ سے) پہلے کہو ”التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ وَالصَّلَوَاتُ وَالْمُلُكُ لِلَّهِ“ پھر (یعنی تشہد کے بعد رد و شریف اور دعاء وغیرہ پڑھ کر) سلام پھیرو تم داہنی طرف کو (واضح رہے کہ جن نسخوں میں عن الیمین ہے اس کا تو یہی

مطلب وتر جمعہ ہوگا یعنی دہنی طرف کو سلام پھیرولیکن جن نسخوں میں علی الیمین ہے ان کے اعتبار سے مطلب وتر جمعہ یہ ہوگا کہ دہنی طرف والوں کی نیت کر کے اور ان کی طرف کو سلام پھیرو) پھر سلام کرو اپنے امام پر اور اپنے آپ پر (واضح رہے کہ اس جملہ یعنی ثم سلموا علی قارئکم میں اُن مالکیہ حضرات کی دلیل ہے جو یہ کہتے ہیں کہ مقتدی کو دہنی طرف اور بائیں طرف کو سلام پھیرنے کے علاوہ ایک خاص سلام امام کو بھی کرنا چاہئے۔ لیکن صاحب بذل نے لکھا ہے کہ یہ لفظ ثم ترانی حکم کے لئے نہیں ہے بلکہ ترانی بیان کے لئے ہے یعنی اس سے مقتدی کے لئے بہ نیت امام مستقل ایک سلام کا بیان کرنا مقصود نہیں ہے۔ اور یہ جو اپنے آپ پر سلام کرنے اور پھیرنے کی بات یعنی و علی أنفسکم کے الفاظ ہیں ان کا مطلب صاحب بذل نے تو دائیں بائیں والے دونوں طرف کے مقتدیوں کو سلام کرنا لکھا ہے مگر صاحب المنہل نے لکھا ہے کہ اس سے مراد ہے صرف بائیں طرف کو سلام پھیرنا کیونکہ دہنی طرف کو سلام پھیرنا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

فرمایا امام ابوداؤد نے کہ سلیمان بن موسیٰ اصلاً کو فی ہیں (بعد میں دمشق منتقل ہو گئے تھے اور پھر) دمشق ہی میں رہے۔۔۔۔ اور امام ابوداؤد نے لکھا ہے کہ یہ صحیفہ (یعنی حضرت سمرہؓ کا وہ صحیفہ جو انہوں نے اپنے بیٹے کو لکھا تھا اور جس کا اوپر روایت میں ذکر و حوالہ ہے یہ) اس بات کو بتا رہا ہے کہ حسن بصری نے بھی حضرت سمرہؓ سے سنا ہے۔

نوٹس:- ”ودلت هذه الصحيفة الخ“ واضح رہے کہ مصنف اس عبارت سے حضرت سمرہؓ سے حسن بصریؒ کا سماع ثابت کرنا اور اُن لوگوں کا رد کرنا چاہتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ حسن بصریؒ کا سماع حضرت سمرہؓ سے نہیں ہے اور خلاصہ مصنف کے کلام کا یہ ہے کہ دیکھئے اس خط و صحیفہ سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ سلیمان کا سماع اپنے والد حضرت سمرہؓ سے ہے اور حسن بصریؒ سلیمان بن سمرہؓ ہی کے طبقہ میں سے ہیں لہذا جب سلیمان کا سماع اپنے والد حضرت سمرہؓ سے ہے تو حسن بصریؒ کا سماع بھی

حضرت سمرہؓ سے ہوگا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

### تعارف رجال حدیث (۹۷۵)

۱۔ محمد:- یہ محمد بن داؤد بن سفیان ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۵۶)۔

۲۔ یحییٰ:- یہ یحییٰ بن حسن بن حیّان التنیسی البکریّ أبوزکریا البصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۵۶)۔

۳۔ سلیمان:- یہ سلیمان بن موسیٰ الزہریّ أبوداؤد الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۵۶)۔

۴۔ جعفر:- یہ جعفر بن سعد بن سمرۃ الفزاریّ أبو محمد السمریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۵۶)۔

۵۔ خبیب:- یہ خبیب بن سلیمان بن سمرۃ الفزاریّ أبو سلیمان الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۵۶)۔

۶۔ عن أبیہ سلیمان:- یہ سلیمان بن سمرۃ بن جندب الفزاریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۵۶)۔

۷۔ سمرۃ:- آپ صحابی رسول ﷺ حضرت سمرۃ بن جندب بن ہلال الفزاریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۱۲)۔

۸۔ قال أبوداؤد:- یہ مصنف کتاب الإمام سلیمان بن الأشعث أبوداؤد السجستانیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۹۔ سلیمان بن موسیٰ کوفی الأصل:- یہ سلیمان بن موسیٰ الزہریّ

أبوداؤد الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۵۶)۔

۱۰۔ أن الحسن بن أبي الحسن البصري الزاهدي۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷) اور (۲۷)۔

۱۱۔ من سمرة: آپ صحابی رسول ﷺ حضرت سمرة بن جندب بن هلال الفزاري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۱۲)۔

(۱۸۴) بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَ التَّشْهِيدِ

(۱۸۴) تشہد کے بعد نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنے کا بیان۔

الحديث ۹۷۶۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، قَالَ: ((قُلْنَا أَوْ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمَرْتَنَا أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ وَأَنْ نُسَلِّمَ عَلَيْكَ، فَأَمَّا السَّلَامُ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ، فَكَيْفَ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ؟ قَالَ قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ)).

ترجمہ حدیث نمبر ۹۷۶: فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا حفص بن عمر نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی شعبہ نے انہوں نے نقل کیا حکم سے انہوں نے ابن ابی لیلیٰ سے انہوں نے حضرت کعب بن عجرہ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ ہم نے عرض کیا یا انہوں نے (یعنی صحابہؓ نے) عرض کیا یا رسول اللہ الخ (واضح رہے کہ یہ شک ابن ابی لیلیٰ کو ہوا ہے کہ اُن سے ان کے شیخ حضرت کعب بن عجرہ نے قلنا یا رسول اللہ بیان کیا تھا یا قالوا یا رسول اللہ بیان کیا تھا۔ بہر حال

مطلب دونوں شکلوں میں ایک ہی ہوگا یعنی حضراتِ صحابہؓ نے آپ ﷺ سے دریافت کیا (یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ہمیں) (دوباتوں کا) حکم دیا ہے (یعنی ایک تو اس بات کا کہ) ہم آپ ﷺ پر درود بھیجیں (دوسرے اس بات کا) کہ ہم آپ ﷺ پر سلام بھیجیں۔ تو (ان میں سے ایک بات اور ایک حکم یعنی آپ ﷺ پر) سلام بھیجنا تو ہم جان چکے (یعنی آپ ﷺ نے ہمیں تشہد کے اندر سکھا دیا کہ آپ ﷺ پر سلام بھیجنے کے لئے ہم کہیں السلام علیک ایہا النبیؐ ورحمة اللہ وبرکاتہ۔ لیکن یہ جو دوسرا حکم اور دوسری بات ہے یعنی آپ ﷺ پر درود بھیجنا تو یہ ہمیں نہیں آتا لہذا آپ ﷺ ہمیں یہ بھی سکھا دیجئے کہ) آپ ﷺ پر درود کس طرح (اور کن الفاظ میں) بھیجا کریں (یہ سنا آپ ﷺ خاموش رہے یہاں تک کہ جبریل علیہ السلام وحی لیکر آئے اور آپ ﷺ نے وحی آنے کے بعد) بتایا کہ (تم اس طرح پر درود بھیجا کرو یعنی درود بھیجنے کے لئے یہ الفاظ) کہا کرو ”اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرٰهٖمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرٰهٖمَ اِنَّکَ حَمِیدٌ مَّجِیدٌ۔“

نوٹس:- واضح رہے کہ اس حدیث کے تحت شرح حضرات نے بڑی تفصیل لکھی ہے جس کو وہیں پر دیکھ لینا بہتر ہے اور اس تشہد کے بعد نماز کے اندر درود شریف پڑھنے کے مسئلہ کی تفصیل بھی وہیں دیکھ لیں تاہم اتنا ذہن میں رکھ لیں کہ احناف اس کو سنت کہتے ہیں امام احمد فرض کہتے ہیں اور امام شافعیؒ کا بھی ایک قول تو اس کے فرض ہونے کا ہی ہے لیکن ایک قول ان کا یہ بھی ہے کہ یہ سنت ہے۔

اور صاحبِ المنہل نے اس حدیث کے تحت فقہ الحدیث کے عنوان سے لکھا ہے کہ اس حدیث سے جہاں اور بہت سی باتیں معلوم ہو رہی ہیں وہیں یہ چند باتیں بھی سمجھ میں آرہی ہیں (۱) اگر کسی کو کوئی حکم ملے مگر وہ اس حکم پر عمل کرنے کے طریقہ اور اس کی کیفیت سے ناواقف ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اہل علم حضرات سے اس کی کیفیت اور طریقہ معلوم کرے (۲) اس حدیث سے یہ بھی

معلوم ہو رہا ہے کہ آپ ﷺ پر اس حدیث میں مذکور الفاظ کے ساتھ بھی درود بھیجا جاسکتا ہے چونکہ دوسری احادیث میں کچھ دوسرے الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں (۳) یہ حدیث شریف ہم کو یہ بھی بتا رہی ہے کہ صحابہ کرام دین کے احکام و مسائل کو سیکھنے اور معلوم کرنے کے کتنے حریص تھے (۴) یہ حدیث شریف ہم کو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شرف اور ان کی فضیلت و عظمت کا بھی پتہ دے رہی ہے۔

### تعارف رجال حدیث (۹۷۶)

۱۔ حفص:۔ یہ حفص بن عمر بن الحارث الأزدي النمري أبو عمرو الحوضي البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۳)۔

۲۔ شعبۃ:۔ یہ شعبۃ بن الحجاج بن الورد العتکي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵) اور (۲۳)۔

۳۔ الحکم:۔ یہ الحکم بن عتیبہ أبو محمد الکندی الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۷)۔

۴۔ ابن ابی لیلیٰ:۔ یہ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ الأنصاري المدني أبو عيسى الکوفي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱۵)۔

۵۔ کعبؓ:۔ آپ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت کعب بن عُجرۃ الأنصاري أبو محمد المدني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۶۲)۔

الحديث ۹۷۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَخْبَرََنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ أَخْبَرََنَا شُعْبَةُ، بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: ((صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتُ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۹۷۷ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا مسدّد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی یزید بن زریع نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی شعبہ نے (اور آگے مسدّد نے بقیہ سند کو ذکر کر کے) وہی (حفص بن عمر کی سابقہ) حدیث نقل کی (لیکن انہوں نے اپنی روایت کے اندر یہ) بیان کیا (کہ آپ ﷺ نے حضرت کعب بن عجرہؓ کو درود بھیجنے کے جو الفاظ بتائے وہ یہ تھے) ”صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ“ (یعنی شروع میں اَللّٰهُمَّ کے بغیر اور اخیر میں عَلٰی اِبْرَاهِيْم کی بجائے لفظِ آل کے اضافہ کے ساتھ عَلٰی آلِ اِبْرَاهِيْم نقل کیا)۔

نوٹس :- واضح رہے کہ مصنف اس حدیث نمبر (۹۷۷) کو اسی لئے لائے ہیں تاکہ دونوں روایتوں کا فرق واضح کر دیں۔ اب جن نسخوں میں اس حدیث نمبر (۹۷۷) میں بھی عَلٰی اِبْرَاهِيْم بغیر لفظِ آل کے ہے ان کے بارے میں صاحب المُنہل نے لکھا ہے کہ غالباً وہ صحیح نہیں ہے کیونکہ پھر تو دونوں روایتوں میں کوئی فرق ہی نہیں رہے گا۔۔۔ موصوف کی رائے سر آنکھوں پر لیکن محض اس وجہ سے اُن نسخوں کو غیر صواب اور غیر صحیح نہیں کہا جاسکتا کیونکہ اُن نسخوں کے اعتبار سے بھی دونوں روایتوں میں ایک فرق ہے اور وہ فرق ہے حفص بن عمر کی روایت میں شروع میں لفظِ اَللّٰهُمَّ کا ہونا اور ان کی یعنی مسدّد کی روایت میں اس کا نہ ہونا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

### تعارف رجال حدیث (۹۷۷)

- ۱۔ مسدّد :- یہ مسدّد بن مسرہد بن مُسرِبِل الأَسَدِیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲)۔
- ۲۔ یزید :- یہ یزید بن زریع أبو معاویۃ البصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۳)۔
- ۳۔ شعبۃ :- یہ شعبۃ بن الحجاج بن الورد العتکیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۵-۲۳)۔

الحديث/ ۹۷۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَخْبَرَنَا ابْنُ بَشْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ  
عَنِ الْحَكَمِ، بِإِسْنَادِهِ بِهَذَا قَالَ: ((اللَّهُمَّ صَلِّ مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا  
صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ. اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ  
مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ)).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَوَاهُ الزُّبَيْرُ بْنُ عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، كَمَا رَوَاهُ مِسْعَرٌ،  
إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: ((كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ وَبَارَكْ عَلَى  
مُحَمَّدٍ)) وَسَاقَ مِثْلَهُ.

ترجمہ حدیث نمبر/ ۹۷۸: فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن علاء نے  
انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابن بشر نے انہوں نے نقل کیا مسعر سے انہوں نے حکم سے (اور آگے ذکر کیا  
محمد بن علاء نے) ان کی سند سے (یعنی حکم کی سند سے) اسی (سابقہ حدیث) کو (یعنی عن الحكم  
عن ابن أبي ليلى عن كعب بن عجرة کہہ کر آگے وہی سابقہ حدیث بیان کی یعنی حفص بن عمر  
والی حدیث مگر انہوں نے اپنی حدیث میں درود شریف کے الفاظ یہ) بیان کئے ”اللَّهُمَّ صَلِّ  
مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ. اللَّهُمَّ  
بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ  
حَمِيدٌ مَجِيدٌ“۔

فرمایا امام ابوداؤد نے کہ اس حدیث کو زبیر بن عدی نے بھی (عن الحكم) عن ابن أبي  
ليلى ہی کے طریق سے مسعر ہی کے روایت کرنے کی طرح روایت کیا ہے مگر انہوں نے (یعنی زبیر  
نے اپنی روایت میں کَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ کی بجائے لَفْظِ آل کے اضافہ کے ساتھ) کَمَا



صَلَّيْتُ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ کہا ہے (نِزَالُ اللَّهِ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ كِى بَجَائِىَغْرِ لَفْظِ اللَّهِ كِى صَرْفِ) وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ كِى ہا اور (باقى الفاظِ حدیث زبیر بن عدی نے بھی) ان كِى ہى (یعنی مسعر كِى ہى جیسے) نقل (اور بیان) كئے ہى (یعنی زبیر بن عدی اور مسعر كِى روایت میں بس وہ فرق ہى جو ہم نے اوپر بیان كیا باقى اس كِى علاوہ دونوں كِى روایت كِى الفاظِ ايك ہى جیسے ہى)۔

## تعارف رجالِ حدیث (۹۷۸)

۱۔ محمد:- یہ محمد بن العلاء بن كُریب الهمدانى ابو كُریب الكوفى ہى۔  
دیکھىں حدیث نمبر (۱۸)۔

۲۔ ابن بشر:- یہ محمد بن بشر بن الفرافصة العبدي ابو عبدالله الكوفي ہى۔ دیکھىں حدیث نمبر (۱۳۷)۔

۳۔ مسعر:- یہ مسعر بن كدام الهلالي ابو سلمة الكوفي ہى۔ دیکھىں حدیث (۵۸)۔  
۴۔ الحَكَم:- یہ الحَكَم بن عتيبة ابو محمد الكندي الكوفي ہى۔ دیکھىں حدیث نمبر (۱۵۷)۔

۵۔ قال ابوداؤد:- یہ مصنفِ كتاب سليمان بن الأشعث ابوداؤد السجستاني ہى۔ دیکھىں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۶۔ الزبير:- یہ الزبير بن عدي الهمداني الياشي ابو عدي الكوفي ہى۔ احمد، نسائي، ابن معين، ابو حاتم اور عجلي نے ان كِى توثيق كى ہى۔ اور حافظ نے ان كو ثقہ راوى لكھ كر پانچويں طبقہ میں شمار كرتے ہوئے وفات ۱۳۱ھ میں نقل كى ہى۔

۷۔ ابن ابی لیلیٰ:۔ یہ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ الأنصاری المدنی ابو عیسیٰ الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱۵)۔

۸۔ کما رواہ مسعر:۔ یہ مسعر بن کدام الہاللی ابو سلمة الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۸)۔

الحديث/ ۹۷۹۔ حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ ح. وَأَخْبَرَنَا ابْنُ السَّرْحِ أَنبَانَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرْقِيِّ أَنَّهُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو حَمِيدٍ السَّاعِدِيُّ: ((أَنَّهُمْ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ نَصَلِّي عَلَيْكَ. قَالَ قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ. وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۹۷۹:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا قعنبی نے انہوں نے نقل کیا مالک سے۔ تحویل سند۔ (ایک اور سند) نیز فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہمیں خبر دی ابن سرح نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابن وہب نے انہوں نے کہا مجھے خبر دی مالک نے انہوں نے نقل کیا عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عمرو بن سلیم زرقی سے یہ کہ انہوں نے بیان کیا کہ مجھے حضرت ابو حمید ساعدیؓ نے یہ خبر دی ہے کہ انہوں نے (یعنی صحابہؓ نے) آپ ﷺ سے یہ دریافت کیا کہ ہم آپ ﷺ پر درود کس طرح اور کن الفاظ میں بھیجا کریں یا رسول اللہ ﷺ؟ تو (ان کی بات کا جواب دیتے ہوئے آپ ﷺ نے) ارشاد فرمایا کہ (مجھ پر درود اس

طرح بھیجا کرو اور یہ) کہا کرو ”اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ“۔

## تعارف رجالِ حدیث (۹۷۹)

۱۔ القعنبی:۔ یہ عبداللہ بن مسلمۃ بن قعنب القعنبی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔  
۲۔ مالک:۔ یہ مشہور امام فقہ مالک بن انس المدنی الاصبیحی الحمیری ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۱۲)۔

۳۔ ابن السرح:۔ یہ أحمد بن عمرو بن عبداللہ بن عمرو بن السرح  
أبو الطاهر المصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۲)۔

۴۔ ابن وهب:۔ یہ عبداللہ بن وهب بن مسلم القرشي الفهري أبو محمد  
المصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۲)۔

۵۔ مالک:۔ یہ مشہور امام فقہ مالک بن انس المدنی الاصبیحی الحمیری ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۱۲)۔

۶۔ عبداللہ:۔ یہ عبداللہ بن أبي بكر بن محمد بن عمرو بن حزم الأنصاري  
المدني القاضي ہیں۔ نسائی، ابن معین، ابوحاتم اور ابن سعد نے ان کی توثیق کی ہے، عجل نے ثقہ  
تابعی کہا ہے اور اور حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر پانچویں طبقہ میں شمار کیا ہے اور وفات بہ عمر ستر سال  
۱۳۵ھ میں بتائی ہے۔

۷۔ عن أبيه:۔ اس میں أب سے عبداللہ کے والد مراد ہیں یعنی أبو بكر بن محمد بن

عمرو بن حزم الأنصاري الخزرجي النجاري المدني القاضي - ابن خراش اور ابن معین نے ان کی توثیق کی ہے اور حافظ نے ان کو ثقہ، عابد لکھ کر پانچویں طبقہ میں شمار کیا ہے اور وفات ۱۲۰ھ میں بتائی ہے نیز اس کے بعد وقیل غیر ذلک بھی لکھا ہے چنانچہ صاحب المنہل نے ان کی وفات ۱۲۰ھ میں نقل کی ہے۔

۸۔ عمرو: یہ عمرو بن سُلیم بن خَلْدَةَ الأنصاري الزُرقي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۴۳)۔

۹۔ أبو حمید: آپ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت المنذر أو عبد الرحمن بن سعد بن المنذر أبو حمید الساعدي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۶۵)۔

الحديث / ۹۸۰۔ حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نُعَيْمٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُجَمَّرِ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ - وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ هُوَ الَّذِي أَرَى النَّدَاءَ بِالصَّلَاةِ - أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: ((أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهُ بَشِيرُ بْنُ سَعْدٍ: أَمَرَنَا اللَّهُ أَنْ نَصَلِّيَ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَكَيْفَ نَصَلِّيَ عَلَيْكَ؟ فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى تَمَنَيْنَا أَنَّهُ لَمْ يَسْأَلْهُ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: قُولُوا فَذَكَرَ مَعْنَى حَدِيثِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ. زَادَ فِي آخِرِهِ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۸۰: فرمایا امام الہوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا قعنبنی نے انہوں نے نقل کیا مالک سے انہوں نے نعیم بن عبد اللہ مجمر سے یہ کہ (انہوں نے بیان کیا کہ) محمد بن عبد اللہ بن زید - اور یہ عبد اللہ بن زید وہ ہیں جن کو خواب میں ندائے صلاۃ یعنی اذان دکھائی گئی تھی۔

(واضح رہے کہ سند کے اندر یہ جملہ معترضہ ہے اور یہ بات مصنفؒ نے اس لئے کہی اور لکھی ہے تاکہ کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ یہ عبداللہ بن زید بن عاصم تو نہیں ہیں۔ بہر کیف تُعَیْم یہ کہہ رہے ہیں کہ محمد بن عبداللہ بن زید نے) حضرت ابوسعود انصاریؓ سے نقل کرتے ہوئے ان کو یہ خبر دی کہ انہوں نے (یعنی حضرت ابوسعود انصاریؓ نے) بیان کیا ہے کہ (ایک دن) رسول اللہ ﷺ سعد بن عبادۃ کی مجلس میں ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ ﷺ سے بشیر بن سعد نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ہم آپ ﷺ پر درود بھیجا کریں (لیکن ہم یہ نہیں جانتے کہ اس حکم کی تعمیل کس طرح کریں) لہذا آپ ہمیں بتا دیجئے کہ ہم آپ ﷺ پر درود کیسے اور کس طرح پر بھیجا کریں؟ پس آپ ﷺ خاموش رہے (یعنی اس بات کا جواب نہیں دیا اور غالباً آپ ﷺ کی یہ خاموشی انتظارِ وحی کی وجہ سے تھی۔ بہر کیف راوی کہہ رہے ہیں کہ آپ ﷺ کی اس خاموشی کو دیکھ کر) ہمیں یہ تمنا (اور خواہش ہوئی کہ کاش بشیر بن سعد نے آپ ﷺ سے سوال ہی نہ کیا ہوتا) (اور یہ بات پوچھی ہی نہ ہوتی کیونکہ آپ ﷺ کی خاموشی سے ہم یہ اندازہ لگا رہے تھے کہ شاید آپ ﷺ کو ان کا یہ سوال ناگوار و شاق گزرا ہے۔ بہر حال آگے راوی بیان کر رہے ہیں کہ) پھر (یعنی اس کے بارے میں وحی اترنے کے بعد) رسول اللہ ﷺ نے (ان کے سوال کا جواب دیتے ہوئے) ارشاد فرمایا (کہ درود بھیجنے کے لئے) کہا کرو۔ اور آگے (قعبنی نے بھی یا کہتے حضرت ابوسعود انصاریؓ نے بھی) کعب بن عجرہ کی حدیث کا ہی مضمون بیان کیا (یعنی حدیث نمبر (۹۷۶) میں مذکور درود شریف کے الفاظ نقل کئے۔ اور قعبنی نے یا کہتے ابوسعود انصاریؓ نے) اپنی حدیث کے آخر میں فِي الْعَالَمِينَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ کے مزید الفاظ بھی نقل کئے۔

نوٹس:- ”زاد في آخره في العالمين اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ“ سب سے پہلے تو یہ سمجھ

لیں کہ العالمون جمع ہے العالم کی اور العالم کا اطلاق ماسوی اللہ ہر شے پر ہوتا ہے مگر یہاں پر

العالمین سے مراد ہیں انسان و جن اور ملائکہ۔۔۔ اور یہ جو اضافہ بتایا ہے یعنی تعنی نے یا ابوسعود انصاریؒ نے اپنی حدیث کے اندر فی العالمین انک حمید مجید کے الفاظ مزید نقل کئے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ فی العالمین کو مزید نقل کیا ہے کیونکہ انک حمید مجید کے الفاظ تو کعب بن عجرہؓ کی حدیث میں بھی مذکور موجود ہیں۔ اب اگر کوئی کہے کہ پھر مصنفؒ نے ایسا کیوں کہا اور اضافہ کے الفاظ صرف فی العالمین کیوں نہیں بتلائے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ سامعین و قارئین حضرات کی سہولت کے لئے اور اچھی طرح سے سمجھانے کے لئے فی العالمین کے ساتھ ساتھ انک حمید مجید کے الفاظ کو بھی ذکر کر دیا ہے۔

## تعارف رجالِ حدیث (۹۸۰)

- ۱۔ القعنیؒ:۔ یہ عبد اللہ بن مسلمۃ بن قعنب القعنیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱)۔
- ۲۔ مالک:۔ یہ مشہور امام فقہ مالک بن انس الأصبحی الحمیری المدنیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲)۔
- ۳۔ نعیم:۔ یہ نعیم بن عبد اللہ الْمُجَمَّر مولى آلِ عمر بن الخطابؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۶۹)۔
- ۴۔ أن محمد بن عبد اللہ:۔ یہ محمد بن عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ الأنصاری الخزر جی المدنیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۹۹)۔
- ۵۔ عبد اللہ:۔ آپ عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ الأنصاری الخزر جی أبو محمد المدنیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۹۹)۔
- ۶۔ أبو مسعودؓ:۔ آپ حضرت عقبۃ بن عمرو بن ثعلبۃ أبو مسعود الأنصاریؒ

ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۹۴)۔

۷۔ سعدؓ: آپؐ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت سعد بن عبادہ بن دلیم بن حارثہ بن حزم الأنصاریؓ أبو ثابت أو أبوقیس الخزرجیؓ ہیں۔ آپؓ بیعت عقبہ میں شریک رہے ہیں اور احد النقباء ہیں۔ جنگ بدر میں آپؓ کی شرکت مختلف فیہ ہے۔ آپؓ کی وفات ملک شام میں ۱۵ھ یا ۱۶ھ میں ہوئی ہے۔

۸۔ بشیرؓ: آپؓ بشیر بن سعد بن ثعلبہ بن الجلاس الأنصاریؓ الخزرجیؓ ہیں۔ آپؓ جلیل القدر بدری صحابی ہیں۔ خالد بن ولیدؓ کے ساتھ یمامہ سے لوٹتے ہوئے عین التمر میں ان کی شہادت ہوئی ہے۔

الحديث / ۹۸۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا زُهَيْرٌ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرِو، بِهَذَا الْخَبَرِ قَالَ: ((قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۸۱: فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا احمد بن یونس نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی زہیر نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی محمد بن اسحاق نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی محمد بن ابراہیم بن حارث نے انہوں نے نقل کیا محمد بن عبد اللہ بن زید سے انہوں نے حضرت عقبہ بن عمرو سے (اور آگے بیان کیا احمد بن یونس نے بھی) اسی حدیث کو (یعنی سابقہ حدیث نمبر (۹۸۰) کو اور دوران بیان حدیث یہ بھی) بیان کیا (کہ درود شریف کے بارے میں سوال کرنے والے سائل کا جواب دیتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ مجھ پر درود بھیجنے کے لئے) کہا کرو

”اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ“ (یعنی ان الفاظ میں درود بھیجا کرو)۔

نوٹس:- واضح رہے کہ شرح حضرات نے لکھا ہے کہ اس حدیث کو نقل کرنے میں یا تو مصنف نے یا ان کے شیخ نے اختصار سے کام لیا ہے کیونکہ اسی حدیث کو اسی سند سے پہنچتی، دارقطنی اور ابن حبان نے مطول و مفصل نقل کیا ہے اور اس کے اندر درود شریف کے الفاظ یہ نقل کئے ہیں۔ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ۔

اور صاحب المنہل نے اس حدیث نمبر (۹۸۱) کی شرح کے بعد کئی اور درود بھی نقل کئے ہیں جو حدیث کی دیگر کتب میں مذکور و منقول ہیں شائقین حضرات وہیں رجوع فرمائیں۔

## تعارف رجال حدیث (۹۸۱)

۱۔ أحمد:- یہ أحمد بن عبد اللہ بن یونس التمیمی الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۸)۔

۲۔ زہیر:- یہ زہیر بن معاویہ بن حُدیج الجُعفی أبو خیشمة الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۸)۔

۳۔ محمد:- یہ محمد بن إسحاق بن یسار إمام المغازی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳)۔

۴۔ محمد بن إبراهيم:- یہ محمد بن إبراهيم بن الحارث بن خالد التیمی



القرشي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۷) اور (۳۴۳)۔

۵۔ محمد بن عبد اللہ:۔ یہ محمد بن عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ الأنصاری

الخزرجی المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۹۹)۔

۶۔ عقبہ:۔ آپؐ حضرت عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ أبو مسعود الأنصاری ہیں۔

دیکھیں حدیث نمبر (۳۹۴)۔

الحديث / ۹۸۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَخْبَرَنَا حَبَانُ بْنُ يَسَارٍ الْكِلَابِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو مَطْرَفٍ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ طَلْحَةَ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنُ كَرِيزٍ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْهَاشِمِيُّ عَنِ الْمُجْمِرِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَكْتَالَ بِالْمَكِّيَالِ الْأَوْفَى إِذَا صَلَّى عَلَيْنَا أَهْلَ الْبَيْتِ فَلْيَقُلْ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ وَأَزْوَاجِهِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۸۲:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا موسیٰ بن

اسماعیل نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی حبان بن یسار کلابی نے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا ابومطرف عبید اللہ بن طلحہ بن عبید اللہ بن کرین نے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا محمد بن علی ہاشمی نے انہوں نے نقل کیا مجمر سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے (یہ کہ آپ ﷺ نے) فرمایا جس شخص کو بھلا معلوم ہو ہم اہل بیت پر درود بھیجنے کا پورا پورا ثواب ملنا تو وہ یوں کہے (یعنی ان الفاظ میں درود بھیجے) ”اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ وَأَزْوَاجِهِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ“۔

نوٹس:- ”إِذَا صَلَّيْنا أَهْلَ الْبَيْتِ“ اس میں جو لفظِ اہل ہے اس کو مجرور بھی پڑھ سکتے ہیں اور منصوب بھی لیکن صاحبِ عون المعبود نے لکھا ہے کہ مشہور اس میں منصوب ہونا ہی ہے یعنی منصوب علی الاختصاص۔ اور مجرور پڑھنے کی وجہ ہے علینا کی ضمیر مجرور سے بدل ماننا۔۔۔۔۔ اور آگے درود شریف کے الفاظ میں جو اہل بیتہ کے الفاظ ہیں ان کے بارے میں صاحبِ بذل نے لکھا ہے کہ یہ ماقبل میں مذکور ازواج اور ذریہ کا بیان ہے۔

اور صاحبِ المنہل نے لکھا ہے کہ اس حدیث شریف سے نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے اہل بیت پر ان الفاظ میں درود بھیجنے کی ترغیب معلوم ہو رہی ہے۔

## تعارف رجالِ حدیث (۹۸۲)

۱۔ موسیٰ:- یہ موسیٰ بن اسماعیل المنقری أبو سلمة التبوذکی البصری ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

۲۔ حبان:- یہ حبان بن یسار الکلابی أبو ربيعة أو أبو روح البصری ہیں۔  
ابو حاتم نے ان کے بارے میں لیس بالقوی ولا بالمتروک کہا ہے۔ ابنِ عدی نے حدیثہ فیہ صافیہ لأجل الاختلاط۔ اور حافظ نے ان کو اختلاط کا شکار ہونے والے صدوق راوی لکھا ہے اور آٹھویں طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۳۔ أبو مطرف:- یہ أبو مطرف عبید اللہ بن طلحة بن عبید اللہ بن کریز الخزاعی ہیں۔ ابنِ حبان نے ان کو ثقافت میں ذکر کیا ہے اور حافظ نے ان کو مقبول راوی لکھ کر چھٹے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۴۔ محمد:- یہ محمد بن علی الهاشمی القرشی ہیں۔ انہوں نے صرف نعیم بن

عبداللہ الحُجْر سے اور ان سے صرف ابومطرف نے روایت کیا ہے۔ حافظؒ نے ان کو مجہول راوی لکھا ہے۔

۵۔ الْمُجْمَر:- یہ نَعِیم بن عبد اللہ الْمُجْمَر مولى آل عمر بن الخطاب ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۶۹)۔

۶۔ أَبُو هُرَيْرَةَ:- آپؓ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول ﷺ حضرت عبدالرحمن بن صخر الدوسیؓ أبو هريرة الیمانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

### (۱۸۵) بَابُ مَا يَقُولُ بَعْدَ التَّشْهِدِ

(۱۸۵) یہ باب ہے اُس (دعاء) کا جو پڑھے تشہد کے بعد (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ تشہد کے بعد نمازی کیا دعاء پڑھے)۔

الحديث/ ۹۸۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَائِشَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا فَرَغَ أَحَدُكُمْ مِنَ التَّشْهِدِ الْآخِرِ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنْ أَرْبَعٍ: مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۹۸۳:- فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا احمد بن حنبل نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ولید بن مسلم نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی اوزاعی نے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا حسان بن عطیہ نے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا محمد بن ابی عائشہ نے یہ کہ انہوں نے

حضرت ابو ہریرہؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ہے) کہ جب تم میں سے کوئی تشہد اخیر سے (یعنی قعدہ اخیرہ میں تشہد سے) فارغ ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ اللہ کی پناہ چاہے چار چیزوں سے (ایک جہنم کے عذاب سے) اور (دوسرے) قبر کے عذاب سے اور (تیسرے) زندگی اور موت کے فتنہ سے اور (چوتھے) مسیح دجال کے (فتنہ) شر سے۔

نوٹس:- ”من التشهد الأخير“ نوویؒ نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں اس بات کی صراحت ہے کہ یہ دعاء و تعوذ قعدہ اخیرہ میں مستحب ہے نیز اسی حدیث میں یہ اشارہ بھی موجود ہے کہ تشہد اول میں یہ مستحب نہیں ہے۔ نیز شوکانیؒ نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں رد ہے ابن حزم وغیرہ اُن حضرات کا جو قعدہ اولیٰ میں بھی تشہد کے بعد تعوذ و دعاء کے وجوب کے قائل ہیں۔

”فلیتعوذ الخ“ اس صیغہ امر سے استدلال کرتے ہوئے ظاہر یہ حضرات اس استعاذہ و تعوذ کو واجب کہتے ہیں چنانچہ منقول ہے کہ طاؤس نے اپنے بیٹے کو دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا تھا جب اُس نے اپنی نماز میں استعاذہ نہیں کیا تھا اور اس کو چھوڑ دیا تھا۔ لیکن واضح رہے کہ جمہور نے اس امر کو استحبابی کہا ہے اور اس استعاذہ کو جمہور حضرات مستحب کہتے ہیں۔

## تعارف رجال حدیث (۹۸۳)

۱۔ أحمد:- یہ مشہور امام فقہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانیؒ ابو عبد اللہ المروزیؒ ثم البغدادیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷) اور (۲۳۸)۔

۲۔ الولید:- یہ الولید بن مسلم القرشیؒ ابو العباس الدمشقیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲۲)۔

۳۔ الأوزاعي:- یہ عبد الرحمن بن عمرو بن یحمد الشامیؒ ابو عمرو

الأوزاعي الإمام ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۲۳)۔

۴۔ حسن:۔ یہ حسان بن عطیة المحاربی ابوبکر الدمشقی الفقیہ ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۳۳۵)۔

۵۔ محمد:۔ یہ محمد بن ابی عائشة المدنی مولی بنی امیہ ہیں۔ ابن معین نے ان کی توثیق کی ہے، ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ ابوحاتم نے ان کے بارے میں لیس بہ بأس کہا ہے اور ایک قول ابوحاتم کا ان کے بارے میں لیس بمشہور قلیل الحدیث بھی ہے۔ اور ابن ابی حاتم نے لکھا ہے کہ یہ موسیٰ بن ابی عائشہ کے بھائی ہیں۔ اور حافظ نے ان کے بارے میں لیس بہ بأس لکھا اور ان کو چوتھے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۶۔ ابوہریرہ:۔ آپ مشہور کثیر الروایہ صحابی رسول ﷺ حضرت عبدالرحمن بن صخر الدوسی ابوہریرہ الیمانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸) اور (۲۵)۔

الحديث / ۹۸۴۔ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ أَنَّنَا عُمَرُ بْنُ يُؤْنَسَ الْيَمَامِيُّ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ بَعْدَ التَّشَهُّدِ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۸۴:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا وہب بن بقیہ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عمر بن یونس یمامی نے انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا محمد بن عبداللہ بن طاؤس نے انہوں نے نقل کیا اپنے والد سے انہوں نے طاؤس سے انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے

نہی کریم ﷺ کے بارے میں یہ کہ آپ ﷺ تشہد کے (یعنی قعدۂ اخیرہ کے تشہد سے فراغت کے) بعد (ان کلمات کے ساتھ استعاذہ فرمایا کرتے تھے) ”اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ“۔

نوٹس:- واضح رہے کہ اس حدیث میں اگرچہ بعد التشہد مطلق ہے لیکن اس سے پہلے والی حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث میں چونکہ تشہدِ اخیر کی صراحت ہے اس لئے اس حدیث میں بھی تشہد سے تشہدِ اخیر ہی کو مراد لیا جائے گا۔ اور ابن حجرؒ کی اس حدیث کے تحت لکھا ہے کہ عذابِ قبر کے منکر معتزلہ حضرات کا اس حدیث میں کھلا اور واضح رد موجود ہے۔

## تعارف رجال حدیث (۹۸۴)

۱۔ وہب:- یہ وہب بن بقیۃ بن عثمان أبو محمد الواسطی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۳)۔

۲۔ عُمَر:- یہ عمر بن یونس بن القاسم أبو حفص الیمانی الحنفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۶۷)۔

۳۔ محمد:- یہ محمد بن عبد اللہ بن طاؤس بن کیسان الیمانی ہیں۔ ابنِ حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور حافظؒ نے ان کو مقبول راوی لکھا اور آٹھویں طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۴۔ عن أبیه:- اس میں ابُّ سے محمد کے والد مراد ہیں یعنی عبد اللہ بن طاؤس بن کیسان الیمانی أبو محمد الحمیری۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۱۲)۔

۵۔ طاؤوس :- یہ طاؤوس بن کیسان الیمانی ابو عبد الرحمن الحمیری ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۲۰)۔

۶۔ ابن عباس :- آپ حضرت عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب القرشی  
الہاشمی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳)۔

الحديث / ۹۸۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو أَبُو مَعْمَرٍ أَخْبَرَنَا  
عَبْدُ الْوَارِثِ أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ الْمُعَلَّمُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ حَظَلَةَ عَنْ  
عَلِيٍّ أَنَّ مُحَجَّنَ بْنَ الْأَدْرَعِ، حَدَّثَهُ قَالَ: ((دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَسْجِدَ  
فَإِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَدْ قَضَى صَلَاتَهُ وَهُوَ يَتَشَهَّدُ وَهُوَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ يَا  
اللَّهُ الْآحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ، أَنْ تَغْفِرَ لِي  
ذُنُوبِي، إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ. قَالَ فَقَالَ: قَدْ غُفِرَ لَكَ، قَدْ غُفِرَ لَكَ، ثَلَاثًا)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۸۵ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن عمرو  
ابومعمر نے یہ کہہ کر کہ ہمیں خبر دی عبد الوارث نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی حسین معلم نے انہوں نے  
نقل کیا عبد اللہ بن بریدہ سے انہوں نے حظلہ بن علی سے یہ کہ حضرت محجن بن ادرع نے اُن سے  
(ایک واقعہ) بیان کیا (اور دوران بیان) کہا (کہ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ) رسول اللہ ﷺ مسجد میں  
پہنچے تو ایک شخص کو دیکھا جو اپنی نماز کو (تقریباً) مکمل کر چکا ہے اور تشهد پڑھ رہا ہے اور وہ شخص (تشہد  
کے بعد) کہہ رہا ہے (یعنی ان الفاظ میں دعاء مانگ رہا ہے) ”اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ يَا اللَّهُ الْآحَدُ  
الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ، أَنْ تَغْفِرَ لِي ذُنُوبِي، إِنَّكَ أَنْتَ  
الْغَفُورُ الرَّحِيمُ“ (آگے حضرت محجن کا) بیان ہے کہ (رسول اللہ ﷺ نے اُس شخص کی یہ اور ان

الفاظ میں جو دعاء سنی) تو تین مرتبہ فرمایا قَدْ غُفِرَ لَهُ، قَدْ غُفِرَ لَهُ یعنی بیشک اس کو بخش دیا گیا بیشک اس کی بخشش کر دی گئی (واضح رہے کہ آپ ﷺ کو بذریعہ وحی اس کی دعاء کے قبول ہونے کی اطلاع مل چکی تھی اس لئے آپ ﷺ نے اس کو یہ خبر اور اس کی دعاء کے قبول ہونے کی اطلاع دی)۔

نوٹس:۔ واضح رہے کہ تشہد کے بعد اور سلام پھیرنے سے پہلے کیا دعاء پڑھنی چاہئے اس سلسلہ میں مذکورہ بالا احادیث کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں جن میں یہ منقول ہے کہ اس موقع پر کیا دعاء پڑھی جائے خلاصہ یہ کہ مختلف احادیث میں مختلف دعائیں منقول ہیں جن میں سے کسی بھی دعاء کو پڑھا جاسکتا ہے۔ اور ان دعاؤں پر مشتمل بہت سی احادیث کو صاحب المنہل نے اس حدیث کی شرح کے آخر میں نقل کیا ہے شائقین حضرات وہاں پر دیکھ لیں۔

### تعارف رجال حدیث (۹۸۵)

۱۔ عبد اللہ:۔ یہ عبد اللہ بن عمرو بن ابی الحجاج أبو معمر التیمی المنقری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۹۳)۔

۲۔ عبد الوارث:۔ یہ عبد الوارث بن سعید بن ذکوان التیمی أبو عبیدۃ التنوری البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴)۔

۳۔ الحسین:۔ یہ الحسین بن ذکوان المعلم العوذی البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۹۳)۔

۴۔ عبد اللہ:۔ یہ عبد اللہ بن بُریدۃ بن الحصیب الأسلمی أبو سهل المروزی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۵۵)۔

۵۔ حنظلہ:۔ یہ حنظلہ بن علی بن الأسقع الأسلمی المدنی ہیں۔ نسائی نے ان



کی توثیق کی ہے۔ ابن حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور حافظؒ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۶۔ مُحَجَّنٌ: آپؐ قدیم الاسلام صحابی حضرت مُحَجَّن بن الأدرع الأسلمی المدنی ہیں۔ حافظؒ نے لکھا ہے کہ یہ وہی صحابی ہیں جنہوں نے بصرہ کی مسجد کا خاکہ و نقشہ بنایا تھا۔ اور آپؐ کی وفات امارت معاویہؓ کے آخر میں نقل کی ہے۔

### (۱۸۶) بَابُ إِخْفَاءِ التَّشْهَدِ

(۱۸۶) تشہد کو آہستہ اور سر اُپرٹھنے کا بیان (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ نمازی کو تشہد آہستہ اور سر اُپرٹھنا چاہئے)۔

الحديث ۹۸۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ حَدَّثَنَا يُونُسُ - يَعْنِي ابْنَ بُكَيْرٍ - عَنْ مُحَمَّدَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: ((مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يُخْفِيَ التَّشْهَدُ)).

ترجمہ حدیث نمبر ۹۸۶: فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن سعید کندی نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا یونس۔ یعنی یونس بن کبیر۔ نے انہوں نے نقل کیا محمد بن اسحاق سے انہوں نے عبد الرحمن بن اسود سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عبد اللہ (بن مسعودؓ) سے (یہ کہ انہوں نے یعنی عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ) نبی کریم ﷺ کی سنت ہے یہ کہ آہستہ سے (اور سر اُپرٹھا جائے تشہد کو۔

نوٹس:- واضح رہے کہ یہ بات پہلے بتائی جا چکی ہے کہ جمہور محدثین کے نزدیک کسی صحابیؓ کا

من السنة كذا - یا - السنة كذا کہنا حدیثِ مرفوع کے حکم میں ہوتا ہے یعنی گویا اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ قال رسول اللہ ﷺ كذا۔ بہر حال جمہور فقہاء و محدثین کا یہی کہنا ہے کہ تشہد کو سر اُپرٹھا جائے گا اور اس کو جہر اُپرٹھنا مکروہ ہے۔ یعنی تشہد مثل رکوع و سجدہ کی تسبیح کے ہے اور رکوع و سجدہ کی تسبیح میں سر اور اخفاء ہوتا ہے لہذا اسی طرح تشہد کو بھی سر اُورا آہستہ ہی پڑھا جائے گا۔

### تعارف رجالِ حدیث (۹۸۶)

۱۔ عبد اللہ :- یہ عبد اللہ بن سعید بن حصین الکندیّ أبو سعید الأشج الکوفی ہیں۔ ان کو جو یہ الکندیّ کہا جاتا ہے یہ یمن کے ایک قبیلہ کنده کی طرف نسبت کرتے ہوئے کہا جاتا ہے۔ اور حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھا ہے اور صغارِ عاشرہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۲۵ھ میں بتائی ہے۔

۲۔ یونس :- یہ یونس بن بُکیر بن واصل الشیبانیّ أبو بکر أو أبو بکر الجمال الکوفی الحافظ ہیں۔ ابنِ معین کا کہنا ہے کہ یہ ثقہ صدوق راوی تھے میں نے ان سے احادیث لکھی ہیں۔ ابنِ حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔ احمد بن حنبل کا کہنا ہے کہ یہ اپنے زمانہ کے سب سے بڑے زاہد شخص تھے اور میں نے ان سے احادیث لکھی ہیں۔ ابوداؤد کا کہنا ہے لیس عندی بحجة يأخذ كلام ابن إسحاق فيوصله بالأحاديث۔ ساجی کا کہنا ہے کہ تھے تو صدوق راوی مگر سلطان کے یہاں آتے جاتے تھے اور مرجع تھے۔ نسائی کا ایک قول ان کے بارے میں لا بأس به کا ہے اور ایک ضعیف کا۔ اور حافظ نے ان کو غلطی کا شکار ہونے والے صدوق راوی لکھا ہے اور نویں طبقہ میں سے قرار دیتے ہوئے وفات ۱۹۹ھ میں بتائی ہے۔

۳۔ محمد :- یہ محمد بن إسحاق بن یسار امام المغازی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۳)۔

۴۔ عبد الرحمن :- یہ عبد الرحمن بن الأسود بن یزید بن قیس النخعی

أبو حفص الفقيه ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷۳)۔

۵۔ عن أبيه :- اس میں اب سے عبد الرحمن کے والد مراد ہیں یعنی الأسود بن یزید بن قیس أبو عمرو النخعی خال إبراهيم النخعی۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۴)۔

۶۔ عبد اللہ: آپ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت عبد اللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب أبو عبد الرحمن الہذلی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۹)۔

### (۱۸۷) بَابُ الْإِشَارَةِ فِي التَّشَهُّدِ

(۱۸۷) تشہد میں اشارہ کرنے کا بیان (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ نمازی نماز کے اندر تشہد پڑھنے کے وقت جب شہادتِ توحید پر پہونچے تو اپنے داہنے ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے)۔

الحديث ۹۸۷/ - حَدَّثَنَا الْقُعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُعَاوِيِّ، قَالَ ((رَأَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ وَأَنَا أَعْبَثُ بِالْحَصَا فِي الصَّلَاةِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ نَهَانِي وَقَالَ: اصْنَعْ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصْنَعُ، فَقُلْتُ: كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصْنَعُ؟ قَالَ: كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخْذِهِ الْيُمْنَى وَقَبَضَ أَصَابِعَهُ كُلَّهَا، وَأَشَارَ بِأَصْبَعِهِ الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ، وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخْذِهِ الْيُسْرَى)).

ترجمہ حدیث نمبر ۹۸۷/ :- فرمایا امام البوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا قعنبی نے انہوں نے نقل کیا مالک سے انہوں نے مسلم بن ابی مریم سے انہوں نے علی بن عبد الرحمن معاوی سے

(یہ کہ انہوں نے) بیان کیا (کہ ایک مرتبہ) حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے مجھے دیکھا اس حال میں کہ میں دورانِ نماز کنکریوں سے کھیل رہا تھا (یعنی عبداللہ بن عمرؓ بھی چونکہ میری برابر میں نماز پڑھ رہے تھے اسلئے انہوں نے مجھے بہ حالتِ تشہد کنکریوں سے کھیلتا دیکھ لیا) پس جب وہ نماز سے فارغ ہوئے (اور میں بھی فارغ ہو گیا تو انہوں نے مجھے (اس سے روکا اور) منع کیا نیز فرمایا کہ کیا کرتو (نماز میں بہ حالتِ تشہد ایسے) جیسے کہ آپ ﷺ کیا کرتے تھے (اور کھیلا مت کر۔ عبدالرحمن کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ کی یہ بات سن کر) میں نے عرض کیا (کہ مجھے بتائیے کہ) آپ ﷺ (نماز میں بہ حالتِ تشہد کیا اور) کیسے کیا کرتے تھے (میری یہ بات سن کر حضرت ابن عمرؓ نے جواب دیتے ہوئے) فرمایا کہ آپ ﷺ جب نماز میں (تشہد کے لئے) بیٹھتے تو اپنے داہنے ہاتھ کو اپنی داہنی ران پر رکھتے اور اپنی اس ہاتھ کی ساری انگلیاں بند کر لیتے (سوائے شہادت کی انگلی کے) اور اشارہ فرماتے اپنی انگوٹھے کے برابر والی (یعنی شہادت کی) انگلی سے اور رکھتے اپنے بائیں ہاتھ کو اپنی بائیں ران پر۔

نوٹس:- واضح رہے کہ اس حدیث سے تشہد میں شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنے کا ثبوت تو بالکل واضح طور پر ہو رہا ہے۔ لیکن چونکہ اس حدیث میں قبضِ اصابع کی کیفیت اور حلقہ بنانے کی وضاحت و تفصیل مذکور نہیں ہے اور نہ ہی اشارہ کیسے کیا جائے یہ مذکور ہے اس لئے ان مسائل میں علماء کے درمیان اختلاف ہے جس کیلئے مطولات کو دیکھیں تاہم درج ذیل کچھ باتیں یہاں پر بھی سمجھ لیں۔ اشارہ کیسے کیا جائے۔ اس سلسلہ میں صاحب المنبہل نے یہ تفصیل لکھی ہے کہ بعض حضرات جن میں مالکیہ بھی ہیں یہ کہتے ہیں کہ تشہد سے فراغت تک بلکہ اس کے بھی بعد سلام پھیرنے تک شہادت کی انگلی کو دائیں بائیں ہلاتے رہنے اور حرکت دیتے رہنے کے ساتھ اشارہ کیا جائے گا۔ شوافع کا یہ کہنا ہے کہ لا اللہ پر اپنی انگلی سے اشارہ کیا جائے اور اس کو اوپر کو اٹھایا جائے اور اس کو ہلایا اور حرکت بالکل نہ دی جائے بلکہ اوپر کو ہی اٹھائے رکھا جائے قعدۂ اولیٰ میں تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہونے تک اور

قعدہ اخیرہ میں سلام پھیرنے تک۔ حنفیہ کا یہ کہنا ہے کہ لا اِلهَ پر اپنی انگلی کو اٹھایا جائے اور اِلا اللہ پر گرا دیا جائے تاکہ رفع اور اٹھانافی کے لئے ہو جائے اور انگلی کو گرانا اثبات کے لئے ہو جائے۔ اور حنابلہ کا اس سلسلہ میں یہ کہنا ہے کہ نمازی جب بھی لفظ الجلالۃ پر سے گزرے تو اپنی انگلی سے اشارہ کرے لیکن اسکو مستقل ہلاتے اور حرکت دیتے رہنے کو یہ حضرات بھی منع کرتے ہیں۔

اور فقہ الحدیث کے عنوان سے لکھا ہے کہ اس حدیث سے یہ تین باتیں بھی معلوم ہو رہی ہیں (۱) تشہد کے لئے بیٹھنے کے وقت نمازی کے لئے اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنی دونوں رانوں پر رکھنا مستحب ہے (۲) تشہد میں اپنے داہنے ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا بھی مستحب ہے (۳) اور اس وقت اپنے داہنے ہاتھ کی انگلیوں کو بند کرنے اور موڑنے کے استحباب کا پتہ بھی اس حدیث سے لگ رہا ہے۔

## تعارف رجال حدیث (۹۸۷)

۱۔ القعنبی:۔ یہ عبد اللہ بن مسلمۃ بن قعنب القعنبی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱)۔

۲۔ مالک:۔ یہ مشہور امام فقہ مالک بن انس الأصبحی الحمیری المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۲)۔

۳۔ مسلم:۔ یہ مسلم بن أبی مریم السلولی المدنی ہیں۔ ابوداؤد، نسائی، ابن معین اور ابن سعد کے ان کی توثیق کی ہے اور ابن سعد نے ان کو قلیل الحدیث بھی لکھا ہے اور حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھا اور چوتھے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۴۔ علی:۔ یہ علی بن عبد الرحمن المعاوٰی الأنصاری المدنی ہیں۔ ابوزرعه اور نسائی نے ان کی توثیق کی ہے اور حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر چوتھے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۵۔ عبد اللہ: آپ عبد اللہ بن عمر بن الخطاب القرشی العدوی ہیں۔ دیکھیں  
حدیث نمبر (۱۱) اور (۱۲)۔

الحديث / ۹۸۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْبَزَّازُ أَخْبَرَنَا عَفَّانُ  
أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ أَخْبَرَنَا عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ  
بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَعَدَ فِي الصَّلَاةِ جَعَلَ  
قَدَمَهُ الْيُسْرَى تَحْتَ فَخِذِهِ الْيُمْنَى وَسَاقِهِ وَفَرَشَ قَدَمَهُ الْيُمْنَى وَوَضَعَ يَدَهُ  
الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى وَأَشَارَ  
بِأَصْبُعِهِ وَأَرَانَا عَبْدُ الْوَاحِدِ وَأَشَارَ بِالسَّبَابَةِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۸۸: فرمایا امام الودادؒ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن  
عبدالرحیم بزاز نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عفان نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبدالواحد بن زیاد  
نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عثمان بن حکیم نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عامر بن عبداللہ بن زبیر  
نے اپنے والد سے نقل کرتے ہوئے (یہ کہ انکے والد نے) بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں  
بیٹھتے (یعنی قعدہ فرماتے) تو کرتے اپنے بائیں پاؤں کو اپنی داہنی ران اور اپنی (داہنی) پنڈلی کے نیچے  
اور (زمین پر) بچھاتے اپنے داہنے پاؤں کو اور رکھتے اپنے بائیں ہاتھ کو اپنے بائیں گھٹنے پر اور رکھتے  
اپنے داہنے ہاتھ کو اپنی داہنی ران پر اور اشارہ کرتے اپنی (شہادت کی) انگلی سے (آگے عفان کہہ رہے  
ہیں کہ آپ ﷺ کے اشارہ کے بارے میں ہمارے شیخ) عبدالواحد نے ہم کو دکھایا (یعنی اس اشارہ کو  
عملاً کر کے دکھایا) اور اشارہ کیا شہادت کی انگلی سے (خلاصہ یہ کہ عبدالواحد نے جب یہ روایت بیان کی  
تو اس کے اندر آپ ﷺ کے اشارہ فرمانے کو بھی بیان کیا اور اس اشارہ کی کیفیت کو واضح کرنے اور

بتانے کے لئے عبدالواحد نے عملاً اپنی شہادت کی انگلی سے اشارہ کر کے بھی دکھایا۔

نوٹس:- واضح رہے کہ اس حدیث شریف میں قعدہ کے اندر تورک کی ایک نوع و قسم مذکور ہے نیز شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا مذکور ہے اور مصنفؒ نے اس روایت کو یہاں لاکر اس دوسری بات یعنی اشارہ کرنے کو ثابت کیا ہے۔

اور اس حدیث شریف میں جو یہ ”و فرش قدمہ الیمنی“ مذکور ہے اس کو پڑھ کر کسی کو بھی یہ اشکال ہو سکتا ہے کہ یہ تو اُن تمام صحیح روایات کے مخالف و منافی ہے جن میں قعدہ کے اندر داہنے پاؤں کو کھڑا کرنا مذکور ہے۔ تو کچھ حضرات نے تو اسکا جواب یہ دیا ہے کہ یہ نسخ کی غلطی ہے کیونکہ صحیح اس روایت میں بھی و فرش قدمہ الیسری تھا جیسا کہ ابن عمرؓ کی حدیث میں ہے۔۔۔ لیکن قرطبیؒ وغیرہ نے اسکا جواب یہ دیا ہے کہ نسخ کی بھی کوئی غلطی نہیں ہے بلکہ معاملہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی بیان جواز کے لئے ایسا بھی کیا ہوگا یعنی یہ بتانے کے لئے کہ تورک میں یا کہتے کہ قعدہ میں داہنے پاؤں کا کھڑا کرنا واجب نہیں ہے بلکہ اسکو بچھانا بھی جائز ہے۔

”و وضع یدہ الیسری علی ركبته الیسری“ اس کو پڑھ کر اگر کسی کو یہ اشکال ہو کہ سابقہ روایت میں تو قعدہ کے اندر ہاتھ کو ران پر رکھنا مذکور ہے تو یہ روایت تو اُس سابقہ روایت کے مخالف و منافی ہے جبکہ ہونی نہیں چاہئے پھر کیوں ہے؟ تو سنئے اسکا جواب یہ ہے کہ دونوں روایتوں میں کوئی منافات و مخالفت نہیں ہے کیونکہ آپ ﷺ نے یہ بتانے کے لئے کہ اس میں وسعت و گنجائش ہے کبھی تو اپنے ہاتھوں کو رانوں پر رکھا اور کبھی دوران قعدہ اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھا۔

بہر حال اس حدیث شریف سے اس کے اندر مذکور طریقہ پر بھی تشہد و قعدہ میں بیٹھنے کا جائز و مشروع ہونا ثابت ہو رہا ہے، نیز یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ بہ حالت تشہد بائیں ہاتھ کو بائیں ران کی بجائے بائیں گھٹنے پر بھی رکھا جاسکتا ہے اور یہ بھی مشروع اور آپ ﷺ کے عمل سے ثابت ہے۔

## تعارف رجالِ حدیث (۹۸۸)

۱۔ محمد:- یہ محمد بن عبدالرحیم بن ابی زہیر العدویّ البزاز مولیٰ آل عمر أبویحیٰ البغدادیّ الحافظ المعروف بـ صاعقة ہیں۔ یہ فارسی الاصل ہیں، خطیب نے ان کو متقن، ضابط، عالم، حافظ لکھا ہے، دارقطنی نے حافظ، ثبت، احمد بن صاعد نے ثقہ، امین۔ نسائی اور مسلمہ نے ان کی توثیق کی ہے اور حافظ نے ان کو ثقہ، حافظ لکھ کر گیارہویں طبقہ میں شمار کیا ہے اور ان کی وفات بہ عمر ستر سال ۲۵۵ھ میں بتائی ہے۔

۲۔ عفان:- یہ عفان بن مسلم بن عبداللہ الباہلیّ أبو عثمان البصریّ الأنصاریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۰۲)۔

۳۔ عبدالواحد:- یہ عبدالواحد بن زیاد أبو بشر أو أبو عبیدة العبديّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۲) اور (۱۸۵)۔

۴۔ عثمان:- یہ عثمان بن حکیم بن عبّاد بن حنیف الأنصاریّ الأوسیّ أبوسهل الممدنیّ ثم الکوفیّ ہیں۔ حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر پانچویں طبقہ میں شمار کیا ہے اور وفات ۱۴۰ھ سے پہلے بتائی ہے۔

۵۔ عامر:- یہ عامر بن عبداللہ بن الزبیر القرشیّ الأسدیّ أبو الحارث الممدنیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۶۷)۔

۶۔ عن أبیه:- اس میں ابّ سے عامر کے والد مراد ہیں یعنی حضرت عبداللہ بن الزبیر بن العوّام القرشیّ أبوبکر وأبو خبیب الأسدیّ۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۲)۔

۷۔ وأرانا عبداً الواحد:- یہ عبدالواحد بن زیاد أبو بشر أو أبو عبیدة العبديّ



ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۲) اور (۱۸۵)۔

الحديث/ ۹۸۹۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ الْمَصِصِيُّ أَخْبَرَنَا حَجَّاجٌ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ زِيَادٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجَلَانَ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ: ((أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُشِيرُ بِإِصْبَعِهِ إِذَا دَعَا وَلَا يُحَرِّكُهَا)).

قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: وَزَادَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَامِرٌ عَنْ أَبِيهِ: (أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يَدْعُو كَذَلِكَ، وَيَتَحَامَلُ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۹۸۹:- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا ابراہیم بن حسن مصیسی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی حجاج نے انہوں نے نقل کیا ابن جریج سے انہوں نے زیاد سے انہوں نے محمد بن عجلان سے انہوں نے عامر بن عبد اللہ سے انہوں نے حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ سے یہ کہ انہوں نے (یعنی عبد اللہ بن زبیرؓ نے) بیان کیا ہے یہ کہ نبی کریم ﷺ اپنی (شہادت کی) انگلی سے اشارہ کیا کرتے تھے جب دعاء کرتے تھے (یعنی جب تشہد پڑھنے کے دوران شہادت تو حید پر پہنچتے تو اپنی شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے) اور اس کو (یعنی اپنی انگلی کو) ہلاتے نہیں تھے (یعنی صرف اشارہ کرتے آخر تک ہلاتے نہ رہتے۔ واضح رہے کہ یہ جو تشہد کو دعاء کہا گیا ہے اسکی جہاں اور وجوہات ہیں وہیں ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ دعاء پر مشتمل ہے اس لئے اس کو دعاء کہا گیا ہے)۔

ابن جریج نے کہا اور عمرو بن دینار نے (اپنی روایت میں) مزید یہ بیان کیا اور کہا کہ مجھے خبر دی عامر نے اپنے والد سے نقل کرتے ہوئے یہ کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو اسی طرح دعاء کرتے ہوئے

دیکھا ہے) یعنی تشہد میں اسی طرح بغیر تحریک و حرکت کے شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے دیکھا ہے) اور نبی کریم ﷺ (قعدہ میں بیٹھنے کے دوران) اپنے بائیں ہاتھ کو اپنی بائیں ران پر رکھتے تھے۔

نوٹس:- ”قال ابن جریج الخ“ خلاصہ اس عبارت کا یہ ہے کہ ابن جریج نے اس روایت کو دو سندوں سے روایت کیا ایک زیادہ کی سند سے جو پہلے ذکر ہو چکی دوسرے عمرو کی سند سے۔ اور اس میں یہ اضافہ ہے ”أنه رأى النبي ﷺ الخ“۔

بہر کیف اس حدیث سے بھی تشہد میں اشارہ بدو لہ تحریک ثابت ہو رہا ہے اور یہ حدیث بھی اُن حضرات کی دلیل ہے جو اشارہ کے وقت تحریک سبّابہ کے قائل نہیں ہے۔ اور یہ حضرات حضرت وائل بن حجرؓ کی اُس حدیث کا جواب جس میں تحریک سبّابہ مذکور ہے یہ دیتے ہیں کہ اُس حدیث میں تحریک سے مراد اشارہ کرنا ہے نہ کہ بار بار حرکت دینا اور ہلانا۔۔۔۔۔ لیکن یہ بھی واضح رہے کہ جو حضرات التحیات سے فارغ ہونے تک تحریک سبّابہ کے قائل ہیں وہ حضرات اس زیر تشریح یا اس جیسی دوسری احادیث کا یہ مطلب بتاتے ہیں کہ کبھی آپ ﷺ نے ایسا بھی کیا تھا تا کہ لوگوں کو یہ بھی معلوم ہو جائے کہ ہمیشہ تحریک ہی واجب نہیں ہے۔

یہاں پر سراح حضرات نے ایک بات یہ بھی سمجھائی ہے کہ تشہد میں انگلیوں کو موڑنے اور بند کرنے کے وقت کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے چنانچہ شوافع، حنابلہ اور مالکیہ تو یہ کہتے ہیں کہ تشہد کے لئے بیٹھتے ہی انگلیوں کو موڑا اور بند کیا جائے گا اور حنفیہ کا یہ کہنا ہے کہ نمازی جب تشہد کے لئے بیٹھے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنی دونوں رانوں پر رکھے یعنی ہاتھوں کی انگلیوں کو بچھا کر نہ کہ موڑ کر پھر جب شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنے کا ارادہ کرے تو اپنے داہنے ہاتھ کی انگلیوں کو موڑے اور بند کر کے اشارہ کرے۔

## تعارف رجالِ حدیث (۹۸۹)

۱۔ ابراہیم:۔ یہ ابراہیم بن الحسن بن الہیثم النخعمیّ أبو إسحاق المصّیسیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۹۱)۔

۲۔ حجاج:۔ یہ حجاج بن محمد الأعور المصّیسیّ أبو محمد الترمذیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۴)۔

۳۔ ابن جریج:۔ یہ عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج أبو الولید المکیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۹) اور (۲۴)۔

۴۔ زیاد:۔ یہ زیاد بن سعد بن عبد الرحمن الخراسانیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۹)۔  
۵۔ محمد:۔ یہ محمد بن عجلان القرشیّ أبو عبد اللہ المدنیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

۶۔ عامر:۔ یہ عامر بن عبد اللہ بن الزبیر القرشیّ الأسدیّ أبو الحارث المدنیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۶۷)۔

۷۔ عبد اللہ:۔ آپؐ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت عبد اللہ بن الزبیر بن العوام القرشیّ أبوبکر وأبو حبيب الأسدیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۲)۔

۸۔ قال ابن جریج:۔ یہ عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج أبو الولید المکیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۹) اور (۲۴)۔

۹۔ عمرو:۔ یہ عمرو بن دینار المکیّ أبو محمد الأثرم الجمحیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۰۰)۔

۱۰۔ أخبرني عامرٌ: - يه عامر بن عبد الله بن الزبير القرشيّ الأسديّ

أبو الحارث المدنيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۶۷)۔

۱۱۔ عن أبيه: - اس میں اُبّ سے عامر کے والد مراد ہیں یعنی حضرت عبد اللہ بن الزبير

بن العوام القرشيّ أبو بكر وأبو خبيب الأسديّ۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۲)۔

الحديث / ۹۹۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ أَخْبَرَنَا يَحْيَىٰ أَخْبَرَنَا ابْنُ

عَجَلَانَ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ، بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: ((لَا يُجَاوِزُ بَصْرَهُ إِشَارَتَهُ)) وَحَدِيثُ حَجَّاجٍ أَثَمٌ.

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۹۰:۔ فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن بشار نے

انہوں نے کہا ہمیں خبر دی تھی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابن عجلان نے انہوں نے نقل کیا عامر بن

عبد اللہ بن زبیر سے انہوں نے اپنے والد سے (اور آگے نقل کیا تھی نے بھی) اسی حدیث کو (یعنی حجاج

ہی کی حدیث کو۔ اور آگے تھی نے اپنی حدیث میں حجاج کے مقابلہ میں کچھ زیادہ بیان کیا چنانچہ) کہا

کہ (حالتِ تشہد میں) نبی کریم ﷺ کی نظر تجاوز نہیں کرتی تھی (اور آگے نہیں بڑھتی تھی) آپ ﷺ کے

اشارہ (والی انگلی) سے۔

اور فرمایا امام ابوداؤد نے کہ (تھی کی حدیث کے مقابلہ) حجاج کی حدیث زیادہ مکمل (مفصل)

ہے (واضح رہے کہ مصنف کے اس قول کو صاحبِ بذل وصاحبُ المنہل وغیرہ نے تسلیم نہیں کیا ہے بلکہ

لکھا ہے کہ اگر مصنف اسکی بجائے یہ کہتے فی حدیث کل منہما مالیس فی حدیث الآخر تو

زیادہ اولیٰ و بہتر ہوتا کیونکہ ایک اعتبار سے تھی کی حدیث زیادہ مفصل ہے اس لئے کہ اس میں

لا یجاوِز بصرہ اشارتہ کا اضافہ ہے اور ایک اعتبار سے حجاج کی حدیث زیادہ مکمل و مفصل ہے

کیونکہ اس میں اِذا دعا ولا یحرکھا کا اضافہ ہے۔

نوٹس:- ”لایجاوز بصرہ إشارتہ“ واضح رہے کہ یہ مسئلہ اگرچہ مختلف فیہ ہے کہ بہ حالت نماز کس حالت میں نمازی کی نظر کا کس جگہ ہونا مستحب ہے لیکن اس جملہ اور اس حدیث سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ نمازی کو بہ حالت تشهد اپنی نظر اشارہ والی یعنی شہادت کی انگلی پر رکھنی چاہئے چنانچہ شوافع بہ حالت نماز اگرچہ ہر موقعہ پر نمازی کے لئے اس کو مستحب کہتے ہیں کہ وہ اپنی نگاہ سجدہ کی جگہ پر رکھے مگر بہ حالت تشهد یہی کہتے ہیں کہ لایجاوز بصرہ إشارتہ۔ اور صاحب عون المعبود نے لکھا ہے کہ خشوع و خضوع اور آداب نماز کے یہی مناسب ہے کہ نمازی بہ حالت تشهد اشارہ کرنے کے وقت اپنی نگاہ کو اشارہ والی انگلی پر رکھے اور اس وقت آسمان کی طرف ہرگز نہ دیکھے جیسا کہ بعض عوام الناس کی یہ عادت ہے۔ (اس مسئلہ کی تفصیلات کے لئے مطولات کو ضرور دیکھ لیں)۔

## تعارف رجال حدیث (۹۹۰)

۱۔ محمد:- یہ محمد بن بشار بن عثمان العبیدی أبو بکر بن دار البصری ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۱۳)۔

۲۔ یحییٰ:- یہ یحییٰ بن سعید بن فروخ القطان التمیمی أبو سعید البصری ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۷۰)۔

۳۔ ابن عجلان:- یہ محمد بن عجلان القرشی أبو عبد اللہ المدنی ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

۴۔ عامر:- یہ عامر بن عبد اللہ بن الزبیر القرشی الأسدی أبو الحارث المدنی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۶۷)۔

۵۔ عن أبيه :- اس میں اُب سے عامر کے والد مراد ہیں یعنی حضرت عبد اللہ بن الزبیر بن العوام القرشیؓ ابوبکر و ابو خبیب الأسدیؓ۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۲)۔

۶۔ وحديث حجاج :- یہ حجاج بن محمد الأعور المصيصيؓ ابو محمد الترمذيؓ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۴)۔

الحديث / ۹۹۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ - أَخْبَرَنَا عَصَامُ بْنُ قِدَامَةَ مِنْ بَنِي بُجَيْلَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ نَمِيرٍ الْخَزَاعِيِّ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: ((رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَاضِعًا ذِرَاعَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى رَافِعًا إِبْصَعَهُ السَّبَابَةَ قَدْ حَنَاها شَيْئًا)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۹۹۱ :- فرمایا امام الودادؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن محمد نفیلی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عثمان - یعنی عثمان بن عبد الرحمن - نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عصام بن قدامہ بخلی نے انہوں نے روایت کیا مالک بن نمیر خزاعی سے انہوں نے اپنے والد (حضرت نمیرؒ) سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں نے دیکھا ہے نبی کریم ﷺ کو (دوران نماز بہ حالت تشہد) اس حال میں کہ آپ ﷺ اپنے داہنے ہاتھ کو اپنی داہنی ران پر رکھے ہوئے تھے (اور) اپنی کلمہ کی انگلی کو اٹھائے ہوئے تھے (اس طرح پر کہ) اس کو تھوڑا سا جھکائے ہوئے تھے۔

نوٹس :- ”قد حناها شيئاً“ واضح رہے کہ یہ اس روایت کے خلاف ہے جس میں وبسط السبابة کا لفظ ہے اور اس کی تفصیل کے لئے تو مطولات ہی کو دیکھیں تاہم اتنا یہاں پر بھی سمجھ لیں کہ اس کو سمجھاتے ہوئے بعض حضرات نے یہ لکھا ہے کہ ایک روایت کا تعلق حالت رفع سے ہے اور ایک کا تعلق حالت وضع سے یا یہ کہہ لو کہ بسط اور حنو میں کوئی منافات ہی نہیں ہے یعنی جو بسط بمقابلہ

قبض بولا گیا ہے وہ اور حنوتقریباً دونوں ایک ہی ہیں بہر حال اس حدیث سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ تشہد میں اشارہ کرنے کے وقت انگلی کو ذرا جھکائے رکھنا بھی مشروع و مسنون عمل ہے۔

### تعارف رجال حدیث (۹۹۱)

۱۔ عبد اللہ:۔ یہ عبد اللہ بن محمد بن علی بن نفیل النفیلیّ أبو جعفر الحرّانیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

۲۔ عثمان:۔ یہ عثمان بن عبد الرحمن بن مسلم أبو عبد الرحمن أو أبو عبد اللہ الحرّانیّ المعروف بالطرائفیّ مولیٰ منصور بن محمد ہیں۔ ابن معین اور ابن حبان نے ان کی توثیق کی ہے۔ ابن شاہین کا ان کے بارے میں کہنا ہے لا يجوز الاحتجاج به اور ابن عدی کا لا بأس به۔ اور حافظؒ نے ان کو صدوق راوی لکھا ہے اور نویں طبقہ میں شمار کرتے ہوئے وفات ۲۰۲ھ میں بتائی ہے۔ نیز لکھا ہے کہ ان کی زیادہ تر روایات ضعفاء اور مجاہیل سے ہیں جسکی وجہ سے ان کو ضعیف قرار دیا گیا ہے حتیٰ کہ ابن نمیر نے تو ان کی طرف کذب تک کی نسبت کی ہے۔

۳۔ عصام:۔ یہ عصام بن قدامة البجليّ ويقال الجدليّ أبو محمد الكوفيّ ہیں۔ نسائی اور ابن حبان نے ان کی توثیق کی ہے۔ ابن معین نے صالح الحدیث کہا ہے۔ ابو زرعه، ابو حاتم اور ابوداؤد نے ان کے بارے میں لیس بہ بأس کہا ہے اور حافظؒ نے ان کو صدوق راوی لکھ کر ساتویں طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۴۔ مالک:۔ یہ مالک بن نمیر الخزاعيّ البصريّ ہیں۔ دارقطنی نے ان کے بارے میں باعتبار بہ کہا ہے۔ ابن قطن نے لا يعرف حاله۔ ذہبی نے لا يعرف اور حافظؒ نے ان کو مقبول راوی لکھ کر چوتھے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۵۔ عن أبيه:۔ اس میں أب سے مالک کے والد مراد ہیں یعنی صحابی رسول ﷺ حضرت نمیر

بن ابي نمير أبو مالک الخزاعيؓ۔ بغوی کا کہنا ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ سے صرف ایک یہی روایت نقل کی ہے۔

## (۱۸۸) بَابُ كَرَاهِيَةِ الْإِعْتِمَادِ عَلَى الْيَدِ فِي الصَّلَاةِ

(۱۸۸) نماز میں ہاتھ پر ٹکا دینے کی کراہت کا بیان (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ قعدہ اولیٰ، قعدہ اخیرہ اور دونوں سجدوں کے درمیان کے جلسہ میں بیٹھے ہوئے ایک طرف کوزمین پر بیٹھنا یا کھڑے ہوتے وقت دونوں ہاتھ زمین پر ٹیک کر اٹھنا مکروہ ہے)

الحديث/ ۹۹۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَأَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ شَبُوءَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْغَزَالِيُّ قَالُوا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: ((نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ - قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ - أَنْ يَجْلِسَ الرَّجُلُ فِي الصَّلَاةِ وَهُوَ مُعْتَمِدٌ عَلَى يَدِهِ. وَقَالَ ابْنُ شَبُوءَ: نَهَى أَنْ يَعْتَمِدَ الرَّجُلُ عَلَى يَدِهِ فِي الصَّلَاةِ. وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ: نَهَى أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ وَهُوَ مُعْتَمِدٌ عَلَى يَدِهِ. وَذَكَرَهُ فِي بَابِ الرَّفْعِ مِنَ السُّجُودِ. وَقَالَ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ: نَهَى أَنْ يَعْتَمِدَ الرَّجُلُ عَلَى يَدَيْهِ إِذَا نَهَضَ فِي الصَّلَاةِ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۹۹۲: فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا احمد بن

حنبل، احمد بن محمد بن شبوہ، محمد بن رافع اور محمد بن عبد الملک غزال نے (اور ان سب نے یہ) کہا کہ ہمیں خبر دی عبد الرزاق نے انہوں نے نقل کیا معمر سے انہوں نے اسماعیل بن امیہ سے انہوں نے



نافع سے انہوں نے حضرت ابن عمرؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے (واضح رہے کہ آگے مصنفؒ اپنے چاروں شیوخ کی روایتوں کے الفاظ کے اختلاف کو بتا رہے ہیں چنانچہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے شیخ) احمد بن حنبل نے (اپنی روایت میں یہ کہا) اَن یجلس الخ یعنی نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے اس بات سے کہ آدمی نماز کے اندر بیٹھے اس طرح پر کہ وہ ٹیکہ اور سہارا دئے ہوئے ہو اپنے ہاتھوں پر (واضح رہے کہ ابن رسلان نے لکھا ہے کہ یہ جو علی یدہ ہے یہ صحیح علی یدہ ہی ہے۔ بہر کیف صاحبِ بذل نے لکھا ہے کہ امام احمدؒ کی حدیث کا سیاق اور اسکے الفاظ یہ بتا رہے ہیں کہ حالتِ جلوس میں دورانِ نماز یعنی قعدۃ اولیٰ، قعدۃ اخیرہ اور دونوں سجدوں کے درمیان کے جلسہ میں ہاتھوں پر ٹیکا دینا اور سہارا دیکر بیٹھنا یعنی بجائے رانوں پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنے کے زمین پر ہاتھوں کو ٹکا کر بیٹھنا مکروہ و ممنوع ہے) اور کہا ابنِ شُبَیہ نے (یہاں سے آگے مصنفؒ اپنے دوسرے شیخ یعنی ابنِ شُبَیہ کی روایت کے الفاظ نقل کر رہے ہیں چنانچہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے شیخ ابنِ شُبَیہ نے اپنی روایت میں یہ الفاظ نقل و بیان کئے) نہی اَن یعتمد الرجل علی یدہ فی الصلاة یعنی منع فرمایا آپ ﷺ نے اس بات سے کہ آدمی نماز میں اپنے ہاتھ پر ٹیکا اور سہارا لگائے (واضح رہے کہ ابنِ شُبَیہ کی روایت کے یہ الفاظ مطلقاً نماز کے اندر ہاتھوں پر ٹیکا لگانے اور سہارا دینے کی ممانعت و نہی کو بتا رہے ہیں یعنی حالتِ جلوس میں بھی یہ منع ہے اور حالتِ نہوض یعنی سجدہ سے اٹھتے ہوئے بھی ایسا کرنا ممنوع ہے) اور کہا ابنِ رافع نے (یہاں سے آگے مصنفؒ اپنے تیسرے شیخ محمد بن رافع کی روایت کے الفاظ نقل کر رہے ہیں چنانچہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے شیخ ابنِ رافع نے اپنی روایت میں یہ کہا اور یہ الفاظ نقل کئے) نہی اَن یصلی الرجل الخ یعنی نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے اس بات سے کہ نماز پڑھے آدمی اس حال میں کہ وہ ٹیکا اور سہارا دئے ہوئے ہو اپنے ہاتھ پر اور ذکر کیا ہے انہوں نے یعنی ابنِ رافع نے (اس حدیث کو) باب الرفع من السجود یعنی سجدہ سے اٹھنے کے بیان میں (یعنی

الفاظِ حدیث اگرچہ عام ہیں اور نماز کے اندر کسی بھی حال میں ہاتھوں پر ٹیکا دینے اور سہارا دینے کی ممانعت پر دال ہیں مگر چونکہ انہوں نے اس حدیث کو باب الرفع من السجود میں ذکر کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس حدیث اور اس میں مذکور ممانعت کا تعلق ان کے نزدیک سجدہ سے اٹھنے کے وقت ہاتھوں پر ٹیکا دینے اور سہارا لگا کر اٹھنے سے ہے) اور کہا ابن عبد الملک نے (یہاں سے آگے۔ مصنفؒ اپنے چوتھے شیخ یعنی محمد بن عبد الملک کی روایت کے الفاظ کو نقل و بیان کر رہے ہیں چنانچہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے چوتھے شیخ ابن عبد الملک نے اس روایت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے) انہی أن يعتمد الرجل الخ یعنی آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے اس بات سے کہ آدمی ٹیکا اور سہارا لگائے اپنے ہاتھوں پر جب اٹھے (سجدہ سے) نماز میں (واضح رہے کہ ابن عبد الملک کی روایت کے الفاظ اس بات پر دال ہیں کہ اس ممانعت و نہی کا تعلق یعنی ہاتھوں پر ٹیکا دینے اور سہارا لگانے کی ممانعت و نہی کا تعلق سجدہ سے اٹھتے وقت کی حالت سے ہے)۔

نوٹس :- خلاصہ یہ کہ مصنفؒ کو یہ حدیث چار شیوخ سے پہونچی ہے اور ان چاروں نے اس حدیث کو عبد الرزاق ہی سے نقل کیا ہے۔ اور مصنفؒ کے چاروں شیوخ نے چونکہ مصنفؒ کو یہ روایت اپنے اپنے مختلف الفاظ میں سنائی اور پہونچائی تھی اس لئے مصنفؒ نے اپنے ہر ایک شیخ کے الفاظ کو نقل و بیان کر دیا۔۔۔ بہر حال ان چاروں روایتوں میں سے بعض سے حالتِ جلوس میں اعتماد علی الید کی ممانعت و نہی لگا اور بعض سے حالتِ نہوض میں۔ اور جب اعتماد علی الید کی ممانعت و نہی لگا تو انہی احادیث میں ہے تو انہی احادیث سے دورانِ نماز غیر ید پر اعتماد و سہارا دینے کی ممانعت و نہی تو بہ طریق اولیٰ ثابت ہو جائے گی یہ بھی واضح ہے کہ اس کراہت کا تعلق بلا عذر ایسا کرنے سے ہے نہ کہ عذر و ضرورت کی وجہ سے ایسا کرنے سے لہذا آپ کو اب یہ اشکال نہیں ہونا چاہئے کہ آپ ﷺ تو دورانِ نماز ایک عمود اور لکڑی پر سہارا لگایا کرتے تھے کیونکہ آپ ﷺ کا یہ عمل اخیر عمر میں ضرورت و عذر کی وجہ سے تھا

نہ کہ بلا عذر اور بغیر ضرورت کے۔

### تعارف رجال حدیث (۹۹۲)

۱۔ أحمد بن حنبل :- یہ مشہور امام فقہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی أبو عبد اللہ المروزی ثم البغدادی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۳۸-۲۷)۔

۲۔ أحمد بن محمد :- یہ أحمد بن محمد بن ثابت بن عثمان المعروف بـ ابن شُبَّوۃ المروزی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹۴۳)۔

۳۔ محمد بن رافع :- یہ محمد بن رافع بن أبي زيد سابور القشيري أبو عبد اللہ النیسابوری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶۳)۔

۴۔ محمد بن عبد الملک :- یہ محمد بن عبد الملک بن زَنْجُوۃ البغدادی أبو بکر الغزّال ہیں۔ حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر گیارہویں طبقہ میں شمار کرتے ہوئے وفات ۲۵۸ھ میں بتائی ہے۔

۵۔ عبد الرزاق :- یہ عبد الرزاق بن همام بن نافع الحميري أبو بکر الصنعاني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷)۔

۶۔ معمر :- یہ معمر بن راشد الأزدي أبو عروة البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث (۲۷)۔

۷۔ إسماعيل :- یہ إسماعيل بن أمية بن عمرو بن سعيد بن العاص الأموي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۸۹)۔

۸۔ نافع :- یہ نافع أبو عبد اللہ المدنی مولی ابن عمر ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۶)۔

۹۔ ابن عمر :- آپ حضرت عبد اللہ بن عمر بن الخطاب القرشي العدوي ہیں۔

دیکھیں حدیث نمبر (۱۱) اور (۱۲)۔

۱۰۔ قال أحمد بن حنبل: - یہ مشہور امام فقہ احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد الشیبانی ابو عبد اللہ المروزی ثم البغدادی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷-۲۳۸)۔

۱۱۔ وقال ابن شُبوية: - یہ أحمد بن محمد بن ثابت بن عثمان المعروف بابن شُبوية المروزی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹۴۳)۔

۱۲۔ وقال ابن رافع: - یہ محمد بن رافع بن أبي زيد سابور القشيري أبو عبد الله النيسابوري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶۳)۔

۱۳۔ وقال ابن عبد الملك: - یہ محمد بن عبد الملك بن زُنْجوية البغدادی أبو بكر الغزّال ہیں۔ دیکھیں اسی حدیث میں نمبر (۴) پر۔

الحديث/ ۹۹۳۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هَلَالٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، قَالَ: ((سَأَلْتُ نَافِعًا عَنِ الرَّجُلِ يُصَلِّي وَهُوَ مُشَبَّكٌ يَدَيْهِ. قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ: تِلْكَ صَلَاةُ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۹۹۳: - فرمایا امام الوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا بشر بن ہلال نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبدالوارث نے انہوں نے نقل کیا اسماعیل بن امیہ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں نے نافع سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو اپنے ہاتھوں کی تشبیک کر کے (یعنی ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کر کے) نماز پڑھے (تو انہوں نے میری بات کا جواب دیتے ہوئے) فرمایا (کہ اس سلسلہ میں حضرت) ابن عمرؓ کا بیان ہے کہ یہ ان لوگوں کی نماز (کے مشابہ) ہے جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل کیا گیا ہے (یعنی ہاتھوں کی انگلیوں کو

ایک دوسرے میں داخل کر کے نماز پڑھنے والے کی نماز یہود کی نماز کے مشابہ ہے یعنی اس طرح نماز پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ تمہارے لئے یہود کی مشابہت اختیار کرنا جائز نہیں ہے۔

نوٹس:- واضح رہے کہ یہ مسئلہ تشبیہ مختلف فیہ مسئلہ ہے جس کی تفصیلات کے لئے تو مطولات ہی دیکھیں تاہم اتنا یہاں پر بھی ذہن میں رکھیں کہ صاحب المنہل نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ دوران نماز ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کرنا اور تشبیہ کرنا جائز نہیں ہے۔ اور یہ حدیث اگرچہ موقوف ہے اور حضرت ابن عمرؓ کا قول ہے مگر چونکہ اس میں ایسی بات مذکور ہے جو اپنی طرف سے اور اپنی رائے سے نہیں کہی جاسکتی اس لئے یہ سمجھا جائے گا کہ یہ گویا کہ حدیث مرفوع ہے اور حضرت ابن عمرؓ نے یہ بات آپ ﷺ سے سن کر ہی بیان کی ہوگی۔۔۔ اب اگر کوئی یہ کہے کہ یہ حدیث تو مصنف ابن ابی شیبہ کی اس حدیث کے مخالف و منافی ہے جس میں یہ مذکور ہے کہ حضرت نافع ہی نے حضرت ابن عمرؓ کے بارے میں یہ نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ کو بہ حالت صلاۃ تشبیہ کئے ہوئے دیکھا ہے خلاصہ یہ کہ یہ تو مخالفت و منافات بین الأحادیث ہو رہی ہے جو ہونی نہیں چاہئے پھر کیوں ہو رہی ہے؟ تو سنئے اس کا جواب یہ ہے کہ کوئی منافات و مخالفت نہیں ہے کیونکہ مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت میں حضرت ابن عمرؓ کا اس وقت کا عمل مذکور ہے جب تک انہیں عمل تشبیہ فی الصلاۃ کی نہی اور ممانعت کا علم نہیں تھا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجال حدیث (۹۹۳)

۱۔ بشر:- یہ بشر بن ہلال النُمیریؓ ابو محمد الصوّاف البصریؓ ہیں۔ نسائی نے ان کی توثیق کی ہے۔ ابو حاتم نے ان کے بارے میں محلہ الصدق کہا ہے اور حافظؒ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر دسویں طبقہ میں شمار کیا اور وفات ۲۲۷ھ میں بتائی ہے۔

۲۔ عبدالوارث:- یہ عبدالوارث بن سعید بن ذکوان التمیمی العنبری ابو عبیدۃ التنوری البصری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴)۔

۳۔ اسماعیل:- یہ اسماعیل بن أمیة بن عمرو بن سعید بن العاص الأموی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۸۹)۔

۴۔ سألت نافعاً:- یہ نافع ابو عبد اللہ المدنی مولی ابن عمر ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۵۔ قال ابن عمر:- آپ حضرت عبد اللہ بن عمر بن الخطاب القرشی العدوی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱) اور (۱۲)۔

الحديث/ ۹۹۴۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدٍ بْنُ أَبِي الزَّرْقَاءِ أَخْبَرَنَا أَبِي ح. وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ - وَهَذَا لَفْظُهُ - جَمِيعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ: ((أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا يَتَكَبَّرُ عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى وَهُوَ قَاعِدٌ فِي الصَّلَاةِ. وَقَالَ هَارُونُ بْنُ زَيْدٍ: سَاقِطًا عَلَى شِقِّهِ الْأَيْسَرِ، ثُمَّ اتَّفَقَا فَقَالَ لَهُ: لَا تَجْلِسْ هَكَذَا فَإِنَّ هَكَذَا يَجْلِسُ الَّذِينَ يُعَذَّبُونَ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۹۹۴:- فرمایا امام البوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا ہارون بن زید بن ابی الزرقاء نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی میرے والد نے۔ تحویل سند۔ (ایک اور سند) نیز فرمایا امام البوداؤد نے کہ ہمیں خبر دی محمد بن سلمہ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابن وھب نے۔ اور یہ ان کے الفاظ ہیں۔ (مصنف ان الفاظ سے کہنا یہ چاہر ہے ہیں کہ یہ حدیث پہونچی تو اگرچہ ہمیں ان دونوں حضرات یعنی ہارون بن زید اور محمد بن سلمہ سے ہی ہے لیکن ہم یہاں جو الفاظ نقل کر رہے ہیں وہ

ہمارے شیخ محمد بن سلمہ کے ہیں۔ آگے مصنفؒ کہہ رہے ہیں کہ زید بن ابی الزرقاء اور ابن وہب دونوں نے روایت کیا ہشام بن سعد سے انہوں نے نافع سے انہوں نے حضرت ابن عمرؓ سے یہ کہ (ایک مرتبہ) انہوں نے (یعنی حضرت ابن عمرؓ نے) ایک شخص کو دورانِ نماز بہ حالتِ قعدہ اپنے بائیں ہاتھ پر تکیہ لگا کر (اور ٹیکا لگا کر بیٹھے ہوئے) دیکھا (آگے مصنفؒ ہارون اور محمد بن سلمہ کی روایت کا ایک فرق بتا رہے ہیں چنانچہ کہہ رہے ہیں کہ) اور ہارون بن زید نے (یتکئ علی یدہ الیسریٰ کی بجائے اپنی روایت میں) ساقطاً علی شقہ الأیسر کہا یعنی حضرت ابن عمرؓ نے ایک شخص کو دورانِ نماز اپنی بائیں کروٹ پر پڑا ہوا دیکھا۔ پھر دونوں متفق ہو گئے (یعنی ان الفاظ کے بعد آگے ہارون بن زید اور محمد بن سلمہ دونوں نے اپنی روایت میں ایک ہی طرح کے الفاظ نقل و بیان کئے چنانچہ دونوں نے بیان کیا کہ یہ دیکھ کر) انہوں نے (یعنی حضرت ابن عمرؓ نے) اُس شخص سے فرمایا اس طرح مت بیٹھ کیونکہ اس طرح وہ لوگ بیٹھیں گے جن کو عذاب دیا جائے گا (واضح رہے کہ یہ علت ہے اس طرح پر نہ بیٹھنے کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جہنم میں جو لوگ عذاب میں مبتلا ہوں گے وہ استراحت و آرام کے لئے اس طرح بیٹھیں گے لہذا تمہیں اس طرح بیٹھ کر اُن سے مشابہت نہیں اختیار کرنی چاہئے کیونکہ یہ تشبہ باہل النار ہے جو جائز نہیں ہے)۔

نوٹس:- ”لا تجلس ہکذا الخ“ ابنِ سلمان نے لکھا ہے کہ ہکذا سے اتکا علی الید بھی مراد ہو سکتا ہے۔ اور سقوط علی شقہ الأیسر بھی اس کا مشار الیہ ہو سکتا ہے اور دونوں بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ لیکن مصنفؒ جو اس روایت کو اس باب یعنی کراہیۃ الاعتماد علی الید کے باب میں لائے ہیں اُس سے ایسا لگتا ہے کہ اس ہکذا سے اتکاء علی الید مراد ہے چنانچہ صاحبِ بذل اور صاحبِ المنہل وغیرہ نے اس ہکذا کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے أي متکئاً علی یدہ اس سے بھی ایسا ہی لگتا ہے کہ ان حضرات کی رائے بھی یہی ہے کہ اس سے اتکاء علی الید ہی مراد

ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجالِ حدیث (۹۹۴)

۱۔ ہارون:۔ یہ ہارون بن زید بن ابی الزرقاء الثعلبیّ أبو موسیٰ الموصلیّ نزیل الرملة ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۵۳)۔

۲۔ ابی:۔ اس میں ابّ سے ہارون کے والد مراد ہیں یعنی زید بن ابی الزرقاء یزید الثعلبیّ أبو محمد الموصلیّ۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۵۳)۔

۳۔ محمد:۔ یہ محمد بن سلمة بن عبد اللہ بن ابی فاطمة المرادیّ أبو الحارث المصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۵) اور (۲۸۵)۔

۴۔ ابن وہب:۔ یہ عبد اللہ بن وہب بن مسلم القرشیّ الفہریّ أبو محمد المصریّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰۲)۔

۵۔ ہشام:۔ یہ ہشام بن سعد المدنیّ أبو عبّاد أو أبو سعد القرشیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۳۷)۔

۶۔ نافع:۔ یہ نافع أبو عبد اللہ المدنیّ مولیٰ ابن عمر ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۶)۔

۷۔ ابن عمر:۔ آپ حضرت عبد اللہ بن عمر بن الخطاب القرشیّ العدویّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱) اور (۱۲)۔

۸۔ وقال ہارون:۔ یہ ہارون بن زید بن ابی الزرقاء الثعلبیّ أبو موسیٰ الموصلیّ نزیل الرملة ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۵۳)۔



## (۱۸۹) بَابُ فِي تَخْفِيفِ الْقُعُودِ

(۱۸۹) یہ باب ہے قعود (یعنی چار رکعت اور تین رکعت والی نماز میں قعدہ اولیٰ کو) ہلکا اور خفیف سا کرنے کے بارے میں (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ پہلا قعدہ اخیر قعدہ کے مقابلے ہلکا اور خفیف ہونا چاہئے)۔

الحديث/ ۹۹۵۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((كَانَ فِي الرُّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ كَأَنَّهُ عَلَى الرِّضْفِ. قَالَ قُلْتُ: حَتَّى يَقُومَ؟ قَالَ: حَتَّى يَقُومَ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۹۹۵:- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا حفص بن عمر نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی شعبہ نے انہوں نے نقل کیا سعد بن ابراہیم سے انہوں نے ابو عبیدہ سے انہوں نے اپنے والد سے (یہ کہ انہوں نے) نبی کریم ﷺ کے بارے میں (بیان کیا کہ آپ ﷺ) پہلی دو رکعتوں پر (جب قعدہ اولیٰ میں بیٹھتے تو ایسے) ہوتے کہ گویا آپ ﷺ گرم پتھروں پر ہیں یہاں تک کہ کھڑے ہو جاتے (مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ قعدہ اولیٰ کو بہ نسبت قعدہ اخیرہ کے خفیف اور ہلکا فرماتے تھے۔ واضح رہے کہ کچھ حضرات نے اس حدیث کا مطلب یہ بھی لیا ہے کہ آپ ﷺ چار رکعت والی نماز میں پہلی اور تیسری رکعت کے دوسرے سجدہ سے فارغ ہو کر تیزی سے دوسری اور چوتھی رکعت کے لئے اٹھتے تھے یعنی جلسہ استراحت نہیں فرماتے تھے۔ لیکن مصنف چونکہ اس حدیث کو باب التشہد میں لائے ہیں اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کا پہلا والا مطلب ہی زیادہ ظاہر و انساب ہے)۔۔۔

کہا انہوں نے (یعنی شعبہ بن حجاج نے کہ) میں نے (اپنے استاذ کے اخیر میں فرمائے ہوئے الفاظ یعنی حتیٰ يقوم جب اچھی طرح نہ سنے تو میں نے) عرض کیا کہ (کیا آپ نے) حتیٰ يقوم فرمایا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ (ہاں میں نے) حتیٰ يقوم (ہی کہا ہے)۔

نوٹس:- امام ترمذیؒ نے لکھا ہے کہ اہل علم کے نزدیک اسی حدیث پر عمل ہے چنانچہ وہ اسی کو پسند کرتے ہیں کہ نمازی قعدہ اولیٰ کو خفیف کرے اور اس میں التحيات کے علاوہ کچھ اور نہ پڑھے اور شععی وغیرہ سے تو یہاں تک منقول ہے کہ پہلے قعدہ میں التحيات کے علاوہ کچھ اور پڑھ لے گا تو اس کو سجدہ سہو کرنا لازمی ہوگا۔

اور اس سلسلہ میں مزید تفصیل بتاتے ہوئے صاحب المنہل وغیرہ نے لکھا ہے کہ مالکیہ، حنفیہ، حنابلہ، اشاعہ، نخی اور ثوری اسی کے یعنی قعدہ اولیٰ کی تخفیف ہی کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ پہلے قعدہ میں التحيات کے بعد دعاء یا درود شریف کچھ بھی نہیں پڑھا جائے گا اور احناف تو مزید یہاں تک کہتے ہیں کہ اگر کسی نے پہلے قعدہ میں التحيات کے علاوہ کچھ اور پڑھ لیا تو اس کو سجدہ سہو کرنا پڑے گا۔ لیکن شوافع اس بات کے قائل ہیں کہ پہلے قعدہ میں التحيات کے بعد درود شریف پڑھنا بھی مستحب ہے مگر صرف اللہم صل علی محمد تک واضح رہے کہ اس سے زیادہ درود شریف کو نیز دعاء کے پڑھنے کو پہلے قعدہ میں شوافع بھی منع ہی کرتے ہیں۔

## تعارف رجال حدیث (۹۹۵)

۱۔ حفص:- یہ حفص بن عمر بن الحارث الأزديّ النمريّ أبو عمرو الحوضيّ البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۳)۔

۲۔ شعبہ:- یہ شعبہ بن الحجاج بن الورد العتکيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۵-۲۳)۔

۳۔ سعد:۔ یہ سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف ابو إسحاق الزهری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۹۷)۔

۴۔ ابو عبیدہ:۔ یہ ابو عبیدہ عامر بن عبداللہ بن مسعود الہذلی الکوفی ہیں۔ ابن حبان نے ان کی توثیق کی ہے اور حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر کبارِ ثالثہ میں سے قرار دیا ہے نیز لکھا ہے کہ راجح یہی ہے کہ ان کا سماع اپنے والد سے نہیں ہے۔ اور خلیفہ بن خیاط نے ان کی وفات ۱۲۸ھ یا ۱۲۹ھ میں بتائی ہے۔

۵۔ عن أبیه:۔ اس میں أب سے ابو عبیدہ کے والد مراد ہیں یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب ابو عبدالرحمن الہذلی۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۹)۔

### (۱۹۰) بَابُ فِي السَّلَامِ

(۱۹۰) یہ باب ہے سلام کے بارے میں (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ نماز سے کس طرح سے نکلا جائے اور سلام کس طرح پھیرا جائے)۔

الحديث/ ۹۹۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أُنْبَأَنَا سُفْيَانُ ح. وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ أَخْبَرَنَا زَائِدَةُ ح. وَأَخْبَرَنَا مُسَدَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ ح. وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ وَزِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسيُّ ح. وَأَخْبَرَنَا تَمِيمُ بْنُ الْمُتَصِّرِ أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ - يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ - عَنْ شَرِيكَ ح. وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ أَخْبَرَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ كُلُّهُمْ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ إِسْرَائِيلُ

عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ وَالْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ خَدِّهِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ)).

قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَهَذَا لَفْظُ حَدِيثِ سُفْيَانَ وَحَدِيثِ إِسْرَائِيلَ لَمْ يُفَسِّرْهُ.  
 قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَرَوَاهُ زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ وَيَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ وَعَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ.  
 قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَشُعْبَةُ كَانَ يُنْكِرُ هَذَا الْحَدِيثَ - حَدِيثُ أَبِي إِسْحَاقَ - أَنْ يَكُونَ مَرْفُوعًا.

ترجمہ حدیث نمبر/ ۹۹۶ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن کثیر نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی سفیان نے - تحویل سند - (ایک دوسری سند) نیز فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہمیں خبر دی احمد بن یونس نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی زائدہ نے - ح - (ایک اور تیسری سند) اور فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہمیں خبر دی مسدد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابوالاحوص نے - ح - (ایک اور چوتھی سند) اور فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہمیں خبر دی محمد بن عبید محاربلی اور زیاد بن ایوب نے ان دونوں نے کہا ہمیں خبر دی عمر بن عبید طنافسی نے - ح - (ایک اور پانچویں سند) اور فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہمیں خبر دی تمیم بن منصر نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی اسحاق - یعنی اسحاق بن یوسف - نے انہوں نے نقل کیا شریک سے - ح - (ایک اور چھٹی سند) اور فرمایا امام ابوداؤد نے ہم سے بیان کیا احمد بن منیع نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی حسین بن محمد نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی اسرائیل نے (اور) ان سب نے (یعنی سفیان، زائدہ، ابوالاحوص، عمر بن عبید، شریک اور اسرائیل میں سے ہر ایک نے)

أبو إسحاق عن أبي الأحوص عن عبد الله کہہ کر بیان کیا اور کہا اسرائیل نے (عن أبي إسحاق کے بعد) عن أبي الأحوص والأُسود عن عبد الله (واضح رہے کہ صاحب المنہل وغیرہ نے مذکورہ بالا اسانید کے فرق کو اس طرح واضح کیا ہے کہ پہلی پانچ سندوں میں تو حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اور ابواسحاق کے درمیان صرف ایک واسطہ ہے یا کہتے کہ ان پانچوں سندوں میں ابواسحاق کے صرف ایک شیخ ابوالاحوص مذکور ہیں اور چھٹی سند یعنی اسرائیل والی سند میں بھی ابواسحاق اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے درمیان اگرچہ واسطہ تو ایک ہی مذکور ہے لیکن انہوں نے اپنی سند میں ابواسحاق کے دونوں شیخ کو ذکر کیا ہے یعنی ابوالاحوص کو اور ان کے ساتھ ساتھ اسود کو بھی۔۔۔ بہر حال آگے ابوالاحوص اور اسود دونوں نے بواسطہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ یہ بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ (نماز کے آخر میں اور نماز سے باہر نکلنے کے لئے) سلام پھیرا کرتے تھے اپنی دائیں اور بائیں جانب کو (اور اس دائیں و بائیں جانب کو سلام پھیرنے میں مبالغہ فرماتے) یہاں تک کہ دیکھ لیا جاتا آپ ﷺ کے رخسار کی سفیدی کو (اور دونوں جانبوں کو سلام پھیرتے وقت یہ الفاظ کہتے) السلام علیکم ورحمة اللہ۔ السلام علیکم ورحمة اللہ (یعنی ایک مرتبہ وہی طرف کو سلام پھیرتے وقت یہ الفاظ کہتے اور ایک مرتبہ بائیں طرف کو سلام پھیرتے وقت کہتے)۔

فرمایا امام ابوداؤدؒ نے اور یہ سفیان کی حدیث کے الفاظ ہیں (یعنی ابھی جو اوپر الفاظ حدیث مذکور ہوئے جن میں کیفیت سلام اور سلام کے الفاظ کا بھی ذکر ہے وہ الفاظ حدیث سفیان کی حدیث کے ہیں) کیونکہ اسرائیل کی حدیث نے اس کی (یعنی اسرائیل نے اپنی حدیث میں سلام کے الفاظ کی) تفسیر نہیں کی ہے (یعنی السلام علیکم ورحمة اللہ۔ السلام علیکم ورحمة اللہ کو بطور تفسیر ذکر نہیں کیا ہے جیسا کہ سفیان نے کیا ہے)۔

فرمایا امام ابوداؤدؒ نے اور روایت کیا ہے اس کو (یعنی اس زیر تشریح حدیث کو) زہیر نے بھی

ابو اسحاق سے اور تکی بن آدم نے بواسطہ اسرائیل ابو اسحاق سے عن عبد الرحمن بن الأسود عن أبيه کہہ کر (واضح رہے کہ اس عبارت سے مصنفؒ نے اس حدیث کی دیگر دو سندیں ذکر کی ہیں اور پہلی اسانید اور ان دو سندوں کے دو فرق بتائے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلی اسانید اور ان دونوں سندوں کے درمیان ایک فرق تو یہ ہے کہ گذشتہ تمام اسانید میں ابو اسحاق اور صحابی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے درمیان صرف ایک واسطہ تھا یعنی ابوالاحوص کا یا ابوالاحوص اور ان کے ساتھ ساتھ اسود کا اور ان دو سندوں میں دو واسطے ہیں یعنی عبدالرحمن بن اسود کا اور ان کے والد اسود کا۔ اور دوسرا فرق یہ ہے کہ پہلی تمام اسانید میں صحابی اور ابو اسحاق کے درمیان جو ایک واسطہ تھا وہ ابوالاحوص کا تھا اور ان دو سندوں میں جو دو واسطے ہیں وہ عبدالرحمن بن اسود اور ان کے والد اسود ہیں)۔

اور علقمہ سے اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے (واضح رہے کہ اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ علقمہ کا عطف عبدالرحمن پر ہو اور مطلب یہ ہو کہ ابو اسحاق روایت کرتے ہیں علقمہ سے اور علقمہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے۔ اور دوسرا اس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ علقمہ کا عطف اُبیہ پر ہو اور مطلب یہ ہو کہ عبدالرحمن بن اسود جس طرح اپنے باپ اسود سے روایت کرتے ہیں ویسے ہی علقمہ سے بھی اور پھر اسود و علقمہ دونوں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے)۔

اور فرمایا ابوداؤدؒ نے کہ شعبہ اس حدیث کا۔ یعنی ابو اسحاق کی اس حدیث کا۔ یعنی اس کے مرفوع ہونے کا انکار کیا کرتے تھے (واضح رہے کہ صاحبِ بذل نے لکھا ہے کہ اُن یکون مرفوعاً کے الفاظ یہاں پر نسخ کی غلطی معلوم ہوتے ہیں کیونکہ اس حدیث کی تمام سندوں سے اس کا مرفوع ہونا معلوم ہو رہا ہے اور غالباً شعبہ کا انکار اس حدیث کے بارے میں بظاہر اس اضطرابِ اسانید کی وجہ سے ہوگا جو اوپر ذکر کیا جا چکا لیکن اہل علم نے شعبہ کے اس انکار کو تسلیم نہیں کیا ہے اور اس حدیث کو ضعیف قرار نہیں دیا ہے چنانچہ امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے)۔

نوٹس:- واضح رہے کہ اس حدیث کے تحت شراح حضرات نے بڑی تفصیلات لکھی ہیں جن کے لئے مطولات ہی کا دیکھنا ضروری ہے تاہم اتنا یہاں پر بھی ضرور سمجھ لیں کہ اس حدیث شریف میں جو مسئلہ مذکور ہے یعنی نماز کے آخر میں سلام پھیرنے کا مسئلہ یہ مختلف فیہ ہے جس کا قدرے خلاصہ یہ ہے کہ امام مالکؒ کے علاوہ ائمہ ثلاثہ اور جمہور علماء دو سلام پھیرنے کے قائل ہیں ایک داہنی طرف کو اور ایک بائیں طرف کو۔ اور امام مالکؒ امام اور منفرد کے حق میں تو ایک سلام پھیرنے کے قائل ہیں اس طرح پر کہ تلقاء وجہ یعنی سامنے کو اور ذرا سداہنے کو مڑتے ہوئے سلام پھیرے اور مقتدی کے حق میں تین سلام کے قائل ہیں پہلا دائیں طرف کو دوسرا تلقاء وجہ سامنے کو اور تیسرا بائیں طرف کو بشرطیکہ اس طرف کوئی مصلیٰ ہو ورنہ نہیں۔ اور امام شافعیؒ ایک قول کے مطابق اور بعض صحابہؓ جیسے ابن عمرؓ اور عائشہؓ وغیرہ اور بعض تابعین جیسے حسن بصریؒ اور ابن سیرین وغیرہ ایک سلام کے قائل ہیں۔

اور یہ جو اس حدیث کی بہت سی اسانید کی طرف مصنفؒ نے اشارہ کیا یا کہنے کے بیان کی ہیں ان کا مختصر نقشہ درج ذیل ہے۔

۱۔ شروع کی پانچ سندیں:- أبو إسحاق عن أبي الأحوص عن ابن مسعودؓ۔

۲۔ چھٹی سند:- أبو إسحاق عن الأسود عن ابن مسعودؓ۔

۳۔ ساتویں سند:- أبو إسحاق عن عبد الرحمن بن الأسود عن أبيه عن عبد الله بن مسعودؓ۔

۴۔ آٹھویں سند:- أبو إسحاق عن علقمة عن ابن مسعودؓ۔

۵۔ نویں محتمل سند:- أبو إسحاق عن عبد الرحمن بن الأسود عن أبيه عن علقمة عن عبد الله بن مسعودؓ۔ لیکن واضح رہے کہ شراح حضرات نے اس نویں محتمل سند کے مقابلہ اس سے پہلے کی یعنی آٹھویں سند کو رائج قرار دیا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجالِ حدیث (۹۹۶)

۱۔ محمد:- یہ محمد بن کثیر العبديّ أبو عبد اللہ البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۴)۔

۲۔ سفیان:- یہ سفیان بن سعید بن مسروق الثوريّ أبو عبد اللہ الکوفيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۳۔ أحمد:- یہ أحمد بن عبد اللہ بن یونس التميميّ الکوفيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۸)۔

۴۔ زائدة:- یہ زائدة بن قدامة الثقفيّ أبو الصلت الکوفيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۶۹)۔

۵۔ مسدد:- یہ مسدد بن مسرهد بن مسر بل الأسديّ أبو الحسن البصريّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲)۔

۶۔ أبو الأحوص:- یہ أبو الأحوص سلّام بن سلیم الحنفيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۸)۔

۷۔ محمد بن عبيد:- یہ محمد بن عبيد بن محمد بن واقد المحاربيّ أبو جعفر الکوفيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۳)۔

۸۔ زياد:- یہ زياد بن أيوب بن زياد الطوسيّ أبو هاشم البغداديّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱۵)۔

۹۔ عمر:- یہ عمر بن عبيد بن أبي أمية الحنفيّ الطنافسيّ أبو حفص الکوفيّ ہیں۔ ابنِ معین، ابنِ حبان اور دارقطنی نے ان کی توثیق کی ہے ابو حاتم نے ان کے بارے میں محلہ



الصدق کہا ہے، علی نے کان صدوقاً، نسائی اور مسلمہ بن قاسم نے لا بأس بہ اور حافظ نے ان کو صدوق راوی لکھ کر آٹھویں طبقہ میں شمار کیا ہے نیز وفات ۱۸۵ھ میں بتائی ہے اور اس کے بعد وقیل بعدھا بھی لکھا ہے۔

۱۰۔ تمیم:۔ یہ تمیم بن المنتصر بن تمیم بن الصلت الهاشمی الواسطی ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۹۶۹)۔

۱۱۔ إسحاق:۔ یہ إسحاق بن یوسف بن مرداس المخزومی الواسطی ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۵۵۵)۔

۱۲۔ شریک:۔ یہ شریک بن عبداللہ بن ابي شریک النخعی الکوفی  
أبو عبداللہ القاضی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۵)۔

۱۳۔ أحمد بن منیع:۔ یہ أحمد بن منیع بن عبدالرحمن البغوی أبو جعفر  
الحافظ نزیل بغداد ہیں۔ نسائی، ابن حبان اور مسلمہ بن قاسم نے ان کی توثیق کی ہے دارقطنی نے  
ان کے بارے میں لا بأس بہ کہا ہے اور حافظ نے ان کو ثقہ، حافظ لکھ کر دسویں طبقہ میں سے قرار دیا  
ہے اور وفات بہ عمر چوراسی سال ۲۴۴ھ میں بتائی ہے۔

۱۴۔ حسین:۔ یہ حسین بن محمد بن بہرام أبو أحمد أو أبو علی التمیمی  
المؤدب ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۲۶)۔

۱۵۔ اسرائیل:۔ یہ اسرائیل بن یونس بن ابي إسحاق الهمدانی أبو یوسف  
الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۰)۔

۱۶۔ أبو إسحاق:۔ یہ عمرو بن عبداللہ الهمدانی أبو إسحاق السبعی ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۱۱۶)۔

۱۷۔ أبو الأَحْوَص:۔ یہ عوف بن مالک بن نَضْلَةَ الْجُشَمِيِّ أَبُو الْأَحْوَص الكوفي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۵۰)۔

۱۸۔ عبد اللہ:۔ آپ ﷺ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت عبد اللہ بن مسعود بن غافل بن حَبِيب أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْهَذَلِيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۹)۔

۱۹۔ وقال إسرائيل:۔ یہ اسرائیل بن یونس بن اَبِي إِسْحَاق الْهَمْدَانِيّ أبو يوسف الكوفي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۰)۔

۲۰۔ عن أبي الْأَحْوَص:۔ یہ عوف بن مالک بن نَضْلَةَ الْجُشَمِيِّ أَبُو الْأَحْوَص الكوفي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵۵۰)۔

۲۱۔ والأَسْوَد:۔ یہ الأسود بن یزید بن قيس النخعيّ أبو عمرو الكوفي خال إبراهيم النخعيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۴)۔

۲۲۔ عن عبد اللہ:۔ آپ ﷺ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت عبد اللہ بن مسعود بن غافل بن حَبِيب أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْهَذَلِيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۹)۔

۲۳۔ قال أبو داود:۔ یہ مصنف کتاب الإمام سليمان بن الأشعث أبو داود السجستاني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۲۴۔ حديث سفيان:۔ یہ سفيان بن سعيد بن مسروق الثوريّ أبو عبد اللہ الكوفي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۲۵۔ حديث إسرائيل:۔ یہ اسرائیل بن یونس بن اَبِي إِسْحَاق الْهَمْدَانِيّ أبو يوسف الكوفي ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۰)۔

۲۶۔ قال أبو داود:۔ یہ مصنف کتاب الإمام سليمان بن الأشعث أبو داود

السجستاني ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۲۷۔ زھیر:۔ یزھیر بن معاویہ بن حُدیج الجعفیّ أبو خيثمة الکوفیّ ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۲۸)۔

۲۸۔ أبو إسحاق:۔ یعمرو بن عبد اللہ الهمدانیّ أبو إسحاق السبيعيّ ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۱۱۶)۔

۲۹۔ يحيى بن آدم:۔ ییحیٰ بن آدم بن سلیمان الکوفیّ أبوزكريا الأمويّ  
ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹۵) اور (۱۱۰)۔

۳۰۔ إسرائيل:۔ یسرائیل بن یونس بن أبي إسحاق الهمدانيّ أبو يوسف  
الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۰)۔

۳۱۔ أبو إسحاق:۔ یعمرو بن عبد اللہ الهمدانيّ أبو إسحاق السبيعيّ ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۱۱۶)۔

۳۲۔ عبد الرحمن:۔ یعبدالرحمن بن الأسود بن یزید بن قیس النخعیّ  
أبو حفص الفقيه ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۷۳)۔

۳۳۔ عن أبيه:۔ اس میں أب سے عبدالرحمن کے والد مراد ہیں یعنی أسود بن یزید بن  
قیس النخعیّ أبو عمرو الکوفیّ خالُ إبراهيم النخعیّ۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۴)۔

۳۴۔ وعلقمة:۔ یعلقمہ بن قیس بن عبد اللہ النخعیّ الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں  
حدیث نمبر (۸۵)۔

۳۵۔ عن عبد الله:۔ آپؐ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت عبد اللہ بن مسعود بن غافل  
بن حبيب أبو عبد الرحمن الهذليّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۹)۔

۳۶۔ قال ابوداؤد:- یہ مصنف کتاب الإمام سلیمان بن الأشعث ابوداؤد السجستانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۰) اور (۲۲)۔

۳۷۔ شعبۃ:- یہ شعبۃ بن الحجاج بن الورد العتکی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۵-۲۳)۔

۳۸۔ حدیث أبي إسحاق:- یہ عمرو بن عبد اللہ الهمدانی أبو إسحاق السبعی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۱۶)۔

الحديث/ ۹۹۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ قَيْسٍ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كَهِيلٍ عَنْ عُلْقَمَةَ بْنِ وَاثِلٍ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: ((صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَكَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، وَعَنْ شِمَالِهِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۹۹۷:- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا عبدہ بن عبد اللہ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی تھی بن آدم نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی موسیٰ بن قیس حضرمی نے انہوں نے نقل کیا سلمہ بن کھیل سے انہوں نے علقمہ بن وائل سے انہوں نے اپنے والد (حضرت وائل بن حجرؓ) سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (یعنی آپ ﷺ کا مقتدی ہو کر) نماز پڑھی ہے (جس میں میں نے یہ دیکھا ہے کہ آپ ﷺ جب سلام پھیرتے تھے) تو اپنی دہنی طرف کو سلام پھیرتے ہوئے السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ (کہتے تھے) اور بائیں طرف کو (سلام پھیرتے ہوئے صرف) السلام علیکم ورحمة اللہ (کہتے تھے یعنی وبرکاتہ کی زیادتی نہیں فرماتے تھے)۔

نوٹس:- واضح رہے کہ نماز کے آخر میں سلام کن الفاظ کے ساتھ پھیرنا مسنون ہے اس کی

تفصیل بتاتے ہوئے صاحب المنہل وغیرہ شراح حضرات نے یہ بھی لکھا ہے کہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک السلام علیکم ورحمة اللہ کے الفاظ کے ساتھ سلام پھیرنا مسنون ہے اور مالکیہ کے نزدیک ورحمة اللہ کی زیادتی مسنون نہیں ہے بلکہ صرف السلام علیکم کے الفاظ کے ساتھ سلام پھیرنا مسنون ہے۔ نیز یہ بھی لکھا ہے کہ حنابلہ، حنفیہ میں سے سرحسی اور شوافع میں سے امام الحرمین اس بات کے بھی قائل ہیں کہ پہلے سلام یعنی دہنی طرف کو سلام پھیرتے وقت سلام کے الفاظ میں وبرکاتہ کی زیادتی بھی مستحب ہے یعنی پہلا سلام السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ کے الفاظ کے ساتھ پھیرنا مشروع و مستحب ہے۔ اور واضح رہے کہ اس زیر تشریح حدیث یعنی حدیث نمبر (۹۹۷) میں ان حضرات کی دلیل موجود ہے۔ اور جو حضرات اس زیادتی کے قائل نہیں ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے لہذا صحیح احادیث کے مقابلہ اس ضعیف حدیث سے اس زیادتی کا استحباب ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجال حدیث (۹۹۷)

۱۔ عبدة:۔ یہ عبدة بن عبد اللہ بن عبدة الخزاعي أبو سهل البصري ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۰۷)۔

۲۔ یحییٰ بن آدم:۔ یہ یحییٰ بن آدم بن سلیمان الکوفیٰ أبو زکریا الأموی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۹۵) اور (۱۱۰)۔

۳۔ موسیٰ:۔ یہ موسیٰ بن قیس الحضرمیٰ أبو محمد الفراء الکوفیٰ ہیں۔ ابن معین اور ابن نمیر نے ان کی توثیق کی ہے، ابو حاتم نے ان کے بارے میں لابأس بہ کہا ہے اور ابو نعیم نے کان مرضیاً لیکن عقیلی کا کہنا ہے کہ یہ غالی رافضی تھے اور منکر احادیث بیان کیا کرتے تھے اور

حافظؒ نے لکھا ہے کہ ان کا لقب عصفور الجنبہ ہے اور یہ صدوق راوی ہیں لیکن ان پر شیعہ ہونے کا الزام ہے اور ان کو چھٹے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۴۔ سلمة:۔ یہ سلمة بن کھیل بن حصین الحضرمیؒ ابو یحیٰی الکوفیؒ ہیں۔  
دیکھیں حدیث نمبر (۳۲۲)۔

۵۔ علقمة:۔ یہ علقمة بن وائل بن حُجر الکندیؒ الکوفیؒ الحضرمیؒ ہیں۔ ابن سعد نے ان کو ثقہ قلیل الحدیث لکھا ہے اور حافظؒ نے ان کو صدوق راوی لکھا ہے نیز لکھا ہے کہ ان کا اپنے والد سے سماع ثابت نہیں ہے۔

۶۔ عن أبيه:۔ اس میں ابُ سے علقمة کے والد مراد ہیں یعنی حضرت وائل بن حُجر بن سعد بن مسروق بن وائل بن ضَمْعَج الحضرمیؒ دیکھیں حدیث نمبر (۷۳)۔

الحديث/ ۹۹۸۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا وَوَكْبَعٌ عَنْ مُسْعَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْقُبَيْطَةِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: ((كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَسَلَّمَ أَحَدُنَا أَشَارَ بِيَدِهِ مَنْ عَنْ يَمِينِهِ وَمَنْ عَنْ يَسَارِهِ، فَلَمَّا صَلَّى قَالَ: مَا بَالُ أَحَدِكُمْ يُؤْمِي بِيَدِهِ كَأَنَّهُا أَذُنَابُ خَيْلٍ شُمُسٍ، إِنَّمَا يَكْفِي أَحَدُكُمْ -أَوْ- أَلَا يَكْفِي أَحَدُكُمْ أَنْ يَقُولَ هَكَذَا -وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ- يُسَلِّمُ عَلَى أَخِيهِ مَنْ عَنْ يَمِينِهِ وَمَنْ عَنْ شِمَالِهِ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۹۹۸:۔ فرمایا امام ابوداؤدؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عثمان بن ابی شیبہ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی تھی بن زکریا اور وکبع نے (ان دونوں نے نقل کیا) مسعر سے انہوں نے عبد اللہ بن قبطیہ سے انہوں نے حضرت جابر بن سمرہؒ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ (ایک

مرتبہ) ہم آپ ﷺ کے پیچھے (یعنی آپ ﷺ کے مقتدی ہو کر) نماز پڑھ رہے تھے (پس جب نماز ختم ہوئی اور آپ ﷺ نے سلام پھیرا) تو ہم میں سے کسی ایک نے (پہلا) سلام پھیرا تو اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اس کو جو اس کی دہنی طرف تھا اور (دوسرا سلام پھیرا تو اشارہ کیا) اس کو جو اس کی بائیں طرف تھا (یعنی پہلے سلام کے وقت اپنے ہاتھ سے اپنے دائیں والے کو اشارہ کیا اور دوسرے کے وقت اپنے بائیں والے کو) پس جب آپ ﷺ نماز پڑھ چکے (اور نماز سے فارغ ہو گئے) تو فرمایا کیا حال ہے تمہارا (یعنی کیا ہو گیا تم کو کہ سلام پھیرتے وقت) اپنے ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہو (نماز میں اور جس کی وجہ سے ایسا لگتا ہے) گویا کہ وہ (یعنی تمہارے ہاتھ) شریگھوڑوں کی دُمیں ہیں (یعنی جیسے وہ شریر گھوڑے اپنی دُموں کو ہلاتے رہتے ہیں بالکل اسی طرح لگتے ہیں تمہارے ہاتھ بھی سلام کے وقت اشارہ کرتے ہوئے۔ واضح رہے کہ اس تشبیہ سے آپ ﷺ کا مقصد اس بات سے روکنا اور منع کرنا تھا کہ نماز میں دائیں بائیں سلام پھیرتے وقت ہاتھوں سے اشارہ کیا جائے۔ اور اس کے بعد آپ ﷺ نے) فرمایا صرف اتنا کافی ہے تم میں سے ہر ایک کو۔ یا آپ ﷺ نے یہ فرمایا کیا تم میں سے ہر ایک کو یہ کافی نہیں ہے (یعنی یہی کافی ہے کہ) وہ ایسے کرے (یعنی اپنے ہاتھ کو اپنی ران پر رکھے اور تشہد کے آخر میں) اپنی انگلی سے اشارہ کرے (اور پھر درود و دعاء وغیرہ پڑھ کر) اپنے بھائی کو سلام کرے (یعنی پہلے) اپنے دائیں والے بھائی (کی طرف کو سلام پھیرے) اور (پھر یعنی دوسرا سلام) اپنے بائیں والے بھائی (کی طرف کو پھیرے اور دونوں طرف کو سلام پھیرنے کے وقت اپنے ہاتھ سے اشارہ نہ کرے)۔

### تعارف رجال حدیث (۹۹۸)

۱۔ عثمان:۔ یہ عثمان بن محمد بن ابی شیبہؒ ابراہیم العسبیؒ أبو الحسن

الکوفیؒ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۶)۔

۲- یحییٰ:۔ یہ یحییٰ بن زکریاء بن اُبی زائدة الهمدانیّ الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۸)۔

۳- وویکع:۔ یہ وکیع بن الجراح الرؤاسیّ أبو سفیان الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۵) اور (۲۰)۔

۴- مسعر:۔ یہ مسعر بن کدام الہلالیّ أبو سلمة الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث (۵۸)۔  
۵- عبید اللہ:۔ یہ عبید اللہ بن القبطیّة الکوفیّ ہیں۔ عجلّی نے ان کو ثقہ تابعی لکھا ہے، ابن معین نے ان کی توثیق کی ہے اور حافظ نے ان کو ثقہ راوی لکھ کر چوتھے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

۶- جابرؓ:۔ آپ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت جابر بن سمرہ بن جنادہ السؤائیّ أبو عبد اللہ أو أبو خالد الکوفیّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۰۳)۔

الحديث/ ۹۹۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ مِسْعَرٍ، بِإِسْنَادِهِ وَمَعْنَاهُ قَالَ: ((أَمَّا يَكْفِي أَحَدَكُمْ أَوْ أَحَدَهُمْ أَنْ يَضَعَ يَدَهُ عَلَى فَخِذِهِ ثُمَّ يُسَلِّمَ عَلَى أَخِيهِ مَنْ عَنْ يَمِينِهِ وَمَنْ عَنْ شِمَالِهِ)).

ترجمہ حدیث نمبر/ ۹۹۹:۔ فرمایا ام الودادؓ نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن سلیمان انباری نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابو نعیم نے مسعر سے نقل کرتے ہوئے (اور آگے بیان کیا محمد بن سلیمان نے یا کہتے کہ ابو نعیم نے) اسی سابقہ حدیث کی سند کو (یعنی عن عبید اللہ بن القبطیّة عن جابر بن سمرہ کہا) اور اس سابقہ حدیث کے مضمون کو (لیکن انہوں نے یعنی محمد بن سلیمان نے یا ابو نعیم نے اپنی روایت میں إنما یکفی أحدکم الخ کی بجائے) أما یکفی الخ کہا یعنی آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے ہر ایک کو۔ یا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا ان میں سے ہر ایک کو یہ کافی نہیں ہے کہ



وہ اپنے ہاتھوں کو اپنی رانوں پر رکھے رہے اور اپنے بھائی کو یعنی اپنی داہنی جانب والے اور اپنی بائیں جانب والے (بھائی کو) سلام کرے (مطلب یہ کہ دونوں طرف کو سلام پھیرتے وقت ہاتھوں سے اشارہ بالکل نہ کرے بلکہ اپنے ہاتھوں کو سلام پھیرنے کے وقت اپنی رانوں پر رکھے رہے)۔

### تعارف رجال حدیث (۹۹۹)

۱۔ محمد:۔ یہ محمد بن سلیمان بن ابی داؤد أبو ہارون الأنباری ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۶)۔

۲۔ أبو نعیم:۔ یہ الفضل بن ذکین أبو نعیم الکوفی الأحول ہیں۔ دیکھیں حدیث (۱۱۴)۔

۳۔ مسعر:۔ یہ مسعر بن کدام الہلالی أبو سلمة الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث (۵۸)۔

الحديث / ۱۰۰۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّفِيلِيُّ أَخْبَرَنَا زُهَيْرٌ أَخْبَرَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْمُسَيْبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ تَمِيمِ الطَّائِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: ((دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالنَّاسُ رَافِعُوا أَيْدِيَهُمْ. قَالَ زُهَيْرٌ: أَرَاهُ قَالَ فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ: مَا لِي أَرَاكُمْ رَافِعِي أَيْدِيَكُمْ كَأَنَّهَُا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمُسِ اسْكُنُوا فِي الصَّلَاةِ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۱۰۰۰:۔ فرمایا امام الوداءؒ نے کہ ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن محمد نفیلی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی زہیر نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی الأعش نے انہوں نے نقل کیا مسیب بن رافع سے انہوں نے تميم طائی سے انہوں نے حضرت جابر بن سمرہؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس (مسجد میں) تشریف لائے (اور جلوہ افروز ہوئے) اس حال میں کہ لوگ اپنے ہاتھوں کو اٹھائے ہوئے تھے (یعنی دوران نماز سلام پھیرنے

کے وقت اپنے ہاتھوں سے دائیں، بائیں طرف کو اشارہ کر رہے تھے)۔ کہا زبیر نے میرا خیال ہے ان کے بارے میں کہ انہوں نے فی الصلاة بھی کہا تھا (زہیر بتانا یہ چاہر ہے ہیں کہ مجھے پکا تو یا نہیں لیکن غالب گمان یہ ہے کہ انہوں نے یعنی میرے شیخ اعمش نے فی الصلاة کا لفظ بھی کہا تھا یعنی یہ بیان کیا تھا کہ آپ ﷺ ہمارے پاس اُس وقت تشریف لائے تھے جب ہم نماز کے اندر اپنے ہاتھوں سے سلام پھیرتے وقت دائیں بائیں اشارہ کر رہے تھے۔ بہر کیف آگے حضرت جابر بن سمرہ کا بیان ہے کہ جب آپ ﷺ نے لوگوں کو اس طرح رفع یدین عند السلام کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کیا ہوا مجھ کو کہ میں تمہیں اپنے ہاتھوں کو اٹھائے ہوئے دیکھ رہا ہوں (اور وہ اٹھائے ہوئے ہاتھ ایسے لگ رہے ہیں) گویا کہ شریوسرکش گھوڑوں کی دُمیں ہیں (واضح رہے کہ آپ ﷺ نے اس تشبیہ کے ذریعہ ان لوگوں پر نکیر فرمائی اور اس کے بعد فرمایا) تم لوگ نماز میں سکون اختیار کرو (یعنی رفع یدین عند السلام یا اسی طرح کا کوئی بھی مانع سکون کا نماز میں نہ کیا کرو)۔

نوٹس:- واضح رہے کہ نووی وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں جس رفع یدین کی ممانعت ونہی مذکور ہے اُس سے وہی رفع یدین مراد ہے جسکو لوگ سلام پھیرنے کے وقت دائیں، بائیں اشارہ کرنے کے لئے کر رہے تھے۔ نیز صاحب المنہل وغیرہ نے مزید لکھا ہے کہ جو حضرات یہ کہتے ہیں کہ اس حدیث سے مطلق رفع یدین کی نہی معلوم ہو رہی ہے جس کے اندر عند الركوع وغیرہ کے موقع پر بھی رفع یدین کرنا داخل ہے ان کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے جس کی دلیل ایک تو ابھی گزری ہوئی سابقہ حدیث ہے جس سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ اس حدیث میں رفع یدین سے رفع یدین عند السلام مراد ہے۔ اور دوسری دلیل یہ ہے کہ اگر آپ کی بات مان بھی لی جائے کہ اس زیر تشریح حدیث میں مطلق رفع یدین کا ذکر، عند الركوع وغیرہ کے رفع یدین کو بھی شامل ہے تو عند الركوع وغیرہ کے موقع پر رفع یدین کی مشروعیت کو صراحت کے ساتھ ثابت کرنے والی روایات اس روایت کے اطلاق کو ختم کر دیتی ہیں لہذا

آپ کا استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ آپ کے استدلال کی بنیاد اس حدیث کے اندر پائے جانے والے اطلاق و عموم رفعِ یدین پر ہی تھی اور وہ اطلاق و عموم ثابت نہ رہا بلکہ کہتے کہ تھا ہی نہیں لہذا آپ کا استدلال بھی نہ رہا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)۔

## تعارف رجالِ حدیث (۱۰۰۰)

۱۔ عبد اللہ:۔ یہ عبد اللہ بن محمد بن علی بن نفیل النفیلی ابو جعفر الحرانی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸)۔

۲۔ زہیر:۔ یہ زہیر بن معاویہ بن حُدیج الجعفی ابو خیشمة الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۸)۔

۳۔ الأعمش:۔ یہ سلیمان بن مهران الأسدی الکاهلی ابو محمد الکوفی الأعمش ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷)۔

۴۔ المسیب:۔ یہ المسیب بن رافع الأسدی الکاهلی ابو العلاء الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۲)۔

۵۔ تمیم:۔ یہ تمیم بن طرفة الطائی المُسلی الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶۶۱)۔

۶۔ جابرؓ:۔ آپ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت جابر بن سمرة بن جُنادة السوائي ابو عبد اللہ او ابو خالد الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۰۳)۔

۷۔ قال زہیر:۔ یہ زہیر بن معاویہ بن حُدیج الجعفی ابو خیشمة الکوفی ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۲۸)۔

## (۱۹۱) بَابُ الرَّدِّ عَلَى الْإِمَامِ

(۱۹۱) امام کو سلام کا جواب دینے کا بیان (یعنی اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ جب مقتدی سلام پھیرے تو امام کی بھی نیت کرے)۔

الحديث / ۱۰۰۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ أَبُو الْجَمَاهِرِ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ بِشِيرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سُمُرَةَ، قَالَ: ((أَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ نَرُدُّ عَلَى الْإِمَامِ وَأَنْ نَتَحَابَّ وَأَنْ يُسَلِّمَ بَعْضُنَا عَلَى بَعْضٍ)).

ترجمہ حدیث نمبر / ۱۰۰۱ :- فرمایا امام ابوداؤد نے کہ ہم سے بیان کیا محمد بن عثمان ابوالجماہر نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی سعید بن بشیر نے انہوں نے نقل کیا قتادہ سے انہوں نے حسن سے انہوں نے حضرت سمرہؓ سے (یہ کہ انہوں نے) بیان کیا کہ ہمیں نبی کریم ﷺ نے یہ حکم دیا ہے کہ ہم امام (کے سلام) کا جواب دیں (یعنی اگر ہم امام کے عین پیچھے ہوں تو دونوں سلاموں میں، بائیں طرف ہوں تو صرف پہلے سلام میں اور دہنی طرف ہوں تو صرف دوسرے سلام میں امام کے سلام کے جواب کی نیت کریں)۔ نیز (آپ ﷺ نے ہمیں) یہ حکم بھی دیا ہے کہ آپس میں ایک دوسرے سے محبت رکھیں اور ایک دوسرے کو سلام کریں (نماز میں بھی اور نماز سے باہر بھی)۔

نوٹس :- ”أَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ“ واضح رہے کہ یہ حکم یعنی امام کے سلام کا جواب دینے کا صریح حکم ابن ماجہ کی روایت میں بہ ایں الفاظ موجود مروی ہے عَنْ سُمُرَةَ أَنَّهُ ﷺ قَالَ إِذَا سَلَّمَ الْإِمَامُ فَرِّدُوا عَلَيْهِ۔ اور یہ جو سلام کے جواب دینے یعنی نماز میں سلام پھیرتے وقت نیت کرنے کا مسئلہ ہے اس میں اہل علم کے درمیان اختلاف ہے جس کی قدرے تفصیل صاحب المنہل وغیرہ نے کچھ اس طرح

نقل کی ہے۔

مالکیہ کا اس سلسلہ میں یہ کہنا ہے کہ مقتدی پہلے سلام میں تو نماز سے خردج کا ارادہ کرے، دوسرا سلام اپنے چہرہ کے سامنے کو پھیرے اور اس میں امام کے جواب کی نیت کرے اور تیسرے سلام میں اپنی بائیں طرف موجود مقتدیوں اور نمازیوں کی نیت کرے۔ اور امام پہلے ہی سلام میں نماز سے خروج کی اور فرشتوں اور مقتدیوں کو سلام کی نیت کرے۔۔۔ خفیہ کا یہ کہنا ہے کہ اگر امام مقتدی کے دہنی طرف کھڑا ہو تو مقتدی پہلے سلام میں اپنی دہنی طرف کے مرد و عورتوں اور حفظہ فرشتوں کی نیت کرے اور دوسرے میں امام کی اور اپنی بائیں طرف کے مرد و عورتوں اور حفظہ فرشتوں کی، اور اگر امام کے بائیں طرف ہو تو مقتدی پہلے ہی سلام میں امام کی نیت کرے اور اگر امام کے بالکل پیچھے اور محاذات میں ہو تو دونوں سلاموں میں امام کی نیت کرے۔ اور امام دونوں سلاموں میں مقتدیوں اور حفظہ فرشتوں کی نیت کرے۔ اور منفرد صرف حفظہ فرشتوں کی نیت کرے کیونکہ اس کے ساتھ ان کے علاوہ کوئی اور ہوتا ہی نہیں ہے۔

اور شوافع کا یہ کہنا ہے کہ اگر مقتدی امام کی دہنی جانب ہو تو دوسرے سلام میں امام کی نیت کرے اور اگر بائیں طرف ہو تو پہلے ہی میں اور اگر بالکل امام کے محاذی اور پیچھے ہو تو مقتدی کو اختیار ہے جس سلام میں چاہے امام کی نیت کرے لیکن ایسی شکل میں افضل پہلے سلام میں امام کی نیت کرنا ہے۔

### تعارف رجال حدیث (۱۰۰۱)

۱۔ محمد:۔ یہ محمد بن عثمان التَّنَوَّحِيّ الْكُفْرَسُوسِيّ أَبُو الْجَمَاهِرِ الدَّمَشَقِيّ ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۴۶۵)۔

۲۔ سعید:۔ یہ سعید بن بشیر الْأَزْدِيّ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَيُقَالُ أَبُو سَلَمَةَ الشَّامِيّ ہیں۔ ابن حبان نے ان کو ردی الحفظ، فاحش الخطاء کہا ہے ابن نمیر نے منکر الحدیث لیس

بشيئ وليس بقوى الحديث ، ابن معين ، نسائی اور ابنِ مدینی نے ان کی تضعیف کی ہے ، شعبہ نے ان کو صدوق اللسان فی الحديث کہا ہے ، ابوسعہ نے ضعیف منکر الحدیث اور حافظ نے ان کو ضعیف راوی لکھ کر آٹھویں طبقہ میں شمار کیا ہے اور وفات ۱۶۸ھ یا ۱۶۹ھ میں بتائی ہے ۔

۳۔ قتادة:۔ یہ قتادة بن دعامة بن قنادة السدوسي أبو الخطاب البصري ہیں ۔ دیکھیں حدیث نمبر (۶)۔

۴۔ الحسن:۔ یہ الحسن بن أبي الحسن البصري الزاهد ہیں ۔ دیکھیں حدیث نمبر (۱۷) اور (۲۷)۔

۵۔ سمرة:۔ آپ حضرت سمرۃ بن جندب بن ہلال الفزاری ہیں ۔ دیکھیں حدیث نمبر (۳۱۲)۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

محمد یامین منیر احمد القاسمی

۴/۲۲۹ھ مطابق ۳/نومبر ۲۰۰۸ء

بروز دوشنبہ بوقت ۱۰ بجے بعد العشاء

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى  
إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ  
عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ  
وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.

## فهرست روات (درس الوداؤ د- جلد رابع)

## الرجال (حرف الألف)

التسلسل	الاسم	الحديث	الصفحة
١	إبراهيم بن طهمان بن شعبة أبو سعيد الخراسانيّ	٩٥٢	٧٢٥
٢	إبراهيم بن عبد الرحمن بن إسماعيل السكسكيّ أبو إسحاق الكوفيّ	٨٣١	٣٨٧
٣	إبراهيم بن عبد الله بن معبد بن العباس بن عبد المطلب القرشيّ الهاشميّ المدنيّ	٨٧٥	٥١٠
٤	إبراهيم بن عمر بن كيسان الصنعانيّ أبو إسحاق اليمانيّ	٨٨٧	٥٤٤
٥	أحمد بن سعيد بن صخر الدارميّ أبو جعفر السرخسيّ	٨١٣	٣٣٣
٦	أحمد بن محمد بن ثابت بن عثمان بن مسعود بن يزيد الخزاعيّ أبو الحسن بن شبويه المروزيّ الماخوانيّ	٩٤٣	٧٠٠
٧	أحمد بن محمد بن ثابت بن عثمان الخزاعيّ، أبو الحسن بن شبويه	٨٢٦	٣٦٩
٨	أحمد بن منيع بن عبد الرحمن البغويّ أبو جعفر الحافظ نزيل بغداد	٩٩٦	٨٣٥

التسلسل	الاسم	الحديث	الصفحة
٩	أحمد بن موسى المروزيّ أبو العباس المعروف بمردويه	٧٨٧	٢٥٧
١٠	أَحْمَر بن جَزْء ويقال بن شهاب بن جَزْء بن ثعلبة بن زيد بن مالك بن سِنان السدوسيّ الربعيّ	٨٩٩	٥٦٨
١١	أَرْبِدَة أو أَرْبُد التميميّ البصريّ صاحب التفسير	٨٩٨	٥٦٧
١٢	أزهر بن سعيد (أو أزهر بن عبد الله) الحرّازيّ الحمصيّ	٧٦٦	١٨٦
١٣	إسحاق بن إبراهيم بن مَخْلَد بن إبراهيم الحنظليّ أبو محمد المروزيّ المعروف بابن راهويّ	٩٣٧	٦٧٩
١٤	إسحاق بن عبد الله بن أبي فَرُوة عبد الرحمن الأمويّ المدنيّ مولى آل عثمان	٧٦٢	١٧٥
١٥	إسحاق بن يزيد الهذليّ المدنيّ	٨٨٥	٥٣٦
١٦	الأشعث بن سُليم بن أسود المحاربيّ الكوفيّ المعروف بابن أبي الشعثاء	٩١٠	٥٩٧
١٧	أَصْبَغ مولى عمرو بن حُرَيْث المخزوميّ	٨١٦	٣٤٠
١٨	أمية	٨٠٦	٣١٦
١٩	أنس بن حَكيم الضبيّ البصريّ	٨٦٣	٤٧٨
٢٠	أنس بن أبي مرثد الغنويّ <sup>رض</sup>	٩١٦	٦١٣



التسلسل	الاسم	الحديث	الصفحة
٢١	إياس بن عامر الغافقي المناريّ المصريّ	٨٦٨	٤٨٩
(حرف الباء)			
٢٢	بِشْر بن بَكْر التَّيْسِيّ أبو عبد الله البجليّ الدمشقيّ	٨٤٦	٤٢٩
٢٣	بِشْر بن رافع الحارثيّ أبو الأسباط النجرانيّ	٩٣٤	٦٧١
٢٤	بِشْر بن عَمَّار القُهْستانيّ	٨٤٨	٤٣٣
٢٥	بِشْر بن هلال النُميريّ أبو محمد الصوّاف البصريّ	٩٩٣	٨٢٣
٢٦	بشير بن سعد بن ثعلبة بن الجلاس الأنصاريّ الخزرجيّ	٩٨٠	٧٩٣
٢٧	بَشِير بن نَهْيَك السدوسيّ أو السلوليّ أبو الشعثاء البصريّ	٧٤٦	١٣٠
٢٨	بنو عمرو بن عوف	٩٤٠	٦٩٥
(حرف التاء)			
٢٩	تميم بن أوس بن خارجة أبورقية الداريّ	٨٦٥	٤٨٢
٣٠	تميم بن محمود	٨٦١	٤٦٩
٣١	تميم بن المنتصر بن تميم بن الصلت الهاشميّ الواسطيّ	٩٦٩	٧٦٣
(حرف الثاء)			
٣٢	ثابت بن عمارة البصريّ أبو مالك الحنفيّ	٧٨٦	٢٥٥

## (حرف الجيم)

التسلسل	الاسم	الحديث	الصفحة
٣٣	جعفر بن عبد الله بن الحكم بن رافع بن سنان الأنصاري	٨٦١	٤٦٩
٣٤	جعفر بن عون بن جعفر بن عمرو بن حريث القرشي المخزومي أبو عون الكوفي	٩٢٧	٦٤٧
٣٥	جعفر بن ميمون التيمي البصري أبو علي الأنماطي	٨١٨	٣٤٣

## (حرف الحاء)

٣٦	الحارث بن شبيب بن عوف أبو الطفيل البجلي	٩٤٩	٧١٨
٣٧	الحارث بن عبد الله الهمداني الحوتي أبو زهير الكوفي	٩٠٨	٥٩٢
٣٨	حبان بن يسار الكلابي أبو ربيعة أو أبو روح البصري	٩٨٢	٧٩٦
٣٩	حبيب بن أبي زائدة أبو محمد المعلم	٧٩٦	٢٨٧
٤٠	حبيب بن الشهيد الأزدي أبو محمد البصري	٧٩٦	٢٨٧
٤١	الحجاج بن أبي زينب السلمي أبو يوسف الصيقل الواسطي	٧٥٥	١٥٣
٤٢	حجر أبو العنيس ويقال حجر بن العنيس الحضرمي أبو العنيس ويقال أبو السكن الكوفي	٩٣٢	٦٦٧
٤٣	حزم بن أبي كعب الأنصاري السلمي المدني	٧٩١	٢٧٤

التسلسل	الاسم	الحديث	الصفحة
٤٤	الحسن بن الحرّ بن الحكم النخعيّ أبو محمد الكوفيّ	٧٣٣	٧٦
٤٥	الحسن بن عبيد الله بن عروة النخعيّ أبو عروة الكوفيّ	٧٢٥	٣٨
٤٦	الحسن بن عمران أبو عبد الله ويقال أبو عليّ الشاميّ	٨٣٦	٤٠٢
٤٧	حسين بن عبد الرحمن أبو عليّ الجرجرائيّ	٧٥٢	١٤٦
٤٨	حِطّان بن عبد الله الرقاشيّ البصريّ	٩٧٢	٧٧٤
٤٩	حُميد بن قيس الأسديّ أبو صفوان المكيّ الأعرج	٧٨٤	٢٤٥
٥٠	حنظلة بن عليّ بن الأسقع الأسلميّ المدنيّ	٩٨٥	٨٠٢
(حرف الخاء)			
٥١	خالد بن عمرو بن محمد بن عبد الله بن سعيد بن العاص الأمويّ أبو سعيد الكوفيّ	٧٤٩	١٣٨
٥٢	خبّاب بن الأرتّ بن سعد بن خزيمة التميميّ أبو عبد الله الخزاعيّ مولى أم أنمار الخزاعية وحليف بنى زهرة	٨٠٠	٢٩٩
(حرف الدال)			
٥٣	درّاج بن سَمعان القرشيّ السهميّ أبو السَمح المصريّ القاص	٩٠٠	٥٧١

## (حرف الراء)

التسلسل	الاسم	الحديث	الصفحة
٥٤	الربيع بن سليمان بن داود الأزدي أبو محمد الجيزي الأعرج	٨٢٣	٣٥٦
٥٥	ربيع بن عمرو (أو ابن الحارث أو ابن الغاز) أبو الغاز الجُرشي	٧٦٦	١٨٦
٥٦	رفاعة بن رافع بن مالك بن عجلان بن عمرو بن عامر بن زريق الزرقى أبو معاذ الأنصاري المدني	٧٦٩	١٩٧
٥٧	رفاعة بن يحيى بن عبد الله بن رفاعة بن رافع الأنصاري الزرقى	٧٧٢	٢٠٥

## (حرف الزاء)

٥٨	الزبير بن عديّ الهمدانيّ الياميّ أبو عديّ الكوفيّ	٩٦٢	٧٤٥
٥٩	الزبير بن عديّ الهمدانيّ الياميّ أبو عديّ الكوفيّ	٩٧٨	٧٨٧
٦٠	زُرعة بن عبد الرحمن أبو عبد الرحمن الكوفيّ	٧٥٤	١٥١
٦١	زياد بن أبي الجعد رافع الأشجعيّ الكوفيّ	٩٤٨	٧١٦
٦٢	زياد بن زيد السوائيّ الأعصم الكوفيّ	٧٥٦	١٥٥
٦٣	زياد بن أبي سفيان أوزياد ابن أبيه أوزياد ابن سمية	٨٦٣	٤٧٨
٦٤	زياد بن صُبَيْح الحنفيّ أبو مريم البصريّ ثم المكيّ	٩٠٢	٥٧٦
٦٥	زيد بن سلام بن أبي سلام ممطور الحبشيّ الدمشقيّ	٩١٦	٦١٢

التسلسل	الاسم	الحديث	الصفحة
٦٦	زيد بن أبي العتّاب مولى أم حبيبة أو مولى أخيها معاوية	٨٨٨	٥٤٨
٦٧	زيد بن واقد القرشيّ أبو عمر أو أبو عمرو الدمشقيّ	٨٢٣	٣٥٦
(حرف السين)			
٦٨	سالم بن عبد الله النصريّ أبو عبد الله المدنيّ البرّاد	٨٦٢	٤٧٢
٦٩	سعد بن عبادة بن دليم بن حارثة بن حزم الأنصاريّ أبو ثابت أو أبو قيس الخزرجيّ	٩٨٠	٧٩٣
٧٠	سعد بن عبيدة السلميّ أبو ضمرة (أبو حمزة) الكوفيّ	٨٧٠	٤٩٤
٧١	سعيد بن بشير الأزديّ أبو عبد الرحمن أو أبو سلّمة الشاميّ	١٠٠١	٨٤٧
٧٢	سعيد بن زياد الشيبانيّ المكيّ	٩٠٢	٥٧٥
٧٣	سعيد بن سَمْعان الأنصاريّ الزُرقيّ المدنيّ	٧٥٣	١٤٩
٧٤	السعديّ	٨٨٤	٥٣٣
٧٥	سليمان بن داؤد بن علي بن عبد الله بن عباس أبو أيوب البغداديّ الهاشميّ الفقيه	٧٤٤	١٢٤
٧٦	سهل بن الحنظلية الأنصاريّ الأوسيّ الصحابيّ <sup>رض</sup>	٩١٦	٦١٣
٧٧	سيّار بن أبي سيّار وردان العنزيّ البصريّ أبو الحَكَم الواسطيّ	٧٥٨	١٦٠

## (حرف الشين)

التسلسل	الاسم	الحديث	الصفحة
٧٨	شقيق عن عاصم بن كليب، أبوليث	٧٣٦	٩٥

## (حرف الصاد)

٧٩	صُبَيْح بن مُحَرِّز المَقْرِيّ الحمصيّ	٩٣٨	٦٨٤
٨٠	صِلَة بن زُفَر العبسيّ أبو العلاء أو أبوبكر الكوفيّ	٨٧٠	٤٩٤
٨١	صُهَيْب بن سِنَان بن مالك بن عمرو النمريّ أبويحي الروميّ	٩٢٥	٦٤١

## (حرف الضاد)

٨٢	ضَمُضَم بن جَوْس وقيل جوش ويقال ضَمُضَم بن الحارث بن جَوْش اليماميّ	٩٢١	٦٢٧
----	---	-----	-----

## (حرف الطاء)

٨٣	طالب بن حبيب بن عمرو بن سهل بن قيس الأنصاريّ المدنيّ	٧٩١	٢٧٤
٨٤	طرفة الحضرميّ صاحبُ ابن أبي أوفى	٨٠١	٣٠١
٨٥	طَلَق بن غَنَام بن طلق بن معاوية النخعيّ أبو محمد الكوفيّ	٧٧٥	٢١٦

## (حرف العين)

٨٦	عاصم بن عبيد الله بن عاصم بن عمر بن الخطاب القرشيّ العدويّ المدنيّ	٧٧٣	٢٠٩
----	--	-----	-----

التسلسل	الاسم	الحديث	الصفحة
٨٧	عاصم بن عُمير بن أبي عمرة العنزيّ	٧٦٤	١٨١
٨٨	عاصم بن كُليب بن شهاب بن المحنون الجرميّ الكوفيّ	٧٢٦	٤٤
٨٩	عامر بن ربيعة بن كعب بن مالك العنزيّ أبو عبيد الله <sup>رض</sup>	٧٧٣	٢٠٩
٩٠	عبّاد بن راشد التميميّ البصريّ البزار	٨٩٩	٥٦٨
٩١	عبّاس بن سهل بن سعد الساعديّ	٧٣٣	٧٧
٩٢	العباس بن عبدالمطلب بن هاشم بن عبد مناف القرشيّ الهاشميّ أبو الفضل المكيّ	٨٩١	٥٥٤
٩٣	عبد الجبار بن وائل بن جُحر الحضرميّ أبو محمد الكوفيّ	٧٢٣	٣٣
٩٤	عبد الحميد بن جعفر بن عبدالحكم بن رافع بن سنان الأوسيّ أبو الفضل الأنصاريّ	٧٣٠	٦٣
٩٥	عبد الرحمن بن إسحاق بن عبد الله بن الحارث بن كنانة القرشيّ العامريّ المدنيّ نزيل البصرة	٨٢٦	٣٧١
٩٦	عبد الرحمن بن إسحاق بن سعد بن الحارث الأنصاريّ أبو شيبه الواسطيّ	٧٥٦	١٥٥
٩٧	عبد الرحمن بن جابر بن عبد الله بن عمرو الأنصاريّ السليّ أبو عتيق المدنيّ	٧٩١	٢٧٤
٩٨	عبد الرحمن الخولانيّ أبو عبد الله المصريّ (ابن حُجيرة الأكبر)	٩٠٠	٥٧١

التسلسل	الاسم	الحديث	الصفحة
٩٩	عبدالرحمن بن شبل بن عمرو بن زيد الأنصاريّ الأوسيّ	٨٦١	٤٧٠
١٠٠	عبدالرحمن بن صخر بن عبدالرحمن بن وابصة بن معبد الأسديّ الرقيّ	٩٤٨	٧١٥
١٠١	عبدالرحمن بن محمد بن سلام بن ناصح أبو القاسم البغداديّ مولى بني هاشم	٩٠٣	٥٧٨
١٠٢	عبدالرحمن بن يزيد بن جابر أبو عتبة الشاميّ الأزديّ الدارانيّ	٨٢٤	٣٦٠
١٠٣	عبدالرحيم بن سليمان الكنانيّ أو الطائيّ أبو عليّ الأشل المروزيّ نزيل الكوفة	٧٢٥	٣٨
١٠٤	عبدالسلام بن عبدالرحمن بن صخر بن عبدالرحمن بن وابصة الأسديّ أبو الفضل الرقيّ	٩٤٨	٧١٥
١٠٥	عبدالله بن إبراهيم بن عمر بن كيسان أبو يزيد الصنعانيّ	٨٨٧	٥٤٣
١٠٦	عبدالله بن أبي أوفى بن خالد بن الحارث بن أبي أسيد بن رفاعة بن ثعلبة بن أسلم أبو معاوية الأسلميّ	٨٠١	٣٠١
١٠٧	عبدالله بن أبي بكر بن محمد بن عمرو بن حزم الأنصاريّ المدنيّ القاضيّ	٩٧٩	٧٨٩
١٠٨	عبدالله بن سعيد بن حصين الكنديّ أبو سعيد الأشج الكوفيّ	٩٨٦	٨٠٤



التسلسل	الاسم	الحديث	الصفحة
١٠٩	عبدالله بن طائوس بن كيسان أبو محمد اليمانيّ	٧٤٠	١٠٦
١١٠	عبدالله بن عامر بن ربيعة العنزيّ أبو محمد المدنيّ	٧٧٣	٢٠٩
١١١	عبدالله بن عبد الرحمن بن أبزيّ الخزاعيّ الكوفيّ	٨٣٦	٤٠٣
١١٢	عبدالله بن عبيدالله بن العباس بن عبد المطلب بن هاشم المدنيّ	٨٠٧	٣٢٠
١١٣	عبدالله بن عَنَمَة (ويقال بن عَنَمَة بسكون النون ويقال عَثْمَة بالثاء الساكنة) - المزنيّ	٧٨٩	٢٦٧
١١٤	عبدالله بن كيسان التيميّ أبو عمر المدنيّ مولى أسماء بنت أبي بكر	٨٥٠	٤٣٨
١١٥	عبدالله بن محمد بن عبد الرحمن بن المسور بن مخرمة الزهريّ البصريّ	٧٥١	١٤٣
١١٦	عبدالله بن مسلم بن عبيدالله بن عبد الله بن شهاب الزهريّ أبو محمد المدنيّ أخو الإمام الزهريّ	٨٥٠	٤٣٨
١١٧	عبدالله بن مَعْبَد بن عباس بن عبد المطلب القرشيّ الهاشميّ المدنيّ	٨٧٥	٥١٠
١١٨	عبدالله بن يزيد القرشيّ المخزوميّ المدنيّ المقرئ الأعور مولى الأسود بن سفيان	٩٥٤	٧٣٠

التسلسل	الاسم	الحديث	الصفحة
١١٩	عبدالله بن يوسف أبو محمد الكلاعيّ	٨٢٣	٣٥٦
١٢٠	عبد الملك بن مروان بن قارظ ويقال ابن قرظ الأهوازيّ أبو مروان الحدّاء البصريّ	٨٨٥	٥٣٥
١٢١	عبد الوهاب بن عبد المجيد بن الصلت بن عبيد الله بن الحكم الثقفيّ أبو محمد البصريّ	٧٤١	١١٢
١٢٢	عبيد بن الحسن المزنيّ ويقال الثعلبيّ أبو الحسن الكوفيّ	٨٤٥	٤٢٤
١٢٣	عبيد الله بن أبي رافع المدنيّ مولى النبيّ ﷺ	٧٤٤	١٢٤
١٢٤	عبيد الله بن زياد	٨٦٣	٤٧٩
١٢٥	عبيد الله بن عبد الله بن الأصم العامريّ	٨٩٧	٥٦٤
١٢٦	عبيد الله بن القبطيّة الكوفيّ	٩٩٨	٨٤٢
١٢٧	عتبة بن أبي حكيم الهمدانيّ أبو العباس الأردنيّ	٧٣٤	٨٥
١٢٨	عثمان بن حكيم بن عبّاد بن حنيف الأنصاريّ الأوسيّ أبو سهل المدنيّ ثم الكوفيّ	٩٨٨	٨١٠
١٢٩	عثمان بن عبد الرحمن بن مسلم أبو عبد الرحمن أو أبو عبد الله الحرّانيّ المعروف بـ الطرائفيّ مولى منصور بن محمد	٩٩١	٨١٧

التسلسل	الاسم	الحديث	الصفحة
١٣٠	عِصام بن قدامة البجليّ ويقال الجدليّ أبو محمد الكوفيّ	٩٩١	٨١٧
١٣١	عطية بن قيس الكلابيّ أو الكلاعيّ أبو يحيى الحمصيّ	٨٤٦	٤٢٩
١٣٢	العلاء بن صالح التيميّ أو الأسديّ الكوفيّ	٧٥٤	١٥١
١٣٣	علقمة بن وقاص بن محصن بن كلدة الليثيّ المدنيّ	٩٥٤	٧٣١
١٣٤	علقمة بن وائل بن حُجر الحضرميّ الكوفيّ	٧٢٣	٣٣
١٣٥	علقمة بن وائل بن حُجر الكنديّ الكوفيّ الحضرميّ	٩٩٧	٨٤٠
١٣٦	عليّ بن الجعد بن عُبَيْد الجوهريّ البغداديّ مولى بني هاشم	٨٧٣	٥٠٢
١٣٧	عليّ بن حسين بن إبراهيم بن الحرّ أبو الحسين العامريّ	٧٣٣	٧٦
١٣٨	عليّ بن الحسين بن عليّ بن أبي طالب الهاشميّ أبو الحسين أو أبو الحسن المدنيّ زين العابدين	٨٣٥	٣٩٩
١٣٩	عليّ بن صالح بن صالح بن حيّ الهمدانيّ أبو محمد الكوفيّ	٩٣٣	٦٦٩
١٤٠	عليّ بن عبد الرحمن المُعاويّ الأنصاريّ المدنيّ	٩٨٧	٨٠٧
١٤١	عليّ بن عليّ بن نَجَاد بن رفاعَة اليشكريّ أبو إسماعيل الرفاعيّ	٧٧٤	٢١٣
١٤٢	عليّ بن نصر بن عليّ الجهضميّ أبو الحسن البصريّ الكبير	٩٧١	٧٦٩
١٤٣	عليّ بن يحيى بن خلاد بن رافع بن مالك بن عجلان الأنصاريّ الزُرقيّ	٧٦٩	١٩٧

الاسم	الحديث	الصفحة	التسلسل
عُمارة (وقيل عمار- أو عمرو أو عامر) بن أكيمة اللّيثيّ أبو الوليد المدنيّ	٨٢٥	٣٦٣	١٤٤
عُمارة بن شُبْرمة الضّبّيّ الكوفيّ	٧٨٠	٢٣٢	١٤٥
عمارة بن ميمون	٧٩٦	٢٨٧	١٤٦
عمران بن حُدَيْر السدوسيّ أبو عبيدة البصريّ	٧٤٦	١٢٩	١٤٧
عمران بن مسلم المِنْقريّ أبو بكر البصريّ القصير	٧٧١	٢٠١	١٤٨
عمر بن عبيد بن أبي أمية الحنفيّ الطنافسيّ أبو حفص الكوفيّ	٩٩٦	٨٣٤	١٤٩
عمر بن الحَكَم بن ثوبان الحجازيّ أبو حفص المزنيّ	٧٨٩	٢٦٧	١٥٠
عمر بن يونس بن القاسم اليماميّ أبو حفص الحنفيّ	٧٦٧	١٨٩	١٥١
عمرو بن دينار أبويحيّ البصريّ الأعور	٧٨٧	٢٥٨	١٥٢
عمرو بن قيس بن ثور بن مازن بن خيثمة الكنديّ أبو ثور السكونيّ المصريّ الشاميّ	٨٧٢	٤٩٨	١٥٣
عوف بن أبي جَميلة العبديّ البصريّ أبو سهل الهجريّ المعروف بالأعرابيّ	٧٨٥	٢٥٠	١٥٤
عوف بن مالك بن عوف أبو عبد الرحمن أو أبو محمد الأشجعيّ	٨٧٢	٤٩٨	١٥٥
عون بن عبد الله بن عتبة بن مسعود الهذليّ أبو عبد الله الكوفيّ	٨٨٥	٥٣٦	١٥٦
عيسى بن أيّوب الأزديّ أبو هاشم الدمشقيّ	٩٤٢	٦٩٩	١٥٧

التسلسل	الاسم	الحديث	الصفحة
١٥٨	عيسى بن عبد الرحمن بن أبي ليلى الأنصاري الكوفي	٧٥٢	١٤٧
١٥٩	عيسى بن عبد الله بن مالك بن عياض مولى عمر بن الخطاب	٧٣٣	٧٧
(حرف الغين)			
١٦٠	غزوان بن جرير بن عبد الحميد الضبي الكوفي	٧٥٧	١٥٨
(حرف الفاء)			
١٦١	فليح بن سليمان بن أبي المغيرة الخزاعي أبو يحيى المدني مولى آل زيد بن الخطاب	٧٣٤	٨٤
(حرف القاف)			
١٦٢	القاسم بن مخيمرة الهمداني أبو عروة الكوفي	٩٧٠	٧٦٦
١٦٣	قزعة بن يحيى ويقال بن الأسود البصري	٨٤٦	٤٢٩
١٦٤	قطن بن نسير الغبري أبو عبادة البصري	٧٨٤	٢٤٥
١٦٥	قيس بن سعد المكي أبو عبد الملك الحبشي مولى نافع بن علقمة	٧٧١	٢٠١
(حرف الكاف)			
١٦٦	كامل بن العلاء السعدي أبو العلاء التميمي	٨٤٩	٤٣٥

التسلسل	الاسم	الحديث	الصفحة
١٦٧	كُليب بن شهاب بن المجنون (أو المجنون) الجرميّ	٧٢٦	٤٥
(حرف اللام)			
١٦٨	لاحق بن حميد بن سعيد السدوسيّ أبو مجلّز البصريّ	٧٤٦	١٣٠
(حرف الميم)			
١٦٩	مالك بن نُمير الخزاعيّ البصريّ	٩٩١	٨١٧
١٧٠	مُحَجَّن بن الأدرع الأسلميّ المدنيّ	٩٨٥	٨٠٣
١٧١	محمد بن أبان بن وزير المستمليّ أبو بكر البلخيّ	٧٤٠	١٠٥
١٧٢	محمد بن بَكَّار بن الريّان الهاشميّ أبو عبد الله البغداديّ	٧٥٥	١٥٣
١٧٣	محمد بن جُبَيْر بن مطعم بن عديّ بن نَوْفَل النوفليّ أبو سعيد المدنيّ	٨١٠	٣٢٧
١٧٤	محمد بن جُحادة (بضم الجيم) الأوديّ الكوفيّ	٧٢٣	٣٢
١٧٥	محمد بن أبي عائشة المدنيّ مولى بني أمية	٩٨٣	٧٩٩
١٧٦	محمد بن عبد الرحمن بن أبي ليلى الأنصاريّ أبو عبد الرحمن الكوفيّ الفقيه	٧٥٢	١٤٦

التسلسل	الاسم	الحديث	الصفحة
١٧٧	محمد بن عبد الرحيم بن أبي زهير العدويّ البزاز مولى آل عمر أبو يحيى البغداديّ الحافظ المعروف بصاعقة	٩٨٨	٨١٠
١٧٨	محمد بن عبد الله بن حسن بن علي بن أبي طالب الهاشميّ أبو عبد الله المدنيّ	٨٣٩	٤٠٩
١٧٩	محمد بن عبد الله بن طاؤوس بن كيسان اليمانيّ	٩٨٤	٨٠٠
١٨٠	محمد بن عبد الله بن نُمير الهمدانيّ أبو عبد الرحمن الكوفيّ	٩٢٣/٨٦٧	٦٣٣/٤٨٦
١٨١	محمد بن عبد الملك بن زَنْجُوية البغداديّ أبو بكر الغزّال	٩٩٢	٨٢١
١٨٢	محمد بن عبيد بن أبي أمية الكوفيّ أبو عبد الله الطنافسيّ	٨٤٥	٤٢٣
١٨٣	محمد بن عبيد بن محمد بن واقد الكنديّ أبو جعفر أو أبو يعلى النحاس الكوفيّ	٧٤٣	١١٩
١٨٤	محمد بن عليّ الهاشميّ القرشيّ	٩٨٢	٧٩٦
١٨٥	محمد بن عمرو بن عطاء بن عباس العامريّ أبو عبد الله القرشيّ المدنيّ	٧٣٠	٦٣
١٨٦	محمد بن المتوكل بن عبد الرحمن بن حسان أبو عبد الله الهاشميّ العسقلانيّ المعروف بابن أبي السريّ	٨٥٠	٤٣٧
١٨٧	محمد بن محبوب البُنانيّ أبو عبد الله البصريّ	٧٥٦	١٥٥
١٨٨	محمد بن محمد بن مُصعب الصوريّ	٨٤٦	٤٢٩

التسلسل	الاسم	الحديث	الصفحة
١٨٩	محمد بن مسعود بن يوسف النيسابوريّ أبو جعفر العجميّ نزيل طرسوس والمصيصة	٨٤٩	٤٣٤
١٩٠	محمد بن مَسْلَمَة بن سلمة بن خالد بن عَدِيّ الأوسيّ الأنصاريّ أبو عبد الرحمن حليف بني عبد الأشهل	٧٣٤	٨٤
١٩١	محمد بن المصَفّي بن بهلول أبو عبد الله الحمصيّ	٧٢٢	٢٥
١٩٢	محمد بن معمر الحضرميّ البصريّ	٧٣٦	٩٤
١٩٣	محمد بن معمر بن ربعيّ القيسيّ أبو عبد الله البصريّ المعروف بالحرانيّ	٧٣٦	٩٤
١٩٤	محمد بن يونس النسائيّ	٩٣١	٦٦٤
١٩٥	محمود بن الربيع بن سراقه بن عمرو الخزرجيّ أبو محمد الأنصاريّ	٨٢١	٣٥١
١٩٦	مَخْرَمَة بن بُكير بن عبد الله بن الأشج القرشيّ المدنيّ أبو مِسُور المخزوميّ	٩١٩	٦٢١
١٩٧	مُسْتَوْد بن الأحنف الكوفيّ	٨٧٠	٤٩٤
١٩٨	مسلم بن عمران أو ابن أبي عمران أبو عبد الله الكوفيّ البطين	٨٨٢	٥٢٧
١٩٩	مسلم بن أبي مريم السلوليّ المدنيّ	٩٨٧	٨٠٧



التسلسل	الاسم	الحديث	الصفحة
٢٠٠	المِسُور بن يزيد الأسديّ المالكيّ	٩٠٦	٥٨٧
٢٠١	مُصْعَب بن سعد بن أبي وقاص الزهريّ أبوزرارة المدنيّ	٨٦٦	٤٨٤
٢٠٢	مُطَرِّف بن طريف الحارثيّ أبو بكر أو أبو عبد الرحمن الكوفيّ	٨٤٨	٤٣٣
٢٠٣	معاذ بن رفاعه بن رافع بن مالك بن عجلان بن عمرو بن عامر بن زريق الزرقيّ الأنصاريّ	٧٧٢	٢٠٥
٢٠٤	معاوية بن الحَكَم السلميّ	٩٣٠	٦٦٢
٢٠٥	مُعَيْقِب ويقال مُعَيْقِب بن أبي فاطمة الدوسيّ	٩٤٦	٧١٠
٢٠٦	موسى بن أيوب بن عامر الغافقيّ المصريّ ابن أخي إياس بن عامر	٨٦٨	٤٨٩
٢٠٧	موسى بن سالم أبو جَهْضَم مولى آل العباس	٨٠٧	٣٢٠
٢٠٨	موسى بن قيس الحضرميّ أبو محمد الفراء الكوفيّ	٩٩٧	٨٣٩
٢٠٩	ميمون المكيّ	٧٣٩	١٠٣
(حرف النون)			
٢١٠	نابل صاحب العباء ويقال صاحب الشّمال الحجازيّ	٩٢٥	٦٤١
٢١١	نافع بن محمود بن الربيع (ويقال ابن ربيعة) الأنصاريّ	٨٢٣	٣٥٧

الترسل	الاسم	الحديث	الصفحة
٢١٢	النَّزَال بن عَمَّار البصريّ	٨١٤	٣٣٥
٢١٣	نصر بن عاصم الليثيّ البصريّ	٧٤٥	١٢٦
٢١٤	النضر بن كثير السعديّ ويقال الأزديّ أبو سهل البصريّ	٧٤٠	١٠٦
٢١٥	نُعَيْم بن عبد الله الْمُجَوَّر المدنيّ مولى آل عمر بن الخطاب	٧٦٩	١٩٧
٢١٦	نُمَيْر بن أبي نُمَيْر أبو مالك الخزاعي <sup>رض</sup>	٩٩١	٨١٧
(حرف الهاء)			
٢١٧	هشام بن إسماعيل بن يحيى بن سليمان بن عبد الرحمن الحنفيّ العطار أبو عبد الملك الدمشقيّ العابد	٩٠٧	٥٨٩
٢١٨	هلال بن أبي حميد أو ابن حميد الجهنيّ أبو عمر الكوفيّ	٨٥٣	٤٤٥
٢١٩	هلال بن أبي ميمونة عليّ بن أسامة العامريّ المدنيّ	٩٣٠	٦٦١
(حرف الواؤ)			
٢٢٠	وابصة بن معبد بن عتبة الأسديّ	٩٤٨	٧١٦
٢٢١	وائل بن حُجْر بن سعد بن مسروق بن وائل بن ضَمْعَج الحضرميّ الكنديّ	٧٢٣	٣٣
٢٢٢	وائل بن علقمة	٧٢٣	٣٣

التسلسل	الاسم	الحديث	الصفحة
٢٢٣	وفاء بن شريح الصديّ الحضرميّ المصريّ	٨٣٠	٣٨٤
٢٢٤	الوليد بن عتبة الدمشقيّ أبو العباس الأشجعيّ	٩٣٨	٦٨٣
٢٢٥	الوليد بن مسلم بن شهاب العنبريّ التميميّ أبو بشر البصريّ	٨٠٣	٣٠٨
٢٢٦	وهب بن مانوس أو مابوس أو ماهنوس العدنيّ أو البصريّ	٨٨٧	٥٤٤
(حرف الياء)			
٢٢٧	يحيى بن خلاد بن رافع بن مالك بن عجلان بن عمرو بن عامر بن زريق الزُرقيّ الأنصاريّ	٧٦٩	١٩٧
٢٢٨	يحيى بن خلف الباهليّ أبو سلمة البصريّ الجوباريّ	٩٢٠	٦٢٥
٢٢٩	يحيى بن أبي سليمان أبو صالح المدنيّ	٨٨٨	٥٤٨
٢٣٠	يحيى بن عليّ بن يحيى بن خلاد بن رافع الأنصاريّ الزرقيّ	٨٦٠	٤٦٦
٢٣١	يحيى بن كثير الأسديّ الكاهليّ الكوفيّ	٩٠٦	٥٨٦
٢٣٢	يزيد بن محمد بن عبد الصمد بن عبد الله الهاشميّ أبو القاسم الدمشقيّ	٩٠٧	٥٨٩
٢٣٣	يزيد بن محمد بن قيس بن منخمة بن المطلب القرشيّ المطلبيّ المدنيّ نزيل مصر	٧٣٢	٧١

الصفحة	الحديث	الاسم	التسلسل
٢٥٠	٧٨٥	يزيد بن هُرْمَز الفارسيّ أبو عبد الله المدنيّ مولى بني ليث	٢٣٤
١٦٩	٧٦٠	يعقوب بن أبي سلمة الماجشون التيميّ أبو يوسف مولى آل المنكدر	٢٣٥
٧٠٤	٩٤٤	يعقوب بن عتبة بن المغيرة بن الأخنس الثقفيّ المدنيّ	٢٣٦
٧٠٤ ٨٠٤	٩٤٤ ٩٨٦	يونس بن بُكير بن واصل الشيبانيّ أبو بكر أو أبو بكر الجمال الكوفيّ الحافظ	٢٣٧
٧٧٤	٩٧٢	يونس بن جُبَيْر الباهليّ أبو غَلَّاب البصريّ	٢٣٨
(الكنى من الرجال)			
٧٠٧	٩٤٥	أبو الأحوص شيخ من أهل المدينة	٢٣٩
٥٩٥	٩٠٩	أبو الأحوص مولى بني ليث ويقال مولى بني غفار	٢٤٠
٩٩	٧٣٨	أبو بكر بن عبد الرحمن بن الحارث بن هشام بن المغيرة المنخزوميّ المدنيّ	٢٤١
٧٨٩	٩٧٩	أبو بكر بن محمد بن عمرو بن حزم الأنصاريّ الخزرجيّ النجاريّ المدنيّ القاضيّ	٢٤٢

التسلسل	الاسم	الحديث	الصفحة
٢٤٣	أبوجهم عامر وقيل عبيد بن حذيفة بن غانم بن عامر بن عبد الله القرشي العدوي	٩١٤	٦٠٨
٢٤٤	أبو الجوزاء أوس بن عبد الله الربعي البصري	٧٧٥	٢١٦
٢٤٥	أبو حازم سلمان الأشجعي الكوفي مولى عزة الأشجعية	٩٢٨	٦٥١
٢٤٦	أبو حذيفة موسى بن مسعود البصري النهدي	٧٤٩	١٣٨
٢٤٧	أبو حمزة طلحة بن زيد وقيل طلحة بن يزيد الأيلي الكوفي مولى الأنصار	٨٧٣	٥٠٢
٢٤٨	أبوزهير ويقال أبو الأزهر الأنماري الصحابي <sup>رض</sup>	٩٣٨	٦٨٤
٢٤٩	أبو السائب عبد الله بن السائب الأنصاري المدني مولى هشام بن زهرة	٨٢٠	٣٤٩
٢٥٠	أبو سلام ممتور الأسود الأعرج الحبشي	٩١٦	٦١٣
٢٥١	أبو صديق بكر بن عمرو أو بكر بن قيس الناجي	٨٠٣	٣٠٨
٢٥٢	أبو طالوت عبد السلام بن أبي حازم العبدي البصري القيسي	٧٥٧	١٥٨
٢٥٣	أبو العاص بن الربيع بن عبد العزى القرشي العبشمي	٩١٨	٦٢٠
٢٥٤	أبو عبد الله عبد الرحمن بن الصامت ويقال ابن هضاض ويقال ابن الهضاهض ويقال ابن الهضاب الدوسي	٩٣٤	٦٧١
٢٥٥	أبو عبيدة عامر بن عبد الله بن مسعود الهذلي الكوفي	٩٩٥	٨٢٩
٢٥٦	أبو عصمة نوح بن أبي مريم المروزي القرشي المعروف بنوح الجامع قاضي مرو	٨٤٥	٤٢٥
٢٥٧	أبو علي الإمام الحافظ محمد بن أحمد بن عمر اللؤلؤي البصري	٩١١	٥٩٩

التسلسل	الاسم	الحديث	الصفحة
٢٥٨	أبو عمرو سعد بن إياس الكوفي الشيباني	٩٤٩	٧١٨
٢٥٩	أبو كبشة السلولي الشامي	٩١٦	٦١٣
٢٦٠	أبو ليلي الأنصاري <sup>رض</sup> بلال أو داؤد بن بلال بن أحيحة	٨٨٠	٥٢٣
٢٦١	أبو مَصْبُح الروياني الأوزاعي الحمصي المقرئ	٩٣٨	٦٨٤
٢٦٢	أبو مطرف عبيد الله بن طلحة بن عبيد الله بن كرز الخزاعي	٩٨٢	٧٩٦
٢٦٣	أبو نوح عبد الرحمن بن غزوان الضبي الخزاعي المعروف بقراد	٧٦٨	١٩٢
٢٦٤	أبو هُبَيْرَة عبد الله بن هُبَيْرَة بن أسعد بن كهلان السبائي الحضرمي المصري	٧٣٩	١٠٣
٢٦٥	أبو وكيع الجراح بن مَليح بن عدي بن فرس بن جمجمة الرؤاسي الكوفي	٨٨٢	٥٢٨
٢٦٦	أبو اليسع	٨٨٦	٥٤٠
٢٦٧	أبو يعفور الأكبر وقدان أو واقد العبدي الكوفي	٨٦٦	٤٨٤
<b>باب في النساء</b>			
(حرف الألف)			
٢٦٨	أمامة بنت أبي العاص بن الربيع	٩١٧	٦١٧
(حرف الزاء)			
٢٦٩	زينب بنت رسول الله ﷺ	٩١٧	٦١٧

## فهرست مضامين (درس الوداء د- جلد رابع)

س	المضامين	الرقم	الصفحة
١	تقاريط		٣
٢	مقدمة		١٩
٣	بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ	١١٧	٢١
٤	بَابُ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ	١١٨	٥٠
٥	بَابُ مَنْ ذَكَرَ أَنَّهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا قَامَ مِنَ الثَّانِيَيْنِ	١١٩	١١٨
٦	بَابُ مَنْ لَمْ يَذْكُرِ الرَّفْعَ عِنْدَ الرُّكُوعِ	١٢٠	١٣٤
٧	بَابُ وَضْعِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ	١٢١	١٤٩
٨	بَابُ مَا يُسْتَفْتَحُ بِهِ الصَّلَاةُ مِنَ الدُّعَاءِ	١٢٢	١٦٣
٩	بَابُ مَنْ رَأَى الْإِسْتِفْتَاحَ بِسُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ	١٢٣	٢١٠
١٠	بَابُ السَّكْتَةِ عِنْدَ الْإِفْتِتَاحِ	١٢٤	٢١٧
١١	بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ الْجَهْرَ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ	١٢٥	٢٣٣
١٢	بَابُ مَنْ جَهَرَ بِهَا	١٢٦	٢٤٦
١٣	بَابُ تَخْفِيفِ الصَّلَاةِ لِلْأَمْرِ يَحْدُثُ	١٢٧	٢٥٩
١٤	بَابُ مَا جَاءَ فِي نُقْصَانِ الصَّلَاةِ	١٢٨	٢٦٥

س	المضامين	الرقم	الصفحة
١٥	بَابُ فِي تَخْفِيفِ الصَّلَاةِ	١٢٩	٢٦٧
١٦	بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ	١٣٠	٢٨٥
١٧	بَابُ تَخْفِيفِ الْآخِرَيْنِ	١٣١	٣٠١
١٨	بَابُ قَدْرِ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ	١٣٢	٣٠٩
١٩	بَابُ قَدْرِ الْقِرَاءَةِ فِي الْمَغْرِبِ	١٣٣	٣٢٣
٢٠	بَابُ مَنْ رَأَى التَّخْفِيفَ فِيهَا	١٣٤	٣٣٠
٢١	بَابُ الرَّجُلِ يُعِيدُ سُورَةً وَاحِدَةً فِي الرَّكَعَتَيْنِ	١٣٥	٣٣٦
٢٢	بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْفَجْرِ	١٣٦	٣٣٨
٢٣	بَابُ مَنْ تَرَكَ الْقِرَاءَةَ فِي صَلَاتِهِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ	١٣٧	٣٤٠
٢٤	بَابُ مَنْ كَرِهَ الْقِرَاءَةَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ إِذَا جَهَرَ الْإِمَامُ	١٣٨	٣٦١
٢٥	بَابُ مَنْ رَأَى الْقِرَاءَةَ إِذَا لَمْ يَجْهَرْ	١٣٩	٣٧٢
٢٦	بَابُ مَا يُجْزِي الْأُمِّيَّ وَالْأَعْمَى مِنَ الْقِرَاءَةِ	١٤٠	٣٧٩
٢٧	بَابُ تَمَامِ التَّكْبِيرِ	١٤١	٣٩٢
٢٨	بَابُ كَيْفَ يَضَعُ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ	١٤٢	٤٠٣
٢٩	بَابُ النَّهْوِ فِي الْفُرْدِ	١٤٣	٤١٢



س	المضامين	الرقم	الصفحة
٣٠	بَابُ الْإِقْعَاءِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ	١٤٤	٤١٧
٣١	بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ	١٤٥	٤٢٠
٣٢	بَابُ الدُّعَاءِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ	١٤٦	٤٣٣
٣٣	بَابُ رَفْعِ النَّسَاءِ إِذَا كُنَّ مَعَ الْإِمَامِ رُوُوسَهُنَّ مِنَ السَّجْدَةِ	١٤٧	٤٣٥
٣٤	بَابُ طُولِ الْقِيَامِ مِنَ الرُّكُوعِ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ	١٤٨	٤٣٨
٣٥	بَابُ صَلَاةٍ مَنْ لَا يُقِيمُ صَلَاتَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ	١٤٩	٤٤٦
٣٦	بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ كُلُّ صَلَاةٍ لَا يَتِمُّهَا صَاحِبُهَا تَمُّ مِنْ تَطَوُّعِهِ	١٥٠	٤٧٣
٣٧	بَابُ تَفْرِيعِ أَبْوَابِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَوَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ	١٥١	٤٨٢
٣٨	بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ	١٥٢	٤٨٧
٣٩	بَابُ فِي الدُّعَاءِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ	١٥٣	٥٠٣
٤٠	بَابُ الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ	١٥٤	٥١٩
٤١	بَابُ مِقْدَارِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ	١٥٥	٥٣٢
٤٢	بَابُ الرَّجُلِ يُدْرِكُ الْإِمَامَ سَاجِدًا كَيْفَ يَصْنَعُ	١٥٦	٥٤٥

س	المضامين	الرقم	الصفحة
٤٣	بَابُ أَعْضَاءِ السُّجُودِ	١٥٧	٥٤٩
٤٤	بَابُ السُّجُودِ عَلَى الْأَنْفِ وَالْجَبْهَةِ	١٥٨	٥٥٧
٤٥	بَابُ صِفَةِ السُّجُودِ	١٥٩	٥٦٠
٤٦	بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ	١٦٠	٥٧١
٤٧	بَابُ التَّخْصُّرِ وَالْإِقْعَاءِ	١٦١	٥٧٤
٤٨	بَابُ فِي الْبُكَاءِ فِي الصَّلَاةِ	١٦٢	٥٧٦
٤٩	بَابُ كَرَاهِيَةِ الْوُسُوسَةِ وَحَدِيثِ النَّفْسِ فِي الصَّلَاةِ	١٦٣	٥٧٩
٥٠	بَابُ الْفَتْحِ عَلَى الْإِمَامِ فِي الصَّلَاةِ	١٦٤	٥٨٣
٥١	بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّلْقِينِ	١٦٥	٥٩٠
٥٢	بَابُ الْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ	١٦٦	٥٩٣
٥٣	بَابُ السُّجُودِ عَلَى الْأَنْفِ	١٦٧	٥٩٨
٥٤	بَابُ النَّظَرِ فِي الصَّلَاةِ	١٦٨	٦٠٠
٥٥	بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ	١٦٩	٦١٠
٥٦	بَابُ الْعَمَلِ فِي الصَّلَاةِ	١٧٠	٦١٤

س	المضامين	الرقم	الصفحة
٥٧	بَابُ رَدِّ السَّلَامِ فِي الصَّلَاةِ	١٧١	٦٣١
٥٨	بَابُ تَشْمِيتِ الْعَاطِسِ فِي الصَّلَاةِ	١٧٢	٦٥٥
٥٩	بَابُ التَّائِمِينَ وَرَاءَ الْإِمَامِ	١٧٣	٦٦٥
٦٠	بَابُ التَّصْفِيقِ فِي الصَّلَاةِ	١٧٤	٦٨٤
٦١	بَابُ الْإِشَارَةِ فِي الصَّلَاةِ	١٧٥	٦٩٩
٦٢	بَابُ مَسْحِ الْحِطِيِّ فِي الصَّلَاةِ	١٧٦	٧٠٥
٦٣	بَابُ الرَّجُلِ يُصَلِّي مُخْتَصِرًا	١٧٧	٧١١
٦٤	بَابُ الرَّجُلِ يَتَعَمَّدُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى عَصَا	١٧٨	٧١٣
٦٥	بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ	١٧٩	٧١٦
٦٦	بَابُ فِي صَلَاةِ الْقَاعِدِ	١٨٠	٧١٩
٦٧	بَابُ كَيْفَ الْجُلُوسِ فِي التَّشَهُدِ	١٨١	٧٣٦
٦٨	بَابُ مَنْ ذَكَرَ التَّوَرُكَ فِي الرَّابِعَةِ	١٨٢	٧٤٥
٦٩	بَابُ التَّشَهُدِ	١٨٣	٧٥٩
٧٠	بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَ التَّشَهُدِ	١٨٤	٧٨٢

س	المضامين	الرقم	الصفحة
٧١	بَابُ مَا يَقُولُ بَعْدَ التَّشَهُّدِ	١٨٥	٧٩٧
٧٢	بَابُ إِخْفَاءِ التَّشَهُّدِ	١٨٦	٨٠٣
٧٣	بَابُ الْإِشَارَةِ فِي التَّشَهُّدِ	١٨٧	٨٠٥
٧٤	بَابُ كَرَاهِيَةِ الْإِعْتِمَادِ عَلَى الْيَدِ فِي الصَّلَاةِ	١٨٨	٨١٨
٧٥	بَابُ فِي تَخْفِيفِ الْقُعُودِ	١٨٩	٨٢٧
٧٦	بَابُ فِي السَّلَامِ	١٩٠	٨٢٩
٧٧	بَابُ الرَّدِّ عَلَى الْإِمَامِ	١٩١	٨٤٦
٧٨	فهرست روات		٨٤٩
٧٩	فهرست مضامين		٨٧٣
٨٠	حديث الكيومي مراد آبادكي مساعي وخدمات		٨٧٩
٨١	يادداشت		٨٨٧
٨٢	التماس		٨٩٦
٨٣			
٨٤			

1	تیسیر المنیر شرح مشکاة المصابیح (اردو)
2	صحیح البخاری المترجم تصحیح شدہ (عربی۔ اردو)
3	صحیح مسلم المترجم تصحیح شدہ (عربی۔ اردو)
4	جامع الترمذی المترجم تصحیح شدہ (عربی۔ اردو)
5	سنن أبی داؤد المترجم تصحیح شدہ (عربی۔ اردو)
6	سنن النسائی المترجم تصحیح شدہ (عربی۔ اردو)
7	سنن ابن ماجه المترجم تصحیح شدہ (عربی۔ اردو)
8	مؤطا مالک المترجم تصحیح شدہ (عربی۔ اردو)
9	مشکاة المصابیح المترجم تصحیح شدہ (عربی۔ اردو)
10	صحیح البخاری المترجم (ہر حدیث کے تحت مختصر تشریح و مختصر تعارفِ رواۃ۔ اردو)
11	صحیح مسلم المترجم (ہر حدیث کے تحت مختصر تشریح و مختصر تعارفِ رواۃ۔ اردو)
12	جامع الترمذی المترجم (ہر حدیث کے تحت مختصر تشریح و مختصر تعارفِ رواۃ۔ اردو)
13	سنن أبی داؤد المترجم (ہر حدیث کے تحت مختصر تشریح و مختصر تعارفِ رواۃ۔ اردو)
14	سنن النسائی المترجم (ہر حدیث کے تحت مختصر تشریح و مختصر تعارفِ رواۃ۔ اردو)
15	سنن ابن ماجه المترجم (ہر حدیث کے تحت مختصر تشریح و مختصر تعارفِ رواۃ۔ اردو)

مؤطا مالک المترجم (ہر حدیث کے تحت مختصر تشریح و مختصر تعارفِ رواۃ۔ اردو)	16
مشکاة المصابیح المترجم (ہر حدیث کے تحت مختصر تشریح و مختصر تعارفِ رواۃ۔ اردو)	17
المفصل لرجال صحیح البخاری من کتب الرجال المتداولة (عربی)	18
المفصل لرجال صحیح مسلم من کتب الرجال المتداولة (عربی)	19
المفصل لرجال جامع الترمذی من کتب الرجال المتداولة (عربی)	20
المفصل لرجال سنن ابی داؤد من کتب الرجال المتداولة (عربی)	21
المفصل لرجال سنن النسائی من کتب الرجال المتداولة (عربی)	22
المفصل لرجال سنن ابن ماجه من کتب الرجال المتداولة (عربی)	23
المفصل لرجال مؤطا مالک من کتب الرجال المتداولة (عربی)	24
المفصل لرجال مشکاة المصابیح من کتب الرجال المتداولة (عربی)	25
المفصل لرجال مشکاة المصابیح من کتب الرجال المتداولة (اردو)	26
المختصر لرجال صحیح البخاری (عربی)	27
المختصر لرجال صحیح مسلم (عربی)	28
المختصر لرجال جامع الترمذی (عربی)	29
المختصر لرجال سنن ابی داؤد (عربی)	30

31	المختصر لرجال سنن ابن ماجه (عربی)
32	المختصر لرجال مؤطا مالک (عربی)
33	المختصر لرجال مشکاة المصابيح (عربی)
34	المختصر لرجال مشکاة المصابيح (اردو)
35	تخریج أحادیث صحیح البخاری من جميع كتب المتون
36	تخریج أحادیث صحیح مسلم من جميع كتب المتون
37	تخریج أحادیث جامع الترمذی من جميع كتب المتون
38	تخریج أحادیث سنن ابی داؤد من جميع كتب المتون
39	تخریج أحادیث سنن النسائی من جميع كتب المتون
40	تخریج أحادیث سنن ابن ماجه من جميع كتب المتون
41	تخریج أحادیث مؤطا مالک من جميع كتب المتون
42	تخریج أحادیث مشکاة المصابيح من جميع كتب المتون
43	تصحیح صحیح البخاری (النسخة المتداولة في الهند)
44	تصحیح صحیح مسلم (النسخة المتداولة في الهند)
45	تصحیح جامع الترمذی (النسخة المتداولة في الهند)

46	تصحیح سنن أبی داؤد (النسخة المتداولة في الهند)
47	تصحیح سنن النسائي (النسخة المتداولة في الهند)
48	تصحیح سنن ابن ماجه (النسخة المتداولة في الهند)
49	تصحیح مؤطا مالک (النسخة المتداولة في الهند)
50	تصحیح مشکاة المصابيح (النسخة المتداولة في الهند)
51	ترقيم صحيح البخارى المترجم
52	ترقيم صحيح مسلم المترجم
53	ترقيم جامع الترمذی المترجم
54	ترقيم سنن أبی داؤد المترجم
55	ترقيم سنن النسائي المترجم
56	ترقيم سنن ابن ماجه المترجم
57	ترقيم مؤطا مالک المترجم
58	ترقيم مظاهر حق قديم
59	ترقيم مظاهر حق جديد
60	ترقيم مشکاة المصابيح المترجم



ترقیم تیسیر المنیر شرح اردو مشکاة المصابیح	61
ترقیم صحیح مسلم (النسخة المتداولة في الهند)	62
ترقیم جامع الترمذی (النسخة المتداولة في الهند)	63
ترقیم سنن أبی داؤد (النسخة المتداولة في الهند)	64
ترقیم سنن النسائی (النسخة المتداولة في الهند)	65
ترقیم سنن ابن ماجه (النسخة المتداولة في الهند)	66
ترقیم مؤطا مالک (النسخة المتداولة في الهند)	67
ترقیم مشکاة المصابیح (النسخة المتداولة في الهند)	68
ترقیم عمدة القاری شرح صحیح البخاری	69
ترقیم إرشاد الساری شرح صحیح البخاری	70
ترقیم صحیح البخاری بشرح الكرمانی	71
ترقیم التعليق الصبیح علی مشکاة المصابیح	72
ترقیم بذل المجهود علی سنن أبی داؤد	73
مفتاح صحیح البخاری	74
مفتاح صحیح مسلم	75

مفتاح جامع الترمذی	76
مفتاح سنن أبی داؤد	77
مفتاح سنن النسائی	78
مفتاح سنن ابن ماجه	79
مفتاح مؤطا مالک	80
مفتاح مشکاة المصابيح	81
مفتاح فتح الباری شرح صحيح البخاری	82
مفتاح عمدة القاری شرح صحيح البخاری	83
مفتاح إرشاد الساری شرح صحيح البخاری	84
مفتاح شرح الكرمانی علی صحيح البخاری	85
مفتاح تیسیر الباری شرح صحيح البخاری	86
مفتاح مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابيح	87
مفتاح التعليق الصبیح شرح مشکاة المصابيح	88
مفتاح شرح الطیبی شرح مشکاة المصابيح	89
مفتاح بذل المجهود شرح سنن أبی داؤد	90

مفتاح صحیح البخاری و شروحه	91
مفتاح مشکاة المصابیح و شروحه	92
مفتاح مظاهر حق قدیم	93
مفتاح مظاهر حق جدید	94
مفتاح تیسیر المنیر شرح اردو مشکاة المصابیح	95
مفتاح کتب الستة	96
مفتاح صحیح البخاری المترجم (عربی۔اردو)	97
مفتاح صحیح مسلم المترجم (عربی۔اردو)	98
مفتاح جامع الترمذی المترجم (عربی۔اردو)	99
مفتاح سنن أبی داؤد المترجم (عربی۔اردو)	100
مفتاح سنن النسائی المترجم (عربی۔اردو)	101
مفتاح سنن ابن ماجه المترجم (عربی۔اردو)	102
مفتاح مؤطا مالک المترجم (عربی۔اردو)	103
مفتاح مشکاة المصابیح المترجم (عربی۔اردو)	104
الجامع المختصر لرجال الستة	105

الجامع لشروح البخاری المتداولة	106
ذكر الدجال في الأحاديث (عربي)	107
ذكر الدجال في الأحاديث (عربي-اردو)	108
تحقيق أحاديث الدجال مع التوضيح مفصلاً	109
الرّدُّ على منكرى الدجال	110
مفتاح أحاديث الدجال	111
تحقيق رواية أحاديث الدجال	112
الأربعين ج ١ (عربي-اردو)	113
الأربعين ج ٢ (عربي-اردو)	114
الأربعين ج ٣ (عربي-اردو-ہندی)	115
الأربعين ج ٤ (عربي-اردو)	116
الأربعين (عربي-اردو-انگریزی)	117
الحصن الحصين (تصحیح شدہ)	118
الدعاء بأسماء البدریین (عربي)	119
سلام احادیث کی روشنی میں (اردو)	120

## يادداشت

## يادداشت

## يادداشت

## يادداشت



## يادداشت

## يادداشت

## يادداشت

## يادداشت

## يادداشت

# التماس

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
حامداً و مصلیاً و مسلماً - أما بعد

محترم علمائے کرام، طلبہ عزیز اور اس کتاب کا مطالعہ کرنے والے تمام ہی حضرات  
السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

وبعد طلب خیر عرض ہے کہ اس کتاب کی تصحیح میں حتی الوسع یہ کوشش کی گئی ہے کہ  
غلطیاں کم سے کم رہیں یا بالکل ہی نہ رہنے پائیں لیکن چونکہ خطاؤں اور غلطیوں سے مکمل  
حفاظت تقریباً ناممکن ہے اس لئے آغجاب سے مؤدبانہ التماس و گزارش ہے کہ کسی بھی  
طرح کی غلطی چاہے اعراب کی ہو، یا ترجمہ کی ہو، یا نحوی، صرفی اور لغوی تحقیق کی ہو، یا  
کتابت کی ہو الغرض کیسی بھی ہو مہربانی فرما کر اس کو کتاب کے اخیر میں دئے ہوئے  
سادے صفحات پر مع حوالہ صفحہ نمبر تحریر فرمائیں اور درج ذیل پتہ پر مطلع فرما کر ممنون  
و ماجور ہوں نیز اپنے مفید مشااور قیمتی آراء سے نوازا نا بھی نہ بھولیں۔ (جزاک اللہ)

## (الملمس)

محمد یامین منیر أحمد القاسمی  
مجمع الحدیث بمراد آباد (الہند)

TEL&FAX:00915912416559

MOB:00966507434615#00919997484366#9358167528

E.mail:yameenmadani@yahoo.com

# اظہارِ تشکر

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العلمین و العاقبة للمتقین والصلاة والسلام علی رسولہ الکریم  
 أتابعه۔ فقد قال رسول اللہ ﷺ ”من لا یشکر الناس لا یشکر اللہ“۔ رواہ الترمذی۔

سب سے پہلے میں شکر گزار ہوں اُن تمام علمائے کرام کا جن سے میں نے اس کتاب کی تالیف کے دوران پیش آنے والے مشکل مسائل کا حل دریافت کیا۔ اور بطورِ خاص شکر گزار ہوں حضرت مولانا محمد یونس صاحب شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم کا جنہوں نے اپنی علالت و بیماری اور تمام تر علمی مصروفیات کے باوجود میرے لئے مراجعت و استفسار کا دروازہ ہر وقت کھلا رکھا اور میں نے جب چاہا اپنی ہر طرح کی علمی مشکل کو حضرت والا سے حل کر لیا، اسیطرح میں ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت مولانا عبدالسلام صاحب شیخ الحدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد کا شکر یہ بھی بطورِ خاص ادا کروں جنہوں نے اس کتاب کی تالیف کے دوران میری سرپرستی و نگرانی قبول فرمائی۔ اور بڑی نا انصافی ہوگی اس اظہارِ تشکر کے موقع پر اگر میں اپنے برادرِ اسلامی جناب حاجی محمد اکرم صاحب اور جناب مولانا جمیل الرحمن صاحب کا شکر یہ نہ ادا کروں جنکے خاص اہتمام و اعتناء اور عنایت و شفقت کے نتیجے میں یہ کتاب منصہ شہود پر آئی ہے۔

اور میں اس موقع پر اپنے برادرِ نسبتی جناب حاجی أنوار حسین صاحب اور اپنے والدِ محترم جناب حافظ منیر احمد صاحب کا ذکر بھی ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ پندرہ سال علمی ماحول سے دور رہنے کے بعد غالباً انہیں کی خاص توجہ اور دعاؤں کا نتیجہ معلوم ہوتا ہو کہ مجھے اس علمی ماحول نے پھر سے قبول کیا۔ اخیر میں اپنی تین بڑی بیٹیوں، دو بڑے بیٹوں ”ذوالقرنین اور محمد أبو المحاسن“ اور اپنی اہلیہ کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تیاری وغیرہ میں میرا ساتھ دے کر مجھے اپنی کم مائیگی کا احساس نہ ہونے دیا۔

محمد یامین منیر احمد القاسمی